تھین تمام میدان جیست نہ انگلشیہ نے اس دغابازی سے ماہر ہوکر وتین برس ہوئے کہ فرانسیسیہ سے بھی لڑے لیکن مردم ینگو ورسکناسے امریکہ نے ایسی کوشش کی کہ فوج پادشاہی مغلوب ہوئی اور اس لڑائی مین کہ تمیس چالیس ہزار جرار اور قریب بیس کرور روپیہ کے ضائع ہوئے بڑی سستی پادشاہ انگلینڈ کی عائد ہوئی اور معرکہ رزم اپنی قوم سے جو نئی دنیا کے لوگ تھے فرانسیسون سے گرم ہوا اسپانیول نے کہ وہ بھی اسی فرقہ سے ہین اور اپنا پادشاہ علحدہ رکھتے ہین اکثر سلطان روم وغیرہ سلاطین قرب وجوار سے لڑا کرتے ہین فرانسیس کی اعانت مین انگلشیہ سے منازعت کرنے کو طیار ہوئے ولندیسیہ بھی جو انگلشیہ کا تسلط ہند مین نہین چاہتے لیکن اپنی سلامت روی سے جو انکا شیوا ہے کمتر متوجہ منازعت ہوتے ہین اظہار عناد پسند نکیا باطن مین تینون فرقہ سے بنا بر وجہ مذکور اور نیز اپنے نفع تجارت کے جو غرض کے وقت اسباب حرب کو دونی قیمت پر بیچتے ہین اسباب وغیرہ اور گولہ باروت توپ بندوق کی پہونچانے مین اہتمام کیا تھا انگلشیہ ایک انکی بھی اس تدبیر مخفی پر آگاہ ہوئے اور اون سے بھی کاوش شروع کی اب آیندہ دیکھئے ہمین خدا کی کیا مرضی ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ + اللہ ہی کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسا ارادہ کرتا ہے +

خاتمة الطبع

صد ہزار سپاس پروردگار ہے وقت ثنای کردگار ہی کہ تینون دفترون تاریخ **سیر المتاخرین** حاوی حالات سلاطین کا ترجمہ زبان اردو مین بکمال حسن تصحیح وغایت تحقیق وتنقیح حسب الارشاد [illegible] بزرگ زیدہ الناس منشی **نولکشور** صاحب مالک مطبع [illegible] مرتب ہوا اگرچہ سیر المتاخرین کی عبارت فرط سلاست سے [illegible] عزیز وپسندیدہ خواطر ہر سرا پا تمیز تھی مگر چونکہ اس زمانہ مین اکابر واصاغر کو زبان اردو مطلوب اور اس زبان بلاغت ترجمان کی جامعیت بدل وجان مرغوب ہے اسواسطے مالک مطبع عالی فخار کی ایما سے اوسکا ترجمہ اس زبان فصاحت توامان مین منشی **گوکل پرشاد** لکھنوی نے ترتیب دیا اور کارپردازان مطبع عالی فطرت نے اوسکو نظر ثانی سے مزین فرمایا اور ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۴ء مین زیور طبع سے آراستہ ہوا فقط

وارد ہوا اور یہان پر سکونت اختیار کی اور مدت تک رہکر صاحب اقتدار ہوئے تاآنکہ شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین ہند کے بلاد سے نکالے گئے اور اولاد اونکی ہوگئی اور مندراج مین رہکر سیاہ رنگ
اور سبز اور بعض سفید پوست ہوئی اور پیشہ وری کرنے لگی انلوگون مین اکثر سرکار انگلشی مین بعہدہ
محرری مقرر ہوئے اولاد انگلشی اونکی کچہ عزت نہین کرتے عوام ہندی کے طرح جانتے ہین لیکن اپنے
ولایت مین آجتک بادشاہ اور صاحب اقتدار ہین جب جہاز وہانکے تباہی سے سلامت لوٹا
بعض ہوشیاران جہاز کو کسیقدر اس سرزمین سے آشنا سے راہ بہم پہونچی اونمین سے ایک آدمی اپنے
بادشاہ کے کسی بی بی کے اعانت سے دو تین جہاز تیار کرکے اور نیز دیگر ہوشمندون کو ہمراہ لیکر یہان
پہونچا اور سکونت اختیار کی اور چند لوگ یہان کی رہنے والے بہم پہونچا کر اونسے مختلط ہوا اور کسیقدر
اونکے زبان سے آشنا ہوا اور اونہین خوشنود کرکے اونکے ساتہ اوس کنارہ مین چند مال کی سیر فرمائی
اور بعد وارتفاع اور قرب درجات وغیرہ کا حال دریافت کرکے کسیقدر نقشہ وہانکے عبور کا قید ضبط
مین لایا اور معاودت ہوا دوسرے سال معہ چند جہاز سامان حرب کے آکر اقامت گزین ہوملے آہستہ
آہستہ اونہی حالات معلوم کرکے اطراف مین اقامت کی بعد چندے وہانکے لوگون کی مانند چارپایہ
کے جوان سمجھکر انگلشی کو وہان کے رہنے کا اشتیاق ہوا اور طرح عمارت وہان ڈالکر معمورہ عظیم بنایا
اور اپنی بود باش و تعلیم و تربیت وہین پر مقرر کی اور معابد اور مکتب وغیرہ ہر قسم کی عمارت و مکان
ولایت کے طور پر بنا لیے ارادہ معاودت انگلینڈ جو وطن قدیم تہا فسخ کیا مگر اطاعت شاہی مین برقرار چنانچہ
بجاے فدویت رہے اور بضابطہ ولایت انگلینڈ کی جو خراج کہ معین تہا پہونچایا کرتے تاآنکہ کثرت اولاد
ہوئی لاکہون سے زیادہ ہوگئی چہ سات برس کے قریب ہوا کہ بادشاہ انگلینڈ نے اصلاح ارباب حل وعقد
مملکت کی وجہ مقررہ پر کچہ اضافہ کیا اور وہ موجب گرانی ہوئی بادشاہ سے منحرف ہوگئے اور بادشاہ نے
سردارون کی نام جو یہانپر تحصیل زر معینہ کیا کرتے تہے حکم تنبیہ صادر کیا سرداران مذکور نے سخت طلبی کی
لاچار فرقہ مذکور نے باہم مشورہ کرکے حکام بادشاہی کو سرزمین سے دور کردیے اور باغی ہوگئے بادشاہ نے
فوج لائق معہ اسباب شایستہ کے اونکی تادیب پر روانہ کی چونکہ ضوابط اور قواعد وغیرہ ہر امر مین انگلشیہ
سے برابر ہین اور توپ وغیرہ جو سامان جنگ موجود تہا مقابلہ کو آمادہ ہوئے فوج بادشاہی مغلوب و
مستاصل ہوگئی بادشاہ نے دوبارہ فوج بیشمار معہ سامان ہزار در ہزار کے روانہ فرمائی فرقہ مذکور بہی
حسب مقدور آراستہ ہوئے اور کچہ مدد بہی فرانسیس سے طلب کی فرانسیسیہ تو صدہا برس سے انگلشی کے
عدو ہین اس موافقت کو طیار ہوئے چونکہ ایام صلح باقی تہی بظاہر اعانت نہ کرسکے در پردہ جسقدر

اگر ضرورت ہو تو وہ ہمسری کرسکے۔

ذکر سبب منازعت فیمابین انگلشی و ولندیسیہ کے اور کسیقدر حال نئی دنیا کا سمی امریکہ

قبل ازین پانچ چھ برس ہوئے بادشاہ انگلشیہ کو حسب صلاح کمپنی کے جسکی بدون کوئی کام اوس
ملک کا نہین ہوتا مردم امریکہ سے جسے نئی دنیا کہتے ہین منازعت درپیش ہوئی کمپنی کی ماہیت یہ ہی کہ چند
اشخاص مالدار وہان کے رعایا سے مراد ہی فرقہ مذکور سی تیس چالیس آدمی یا کم و زیادہ باہم متفق ہوکر
کسی طرف ارادہ تجارت کرتے ہین پس یہی کمپنی ہین۔ اور اس قسم کے لوگ دو تین سو ہونگے کہ علاقہ
تجارت کا ہر طرف رکھتے ہین اور ہر ایک بمنزلہ رئیس قوم کے ہے وہانکا بادشاہ جو ارادہ کرے اول
اپنا مکنون خاطر امرا سے مشورہ کرتا ہی اگر امرا کے پسند ہوا امرا کونسل مین پیش کرتے ہین اور
کونسل ملک اوسی فرقہ مذکور کے لوگون سی مراد ہی کہ ولایت انگلینڈ کے ہر شہر و قصبہ کے رہنے والون
سے ایک دو نفر ہوشیار متدین اپنے وکالت مین مقرر کرتے ہین اور اونکے اخراجات ضروری کے
ذمہ دار ہوتے ہین اور اونہین دار الخلافہ انگلینڈ شہر لندن مین حاضر رکھتے ہین تاکہ جو امر بادشاہ کو عائد ہو
اوس بارہ مین مناسب حال رعایا مشورہ دین گویا کل رعایا کی طرف سی مختار ہین اگر اونکو نامنظور ہو
کوئی منظور نہ کرے گا اگر اونہون نے اوس امر مین رعایا کا بہبود دیکھا اور منظور کیا قبول کرنا اوسکا جمہور
خلق پر فرض ہوا بادشاہ کو انکار کی حالتمین مجال نہین کہ انکے خلاف مرضی حکم دے امریکہ کے اگ
قوم انگلشی اور انہین کے اولاد مین ہین اس گروہ کے علماے ہیئت نی اس علم مین بڑی تحقیق کی
اور حکماے سلف کی تحقیقات مین بڑی تفاوت نکالی ہین منجملہ اوسکے کہتے ہین احاطہ کرہ ہاے ارض کو
بطور سابق نہین بلکہ مانند کمربند کے کرہ ارض کو محیط ہی اور زمین جیسا کہ ادہر نکلی ہوئی ہی محال مقام ہوئی
اور یہی ہفت اقلیم ہی اسطرح دوسری طرف سی برآمد ہوکر موقع سکونت ہی دلیل یہ ہی کہ لوگون کے
کف پا اگر دونو طرف زمین نہو یا بہ یکدگر چسپان نہو اور سر جانب آسمان خلاصہ یہ کہ بے اندک میلے کی ہر دو
طرف زمین مقابلہ بہ یکدگر مین واقع ہی وسعت اوسکی ہر چند آجتک بہبود نہین مگر تخمیناً ہر دو طرف پانچ
حصہ تصور کرنا چاہیی اوسمین سے تین حصہ اسطرف جو ہفت اقلیم سی مشہور ہی اور دو حصہ اودہر
کچھ زیادہ ہوگا اور سرد سیر اور گرم سیر ہی لیکن سارا حال وہانکا دیکھا نہین گیا اکثر قسم کے دوائیات
اور لکڑی وہان سے لائے تین جنگلی صندوقین بنی ہین کہتے ہین کہ چار سو برس سا ہوئین کہ جہاز
تباہ ہوکر وہان پہونچا ایک سال جہاز ترکیس کا جو پرتگال کے نام سے مشہور ہی بے خبر تباہی مین

ہوئی اور حیدر نایک کہتی ہین کہ آجتک حیدر نایک صوبہ ارکاٹ مین بکمال اقتدار موجود اور جنرل کوٹ جو کل افواج انگلشی کا سالار اور منجملہ اصحاب خمسہ کمیٹی ہی اور نایک مذکور کے مدافعہ کو حسب الامر گورنر جنرل تہا بدستور قلعہ مندراج مین مقیم حسب صلاح وقت میدان مین نکلکر آویزش کرتا ہی —
گورنر جنرل بہادر کا یہ حال ہی کہ اوسنے اپنی افواج مرسلہ کا یہ حال دیکہکر ملک بنگالہ و عظیم آباد و اودہ و الہ اباد وغیرہ کا بندوبست جو اوسکے قبضہ مین ہی واجب سمجہکر اسمین صلاح دیکہی کہ میرزا نجف خان بہادر اور پادشاہ کو یا جو شخص لیاقت رکہتا ہو ایلچی بہیجکر اپنا دوست رفیق بناوے اور مالداران نالایق سے جو کہ فضول مصارف مین بے فائدہ زر خطیر رائگان کرتے ہین کچہ روپیہ واسطے مصارف اس حرب و ضرب کی تدابیر مناسب سی حاصل کرے تاکہ ایسا نہو کہ افواج دکن اپنا غلبہ اپنے وطن مین دیکہکر ادہر بہی بلیہ مصدر عنا و انگیزی ہو اور میرزا نجف خان جو کہ سوالی جواب سابقہ سی اندیشناک ہی ایسا نہو دکہنیون سی ملجاوے یا کوئی اور بدنما ہو کیونکہ اس فرقہ کی دل کی بات خصوص گورنر جنرل بہادر کی کیا امکان کہ ادنی سی بہی ظاہر ہو جاوے بہر صورت ۱۱۹۵ ہجری مین کلکتہ سی کوچ کرکے مع اکثر اصحاب دانشمند مانند مسٹر اندرس وغیرہ ہمقوم کے اور زمرہ ہندیان سے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکے اوصاف حمیدہ اسکی دفتر دوم مین کارقوم پذیر ہین ہمراہ لیکر بڑی شان و شوکت سی کہ تین چار سو کشتی ہمراہ تہی اول ماہ شعبان کو عظیم آباد ہو سنچکر عازم بنارس ہوا تیسوین ۲۳ ماہ مذکور کو بنارس آیا خبر تہی کہ زیادہ مقیم نرہکر عازم لکہنؤ ہو گا وہان پر جو کچہ خاطر ظاہر ہو گا قبل ازان کہ گورنر بہادر کلکتہ سے عزیمت کرے ولایت سی حکم آیا کہ جماعۂ ولندیزیہ کی بہی کرسکے اونکی قلعجات و مکانات ضبط کیجاوین اور حسب الامر اوسط یا آخر ماہ رجب سنہ مذکور کو ہندر ہلیہ گلی مین جہان آبادی ولندیزیہ کے تہی اور راجہ جسکا نام چیچرا اور سردار اس جماعہ کا ملک بنگالہ مین چند ضرب توپ سے جو کہ چالیس ضرب سی کم نہونگے مع اپنی قلیل جمعیت کے رہتا تہا بے لڑائی کے مسخر ہو گیا اور مع مال و اسباب کی فرقہ انگلشی کے ضبطی مین آیا اور مقامات مین بہی ہر دو صوبہ بنگالہ و عظیم آباد مین بہی دو تین شخص جسجگہ جسقدر لایق جانتی ہین اپنی معکپنی کے کام کو مامور ہوتی ہین وسط شہر عظیم آباد مین بہی ایک مکان وسیع نہایت مصفا تہوڑی سی متانت مین مع چند ضرب توپ کی رکہتے ہین جب حکم گورنر کا مسٹر لمسول صاحب کلان عظیم آباد اور میجر ہاڈی صاحب فوج متعینہ شہر مذکور کے نام بابت ضبطی مکانات ولندیزیہ کے صادر ہوا چندروز قبل ورود گورنر کے یہان بہی بدون جنگ و جدل کی صفائی ہو گئی تہی ہان مقامات کے تسخیر کی آسانی کا یہ سبب ہوا کہ انگلشی اول سے اس روز کا خیال رکہتے ہین چونکہ غلبہ و اقتدار اس دیار مین ہو نا تہی فرقہ دیگر کو اسپنے برابر نہین رکہتے تاکہ

حرانہ شاہی فرمایا اور دواخانہ جو فی الحقیقت نفیس تہا اپنے قبضہ مین کیا باقی کل مال و متاع کو داخل خزانہ شاہی فرمایا
اور اپنے سرداران کو اطراف مین بہیجکر فی الجملہ سکھہ وغیرہ مفسدون کو رام کیا اور اپنا غلبہ اوس جماعہ
نے بشمار پر ظاہر فرمایا آجتک باقبال وجاہ شاہجہان آباد مین کام روا فرمان فرما ہے اصحاب انگلشی
کے دلمین کسیقدر کشکش ہی بعد مقید کرنے عبد الاحد خان کے جرنل کوٹ انگلشی نے مسمی مشرک
کو بطور سفارت امیر الامرا نجف خان بہادر کے پاس مشتمل پیغامہاے وعید و تہدید کے بہیجا تہا اوسنے
بہی بطور مناسب جوابہاے معقول دئیے اور دکن کی لڑائیان خود انگلشیون کو واقع ہوئین وہی
مانع مکاوحت نجف خان بہادر ہوا ورنہ کیا عجب کہ اب تک کچہ اور حرکت ہوتی دیکہئے آئندہ کیا ظہور
ہوتا ہے زمانہ کیا رنگ بدلتا ہی

نہضت کرنا گورنر جرنل بہادر کا کلکتہ سے مغرب کو

کسیقدر حال دکن کا جو معلوم ہوا تہا درج دفتر دوم ہوگیا ہے اندنون مین کہ آخر ماہ شعبان
بلکہ شب غرۂ ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین ایسا سنا گیا کہ جرنل گاڈرڈ بہادر بعد فتح قلعہ للبی کے
جو کہ عمدہ قلعجات مرہٹہ میں ہے فوج آراستہ کرکے بقصد تسخیر پونا دار الملک مرہٹہ کے متحرک ہوا
سرداران مرہٹہ چار ناچار چند منزل پونا سے نکل کر جرنل کا استقبال کرکے ہنگامہ آرائے کارزار
ہوئے اور بعد متواتر لڑائیون کے ایکروز طرفین سے جی کہولکر بخت آزمائی ہوئی اور بعد کشتہ ہونے
فوج بیشمار کے لشکر جرنل گاڈرڈ نے شکست پائی جرنل مذکور نے براہ ہوشیاری معہ بقیۃ السیف
دو ہزار جرار کے لب دریاے شور بدون اسباب و توپخانہ کے پہونچکر جہاز پر سوار ہوا اور بمبئی
مین جو کہ جزیرہ مشہور اور وہان انگلشیون نے قلعہ متین بنا رکہا ہی جا کر منتظر وقت جا بیٹہا اور بعض کہتے
ہین کہ بندر سورت چلا گیا واللہ اعلم اور نیز سنا گیا کہ افواج انگلشی کرنل کمک کی سرداری مین تہی
اور یہ شخص بہی شجاع اور صاحب تدبیر اور ہوشیار ہے صوبہ مالوہ گیا تہا اور قلعہ گوالیار قبل اوسکے پہونچنے کے مفتوح ہوا
تہا اور دوسرے قلعجات جو کہ کرنل کمک نے تسخیر کیے تہے فوج عظیم مرہٹہ نے
مستحفظان انگلشی وہان پر تہے اور متواتر لڑائی اور
دکن سے اوس صوبہ مین آکر رسد وغیرہ کی راہ لشکر انگلشی کی مسدود کردی
قتل و مجروح کر ذمرمان گڈہی اور محافظان قلعہ وغیرہ کے سبب سے ایسا عاجز کیا تہا کہ کرنل کمک
کی بہی پائداری دشوار ہوئی ناچار قلعہ گوالیار مسمی رانا زمیندار گوہد کو تفویض کیا اور قلعون دوسرے
سے بہی بخدمت دست بردار ہوا اور قلعہ معقوبہ بہی چہوڑ کر اٹاوہ جلد آئے اور بنام فوج کے چہاونی اٹاوہ مین مقرر

مذکور سے کے معلوم ہوا قبل ورود جرنل مذکور سے کے اوس سے ملاقی ہوا او سنے خط گورنر سے مجھے دیکر خلوت مین پڑہنے کا حکم دیا مینے پڑہکر مضمون ظاہر کیا بہت التفات فرمایا اور کہا ہمیشہ جو منظور ہو خلوت مین کہا کرنا چند روز اسی رنگ سے گذرا کہ اوس انگلستی کرانی نے ہمین دخیل دیکر بدین نظر کہ جب یہ دخیل ہوا مین معطل ہونگا حیدر بیگخان سے سازش کر کے مسٹر مدلٹن کو سمجھایا کہ اسکا دخیل ہونا مناسب صلاح نہین مسٹر مدلٹن بہی ملول ہوا وہ سارا التفات جاتا رہا سبے التفاتی سے پیش آنے لگا بندہ نے سمجہا کہ اب یہان کے رہنے مین فائدہ نہین کب تک جرنل گاڈرڈ کا بار سہا جا ہے نہایت سماجت سے جرنیل موصوف سے اجازت لیکے عظیم آباد آیا چند مہینے کے بعد جرنیل گاڈرڈ کی بہی صحبت مسٹر مڈلٹن سے ناچاق ہوئی وہ بہی مستعفی ہوکر کلکتہ کو روانہ ہوا بندہ کو خاص بجرہ کی سواری مین ہمراہ لیگیا وہان ہر چند روز برآمد کار کی امیدوار رہے تا آنکہ جرنیل موصوف مہم دکن پر جیسا کہ دفتر دوم مین لکہا ہے مامور ہوا اور بندہ بہی واپس ہوکر عظیم آباد آیا۔ احوال ملک شجاع الدولہ کا آجتک ویسا ہی ہے حسن رضا خان بدستور نہایت آرام مین اور حیدر بیگخان انفصال معاملہ مرام مین مشغول ہے مسٹر مدلٹن حسب سعی مسٹر بارول کی جو کہ اصحاب کمیٹی تہا ایک برس ہوئے کہ ولایت سے جاکر چند مہینے معزز رہا بعد جانے مسٹر بارول کی ولایت مین از سر نو مسٹر مدلٹن اور مسٹر جانسن باتفاق مدار المہام روانہ لکہنو ہوئے سر رشتہ کل معاملات کا اصحاب انگلستی کے ہاتہ مین ہے ۔+

باقی احوال نجف خان بہادر اور بادشاہ کا آجتک کہ ۱۱۹۵ہجری ہین

نجف خان بعد تسلط اکبر آباد اور تسخیر قلعہ ڈیگ کے روز بروز صاحب اقتدار ہوتا گیا فوج کی کثرت مبالغہ بیرگمان ہوگی نجف قلیخان اور افراسیاب خان نے اپنے چیلون کو صاحب رسالہ کیا جسمین دس بارہ ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ ہونگے فی الحقیقت یہ لوگ نیابت سروری رکہتے ہین خصوص نجف قلیخان جسکی شجاعت ہمعصرون مین مشہور ہے اکثر معرکون مین اچہی سپہ گری دکہلائی نجف خان بہادر سے ہمسری کی اور محمد بیگ خان ہمدانی نجف خان بہادر کا ثانی کل امور نجابت اور شرافت نسب مین اکثر رفقاے مخصوص ان چیلون سے افضل ہے اور سردار بہی ملازمان شجاع الدولہ مانند میر دو گو شاہین معہ فوج چہ سات ہزار سوار کے اور مرتضی خان ولد مصطفی خان بہادر بیر جنگ پانچ ہزار سوار سے اور اکثر صفدر جنگ کے اقربا مانند اولاد مرزا یوسف کہ ان سبہونکو

نام پر ہوئی لیکن اس لطرسے کہ محسن حامی اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تہا مستعفی ہوا
اور لوگ بھی حیران تہے کہ عہدہ نیابت سے جو بات منظور ہے اوسکا متصدی یہ نہین ہو سکتا پس
اس بیچارہ کو کیون تکلیف دیجاوے خدا معلوم کس سبب سے راے مسٹر ہیسٹو کی یہ راے ہوئی
نیابت کل کی خواہ نخواہ اسی کے نام ہو اور اسکا نائب دوسرا شخص کاروان ہوشیار کیا جاوے
اسمعیل بیگ خان نامی مغل ولایت جو کہ عیار اور دنیا دار اور جسوقت کہ بادشاہ اور فوج انگلشیہ الہ آباد
مین بھی سرکار انگلشیہ کیطرف سے داروغہ ڈاک اور اخبار تہا چونکہ حیدر بیگخان کابلی سے سازش اور
طمع نفع رکھتا تہا اور وہ بھی اوسکے واسطے سے بار بار یا کرتا تہا ایرج خان کی بیماری کے وقت سے
مسٹر مذکور سے اوسکے نیابت کے لیے ذکر کیا کرتا تہا مخفی نرہے کہ یہ حیدر بیگ اور مرزا انور بیگ دونو بہائی
کابلی نژاد عامل پیشہ شجاع الدولہ کے عہد مین اکثر پرگنات صوبہ اودہ کے مستاجر تہے لیکن نہایت سخت
گیر حتی کہ دوستون سے بھی غرض آشنا تہے شجاع الدولہ کے عہد مین بنا بر وصول بقایا سے زر کے نہایت سختی مین
قید رہے کہ اوسی دار وگیر مین بڑا بہائی مر گیا حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی تا آنکہ تقدیر سے
دو کرور ملک کی نیابت پر جب کہنے والون راست گو نیکو سے جو کہ قسمت مین ہوگا قریب دور خواہ تو لاے نہ لے اگا ضرور
سرفراز ہوا القصہ ہر چند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت و فیض عنایت مسٹر جان برسٹو سے آصف الدولہ کی نیابت اوسکے
نام مقرر ہوئی اور حیدر بیگخان مذکور اسکی نیابت پر سرفراز ہوا دونو خلعت فاخرہ جواہر ہاتی گہوڑا عنایت ہوا حیدر بیگخان کاروبار
مین مصروف ہوا اور حسن رضا خان نے جو لاکھہ روپیہ درماہہ کی جاگیر پائی کمال عیش و عشرت و خلوت مین
مصروف ہوا اور اس شعر حافظ کے ظاہری معنی پر سے صبح ست ساقیا قدحی پر شراب کن + دور فلک
درنگ ندارد شتاب کن ۔ عمل فرمایا صحبت شراب و کباب مین شاغل اور آمد و رفت دربار سے
غافل ہوا جو آیا فوج و ملازمین کی تخفیف کرتا تہا عمل مین عجب طور کا انقلاب ہوا بعض خراب بعض
باآفتاب ہو سکے جب مسٹر برسٹو کی تدبیر درست ہوئی کلکتہ مین جرنل کلاورن کو محاسبان
اجل نے گہیرا دم مارنے کی مہلت ندی گورنر ہسٹنگ بہادر کی طرف قوی ہوئی مسٹر جان برسٹو
معزول ہوا اور اوسکی جگہہ مسٹر مدلٹن مقرر ہوا اس خبر کے سنتے مسٹر جان برسٹو کلکتہ کو روانہ
ہوئے جرنیل گاڈرڈ باعتماد دوستی مسٹر مدلٹن کے بہت خوش بندہ کو بھی امیدوار رکہا
اوسوقت فرخ آباد مین تہا کہ مسٹر مدلٹن لکہنؤ مین داخل ہوا اور بندہ کی جست جو ہوئی اور
ایک گرانی سے جو مسٹر برسٹو کے دوسرے درجہ پر تہا کہا کہ فلان کہان ہے گورنر بہادر نے اوسکی
سفارش مجہسے کی ہے اور ہر ایک خط اوسکو میری معرفت بہیجا ہے جب بندہ کو زبانی گرانی

حوالہ کر دیا کرتے بہر حال ہر وقت فقیر کی خوشنودی کیا کرتا تھا چونکہ جانتا تھا محصل قلعہ خرچ ضروری کو بھی وفا نہین کرتا اور سنا کہ افواج آصف الدولہ جو کہ قواعد انگریزی جانتی ہے جو سردار کہ اوسکی تعلیم اور خبر گیری اسباب و سامان مناسب فوج کے کر سکے ایسا کوئی نہین پس قرار پایا کہ فرقہ انگلشیان سے کوئی کرنل حسب مرضی آصف الدولہ کے مقرر ہو اس دریافت حال سے جرنل مذکور کو جو اوس وقت وہین کرنل تھا ارادہ ہوا کہ اگر یہ کام اوسکے نام مقرر ہو مناسب ہے فائدہ طرفین سے خالی نہو گا لیکن چونکہ مسٹر جان برسلو سے جان پہچان نتھی اور خود اپنی طرف سے سائل ہونا گوارا نتھا بندہ سے اشارہ کیا بندہ نے کہا کہ کسی آشنا انگلشی کو نام میری سفارش کا خط لکھدیجے تاکہ بندہ اپنے کام کو جاوے اور آپکی درخواست احسن وجوہ سے پیش کرے خدا سے امید ہے کہ درستی مدعا ہو اوسنے پسند کیا بندہ کو مرخص فرمایا بندہ گھر بار کو وہین چھوڑکر روانہ فیض آباد و لکھنؤ ہوا چونکہ بلدہ جونپور راہ مین واقعہ ہے بندہ کا ورود شہر مذکور مین ہوا حضرت فضائل دستگاہ مولانا محمد عسکری روح الدروحہ کا شہرہ نکوئی اور بزرگواری مدتون سے سنا تھا اور قصبہ چھپاڈہ مین زبانی اونکے شاگرد سعید مولوی سید ظفر علی کی بھی سنکر مشتاق ہوا تھا پس جذبہ تمنا نے خدمت سراپا فامنت مین پہونچایا دو گھڑی کامل مشرف حضوری رہا در حقیقت جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا بطریق تبرک چند خصائل اوس بزرگ کے زیب تحریر کرتا ہون —

ذکر خصائل جناب فیضمآب مجموعہ الشعوری مولانا محمد عسکری روح الدروحہ

شہر جونپور کے سادات کرام مین ہے انواع علوم اور اصناف فنون مین وحید عصر حسن بیان اور طلاقت لسانی مین فرید دہر مدت تک افادہ علوم کرتا رہا اور تھوڑی سے معاش مین قانع رہا ہر چند کہ تحصیل اکثر کتب متداولہ کی حسب معمول نہین فرمائی تھی مگر ذکاے طبیعت سے مطالعہ کتب کیا گیا جمیع فنون منقول و معقول فروع و اصول مین تبحر حاصل اور قوت مالاکلام سے مشکلات ہر فن سے اوس نحو سے تقریر کرتا کہ جاے انگشت نہی حاسد نرہے نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت + بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد — آپکا مشغلہ تدریس ہے یہ شغل بھی کیا عمدہ ظاہر و باطن مین خوبی رکھتا ہے اپکا طور بھی اس زمانہ کے فضلا سے کچھ متفق نتھا اظہار فضیلت کو جالب زلت سے جانتا تھا اور ہر نیکی کو جو باعث غرور و نخوت ہو بدی سے زیادہ خیال فرماتا کسی کی بدی کبھی نہ سنتا اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اوسکو اپنے تقاضاے خلق سے علانیہ مانع نہوتا بلکہ اوسطرح مانع ہوتا کہ اوسکو گران نگذرتا اوسکی حسن

ادری سادات موسوی مین اولاد امام زادہ عالی مقدار سید احمد بن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے مشہور ہین جو حضرات
شاہ چراغ و متوطن دار الملک شیراز ہین اونکے مزار شیراز مین نہایت معروف اور حاجت روا ہے خلائق
ہین کرامات سے اکثر مشہور جد مادری میرے سید زین العابدین عم زاد مہابت جنگ کا ہی بعد
انتقال اوسکی مان یعنی میری نانی مہابت جنگ کی عمہ حسب وصیت کی میری مان کی کتخدائی مین عجلت
کرکے فارغ البال ہوئی جو کہ سید مرحوم مذکور بعد گذشتہ ہونے اعظم شاہ کے ترک نوکری کرکے
گوشہ گزین ہوا تہا بعد کتخدائی والدہ کے سات برس اور بسر کی اسی ضمن مین بندہ کی ولادت ۱۱۴۰ ہجری
مین واقع شاہجہان آباد واقع ہوئی اور بعد دو برس کی دوسرا بہائی سید علی تقی بہی پیدا ہوا اور
بندہ پانچوین برس مین اور بردر مذکور تین برس کا تہا کہ عسرت نے زور دکہلایا اور جد و والدہ نے جملہ
اولاد کو مع ہر دو داماد کے ہمراہ لیکر اور گہر فروخت کرکے فریدآباد بنگالہ مین جہان کہ مہابت جنگ شجاع الدولہ
ناظم کی رفاقت مین تہا آئین اور اپنے لڑکے کی اولاد کو مہابت جنگ اپنے بہتیجے کے سپرد کیا بعد چند
روز کے مہابت جنگ نے عظیم آباد کی نظامت پائی والد مرحوم اوسکی رفاقت مین پہونچے اوس وقت
سے آجتک کہ ۱۱۹۵ ہجری ہین بکمال آرام مع مکان مال و اسباب کے حسب مقدور بسر کرتے ہین
۱۱۹۰ ہجری مین بندہ کو بسبب ضمانت ایک زمیندار کے جو سالہا سال سے مرہون احسان تہا پچاس ساٹہ
ہزار روپیہ کا خسارہ ہوا گہر وغیرہ بیچکر اور اکتیس ہزار روپیہ سودی مہاجن سے قرض لیکر ادا ے
ضمانت کی اور قرض خواہ کے ہاتہ سے خصوص عملہ نظامت سے کہ بے موجب محض درپے ایذا
تہو رہائی پائی اور وجہ معاش اصلی قرضہ مین حوالہ مہاجن ہوئی اب تحصیل معاش کی کوئی راہ
نظر نہ آئی تا آنکہ ایک مہینے کے بعد امیر عالی قدر سر امراحسان امیر الدولہ جرنیل کاورڈ بہادر فتح جنگ
جسکے مانند زمرہ انگلشی مین کیا بلکہ جمیع انسان مین بہ ہر فقیر بلکہ کل کیواسطے ملنا ممکن نہین کلکتہ سے
مامور ہو کر عظیم آباد آیا چونکہ بندہ سے پہلے آشنائی تہی بندہ نے اوسکی ملاقات کی بندہ کا حال
دیکہکر نہایت متاسف ہوا فرمایا چونکہ یہان کسی سے تعلق نہین میرے ہمراہ چلو جو کچہ میسر ہوگا باتفاق
خرچ ہوگا بندہ نے اوسکی عنایت غنیمت جانی ہمراہ ہوا بعد اوسکے چلے جانے کی عقب سے قلعہ چنادہ پہونچی
ہر چند وہانکا ماخل بقدر ضروری خرچ کے تہا مگر بندہ کو کار ہاے مالی مین وہانکا مختار کیا اور ایک مکان
مین بندہ مع عیال و اطفال کی بسر کری اپنی سرکار سے دلایا اور اپنے خاص سواری کا بجرہ جو کہ مانند خانہ
وسیع کی تہا عظیم آباد بہیجا اور زاد راہ بہیجکر میرے عیال و اطفال کو منگا دیا اور تین سو روپیہ ماہواری میری
لڑکون کے نام مقرر کردیا اور اپنے خانسامان کو دیا کہ شمع کافوری وغیرہ جو اشیاء ضروری ہو بلا استفسا

نے بعد جلوس میر مرتضی خان برادر زادہ مصطفوی خان کو جو صاحبزادگی کے عہد مین انکا میر سامان تھا
نیابت کل کی خلعت عطا فرمائی ہفت ہزاری کا منصب ملا صاحب نوبت اور ماہی مراتب کر کے تنخواہ مین
کیا گیا مجید الدولہ کا خطاب پایا اور باپ کے رفقا مانند ایرج خان اور لطیف علی خان وغیرہ کے مایوس
ہو کر اپنے فکر مین پڑے ایرج خان اس ارادہ سے کہ بادشاہ کے حضور مین حصول سند اور خطاب مین
نجف خان بہادر کے استحکام رشتہ اتحاد کرے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور اس معرکہ سے اپنی رہائی
کو غنیمت جانا۔ چند روز کے بعد آصف الدولہ نے معہ کل فوج اور والدہ اور جدہ معظمہ کے فیض آباد
سے بمقتضاے عدم موافقت آب ہوا لکھنو کو عزم فرمایا اور شہر سے باہر ہوتے ہی اپنے مان
کو پیغام دیا کہ باپ کے خزانہ نذر کرے کیونکہ شجاع الدولہ جملہ خزاین اپنے بیگم کے تحویل مین رکھتا تھا
اور یہ امر جب ہی انگریزون کی باہمی برتاو مین دیکھا تھا اسنے بھی سررشتہ اتحاد کے مضبوط ہونے کیواسطے
زر خزانہ بیگم کے تحویل مین رکھنا مناسب سمجھا تھا غرضکہ اس داد و ستد کے بارہ مین بہت کچھ گفتگو مان
بیٹے کے درمیان مین واقع ہوئی اور انجام کار کو بیگم صاحب بدین شرط روپیہ دینے کو راضی ہوئیں
کہ آصف الدولہ اونکو فارغ خطی لکھدے غرض کہ آصف الدولہ نے ظاہرا پچاس لاکھ روپیہ اپنے والدہ
سے لیکر فارغ خطی تحریر کردی چونکہ آصف الدولہ پیشتر چند نفر تلنگون کو مقرب خاص بنائے ہوئے
تھا اور وہ بھی سایہ کے مانند اسکے آگے پیچھے لگے رہتے تھے اسوقت کہ آصف الدولہ بطور خود کار فرما ہوا
ہر ایک کو اون پیادون مین سے خطاب اور منصب اور خدمات عظیمہ اور رسالہ اور پالکی
جاگیردار عطا فرما کر اقتدار کامل عطا فرمایا اونمین سے ایک کو بیسواڑہ کی حکومت عطا کرکے گویا اپنی
بدنامی خریدی اور اپنے پالکی کے کہارون مین سے ایک نفر کو راجہ مہرا کا خطاب دیکر سرفراز
فرمایا غرضکہ اسکے مصاحبین بجز پوچ اور رذیل لوگون کے نہین تھے بعد چندے لکھنو پہونچکر متوقف
ہوا اور تھوڑے دنون کے بعد اثناء راہ مین انگریزی لشکر کو آگاہ کیا یہ مقام صوبہ اودھ اور انتربید کی سرحد مین واقع
ہے یہان پہونچکر اپنے بھائی مرزا سعادت علی اور رشید کی البشیر حبشی کو طلب فرمایا جسوقت یہ لوگ حاضر
ہوئے اول رشید کی البشیر کو مشمول عنایت فرماکر غافل کردیا اور جب اوسکے رفقا کو اپنے طرف
بلالیا چند دنون کے بعد مخفی اشارہ کردیا کہ رشید کی البشیر کو قید کرین اتفاقاً رشید کی البشیر نے کچھ دیر
پیشتر لوگون کے ازدحام ہونے سے اس حکم کی خبر پائی بیچارہ معہ رفقا کے متحیر تھا کہ اب کیا کرے
کہ ناگاہ اسی وقت مخالفین آ پہونچے اسوقت میر بہادر علی رشید کی البشیر کا رفیق جو علیشی ناگور کا رفیق
دیرینہ اور مرہون احسان تھا عرض کیا کہ جبتک میری زندگی ہے بندہ ان لوگون کو ہاتھ لگانے

چونکہ اسکے باپ اور دادا نے اسی مرض سرطان سے جان دی تھی دانہ کے نمو ہوتے مادہ سرطان کا خوف پیدا ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ نذر فرمایا اور بعد حصول شفا کے ایفای نذر موعود فرمائی مگر مقدر مین تو مرگ موروثی بدی تھی اخر اوسی بلا مین مبتلا ہوکر اقلیم بقا کی راہ لی بعد تغسیل و تکفین حسب رسم ہندوستان جنازہ بڑے تجمل اور شان و شوکت سے اوٹھایا گیا مرزا علی خان اور سالار جنگ بنی محمد اسحق خان مرحوم کے جو شجاع الدولہ کے سالی تھے مع جمیع ملازمین اور نمکخواران دولت کی ہمراہ جنازہ ہوئے ہنوز باغ گلاب باڑی تک نہ پہونچے تھے کہ شجاع الدولہ کے فرزند سعادتمند مرزا امانی ملقب آصف الدولہ جانشینی کی تمنا مین بہت مضطرب ہوئے اور اندیشناک مبادا ارکان دولت کسی دوسری اولاد کو مسندنشین کرین پس مروت و حیا کو بالاے طاق رکھکر اپنے متوسلین کو حکم دیا کہ جلد تر اوسکے خالو ون مرزا علی خان اور سالار جنگ کو جنازہ کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور مین لا وین ۔

جلوس کرنا مرزا امانی ملقب آصف الدولہ کا مسند حکومت پر اور برباد کرنا ریاست کا اور برہم ہونا نظام سابقہ کا

جسوقت آصف الدولہ کی مجرمان اسرار مرزا علی خان اور سالار جنگ کے لینے کو گئے اول تو انہون نی دنیوی شرم کا لحاظ کرکے مراجعت سی عذر ظاہر کیا مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ خواہی نخواہی حاضر ہون اوسوقت دونو بھائی مجبور ہوکر واپس ہوئے اور انکی واپس ہوتی ہی اور لوگ بھی براہ خوشامد اور چاپلوسی کے جنازہ کے ہمراہی سے مراجعت کنان ہوے ۔ آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کی کرنیل گلیس اور ایک دوسرے رئیس انگریزی کو جو شجاع الدولہ کے مصاحبت مین رہا کرتے تھی طلب کرکے کہا کہ تاخیر مناسب نہین مشیت ایزدی سی کیا چارہ ہے اب مصلحت یہی ہی کہ مجھے مسند حکومت پہ جانشین کرو اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی باتون مین اوسکی تسلی کرکے انجام کار پر نظر فرمائی مگر جب آصف الدولہ نی عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہو جانے ہماری مسند نشینی کے زر خطیر آپ لوگون کو دیا جاویگا اونہون نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا لڑکا یہی ہے اور بموجب آئین وراثت کی بھی مستحق ہے ہمارا کچھ نقصان نہین بلکہ فائدہ ہوتا ہو پس اسی خیال سے دستار وراثت اوسکے سر پر باندہی اعیان دولت حاضر ہوئے اور نقارچی بھی جنازہ کے ہمراہی سی معاودہ ہوکر نوبت خانہ مین آئے ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نکرنے پائے تھے کہ نوبت خانہ سے آوازہ شادیانی بلند ہوا ۔ آصف الدولہ

سے حضور مین آیا اور حاصلات ملک کی تمہید کی اور نجیب الدولہ کے ملک مین سے جو گنگا کے اس پار
مانند چاندپور مدینہ اور پتھر گڈہ وغیرہ کے تہا شجاع الدولہ کو دیکر تہوڑا سا ملک بنگش اور حافظ رحمت
اور دوندے خان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تہا خود لیا اور بعد تنقیح اور تصفیہ حدود ملک کے نجف خان بہادر
ضابطہ خان کو شجاع الدولہ سے لیکر مرخص ہوا اب ضابطہ خان اور نجف خان بہادر کے فیما بین رابطہ
اتحاد مستحکم ہوگیا - بعد ازان نجف خان اپنے ملک اکبر آباد کے حدود مین چلا آیا اور شجاع الدولہ
ملک روہیلہ کے انتظام مین مصروف ہوا اسی ضمن مین حکم خداوند مالک الملک سے شجاع الدولہ کی انتقال کے سامان ظاہر
ہوے بندرا ئین جسے خیارکش کہتے ہین ایک پہوڑا نمودار ہوا مگر چندان اوسکے طرف توجہ نہوئی
کیونکہ امید مضبوط تہی کہ ایسے پہوڑے پہنسیون سے جان جانے کا خوف نہین ہے ہندوستانی اور ولایتی
جراح وغیرہ دوا معالجہ کرتے رہے مگر موثر نہوا آہستہ آہستہ مادہ نے وسعت پکڑ کی سرطانی حیثیت قائم
کی اوسوقت ایک طرح کی تشویش و تردد کا مقام ہوا تعجب انگیز تو یہ روداد ہے کہ اس پہوڑے کے زخم کا اشتہار
عموماً اس مضمون سے مشتہر ہوا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت کی بیٹی سے خیال وصال کیا اور
اوسے خلوت مین طلب فرمایا وہ بیچاری فرط غیرت اور کثرت جہالت سے جو عام عورات مخصوص پٹہانیون
مین ہوتی ہے ایک چاقو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیتی گئی اور بروقت کشف پردہ کے اوسی چاقو کو شجاع الدولہ
کی ران مین مارا اور وہ چاقو زہر سے بجہایا ہوا تہا اسی وجہ سے زخم کا اندمال نہوتا تہا - باوجودیکہ یہ
شہرت محض غلط اور افترا ہے مگر ہنوز عموماً لوگون کے زبان زد ہے القصہ شجاع الدولہ نے مضطرب ہوکر
سواری مانگی فیض آباد کا عزم کیا جہان کہ اوسکا دار الامارۃ اور اوسکے جد مادری برہان الملک کا آباد کرایا ہوا
تہا اور تمام و کمال اوسکی تعمیرات شجاع الدولہ کے ہاتہ سے ہوئی تہی ـــــ اور مرزا سعادت علی اپنے دوسرے بیٹے
کو اوس جگہ پر نائب چہوڑ کر سیدی بشیر حبشی کو اوسکی اتالیقی پر مامور فرمایا اور خود فیض آباد آئے -

انتقال کرنا شجاع الدولہ کا دہر ناپایدار سے

روز بروز بیماری نے زور پکڑا اور سرطانی مادہ ہوگیا ہرچند اطباے حاذق اور حکماے فرنگ نے
بہت کچہ علاج کیا مگر سود نہوا - ہرچند بموجب آیہ کریمہ لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کی موت
سے تقدیم و تاخیر نہین ہوسکتی لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کی اسباب مقرر کیے
ہین جنمین بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بہی ہوشیاران دقیقہ
رس کی نظر مین جلوہ گر ہو جاتے ہین خصوص مرگ شجاع الدولہ کی جو وجو ہات راقم سیر المتاخرین

سکے دلمین جلوہ افگن ہوسنے لگتا ہی اول تو جوان اور بادل پرحسرت دنیا سی گذرنا جب ہی کہ اسنے اقتدار پایا تہا اکثر امور ارجمند کا آرزومند تہا اور اکثر صفات حمیدہ بہی اسکے ذات مین تہی مگر دو تین امور بد ایسے اسکی ذات سی سرزد ہوئے کہ اونہین کی عوض مین حق تعالے نی بادل پرحسرت عین جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹہانی کی مہلت ندی اور ہزارہا افسوس سکے ساتہ رہگرای عدم ہوا - اول تو میر قاسم خان کے ساتہ وہ بدعہدی کی گو خانہ کور اوسکا سزاوار تہا لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم تہا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آئی اور جسکی ساتہ کلام الہی اور قسمین انبیا اور ہو گندائمہ طاہرین کا واسطہ دیکر عہد و پیمان کیا جاوی اوسی سکے ساتہ بدعہدی کر کے دغابازی کرتے اور لوٹ مار کرا یسے امیر با توقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے - دوسرے اپنے وظیفہ خواران ممالک محروسہ کی حق مین ایسا بدگمان ہوا کہ اوس جماعت کو جو لاکہون سے متجاوز تہے یکقلم روزینہ اور وجہ معاش سے محروم کردیا اونکی اراضی اور دیہات ضبطی مین لایا جسکے نتیجہ مین خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعضون نی تو اپنی گہرونمین غیرت کی مارے دروازے بند کرکے شرم سی موتہہ ندکہایا اور فنا ہوگئے اور بعض نی کچکول گدائی لیکر دربدر بہیک مانگنا شروع کی ممکن ہی کہ دس بیس آدمی امور ناشایستہ کے مرتکب ہوئے ہوتے تو خیر اونہین کی تنبیہ کی جاتی بلکہ بہتر تو یون تہا کہ معاف فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی کے نیک و بد پر روزی منقطع نہین فرماتا سو وہ ایسا ہی رزاق پست و بلند کرنے جرم پر باب روزی نہ بند - سوم یہ شخص عموماً مخصوص اپنے توابع کے ننگ و ناموس اور کنبے ستے کا پاس بہت کم رکہتا تہا اور اپنے مکانات کے بنوانے مین کسی کی محل اور جہونپڑے کی پروا نہ کرتا تہا اکثر چند مرتبہ لوگون نے اس بدعت سی ضرر شدید اوٹہایا اکثر لوگون کی مکانات مع مال و اسباب کے بیلدارون کی ہاتہ سے پست کرائے اور اپنے خاطر خواہ عمارات بنائی — اس ظلم و بیداد کو بہی بجز خدا کے اور کون سنتا تہا - غرضکہ جسوقت عارضہ نے زور پکڑا اور دوا علاج سی بہی معذوری ہوئی بی بی اور ماں سے الوداع فرمایا واقع ۱۱۸۸ ہجری ذی قعدہ کی چوبیسوین کو بروز پنجشنبہ رہگرای ملک بقا ہوا - مخبران معتبران صداقت گفتار سے سنا گیا ہی کہ اسکے عزا کی دن فیض آباد مین حشر عام برپا تہا کوئی ایسا شخص نہ تہا جسکے آنکہون سے دو بوند نہ گرے ہون محبت خان ولد حافظ رحمت نی مورخ سیر المتاخرین سے ذکر کیا تہا کہ باوجودیکہ ہم لوگ شجاع الدولہ کے برباد کیے ہوئے تہی مگر اوسکے غم رحلت نی ایسا مضطرب کیا کہ ہم سی خودداری نہو سکی اور چشمہ چشم سی جویبار اشک جاری ہوا گتی ہین کہ جسطرح ایام محرم مین بعض مجالس مین شور رقت ہوتا ہی یہی حال اسکی واقعہ جانکاہ مین گذرا تہا اور گمان بہی یہی ہوتا ہی کہ کوئی گریہ و زاری سی باز نہ رہا ہو - قبل اسکے ایک سال گذرا ہوگا کہ شجاع الدولہ کی پشت پا نشانہ پیر دانہ دنبل محو ذار ہوا تہا

سے حضور مین آیا اور حافظات ملک کی تمہید کی اور نجیب الدولہ کے ملک مین سے جو گنگا کے اس پار
مانند چاندپور مدینہ اور پتہرگڈہ وغیرہ کے تہا شجاع الدولہ کو دیکر تہوڑا سا ملک بنگش اور حافظ رحمت
اور دوندے خان کا جو صوبہ اکبرآباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تہا خود لیا اور بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کی نجف خان بہادر
ضابطہ خان کو شجاع الدولہ سے لیکر مرخص ہوا اب ضابطہ خان اور نجف خان بہادر کے فیما بین رابطہ
اتحاد مستحکم ہوگیا۔ بعد ازان نجف خان اپنے ملک اکبرآباد کے حدود مین چلا آیا اور شجاع الدولہ
ملک روہیلہ کے انتظام مین مصروف ہوا۔ اسی ضمن مین حکم خداوند مالک الملک سے شجاع الدولہ کی انتقال کے سامان ظاہر
ہوے بندر اہین جسے خیارکش کہتے ہین ایک پہوڑا نمودار ہوا مگر چندان اوسکے طرف توجہ نہوئی
کیونکہ امید مضبوط تہی کہ ایسے پہوڑے پہنسیون سے جان جانے کا خوف نہین ہے ہندوستانی اور ولایتی
جراح وغیرہ دوا معالجہ کرتے رہے مگر موثر نہوا آہستہ آہستہ مادہ نے وسعت پکڑ کی سرطانی حیثیت قائم
کی اوسوقت ایک طرح کی تشویش و تردد کا مقام ہوا تعجب انگیز تو یہ روئداد ہے کہ اس پہوڑے کے زخم کا اشتہار
عموماً اس مضمون سے مشتہر ہوا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت کی بیٹی سے خیال وصال کیا اور
اوسے خلوت مین طلب فرمایا وہ بیچاری فرط غیرت اور کثرت جہالت سے جو عام عورات مخصوص پٹہانیون
مین ہوتی ہے ایک چاقو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیتی گئی اور بروقت کشف پردہ کے اوسی چاقو کو شجاع الدولہ
کی ران مین مارا اور وہ چاقو زہر سے بجہایا ہوا تہا اسی وجہ سے زخم کا اندمال نہوتا تہا۔ باوجودیکہ یہہ
شہرت محض غلط اور افترا ہے مگر ہنوز عموماً لوگون کے زبان زد ہے القصہ شجاع الدولہ نے مضطرب ہوکر
سواری مانگی فیض آباد کا عزم کیا جہان کہ اوسکا دار الامارۃ اور اوسکے جد مادری برہان الملک کا آباد کرایا ہوا
تہا اور تمام و کمال اوسکی تعمیرات شجاع الدولہ کے ہاتہ سے ہوئی تہی ـــ اور مرزا سعادت علی اپنے دوسرے پسر
کو اوس جگہہ پر نائب چہوڑکر سیدی بشیر حبشی کو اوسکی اتالیقی پر مامور فرمایا اور خود فیض آباد آئے۔

انتقال کرنا شجاع الدولہ کا دہر ناپایدار سے

روز بروز بیماری نے زور پکڑا اور سرطانی مادہ ہوگیا ہرچند اطباے حاذق اور حکماے فرنگ نے
بہت کچہ علاج کیا مگر سود نہوا۔ ہرچند بموجب آیہ کریمہ لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کی موت
سے تقدیم و تاخیر نہین ہوسکتی لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کی اسباب مقرر کیے
ہین جنمین بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بہی ہوشیاران دقیقہ
رس کی نظر مین جلوہ گر ہوجاتے ہین خصوص مرگ شجاع الدولہ کی جو جو باتین راقم سیر المتاخرین

کی لیاقت رکہتا تہا لیکن اس زمانہ دون پرور مین خفیف سے معاش جو موجب ننگ و عار تہی
اوسکے واسطے مقرر کی گئی تہی اور فیض اللہ خان پسر علی محمد خان کو بیس لاکھ کا ملک عطا ہوا تہا جو کہ
بروقت حکومت اپنے قوم کے پانچ لاکھ سے زیادہ کا ملک اپنے قبضہ مین رکہتا تہا اس چرخ جفاکار
کی سفلہ پروری اس سے زیادہ ہے کہ جیسا کہ تحریر مین آسکین اللہ ہی کی حوالہ سباتین ہین القصہ بعد اس فتح کی گورنر جنرل بہادر
کونسل ولایت سے معتوب ہوا گرچہ چند روز کے بعد اپنے حسن بیان سے از سر نو مورد عنایت اور
رتبہ مقدور ٹھہرا۔

تقسیم ہونا ملک افاغنہ کا درمیان شجاع الدولہ اور مرزا نجف خان کے

مرزا نجف خان بہادر اوس زمانہ مین پایہ کہتری سے مہتری کو پہونچکر شجاع الدولہ سے ہمسری کا رکہتا تہا
شجاع الدولہ جو سابق سے اوسکا عدو تہا اب بمقتضاے وقت دوست بنا بلکہ یہانتک مشہور ہے کہ
شجاع الدولہ نے اپنی ایک لڑکی نجف خان سے نامزد کی اور اوسکے تالیف قلوب مین نہایت
سرگرم رہتا تہا لیکن نجف خان بہادر بمقتضاے جوانمردی اور فتوت کی ظاہرداری مین تہا جب اپنی ذات
کو حقیر سمجہتا جبر انکسار نفسی کرتا اور بموجب رسم قدیمہ کی شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجالاتا تہا۔ اسوقت جو افاغنہ کی نصیبہ نے
پلٹا کہائی اور اوسکا ملک انکے قبضہ مین آیا۔ اون ملک مین سے بعض ملک جو بیشتر نجیب الدولہ کی
بابت ضابطہ خان وغیرہ سے باعانت مرہٹہ کے نجف خان کے تحت تصرف مین آئی تہے اونمین سے
بعض گنگا کے اس پار علی محمد خان اور حافظ رحمت کی ملک سے ملحق شمال رویہ تہی جیسے کہ چاند پور
نذینہ پتہر گڈہ وغیرہ اور اکثر ملک مانند بارہہ اور سہارنپور وغیرہ کی گنگا کے مغرب اور جنوب رویہ
واقعہ تہے اور جو کچہ ملک حافظ رحمت اور اولاد علی محمد روہیلہ اور دوندے خان کی قبضہ مین تہی
اندنون شجاع الدولہ کی تصرف مین آئے اُن کی بہی صورت یہ تہی کہ نصف حصہ تو گنگا کی شرقی اور
شمالی ملحق صوبہ اودہ مانند شاہجہانپور بریلی انولہ تلہر بن گڈہ اور بدایون وغیرہ تہی اور نصف دوآبہ مین
مانند سنبل مراد آباد۔ اور امروہہ وغیرہ کے اور بعض مانند کانس گنج۔ دریا گنج اور ہلدیا گنج کے
جو سابق مین ماتحت بنگش تہے اور صفدر جنگ کی عہد مین احمد خان بنگش سے چہوڑاکر مرہٹہ کو
ملے تہے اور نیز دوسرے ملک مقبوضہ مرہٹہ جو بعد قتل جماعہ مذکور کے بموجب حکم احمد شاہ ابدالی
کے ملک مذکور کو حافظ رحمت اور احمد بنگش اولاد دوندے خان اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم
کر لیا تہا غرضکہ ان ملکونکی تقسیم کیواسطے ذو الفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ شجاع الدولہ

...ایک گولہ حافظ رحمت کے سینہ پر لگا
تھا کہ بس روز آخر ہے آج اخیر اسی تک ودو مین ایک گولہ ... اسکے مرتی باقیماندہ بھی راہ لگ
کے صدمہ سے طائر روح نے قفس عنصری سے آزادی پائی
...اع الدولہ نے مژدہ فتح شکر ہاتھی سے اوتر سجدہ شکر باری تعالے ادا کیا اور ہنوز سر بسجدہ
...کہ حافظ رحمت کا سر روبرو لائے جو لوگ اوسکو بہیجا تے تہے جب اونہون نے اوسکی صداقت کی
دوبارہ سر بسجدہ ہوا جسوقت سر اوٹہایا سالار جنگ شجاع الدولہ کے سالے نے چاہا کہ جبہ انور سے
غبار دور کرے آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ اس خاک سے میری پیشانی نورانی ہے الحمد للہ کہ آج
اس فرقہ سے اون گستاخیون کا بدلا حاصل ہوا جو انہون نے میرے والد اور نیز دیگر مومنین مسافرین کیساتہ
کی تہین اسوقت مین ضابطہ خان بہی ہزار جوان سے شجاع الدولہ کے رکاب مین حاضر تہا بعد مارے
جانے حافظ رحمت کے اس گروہ ناعاقبت اندیش کے دلونمین بڑا خوف سما گیا اور افاغنہ کی جمعیت
اور اژدحام مین تفرقہ عظیم نمودار ہوا ۔ شجاع الدولہ نے اطراف ممالک افاغنہ مین اپنی فوج تعین
فرمائی اور سرداران روہیلہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا اور یہ بہی ارشاد کیا کہ درصورت تمرد اور عدم
اطاعت کے قتل وخوار ہونگے آخر چار ناچار فتح اللہ خان وغیرہ ولد دوندی خان اور محبت خان وغیرہ
خلف حافظ رحمت اور فیض اللہ خان ولد علی محمد خان معروف روہیلہ جسکا ذکر اکثر دفتر دوم مین ہوا ہے جنکا ہے
طوعاً اور کرہاً کوہستان کماؤن سے نکلکر حاضر ہوے ۔ البتہ فیض اللہ خان نے باعتبار سردارزادگی
کی جو علی محمد خان کا لڑکا اور اوسکا باپ اپنے زمانہ مین حافظ رحمت اور دوندی خان وغیرہ کا آقا تہا
ایک گروہ کو متفق کرکے کوہستان مذکور مین فساد اوٹہایا اور چندے حاضری سے دور رہا اور آخر کار
سرداران انگریزی کے معرفت اپنے حق مین عہد وپیمان درست کرکے حاضر ہوا اور بعض ممالک افاغنہ
جو دس پندرہ لاکہ روپیہ کی حاصلات رکھتا تہا بوسیلہ سرداران مذکور کے شجاع الدولہ کے سرکار سے
اپنے واسطے حاصل کی اور باآرام تمام معہ جماعت افاغنہ کے وہین پر جا رہا اور آج تک بآرام حکمران ہے
اور لوگ معاش سے محروم بلکہ زر ومال کے نشان دہی مین ایک مدت تک محبوس اور مقید رہے
مورخ سیر المتاخرین کی تحریر ہے کہ مینے اکثر اولاد حافظ رحمت اور دوندیخان کو بعد وفات شجاع الدولہ
کے شروع حکمرانی آصف الدولہ مین بمقام لکہنو دیکہا اور اونکی کیفیت خود بہی مشاہدہ کی اور اور لوگو
سے بہی سنی ۔ جماعت مذکور مین شریف تر اور افضل محبت خان ولد حافظ رحمت تہا جو چہوٹا بہائی
عنایت خان کا ہے اور جب جلیم آباد کے مقام مین شجاع الدولہ کو انگریزی فوج سے لڑائی
...ہی مورخ مذکور نے دیکہا ہے بحسب صورت وسیرت
...کی رفاقت مین تہا اسے

مرہٹہ کے دانون گھات سی سفر در رستے ہمنو درمیان پڑکر صلح کرادی تہی اورا وس مصالحہ مین مبالغ خطیر ہمنو اپنے پاس سے صرف کیا تہا آپ نی جو وعدہ ادا سے زر مذکور کا کیا تہا وہ منقضی ہوگیا اور روپیہ ہنوز ادا نہ ہوا پس اب یا تو زر مذکور ادا کیجئے یا کہ لڑائی کو آمادہ ہوجیے حافظ رحمت نے جب اس پیغام کو سنا بڑی دور اندیشی سی فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلا اور دیگر روسا سے افاغنہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ اپنے سامان جنگ اور فوج قواعد دان اور انگریزون کے اعانت کے بہروسہ پر ہمارے ملک چھیننے کا ارادہ رکہتا ہی اورا وسکے مقابلہ مین عہدہ برائی ہم لوگون سے بہت مشکل ہے پس بہتر یہی ہی کہ زر موعودہ ادا کیا جاوسے اور شجاع الدولہ کا روپیہ مانگنا براہ انصاف ہی - ادہر شجاع الدولہ نے براہ فریب در پردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بہیجا کہ مجہی تمہارے ملک سے کچہ غرض نہین ہی البتہ اگر حافظ رحمت کی اعانت کروگے تو تمسی بہی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہونچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹہی اورا داسے زر سے پہلو تہی کیا لڑائی کی مصلحت دی حافظ رحمت نے ہر چند سمجہایا کہ توپخانہ انگلشی کے روبرو سب آبرو خاک مین ملجاے گی کچہ نبائے نبنے گی مگر مشیت ایزدی تو یہ چاہتی تہی کہ جماعہ افاغنہ نی جو سب کچہ جور و ظلم رعایا اور مسافرین پر کررکہا ہی اوسکی سزا پاوین ان ناعاقبت اندیشون نے کہ گرفتار غضب خدا کے تہی نصیحت حافظ رحمت خان کی ایک نہ مانی شجاع الدولہ مع فوج خاص تا ہمراہی اور جرنل بارکر سردار لشکر انگریزی اور توپخانہ وغیرہ کی ملک افاغنہ مین آکر تاخت و تاراج کرنے لگا اوسوقت حافظ رحمت نے ہر چند دوندی خان کی اولاد وغیرہ سردارون کے طلب مین تاکید مزید کی مگر اونہون نے حیلہ حوالہ مین ٹالدیا کہین کہین سے کسیقدر فوج آئی اور کہین سی صرف وعدہ عنقریب آنے کا بہیجا ادہر شجاع الدولہ نہایت نزدیک جا پہونچا اوسوقت حافظ رحمت لاچار ہوکر اپنی جمعیت کے ہمراہ جو پچاس ساٹھ ہزار سے کم نتہی برآمد ہوا اور ایک سوکہی نہر جو پیچدار اور جسکے کنارون پر خاردار درختون کی قطار لگی ہوئی تہی آکر توپخانہ وغیرہ سامان حرب موقع پر لگایا - ادہر سی شجاع الدولہ کی پلٹنین بیشتر خواجہ سرا ان معتمد سپہ سالار تہی آراستہ ہوئین اورایکطرف سے فوج انگریزی نے پرا جماکر مقابل کے راستہ کو چہوڑکر دوسری جانب سے نہر پار ہوکر بہ آئین فرنگ توپخانہ سے شررباری کام دینا شروع کیا ازانجا کہ انگریزی چستی اور چالاکی توپ اندازی کی فن مین مشہور ہی اورا وسکے نشانہ سے بجز حفظ الٰہی کے کوئی نہین بچا سکتا اورا وسکے مقابل فوج بی آئین کا ہونا بہت دشوار ہی پس انکے ضرب و حرب سے افاغنہ کے ہاتہہ پیر ڈہیلے ہوگئے بہاگ پڑگئی بجز چند لوگون کے حافظ رحمت کے ہمراہی مین کوئی نرہا اہزیمہ دلاور یا ہمردی کی راہ سے ثابت قدم رہا مع جواہر شجاعی سنہ روبہ فراج

کو مین کی آڑ مین بیٹھکر اپنا زخم باندہا اور چند سواروں کی ہمراہ سمرو پر حملہ آور ہوا مشیت الٰہی سی سمرو کو مع رفقا کی بدحواسی نے
جوآد بایا بجزراہ فرار کی کچہ نسوجہا میرزا کی نام فتح ہوئی لوگونکی دل بڑہ گئے تعاقب مین قدم اوٹہائی مفروران جاٹ کی خوب مارے گئے
میرزا نجف خان نے اس فتح کی بعد اکبر آباد کی صوبہ داری چاہی چونکہ بادشاہ کو اس قلعہ سی بہی کچہ سود نتہا کیونکہ جاٹون کی قبضہ مین تہا
دوسرے منافق لوگ میرزا کی دوری چاہتی تہی لہذا بلا عذر سند دیدی چونکہ میرزا نجف خان بہادر کی نیر اقبال کو عروج تہا وہان کا
بہی انتظام بخوبی میسر آیا اور بہر صورت قلعہ اکبر آباد بہی مسخر ہوا میرزا نجف خان نے فراہمی سپاہ مین اپنی بہلائی جو دیکہی خزانہ جمع کرنے سی
ہاتہہ اوٹہایا۔ خان ممدوح جو راہ مداوا و مساوات سی ہر ایک اپنی رفیقون کی ساتہ پیش آتا تہا اور رفتہ رفتہ اجتماع سپاہ زر مذکور پر انجام
کو سمجہتا تہا تہوڑی عرصہ مین فوج جرار آزمودہ کار جمع کرکی قلعہ ڈیگ کہ مشہور و مستحکم قلعون جاٹونسی تہا حملہ آور ہوا چنانچہ بعد یکسال و دو ماہ
قلعہ کو فتح کیا دشمنان خوار و تباہ ہوئی میرزا نجف خان کو نہایت اقتدار و عروج میسر ہوا اور حضور بادشاہ سی منصب امیر الامرائی بسبب
فوتی نجیب الدولہ و عزل ضابطہ خان مع خطاب ذوالفقار الدولہ امیر الامرا بہادر غالب جنگ پایا جو کہ روز بروز طالع اوسکا ترقی و
عروج پر تہا راجہ سورج مل کا لڑکا کہ اس قلعہ ڈیگ مین بجائی اپنی باپ کی مسند نشین تہا دوسری قلعہ مین جاکر ابواب مصالحت و معاملت
ساتہ نجف خان بہادر کی کہولکر امان و پناہ چاہی نجف خان بہادر نے موافق صلاح وقت و زمانہ کی لڑکی مذکور راجہ متوفی سی کہ وہ لڑ
سرتابی نہ کری اور اپنا رعب بہی باقی رہی صلح و آشتی کی چند عرصہ مین ایسا اقتدار بہم پہونچایا کہ ممالک امرای باوقار و ہم چشم سرداران با اقتدار

شجاع الدولہ کا حافظ رحمت اور علی محمد اور دوندی خان کی اولاد سی لڑنا اور نام و نشان انکا مٹادینا

شجاع الدولہ اور سرکار انگلشی سی یہ اقرار ہوگیا تہا کہ ایک دوسری کی لڑائیون مین معین اور مددگار ہوا کرینگی اندنون مین کہ نواب
مذکور نے میرزا نجف خان کا غلبہ ضابطہ خان اور نجیب الدولہ وغیرہ پر دیکہا در پئی فساد ہوا اور سعد اللہ خان ولد علی محمد خان اور
عنایت خان ولد حافظ رحمت کہ مخاطب تہا بہ حافظ الملک بہادر کی تہا حقوق محبت بالکل فراموش فرمائی انکی استیصال کی فکر ہوئی
اور چاہا کہ قوم افاغنہ کا نام و نشان صفحہ روزگار سی مٹادیا جاوی۔ اس امر سی شجاع الدولہ نی گورنر جنرل ہیسٹنگس بہادر جلادت جنگ سی استمزاج کیا اور امرا کی نماکہ با امور
اس اعانت کی عہدہ معاونت دیا جاویگا۔ گورنر بہادر سی ہر چند سرکار کمپنی کی جانب سی اس امر پر مامور اور مجاز نتہی کہ اپنی فوج کو حدود
انگلشی اور ملک شجاع الدولہ یعنی کرم ناسہ اور حدود صوبہ اودہ اور الہ آباد سی بی ضرورت دوسری کسی کی ملک پر بہیجی اور کوئی نیا
ملک اپنی یا شجاع الدولہ کیواسطی کسی سی حاصل کری کونسل ولایت سی صرف اسیقدر حکم تہا کہ اگر کوئی شخص شجاع الدولہ کی ملک پر بعزم
تسخیر چڑہائی کری تو گورنر اوسکی امداد فرمائی اور اگر کوئی ملک بنگالہ یا عظیم آباد کی تسخیر پر متوجہ ہو تو شجاع الدولہ مددگاری کری۔
اس قناعت اور خودداری سی یہ غرض اور یہ مصلحت سمجہی گئی تہی کہ فرقہ افاغنہ مع اپنی جماعت کی گویا سد راہ اور محافظ افغانستان
اس ملک کی ہین کیونکہ جبکو اپنی اودہ وغیرہ ولایتون کی طرف چڑہائی منظور ہوگی اول افاغنہ سی لڑنا پڑیگا۔ مگر گورنر
نے بعض فوائد پر نظر کرکے شجاع الدولہ کا سوال قبول کیا اور فوج انگریزی کو اوسکی کمک کیواسطے مقرر
فرمایا اب شجاع الدولہ نے اس نظر سی تاکہ کچہ حجت نرہجاے حافظ رحمت وغیرہ کو یہ پیغام بہیجا کہ جب آپ لوگ

حیران و پریشان ہوکر فتح خان کو جو اوسکی مدد پر آیا تہا طلب کیا جب وہ قلعہ مذکور مین آیا اور یہ حال دیکہا صلاح دی کہ اب دو تین گہڑی دن رہا ہی کل آپ بھی میری لشکر مین آئیو باتفاق میدان کیجئے بعد اوسکی دیکہا جاسے گا ضابطہ خان نی منظور کیا فتح خان واپس ہوکر اپنے خیمہ مین آیا مقربین و سرداران سی مشورہ کیا لشکریون نی جب ضابطہ خان کی لشکر کے فرار کی خبر پائی بیرا اوٹہائی ہوجوا ہان نی فتح خان کو اطلاع دی ایک گہڑی مین فوج کا نشان نہ رہا فتح خان نے اپنی لڑکے کو کہا کہ تیرا بہائی چند سوار کی ہمراہ ضابطہ خان کی ملاقات کو گیا ہی اوسکو لانا چاہیے وہ سوار ہوکر چند لوگون کی ہمراہ پل تک پہونچا تہا کہ اوسے بھی غارت کیا بیچارہ جامہ چاک و دستار بیداز خاک سی واپس آیا ناچار فتح خان نی بھی راہ فرار لی عین فرار مین کسی جگہ پہونچکر دم لیا کسی روہیلہ کو کسی بقال سی جہگڑا در پیش ہوا روہیلہ نی جو آتش غضب پر تہا بنیے کے مکان مین آگ لگا دی بجہ داگ ہر کنیرے کوئی ایسا تہا لوٹ [illegible] تہا جو تہا کہ سیاہ نہوا ہو ایک شخص معتمد جو فتح خان کی ہمراہ تہا بیان کرتا تہا کہ آخر شب کو دس ہزار سوار و پیادہ افغان نی بہیڑ انجیر کی کہیت دیکہکر گمان کیا کہ نیزہای مرہٹہ کے آثار ہین ہر ایک کی دم بند ہوئی جب جاسوسون نی خبر دی کہ یہ درخت ہین تب اون دس ہزار کی ہوش درست ہوئی خلاصہ یہ کہ مرزا نجف خان اور مرہٹہ ضابطہ خان کی ملک مین آگئے اور ضابطہ خان اور نجیب الدولہ کی ناموس مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا ضابطہ خان بہاگ کر شجاع الدولہ سی پناہ جو ہوا اور شجاع الدولہ نی صلح کرائی اس ضمن مین سرداران مرہٹہ کو باہر گرمنازعت در پیش ہوئی اور انکے سردارون کی طلبی دکن سی ہوئی مرہٹہ نی بواسطہ شجاع الدولہ کی صلح غنیمت جانی دکن کی ارادہ سی شاہجہان آباد کو معاودت ہوئے —

لوٹنا مرہٹہ کا ملک دکن کو اور اقتدار پانا نجف خان کا

جب مرزا نجف خان صحیح و سالم ہمراہ مرہٹہ کی کمال کروفر کے ساتہ دار الخلافہ شاہجہان آباد کو واپس ہوا اور مرہٹہ دکن کو سدہارسے بادشاہ سی درباره نجف خان کی بڑی سفارش کی میرزا نجف خان نی مرہٹہ کی پشت پناہی سی باتقویت ہوکر عزم کیا کہ بادشاہ سی موافق ہوکر جس ملک مین چندان بادشاہ کا عمل نہوا وسکو تسخیر کری بنا علیہ سند چکلہ جات قرب جوار دار الخلافت اور آگرہ کی لکہوا کر حاصل کی اور فوج لائق متلاش ہوکر رکہکر محالات مذکور کا قاصد ہوا جب حدود جاٹ پر پہونچا سورجمل کا لڑکا جوان دنون قائممقام سورجمل کا تہا اوسنی فوج گران مع شمرو کی جسکی پاس چہ سات ہزار تلنگہ مع بندوق چقماقی اور پندرہ سولہ ضرب توپ کی لائق جنگ میدان کی دیکر مقابلہ کو روانہ کی اطراف کول و رجالیسر مین شاہراہ اکبر آباد کی طرف لڑائی ہوئی چونکہ میرزا نجف خان کی فوج تازہ نا آزمودہ کار تہی اکثرون نی کوتاہی کی اور بعض جان بازی کرکے دل آفاتی ہوکر روانہ ملک عدم ہوی سواران جاٹ کو بھی شکست حاصل ہوئی اور پس پا ہوی مگر شمرو نی اپنی آتش بازی سے مرزا نجف خان کو فرصت جماعت کی نہ دی میرزا نجف خان کی بہی بائین بازو مین گولی لگی خون جاری ہوا میرزا مذکور نی

ضابطہ خان کو ملک چینی پر ہوئی اور باتفاق نہضت کی ضابطہ خان نے بادشاہ اور مرہٹہ سے میدان
کی لڑائی مین سود نہ دیکھکر سکرتال اور قلعہ غوث گڈہ اپنے اقامت کو مع فوج کے آراستہ کیا اور اپنے
سپاہیون کو گنگا پار چاندپور نگینہ وغیرہ مین مع بعض فوج رسد کے واسطے بہیجا اور اپنے باپ کو مع
ناموس عیال و اطفال کے گنگا پار کے قلعہ مین بہیجکر آمادہ مدافعہ ہوا مرہٹہ اور مرزا نجف خان اور
بادشاہ نے سکرتال کا محاصرہ کیا جب عرصہ ضابطہ خان پر تنگ ہوا بیچ قلعہ کے خبر پائی کہ اکثر گذرگاہ ہو کر گنگا پایاب
قابل عبور فوج ہوگئی ہے اپنے سرداران قوم کو مانند حافظ رحمت اور دوندی خان اور فیض اللہ خان اور
علی محمد خان وغیرہ کو تحریر کیا کہ اب تک مرہٹہ گنگا کی پایابی سے مطلع نہین ہے اگر قبل اوسکی آگاہی کی حفاظت
معابر کرو ممکن ہے کہ ہم بھی محفوظ رہین اور تمہاری بھی سلامتی ہو سرداران مذکور نے یہ پیغام درست
جانا ہر ایک مع فوج ضابطہ خان کی اعانت پر آیا ضابطہ خان نے زیر قلعہ سکرتال ناون کا پل باندہکر عبور کیا اور
سرداران مذکور سے ملاقی ہوا اور بعد شورہ ہمدیگر اپنی افواج کو گنگا کے گہاٹون پر مقابل تال سکر کے
بیس تیس کوس تک حفظ مرہٹہ کے لئے مقام کرایا مرہٹہ اس وادی مین تفحص پایاب کرنے لگا معلوم
ہوا کہ اکثر جگہہ پایاب ہے دو تین روز غفلت دیکر ایک دن مع مرزا نجف خان کے چند گہاٹ کی روبروسی
گذار کیا جب محافظان معبر عقب کو اطمینان ہوا کہ غنیم متوجہ بالا روی ہے غافل ہوگئے اکثر لوگ اپنے کام مین
معروف اور باہمدگر ملاقات کو آمد و رفت شروع کی چند لوگ محافظت مین رہگئے مرہٹہ نے مع مرزا نجف
خان کے عطف عنان کرکے جن مقامات سے گذرتا تہا اونہین پر آیا دریا مین جا گہسا مرزا نجف خان
کہ در ہراول تہا چونکہ جلد جاکر نکل گیا وہانکے افاغنہ کو فرصت تیاری کی نملی لاچار اوس فوج کا سردار جسکی
مقابل فوج مرہٹہ عبور کررہی تہی بلندی پر جاکر مع معدودی جانبازون کے استادہ ہوا اور دو تین
سردار اور بہی چند چند رفقا کے ہمراہ اوسکی مدد پر آپہونچے مرزا نجف خان ہنوز کنارے متصل کے دریا ہی
مین تہا کہ سرداران مذکور مع افاغنہ متوجہ مدافعہ ہوئے اور تفنگ و بان سر ہوئی مرزا نجف خان نے زنبورک
فیر کرائین اور ریلہ بہی شلک مین یہ تینون سردار چار ناچار رہگرائے دار بقا ہوئے روہیلہ تو جی
شدید الحرص قوی الطمع قوم ہوتی ہے بمجرد کشتہ ہونے سرداروں کے لوٹ مین گس پڑے باہمدگر دست درازی
ہوئی لوٹ مار کی راہ لگے مرزا نجف خان اور مرہٹہ نے اسقدر پر کفایت کرکے اپنی خیمہ گاہ کو لوٹے یہ خبر
قتل و فرار کی دوسرے گہاٹون پر منتشر ہوئی علاوہ اسکے چند بار مرہٹہ کی چوٹ کہائے ہوئے تہی
ہر ایک نے گہاٹون سے اوٹہکر اپنی راہ لی یہ خبر سکرتال مین پہونچی ضابطہ خان کی فوج کا بہی یہ حال
ضابطہ خان کو بزم حضوری سے سلامت چہوڑکر لوٹ مار کرکے اپنی راہ لگی قلعہ خالی کرکے ضابطہ خان۔

باپ سے زیادہ مصروف تہا آخر دراندازون کی بدولت باہم گر بہائیون مین لڑا بیان ہوئین آخر کو غالب آیا اور ہر ایک کو جگہہ دیگر راضی رکھا تاکہ فتنہ مرہٹہ بلند ہوا جسکا ذکر آیندہ ہوگا۔

جانا شاہ عالم بادشاہ کا الہ آباد سے شاہجہان آباد کو اور وہانکی سرگذشت

شاہعالم بادشاہ اپنے سستی عقل اور پستی فطرتی سے ہمیشہ محکوم ایک نہ ایک ملازم کا رہا سے الہ آباد مین تابع رائے منیر الدولہ اور بحکوم سرداران انگلشی رہا چونکہ آرزومند شاہجہان آباد بنا بر ظہور اپنے خوبی کے تہا بعد مرنے نجیب الدولہ کے عازم ہوا آخر یہ فکر ہوئی کہ ایسے لوگ ہمراہ جاوین جنکے تقویت سے وہان آرام کرسے آخر ترغیب و تحریص سے مرہٹہ کے تجویز ہوئی سیف الدین محمد خان برادر عاقبت محمود خان کشمیری دکن کے سفارت پر روانہ ہوا اور بعد چند سے سرداران مرہٹہ کی عرائض متضمن قبول رفاقت حضور مین لایا شاہ عالم نے بیتاب ہوکر اظہار عزیمت کی منیر الدولہ اور شجاع الدولہ اور انگلشی نہایت مانع ہوے بادشاہ نے مطلق نسنا ناچار انگلشی نے رخصت دی منیر الدولہ نے ہمراہی بادشاہ مین اچہا نسمجہا انگلشی کے زیر حکومت آیا اور انگلشی کی طرف سے ذمہ دار او رکارگذار معاملہ الہ آباد و کوڑہ ہوا لاکہہ روپیہ کی جاگیر سرکار انگلشی سے اسکے نام مقرر ہوئی پرگنہ بہیم پور شاہجہانپور اور چند لاکہہ دام پرگنہ اروَل مضافات صوبہ بہار مین تنخواہ ہوئی بعد گذرنے ایک سال کے اس معاملہ کو جب کہ نواب گورنر جنرل عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ بہادر جلادت جنگ واسطے ملاقات شجاع الدولہ کے پاس بنارس مین آئے اور وہان پر ہر ایک جمع ہوا منیر الدولہ بہی حاضر ہوکر بہرہ اندوز ملاقات ہوا شجاع الدولہ نے معاملہ الہ آباد اور کوڑہ کا اپنے نام حاصل کیا اور منیر الدولہ نے معزول ہوکر زر معہودہ دام دام پہونچا دیا اور اوسے زمانے مین بیمار ہوکر رہگراے عقبی ہوا لاش اوسکی شہر عظیم آباد مین متصل حویلی اسد الدخان کے جوکہ منیر الدولہ کے زر خرید کریم قلیخان اوسکے بیٹے کے حصہ مین آئی تہی مقبرہ مین دفن ہوئی اللہ بخشے اور رحم کرے اوسپر مرزا نجف خان ہمراہ بادشاہ گیا شجاع الدولہ نے چند منزل مشایعت کی فسخ عزیمت بادشاہی مین مصر تہا لیکن کچہ سود نہوا اسی ضمن مین احمد خان بنگش برادر قائم خان حاکم فرخ آباد جو نہایت فیاضی اختیار کرکے اکثر امرا اور امرازادگان کی تنخواہ ماہواری کا متعہد ہوا تہا اور نیز ضعفا پروری مین متوجہ ہوا تہا فوت ہوا عین سفر مین بادشاہ یہ خبر سنکر فرخ آباد پہونچا اور بہ طمع ضبطی مال و متاع مرحوم کے حصار فرخ آباد مین مقیم ہوا آخر کسیقدر اوسکے فرزند مظفر جنگ سے لیکر روانہ دار الخلافت ہوا اور شجاع الدولہ نے مظفر جنگ کو مشمول عواطف فرماکر اپنے لڑکے کو برسم تعزیت اوسکے گہر مین بہیجا اور اوسکو

سے اپنے ڈوبے ہوے یار چیت کو بچایا اور تحقیق تمل مہاراجہ کا یہ مرتبہ تھا کہ ہنگام رزم علیحدہ رہتا تھا اس مرتبہ قضا نے
ساری عقل فراموش کر دی سچ ہے اگر یہی عقل و تدبیر موت میں کام آتی تو بڑے بڑے عقلا ارسطو
افلاطون سچ کیوں نہ گئے — نہ دیکھی کسی کو تو قایم بیان — تماشا ہے دم کا یہ سارا جہان —

مسند آرا ہونا جواہر مل ولد سورج مل کا اور جلد دنیا سے گذرنا

جواہر مل بڑا بیٹا سورج مل کا گدی نشین ہوا اسی غرور نے لاچار کر دیا باپ کی ہوشیاری او قدردانی
اور وقت شناسی کچھ بھی یاد نہ رہی وکلا کے معرفت مرہٹہ کو طلب کر کے اپنا رفیق بنایا اور
قلعہ شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا نجیب الدولہ چالیس پچاس روز لڑا اور کار بوسالت راجہ دلیر سنگھ
ملہار راو مرہٹہ سے موافق ہوکر صلح کی اور جواہر مل اور نجیب الدولہ سے میدان فخر آباد
میں ملاقات ہوئی بعد ازان سمرو فرنگی کو جو کہ ساختہ پرداختہ عالیجاہ کا تھا اور جسنے نمک حرامی کر کے اپنی
آقا کو حوالہ شجاع الدولہ کیا اور آخر کار شجاع الدولہ سے بھی دغا کی اور ہزاروں بندوق چقماقی اور
اور توپ و اسباب حرب مملوکہ عالیجاہ کے نکلکر خود سر ہو گیا تھا اپنا رفیق بنایا اور امید قرار اقتدار پر
قاصد جنگ اولاد مہاراجہ ادہر راج راجہ جی سنگہ سوائی کا ہوا اور جے نگر پہونچا اور شکست فاش
کہا کر خایب و خاسر لوٹا اپنے عہد میں اکثر رفقا سے پدر کو قتل کر ڈالا چونکہ لوگ اسکے خوشی نا راض
تھے کسی کو اسکے قتل پر مقرر فرمایا آخر کار جلد مارا گیا اسکے بعد اسکا کوئی بھائی جو کہ نامرد تھا
گدی نشین ہوا اسکو از روے دوا ہر چولیت اکثر ہتی تھی کسی بیراگی نے دوا کے حیلہ سے خاص خلوت کی
خوب روپیہ حاصل کیا ہنگام کشف راز سمجھا کہ مقرر مارا جاونگا لہذا بہانہ تیاری دوا سے خلوت کی
رتن سنگہ کو تنہائی میں مار کر چاہا کہ نکلجاے مگر نکلتے وقت مارا گیا اسکے بعد اوسکے بھائی نول سنگہ کو
راج ملی اور دوسرے قلعہ مین دو سنے بہائی رنجیت سنگہ نامی راجہ سورج مل کی بی بی کی استقامت کی
جسکے پاس خزاین دفاین تہے خود سر ہوا نجیب الدولہ چند روز فرمان روای شاہجہان آباد ہوا
ہر چند قوم روہیلہ مین مشہور ہے کہ کمتر قوم افاغنہ سے ہیں مگر یہی عدالت کیش و خیر اندیش خلق اللہ کا تھا مگر اوسکی ہمراہی جو کہ تمام
روہیلہ اور افغان بہی خباثت طبعی سے خلق خدا کو یعنی شرفاے شاہجہان آباد کو رنجیدہ کرتے تہے ظلم
ظلم و بدعت نئی نئی کیا کرتے تہے تا آنکہ نجیب الدولہ ناسازگاری آب ہوا سے بیمار ہوکر نجیب گڈہ
مین جا کر سکونت پذیر ہوا آخر کو موت سے نہ بچا اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان بجاے پدر متمکن ہوا ایک
مدت تک شاہجہان آباد و غیرہ اطراف مین فرمان روا رہا اور خلق خدا کو راضی رکھا تنبیہ روہیلہ مین

مدد چاہی اور سخنان غیرت افزا بہت سے کہی مگر اوسنے کچہ اعانت نہ کی سورجمل جاٹ نے اس سبب سے اپنا خوف نجیب الدولہ پر عائد سمجہا درخواست فوجداری کی کی نجیب الدولہ نے یعقوب علیخان کو جو وزیر ابدالی کا نہالی اور کبہی کبہی دار الخلافت کا ناظم رہا تہا سورج مل کے پاس بہیجکر چاہا کہ صلح ومدارا ہو جائے یعقوب علیخان باتفاق راجہ دلیر سنگہ کہتری کے راجہ سورج مل کے پاس حاضر ہوا اور یعقوب علیخان نے جوڑہ چہیٹ ملتان برنگ زرد اور گل زریج برنگ سوسنی گذرانا اوسنے پسند کرکے اوسیوقت حکم دیا کہ جامہ طیار کرین اور پیغام اتمام رہا یعقوب علیخان نے اوسکر عرض کیا کہ جلدی نفرمائیے کا بندہ کل حاضر ہوگا سورجمل نے غرور سے جواب دیا کہ اگر پیغام صلح منظور ہو تو ہرگز نہ آنا یعقوب علیخان معہ کرم اللہ خدمتگار کے جسے نجیب الدولہ نے معتمد سمجکر ہمراہ کر دیا تہا چلا آیا اور آہستہ ساری کیفیت عرض کی خدمتگار مذکور نے عرض کیا کہ بجز لڑائی کے چارہ نہین نجیب الدولہ نے مستنبہ ہوکر کہا انشاء اللہ اس کا فکر جہاد کرتا ہون اور اپنے لڑکون افضل خان اور سلطان خان اور ضابطہ خان کو حکم دیا کہ کل تیار ہوکر راج گہاٹ سے عبور دریا جمنا کرو صبح کو جبتک فوج عبور کرے سورجمل نے بہی اپنی فوج کو ماسور عبور کیا دریای ہنڈن پر مورچہ قائم کیے نجیب الدولہ شاہدرہ کو پشت پر دیکہ آمادہ جنگ ہوا اور افضل خان کو مقدم لشکر بنایا جب جنگ شروع ہوئی حب ضابطہ خود دس ہزار سوار ہمراہ لیکر جای غالب مین استادہ ہوا اور خود اسی خیال میں کہ کیونکر نجیب الدولہ پر جا گری چند مقربین کی ہمراہ یعنی کلیم اللہ خان لد بخی خان سیر مستی کی درمیان فوج ہراول اور نجیب الدولہ کی جا کہڑا ہوا اوسیوقت معہ فضل خان ہراول نجیب الدولہ کا منہزم ہراول راجہ سورجمل کی ہاتہ سے شکست کہا کر فراری ہوا چونکہ فراریان راجہ سورجمل کی پیش نظر دہ بہاگی جاتی تہے کلیم اللہ خان اور مرزا سیف اللہ نے عرض کیا کہ چند لوگونسے یہان حاضر رہنا مناسب نہین اوسنے کچہ التفات نکیا پہر بہی عرض کیا مگر کچہ ملتفت نہوا حکم دیا کہ اسپ خاصہ حاضر کرین اور سوار ہوکر استادہ ہوا واہ رے جوش شجاعت اور استقلال گر قضا بہی بڑی رستے ہی بڑے بڑے عقلا کو ابلہ بناتی ہی سید محمد خان بلوچ موسوم بیکر اول نجیب الدولہ مع چالیس پچاس سوار کہ بہاگکر طرف نجیب الدولہ کے لاتا تہا ادہر سے گذرا اوسکی کسی ہمراہی نے راجہ کو پہچان کر کہا خانصاحب کہان جاتی ہو راجہ میدان مین تنہا کہڑا ہے ایسا وقت پہر نہین ملتا سید یہ سنکر معہ رفقا راجہ کی سر پر ہو پہنچا کسی راہی سنے تلوار ماری راجہ کا سیدہا ہاتہ جسمین نا سور بہی تہا کٹ کر گر گیا اور لوگ اکٹہے ہوکر یورش کر آئے اوسکو معہ مرزا سیف اللہ اور راجہ امر سنگہ کے قتل کر ڈالا اور دست مقطوع اوسکا علامت کے لیے نجیب الدولہ کی حضور مین حاضر کیا اور ہمراہی سورجمل کی منفرد رہ کر لشکر مین جا ملے اگرچہ نجیب الدولہ کو دو روز تک راجہ کا قتل ہونا محقق نہوا مگر اوسکے ہمراہی مطمئن ہو گئے اور جنگ موقوف ہوئی جب یعقوب علی خان دوسرے روز نجیب الدولہ کے ملاقات کو آیا اسپر مقتول

کلان شاہ عالم کو جو ولیعہد تہا جانشین دار الخلافت کیا درمیان افاغنہ کی خالی شور سے تہا فی الجملہ لیاقت سروری
اور سپہ سالاری کی ہمت تہا سورجمل جاٹ نے جو راجا سے جاٹ کے خاندان مین چشم و چراغ تہا اور
اس اقتدار و لیاقت کو آج تک کوئی دوسرا اوسکا نظر نہ آیا چار قلعہ مستحکم طیار کیے اور ایسا اسباب
و سامان وہان جمع کیا جو برسون کو کافی تہا بہرحال اونکی متانت اور استحکام کی تفصیل کو ایک دفتر چاہیے بارہ ہزار
گہوڑے اوسکی اصطبل مین سوارون کو مقرر ہوئے انہین گہوڑون کی سوارون نے قدراندازی اور سپاہ گری
کے فن تعلیم کیے اس ہنر کا بہی جواب ہند مین ناممکن تہا گمان نہ تہا کہ کوئی بہی اس راجہ پر غالب ہوکر
اور اسے قتل کرے مگر مرہٹہ آئے اور ابدالی بہی آیا مگر یہ شخص اپنے قلعہ کی وسیلہ سے محفوظ رہا
اور صفدر جنگ کی لڑائی مین افاغنہ پر غالب رہا اور صفدر جنگ ایسے وزیر نے اسکی مدد چاہی چونکہ اسکا
ملک نہایت ملحق شاہجہان آباد سے تہا نجیب الدولہ کو اس سے شکر رنجی تہی ہمیشہ ایک دوسرے سے
خبردار رہا کرتے تہے بلکہ نجیب الدولہ کو زیادہ اندیشہ تہا در حقیقت کوئی معاصرین ہند مین اوسکا ہمعصر
تہا واہ ری تقدیر کے کارخانے موت کی بہانے جب زمانہ اخیر ہوا اسہل سے لڑائی مین جان دی وہ
کروفر جاہ و حشم تدبیر و سامان کچہ کام نہ آیا مخالفین اپنے اپنے بچنے کے لیے دون پر او چلنے لگے

ذکر مقتول ہونا راجہ سورجمل کا سید محمد خان برادرزادہ بہادر خان بلوچ کے ہاتھ سے میدان شاہجہان آباد اور فرخ نگر مین

اگلے زمانہ مین گروہ کثیر بلوچ کا فرخ نگر مین بود و باش رکہتے تہے محمد شاہ کے عہد مین کامگار خان
کا اقتدار بڑہا کبہی کبہی پانی پت وغیرہ کی حکومت بہی ملی اور محال حصار کو جہان کم کسیکا دخل ہوا
تہا مسخر کیا اور اسکے جلدو مین مورد الطاف ارکان شاہی ہوا بہادر خان اسکا نوکر اسکے
حین حیات مین فوجدار سہارنپور بوریہ ہوا جب صفدر جنگ اور احمد شاہ کی لڑائی ہوئی عماد الملک
نے اوسکو اپنے مددپر بولایا اور مرتبہ ہفت ہزاری کو پہونچکر صاحب ماہی و مراتب ہوا اب
عماد الملک کے نجیب الدولہ کا رفیق ہوا اور شاہجہان آباد سے بارہ کوس پر قلعہ اور آبادی
اپنے نام کی بناکر مقیم ہوا اوسکا نام بہادر گڈہ مشہور ہے جب کامگار خان مرگیا اوسکی اولاد
باہم منازعتین ہوئین سورجمل جاٹ نے تابو پاکر بلوچون کو دور کرکے دروارلی اور فرخ نگر فتح کرلیا
نجیب الدولہ کے عہد مین چاہا کہ بہادر گڈہ کو بہی تصرف مین لاوے بہادر خان نے نجیب الدولہ

دکن کو لوٹا اور مظفر خان بدون لڑائی کے مظفر و منصور دار الخلافہ کو واپس ہوا سنہ ۱۱۴۷ ہجری میں دوبارہ
باجی راو نے ہندوستان کا عزم کیا اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اور امیر الامرا صمصام الدولہ
خان دوران اوسکی تنبیہ پر مامور ہوے اور ہر دو گروہ بیس چالیس کوس کے تفاوت سے مالوہ کو چلے
باجی راو نے بھی دو حصہ فوج کرکے ایک حصہ پیلاجی جادو کی سرداری میں بمقابلہ وزیر روانہ کیا اور
ایک حصہ ہولکر ملہار کی سرداری میں امیر الامرا کے مقابلہ پر متعین فرمایا پیلاجی تین چار مرتبہ وزیر سے
مقابل ہوکر ہر بار مغلوب ہوا امیر الامرا نے وزیر کے زعم سے صلح کی اور باتفاق وزیر دار الخلافہ کو معاود
ہوا سنہ ۱۱۴۸ ہجری میں امیر الامرا نے حسب استدعای جے سنگھ سوائی کے بادشاہ کو راضی کرکے صوبہ داری
گجرات و مالوہ کی باجی راو کو دلوائی اور سنہ ۱۱۴۹ ہجری میں باجی راو مع فوج عظیم کے مالوہ میں پہونچکر اتفاق فاق پیدا کیا
ہوا اور بعد دلجمعی بندوبست صوبہ مذکور کے راجہ بھدا ورکی دار الاقامت موضع اٹیر کو محصور کیا راجہ دشوار
تھوڑے دنوں میں جاتا رہا باجی راو نے بعد لوٹنے ملک بھدا ورکے چاہا کہ انتر بید میں آوے پیلاجی جادو کو معین
کیا کہ دریا سے جمن سے اوترکر برہان الملک سے جو کہ اپنے صوبہ سے نزدیک اکبر آباد کے آیا تھا گرم ستیز ہو جب اوترا
پیلاجی برہان الملک سے جا بھڑا لیکن مغلوب ہوکر فراری ہوا اور بہزار خرابی باجی راو کی پاس واپس آیا اس شکست
میں اوسکی فوج اکثر غرقاب جمن ہوئی اور قریب ڈیڑہ ہزار چرار کے قید برہان الملک ہوے برہان الملک
نے ہرایک قیدی کو ایک ایک جامہ زر اور دو دو روپیہ دیکر رہا فرمایا باجی راو خفیف ہوکر شاہجہان آباد
آیا افواج حاضرہ میں شاہی ذ بیرون شہر نکلکر محافظت کی باجی راو نے اطراف شہر تاراج کرکے شورش برپا
کی تا اینکہ عمدۃ الدولہ و صمصام الدولہ و برہان الملک وغیرہ جنگ نمایش ہو اوسکے مدافعہ کو شہر سے تیس
چالیس کوس پر آپہونچے اور باجی راو نے لڑائی میں بہبود ندیکھکر اکبر آباد کے راستہ سے مالوہ کی راہ لی مفصل
یہ سانحہ دفتر دویم میں لکھا ہے جب آصفجاہ سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں حضور میں آیا اور مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کے
تفویض سے منتزع ہوئی عازم مالوہ ہوا باجی راو بھی دکن سے آکر واقع اطراف بھوپال میں جنگ آور ہوا اسی ضمن میں آمد آمد
نادر شاہ کی موجب تاخیر تنبیہ باجی راو ہوئی آصفجاہ حضور میں آیا جب کہ آصفجاہ بھوپال میں گرم ستیز تھا
رگھوجی جو صاحب ملک اور سردار صوبہ برار ہے نے شجاعت خان الہ آبادی کو جو آصفجاہ کی طرف سے نایب ناظم تھا
جنگ کرکے مارڈالا چونکہ ورود نادر شاہ سے ہندوستان میں بڑا تخلل واقع ہوا باجی راو نے منصبداران
دکن کی جاگیرات جو بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تھیں ضبط کیں بعد ازان جبکہ نادر شاہ ایران کو واپس ہوا
نظام الدولہ ناصر جنگ خلف آصفجاہ نے جسکا ذکر ہو چکا ہے ایک ایلچی باجی راو کے پاس بھیجا اور مہیا ہوا اور
وعید سے باجی راو نے ضبطی جاگیرات سے ہاتھ اوٹھایا سنہ ۱۱۵۲ ہجری میں پچاس ہزار سوار چرار فراہم کرکر

نہ ملی تہی جب امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو بادشاہ سے ناچاقی ہوئی اور فرخ سیر نے بہ اغوای
در اندازون کی سرداران دکن خصوص ساہو راجہ بن سنبہا کو در بارہ مخالفت امیر الامرا کی تحریر کی اور
حضور مین قطب الملک عبد اللہ خان سی ہر روز پرخاش تازہ کیا کرتا تہا اور قطب الملک برابر امیر الامرا
کو دہلی آنے کے لیے لکہا کرتا تہا امیر الامرا نے لاعلاج گہر کے دشمن سے تنگ ہوکر بیگانہ سی موافقت کی سنہ ۲۹ مین
بوساطت انور خان برہانپوری کی راجہ ساہو اور ملہار سے صلح کی شرط یہ ہوئی کہ لوٹ مار نہ کرے
اور پندرہ ہزار سوار اپنے نوکر ناظم دکن کی ہمراہ رکہے بعدہ چوتہہ فیصدی دس روپیہ دیس مکہی چہہ صوبہ دکہن
کے اپنی مہر سی لکہدی مع اوسکے راج قدیمہ کی اور حوالہ کیا اور بالاجی ولد بشن ناتہہ برہمن کوکنی کو وکیل
راجہ ساہو کا کرکے ہر پرگنہ مین دو عامل متجانب مرہٹہ کے مقرر ہوے ایک مکاسدار جو چوتہہ وصول
کرے دوسرا نایب دیس مکہی کی تحصیل کو — بعد انعقاد اس صلح کے ملک دکن جو باعث تنازعت غنیم
کے خراب و ویران تہا اگرچہ رو بآبادی ہوا مگر ضبط پادشاہی اوٹہہ گیا اور اس تربیع ذی نحوست تثلیث
کی دکہلائی امیر الامرا نے بعد مصالحہ واقعہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری کو اپنے بہتیجے عالم علیخان کو دکن مین نایب کرکے
تیس چالیس ہزار سوار اور فوج مرہٹہ سردار بالاجی بشن ناتہہ کی ہمراہ عازم دار الخلافہ ہوا بعد عزل
فرخ سیر اور جلوس رفیع الدرجات کے سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین پایہ سنکراجی ملہار کا بلند اور مختار دکن
مقرر کرکے باتفاق بالاجی بشن ناتہہ کی عالم علیخان کی پاس بہیجا اور یہ دونو دکن مین آکر ایسے مسلط
ہوے کہ عالم علیخان سی بجز نام کے کچہ باقی نرہا بعد عالم علیخان اور انقضاے عمر و دولت سادات
بارہہ کے بالاجی بشن ناتہہ بہی مرا اور اوسکا لڑکا باجی راو قایممقام پدر اور مدار المہام سرکار ساہو راجہ
کا ہوا سنہ ۱۱۳۷ ہجری مین جب محمد شاہ بادشاہ نے مالوہ کی صوبہ داری گردہر بہادر ناگر کو دی وہ آکر دخیل ہوا
سنہ ۱۱۳۹ ہجری مین ہولکر ملہار جو قوم چرواہا باجی راو کے رفقا مین تہا مالوہ آکر گردہر ناگر سی لڑا جب گردہر مرا
اوسکی اولاد جو اوجین مین تہی متصل جانشین ہوئی وہ ملہار کی لڑائی مین مارا گیا صوبہ مالوہ بہ زہونکی
زیر تاراج آیا سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین محمد خان بنگش صوبہ دار مالوہ ہوکر اوجین آیا مگر بسبب مرہٹہ کی اسکا
نقش درست نہوا سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین راجہ جی سنگہ و اونکا صوبہ دار ہوا اسنے ہم قومی کی باجی راو کی
تقویت مین سعی کرنا شروع کی اور گجرات جو کہ بعد تغیر کی سربلند خان کے راجہ ابہی سنگہ راتہور کو قرار پائی مرہٹہ
تحریک چاند خان کی صوبہ مذکور مین شورش افگن تہا باجی راو نے ضعف سلطنت اور امراے حضور کی
جہالت اور اپنے اقتدار پر نظر کرکے دونو صوبہ پر قدم جرات بڑہایا مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اوسکے مہم پر مامور ہوا ملک مالوہ مین آیا سرونج تک درپے جنگ مرہٹہ ہوا مگر باجی راو ترک مقابلہ کرکے

[illegible] کی صوبہ داری شاہزادہ معظم کو ملی جب دکن کی مہم مہاراجہ جسونت سے بادشاہ کے خاطر خواہ
[illegible] مین طلب ہوگیا اور بجاے اوسکے راجہ جی سنگہ مقرر کیا گیا راجہ جی سنگہ نے قرار واقعی
[illegible] دی سیوا نے غیر اطاعت راہ ندیکہی راجہ جی سنگہ کے پاس بلا ہتہیار حاضر ہوکر ملاقی ہوا
[illegible] قلعہ اور دس لاکہہ ہون کا ملک پیشکش سرکار بادشاہی کیا اور بموجب التماس راجہ جی سنگہ کے
[illegible] بادشاہی مشتمل عفو تقصیر اوسکے نام صادر ہوا اور اوسکا لڑکا سبہنا پنجہزاری کیا گیا اور سیوا
[illegible] اپنے فرزند مذکور کے بعزم آستانہ بوسی شاہی ۱۰ ذی قعدہ سنہ ۱۰۷۶ ہجری کو اکبرآباد مین حاضر ہوکر
[illegible] ملازمت ہوا اور مورد عطوفت خسروانی ہوا لیکن بمقتضاے دہقانیت و عدم واقفیت ضوابط دربار
کے اپنے حق مین بڑی امیدین رکہتا تہا رام سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سے بملد رنجش کی حکم ہوا کہ اب حضور مین
نہ آنے پاوے اور محافظ مقرر ہون الا اوسکا بیٹا سبہنا چونکہ بے قصور تہا دربار مین آمد و رفت سے ممنوع
ہوا بادشاہ کو یہ منظور تہا کہ بعد چندے سیوا کو مشمول عاطفت فرما کر مرخص کرے مگر سیوا اس امر
کو نہ پہونچا تین مہینے نوروز کے بعد واقعہ بست و ہفتم صفر کو تغیر وضع کرکے مع سبہنا کے مفرور ہوکر دکن پہونچا
اور ہنگامہ آراے فساد ہوا صوبہ داران دکن اوسکی سزا و تادیب کیا کرتے تہے تا آنکہ ۲۴ ربیع الآخر
سنہ ۱۰۹۱ کو سیوا نے قضا کی اور اوسکا لڑکا سبہنا اوسی راہ پر قدم زن ہوا آخر عالمگیر بنفس نفیس خود متوجہ
دکن ہوا ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۳ ہجری مین اورنگ آباد مین آکر خیمہ زن ہوا اور آخر وقت پچیس برس
تک مرہٹہ کی گوشمال مین مصروف رہا لیکن بعض امراے خودغرض کی تغافل سے خاطر خواہ بندوبست
مرہٹہ کا نکر سکا سنبہا کے دو لڑکے ہوے رام راجہ اور ساہو راجہ انہون نے بعد رحلت عالمگیر کے
ملک بادشاہی مین شراکت شروع کی رفتہ رفتہ ملک خارج دکن پر متصرف ہوے تفصیل اسکی
یہ ہے کہ آخر عہد عالمگیر مین قرار ہوگیا تہا کہ مرہٹہ سے صلح رہے اسطور پر کہ حاصلات ملکی سے فیصد نو روپیہ
سیغہ دیس مکہی مین مرہٹہ کو ملا کرین تاکہ وہ مطیع فرمان بادشاہی رہین اور احسن خان میر ملنگ کو
مع اسناد دیس مکہی کے مرہٹہ کے پاس بہیجا کہ عہد و پیمان کرکے مرہٹہ کو حاضر کرین آخر کو راے شاہی منحرف
ہوے اور میر ملنگ کو واپس کر لیا پہر شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد مین دس روپیہ سیکڑا دیس مکہی حصہ
رہتا یا سے مرہٹہ کے نام مقرر ہوے بہادر شاہ بعد فتح کام بخش کے واقعہ سنہ ۱۱۲۱ ہجری دکن سے ہندوستان
آیا اور دکہ [illegible] امیر الامرا ذوالفقار خان کو مرحمت ہوئی امیر الامرا نے داؤد خان پنی کو مقرر کر دیا
[illegible] موافق ہوکر یہ مقرر کیا کہ حاصلات ملک سے تین حصہ سرکار بادشاہی کے اور چہارم
[illegible] دیس مکہی علاوہ مقرر ہوے یہ تقسیم بہی جاری رہی لیکن چوتہ کی سند مرہٹہ کو

ا ہوئے مگر مواصلت نہین ہوئی اور بجز ہرمز کی جسکی والدہ اعاظم عجمی کی خاندان سے ہے کوئی
لاد نوشیروان کی نہین پائی گئی ہے رانا کی اولاد مین سے ایک شخص بدہی کی بطن سے تھا چونکہ
عقیدہ ہندی ہی کہ ایسے فرزند کو جو غیر عقد سے ہو جملہ اولاد مین نہین داخل کرتے ہین بسبب بے
اعتباری کی وہ بیچارہ اودے پور سے نکل کر دکن گیا اور کرناٹک مین سکونت پذیر ہوا اور بسبب
عمدگی کے دکن کی عمدون مین خویشی بہم پہونچائی اسکی اولاد کے دو قسم ہین ایک اشتولیہ دویم
بہوسلہ۔ بہوسلہ سے ساہوجی اول برہان نظام شاہ کی ملازمی مین آیا بعدہ ابراہیم عادل شاہ
کا رفیق ہوا ابراہیم عادل شاہ نے اپنی اخیر وقت مین پرگنہ پونا وغیرہ ساہوجی کی جاگیر مین مقرر کردئی
ساہوجی وہان مانند زمینداروں کی رہتا تھا چندے صاحب قران ثانی شاہجہان کا نوکر رہا اور اسکا لڑکا
سیواجی جاگیر مین رہا جب ابراہیم عادل شاہ کو دو برس مرض کی شہرت مین گذرے اور بسبب بے
بندوبستی کے اکثر سپاہ بیجاپور چلی آئی اور وہ ولایت اور قلعہ سپاہ محافظ سے خالی ہوئی اسوقتین
سیواجی جو قوم بہوسلہ مین طرفہ ہوشیاری سے کارکن تھا براہ سرکشی اکثر قلعجات پر قابض ہوا
اس عرصہ مین عادل شاہ نے رحلت فرمائی اور اوسکا بیٹا علی عادل شاہ جانشین ہوا چونکہ یہ شخص
بسبب صغرسنی اور اوائل جلوس کے چندان مستقل نہوا تھا بڑا فتور ملک مین ظاہر ہوا سیواجی
روز بروز قوت پکڑتا گیا اکثر قلعہ اپنی ذات سے بنائے حتی کہ چالیس قلعہ سابق اور حال کی مع سامان
قلعداری بہم پہونچائے اور ہر طرف سے دلجمعی ہوکر علی عادل شاہ سے علانیہ منحرف ہو بیٹھا اور
افضل خان رکن سلطنت علی عادل شاہ کو دغا سے مار ڈالا اور رستم خان کو شکست فاحش دی
بعد ازان بالکل خاطر جمع ہوکر ہنگامہ سازی اور تاخت تاراج کرنا شروع کردیا اطراف کوکن مین خوب
ہاتھ پیر مارے کوکن دریاے شور کے متصل ہے بعض بنادر کو بھی زیر تصرف لایا اور دریا کو راہزنی
کرکے جنگل مین قطاع الطریقی کرتا تھا بعض اوقات جب قابو پاتا اکثر مواضع متعلقہ ہند پر جو عالمگیر
اورنگ زیب کے محروسہ تھے تنگ و تاراج کرتا تھا اورنگ زیب نے اس ماجرا سے متنبہ ہوکر امیر الامرا
شائستہ خان صوبہ دار دکن کو سزادہی کا حکم دیا مہاراجہ جسونت راٹھور بھی مددگاری مین مقرر کیا گیا
اونہون نے اوسکی سزا اور اوسکے ملک کی تخریب مین خوب تردد کیا سیواجی اکثر اپنے اقربا
جو امیر الامرا کی دربار مین نوکر تھے رجوع ہوکر اونکو دغابازی کا سبق سکھلایا جماعہ نکو امان نی شادی اولاد
کی بہانی سے ایکرات اژدحام کرکے واقعہ ۱۰۷۳ ہجری مین امیر الامرا پر چھاپہ مارا ابو الفتح خان اوسکا
لڑکا اس شبخون مین مارا پڑا اور امیر الامرا عوض اس غفلت کی عہدہ سے معزول ہوکر بعتاب شاہی ہوا

اور دکن کی صوبہ داری شاہزادہ معظم کو ملی جب دکن کی مہم مہاراجہ جسونت سے بادشاہ کے خاطر خواہ نہوئی حضور مین طلب ہو گیا اور بجاے اوسکے راجہ جے سنگہ مقرر کیا گیا راجہ جے سنگہ نے قرار واقعی سیوا کی گوشمالی دی سیوا نے غیر اطاعت راہ ندیکھی راجہ جے سنگہ کے پاس بلا ہتھیار حاضر ہوکر ملاقی ہوا اور تئیس ۲۳ قلعہ اور دس لاکھ ہون کا ملک پیشکش سرکار بادشاہی کیا اور بموجب التماس راجہ جے سنگہ کے فرمان بادشاہی مشتمل عفو تقصیر اوسکے نام صادر ہوا اور اوسکا لڑکا سبہنا پنجہزاری کیا گیا اور سیوا مع اپنے فرزند مذکور کے بعزم آستانہ بوسی شاہی ۱۸ ذی قعدہ ۱۰۷۶ھ ہجری کو اکبرآباد مین حاضر ہوکر بشرف ملازمت ہوا اور مورد عطوفت خسروانی ہوا لیکن بمقتضا اے دہقانیت و عدم واقفیت ضوابط دربار کے اپنے حق مین بڑی امیدین رکھتا تھا رام سنگہ ولد راجہ جے سنگہ سے اظہار رنجش کی حکم ہوا کہ اب حضور مین نہ آنے پاوے اور محافظ مقرر ہون الا اوسکا بیٹا سبہنا چونکہ بے قصور تھا دربار مین آمد و رفت شے ممنوع نہوا بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ بعد چندے سیوا کو مشمول عاطفت فرماکر مرخص کرے مگر سیوا اس امر کو نہ پہونچا تین مہینے نوروز کے بعد واقعہ بست ہفتم صفر کو تغیر وضع کرکے مع سبہنا کے مفرور ہوکر دکن پہونچا اور ہنگامہ آراے فساد ہوا صوبہ داران دکن اوسکی سزا و تادیب کیا کرتے تھے تاآنکہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۰۹۱ھ کو سیوا نے قضا کی اور اوسکا لڑکا سبہنا اوسی راہ پر قدم زن ہوا آخر عالمگیر بنفس نفیس خود متوجہ دکن ہوا ۲۲ ربیع الاول ۱۰۹۳ھ ہجری مین اورنگ آباد مین آکر خیمہ زن ہوا اور آخر وقت پچیس برس تک مرہٹہ کی گوشمال مین مصروف رہا لیکن بعض امراے خودغرض کی تغافل سے خاطر خواہ بندوبست مرہٹہ کا نکر سکا سبہنا کے دو لڑکے ہوے رام راجہ اور ساہو راجہ انہون نے بعد رحلت عالمگیر کے ملک بادشاہی مین شراکت شروع کی رفتہ رفتہ ملک خارج دکن پر متصرف ہوے تفصیل اسکی یہ ہے کہ آخر عہد عالمگیر مین قرار ہو گیا تھا کہ مرہٹہ سے صلح رہے اسطور پر کہ حاصلات ملکی سے فیصد نو روپیہ سیبہ دیس مکہی مین مرہٹہ کو ملا کرین تاکہ وہ مطیع فرمان بادشاہی رہین اور احسن خان میر ملنگ کو مع اسناد دیس مکہی کے مرہٹہ کے پاس بہیجا کہ عہد و پیمان کرکے مرہٹہ کو حاضر کرین آخر کو راے شاہی منحرف ہوے اور میر ملنگ کو واپس کر لیا پہر شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد مین دس روپیہ سیکڑا دیس مکہی حصہ رعایا سے مرہٹہ کے نام مقرر ہوئے۔ بہادر شاہ بعد فتح کام بخش کی واقعہ ۱۱۲۱ھ ہجری دکن سے ہندوستان آیا اور دکن کی صوبہ داری امیر الامرا ذوالفقار خان کو مرحمت ہوئی امیر الامرا نے داؤد خان پنی کو مقرر کر دیا اس نائب نے مرہٹہ سے موافق ہوکر یہ مقرر کیا کہ حاصلات ملک سے تین حصہ سرکار بادشاہی کی اور چہارم حصہ مرہٹہ کا ہوا اور دیس مکہی علاوہ مقرر ہوی یہ تقسیم بہی جاری رہی لیکن چوتہہ کی سند مرہٹہ کو

حرم ہوئے مگر مواصلت نہین ہوئی اور بجز ہرمز کی جسکی والدہ اعاظم عجمی کی خاندان سے ہے کوئی
اولاد نوشیروان کی نہین پائی گئی ہے رانا کی اولاد مین سے ایک شخص بڈہی کی بطن سے تہا چونکہ
عقیدہ ہندی ہے کہ ایسے فرزند کو جو غیر عقد سے ہو جملہ اولاد مین نہین داخل کرتے ہین لسبب بے
اعتباری کی وہ بیچارہ اودے پور سے نکل کر دکن گیا اور کرناٹک مین سکونت پذیر ہوا اور لسبب
عمدگی کے دکن کی عمدون مین خویشی بہم پہونچائی اسکی اولاد کے دو قسم ہوے ایک اتنولیہ دویم
بہوسلہ- بہوسلہ سے ساہوجی اول برہان نظام شاہ کی ملازمی مین آیا بعدہ ابراہیم عادل شاہ
کا رفیق ہوا ابراہیم عادل شاہ نے اپنی اخیر وقت مین پرگنہ پونا وغیرہ ساہوجی کی جاگیر مین مقرر کردی
ساہوجی وہان مانند زمینداروں کی رہتا تہا چندے صاحب قران ثانی شاہجہان کا نوکر رہا اور اسکا لڑکا
سیواجی جاگیر مین رہا جب ابراہیم عادل شاہ کو دو برس مرض کی شدت مین گذرے اور لسبب بے
بندوبستی کے اکثر سپاہ بیجاپور چلی آئی اور وہ ولایت اور قلعہ سپاہ و محافظ سے خالی ہوئی اسوقتین
سیواجی جو قوم بہوسلہ مین طرفہ ہوشیاری سے کارکن تہا براہ سرکشی اکثر قلعجات پر قابض ہوا
اس عرصہ مین عادل شاہ نے رحلت فرمائی اور اوسکا بیٹا علی عادل شاہ جانشین ہوا چونکہ یہ شخص
بسبب صغر سنی اور اوائل جلوس کے چندان مستقل نہوا تہا بڑا فتور ملک مین ظاہر ہوا سیواجی
روز بروز قوت پکڑتا گیا اکثر قلعہ اپنی ذات سے بنائے حتی کہ چالیس قلعہ سابق اور حال کی مع سامان
قلعداری بہم پہونچائے اور ہر طرف سے دلجمعی ہوکر علی عادل شاہ سے علانیہ منحرف ہو بیٹہا اور
افضل خان رکن سلطنت علی عادل شاہ کو دغا سے مار ڈالا اور رستم خان کو شکست فاحش دی
بعد ازان بالکل خاطر جمع ہوکر ہنگامہ سازی اور تاخت تاراج کرنا شروع کردیا اطراف کوکن مین خوب
ہاتہہ پیر مارے کوکن دریائے شور کے متصل ہے بعض بنادر کو بہی زیر تصرف لایا اور دریا کو راہزنی
کرکے جنگل مین قطاع الطریقی کرتا تہا بعض اوقات جب قابو پاتا اکثر مواضع متعلقہ ہندیر جو عالمگیر
اورنگ زیب کے محروسہ تہے تنگ و تاراج کرتا تہا اورنگ زیب نے اس ماجرا سے متنبہ ہوکر امیر الامرا
شایستہ خان صوبہ دار دکن کو سزا دہی کا حکم دیا مہاراجہ جسونت راٹہور بہی مددگاری مین مقرر کیا گیا
اونہون نے اوسکی سزا اور اوسکی ملک کی تخریب مین خوب تردد کیا سیواجی اکثر اپنے اقربا سے
جو امیر الامرا کی دربار مین نوکر تہے رجوع ہوکر اونکو دغا بازی کا سبق سکہلایا چنانچہ انکو امان ز شادی اولاد
کی بہانی سے ایکرات اژدحام کرکے واقعہ سنہ ۱۰۷۳ ہجری مین امیر الامرا پر چہاپہ مارا ابو الفتح خان اوسکا
لڑکا اس شبخون مین مارا پڑا اور امیر الامرا عوض اس غفلت کی عہدہ سے معزول ہوکر بعتاب شاہی ہوا

اور دکن کی صوبہ داری شاہزادہ معظم کو ملی جب دکن کی مہم مہاراجہ جسونت سی بادشاہ کے خاطرخواہ
نہوئی حضور مین طلب ہو گیا اور بجاے اوسکے راجہ جی سنگہ مقرر کیا گیا راجہ جی سنگہ نے قرار واقعی
سیوا کی گوشمالی دی سیوا نے غیر الطاعت راہ ندیکہی راجہ جی سنگہ کی پاس بلا ہتہیار حاضر ہوکر ملاقی ہوا
اور تیئیس ۲۳ قلعہ اور دس لاکہہ ہون کا ملک پیشکش سرکار بادشاہی کیا اور بموجب التماس راجہ جی سنگہ کی
فرمان بادشاہی مشتمل عفو تقصیر اوسکے نام صادر ہوا اور اوسکا لڑکا سبہا پنجہزاری کیا گیا اور سیوا
مع اپنے فرزند مذکور کے بعزم آستانہ بوسی شاہی ۱۸ ذی قعدہ سنہ ۱۰۷۶ ہجری کو اکبرآباد مین حاضر ہوکر
شرف ملازمت ہوا اور مورد عطوفت خسروانی ہوا لیکن بمقتضاے دہقانیت و عدم واقفیت ممنوا الطوار
کے اپنے حق مین بڑی امیدین رکہتا تہا رام سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سے اظہار رنجش کی حکم ہوا کہ اب حضور مین
نہ آنے پاوے اور محافظ مقرر ہون الا اوسکا بیٹا سبہا چونکہ بی قصور تہا دربار مین آمد و رفت سے ممنوع
ہوا بادشاہ کو یہ منظور تہا کہ بعد چندے سیوا کو مشمول عاطفت فرماکر مرخص کرے مگر سیوا اس امر
کو نہ پہونچا یعنی نوروز کے بعد واقعہ بست ہفتم صفر ۱۰۷۷ کو تغیر وضع کرکے مع سبہا کی مفرور ہوکر دکن پہونچا
اور ہنگامہ آراے فساد ہوا صوبہ داران دکن اوسکی سزا و تادیب کیا کرتے تہی تا آنکہ ۲۴ ربیع الآخر
سنہ ۱۰۹۱ کو سیوا نے قضا کی اور اوسکا لڑکا سبہا اوسی راہ پر قدم زن ہوا آخر عالمگیر بہ نفس نفیس خود متوجہ
دکن ہوا ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۳ ہجری مین اورنگ آباد مین آکر خیمہ زن ہوا اور آخر وقت پچیس برس
تک مرہٹہ کی گوشمالی مین مصروف رہا لیکن بعض امراے خودغرض کی تغافل سی خاطرخواہ بندوبست
مرہٹہ کا نکر سکا سنبہا کے دو لڑکے ہوسے رام راجہ اور ساہو راجہ انہون نی بعد رحلت عالمگیر کی
ملک بادشاہی مین شراکت شروع کی رفتہ رفتہ ملک خارج دکن پر متصرف ہوسے تفصیل اسکی
یہ ہی کہ آخر عہد عالمگیر مین قرار ہو گیا تہا کہ مرہٹہ سی صلح رہی اسطور پر کہ حاصلات ملکی سی فیصد نو روپیہ
سیغہ دیس مکہی مین مرہٹہ کو ملا کرین تاکہ وہ مطیع فرمان بادشاہی رہین اور احسن خان میر ملنگ کو
مع اسناد دیس مکہی کے مرہٹہ کی پاس بہیجا کہ عہد و پیمان کرکے مرہٹہ کو حاضر کرین آخر کو راے شاہی منحرف
ہوسے اور میر ملنگ کو واپس کر لیا پہر شاہ عالم بہادر شاہ کی عہد مین دس روپیہ سیکڑا دیس مکہی حصہ
رعایا سی مرہٹہ کی نام مقرر ہوئے۔ بہادر شاہ بعد فتح کام بخش کی واقعہ سنہ ۱۱۲۱ ہجری دکن سی ہندوستان
آیا اور دکن کی صوبہ داری امیر الامرا ذوالفقار خان کو مرحمت ہوئی امیر الامرا نے داؤد خان پنی کو مقرر کر دیا
اس نائب نی مرہٹہ سی موافق ہوکر یہ مقرر کیا کہ حاصلات ملک سی تین حصہ سرکار بادشاہی کی اور چہارم
حصہ مرہٹہ کا ہوا اور دیس مکہی علاوہ مقرر ہوی یہ تقسیم بہی جاری رہی لیکن چوتہہ کی سند مرہٹہ کو

حرم ہوئے مگر مواصلت نہین ہوئی اور بجز ہرمز کی جسکی والدہ اعاظم عجمی کی خاندان سے ہے کوئی
اولاد نوشیروان کی نہین پائی گئی ہے رانا کی اولاد مین سے ایک شخص بڈہی کی بطن سے تہا چونکہ
عقیدہ ہندی ہے کہ ایسے فرزند کو جو غیر عقد سے ہو جملہ اولاد مین نہین داخل کرتے ہین بسبب بے
اعتباری کی وہ بیچارہ اودے پور سے نکل کر دکن گیا اور کرناٹک مین ساکونت پذیر ہوا اور بسبب
عمدگی کے دکن کی عمدون مین خویشی بہم پہونچائی اسکی اولاد کے دو قسم ہوے ایک اتنولیہ دوم
بہوسلہ۔ بہوسلہ سے ساہوجی اول برہان نظام شاہ کی ملازمی مین آیا بعدہ ابراہیم عادل شاہ
کا رفیق ہوا ابراہیم عادل شاہ نے اپنی اخیر وقت مین پرگنہ پونا وغیرہ ساہوجی کی جاگیر مین مقرر کردئی
ساہوجی وہان مانند زمیندارون کی رہتا تہا چندے صاحب قران ثانی شاہجہان کا نوکر رہا اور اسکا لڑکا
سیواجی جاگیر مین رہا جب ابراہیم عادل شاہ کو دو برس مرض کی شدت مین گذرے اور بسبب بے
بندوبستی کے اکثر سپاہ بیجاپور چلی آئی اور وہ ولایت اور قلعہ سپاہ محافظ سے خالی ہوئی اسوقتین
سیواجی جو قوم بہوسلہ مین طرفہ ہوشیاری سے کارکن تہا براہ سرکشی اکثر قلعجات پر قابض ہوا
اس عرصہ مین عادل شاہ نے رحلت فرمائی اور اوسکا بیٹا علی عادل شاہ جانشین ہوا چونکہ یہ شخص
بسبب صغر سنی اور اوائل جلوس کے چندان مستقل نہوا تہا بڑا فتور ملک مین ظاہر ہوا سیواجی
روز بروز قوت پکڑتا گیا اکثر قلعہ اپنی ذات سے بنائے حتی کہ چالیس قلعہ سابق اور حال کی مع سامان
قلعداری بہم پہونچائے اور ہر طرف سے دلجمعی ہوکر علی عادل شاہ سے علانیہ منحرف ہو بیٹھا اور
افضل خان رکن سلطنت علی عادل شاہ کو دغا سے مار ڈالا اور رستم خان کو شکست فاحش دی
بعد ازان بالکل خاطر جمع ہوکر ہنگامہ سازی اور تاخت تاراج کرنا شروع کردیا اطراف کوکن مین خوب
ہاتہ پیر مارے کوکن دریاے شور کے متصل ہے بعض بنادر کو بہی زیر تصرف لایا اور دریا کو راہزنی
کرکے جنگل مین قطاع الطریقی کرتا تہا بعض اوقات جب قابو پاتا اکثر مواضع متعلقہ ہند پر جو عالمگیر
اورنگ زیب کے محروسہ تہے تنگ و تاراج کرتا تہا اورنگ زیب نے اس ماجرا سے متنبہ ہوکر امیر الامرا
شایستہ خان صوبہ دار دکن کو سزادہی کا حکم دیا مہاراجہ جسونت راٹہور بہی مددگاری مین مقرر کیا گیا
اونہون نے اوسکی سزا اور اوسکی ملک کی تخریب مین خوب تردد کیا سیوا نے اکثر اپنے اقربا کو
جو امیر الامرا کی دربار مین نوکر تہے رجوع ہوکر اونکو دغا بازی کا سبق سکہلایا جماعہ نکو امان ز شادی اولاد
کی بانی سے ایکرات اژدہام کرکے واقعہ سنہ ۱۰۷۳ ہجری مین امیر الامرا پر چہاپہ مارا ابو الفتح خان اوسکا
لڑکا اس شبخون مین مارا پڑا اور امیر الامرا عوض اس غفلت کی عہدہ سے معزول ہوکر مورد عتاب شاہی ہوا

سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ کی افواج اوس نواح مین جوار لاہور تک پہونچکر جماعۂ مذکورہ پر غالب ہوے ہین —

ذکر احوال مرہٹہ اور اونکے اصل اور موجب اقتدار پانے کا

گذشتہ تواریخ سے ظاہر ہی کہ ہند کے راجہ لوگ ہمیشہ دکن پر غالب رہی ہین اور لنکا اور سراندیپ تک مسخر کیا ہے مگر اوایل عہد محمد شاہ بابری سی بسبب نفاق امراے بی عقل و بی غیرت کی قوم مرہٹہ نے ہند مین دخل پایا اور اکثر صوبجات فتح کر لیئے خلق خدا کو انکی بدعت ستانی لگی بعض صوبجات مثل اودہ بسبب حائل ہونی دریاے گنگ اور مدافعہ برہان الملک اور اوسکی اولاد کی اور بنگالہ اور عظیم آباد دھابت جنگ کی حراست کی سبب اور صوبجات لاہور و ملتان و ٹھٹہ بسبب بعد مسافت کی جماعہ مذکورہ کی دست برد سے محفوظ رہی اگرچہ قدم انکے یہانتک بھی آگئے تھے مگر چنانکہ باید و شاید انتظام اور تسخیر ملک نکر سکے چونکہ ذکر اس فرقہ کا اکثر واقع ہوا ضرور ہے کہ انکی اصل ماہیت کا بیان بنا بر شتاقان منتظر کیا جاوے — مخفی نرہے کہ مہارشٹ دیوگر اور اوسکے اطراف سے مراد ہی و ہانکی رعایا کو مرہٹہ کہتے ہین یہانپر زبان مہارشتی بولی جاتی ہی اور ریاست اس قوم کی بہوسلہ گھرانی مین ہی چند سال ناچرراو سرداری پر مقرر ہوے نسب بہوسلہ کا راجہا سے اودیپور سی ملتا ہے اور راجہ اودے پور راجپوتانہ کے عمدہ راجون مین ہی اب بھی باوجودیکہ مانند راٹہور اور کچھواہہ وغیرہ کی نہین ہے مگر اوسکی عزت ہوتی ہی نیا راجہ جو گدی نشین ہوا اوسکے قشقہ سی ہوتا ہی اور راجہ اودیپور کا لقب رانا ہی رانا کی نسبت نوشیروان سی مشہور ہے بعض مورخون کا کلام ہی کہ جب سعد وقاص نے ایران فتح کیا اولاد نوشیروان کی اوارہ ہو کہ ہند مین آگئی اور راجگی حاصل ہوئی انکی اولاد کو رانا کہتے ہین مگر تحقیق امر یہ ہی کہ سبب رانا ہونے کا یہ ہی کہ پرتاب چند نے راجگی پائی ہند پر متولی ہوے پیشتر سے جو خراج ولایت جاتا تھا اوسنے بند کر دیا نوشیروان نے سزا کو لشکر بھیجا تا کہ قید کر کے حاضر درگاہ کرین پرتاب چند عاجز ہو کر خواب غرور سے بیدار ہوا اور جو کچھ مال و اسباب تہا معہ ایک اپنی لڑکی کے بحضور نوشیروان روانہ کیا نوشیروان نے اونکا جرم معاف کیا راجگی بدستور بحال رکھی اسکے بعد سے اولاد اپنا خطاب رانا مقرر کیا تہوڑی مدت مین اطراف کی راجاون نے اونکا سارا ملک لے لیا تہوڑی سی زمین پرتاب چند کی اولاد کو باقی رہی ہان یہ ہوا کہ اور لوگ انکی تعظیم و تکریم ہمیشہ کرتے چلے آے اور انکو نوشیروانی ہی جانتے تہی حال آنکہ جو لڑکی کہ پرتاب چند نے نوشیروان کو بھیجی تہی اگرچہ داخل پرستاران

تخلص جسکا نام زبان کشمیر مین لالہ جو اتہا اسکا یہ مطلع بلندی فکر پر گواہ ہے ع تیر تا از سینہ
من دل زدہ آید بیرون ٭ ہمچو آن کس کز ماتمکدہ آید بیرون — دوم محمد علیخان متین تخلص مولف تذکرہ
الاحیا الا شعر یہ تخلص حسام الدین خان ایرانی کا فرزند ہے زمرۂ منصبداران بادشاہی مین تہا۔ تیسرے
مرزا قلندر متین کا چہوٹا بہائی کبہی قلندر کبہی فقیر تخلص کرتا تہا کہتے ہین اسکی لاکہہ بیت ہے چوتہے
محمد علی ملقب پنہ پانچوین کا نام یاد نہین — القصہ احمد شاہ ابدالی نے انور الدین خان کو مع فوج
ابدالی اور قزلباشی اور خراسانی اور کسیقدر راجہ جمو کی تسخیر کشمیر کو مقرر کیا مخفی نرہے کہ راجہ جمو بروقت
ورود لشکر کشون کو مقامات دشوار گذار مین جا بیٹہتا تہا اور کچہ روپیہ دیکر اونکے صدمات سے محفوظ رہا کرتا
تہا چونکہ کشمیر مین پہونچنا بدون رہنمائی کشمیریون کے دشوار ہے اور سکہ جیون نے راہ گذر باتفاق
کشمیریون کے مسدود کی تہی احمد شاہ کو اسکا تدارک ضرور ہوا تہا اسیواسطے راجہ جمو سے استعانت کی
تہی راجہ ایسے لوگون سے بہت ڈرتا تہا حاضری کو راضی نتہا مگر شاہ ولی خان نے اپنے لڑکے کو بہیجدیا
کہ جب تک راجہ لوٹ کر اپنے ملک مین نجاوے جب تک تو اوسکے آدمیونکے پاس بطور ضمانت کے
حاضر رہتا جب اسقدر اطمینان ہوگیا راجہ نے کسیقدر لوگ رہنمائی کو ہمراہ کردیئے تاکہ دریا
جہنا سے جو نہایت دشوار گذار ہے یعنی اسقدر عریق ہے کہ عبور اسپ و شتر ناممکن ہے درختون پر پل باندہکر
مجبور کرائے بعد اس اعانت کے اپنے گہر کو لوٹ گیا اور انور الدین خان حدود کشمیر مین پہونچا سکہ جیون بہی مقابلہ مین نکلا
کئی مرتبہ ہمراہیون سے لڑائیان ہوئین آخر مارتے بہگاتے متصل کشمیر جا پہونچا سکہ جیون مع چند رفقا کے بسلسلہ قید مین پہنسا
اور مبارز ہوکر مغلوب ہوا ہمراہی فرار ہوئے اور سکہ جیون مع چند رفقا کے بسلسلہ قید مین پہنسا
احمد شاہ نے اس فتح کے عوض مین انور الدین خان کو نایب کشمیر بنایا اور سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین عزیمت
قندہار معمم کی لاہور سے کابل آیا یہ اخیر آنا ابدالی کا ہند مین ہے بسبب عدم بندوبست خراسان
کے کہ خاطر خواہ نہوا تہا فرصت نہ ملی وبست لاہور اور استیصال جماعۂ سکہان کی نیابی اور صوبہ لاہور
و ملتان وسرہند کے قبضہ سے نکل کر سکہون کے ہاتہہ لگا لیکن لاہور و ملتان ابدالی کے عمل مین رہا اور
ان دونو صوبون کا انتظام آج تک کہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری ہین کا ٹہیک نہوا اور سکہون کا نہایت اقتدار ہے
ہر ضلع مین اضلاع مذکورہ سے ایک ایک رئیس جماعہ مسطورہ کا کمال عز و جاہ سے گذران کرتا ہے اور
رعایا کو اپنے حسن سلوک سے راضی کرکے ملک کو آباد کیا ہے لیکن بلدہ لاہور کی وہ رونق نہین ہے
اور یہان کے اعیان و اشراف تنگی اوقات مین گرفتار رہین اکثر تو جلاوطن کرگئے ہین اور
اکثر اپنے جہوپڑون مین بڑے بزرگون کی نام روشن کئے ہوئے ہین اندنون مین کہ اوسکے

سے کہ جسکو شاہ ابدالی نے بادشاہ بنایا تہا اور اوسکا لڑکا مرزا جوان بخت ولیعہدی مین شاہجہان آباد مین تہا
قلعدار اکبر آباد سے ساز کیا اور زر نقد دیکر واقعہ ماہ ذی قعدہ ۱۱۷۴ ہجری مین باوجودیکہ اسی سال احمد
ابدالی کے فتوحات ہوئیں اور اسنے دیکہی نہین کہ مرہٹہ کی شکست نوی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا قلعہ اکبر آباد
مین متصرف ہوا اور قوم سکہ جنکا بیان فرخ سیر کے ذکر مین ہوچکا ہو معین الملک کی بیخبری سے بڑہ کر
شرپسندی سے راگ لاسکے کہ میدان خالی دیکہکر نائب احمد شاہ کو جو لاہور مین تہا مارڈالا اور جسا نامی اپنے قوم
کو بادشاہ بنایا اور اطراف صوبہ لاہور مسخر کرکے عموماً خلائق خصوصاً اہل اسلام کی درپے اذیت ہوئے
احمد شاہ ابدالی اس خبر کو سنکر عازم لاہور ہوا اس مرتبہ ۱۱۷۵ مین ساتوین دفعہ عزیمت فرمائی جب
بلدہ لاہور مین آیا فرقہ سکہ مغرور ہوکر ملک روہی مین جو کہ نہایت دشوار عبور ہے جا پہونچی اسجا آلاماش کی تلاش کر
جو اوسکے پاس ہوا کہ سوار و پیادہ تہا احمد شاہ ابدالی نے خبر پاکر ایلغار کیا نوسے کوس کی راہ دو روز
مین طے کرکے ۱۲ رجب ۱۱۷۵ ہجری کو اونکے نشیمن جا پہونچا اس دفعہ کی چشم زخم مین قریب بیس ہزار
سکہ کے مارے پڑے اور بڑی لوٹ حاصل ہوئی جب ادہر سے اطمینان ہوا ساتوین شعبان سنہ مذکور
کو داخل لاہور ہوکر مقیم ہوا اور بعد انتظام نور الدین خان ابدالی کو جو کہ ولی خان اوسکے وزیر کا چچازاد ہو
تا سکہ جیون صوبہ دار کشمیر کے سر پر مقرر فرمایا۔

تہوڑا حال سکہ جیون کشمیری کا اور فتح پانا نور الدین خان کا

سکہ جیون قوم کہتری کابل کا رہنے والا ہو اول مین اشرف الوزراء شاہ ولیخان وزیر ابدالی کا متصدی
تہا ایک مرتبہ احمد شاہ نے اسکو واسطے طلب زر محالات متعلقہ کابل کے معین الملک کی پاس سفیر کرکے
بہیجا تہا ۱۱۶۶ ہجری جب عبد اللہ خان ایشک آقاسی کو جو کابل سے تسخیر کشمیر کو روانہ ہوا تہا سکہ جیون کو بہی
اوسکے ہمراہ کردیا اوسنے صوبہ مذکور کو فتح کرکے خواجہ کچک کو نائب مقرر کیا اور سکہ جیون کو دیوان کرکے
خود واپس ہوا بعد چندے سکہ جیون سے سردار مذکور کو مارڈالا اور خواجہ کچک کو اول قید بعد ہ تاراج
کردیا اور عماد الملک سے سند صوبہ داری بمہر عالمگیر ثانی اپنے نام منگالی خطبہ و سکہ عالمگیر ثانی کی نام کا
مروج کیا یہ شخص زیبا رو نیکو خو تہا عقائد اسلام رکہتا تہا اکثر مزارات بزرگان کی مرمت کرائی ہر روز
بعد فراغ کچہری سکہ جیون مسلمان کو کہانا عطا کرتا تہا اور ہر مہینے کے گیارہوین بارہوین کو طعام پختہ تقسیم
کرتا اور جو کوئی وارد ہوتا مناسب حال اوس سے سلوک ہوتا ہفتہ مین ایکروز مشاعرہ بہی کرتا تہا پانچ آدمی
نوکر تہے جنکا کام دس نفر تہے تاکہ تاریخ کشمیر ابتداء سے اسکے وقت تک منظم کرین اول محمد توفیق

منظر ہوا ابطال یعنی المیال مین ثانے لگا مرہٹہ اس گیتی گھاٹ کو جا نکلا تسخیر حصار کا عزم بالجزم کیا بستم شعبان
کو اول صبح آبادی خارج شہر مین جاکر دست درازی شروع کردی رگھناتھ راو فوج خاصہ کی ہمراہ شہر کے
شمال رویہ استادہ ہوا اور راو کے رفقا نے سیڑہی اور ہاتھیون کے وسیلہ سے چڑہکر چاہا کہ تختہ
دروازہ دیوار کلان باغ کو توڑکر اندر جا گھسین ہمت خان اور مرزا محمد باقر خان وغیرہ تماشائیان جنگ
نے حفظ آبرو کیواسطے ایسا تلوار و سنان و سنگ و پتھر برسایا کہ اکثر خام ارادہ دیوار سے گرتے گرتے جہنم
واصل ہوے اور اطراف مین بھی بہت سا لشکر رگھناتھ راو کا بسمل ہوا اسی گرما گرمی مین ایک تیر
اور گولی رگھناتھ کے فیلبان کو لگی اور موجب تفرقہ ہوے رگھناتھ راو قرین حسرت یورش سے معاود ہوا
اور خبر قرب وصول لشکر آصفجاہ کیہ سنکر بنگالہ کو راہی ہوا ۲۶ ماہ مذکور کو آصفجاہ وارد اورنگ آباد
ہوا چونکہ مرہٹہ ارادہ رکھتا تھا کہ ملک برار مین جاکر تاخت و تاراج کرے آصفجاہ غرہ رمضان کو قریب بالاپور
پہونچکر سدراہ ہوا اور مرہٹہ وہان سے لوٹ کر نزدیکی اورنگ آباد و حیدرآباد کو چلا گیا آصفجاہ بھی
معاود ہوکر دریاے گنگ اودہ تک تعاقب فرمایا اور بعد نکلنے احمدنگر کے سردارون کو مع فوج جابجا
مقرر و معین فرماکر خود پونہ مین چلا آیا کہ وہان سے بیس کوس کی فاصلہ تہا [illegible] مین قرار کر گئے
تھے لشکریان آصفجاہ نے یکقلم پونا کو خاک سیاہ کردیا اور پونا کے اطراف اور نیز پونا کی سوخت اور تاراج
مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا میر اولاد محمد زکا برادرزادہ میر علی آزاد بلگرامی نے تاریخ کہی ہے آصفجاہ دوم
سلیمان اعلام ہلاک آبادی قوم برہمن سوخت تمام + تاریخ شو شعلہ طبع زکا + آتش زد پونہ را سپاہ اسلام
رگھناتھ راو نے حیدرآباد پہونچکر تسخیر قلعہ مین نہایت کوشش کی لیکن حسن انتظام شجاع الدولہ بہادر
اور دل خان اورنگ آبادی ناظم حیدرآباد سے مرہٹہ کی یہ جرات نہوئی کہ اونکے توپخانہ آتشبار
کے روبرو ٹہر سکین بلکہ اکثرون کی جان گئی آخر کو وہان سے بھی خایب و خاسر معاودت کی اسکے بعد
سانحہ دکن اور آصفجاہ کا حال معلوم نہین ہوا انشاء اللہ بر وقت آگاہی تحریر ہوگا مجمل اسقدر ہے کہ آجکل کہ
شروع سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین آصفجاہ ثانی نظام علیخان اکثر ممالک دکن کا فرمان روا ہے اور شاید اس لڑائی مین
جو کہ جماعہ انگلشی کو حیدر نایک اور مرہٹہ سے صوبہ ارکاٹ اور نواح پونہ اور احمدآباد گجرات مین روبکار ہے
معین و نصیر حیدر نایک اور مرہٹہ کا ہے واللہ اعلم

آنا احمد شاہ ابدالی کا ساتوین مرتبہ ہندوستان مین اور قتل فرقہ سکھ اور قید کرنا

راجہ سورجمل جاٹ کا اور قلعہ اکبرآباد مین تصرف کرنا

سورجمل جاٹ نے بعد جانے شاہ ابدالی کی جانب قندہار باوجود نجیب الدولہ اور شاہ عالم بن عالمگیر ثانی

شاہ عالم عالی گہر کا منشور تفویض صوبہ داری دکن کی بعوض امیر الممالک صلابت جنگ صادر ہوا اسنے استقبال کر کے بینالبلد معروفہ شرف مطالعہ حاصل کیا اور برہمن ججیر بیدی راجہ پرتاپ نوت کو مختار و مدار علیہ معاملات کا کر کے کارہاے ملکی اوسکے حوالہ کیئے اور رگھناتہ راو اور مادہو راو نے بعد صلح کے پونا میں برسات بسر کی اوسی ضمن میں واقعہ ۱۱۷۶ ہجری میں جیا اور بہتیج کے مخالفت ہوئی مادہوراو کے کارگذاروں نے چاہا کہ رگھناتہ کو قید کریں رگھناتہ راو نے اس ماجرا سے باخبر ہوکر مع چند لوگوں کے ناسک کی راہ لی محمد مراد خان بہادر اورنگ آبادی نے جو عمدہ نوکر آصفجاہ کا مرہٹوں کے استمالت پر مامور تھا رگھناتہ راو کے منحرف ہونے کی خبر پاکر چودہوین ماہ صفر کو سوار ہوا اور نواح ناسک میں رگھناتہ راو کو پایا رگھناتہ راو جو نہایت سراسیمہ ہو رہا تھا اسکے پہونچنے سے مطمئن ہوا بڑے اعزاز سے پیش آیا روساے مرہٹہ نے مراد خان کی رفاقت سے سمجھا کہ آصفجاہ رگھناتہ کا طرفدار ہے اس نظر سے اکثر اسکے رفاقت مین آرہے مادہوراو خلف بالاجی کی ترک رفاقت کی رگھناتہ راو کے ہمراہ عمدہ لشکر ہوگیا اورنگ آباد ہوتے ہوے احمد آباد آیا مادہوراو بھی پونا سے نکلا احمد نگر سے بارہ کوس پر بست پنجم ربیع الآخر سنہ مذکور کو مقابلہ ہوا مادہوراو نے شکست پائی دوسری روز رگھناتہ کے روبرو حاضر ہوکر عذر خواہ ہوا آصفجاہ بھی رگھناتہ راو کے مدد کو نزدیک آپہونچا تھا کہ منازعت ختم ہوگئی جب لشکر آصفجاہ بندر کالور مین پہونچا رگھناتہ نے وہان جاکر ملاقات کی باہمدگر برسم معروفہ تواضعات ضیافت کی ہوئین رگھناتہ راو نے پچاس لاکھ روپیہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد آصفجاہ کے نذر کیا اور سندین حوالہ کین چونکہ یہ کام محمد مراد خان کی حسن سعی سے درست ہوا تھا راجہ پرتاپ نوت دیوان مدار علیہ آصفجاہ ازراہ عناد کی ندیکھہ سکا پیس قبل اسکے کہ ملک اور قلعہ دولت آباد مین آصفجاہ کا عمل دخل ہو سررشتہ مصالحت برہم کر کے آصفجاہ کو اس امر پر رجوع کیا کہ رگھناتہ کو معطل کرنا چاہیے بنابرین جانوجی ولد رگھوجی بہوسلہ سکا سدار صوبہ برار کو طلب کر کے اس لالچ سے کہ تجہی رگھناتہ کا قائممقام کرادینگے ملازم آصفجاہ کیا اور ناصر الملک چھوٹا لڑکا نظام الملک آصفجاہ کا جو رفیق مرہٹہ ہوا تھا اونکا عدم التفات دیکھکر آصفجاہ سے آملا پس فوج آصفجاہی رگھناتہ کی تادیب کو روانہ ہوئی اوسنے تاب مقابلہ نپائی تاخت تاراج میں مصروف ہوا تیس ہزار سوار سے اورنگ آباد کے غربی طرف جا اوترا اور شہر والوں سے زر کثیر طلب کیا مومن الملک ناظم اورنگ آباد باوجود قلت سپاہ اور سامان حرب کے کمال حزم و ہوشیاری سے استحکام برج و بارہ قلعہ مین مصروف ہوا ہر ایک قطعہ حصار کا ہمت خان کوتوال شہر برادر اعیانی محمد مراد خان مذکور وغیرہ کے زیر حفاظت مقرر کیئے اور آصفجاہ کا

صغیر تہا اور نیز اوسکے بہائی رگناتہ راو کو ملی ۱۱۷۵ ہجری مین آصف جاہ ثانی نظام علیخان مع فوج اور امیر الممالک صلابت جنگ سید محمد خان قلعہ بندر سے نکل کر اول خدا معلوم کس ارادہ سے اورنگ آباد کو متوجہ ہوا اور رگناتہ راو اور مادہوراو بہی مع فوج سنگین پونا سے متحرک ہوکر شاہگڈہ کے میدان مین آیا طرفین سے مقابلہ ہوگیا اورنگ آباد تک زد و خورد واقع ہوے آصفجاہ ثانی نے بہیر و بنگاہ زاید کو اورنگ آباد مین چہوڑا سوم ربیع الاول کو بقصد پونا کوچ کیا اور مرہٹہ کو پونا سے سات کوس ادہر تک پہونچایا اثناے راہ مین شہر ٹونکا کو جو دریاے گنگ کے کناری کثرت بتخانہ اور معابد سے آبادتہی جلا دیا اور بتیشہ بیداد سے بتخانہ منہدم ہوکر زمین دوز ہوگئی نزدیک تہا کہ پونا بہی اسی نوبت کو پہونچتا ناگاہ ناصر الملک میر مغل خان چہوٹا بیٹا نظام الملک آصفجاہ کا بسبب نفاق باہمی کے اور راجہ رام چند(؟) جو لشکر آصفجاہی کا عمدہ سردار تہا بوجہ مذہبی منحرف ہوکر باتفاق ہمدیگر مرہٹہ سے موافق ہوگیا اس امر کے ظہور سے مرہٹہ نے آصفجاہ اور امیر الممالک کا پلہ ہلکا پاکر دوسرے روز چارو طرف سے یورش کردی اور توپخانہ مقابل پر لگاکر گولہ اندازی شروع کردی نگہداران آصفجاہی نے اپنے توپخانہ سے نکلکر قوت بازو دکہلانی شروع کی شمشیر صاعقہ بار سے خرمن حیات بداندیش مین آگ لگانا آغاز کیا اکثر مخالفین آب تیغ سے تا کر(؟) عدم کو سدہارے ازبسکہ معتمدین اور افسران مادہوراو اور رگہناتہ راو کے ایک جماعت کثیر علم جنگ شمشیر ہوے مرہٹہ کو قدم دریاے وغا مین نہ ٹہرے میدان جنگ سے علحدہ ہوکر کنارہ پکڑا ادہر مرہٹہ کے دلمین یہہ خیال آیا کہ فوج آصفجاہی اسقدر مسافت طی کرکے اسقدر نزدیک آگئی ہے کہ اب پونا صرف سات کوس باقی ہے اب صبح ہوتے پونا مین بہی پہونچ جاے گی اودہر سکنہ پونا بہی آن کر فریاد خواہ ہوے کہ تم ہمارے خاندان کو مسلمانون کے ہاتہ سے برباد کرنا چاہتے ہو اب مادہوراو نے چار ناچار دو نو طرف سے مخمصہ مین پڑکر صلح کا پیام بہیجا اور بعوض اس صلح کے صوبہ خجستہ بنیاد اور صوبہ بندر(؟) تیس ستائیس لاکہ روپیہ کا آصف جاہ کے نذر کیا ـــ القصہ یہ مصالحہ چہوتہی جمادی الثانی سنہ مذکور کو واقع ہوا اور اسی تاریخ کو شاہ ابدالی نے بہی بہاو پر فتح پائی غرضکہ بیان سے آصفجاہ نے کوچ کرکے راجہ اجیذر(؟) کے مہالات کو جانب بیج عزیمت کی اور جو لغو حرکت اوس سے ظہور مین آئی تہی اوسکے عوض مین اوسکا ملک پامال کر ڈالا اور آغاز موسم برسات مین جو غرہ ذیحجہ ۱۱۷۵ ہجری کو چہاونی کے ارادہ مین داخل قلعہ بندر ہوا اور اسی روز امیر الممالک کو قلعہ مذکور مین قید کیا امیر الممالک صلابت جنگ نے ایک سال تین مہینے چہ روز قید خانہ کے گرمی جہیلی اور آخرکار روز پنجشنبہ بستم ربیع الاول ۱۱۷۷ ہجری کو زندان تن سے رنج سے آزادی پائی اور شیخ محمد ملتانی کے جوار مرقد مین دفن ہوا اور آصف جاہ ثانی نام قلعہ بندر مین مقیم تہا و ...

وزارت اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی و دیگر امور [illegible] مرہٹوں سے موافقت کرکے اور شاہ عالم کی
نیابت میں مرزا جوان بخت کو مقرر کرکے سب بندوبست کر دیا شجاع الدولہ بھی شاہ عالم کی عنایتوں
کی اور خلاع فاخرہ مع اسپ و فیل و جواہر خاصہ [illegible] فرما کر صوبہ اودہ و الہ آباد کو رخصت فرمایا اور خود بدولت
شانزدہم شعبان سنہ مذکور کو باغ شالہ مار دہلی سے بقصد قندہار مراجعت فرما ہوا تاریخ اس معاودت کی
(مراجعت قندہار) سے نکلتی ہے اور لاہور پہونچکر نائب اپنا چھوڑا۔

معاودت کرنا شجاع الدولہ کا اپنے صوبجات کو اور آنا حسب استدعاے بادشاہ صوبہ مذکور میں

شجاع الدولہ ماہ رمضان سنہ مذکور میں صوبہ اودہ کو معاودت ہوا قطع منازل کرتا تھا کوئی رفیق اسکا مسمی
سید صالح سید نجف علی تھا وہ بیان کرتا تھا کہ بروقت جانے کی سامنے جوار سکندرہ کے میدان میں اکثر
لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں انمیں سے ایک جوان سو سالہ کی لاش مکلف لباس سے آراستہ تھیں
[illegible] تھی مثل [illegible] پوشیدہ ہوا تھا اسیطرح بروقت واپسی کے بھی صحیح و سالم پایا اور
اور لاشوں کا [illegible] نے ملا شہید ہے خصوص ملا عباس نے چاہا کہ کفن دیکر دفن کر دیں مگر
ملا عباس نے منع کیا کہ شہید کو کفن کیا ضرور بس اوسی لباس سے مدفون کر دیا۔ القصہ ماہ رمضان میں
شجاع الدولہ اپنے صوبہ میں پہونچکر لکھنؤ سے بلا توقف برآمد ہوا تیس روز کے عرصہ میں سید نور قریب بنارس
کے پہونچا جیسا کہ دفتر دوم میں واقع سوانح بنگالہ اور عظیم آباد کی تحریر ہوا ہے شاہ عالم عظیم آباد سے سرائے
سید راجی میں آیا ۱۲ ذیقعدہ کو شجاع الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کیا اور باہم مقام جھوسی تک
پہونچے گنگا پر پل باندھکر ۵ ذی الحجہ کو عبور کیا الہ اباد میں مخیم ہوا بستم کو باجو میں پہونچکر بھاگونی کی اس
جوار میں جو مرہٹہ کے گماشتے تھے بکلم نکالدیئے گئے اور بادشاہی عمال بھرتی ہوئے بعد انقضاے موسم
برشکال کے نہم ربیع الاول ۱۱۷۸ ہجری میں کالپی کے طرف متوجہ ہوا اور اپنے صوبہ میں راجہ بینی بہادر
کو نائب مقرر کیا شاہ عالم کو ہمراہ لئے ہوئے کالپی آیا وہاں سے بھی مرہٹوں کا اخراج کیا و جھانسی پہنچا
چند روز قلعہ دار مرہٹہ لڑا آخر پانچویں رجب ۱۱۷۸ ہجری کو قلعہ مفتوح ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت
نہ پایا تھا اس سال ہمال کو ہفت پارچہ کا خلعت مع چارقب اور رانانی مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور نام
مذکور کو مرزا امانی خلعت شجاع الدولہ دیوان خاص کی داروغگی پر سرفراز ہوا۔

بعض سوانح حالات دکن جو اسی وقت میں سرگذشت ہوے تحریر ہوتی ہیں

جبکہ بتاریخ ۱۹ ماہ ذی قعدہ ۱۱۷۵ ہجری کو بالاجی راو فوت ہوا اور ریاست اوسکی چھوٹے بیٹے مادہو راو کو ہوئی

تلوار کے گہاٹ اوتر گئی باقیماندہ حلقہ بہیڑ مین جا پہنسی مردان بہیراس بلہ سی فراری ہوی بہاو اور بسواس راو
وغیرہ فوج ہراولی کی شکست دیکر بیس بیس ہزار جرار سی شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ اور ابدالیون پر حملہ
آور ہوا ابر کی آواز سی ہر طرف بہر گیا اسطرف سی حملہ فوج ز دلیری کی خصوص شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
نے اپنی شجاعت اور دلیری دکہلائی ایک گہڑی تک زمین و آسمان گرد مین پنہان ہوا توپ کی گرج شمشیر
کی چمک سی رعد و برق کی آنکہین جہپکتی تہین ہر طرف خون برستا تہا اوسکی چہینٹون سی فلک کے دامن مین
داغ لگتا تہا جسکے آثار صبح و شام شفق کے نام سی پدیدار ہوتی ہین اسکے بعد معلوم ہوا کہ خلق کثیر لشکر مرہٹہ سی
سرخرو عدم کو فرار ہوئی سرداران اول سی بسواس راو اور بالاجی کا لڑکا عین جوانی مین فانی ہو
اور اسکے عقب مین سپہسالار سداشیو راو بہاو بہی بہائی کی ہمشیائی مین یکہ تاز میدان فنا ہوا
اور جنکو وغیرہ ایسے سردارون کا کون ذکر ہزارون تہ تیغ آئے جدہر نظر جاتی تہی لاش پر لاش دکہلائی دیتی
تہی دو گہڑی مین خاتمہ بالخیر ہوا نہ وہ لشکر تہا نہ کوئی فرد دو ہزار غلام اور کنیز دکن جنمین اکثر سردار اور اونکی
متوسلون کی اولاد تہی ابدالیون کا اسیر ہوے باقی جواہرات اور نقود اور جنس اور توپخانہ اور پچاس ہزار
گہوڑے اور دو لاکہ بیل اور کئی ہزار اونٹ اور پانسو ہاتہی لوٹ مین ہاتہ لگی بعد قتل دتا اور اس فتح کے
غلام علی آزاد نے یہ تاریخ نظم کی ~ شاہ بہادر ایسا نزد تا بگشت * کرد در آغاز و در انجام فتح * سور ناگر
تاریخش نواخت * شاہ درانی نمودہ باز فتح بقیۃ السیف اوارہ وشت ادبار ہوے - رعایای ہندی
مرہٹہ کی دلبری سی کسی پر اکتفا نکیا اور قتل و قید و غارت مین کوئی د
اپنی نامرادی سی جو کہ طبیعی ہی اور نیز ... جو کہ کنچنی کے بطن سی تہا غارتگرون کی ہاتہ
او بہادر کا شمشیر بہادر برادر علاتی بالاجی راو ولد باجی راو نے سے کوئی بہی جان بر نہین ہوا مگر دو
سے عین راہ گزیر مین رقص بسمل کیا سرداران نامور مخالف سے کوئی بہی جان بر نہین ہوا اس شکست فاحش کے
ہلکر ملہار اور پٹیل سیندہیا جو بہزار خرابی الٹے پہونچکر پونا گیا بعد وقوع اس شکست کو تشنائی برادر وید
بالاجی بہی لمعہ مرگ ہوا پانچ مہینے پندرہ دن کے بعد اونیسوین ذیقعدہ سنہ کو اورنگ آباد مین رہتا تہا داخل جہنم
ہوا اور چند روز قبل تلف ہونے بہاو وغیرہ کے باسدیو دیپت جو اورنگ آباد مین رہتا تہا موت سی حقداران دیا
ہوا اور اپنے مریدون کو بہی رہنما سے فنا ہوا بالاجی نے چند مہینے پیشتر ایک موت سی حقداران دیا اور اس
کے رسمیات مانند مقدم اور پٹواری اور گاذر اور حجام اور آہنگر وغیرہ کے ضبط کرکے اجارا دیا تہا اور اس
طریقہ سی بہی روپیہ حاصل کرکے داخل خزانہ کیا تہا آخر یہ فعل نامبارک ہوا ہنوز یہ بدعت کل پرگنہ
مین جاری نہوئی تہی کہ خود اپنے مرجع اصلی کو چلا گیا - شاہ ابدالی بعد اس فتح کی پانی پت سی کوچ
کے دہلی مین ... ل گزین ہوا بعد توقف چند روزہ ہندی سلطنت شاہ عا اور شجاع الدولہ کو

بندوق کی لڑائی کی احاطہ لشکر مین کود کے مخالفین سے کہٹ پٹ ہوگئی بلونت راو بہاو کا سالا گولی کہا کر گہوڑی سے گرا اور مجروح پیادہ پا عدم کی سخت منزل طی کرنا پڑی ناگاہ تاریکی شب نے روشن ہوکر دوست دشمن کو جدا کرایا روہیلہ چیرہ دستی کرکے لشکر سے برآمد ہوکر مستعد آرام ہوی ابھی اتنا مین خبر آئی کہ گوبند پنڈت مکاسد ضلع اٹاوہ معہ دس ہزار سوار اور خزانہ بیشمار اور غلہ بسیار جمنا کے اوسطرف مقابل شاہجہان آباد آ پہونچا ہی ارادہ رکھتا ہے کہ مرہٹہ وغیرہ متعلقہ نجیب الدولہ کو غارت کرے اور براہ اترپید بالا بالا گنجپورہ کے گھاٹ سی اوترکر شامل لشکر بہاو ہو بادشاہ ابدالی نے عطائی خان درانی اور عبد اللہ خان کے فرزند کو جو گنج پورہ مین مارا گیا مع پانچہزار سوار کے پنڈت مذکور کی تنبیہ پر مقرر فرمایا مشار الیہ آگرہ اور باگ پت کے گھاٹ سی اوترکر شاہ درہ مین پہونچے نارو شنکر کی نایب کو جو وہانکا قلعدار تہا مع ہمراہیونکی قتل کیا اور وہان سے غازی الدین نگر مین پہونچکر جو شاہجہان آباد سی چہ کوس پر ہی جو مرہٹہ وہان پر تھے اونہین زیر تیغ کیا پہر جلال آباد کو سدہارے جہان گوبند پنڈت اوترا ہوا تہا اور اوسی روز وہان پہونچا تہا غرضکہ پہونچتے ہی پنڈت مذکور کا سر اوڑا دیا ہزارون روپیہ کا مال و اسباب گہوڑے او ہاتہی لوٹ مین ہاتہ آئے یہ گوبند پنڈت وہی ہی جو کہ سکریال کے محاصرہ مین عبور کرکے مصدر فساد ہوا تہا یہہ واقعہ ۹ جمادی الاول سنہ مذکور کو واقع ہوا۔

اخیر جنگ مرہٹہ کی اور بی نشان ہونا قوم مذکور کا ہند سے

جب محاصرہ کے دن بہت گذرے اکثر نجاست وغیرہ مرہٹہ کے لشکر مین جمع ہوکر باعث تعفن ہونی لگی۔ قحط و غلا کی۔ بہی بلا رفاقت کو حاضر ہوئی اکثر ضعفای لشکر بہونکہ سی خالی پیٹ زندگی کی دن بہر کر روانہ عدم ہوسے محصورین نے تنگ ہوکر باہم قرار کیا کہ آخر تو مرتے ہین بہتر یہی ہی کہ ایک مرتبہ باہم اکٹھی ہوکر مخالف پر جا گرین جو کچہ مقدر ہی ہو رہیگا آخر کار ہر جمادی الاول ۱۱۷۴ھ ہجری کو فوجین آراستہ کرکے اور ابراہیم خان کو مع توپ خانہ انگریزی روبرو کرکے لشکر سے نکل کر ابدالی کی طرف چلے سرداران ہند اور افواج ابدالی نے اسقدر فرصت دی کہ فوج مرہٹہ ہر ہر کہتی ہوسے میدان مین گئی جب تہوڑا سا فاصلہ مقابلہ مین رہگیا ابراہیم خان نے گولہ اندازی شروع کردی اور بہاو نے اپنے ملازم مغلیہ کو حکم دیا کہ آگے بڑہین وہ بگ چہٹ فوج شاہی کے مقابل آ پہونچے اسکے بعد شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسا سے لشکر دست بشمشیر ہوکر مخالفین پر حملہ آور ہوسے اور سرداران مرہٹہ کو زیر شلک جزائر کرلیا جب مانند بخت برگشتہ کے اونکا منہہ پہر گیا عثمان ریزہ او سنکے سر پر جا پہونچے اسی حملہ مین اکثر

اور نجابت خان زمیدار تہے اور وہان سے رسد وغیرہ شاہ ابدالی کو پہونچا کرتی تہی عازم ہوا یعنہ
عبد الصمد خان وہی ہے جو کہ سہرند کی فوجداری مین مقید مرہٹہ ہوکر خلاص ہوا تہا۔ ہفتم ربیع الاول سنہ
مذکور کو بہاؤ نے وہان آکر قلعہ گنجپورہ کا محاصرہ کیا چونکہ قلعہ کا فتح کرنا توپخانہ فرنگی کے ذریعہ سے نہایت
سہل ہے ذرا سے اہتمام مین ابراہیم خان کاردی نے قلعہ مفتوح کر لیا اور عبد الصمد خان اور قطب خان
مقتول ہوے گنجپورہ کی لوٹ شروع ہوئی اس خبر سے شاہ درانی نہایت غضبناک ہوا ہنوز دریاے جمن
پایاب نہوا تہا کہ بست ہسم ربیع الاول سنہ مذکور کو معہ فوج ظفر موج باک پٹ کی گہاٹ سے شاہجہان آباد کی
قریب بموجب بنائی شجاع الدولہ کے گہوڑے ڈالکر بعض پایاب بعض تیر کر پار ہوے اسطرح سے
بار و بنہ کا بہی عبور ہوا بہاؤ اس دلیری اور بے باکی سے متحیر ہوکر گنجپورہ سے باوجودیکہ عازم سہرند کا تہا
بلاچاری معاودہ ہوکر پانی پت آیا اسوقت مین چالیس ہزار سوار جرار اسکے ہمراہ تہے اور شمشیر بہادر
بہادر بالاجی راو اور جسونت راؤ ولد بالاجی راو جو کل سپاہ کا سردار تہا اور اسکے علاوہ ہر ایک شخص
اپنے فوج ہمراہی کی کثرت پر باستثنای فوج بہاؤ کے اپنی اپنی جمعیت سے نہایت مغرور تہا اور ابراہیم خان
کاردی بارہ ہزار بندوق چقماقی اور توپ خانہ فرنگی سے ہمراہ تہا باوجود اسقدر اژدحام اور اہتمام کے
میدان مین ابدالیون کے مقابل نہو سکے بموجب اپنے ضابطہ کے پانی پت کے شمالی طرف گرد لشکر
کے حصار آتشبار توپخانہ کا بنایا اور ایک خندق بہی کہودکر اوسکی مٹی سے دوسرا حصار تیار کیا بعد
انکے اس بندوبست کے تین روز گذر نے پر لشکر ابدالی اکیسوین ماہ مذکور کو مقابلہ پر آ پہونچا اور جنگ
قراولی توپ رہکلہ بان و بندوق سے شروع ہوئی ۲۱ ماہ مذکور کو مقابل لشکر مخالفین کی آ ٹہہرے ابدالی
مخالفین کے گرد ضابط ہوکر مسدودی راہ رسد وغیرہ مین ساعی ہوے ایک دانہ کا پہونچنا دشوار ہوا
نگر لاہور کے طرف سے جدہر مرہٹہ کے لشکر کی پہنچتی آلا جاٹ جو کہ سہرند کا مشہور زمیدارون مین تہا
بہیجا کہ تا شاہ درانی اوسپہی جا گرے جب احمد شاہ درانی نے دیکہا کہ باوجود اسقدر تنگ کرنے کے
مرہٹہ توپ کے زنجیرہ سے نہین نکلتا لاچار ۲۴ ربیع الاول کو حکم دیا کہ توپخانہ پر یورش کرین جہان خان
اور شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ اور عقب انکے شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت
اور رودندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور انکے پشت پر احمد شاہ ابدالی معہ شاہ
ولی خان وزیر جو اشرف الوزرائی کا خطاب رکہتا تہا مستعد ہوے اودہر سے مرہٹہ بہی آمادہ ہوکر
لشکر سے نکلکر کہڑے ہوئے بعد کوشش بسیار کے یعنی ابتدا سے وقت
ایک پان کے فاصلہ سے
ظہر سے جب تہوڑا دن رہگیا روہیلہ پیادے جو نجیب الدولہ کے ہمراہی مین دس ہزار کے قریب تہے

کہو دیا اور سرداران مرہٹہ نے اسعداللہ خان کی حویلی میں جو قلعہ کے قریب ہے جمع ہو کر مورچہ قایم کیا اور
عماد الملک اور سورجمل جو کہ بمقتضا سے وقت بہاؤ کی رفاقت میں تھے چندان تسخیر قلعہ میں متوجہ نتھے
دور سے تماشا دیکھا کرتے تھے مرہٹہ نے محاصرہ قلعہ میں بڑا اہتمام کیا اور ابراہیم خان گاردی کی جہنی بہاو دکن
سے ہمراہ لایا تھا تین ضرب توپ قلعہ کے نیچے ریگستان میں لگائیں اوسکے گولے اسد برج اور برج ثمن اور
محلات بادشاہی میں برابر برستے تھے اور عمارات دیوان خاص اور رنگ محل اور موتی محل اور شاہ برج کی
نہایت شکست ہو گئیں لیکن قلعہ کی ثبات اور استحکام میں کچھ ضرر نہیں پہونچا تھا معرکہ جنگ بدستور گرم
علیخان قلعدار نے بسبب ذخیرہ رسد مفقود اور امداد ابدالی کا پہونچنا معذور دیکھا مرہٹہ کو پیغام دیا

و ناموس ... ہے بہاؤ نے اسی کو غنیمت سمجھا قبول فرمایا بعد استحکام عہد و پیمان
کر حلی ... لی میں چلا آیا اور کشتیون پر سوار ہو کر دریا سے جمنا عبور کیا اور
او ... غیرہ حرم سرا سے شاہی جملہ کارخانجات مرہٹہ کے ہاتھ لگے
د ... رد شنکر برہمن کو سپرد کی ایک برہمن شاگرد میر غلام آزاد
ند ... برسم سفارت شجاع الدولہ کے پاس گیا تھا مگر کہنا کہ
دکن ہند پر متسلط ہیں اب یہ لوگ بدعہد ہو رہے ہیں
واسطے چاہتے ہیں پس لوگوں نے اپنے حفظ جان و مال
ویسے ایذا نسبت مرہٹہ کے سہل سمجھی ہے پس
ضع اور نیت دیکھا ... نت شاہجہان آباد سے
تھا کہ ... یست جو نقرہ
نیز
م الدین اولیا معروف
- القصہ جب بہاو دانہ

ارادہ سے شاہجہان آباد سے
معزول کر کے قید کیا اور
آباد میں سرگرم سیر تھا شاہجہان آباد
عمر کی اس غرض سے تا کہ شاہ ابدالی
رقت نارو شنکر کو شاہجہان آباد کی قلعداری

فرزند تیمور شاہ کو شجاع الدولہ سے معانقہ کروا دیا شجاع الدولہ نے اپنے نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے اسنے جواب دیا کہ میری نوبت بخشیدہ شاہ ہند ہے آپ کی بخشی نہین اور بندہ نوکر شاہ ہند ہے آپ کا نہین آخر احمد شاہ نے اجازت دی اور بعد اتمام نوبت شاہی کے نقار خانہ شجاع الدولہ بھی بجتا تھا جب خبر قتل ہونا اور نابودگی لشکر مرہٹہ کی دکن پہونچی سداشیو راؤ عرف بھاؤ اور برادر عم زاد بالاجی راؤ بمعہ فوج اور سرداران نامی اور توپ خانہ نگیانہ اور بسواس راے ولد بالاجی راؤ کے بعزم تدارک و انتقام راہی ہندوستان ہوے اور سردار ابراہیم خان کاردی

آنا سداشیو راؤ کا معہ بسواس راؤ کے ہند مین اور فتح پانا ابدالی کا بفضل خدا

جب سداشیو راؤ بھاؤ باکمال کر و فر جوار اکبر اباد مین آیا راجہ سورجمل جاٹ نے ہولکر ملہار کے وساطت سے بھاؤ کی ملاقات کی بھاؤ نے بنفس خود ایک کوس استقبال کر کے راجہ مذکور سے ملاقات کی اور عماد الملک بھی حوالی متھرا مین بھاؤ سے ملا بھاؤ نے ایسی مصلحت دیکھی کہ بالفعل طغیان جمن مانع عبور ہے تب تک شاہجہان آباد مسخر کرنا چاہیے اس ارادہ سے گئے کو بدھ روز سہ شنبہ ۱۱۷۳ ہجری کو گھڑی دن باقی رہے داخل شاہجہان آباد ہوا اور متصل حویلی سعد اللہ خان کے جا کر ٹھہرا یعقوب علی خان بمنشی برادر شاہ ولیخان وزیر ابدالی جو ابدالی کے طرف سے قلعدار تھا تھوڑے سے ہمراہیوں کی ساتھ مستعد مدافعہ ہوا فوج مرہٹہ نے یورش کر کے اسد برج اور دروازہ خضری پر ہجوم کر دیا اور ایک فوج دہلی دروازہ کی طرف شورش انگن ہوئی قلعہ مین چند معدود مغلیہ برق اندازی کرتے تھے فوج جنکو کی زیر جہرو کہ جو دیوان خاص سے متصل فصیل قلعہ کے کھڑی تھی اوسکے طرف بھی کبھی کبھی بندوق کی آواز آتی تھی اور سلیم گڈھ سے ایک توپ چھوڑتی تھی جسکا گولا یا وہوائی ہو جاتا تھا اوسوقت مین ہولکر ملہار اور جنکو برادر دتا دروازہ خضری کے زد و کوب مین کھڑے بڑی سعی کر رہے تھے چونکہ دروازہ کے تختہ برنجی اور آہنی میخ کے تھے چار گھڑی تک بھی کچھ اثر نہ پہونچا اس عرصہ مین قریب پانسو سپاہیان پٹیل راؤ کا اور اونکے سیہم ملازمان ہولکر ملہار اور خم اسد برج کے طرف سے بالاے قلعہ چڑھ گئے اور محلات سلطانی تک دست بردی کی جو کچھ پایا نیچے پھینک دیتے تھے مگر دروازون کے کشادگی مین متوجہ ہوے چونکہ قلعہ مین بھی چندان فوج نتھی کوئی اونکے طرف متوجہ ہوا بعد خبر دس بیس مغل اور ابدالی بندوق لے لیکر سلیم گڈھ سے آنکے دس بارہ نفر مرہٹہ کو ضرب بندوق و شمشیر ہلاک کیا اوسوقت مرہٹہ جو اس ہو کر قلعہ سے زمین پر کو دپڑے اور زینہ بلا بلا قلعہ ہاتھ سے

دتا مذکور جب سہرند پہونچا فوج قراولی شاہی سی مقابلہ ہوا د انہون سنے مرہٹہ کو ہٹا دیا دتا جنک کنان شاہجہان آباد کو اوسہین پیرون لوٹا میدان باولی مین جو کہ قریب دار الخلافۃ ہی پہونچا احمد شاہ دریاے جمن عبور کرکے فوج قراولی تسے جا ملا اور دتا کی لڑائی کا حکم دیا بمجرد حکم مرہٹون کو گہیر لیا نہایت سخت لڑائی درپیش ہوئی دتا نے مایوس ہوکر اپنے بہتیجے جنکوجی کو معہ تہوڑی فوج کی بہگا دیا تاکہ دکن پہونچکر مظہر ماجراے گذشتہ ہوا اور خود معہ جمیع فوج کی ثابت قدم ہوا ابدالیون نی وہ ترک وتازکی وہ برق توپ کی آوازین ہوین کہ سارے سردار وسپاہ مرہٹہ کی پایمال ہوئی یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ مین ظاہر ہوا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نی یہ تاریخ لکہی ہے ٭ کرد سلطان عصر درانی ٭ قتل دتا بتیغ دشمن کاہ ٭ گفت تاریخ این ظفر آزاد ٭ نصرت بادشاہ عالیجاہ ٭ احمد شاہ سنے بعد قتل دتا کے جنکو کا تعاقب کیا اور اوسی روز بعد فتح سکے پندرہ کوس پر سراے الوردی مین جا پہونچا نارنول تک دم نلی اسی عرصہ مین یہہ خبر ہولکر ملہار کو سکندرہ مین پہونچی اوسنے جلد راجہ سورجمل جاٹ کی پاس پہونچکر استدعا کی کہ باتفاق لڑنا چاہیے راجہ مذکور نے جواب دیا کہ فوج ولایت سی میدان نہین کرسکتا ہون البتہ جب وہ میرے ملک مین آسکے متحصن ہوکر جکچہ بنے گا ہاتہ پیر ہلاونگا اوس وقت افاغنہ لوگ خزانہ اور رسد وغیرہ لشکر ابدالی کو لیے جاتی تہے ہولکر ملہار اونپر دوڑ پڑا افاغنہ نی اس خبر کی پاتے جسقدر رہوسکا گنگا پار لیگئے باقیماندہ ہولکر سنے پہونچکر تاراج کیا ابدالی نی جب یہ خبر پائی شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو معہ پندرہ ہزار سوار کے ہولکر کے سزا کو روانہ کیے نامبردہ نارنول سی شاہجہان آباد مین ستر کوس رات دن مین طے کرکے آپہونچے اور ایک روز دہلی مین آرام کرکے آدہی رات کو جمنا اوترے صبح ہوتی سکندرہ پہونچکر ہولکر کے مقابل جا پہونچے ہولکر مضطر معہ تین سو نفر کے ننگے پیٹہہ گہوڑون پر سوار ہوکر بہاگا باقی فوج اور سردار قتل واسیر فوج ابدالی ہوسے کہلی خزانے لوٹ ہوئی شاہ ابدالی بہی متعاقب شاہجہان آباد آیا چونکہ موسم برسات قریب اور مرہٹہ سکے لوٹ مار سے نواح دار الخلافۃ ویران ہو رہا تہا شاہ ابدالی نے شرق رویہ دہلی سکے سکندرہ مین جہاونی کی جہان کہ اکثر افاغنہ کا ملک تہا اور نجیب الدولہ کو بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے رفاقت کیے اودہ سی حضور مین لائے نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آیا اور شجاع الدولہ اوسکے ملاقات کو مہدی پور مضافات ملانوہ مین پہونچا بعد استحکام عہد وپیمان کی نجیب الدولہ سے ملاقی ہوکر مرزا امانی اپنے لڑکے کو نائب صوبہ مقرر فرمایا اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام کرکے آخر ذیقعدہ ۱۱۷۳ھ کو معہ فوج دس ہزار سوار کے ہمراہ روانہ ہوا اور چوتہی ذی الحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر ابدالی استقبال کیواسطے آیا اور باہم مشرف حضوری ہوسے احمد شاہ سنے مہربانی کرکے اپنے

مناسب نہ جانا معہ تیمور شاہ کے بکمال اضطراب واقع ماہ شعبان ۱۱۷۱ ہجری مین کابل کو راہی ہوا اور
اسباب وسامان فراہم کرکے چند رسالہ چھوڑ کر چلا گیا مرہٹہ کے ہاتھ خوب لوٹ لگی تیمور شاہ نے
معہ جہانخان کے دریای اٹک تک دم نلیا اور بعد عبور جاے پناہ مین جا پہونچا مرہٹہ نے دریای جہلم تک
تعاقب کیا غنیم کا عمل ملتان اور دیرہ غازیخان اور اوسکے نواح مین دریاے چناب تک ہوگیا مرہٹہ
نے قریب برسات دیگر صوبہ لاہور بقرار بہتر لاکھ روپیہ سالیانہ پیشکش کے آدینہ بیگخان کو دیکر شاہجہان آباد کو
واپسی کی کنتا جی داو اور شمشیر بہادر معہ چند سے روانہ دکن ہوے اور جنکو واسطے تسخیر راجہای اجمیر کے مقرر کی
دہلی مین ہوا بسبب تقدیر واقع محرم ۱۱۷۲ ہجری مین آدینہ بیگخان فوت ہوا جنکو سرہند کی فوجداری سدیق بیگخان
کو جو آدینہ بیگخان کا رفیق تہا حوالہ کی اور دوابہ کو آدینہ بیگخان کی بی بی کے نام مقرر کیا اور سابا نامی مرہٹہ کو صوبہ دار
لاہور کیا صوبہ دار مذکور نے لاہور پہونچکر دریاے اٹک تک تسخیر کیا نجیب الدولہ اور افاغنہ اور راجہای
ہندوستانی مرہٹہ اور عماد الملک کے ہاتھ سے جان بلب ہوکر اپنے زوال دولت دیکھ رہے تھے لاچار
حضور ابدالی مین عرائض ارسال کرکے مستدعی ورود ہند ہوے احمد شاہ نے جو مرہٹہ کی جسارت اور گستاخی
تیمور شاہ اور جہان خان کے ساتھ دیکھی اور نیز امراے ہند کی درخواست ملاحظہ فرمائی البس عازم ہند ہوا۔

آنا شاہ ابدالی کا لاہور اور شاہجہان آباد چھٹوین مرتبہ اور تنبیہ اور تادیب مرہٹہ

شروع ۱۱۷۳ ہجری کو احمد شاہ ابدالی دریاے اٹک سے اوترا خفیف سی لڑائی اسکے قراولون اور سابا کی
فوج سے واقع ہوئی مرہٹہ تاب جنگ نلاکر لاہور بہاگا سابا قرب لشکر ابدالی سے آگاہ ہوکر معہ فوج
دہلی کو راہی ہوا سدیق بیگ خان اور بیوہ آدینہ بیگخان بہی ہیبت سے فرار ہوے احمد شاہ واقعہ صف
کوہستان جمبو مین آیا یہان کے راجہ سے پیشکش لائق حاصل کیا بعد ازان عازم دہلی ہوا یہ چھٹوین مرتبہ
ہے کہ حضرت ہند مین قدم لائے ــ اسوقت مین فیمابین دتا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی
ہنوز صورت انصرام مصالحہ نہوئی تہی کہ خبر آمد ابدالی کی دہلی مین منتشر ہوئی دتا نے بہی سنی اور صلح کو
ناتمام چھوڑ کر معہ فوج جو قریب اسی ہزار کے تہی احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور عماد الملک
جو اسکی کمک پر آیا تہا خوف درانی سے گھبرا کر راجہ سورجمل جاٹ کی پناہ مین گیا راجہ مذکور نے سلوک مردانہ کیا بنا بر [illegible] پیش آیا
احمد شاہ لاہور سے ادہر چلا دیکہا کہ بسبب آمد و رفت فوج مرہٹہ کے دانہ گہاس کا نام نہین رہا بس عبور جمن کرکے انتربید مین آیا
جب یہان پہونچا اسد اللہ خان اور نجیب الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندی خان جنکا ملک انتربید مین تہا
حاضر خدمت شاہی ہوے بادشاہ نے انتربید کی راہ لی اور فوج قراولی کو حکم دیا کہ براہ متعارف متابل دتا مردود کے گروہ پیرون

مرزا بابر خلف اعز الدین داماد بادشاہ سنے اس امر سے آگاہ ہوکر تلوار نکالی اور ایک کو زخمی کیا عماد الملک کے لوگون سنے قید کرلیا اور اوسکو قیدخانہ سلاطین مین بہواری پالکی لاسئے تین چار ترک خونخوار کہ حجرہ مین منتظر بیٹہی تہی بزخم کاری کام تمام کیا اور لاشہ ریگ جمنا پر پہنکدی اہلون سنے بجز زیر جامہ کے سارے کپڑسے اوتار لیئے بعد چہہ پہر کے بعض لوگون سنے حسب الامر کشمیری مذکور کے اوسکے لاش کو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور اوسی روز محی السنہ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت پر بٹہلایا اور شاہجہان ثانی خطاب دیا کشمیری مذکور اوسکی حراست پر مامور ہوا اور خود تاکہ رفاقت کی جو نجیب الدولہ سے بہر گیا تہا گیا چونکہ معاملہ نجیب الدولہ کا اصلاح پذیر ہوگیا تہا اور احمد شاہ ابدالی کی آمد آمد قریب گرم تہی وتا لاہور کو راہی ہوا اور عماد الملک بہی اپنی جان کو ڈرکر نزدیک راجہ سورج مل جاٹ کی بناپر انفصال قضیہ مرہٹہ کے جا بیٹہا اور اوسکے قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔

ذکر احوال تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی اور اوسپر مرہٹہ کی چڑہائی اور قابض ہونا لاہور و ملتان پر

چونکہ احمد شاہ ابدالی بعد غارت دہلی اور قتل متہرا کے ۱۱۷۰ ہجری مین اپنے فرزند تیمور شاہ کو معہ خانجہان کے لاہور مین چہوڑکر قندہار گیا تہا جہان خان آدینہ بیگ خان کو جسے اوسکی جنگل مین جاسے قرار ملی تہی اس نظر سے کہ اوس ملک کا احوال بخوبی جانتا تہا دلجوئی کی اور حکومت دوآبہ کی سند اور خلعت بہیجا جمعی کی خاطر مذکور نے اس عنایت سے معزز ہوکر وہانکے ربط و ضبط مین کوشش کی جہان خان اور تیمور شاہ نے چند دنون بعد آدینہ بیگ خان کو اپنے پاس طلب کیا وہ بسبب عدم اطمینان کے کشیدہ ہوکر کوہستان چلا گیا جہان خان مراد خان کو دوآبہ کے حکومت پر مقرر فرمایا اور بلند خان اور سرفراز خان کو اوسکی مدد پر معین فرمایا۔ آدینہ بیگ خان سکہون کو جو معین الملک کے عہد ہی بکثرت ظاہر ہوسئے تہے تعلیم کرتا تہا اغوا کرکے مراد خان پر چڑہایا اور اپنی فوج ملازم بہی ہمراہ کردی بعد صف آرائی بلند خان سنے عدم کمپشتی دیکہی اور مراد خان اور سرفراز خان بیتاب ہوکر جہان خان کے پاس جا پہونچے قوم سکہہ نے تمام پرگنات دوآبہ خصوص جالندر کو باشارہ آدینہ بیگ خان کے تاخت و تاراج کر ڈالا اسی اثنا مین رگہناتہ راؤ اور شمشیر بہادر دونو بہائی بالاجی راؤ کے معہ ہولکر ملہار وغیرہ سرداران دکن کی جو جوار شاہجہان آباد مین پہونچکر منتظر سانحہ تہے آدینہ بیگ خان سنے متواتر تحریرات بہیجکر اپنے مدد کو لاہور مین طلب کیا سرداران دکن تو اسی نوید کی منتظر تہے متوجہ لاہور ہوسے اول عبد الصمد خان سے جو منجانب درانی حاکم سرہند تہا لڑکر اوسکو مقید کیا وہانسے چلو ریز لاہور پہونچکر قراولان مرہٹہ جہانخان کی فوج سے بہڑگئے جہانخان نے بنابر قلت فوج کے لڑنا

ندرہی تہی بیچارہ زندگی سے ہاتھ دہوتے ہوی تہا شجاع الدولہ تائید غیبی کی طرح نزدیک آپہونچا
جس روز چاندپور سے کوچ کیا اثنائے راہ مین فوج مرہٹہ ظاہر ہوئی شجاع الدولہ نے پانچ کوس پر موضع
ہلادہ تالع چاندپور مین پہونچکر خیمہ کیا وہان پر سنا کہ فوج مرہٹہ نے بعض مردم اردو اور کہی پر جو عقب
سے آتی تہے دست درازی کی اوسیوقت انوپ گرگوشائین اور امراو گرگوشائین کو جو سرداران رکاب
سے تہی تنبیہ مرہٹہ کو واسطے کسیلاف رخصت کیا اور مرزا نجف خان کو معہ پانچہزار سوار اور میر باقر کو چارہزار سوار
سرداران موصوف سرسری تنبیہ کرکے سرچا پہونچے
منلی سے فرودگاہ مرہٹہ پر پہونچکر حکم دیا کہ سزای ناشناسان دین سراسر سرکشون کی سرکوبی ہوئی ازان جملہ انوپ گرگوشائین نے
جسنے سر اوٹہایا اوسکا سر زیر قدم آیا اکثرون کو بے سر کیا اور سو نفر خیرہ سر سروپابستہ کئے انکے سوا اور بہی لوٹ ہاتھ لگی گوبند پنڈت شکست
دستیاب کر جدہر سے آیا تہا عبور کرکے ذسر و پا افتان وخیزان نکل بہاگا اکثر اسباب اور گہوڑی اور
آدمی مرہٹہ کے دریائے گنگ مین غوطہ خور فنا ہوئے صبح کو شجاع الدولہ نقارہ فتح بجاتی ہوئے
سوار ہوا کوہ کمایون کی جیسی ہوئے افغان نے جو اس غلبہ شجاع الدولہ کی خبر پائی دلیر ہوکر شجاع الدولہ سے
آملے اور باتفاق شجاع الدولہ سگرتال پہونچے اور نجیب الدولہ کو اوس قید سے نکالا لیکن یاد
غلبہ اور شکست مرہٹہ کی بسبب اندیشہ اقتدار سرداران دکن کے دتا اور جنکو سے صلح کرلی چونکہ خبر آمد
درانی کی مشہور تہی دتا وغیرہ نے بہی صلح غنیمت جانی ہندوستان ... اور راہ درانی کو باطل ہوا
وہ اودہر کو چلا شجاع الدولہ ہفتم جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری کو وارد بلگرام اور نہم کو داخل لکہنؤ ہوا

ماجرای شاہجہان آباد اور قتل ہونا عالمگیر ثانی کا نسبت بگراہی عماد الملک کی

اس عرصہ مین جب کہ دتا اور جنکو نجیب الدولہ کو سگرتال مین محصور کئے ہوئے تہا عماد الملک کو بہی طلب
صفائی نرکہتا تہا اور جانتا تہا کہ بادشاہ مدت کہ احمد شاہ ابدالی سے رسم مراسلات رکہتا ہی
گیا وہ بدنہاد چونکہ عالمگیر ثانی سے اپنے حال کو جسکا نام انتظام الدولہ
اور باطن مین خیر طلب نجیب الدولہ اور اوسکا بد خواہ ہے اور نیز اپنے حال کو غلبہ دتا پر ہوگا اول اپنا
تہا قتل عالمگیر ثانی کے اپنا بد خواہ جانتا تہا اور گمان کرتا تہا کہ نجیب الدولہ کا غلبہ دتا پر ہوگا اول اپنا
خالو خانسامان انتظام الدولہ کو جو مقید تہا تہ تیغ کیا اور بعد دو تین روز کے مہدی علی خان کشمیری کو تعلیم
کرکے بادشاہ کے پاس بہیجا اوسنے جاکر عرض کیا کہ ایک فقیر روشن ضمیر قابل زیارت آیا ہے کوٹلہ فیروز شاہ
مین اوترا ہی یہ احمق اوسکے کہنے سے سوار ہوا جب بجاے معہود پہونچا جیسے دروازہ پر قاتل بہیجے ہوئے
تہے تہ تمنہ ہوکر بادشاہ کے ہاتہ سے سایف لیکر پردہ اوٹہایا جب بادشاہ اندر گیا باہر سے دروازہ بند کرلیا

اسیطرح پیش آئے واہ ری قدرت خداوند جل وعلا کہ افاغنہ نے باوجودیکہ شجاع الدولہ سے بسبب اوسکے باپ کے عداوت تھی اب عماد الملک کی عداوت نجیب خان سے اور اوسکا اتفاق احمد بنگش سے دیکھکر علی محمد خان روہیلہ شجاع الدولہ سے رجوع ہوا اور اس مصرع کا مضمون ظاہر ہوگیا ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ چنانچہ دتا سیندہیہ نے جو کہ ماہ محرم ۱۱۷۱ھ مین دکن سے ہند مین آیا اور اپنے برادرزادہ کے اتفاق سے چاہا کہ تمام ہندوستان کو مسخر کرے سال مذکور تو مالک مسخرہ کے بندوبست مین گذرا شروع ۱۱۷۲ ہجری مین ارادہ فتح ملک روہیلہ و شجاع الدولہ کا کیا چاہا کہ معبر دریاے گنگ پایاب ہو تو اول ملک روہیلہ مین آئے بعد ازان ملک اودہ مین دخل کرے عماد الملک نے بھی اس فساد مین اور بھی مرہٹہ کی اشتعالک کی بنا برین اول عبور جمنا کرکے نجیب الدولہ پر چڑہا نجیب الدولہ تاب میدان نلا یا سگرتال گنگا کے کنارے جو انتربید مین و شوار گذار مقام مشہور ہے سنکر باندہ کر آمادہ محاربہ جا بیٹھا چار مہینے برشگال مین توپ و تفنگ کی معرکہ جنگ ہر جانب سے کان بہوڑتی رہی نجیب الدولہ اور سعد اللہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان نے باتفاق شجاع الدولہ کو اپنے حال اور محصوری نجیب الدولہ سے مطلع کرکے ملتمس ہوے کہ مرہٹہ انتربید مین ہو نچکر اس ملک کی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے جب پانی دریاے گنگا کا طغیانی سے فرو ہوتا ہے عبور کرکے آتا ہے جسوقت ہمپر فتحیاب ہوا آپ کے ملک پر بھی دانت لگاوے گا پس سد علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد۔ لازم ہے کہ جلد عطف عنان فرمائیے۔ شجاع الدولہ ورود مرہٹہ کی قباحت اور امداد نجیب الدولہ کی دور اندیشی سمجھکر عین موسم برسات مین واقعہ ماہ شوال ۱۱۷۲ ہجری کو لکھنؤ سے برآمد ہوا اور شاہ آباد مین پہونچکر چند مہینے متوقف ہوا کیونکہ طغیانی گنگا کی سگرتال پہونچنے مین مانع تھی بمجرد کمی طغیانی دتا نے اپنے سردار گوبند پنڈت کو معہ بیس ہزار سوار و پیادہ کے معین کیا کہ دریا سے عبور کرکے ملک روہیلہ مین غبار انگیز ہوتے گوبند پنڈت ٹھاکر دوارہ سے جو مابین پہاڑ ہے دریاے گنگا پایاب اوترکر چاندپور نگینہ وغیرہ اوسطرف کے پرگنات مین واقعہ اطراف امروہہ کے قریب تیرہ گانون مین آگ لگاکر لوٹ گیا اور سعد اللہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان نے نجیب الدولہ کی کمک کا ارادہ رکھتے تھے اونکی سرپر چڑہائی کا عزم کیا وہ لوگ تاب رزم نہ لاکر دامن کوہ کمایون مین جا چہپے شجاع الدولہ اس خبر سے اوائل ربیع الاول ۱۱۷۳ھ جلد تر چاندپور نگینہ متصل سگرتال کے پہونچا گوبند پنڈت نے گنگا عبور کرکے لوٹ مار اور مسدودی راہ رسد سے نجیب الدولہ پر عرصہ تنگ کر رکھا تھا اور افغان کے بھاگ جانے سے جو کوہ کمایون کے گھاٹیون مین پناہ گیر ہوے تھے نجیب الدولہ کو امید کامل

اسقدر سدراہ ہوتا ہے کہ آپکی راہ طے کی اور اثناء سن مین وہ جنگ کی کہ پیر فلک دیدہ حیرت مین نگران تھا
اور آخر کو گلہائے زخم سے شاداب ہوکر خزان خندان گلستان جنان کو راہی ہوا القصہ ایتمل راو نے
بنظر بدنامی و خوف سرداران دکن بسبب اختلاف راے وزیر کے شاہزادہ کو فرخ آباد پہونچایا بعد
فرخ آباد علاوہ فرخ آباد پیشکش کے ہی وہان کے زمیندار موتی خان بلوچ ولد کامگار خان نے قریب
تین لاکھ روپیہ کے پیشکش گذرانا ایتمل راے مرخص ہوکر بجاے خود برگشتہ ہوا شاہزادہ مجبورہ
ہوتے ہوے سہارنپور نجیب الدولہ کے پاس پہونچا اوسنے آنحضرت شاہزادہ کو اپنے پاس مہمان رکھا
چونکہ اوسی زمانہ مین انقلاب عظیم بنگالہ مین واقع ہوا میر محمد جعفر خان نے انگریزون کی حمایت سے
تسلط پایا تھا شاہزادہ کو تسخیر بنگالہ کی دلالت کی اور بہرصورت بخوف کینہ عماد الملک کی حسب مقدور زاد راہ
دیکر رخصت کردیا شاہزادہ نے والد مورخ اور منیر الدولہ کو واسطے فراہم کرنے بعض افواج اور سامان کے
میران پور مین چھوڑکر خود مرادآباد اور بریلی کے راستہ راہی اودہ ہوا راہ مین سعد اللہ خان ولد علی محمد
روہیلہ نے حسب مقدور سامان ضیافت مہیا کیا جب قصبہ موہان لکھنؤ سے سات کوس پر پہونچا نہم
جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین شجاع الدولہ خلف وزیر الممالک صفدر جنگ ناظم صوبہ مذکور نے استقبال
کرکے شرف کورنش دریافت کیا اور ایکسو ایک اشرفی نذر گذرانی بعد ازان ایک لاکھ روپیہ نقد معہ دو زنجیر
فیل اور عماری سائبان اور پالکی اور سات راس گھوڑے اور ایک خوان جواہر اور ہتھیار اور خیمہ اور
ظروف اور دس منزل چھکڑہ باربرداری پیشکش کیا شاہزادہ نے دو گھڑی شجاع الدولہ سے خلوت فرمائی
اور دستار خاص معہ سرپیچ اور پالکی سواری خاص جو خس کی تھی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود عازم
الہ آباد ہوا بعد طے مسافت کے محمد قلیخان سے یکجا ہوکر جیسا کہ سوانح بنگالہ مین لکھا گیا عازم عظیم آباد
ہوا جہان کا ماجرا اوسی مقام پر مفصل تحریر ہوگیا ہے۔

ذکر منازعت فیما بین نجیب الدولہ اور مرہٹہ کا اور شجاع الدولہ وغیرہ کی روداد

جب صفدر جنگ نے بنابر شکست افاغنہ مرہٹہ کو متفق کیا اور احمد بنگش کی بیخ کھود ڈالی اوسوقت سے
مرہٹہ اکثر ہند پر قابض ہو گئے تھے اور ہمیشہ عدم تصرف صوبہ اودہ اور ملک افاغنہ سے دست تاسف
ملتے تھے انہین دنون مین کہ عماد الملک کو نجیب الدولہ سے کینہ بہم پہونچا اوسکی شکست اور احمد بنگش کی تربیت
کو متوجہ ہوا اور علی الرغم شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ کی برطرفی سے احمد بنگش کو امیر الامرائی عنایت
فرماکر اس ارادہ مین ہوا کہ خود تو بدنام نہو مرہٹہ کے ہاتھ سے انکی تدبیر کرائے اور شجاع الدولہ سے بھی

جب عماد الملک مرہٹہ کی رفاقت سے بادشاہ کو زیر قابو لایا اور نجیب الدولہ کو حضور نے نکلوا دیا بادشاہ
کو طوعاً و کرہاً احضار شاہزادہ کا حکم دیا اوسنے ناچار ہوکر متواتر شقجات طلب روانہ کیئے اور سیف الدین محمد خان
کشمیری برادر عاقبت محمود خان کو عماد الملک نے دس ہزار سوار سے بھیجا کہ جسطرح سے ہو شاہزادہ کو لاوے شاہزادہ
ناچار ہوکر عازم حضور ہوا اتفاقاً جملہ سرداران ہمراہی ہولکر ملہار سے جو عماد الملک کی اعانت پر آئی تھی جب انہون نے
نجیب الدولہ کو حضور سے نکالدیا تہا اکثر لوگ تو اوسی کے ہمراہ دکن چلے گئے اور عماد الملک متسلط ہوا اوسوقت صرف
ایک اونمین سے اتیھل راو نام نواح شاہجہان آباد مین مقیم رہگیا تھا الغرض یہ اتیھل راو اثناے راہ مین شاہزادہ
سے ملاقی ہوکر مانع روانگی حضور ہوکر خود رفیق بنا اور تسخیر محالات اطراف کو دلالت کی شاہزادہ نے اسکی رفاقت
غنیمت جانی ہمراہ ہولیا عبور جمنا کرکے چند محالات تسخیر کئے عماد الملک نے اتیھل کو لالچ دیکر شاہزادہ سے
منحرف کردیا اوسنے رفاقت سے پہلوتہی کی شاہزادہ ناچار دار الخلافہ کو آیا ہرچند عماد الملک نے چاہا کہ داخل
قلعہ ہو مگر اوسنے نامنظور کیا علی مردان خان کی حویلی مین ٹھہرا جب ہر ایک رفیقان شاہزادہ اپنے مکانات
مین جا اوترے تہوڑے سے لوگ ہمراہ رہگئے عماد الملک نے پیغام دیا کہ جایداد تنخواہ ملازمان سرکار کے
حضور مین نہین ہے یا تو انکو برطرف کیجے یا کہ محالات جاگیر پر روانہ کردیجے تا کہ بندوبست سرکار برہم نہوا اور اونکی
تنخواہ بھی ماہ بماہ ملا کرے شاہزادہ نے چار ناچار بعض معتمدین شہر مین رکھکر باقی افواج کو محالات پر روانہ
کردیا پندرہ سولہ دن کے بعد عماد الملک نے شاہزادہ کو غافل کرکے مزار شاہ نظام الدین کی زیارت کا
اشتہار دیکر فوج جمع کی اور ایکایک دس بارہ ہزار سوار کو فرمایا کہ علی مردان خان کی حویلی محصور کرکے شاہزادہ کو
اسیر کرین فوج نے چارونطرف سے گھیر کر کوٹھون پر چڑھ کے برق اندازی شروع کی ایک گروہ رفقاے شاہزادہ
ہلاک ہوا میر جعفر اور علی اعظم خان نے مستعد ہوکر شاہزادہ سے جو کہ وہ بھی کمر بستہ بیٹھا تھا عرض کیا کہ اگر مرتبہ
مخالف پر حملہ کرنا چاہیے اگر مقدر ہے اس مہلکہ سے نجات ملتی ہے ورنہ با آبرو سیر جنت کو جاتے ہین شاہزادہ نے
قبول فرماکر سواری کی اور در یکطرف دیوار توڑکر نکلا اور نہایت کم فوج سے دشمنون پر جاگرا اکثرون کو رہ نورد
وادی عدم کیا اور دریا کی راہ لی فی الحقیقت اس یکہ تازنے وہ دستبرد دکھلائے کہ شام و نریمان کی روح گور
مین تھرائی دس بیس نفر سے جدھر حملہ کرتے مخالف کائی سے پہٹ جاتے یہ اپنی راہ لیتے اسیطرح حملہ کرتے
ہٹاتے مارتے اتیھل راو مرہٹہ کے لشکر کے متصل پہونچے اتیھل راو استقبال کو دوڑا چونکہ شاہزادہ کو اسنے ممانعت
وزیر کی دلالت کی تھی نہایت نادم ہوکر عذر خواہ ہوا اور خیمہ علیحدہ بنا بر شاہزادہ اور رفقاے مجروح کے استادہ
کرایا اور ہر ایک کی شجاعت کی تعریف کی اثناے راہ مین ایک جگہہ پر شاہزادہ مخالفین مین ایسا پہنسا تھا
کہ جانبری کی امید نہ تھی خان عالیشان علی اعظم خان نے شاہزادہ سے کہا آپ باہر نکلجائیے بندہ دشمنون کا

سناکول اور راج بندری وغیرہ محالات جو فرانسیس کی جاگیر مین تھے فتح کر لیے۔

باقی احوال عمادالملک و عالمگیر ثانی کا اور انجام شاہ مذکور او عمادالملک و نجیب الدولہ کی سرگذشت

سبقد نجیب خان روہیلہ کا حال بیان ہو چکا ہے کہ بر وقت جنگ صفدر جنگ حسب طلب عمادالملک کے
شاہجہان آباد آکر مورد الطاف عمادالملک ہوا اور آخرکار بمناسبت افغانی اور کاردانی اور ہوشیاری کی باعانت
شاہ درانی ہندوستان کا امیرالامرا ہوا عمادالملک لیکن احمد شاہ کے فرخ آباد کے طرف آنے کا منشا تھا بمجرد سننے
اس خبر کے کہ وہ قندہار گیا احمد بنگش کو علی الرغم نجیب الدولہ کو امیرالامرا بنایا اور عازم شاہجہان آباد ہوا اور
رگھناتھ راو برادر آعیانی بالاجی راو کو اور نیز ہولکر ملہار کو دکن سے بلاکر شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا اور عالمگیر ثانی مع
نجیب الدولہ کے محصور ہوا پینتالیس روز توپ کی لڑائی درپیش رہی آخر کار ہولکر ملہار نے نجیب الدولہ سے
رشوت گران لیکر صلح کر لی اور نجیب الدولہ کہ با آبرو و مال و اسباب کے قلعہ سے نکال کر اپنے خیمہ کے متصل جاے
سکونت دی اور اوسکے ملک کو جمنا پار یعنی سہارنپور ریا اور چاندپور تک اور تمام قصبات باہیہ کو رخصت کیا
اور عمادالملک اور احمد بنگش امیرالامرا باتفاق غنیم کے راتق و فاتق ہوئے۔

شاہزادہ عالی گہر کے نکلنے کی وجہ حضور پدر سے اور آوارہ ہونا دربدر

چونکہ عالمگیر ثانی او نجیب الدولہ عمادالملک کی طرف سے مطمئن نہ تھے شاہزادہ عالی گہر کو جو اوسکا بڑا بیٹا تھا
اور خطاب ولیعہدی کا رکھتا تھا بعد معاودت شاہ ابدالی کے جانب قندہار اور قبل ورود عمادالملک کے شاہجہان آباد
مین محالات ہنسی اور ہانسی اور چرخی اور دادری وغیرہ جاگیر مین دیکر مرخص کیا اور کہا کہ ظاہر مین واسطے
بندوبست جاگیر کے رخصت کرتا ہون مگر مقصد یہ ہے کہ چونکہ تم شاہزادہ اور وارث ملک ہو جہان تک ممکن
ہو اپنا عمل کرو اور فوج شایستہ اور رفقاے ہوشیار بہم پہونچاؤ جسوقت عمادالملک مع دو شاہزادون ہمراہ کرکے
درانی کے دہلی کے عزم پر آوے اوسوقت اوسکے تنبیہ کیواسطے آنا شاہزادہ عالی گہر جب سمت مذکورین
لازم محالات ہوا زینت محل نے جو بادشاہ کے دوسری بی بی تھی اور شاہزادہ کی بعد فوت اوسکے
والدہ کی پرورش کی تھی نہایت شفقت رکھتی تھی اپنے بادشاہ سے کہکر مولف کے والد کو حرم سرا مین بلاکر دربارہ حراست اور تربیت
شاہزادہ کے نہایت سفارش فرمائی آخر کار عالی گہر باغ تال کٹورہ مین جلوہ افروز ہوا اور اکثر
شہر کو لازم رکھکر روانہ مقصود ہوا اور تین سو میر جعفر ہندوستانی کو مع چندکس اوسکے اقربا اور آشنا
اور وقار اعظم علیخان ولد سیف الدین علی خان برادرزادہ امیرالامرا حسین علی خان بسر ددمے کے تھے

مارا اور قلعہ مذکور اپنے تصرف مین لایا اوسوقت سی وہ قلعہ شاہان دکن کے قبضہ مین رہا شاہجہان
بادشاہ کیوقت مین مہابت خان نام کسی امرا نے سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین قلعہ مذکور طبقہ نظام شاہیون سے
تسخیر کیا تہا تب سے سلاطین بابریہ کا قبضہ و داخل ہوا راجون کے عہد مین قلعہ دیوگرھ مدار بنائے خندق وغیرہ
چندان استحکام نرکہتا تہا سلاطین اسلام نے متعدد حصار بنائے اور سلطان محمد بن تغلق شاہ نی دولت آباد
نام رکہا اور قلعہ سنگین کو تراش کر خندق عمیق بنایا اور عمارت بلند بنا کر چاہا کہ اپنا دار الملک بناوے
اور دہلی کو ویران کر کے یہان پر بسائے مگر انجام کو کچہ ہوا تخمیناً بعد چار سو ساٹہ برس ۴۶۰ کی قلعہ مذکور مرہٹہ
کے ہاتہ لگا اور قلعہ بیجاپور یوسف عادل شاہ کی تعمیرات مین ہی جو شروع سلسلہ عادلشاہیہ ہی اول مٹی سے
بنا بعد ازان اخر سنہ ۱۱۰ مین چونہ پتہر سی درست ہوا اوسکے بعد اوسکے ورثا قابض ہوے اورنگ زیب نی
اوائل ذیقعدہ سنہ ۱۰۹۷ مین قلعہ مذکور سکندر عادل شاہ اخیر طبقہ مذکور سے فتح کیا اور بعد دو سو ستر برس
کے مرہٹہ کے ہاتہ آیا لیکن نجف قلی خان قلعدار اسیر نی باوجود احکام تاکیدی صلابت جنگ کے
قلعہ دینے سی منکر ہوکر برس روز کامل مرہٹہ سی جنگ ازمارہا جب ذخیرہ نہ رہا ۱۲ ربیع الاخر سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو صلح کر کے
قلعہ حوالہ کیا قلعہ اسیر آباد کیا ہوا مسمی آسا اہیر کا ہی کثرت تلفظ سی اسیر رہگیا کہتے ہین کہ وہ عمدہ زمیداران
خاندیس سی تہا باپ دادے اوسکے قریب سات سو برس کے وہان پر مقیم رہی اور اپنے مویشی
کی حفاظت کے واسطے سنگ وگل سے یہ حصار بنایا جب آسا کی نوبت ہوئی بہ نسبت بزرگون کی
اسکو کچہ مقدرت حاصل ہوئی اُسنے چار دیواری خام شکستہ قدیم کو پتہر اور چونہ سی مستحکم بنائی
تب سے بنام قلعہ مشہور ہوا نصیر خان فاروقی والی برہانپور نے جو کہ سنہ ۸۰۱ مین سلطنت کو پہونچا قلعہ مذکور
آسا سے بدین حیلہ فتح کیا کہ راجہ بگلانہ اور انتور میرے درپے ہین اگر میری ناموس کو اپنے قلعہ مین جگہ دو
بڑی مہربانی ہوگی اُسنے اقبال کیا اول روز چند عورات ڈولیون مین سوار کر کے قلعہ مین بہیجین اونہین تعلیم کر دیا
کہ اگر آسا کے قبایل تمسی ملنے آوین تم بہی تواضع و خلق سی پیش آنا دوسرے روز دو سو نفر جرار زنانہ بہین
سے ڈولیون مین سوار کرا کر قلعہ مین پہونچائے جب یہ جماعت اندر قلعہ کی پہونچی آسا منا رکہا دینے کو
معہ اپنے فرزندان وخوانیان کے آتا تہا اسطرف سی یہ لوگ ڈولیون مین جاتے تہی بمجرد دوچار ہونے
کے آسا کو معہ ہمراہیان راہی عدم کیا باقیماندہ اہل قلعہ امان خواہ ہوے نصیر خان اس خبر سی جلد داخل
قلعہ ہوگیا تا آنکہ اکبر بادشاہ نے واقعہ سنہ ۱۰۰۹ مین بہادر پسر راجی علیخان کے ہاتہ سی فتح کیا نصیر خان کے
عہد سے چار سو ساٹہ برس کے بعد مرہٹہ کے ہاتہ لگا اسی سال مین جماعہ انگلستی نے قلعہ بندر پہلچری
کا محاصرہ کیا اور فرانسیسیون سی چہین لیا اور وہان کے مکانات یک قلم کہود کر میدان کر دیے اور

لی رہی ہی اور رسد کا مسدود کرنا اور نیزہ اور سیف سی لڑنا انکا کام ہی اور فوج ہندوستانی عمار
کرکے گرد توپین جاکر مقابلہ کرتی رہتی ہی اس مرتبہ ابراہیم خان کی رفاقت سی توپخانہ آتشبار بھی ہمراہ
تہا چونکہ فوج صلابت جنگ کی بہیئت مجموعی رہ سکی تھی اور انکی توپ برابر فیر ہوتی چلی جاتی تھی ایسا ہی
کوئی وار انکا خالی جاتا تہا اور چونکہ فوج مرہٹہ ہمیشہ متفرق ہوکر راہزن ہوتی ہی اونکا گولہ ان پر کم تر
اثر کرتا تہا ایسے وجوہات سی اکثر لشکر صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کا جان سی سیر ہوا آٹھوین جمادی الاول
سنہ مذکور کو بہادران لشکر صلابت جنگ و آصفجاہ کے نکلکر ابراہیم خان وغیرہ مرہٹہ پر جاگرے اور اکثر غافلین
کو خاک عدم مین ملاکر گیارہ نیزہ چھینا لیگئے اسی روش سی ثابت رکھکر قلعہ اوسہ تک دہاوے سی دس کوس
پر پہونچ بہاؤ نے دیکہا کہ اگر صلابت جنگ وغیرہ دہاوے پر پہونچکر اپنی فوج سی ملحق ہوگئے تو عمدہ برائی شکل ہوجاتی
پانزدہم جمادی الاخر کو قریب چالیس ہزار مرہٹہ کے اکٹھے ہوکر فوج چنداول صلابت جنگ پر دہاوا لانے
ادہر فوج چنداول دو تین ہزار آدمی سی زیادہ نتھی بعد عظیم کشش و کوشش کی فوج چنداول برباد گئی
عظیم چشم زخم مین گرفتار ہوکر دونو بہائیون نے ناچاری کو صلح کی اور مرہٹہ نے جاگیر کو نام سی ساٹھ لاکھ روپیہ
کا ملک لیا اونمین سی کل محالات اورنگ آباد کے علاقہ کے شہر اور پرگنہ جوبلی اور پرسول اور ستارہ اور تتمہ
صوبہ برار اور بیجاپور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ آسیر اور بیجاپور معہ جاگیرات خاصہ سرکارات مذکور کے مرہٹہ کو
قبضہ مین آیا بحکم تقدیر اکثر لوگ جاگیر سی محروم ہوتے سوائے صوبہ حیدر آباد کے اور بعض صوبہ برار اور
بیجاپور اور کسیقدر بیدر کو نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کے قبضہ مین رہا وہ بھی بشراکت چہارم یعنی چوتھہ
کے جو قاعدہ مرہٹہ کا مقرر تہا ہرچند اس خاندان مین آثار تفرقہ ظاہر ہوا مگر بہاو کی بھی آرزو پوری نہونے پائی کہ
بلقلم آصفجاہ کی اولاد بھی دکن کی ملکداری سی محروم نہوئی۔

حالات قلعہ بیجاپور و اسیر کا بیان

رام دیو راجہ دولت آباد واقعہ سنہ مقہور سلطان علاء الدین خلجی ہوکر پیشکش دینے سی اپنی جان سلامت بچا
لیگیا اور بعہد سلطان مذکور مین ملک نایب کافور کے ہاتہ سی مغلوب ہوکر مطیع ہوا اور ہمراہ نایب مذکور
کے حضور شاہی مین آیا اور چتر سفید اور خطاب راے رایان کا پایا دولت آباد مین آیا جسکا نام اول دیوگر تہا
دوبارہ جب ملک نایب بعزم تسخیر دکن اودہر وارد ہوا تہا رام دیو کو مرے ہی اوسکا بیٹا قایم مقام تہا اوسکے
کو باپ کے راہ پر نہ پایا ایک فوج بنابر احتیاط جالنہ مین چہوڑی بعد ظفر دیار کرناٹک کے ہند مین آیا اور
شکایت قایمقام مذکور کی بادشاہ سی کرکے اوسکی تسخیر کی اجازت لی اور سنہ مین جدائی کرکے اوسکو

اسی آشوب مین قابو طلب لوگون سے اوسکے چھوٹے بیٹے میر عبد النبی خان اور معین الدولہ کو بھی باپ
کی خدمت مین روانہ کر دیا بعد اس ستیز کے امیر الممالک صلابت جنگ اور اوسکا بہائی برہان الملک
اور رو شیر بوسی حیدر آباد چلے گئے اور آصفجاہ ثانی نے برہانپور کی راہ لی ابراہیم خان گاردی جو نوکر
آصفجاہ سے جدا ہوا تھا پھر آصفجاہ سے جا ملا اور باتفاق سیزدہم برہانپور کو داخل ہوے اور مالداران شہر مانند
محمد انور خان برہانپوری وغیرہ کو ڈانڈا یہ محمد انور خان وہی ہے جو سنکراجی ملہار کی باہم اتفاق سے امیر الامرا حسین علیخان مرحوم کا قرضہ سے
باقرار چوتہ کے باعث صلح ہوئی تہی تمین عمر معادرہ سے ہفتدہم ذیقعدہ سنہ مذکور کو رہگرای عدم ہوا اور شاہنیسی جنید آلہ کی جوار
مین دفن کیا گیا آصفجاہ بعد فراہمی زر اور لشکر کے برہانپور سے صوبہ برار گیا اور قصبہ باسم مین جو کہ برار کی بڑی قصبات مین سے ہے چہاونی
کی بعد چہاونی جانوجی ولد رگہوجی بہوسلہ سے لڑائیان ہوئین اور آخر کار صلح کی ٹہری بعد منہ الیہ عازم حیدرآباد امیر الممالک صلابت جنگ
جو کہ حیدرآباد مین تہا ہوا اسکے بہائی کے فیما بین مین طرح طرح کی تنازعتین پیدا ہوئین آخر الامر امیر الممالک اور آصفجاہ
ایکطرف ہوے اور برہان الملک اپنے صوبہ بیجاپور کو چلا گیا اٹہارہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۷۱ قلعہ احمدنگر
کو سداشیو بہاو اور اوسکی برادر عم زاد بالاجی راو نے قلعہ دار سے سازش کر کے تسخیر کر لیا یہ قلعہ پایہ تخت سلاطین
نظام شاہیہ ہے اکبر بادشاہ کے عہد مین شاہزادہ دانیال نے عبد الرحیم خان خانخانان کی سپہ سالاری
مین تسخیر کیا تہا تب سے تعلقداران خاندان بابریہ کے قبضہ مین رہا اور یہ شہر و قلعہ آباد کیا ہوا احمد نظام شاہ
کا ہے کہ سنہ ۹۰۰ مین اپنے نام سے آباد کیا تہا اور دو سال مین یہ شہر بکمال خوبی آباد ہوا اور تہوڑے ہی
زمانہ مین سنگ و گل کا ایک حصار تعمیر ہوا اور اوسکے اندر منقش عمارات اور دلکش مکانات اپنے
استقامت کو بنوائے اوسکے بعد اوسکی اولاد قابض رہی اوائل سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین سلاطین بابریہ
کی قبضہ مین آیا اور سنہ ۱۱۷۱ مین مرہٹہ قابض ہوے جب فرانسیسیون کو انگریزون سے اس سال مین لڑائی
در پیش ہوئی اپنے فکر مین پڑے صلابت جنگ کی رفاقت سے دست بردار ہو کر اپنے مرکز دولت
مقام پہولچری کو چلے گئے اور شوکت صلابت جنگ کی گہٹ گئی دشمنون کو میدان کا موقعہ ملا تہا و
مذکور کو یہ حوصلہ ہوا کہ نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کو دکن سے دور کرے ابراہیم خان گاردی کو اپنا نوکر
کیا یہ ابراہیم خان کوئی کمینہ ہے فرانسیسیون کی نوکری مین توپ و تفنگ کی قواعد سیکہی اور آصفجاہ ثانی
کا نوکر ہوا بعدہ مرہٹہ سے متفق ہوا ہمراہ بہاو سداشیو کے پونا سے نکلکر بائیسوین جمادی الاول کو امیر الممالک
صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کے مقابل آ پہونچا اس مقابلہ مین مرہٹہ کی فوج ساٹھہ ہزار سوار کی تہی
اور اون دونون بہائیون کی ہمراہی سات ہزار سوار تہے انہون نے قلت فوج سے چاہا کہ او دیگر کیطرف سے
دہا ور مین جہان اونکی اور فوج تہی آکر متفق ہون اور پونا جاوین چونکہ ہمیشہ سے مرہٹہ کی آدہی لطو چہاونی

اختیار ہوا چون صوبہ کا رتق فتق تھا بہانہ انگلشی کو بھی تسخیر ہند کا ولولہ ہوا محمد علیخان خلف انورالدین خان
کو یا موسیو ملکہ بعض صوبہ ارکاٹ پر متصرف ہوئے موسیو بوسی نے رکن الدولہ سے بدل ہوا جو دکھن میں مقرر شدہ ۱۱۶۴
کو وکالت مطلق سے معزول کرکے صمصام الدولہ شاہ نواز خان اورنگ آبادی کو مقرر کیا صمصام الدولہ نے
چار برس اس انتظام میں گذارے - میر نظام علی اور میر محمد شریف صلابت جنگ کے بھائی کے ہمراہ تھی
صمصام الدولہ مذکور نے سنہ ۱۱۶۹ ہجری میں نظام علی خان کو صوبہ دار برار اور محمد شریف کو صوبہ دار بیجاپور
مقرر کردیا میر نظام علی آخر کو آصف جاہ ثانی کے خطاب سے معزز ہوا اور محمد شریف نے اول شجاع الملک
بعدہ برہان الملک کا خطاب پایا وہ نواب اپنے صوبہ پر گئے چھٹی ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو صمصام الدولہ معزول
ہوا اسکی جگہ پر برہان الملک جو بیجاپور سے صلابت جنگ کے پاس آیا تھا مقرر ہوا انہیں دنوں نواب آصفجاہ
ثانی نے مع فوج شایستہ کے برار سے اورنگ آباد آکر اپنے بھائی برہان الملک کو معطل کیا اور عنان
اختیار ملکداری اپنے ہاتھ میں لی چونکہ برہان الملک وکیل مطلق کے نام سے مشہور ہوا تھا اس لقب سے ممدوح
ہو کر ولی عہد کا لقب مقرر کیا اسی سال میں بالاجی راو بارادہ جنگ وارد اورنگ آباد ہوا آصف جاہ
ثانی نے امیر الممالک صلابت جنگ کو جو کہ بمنزلہ آقا کے تھے حراست اورنگ آباد میں چھوڑ کر خود مع بھائی برہان الملک
کے بالاجی راو سے لڑنے گئے سندکھیڑ تک جو اورنگ آباد سے تیس کوس ہے روبرو ہوا آخر کار صلح ہوئی
بموجب ستائیس لاکھ روپیہ کی جاگیر صوبجات دکن سے بالاجی کو دی گئی اور آصفجاہ ثانی وہاں سے لوٹ کر اورنگ آباد
آیا موسیو بوسی مع اپنے اتباع کے آصفجاہ ثانی سے مکدر تھا اسکی شکست بلکہ انہدام بنیاد دولت کے درپے تھا
جب دیکھا کہ بسبب اقتدار آصفجاہ ثانی کے میرا مدعا نہیں حاصل ہو سکتا ابراہیم خان گاردی کو
جو کہ رفقاے معتمد آصفجاہ سے تھا بوساطت حیدر جنگ مدار المہام کے اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنے ملازمین میں
داخل کرلیا اور آٹھ لاکھ روپیہ زر تنخواہ سپاہ کا اپنے پاس سے دیکے آصف جاہ کو بے پر و بال کر دیا بعد
ازان صمصام الدولہ کو مقید کیا اب دونو طرف سے دلجمعی کرکے چاہا کہ آصف جاہ کو حیدرآباد کی صوبہ داری
کے حیلے سے اودہر بھیجکر قلعہ گلکنڈہ میں محبوس کرے اور ایک میدان واسطے اپنی لڑائی کے خالی کرلے آصفجاہ
کو اس دغا سے آگاہی ہوگئی اپنے معتمدین کے مشورہ سے قتل کرنا حیدر جنگ مدار المہام موسیو بوسی کا چاہا ۱۲ ماہ ربیع الثانی
کو قریب دوپہر سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو حیدر جنگ کسی سوال جواب کیواسطے آصفجاہ کے خیمہ میں آیا ارادہ
قتل تو پیش نہاد خاطر تھا حضار نے اوسکو ذبح کر ڈالا آصفجاہ نے بعد قتل سنکے گھوڑے پر سوار ہو کر بیگ
قدم بڑھانے کہ تمام توپخانہ فرنگ فوج تصویر کی طرح متحیر رہا فی الحقیقت یہ کام وہ ہوا کہ رستم و اسفندیار
کے گھوڑ کاٹنے بھولے الغرض حیدر جنگ کی قتل سے عمدۃ الملک موسیو بوسی وغیرہ بیہوش ہوئے

کیا اور تمام محافظان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور وہان سے بارادہ قتل متھرا جو کہ مشہور معابد ہنود ہے روانہ ہوا
جہان خان کو مقدمۃ الجیش بنایا جہان خان نے متھرا مین اگر کوئی دقیقہ قتل اور سوخت اور تاراج اور اسیری
عیال و اطفال سکان متھرا کا اوٹھا نرکھا ملک جاٹ کے لوگ بعض قلعون مین جا چھپے احمد شاہ ابدالی اکبر آباد آیا
مرزا سیف اللہ بیگ قلعہ دار قدیم بادشاہی نے بضرب توپ کسیکو قلعہ کے گرد نہ آنے دیا شاہ درانی نے جہان خان
کو تسخیر قلعہ جاٹ پر مامور فرمایا سردار مذکور نے قلعہ کشائی مین اہتمام کیا ناگہان حضرت وبائی جلوہ
دکھلایا اکثر لشکر ابدالی لقمۂ وبا ہوئے مجال اقامت نرہی ناچار تسخیر قلعجات سے ہاتھ اوٹھا کر اپنے ولایت
کو سدہارا جب شاہجہان آباد کے برابر پہونچا عالمگیر ثانی نے معہ نجیب الدولہ کے مفقود آباد سے
تا لب پر آکر ملازمت شاہ ابدالی کی حاصل کی اور عماد الملک کا نہایت شاکی رہا احمد شاہ نے نجیب الدولہ
کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور عالمگیر ثانی کی حمایت کی سفارش فرمائی۔

کتخدائی احمد شاہ ابدالی محمد شاہ بادشاہ ہند کی دختر سے اور لیجانا صاحبہ محل اور ملکہ زمانی کو ہمراہ

مخفی نرہے کہ جب احمد شاہ خلف محمد شاہ قید ہوا اور عالمگیر ثانی کی تخت نشینی ہوئی عماد الملک نے اقتدار پایا
ملکہ زمانی جو فرخ سیر کی لڑکی اور محمد شاہ کے زوجیت مین تھی اور نیز صاحبہ محل جو دوسری بیگم تھی اور جسکے
بطن سے محمد شاہ کی دوسری لڑکی ہوئی تھی بیچاری یہ دونون زمانہ کی گردش مین پریشان ہوئین ان بی بیون
نے صدمہ غارت مرہٹہ اور تکرار اسی عماد الملک سے اپنا رہنا ہندوستان مین گوارا نہ کیا اور عماد الملک اور عالمگیر
ثانی کے زیر حکمرانی رہنا نچاہا جب شاہ ابدالی کی موافقت انکو تحقیق معلوم ہوئی اپنی رفاقت کا پیغام
دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اپنے لڑکی کی شادی تمسے کرونگی احمد شاہ ابدالی نے اس امر کو موجب افتخار اور شہرہ
روزگار سمجھکر قبول فرمایا وہین پر اقامت کرکے دختر مذکور کو عقد نکاح مین لایا اور ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کی
سفر کو بھی سرانجام کرکے انکو بھی ہمراہ لیا لاہور کو عازم ہوا بعد ورود اپنے بیٹے تیمور شاہ کو جہان خان والی
لاہور اور ملتان اور ٹھٹھہ کے سپہ سالاری پر مقرر فرمایا اور لاہور مین بٹھا کر کابل قندھار چلا گیا۔

تھوڑا احوال دکن کا جو اس زمانہ مین گذرا ہے لکھا جاتا ہے

موسیر بوسی مظفر جنگ کی وقت سے آصفجاہ کی خاندان مین نوکر ہوکر نہایت صاحب اقتدار ہوا اسیکا کول
اور راج بندر سے وغیرہ محالات اپنی جاگیر مین لیکر کل معاملات کا مدار علیہ ہوا اور عمدۃ الملک سیف الدولہ
خطاب حاصل کیا اور ایک شخص عظیم ای دکن مین سے مخاطب حیدر جنگ اسکی سرکار مین صاحب

جان لوڈرا معین الملک کو شفیع بنایا شاہ درانی فی جلد میں کوس کا سفر کرکے دہلی آیا عماد الملک نے
استقبال کیا اول معتوب ہوا بعدہٗ بسفارش معین الملک مورد مراحم ہوا اور نیز بوساطت شاہ ولیخان
وزیر ابدالی کے بقرار پیشکش عمدہ وزارت پر برقرار رہا شاہ ابدالی ساتوین جمادی الاول سنہ ہجری کو
داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا عالمگیر ثانی سے ملاقات کی سکنۂ شہر کی ناموس و مال مین دست درازی فرمائی
لی و دقیقہ لوٹ کھسوٹ کا باقی نہ رہا اہل عزت اپنے اپنے ہاتھ سے ہلاک ہوکر آبرو بچا گئے ایک مہینہ شہر مین مقام
رہا قمرالدین خان وزیر کے گھر مین تو صاف جھاڑو دے گئے ایک تنکا بھی نہ چھوڑا اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی
شادی اعزالدین برادر حقیقی عالمگیر ثانی کی دختر سے سرانجام فرمائی بعد انصرام شادی سورجمل جاٹ
تنبیہ کو عازم ہوا جہان خان سردار کو حکم دیا کہ جاٹ مذکور کے قلعجات تسخیر کرے اور خود بھی معقب
سے برآمد ہوا یہ پانچوین مرتبہ ہے کہ ابدالی ہند مین آیا عماد الملک نے خانجہان کے ہمراہ اچھی جانفشانی کی
جسکے صلہ مین مورد تفضلات ہوا جب پیشکش کی درخواست ہوئی عماد الملک نے عرض کیا کہ کوئی
شاہزادہ تیموریہ اور فوج درانی میرے ہمراہ ہو تاکہ انتربید یعنی ملک دوابہ گنگ و جمن سے زر خطیر حاصل کرکے
داخل خزانہ سرکار کرتا ابدالی نے دو شاہزادہ ایک ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی دوسرا مرزا بابر داماد عالمگیر
ثانی ولد اعزالدین کو رفیق کیا اور اپنے سرداران مین جان بازخان کو ہمراہ دیا۔

آنا عماد الملک کا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے ملک مین

قبل اسکے تحریر ہوچکا ہے کہ عماد الملک نہایت دشمنی صفدر جنگ سے رکھتا تھا اس سال مین ابدالی کا
توسل کرکے مع جان بازخان اور ہر دو شاہزادہ مرقومہ بالا کے عبور جمنا کرکے فرخ آباد آیا احمد خان
نے استقبال کیا خیمہ خرگاہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ اسباب پیشکش شاہزادگان اور عماد الملک کئے اور افاغنہ
اور بعض اپنی فوج کو ہمراہ کردیا عماد الملک بہیئت مجموعی عبور گنگ کرکے قصبۂ اودہ کو سدہارا شجاع
بھی بڑے استقلال سے برآمد ہوا میدان سانڈی پالی مین جو سرحد صوبہ [illegible] ہے ہو نہایت مستعد پیکار ہوا دو سہ
خفیف خفیف سی لڑائیان قراولان طرفین سے عاید ہوئین آخر کار سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہ[illegible]
وسالت سے جو کہ شجاع الدولہ کا دوست تھا پانچ لاکھ روپیہ پر صلح ہوئی اور سعد اللہ خان نے اسی امر مین
غمخواری شجاع الدولہ کی فرمائی عماد الملک کچھ نہ کرسکا ساتوین شوال سنہ ہجری کو مع شاہزادگان اور
جان بازخان وغیرہ فوج کے عبور گنگا کرکے فرخ آباد آیا اور احوال ابدالی کے انجام کار کا منتظر ہوا شاہ
ابدالی نے بلم گڈہ کو جو کہ متعلقہ جاٹان کا قلعہ اور شاہجہان آباد سے پندرہ کوس پر تھا تین روز مین فتح

کیا اور تمام محافظان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور وہان سے بارادہ قتل متہرا جو کہ مشہور معابد ہنود ہی روانہ ہوا جہان خان کو مقدمۃ الجیش بنایا جہان خان نی متہرا مین اگر کوئی دقیقہ قتل اور سوخت اور تاراج اور اسیری عیال و اطفال سکان متہرا کا اوٹھا نہ رکہا ملک جاٹ کی لوگ بعض قلعون مین جا چھپی احمد شاہ ابدالی اکبر آباد آیا مرزا سیف الدہ بیگ قلعہ دار قدیم بادشاہی نی بضرب توپ کسیکو قلعہ کے گرد نہ آنے دیا شاہ درانی نی جہان خان کو تسخیر قلعہ جاٹ پر مامور فرمایا سردار مذکور نے قلعہ کشائی مین اہتمام کیا ناگہان حضرت وبائی جلوہ دکھلایا اکثر لشکر ابدالی لقمۂ وبا ہوئے مجال اقامت نرہی ناچار تسخیر قلعجات سے ہاتھ اوٹھا کر اپنے ولایت کو سدہارا جب شاہجہان آباد کے برابر پہونچا عالمگیر ثانی نے معہ محب الدولہ کے مقصود آباد کے تالاب پر آکر ملازمت شاہ ابدالی کی حاصل کی اور عماد الملک کا نہایت شاکی رہا احمد شاہ نے نجیب الدولہ کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور عالمگیر ثانی کی حمایت کی سفارش فرمائی۔

کتخدائی احمد شاہ ابدالی محمد شاہ بادشاہ ہند کی دختر سے اور لیجانا صاحبہ محل اور ملکہ زمانی کو ہمراہ

مخفی نرہی کہ جب احمد شاہ خلف محمد شاہ قید ہوا اور عالمگیر ثانی کی تخت نشینی ہوئی عماد الملک نے اقتدار پایا ملکہ زمانی جو فرخ سیر کی لڑکی اور محمد شاہ کے زوجیت مین تھی اور نیز صاحبہ محل جو دوسری بیگم تھی اور جسکے بطن سے محمد شاہ کی دوسری لڑکی ہوئی تھی بیچاری یہ دونون زمانہ کی گردش مین پریشان ہوئین ان بی بیون نے صدمہ غارت مرہٹہ اور نکراسی عماد الملک سے اپنا رہنا ہندوستان مین گوارا نہ کیا اور عماد الملک اور عالمگیر ثانی کے زیر حکمرانی رہنا نچاہا جب شاہ ابدالی کی موافقت انکو تحقیق معلوم ہوئی اپنی رفاقت کا پیغام دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اپنے لڑکی کی شادی تمسی کرونگی احمد شاہ ابدالی نی اس امر کو موجب افتخار اور شہرۂ روزگار سمجھکر قبول فرمایا وہین پر اقامت کرکی دختر مذکور کو عقد نکاح مین لایا اور ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کی سفر کی بھی سرانجام کرکے انکو بھی ہمراہ لیا لاہور کو عازم ہوا بعد ورود اپنے بیٹے تیمور شاہ کو جہان خان والی لاہور اور ملتان اور ٹہٹہ کے سپہ سالاری پر مقرر فرمایا اور لاہور مین بٹھا کر کابل قندہار چلا گیا۔

تہوڑا احوال دکن کا جو اس زمانہ مین گذرا ہی لکھا جاتا ہے

موسی بوسی مظفر جنگ کی وقت سے آصفجاہ کی خاندان مین نوکر ہوکر نہایت صاحب اقتدار ہوا چیکاکول اور راج بندر نے وغیرہ محالات اپنی جاگیر مین لیکر کل معاملات کا مدار علیہ ہوا اور عمدۃ الملک سیف الدولہ خطاب حاصل کیا اور ایک شخص عظمای دکن مین سے مخاطب حیدر جنگ اسکی سرکار مین صاحب

جان لودر ا معین الملک کو شفیع بنایا شاہ درانی فی جلد میں کوس کا سفر کرکے دہلی آیا عماد الملک نے
استقبال کیا اور معتوب ہوا بعدہٗ بسفارش معین الملک مورد مراحم ہوا اور نیز بوساطت شاہ ولی خان
وزیر ابدالی کے بقرار پیشکش عمدہ وزارت پر برقرار رہا شاہ ابدالی ساتوین جمادی الاول سنہ ہجری کو
داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا عالمگیر ثانی سے ملاقات کی سکنۂ شہر کی ناموس و مال مین دست درازی فرمائی
کوئی وقیقہ لوٹ کھسوٹ کا باقی نہ رہا اہل عزت اپنے اپنے ہاتھ سے ہلاک ہو کر آبرو بچا گئے ایک مہینہ شہر مین مقام
رہا قمر الدین خان وزیر کے گھر مین تو صاف جھاڑو دے گئے ایک تنکا بھی نہ چھوڑا اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی
شادی اعز الدین برادر حقیقی عالمگیر ثانی کی دختر سے سرانجام فرمائی بعد انصرام شادی سورجمل جاٹ
کی تنبیہ کو عازم ہوا جہان خان سردار کو حکم دیا کہ جاٹ مذکور کے قلعجات تسخیر کرے اور خود بھی معقب
سے برآمد ہوا یہ پانچوین مرتبہ ہے کہ ابدالی ہند مین آیا عماد الملک نے خانجہان کے ہمراہ اچھی جانفشانی کی
جسکے صلہ مین مورد تفضلات ہوا جب پیشکش کی درخواست ہوئی عماد الملک نے عرض کیا کہ کوئی
شاہزادہ تیموریہ اور فوج درانی میرے ہمراہ ہو تاکہ انتربید یعنی ملک دوابہ گنگ وجمن سے زر خطیر حاصل کر
داخل خزانہ سرکار کرتا ابدالی نے دو شاہزادہ ایک ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی دوسرا مرزا بابر داماد عالمگیر
ثانی ولد اعز الدین کو رفیق کیا اور اپنے سرداران مین خان بازخان کو ہمراہ دیا۔

آنا عماد الملک کا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے ملک مین

قبل اسکے تحریر ہو چکا ہے کہ عماد الملک نہایت دشمنی صفدر جنگ سے رکھتا تھا اس سال مین ابدالی کا
توسل کرکے مع جان بازخان اور ہر دو شاہزادہ مرقومہ بالا کے عبور جمنا کرکے فرخ آباد آیا احمد خان بنگش
نے استقبال کیا خیمہ خرگاہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ اسباب پیشکش شاہزادگان اور عماد الملک کو اور افاغنہ الہ
اور بعض اپنی فوج کو ہمراہ کردیا عماد الملک بہیئت مجموعی عبور گنگ کرکے قصبہ اودہ کو سدھارا شجاع الدولہ
بھی بڑے استقلال سے برآمد ہوا میدان سانڈی پالی مین جو سرحد صوبہ ہے ہو چکر مستعد پیکار ہوا دو مرتبہ
خفیف خفیف سی لڑائیاں قراولان طرفین سے عاید ہوئین آخرکار سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ کی
وساطت سے جو کہ شجاع الدولہ کا دوست تھا پانچ لاکھ روپیہ پر صلح ہوئی اور سعد اللہ خان نے اسی امر مین بڑی
غمخواری شجاع الدولہ کی فرمائی عماد الملک کچھ نکر سکا ساتوین شوال سنہ ہجری کو مع شاہزادگان اور
جان بازخان وغیرہ فوج کے عبور گنگا کرکے فرخ آباد آیا اور احوال ابدالی کے انجام کار کا منتظر ہوا شاہ
ابدالی نے بلم گڈہ کو جو کہ متعلقہ جاٹان کا قلعہ اور شاہجہان آباد سے پندرہ کوس پر تھا تین روز مین فتح

کوچ کیا ساتھ باشب متھرا سے عبور کرکے قریب لشکر پہونچا اور اول شب پہنچ بان سیرگز یہان یہ گمان کہ محمود خان اس قرب وجوار مین آتش افروز ہنگامہ ہے بیورا س امر کو سہل سمجھکر کچھ تدارک نہ کیا مگر آخر شب تحقیق ہوا کہ ہولکر آپہونچا اب ہاتھہ پیر ڈھیلے ہو گئے نہ استعداد جنگ تھی نہ بھاگنے کی مجال نامردی اور ناکردگاری سے احمد شاہ معہ والدہ اور صمصام الدولہ میر آتش خلف امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران اور انتظام الدولہ کے بدون اطلاع دیگر روسائے لشکر کے عماریون مین مستور ہو ہوکر فراری ہوئے اور مال و اسباب جو جہان تھا وہین پر چھوڑا اپنی اپنی جان لیکر دار الخلافۃ کی راہ لی جب دیر کے بعد انکے فرار کی خبر مشتہر ہوئی ادنے اور اعلی اپنے حال پر سخت متردد ہوا جسکو پایا تھوڑا اسباب تھا وہ تو اوسیوقت روبراہ ہوا قصبہ سکندرہ تک پہونچے تھے کہ صبح ہوگئی اور فوج سنتے پہونچکر بلا منازعت اور ممانعت کے تمام لشکر اور اثاث البیت شاہی کو غارت کیا جسکو جہان پایا اوسکو سوتے لگوٹے سے عاری کردیا ملکہ زمانی دختر فرخ سیر زوجہ محمد شاہ معہ دیگر بیگیان حرم اسیر مرہٹہ ہوئین اگرچہ ہولکر نے بڑی عزت کی اور روزیر کا اسباب اور جواہرات جو کچھ اون عورات کے پاس تھا اون سے کچھ تعرض نہ کیا لیکن افسوس جس دروازہ پر سروران اعظم کے جبہہ سائی تھی وہ لکدکوب کنیگان دکن ہوا اور ایک چشم زخم عظیم ناموس بابریہ کے عاید حال ہوا۔

عماد الملک نے ترک محاصرہ جاٹ کرکے شاہجہان آباد کی راہ لی اور بادشاہ کو قید کیا اور عزیز الدین ولد معز الدین کا جلوس

عماد الملک نے جب یہہ خبر سنی دار الخلافۃ کو ذوراجی آیا نے ان دونون سردار کے جانے کی بعد خود بھی ارادہ کار ستہ کیا سورج مل نے خود بخود ایسے محاصرہ سے رہائی پائی عماد الملک نے ہولکر ملہار کی اعانت سے صمصام الدولہ میر آتش اور بنگیا شیون کو موافق کرکے انتظام الدولہ کی تغیر پر خود وزارت کا متعہد ہوا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرائی دلائی جس روز کہ وزارت پائی صبح کو خلعت پہنا اور وقت دوپہر احمد شاہ کو معہ اوسکے ماں کے دسوین شعبان روز یکشنبہ ۱۱۶۷ہجری مین قید کیا اور عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ کو تخت خلافت پر جلوس فرمایا عالمگیر ثانی کا خطاب دیا ایک ہفتہ کی بعد احمد شاہ اور اوسکی والدہ کی آنکھون مین سلائی کرد

انتقال کرنا صفدر جنگ کا اور جلوس فرمانا شجاع الدولہ کا مسند پدر پر

صفدر جنگ اپنی صوبہ مین پہونچکر حیدری گہاٹ پر مقیم ہوا اور ایک خاص مکان اپنے اسایش کی لیے آراستہ کرکے سیاپا کی

متعہد جنگ وزیر ہوا اطراف و جوانب سے فوج طلب کی اور لوگ آپہونچے اونمین سے نجیب خان روہیلہ اور رچپا گوجر اور راجپوت وغیرہ زمیندار اطراف اور سادات بارہہ اور میواتی خواجہ سرایان اور زمرۂ منصب داران اور عمدہ زادہائے قدیم مانند محمد صادق خان ولد سیف الدین خان صوبہ دار بہار اور جامع سیر المتاخرین کا والد جو کہ بنابر ناخوشی صفدر جنگ کے باقیات محالات خالصہ کے بہانہ سے قید تھا او سوقت مین باقیات معاف اور مورد الطاف شاہی ہوکر بوساطت حافظ بختاور خان بعلی کے سرفراز ہوا اور ہر ایک نامور معہ دیگر متوسلون کے سرگرم رفاقت شاہی ہوے آشوب قیامت دار الخلافۃ کی نواح مین برپا تہا شروع ماہ رجب سنہ ۱۱۶۶ھ سے آغاز جنگ ہوا چہہ مہینے تک زد و خورد ہوے صفدر جنگ کے بہی اکثر رفیق جو پاسے نام و ننگ تہے خصوص راجہ اندر گرگوشائین جسنے قلعہ الہ آباد مین بقاؤ الہ خان اور علی قلیخان کی رفاقت کی تہی یہ شخص عجب جرات کا تہا وزیر کے رفاقت مین توپخانہ اتنبار بادشاہی مین گہو دیتا تہا اور اکثرون کو ہلاک تہ خاک کرتا لوگون کو سحر و جادو کا خیال ہوا کہ اسکی توپ و تفنگ نہین موثر ہے آخر کار اسی دلیری اور دلاوری مین بضرب گولی بہشت نصیب ہوا اور عالم کا مطلقہ جادو باطل ہوا ذو الفقار جنگ امیر الامرا معزول بہی بسبب ناخوشی بادشاہی کی وزیر کو پیغام بہہ ہوا کہ ہماری فوج شاہ مردان کی جہنڈے سے تلے رہی اور خود بہانہ زیارت سے جاکر فوج وزیر مین شامل ہوا ادہر غازی الدین خان نے منادی کی کہ جو سوار صفدر جنگ کا ملازم جسکا گہوڑا داغ سین رکہتا ہوگا نوکری کو آوے سو روپیہ مساعدہ اور ساٹہہ روپیہ مشاہرہ پاوے گا اس ندا کے ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے برخاستہ ہوکر عماد الملک سے جا ملے اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی نوکر شاہی ہوا اور ایک دوسری صورت کشمیری اور پنجابیونکی بلوائی ہوئی کہ محمدی جہنڈا کہڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ رافضی ہے خلیفۂ زمان پر لشکر کش ہوا اوسسے مقابلہ کرنا بمرتبہ جہاد ہے اس صدا سے ہزارون عالم چار یاری جمع ہوگیا جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے بے عزت بلکہ مار ڈالتے محمد اسحق خان اور اوسکے بہائی مرزا علیخان اور سالار جنگ اور اسمعیل بیگ خان وغیرہ سرداران عمدہ متوسلین صفدر جنگ کے مکانات غارت کردیئے اسکے عوض مین سورجمل جاٹ نے شہر کہنہ شاہجہان آباد کو یعنی دہلی جسکی آبادی شاہجہان آباد سے کسیقدر زیادہ تہی غارت کیا اور جان و مال و ناموس برباد کیا اکثر لوگ شاہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گہر مین اس خیال سے کہ وزیر کو اسکا اعتقاد ہے جمع ہوئی تہے یہان بہی جاٹون نے وہی دست درازی کی جو کچہ گذرا قابل بیان نہین آخر بعد چہہ مہینے کے طرفین عاجز ہوکر خواہان مصالحہ ہوئے امراے حضور اور احمد شاہ سے پیغام آشتی دیا صفدر جنگ نے بہی اپنی رضا ظاہر کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کی وساطت سے دو صوبہ اودہ

ذیر سو اثنا من [illegible]

توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چندو کار وزارت اپنے تعلق رہو صفدر جنگ نے بادشاہ کا
رفاقت دیکھکر دربار کی آمد و رفت موقوف کردی احمد شاہ نے چاپلوسی کی راہ سے دلجوئی کی اور اگر یہ جا کر
عذر خواہ ہوا اگرچہ مفید نہوا مہینوں اس سوال جواب میں گذر شروع ۱۱۶۶ھ میں کدورتیں ظاہر ہونے
لگیں جب چند مہینے اس سال کے گذرے طرح طرح کے حادثہ ظاہر ہونے لگے

اور فساد ہونا باہم وزیر و بادشاہ
توپخانہ وغیرہ داروغہ ناظر و ناظر اور معطل

دغا دینا احمد شاہ کا صفدر [جنگ سے]

صفدر جنگ ضد اسی منصوبہ میں تھا کہ کون چال چلے کیونکہ بادشاہ سے مقابل ہونا نامناسب جانتا تھا اور ایسی
زندگی بھی دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا دور یکتا تھا در حقیقت یہ شخص جرات اور عقل حیران رکھتا تھا
نہ ایسے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار تھا لیکن تقدیر نے تو انکھیں اندھی
کردی تھیں — بہرحال بادشاہ نے ایک رات کو بمصلحت خواجہ سرایان و نیز ہر دو امراے مذکور کے ایک پرچہ
خاص وزیر کے نام لکھکر نائب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے مامور تھا طلب کیا اور اوسکو رقعہ دیکر کہا کہ
وزیر کو پہونچا دے اور زبانی بھی چنین چنان عرض کرے اوس نالایق نے عذر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضرور
امر ہے وہ نااندیش رقعہ لیکر قلعہ سے نکلا مجرداً بادشاہ نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ دروازے قلعہ کے
مسدود کریں اور مردم وزیر کو جسطرح سے ہو بیرون کریں جب امر تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجوں پر توپیں
لگادیں اور بمقابلہ حویلی دارا شکوہ کے جہاں وزیر رہتا تھا نشانہ لگا کر آمادہ حرب ہوئے وزیر لاچار بعد جواب
وسوال کے اوس مکان سے نکل کر اپنی حویلی میں جو تنابہ کے دور تھی آیا اور چندروز متامل رہا آخر کو بادشاہ
لڑائی میں اپنی بدنامی اور نمک حرامی کا شہرہ سمجھکر اپنے صوبجات کی رخصت چاہی احمد شاہ نے منظور
کیا آخر صفدر جنگ نے بلا اجازت دار الخلافت سے نکلکر شہر سے دو کوس پر خیمہ گاہ کیا بدین ارادہ کہ بے جنگ
وجدال اپنے صوبوں کو جاوے الحق کہ یہ رائے بہت عمدہ تھی مگر لفتہ جویان لشکر نے خیالات فاسد
اوسکے ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کردیا

صفدر جنگ نے [illegible] آمادہ پایا اور عزم رزم مصمم کیا

صفدر جنگ ذکری مجہول بے نشان کو شاہزادہ بنایا اور اپنے عیال و اطفال کو راجہ سورجمل جاٹ کے
قلعجات مستحکم میں بھجوا دیا اور سورجمل کو اپنی رفاقت میں شریک کرلیا احمد شاہ نے عہدہ
وزارت انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کو عنایت فرمایا اور عماد الملک امیر الامرا تھا مگر باعتبار [illegible]

خطاب عطا کر دیا اور اسباب عمارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت ہوا اوسکے اس عروج مین
ہونیکر امرا کی ہم چشمی شروع کر دی اگرچہ بعد عروج اکثرون کے ساتھہ حسن سلوک بھی کیا لیکن وزیر الممالک اس
نفیحتی سے نہایت دل تنگ ہو کر درپے دفعت ہوا ماہ شوال کو خواجہ سرا سے مذکور کی ضیافت کی بہانہ سے طلبی کی
اور گھر بلاکر مارڈالا علی بیگ خان تشقچی شتاب جنگ نے زخم کاری سے کام تمام کر دیا اور یہ امر موجب دغدغہ
احمد شاہ ہوا انتظام الدولہ وغیرہ سے دلی اتفاق کر کی وزیر کے برہمی کا منصوبہ کرنے لگا۔

خان فیروز جنگ کا اورنگ آباد مین فوت ہونا

خان فیروز جنگ مع ہولکر کے ہشتم ذی قعدہ سنہ مذکور کو داخل اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان
بہادر صلابت جنگ جو حیدر آباد مین تہا بقصد مقابلہ برادر رہ سپر ہوا ہولکر مرہٹہ نے قابو پاکر خان فیروز جنگ
سے تمام ملک خاندیس اور جالنہ توابع اورنگ آباد وغیرہ لی درخواست کی فیروز جنگ چونکہ تازہ وارد
اور ناواقف تہی اور نیز صلابت جنگ کا مقابلہ اور صوبہ ہاے دکن کا تسلط کرنا درپیش تہا ملکہاے مذکور
کے سناد اپنی مہر سے حوالہ ملہار کر دیئے اور ایسا ملک مفت مین مرہٹہ کی ہاتھ لگا چونکہ مقدر ایسا
تہا کہ ریاست دکن کی صلابت جنگ کے نام ہو فیروز جنگ سترہ روز بعد داخل ہونے اورنگ آباد کے
مرگ مفاجات سے ساتوین ذی الحجہ کو دنیا سے چل بسا اوسکے رفقا جو بڑے توقعات سے رفیق خدمت
ہوے تہے ملول ہو کر ہمراہ تابوت شاہجہان آباد آئے اور اوسکی لاش دفن کی۔

تفویض ہونا منصب امیر الامرائی کا فیروز جنگ کو

خان فیروز جنگ کا لڑکا جو نام اسکا شہاب الدین ہے خطاب موروثی سے سرفراز ہو کر عماد الملک غازی الدین
خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اور وزیر الممالک صفدر جنگ کے گہر مین جا بیٹھا اور اسکی یتیمی پر اوسکی بی بی
نے ایسی سفارش کی کہ صفدر جنگ نے برسر ترحم آکر امیر الامرائی اوسے دی لیکن باوجود طالب العلمی اور خوشنویسی
اور زبان دانی مختلفہ اور شاعری اور شجاعت کے اس ناحق شناس بے سپاس نے کفران نعمت
صفدر جنگ کی قتل پر کمر باندہی پوشیدہ اسنے عالو انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ اور اوسکے
ماں سے موافقت کر لی صفدر جنگ کے اخراج کے درپے ہوا۔

شروع ہونا منازعت کا فیما بین احمد شاہ اور وزیر الممالک صفدر جنگ کے

احمد شاہ نے بخواہش والدہ اور انتظام الدولہ اور اعتماد الملک کے وزیر الممالک صفدر جنگ کو پیغام دیا

کوس کا فاصلہ تھا چند قدم گیا تھا کہ سرداروں کا منھہ پھر گیا اور لشکر پر شکست پڑی ناچار پھر واپس ہوا اور
عمدہ آویزش کرکے ابدالیوں کو بھگا کر تعاقب میں چلا جاتا تھا کہ ناگاہ سر میں گولی لگی اور جان شیریں نثار راہ جوانمردی
فرمائی چونکہ کوڑا مل دیوان مدار الدولہ اور معتمد علیہ تھا اسکے شہید ہوتے تمام لشکر مغلوب ہوا اور معین الدولہ
ناچار شہر کو لوٹا مفتی عبداللہ کو پیغام صلح دیا احمد ابدالی نے جہان خان کو استقبال پہ بھیجکر بکمال عزت طلب کیا
اور معین الملک درجہ لاچاری کو حاضر ہوا ابدالی نے مورد ترحمات فرماکر اپنی طرف سے صوبہ لاہور کی نیابت
دی اور کابل کو عطف عنان ہوا صوبجات لاہور و ملتان مالکہ ابدالیہ میں داخل ہوکر داخل قلمرو ابدالی ہوئے اوسیوقت
میں جبکہ ابدالی لاہور میں معین الملک سے لڑتا تھا قلندر خان کو بطور رسالت احمد شاہ بادشاہ شاہجہان آباد
کے پاس بھیجا بادشاہ کو درانی کی آمد آمد نے ہلا دیا امراے حضور نے وزیر الممالک صفدر جنگ کو نہایت الحاح
سے متواتر تحریر کیا کہ ہولکر ملہار وغیرہ کی فوج کو متفق کرکے بہت جلد حاضر حضور ہو اور دافع عدو میں ساعی
ہو وزیر مذکور ہولکر ملہار کو وعدہ زر خطیر سے ہمراہ لیکر ماہ رجب سنہ مذکور میں شاہجہان آباد پہونچا جاوید خان
ناظر مدار المہام سلطنت ہوا تھا اوسنے مع دیگر امراے نفاق پیشہ کے قبل پہونچنے صفدر جنگ کے شاہ درانی سے صلح
کرلی اور اوسکا حکم قبول کرکے قلندر خان ایلچی کو رخصت کیا وزیر الممالک نے نہایت آزردہ ہوکر کہلا بھیجا کہ ہم بدلگر
بموجب تمہارے لکھنے کے بوعدہ زر ہمراہ لائے ہیں اب اوسکا تقاضا ہے کہ کثرت بادہ ماعی سے بیرون شہر لب
دریا سے جمن خیام گزین ہوا اسی ضمن میں جب ذکریا خان فیروز جنگ کو بعد گذشتہ ہونے ناصر جنگ کی بطوری
میں داعی صوبہ داری دکن ہوا تھا وہاں سے خدمت ذی شان مدعی ہوا امراے حضور بادن لینے پیشکش کے منتظر
تکریرے تھے اب اسوقت میں اوسنے قابو پاکر بادشاہ اور امراے حضور میں عرض کیا کہ اگر بلا پیشکش دکن کی
صوبہ داری بندہ کو عنایت ہو جسطرح سے ہوسکے گا بعد لکر کہہ راضی کرلونگا بادشاہ اور امراء نے ہزار منت سے
قبول کیا اور صوبہ داری دکن کی سند لکھدی اوسنے اپنے لڑکے کو امیر الامرا کی نیابت کو چھوڑکر اور ہولکر کو
ہمراہ لیکر ستا ئیسویں رجب سال مذکور کو قطع منازل اختیار کیا

وزیر کا شاہجہان آباد میں ...

بعد جانے فیروز جنگ اور ہولکر کے وزیر الممالک غرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوا جاوید خان کے اقتدار سے
نہایت آزردہ ہوا خصوص اس سبب سے کہ اس شخص نے ساتھ ابدالی کے صلح کرلی اور لاہور و ملتان اسکو ملگیا کیونکہ
یہ امر موجب کسر شان بادشاہی کا ہوا جاوید خان اور ہم بالی والدہ بادشاہ کی اتفاق سے کہ محمد شاہ بادشاہ نے
بموجب حکم اپنی والدہ اور نیز ترغیب جاوید خان کے اپنے خالو ابو الدخان ... آلی کو بہمت ... مد اور معتمد الدولہ

مقابلہ برادر خود فیروز جنگ کے آیا تمام جو مذکور نے صلابت جنگ سے بھی حاصل کی بعد ازان رکن الدولہ کو بلاسے آنکر صلابت جنگ سے متفق ہوا اور وکیل مطلق ہوا اور صمصام الدولہ کو معزول کرکے اورنگ آباد بھیجا چونکہ برسات نزدیک آگئی تھی رکن الدولہ اور صلابت جنگ اورنگ آباد آئے ❊

بعض سوانحات حضوری کا بیان

ماہ محرم یا صفر سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سوائی فوت ہوا مشہور یہ ہے کہ کسی نے زہر دیا اور رانا راجہ اودیپور بھی انہین دنونمین گذرا اور اسی سال مین ناصر جنگ کے کشتہ ہونیکی خبر حسب مذکورہ بالا حضور مین پہونچی اور غازی الدین خان فیروز جنگ برادر کلان ناصر جنگ نے اوسکا ماتم کیا غرۂ ربیع الاول روز جمعہ سنہ مذکور کو خلعت ماتمی حضور سے عنایت ہوئی چونکہ حضوری سے نفور تھا نظامت دکن کا مستدعی ہوا امراسے حضور بدرخواست پیشکش کرنے مین عرصہ کر رہے تھے آخر کار روز چہار شنبہ ششم ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت مذکور ملے حال اوسکا لکھا جاتا ہے ❊

آنا صفدر جنگ کا سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین حسب الطلب حضور مین اور خان فیروز جنگ کا صوبہ دار دکن کا ہونا بلا پیشکش

احمد شاہ ابدالی اسی سنہ ۱۱۶۵ مین چوتھی مرتبہ لاہور آیا معین الملک سدراہ ہوکر چار مہینے تک لڑا چند بار سخت لڑائیان ہوئین مگر اوسکی دلاوری سے ابدالی کے دانت کھٹے ہوئے غلبہ کی مجال نتھی آخر کو بہ سبب نفاق آدینہ بیگخان کے راجہ کوڑا مل دیوان جو کہ محض جانفشان تھا جان نثار ہوا اور معین الملک بدرجۂ لاچاری مغلوب ہوا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جب جنگ بڑہی آدینہ بیگ خان نے دوستی مین دشمنی کرنا شروع کی معین الملک کو صلاح دی کہ لشکر سے باہر نکلنا چاہئے راجہ کوڑا مل نے عرض کیا کہ دو ایک روز اسی جگہ پایداری چاہئے ابدالی تنگ ہوکر خود بخود بھاگ جاتا ہے مگر معین الملک نے آدینہ بیگ خان کی شجاعت اور اپنی جرأت جوانی سے چند قدم آگے بڑہاے براے حسن برمعین الملک کا توپخانہ تھا وہ خالی ہوا ابدالی کے لوگ مع شترنال زنبورک وہان پر آگئے اور بموجب اشارۂ آدینہ بیگ خان کے معین الملک پر حملہ آور ہوئے اوسوقت آدینہ بیگ خان نے معین الملک کو صلاح دی کہ کوڑا مل کو کمک پر طلب کرنا چاہئے جب آدمی بھیجا اوسنے کہا کہ جنگجو بندہ کی عرض قبول نہوئی اگر اب بندہ حضور مین آسے لشکر فرار ہوجائیگا چونکہ معین الملک پر عرصہ کارزار تنگ تھا آدینہ بیگ خان نے جدا جنگ مین تساہل اور راجہ مذکور نے طلب مین ترغیب کرنا شروع کیا اوسنے ناچار مکرر طلب کیا کوڑا مل نے بضرورت اپنے سرداران لشکر کو تعلیم پایداری کرکے ادہر قدم بڑہایا درمیان مین ایک

امیرالامرا سنے بکمال اہانت صلح اختیار کی سورجمل سنے وعدہ کیا کہ اگر نارنول سے آگے نہ بڑہین اور واوسکے
مشورہ سے کاربند ہون پندرہ لاکہہ روپیہ بابت معاملہ راجپوتانہ تک کا میرے ذمہ واجب الادا ہوا ایسے وعدہ
کرکے حدود اکبرآباد اور جاٹ سے واپس ہوکر نارنول کے نہضت کی راجہ سورجمل دو تین کوس ذوالفقار جنگ
کے لشکر سے دور خیمہ زن ہوا کرتا تھا وکلا کی آمد و رفت ہوا کرتی تھی تاآنکہ نارنول کے متصل پہونچا وہان
پر راجہ بخت سنگہ آیا ذوالفقار جنگ استقبال کرکے لایا راجہ مذکور نے جاٹ کی اعانت کرنے سے ملامت کی اور
اپنی غرض کیواسطے روانگی اجمیر کی دلالت کی اور امیرالامرا نے قبول کیا تب راجہ سورجمل نے ترک رفاقت
کرکے اپنے مقام کو لوٹا اور امیرالامرا معہ بخت سنگہ کے روانہ اجمیر ہوا جب نزدیک اجمیر کے پہونچا بموجب
اشعار راجہ کے بیس ۲۰ کوس یلغار کرکے داخل گوکل گہاٹ ہوا اودہر سے راجہ رام سنگہ ولد راجہ ابہی سنگہ
معروف دہوکل سنگہ باتفاق راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جے سنگہ سوائی معہ لشکر گران اور توپخانہ
فراوان کے جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے کم ہوگا جودہپور سے مقابلہ کو چلا ذوالفقار جنگ چندروز اجمیر مین
آسودہ ہوکر معہ راجہ بخت سنگہ متحرک ہوا پہکر اور شیر سنگہ کی گڈہی ہوتے میرٹہہ آیا اور میرٹہہ سے موضع پیپاڑ تک
دو تین مرتبہ دونون لشکرونکا مقابلہ ہوگیا جب بارادہ جنگ اول مرتبہ زرہ پوش ہوسے راجہ بخت سنگہ نے
امیرالامرا سے کہدیا کہ میرے پشت کے طرف سے دوسرے طرف متحرک نہونا کیونکہ جس رخ کو فوج
سرکار کا منہ ہے راجہ رام سنگہ نے توپخانہ بکثرت چنا ہے ذوالفقار جنگ نے جواب ناسزا کہا اور فرزین
روش کجروی کرکے اودہر کو چلا راجہ بخت سنگہ نے امیرالامرا کے بساط ہمراہی سے علحدگی کی افواج راجہ تلینہ
جو پشت توپخانہ پر کہڑے تھی پیادہا ے شطرنج کے مانند خاموش نہایت تحمل و وقار سے کہڑے تہے جب دیکہا
آنگیا ذوالفقار خان پر توپخانہ آتشبار کیا اس نادان کی کجبازی نے جمع کثیر لشکر کا خون بہایا ادہر سے
حسب معمول توپ چہوڑتے رہے سنا گیا کہ دوپہر کو توپین نہایت گرم ہوگئین نائرہ جنگ افسردہ ہوا پانی کی
قلت کی کثرت اسقدر تہی کہ امیرالامرا کے لوگ جان بلب پانی کے چاہ مین دوان افتان باوسلے ہوکر
لشکر مخالف تک پہونچے مخالفین نے جو شدت پیاس کو دیکہا کہ آنکہون مین پانی نہین ہان کسیقدر رہائی سے
خونابہ دل کی کیفیت ہے لاجرم کنوین سے پانی نکال نکال گہوڑون اور سوارون کو پلایا پہر کہا کہ اپنے گہر جائیے
ہمارے آپکی رزم درپیش ہے یہ قصہ نہایت صحیح ہے کیونکہ بندہ نے سید اسمعیل علیخان خلف بہادر
عبدالعلیخان خالو سے بندہ کا جو اوس سفر مین رفیق تہا اوسکی زبان سے سنا ہے کیا عمدہ معرفت راجپوتان
تشنہ خون کی ہوئی کہ دشمن کو بہی اپنے چشمہ زار فضل سے محروم نکیا اسلیے بارہ سے جو دہپور شاید دو
تین منزل سے زیادہ نہوگا ذوالفقار جنگ اوس جگہہ سے بنابر رنج سفر اور خرچ جنگ کے ستوہ ہوا چونکہ برسات

بیجگر بار و بنہ ۰ الپس مگانے دوپہر کو بار و بنہ واپس آکے نارول کیطرف سے ہوکر سراے سوبہاچند
مین مقام کیا صبح فتح علیخان کو معہ مردم اردو اور عملۂ کارخانہ کے واسطے لانے گھی کے بھیجا جاٹ نے بھی
فوج آراستہ کرکے روانکی اور خود بھی متعاقب متحرک ہوا بعد دوپہر کے افواج جاٹ بڑے آکر دور سے
اظہر ہوی فتح علیخان نے چونکہ دو تین کوس کے فاصلہ پر تھا ذوالفقار جنگ کو اطلاع دی گئی طیار اور
لوگون نے دانہ گھاس بار کرکے عازم معاودت ہین لیکن بعض فوج سورجمل کی آپہونچی ہے اور سردار لوگ
میری مدد پر مقرر ہو جاوین تاکہ بحفاظت لشکر تک رسائی ہو علی رستم خان مقدمۃ الجیش اس امر پر مامور
ہوا جب تک وہان پہونچے چند گھڑی دن باقی رہا تھا حلیم خان خویشگی جو حسن سلیقہ سے مشہور اور کسیقدر
جاٹ سے کاوش رکھتا تھا بلا اطلاع بپاس ایزد معہ سات سو سوار کے اون سے جا کر ملحق ہوا القصہ انکی
پہونچ تک دو گھڑی دن رہگیا حلیم خان نے علی رستم خان کو پیغام دیا کہ شام ہوئی لوٹنا چاہئے اسنے جواب دیا
کہ وہ مجھ سے بیشتر کھڑا ہے اول وہ واپس ہو دونون نے باتفاق سمجھایا اوسنے غرور سے کہا کہ آپ چلین
بندہ بھی آتا ہے چونکہ دن کم تھا دوبارہ ذوالفقار جنگ کو بنادیا کہ فوج جاٹ روبرو استادہ ہے ہمارے واپسی
مین اندیشہ ہے بہتر ہے کہ ہم لوگ اسی جگہ خیمہ زن ہون اور آپ بھی معہ کل لشکر کے اسیوقت چلے آئیے
امیرالامرا نادان تو تھا ہی یہ التماس منظور کرکے حکم واپسی دیا گھڑی بھر سے کم دن باقی رہا تھا کہ معاودت
کی صورت ہوئی لوگ دیر سے بھوکے پیاسے منتظر تھے خصوص جنگ نادیدہ اس فوج کی بمجرد لوٹنے کے اکثرون
نے پیشقدمی کرنا شروع کی توپخانہ روبرو کر لیا کہ مبادا تاریکی شب مین توپخانہ پیچھے رہجاے اور غارت ہو
فوج جاٹ نے جو انکی بے انتظامی دیکھی دستہ دستہ حسب ترتیب مستقل ہوکر بندوق فیر کرنا شروع کیا
علی رستم خان کے ہاتھی نے اضطراب شروع کیا حلیم خان نے بڑے اہتمام سے خان مذکور کو اپنے ہاتھی پر لیا
بمجرد اوسنے قتل کی حلیم خان کے گولی لگی دروازہ عدم کی راہ لی دوسری بارہ مین علی رستم خان بھی مجروح
ہوا امیرالامرا کی فوج پر شکست عاید ہوئی اکثر مقتول اور بعض مجروح مضطرب لشکرگاہ پہونچے عجب طرحکا
اضطراب لشکر مین لاحق ہوا اقراولان جاٹ کی لشکر کے گرداگرد شورش اونہائی امیرالامرا کو ایسا بدحواس کیا
کر اسکے دلین لشکر سے نکلجانے کی تمنا ہوئی میر علی اصغر بیگ وغیرہ رفقا نے پایداری کرکے توعید وتہدید
سے نہ ہونے دیا کہ کسی طرف حرکت کرے چونکہ خود جاٹ کو امیرالامرا کے قید کرنے یا مار ڈالنے سے کچھ
غرض نہ تھی دو تین روز شور او بھاکر معرفت فتح علیخان کے جو اوسکا ساتھ شناسائی رکھتا تھا پیغام مصالحہ دیا امیرالامرا
نے غنیمت جانکر اقبال کیا راجہ سورجمل نے اپنے لڑکے جواہر مل کو نیابتاً بھیجا بعد چند شرائط کے
صلح ہوئی اونمین سے ایک شرط یہ تھی کہ پیپل کا درخت نہ کاٹین متابعہ مذہب کی توہین نکرین لوفق

فرخ آباد وغیرہ محالات معہ لہ لاکھ روپیہ کے احمد خان وغیرہ اولاد بنگش کو مرحمت فرمائے اور دیگر محالات علی محمد خان کے لڑکون کو بطور مالگذاری کے سپرد کیے اور صوبہ اودہ کو عازم ہوا اور بنارس تک گیا اسی عرصہ مین پرتھی پت زمیندار پرتاب گڈہ جس نے افاغنہ کی مدد کی تھی وزیر کی ملازمت کو آیا کہ حسب الحکم علی بیگ خان بیگی کے ہاتھ سے مارا گیا ۔

نہضت کرنا امیر الامرا ذوالفقار جنگ کا صوبہ اجمیر کو اور اوسکی سرگذشت

صوبہ امیر اول وزیر الممالک کو عنایت ہوا تھا بنابر قرب دیوانہ اودہ کے ... آلہ آباد وزیر ... اور صوبہ اکبر آباد اور اجمیر امیر الامرا ذوالفقار جنگ کو عطا ہوا سنہ ۱۱۶۱ الہجری ... بخت سنگہ ... جو اپنی شمار مین کل راجاوں مین ممتاز او جرار و دانش مین سرمایہ نازش تھا ارادہ کیا کہ اپنے آبائی ملک ... جودہپور اور میرٹھ کو راجہ رام سنگہ ولد ابی سنگہ اپنے برادرزادہ سے حاصل کرے حاضر حضور ہوکر ذوالفقار جنگ کو اجمیر جانے کی ترغیب دیکر خود ناگور اپنے دارالملک کو راہی ہو گیا تھا ذوالفقار جنگ باامید اعانت راجہ مذکور کے آخر سنہ ۶۲ ہجری مین معہ چودہ پندرہ ہزار سوار اور سرداران نامدار باامید رستم علیخان برادرزادہ میر مشرف مشہور اور حکیم خان خویشگی معروف اور رفیع علی خان ولد ثابت خان حاکم مشہور کول جسنے آخر کو خطاب ثابت جنگی پایا اور محمد شجاع خان اور سید عبد العلیخان بہادر مورخ کا خالو اور میر علی اصغر کبری جسکا ذکر مہابت جنگ کی حال مین ہوا ہی اور مبارز خان وغیرہ کے عاشورہ محرم قصبہ پاٹودی مین بسر کرکے شروع سنہ ۱۱۶۳ھ کو کوچ کرکے موضع نیم رانی علاقہ راجہ سورجمل جاٹ مین پہونچا جہان کہ راجہ مذکور نے ایک گڈہی بنائی تھی اور وہان اوسکے چند ملازم بھی رہا کرتے تھے امیر الامرا کے مردمان فوج اوس گڈہی مین جا چڈہے اور راجہ کے لوگون کو نکال دیا امیر الامرا اسیقدر سے خوش ہوا شادیانہ بجاکر داخل خیام ہوا صبح کو بارادہ اجمیر روانگی نارنول تھی اور بار و بنہ بھی قصبہ مذکور کو روانہ ہو چکا تھا بر وقت سواری امیر الامرا کو خیال بندوبست اکبر آباد اور کاوش راجہ سورجمل جاٹ کا ہوا بس اجمیر کا ارادہ فسخ کیا اور آ ... سواری رستم علیخان کو جو دو ہزار سوار سے ہراول تھا اور رفیع علیخان جو سات سو سوار کا جماعہ دار تھا اور حکیم خان صاحب دو ہزار جرار اور مبارز خان صاحب میسرہ اور سید عبد العلیخان صاحب بہادر شجاع ... میر علی اصغر کبری چنداول کو طلب کرکے استعارہ شروع کیا ہر چند ہر ایک ...

... زمین بخت سنگہ سے جیسا وعدہ ہی وہ بھی ... ... شہ ... اسی ...

... وقت تک فوج بھی ... خرچ تم ... لیے پارہ ... جودہپور شاید ... زیادہ ...

رہا ... سے بنابر رنج سفر اور خرچ جنگ کے ستوہ ہوا چونکہ ...

نے راہ فرار لی سردار دیگر بھی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار جرار تھے
کومتی کے طرف سخت لڑائی ہوئی افاغنہ نے راہ فرار لی
کے ہاتھہ لگا محمود خان سنے جو مبرہا بہا مقرر
کے سنتے ہی بھاگ اوٹھا توپخانہ وغیرہ اسباب شیخ زادون کے ہاتھہ لگا محمود خان سنے جو مبر ہا بہا مقوبر
سے بجرد خبر ادہر کی عزمیت چاہی معزالدین خان بہادر نے پیغام دیا کہ آپ کے لوگ اپنی حماقت سے ان رجبہ
جواب بندہ واسطے ملاقات اور اظہار بعض مشورات کیواسطے آپکی پاس آتا ہے چندے توقف کیجئے
دخان وہان مقیم تہاکہ مفرورین نے اسکے دست ضرب کی خبر پہونچائی جب معزالدین خان نزدیک جا پہونچا
ودخان سنے ڈر کر راہ فرار لی معزالدین خان نے قوت پاکر اپنے حدود اودہ سے کل افاغنہ کو باہر نکالا اور
حکم دیا کہ جس جگہہ اس فرقہ کو پاوین بیدریغ تہ تیغ کرین +

دوبارہ چڑہنا وزیرالممالک صفدر جنگ کا اور فتح پانا احمد خان بنگش پر

ہنوز صفدر جنگ دار الخلافہ مین نہ پہونچا تہا کہ اسکے شکست کی خبر جا پہونچی امراے منافق اور بادشاہ احمق اور
اوسکی مان اور جاوید خان نواب بہادر اوسکے مال و متاع کی ضبطی مین فکر کرنے لگے مگر کچہ دہشت کہاکر انتظار
تحقیق کر رہے تہے جب سنا کہ زندہ نزدیک آپہونچا اوسکے پہونچنے کے منتظر ہوے تا آنکہ وارد ہوا اسکے بی بی
نے قبل اسکی پہونچنے کے لسرا اور اتباع کو حکم آراستگی فوج اور استقلال و ہوشیاری کا دیکر مستعد تہی جب صفدر جنگ
پہونچا اور امراے منافق کے حرکات سنے اور دیکہے نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو پیغام دیا کہ ہنوز
میرا مردہ زندون پر بار گران ہے اور مجہسے دغابازی دور ہے اوسنے عذر خواہی کرکے خوش کیا وزیر کو اپنے
دشمن کے فکر لگی تہی کار آزمودون سے استشارہ شروع کیا خالو سے بندہ سید عبد العلیخان بہادر کو جو اندنون میں
ترک رفاقت امیر الامرا ذو الفقار جنگ کرکے اجمیر سے شاہجہان آباد پہونچا تہا شورہ مین مخاطب کیا اوسنے
عرض کیا کہ اپنی فوج سابق مین بہی کم نتہی اور اب بہی جسقدر درکار ہو باقبال وزیر میسر ہوسکتی ہے الا سرداران
جنگ دیدہ آزمودہ کار رفیق کرنا چاہیے اوسنے کہا بتلائے کون ایسے لوگ ہین جواب دیا راجہ بخت سنگہ اور سرداران
مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکہتے ہین پس راجہ جوگل کشور وکیل مہابت جنگ اور راجہ لچہمی نراین اپنے وکیل کو
بہیجکر ملہار راو اور جیاپا والدہ جنگو کو جو دونو سردار عمدہ مرہٹہ کے تہے طلب کیا جب حاضر ہوے خرچ لائق انکا
واسطے مقرر کرکے رفیق بنایا راجہ سورجمل جاٹ خود اول ہی شریک تہا ظاہرا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ جاٹ
کا اور پچیس ۲۵ پینتیس ۳۵ ہزار یومیہ سرداران مرہٹہ کا قرار پایا ازسرنو جملہ سامان حرب مثل توپ اور بان اور
جزایر اور گولہ اور باروت وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال نتہی کہ ازسرنو آرایش کرتا اور دشمن
پر چڑہتا القصہ باہمہ شوکت و شان اوایل جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو دار الخلافہ سے برآمد ہوکر اکبر آباد

محمد اسحق خان بہادر اور میر بقا اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ امرا اور دیگر افواج بادشاہی اسکے ہمراہ مقرر ہوئے اور بوقت رخصت وزیر کو سپر اور شمشیر اور ہاتھیون کا بار عنایت ہوا اور نجم الدولہ کو شمشیر اور سپر اور میر بقا کو فتح پیچ عطا ہوا قریب دو منزل رہا تھا کہ راجہ کی وفات کی خبر ملی قصبہ مارہرہ مین توقف ہوا اور دیگر افواج کی جماز کو حکم ہوا اور اوسکو بھی جو کہ بعد معاودت بریلی اور ترک رفاقت غازی الدین خان فیروز جنگ کے اسکا رفیق ہوا تھا طلب کیا اور ایک مہینے تک قصبہ مارہرہ کی باغات مین مقیم رہا ستر ہزار سوار سے زیادہ اکٹھے ہوئے اور اسی ضمن مین عجب سانحہ ہوا جسکا بیان کیا جاتا ہے ✤

قصبہ مارہرہ کا لوٹ جانا اور نجیب شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

اٹھارہوین رمضان سنہ مذکور کو کسی ساربان نوکر مغل نے عنایت خان کے دروازہ کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اوسی قصبہ کا رہنے والا تھا عنایت خان نے باعتماد ملازمت اوسکی گوشمالی کی ساربان تنگ ہو کر اپنے آقا کے پاس فریاد کرنے گئے چونکہ وہ جماعہ داز مغلیہ تھا اوسنے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اوسکے سوار و پیادہ عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے دیگر جماعہ افاغنہ کو خیال ہوا کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹنے کا حکم ہوا تمام فوج مغلیہ تیار ہو کر وقت عصر قصبہ پر جا پڑے اور بطرفۃ العین مین خاک سیاہ کر دیا اور عنایت خان اور اوسکی لڑکی نوجوان نوزدہ[19] سالہ کو جان سے مار ڈالا وزیر نے بمجرد خبر نصر الدین حیدر خان کو تعنات کیا کہ جلد جا کر خبر لے اور تسیحیون کو مقرر کیا کہ غارتگرون کو مانع ہون جب تک یہ لوگ پہونچین وہان کام تمام ہو گیا تھا اکثر سادات اور شیخ اور کنبوہ کے ناموس قید ہوا آئے تھے نصر الدین حیدر خان نے تمام شب قید یان بیچارہ کو تمیز علیحدہ مین فراہم کیا اس سانحہ سے وزیر تمام شب ملول اور زار زار رویا کھانا نکھایا اور سانح مستورات مجبوس کو اوسنے کہ مردون پر پہونچا یا اور لڑکون کو جنہین مغلیہ نے گذیدون مین او بیچ دیا تھا نکلوا کر اونکے والدین سکے سپرد کیا اور سرفراز اوس قصبہ مین قیامت تھی وزیر نے کچھ روپیہ بھی وہان کے مظلومون کو بھیجا اوس روز سے لوگ کہتے تھے کہ وزیر کی فتح نہوگی بعد اطمینان کلی وزیر پیشتر کو قدم براہ ہوا ✤

ذکر جنگ وزیر احمد بنگش سے اور شکست پانا

جب دونو لشکر برابر ہوئے شب بست دوم[22] شوال سنہ مذکور کو وزیر نے والد ممدوح سے جو کہ نجم الدولہ محمد اسحق خان کے فوج کا مقدمۃ الجیش ملازم ہوا تھا اور پیشتر بریلی مین حرب افغان کر چکا تھا مشورہ لیا والد نے عرض کیا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ بنا کر شور او غارت مین اگر اوسوقت بطرفشانی پایداری

جابجا اپنے عمال مقرر کیے اور بلدہ قنوج جاگیر وزیر مین اپنا قیام تجویز کیا فرخ آباد یہان سے بیس
کوس ہے اکثر قائم خان کے بھائی جو دوسری ماں سے تھے الہ آباد مین مع چیلون محمد کے قید ہوے راجہ موصوف
نے ایسی زیادتیان کین کہ منجر بفساد ہوئین والدہ قائم خان نے احمد خان کو جو اوسکا علاتی بھائی اور
وزیر کا رفیق تھا یہ پیغام بھیجا کہ آبروے افغانی اور باپ کا نام برباد ہوا اگر کچھ عزت ہو تو مقصر نہو اسیطرح
اطراف وجوانب کے افاغنہ کو اشتعال طعن کے کلمات کہلا بھیجے وہ لوگ اس فکر مین ہوے کہ راجہ کی
انہدام بنیان ہستی کرین نول راے نے اس ماجرا سے وزیر کو اطلاع دی خود قنوج سے نکلکر لشکر آرا ہوا
اور گرد لشکر کے سنگر باندہا بمجرد ورود افواج وزیر جو کمک پر مقرر ہوئی تھی بتاریخ جمعہ دوازدہم شعبان کو وزیرالممالک
صفدرجنگ بہادر بادشاہ سے رخصت ہوکر متصل پرجمنا سے اوترکر داخل باغ ہوا اور دوسرے شنبہ بست وہفتم
ماہ مذکور کو نصیرالدین حیدر خان اپنے ہمزلف کو مع محمد علیخان رسالہ دار وغیرہ سرداران کو راجہ کے کمک پر
روانہ کیا دوسرے روز یکشنبہ بست ہشتم ماہ مذکور کو اسمعیل بیگ خان معروف چیلہ جو وزیر کا معتمد چیلہ تھا
مع راجہ دیبی دت فوجدار کول کے مرخص ہوکر راجہ کے مدد کو روانہ ہوکر جب کوس آگے چلا گیا اور احمد خان مع گروہ
افغان کے مقابل راجہ ممدوح جا پہونچا راجہ کے غفلت دینیکو برادرانہ پیغام دیتا رہا تا آنکہ دہم رمضان
کو قبل ورود فوج کمک کے ایکطرف سنگر کے جا پہونچا اور افاغنہ پیادہ لشکر کے پشت سے جہان توپخانہ نتھا
و نماز دیگر داخل سنگر ہوے نول راے نے فوج کو حکم دیا تھا کہ سوار نہون پیادہ یا حراست مورچال کرین افاغنہ
نے عقب سے آکر خیمہ راجہ پر ہجوم کیا اور راجہ کا کام تمام کیا عطاء المنان شوہر رابعہ بیگم دختر حاجی احمد برادر جناب مہابت
جنگ نے جسکا ذکر سوانحات مہابت جنگی مین ہوگیا ہے جرات دکھلائی راجہ کے مدد پر پہونچا مگر موت سے نہ بچا
خود بھی جان نثار ہوا اسیطرح اکثر شریف ونجیب رفقاء راجہ کے جو اکثر رہنے والے قصبات اودھ اور بلگرام وغیرہ
کے تھے راہی عدم ہوے اور تمام توپخانہ وغیرہ لوٹ گیا یہہ خبر وزیر نے سنکر تشویش کی اسی سال مین
ناصرجنگ خلف نظام الملک آصف جاہ حسب طلب احمد شاہ کے دریاے نربدا تک مع ستر ہزار سوار جرار کے
پہونچا تھا کہ اسی ضمن مین شقہ خاص متضمن ممانعت صادر ہوا اور اوسکا خواہرزادہ مظفر جنگ دکن مین مصدر فساد
ہوا تھا لہذا واپس اپنے مرکز دولت کو چلا گیا ✣

رخصت کرنا وزیر صفدرجنگ کا مع فوج بادشاہی اور افاغنہ سے شکست پانا مع دیگر سوانحات

وزیرالممالک بیشتر سے ازدحام افاغنہ موجب مفاسد عظیم جانتا تھا اسواسطے جبکی خبر مارے جانے راجہ نول راے کی
ہوئی مذکور روانہ ہوکر روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین دوبارہ حضور بادشاہی سے رخصت لی اور نجم الدولہ

صفدر جنگ وزیر بعارضہ ہیضہ فوت ہوا اور آخر ماہ رمضان مین علی امجد خان کو پالکی جہالردار عطا ہوئی اور
دوشنبہ چہاردہم ماہ مذکور کو بعد نماز صبح جبکہ تسبیح خاک شفا کی ہاتھہ مین دعا اور وظائف مین مصروف تھا لک
جان بحق ہوا اور اس سال مین احمد شاہ ابدالی آیا اور لاہور تک آکر معاملہ ہوگیا پوشیدہ نرہے کہ جب
معین الملک ولد وزیر الممالک قمر الدین خان حسین حمایت محمد شاہ سے لاہور اور ملتان کا صوبہ دار ہوا بہکاری خان مخاطب
رستم جنگ بہادر ولد روشن الدولہ کو اپنا مدار المہام بنایا چونکہ ہنوز بخوبی تمکن لاہور مین نرکہتا تھا اور نیز
سامان حرب بھی نتہا ناگہان شاہ ابدالی لاہور پر لشکر لایا اور معین الملک جنگ آور ہوا چونکہ دونو چندان
استعداد نرکہتے تھے معین الملک نے بمقتضاے وقت صلاح کی تحریک کی ابدالی نے بھی غنیمت جانا بدستور
نادر شاہ کے زر چار محال تنخواہ کابل یعنے سیالکوٹ اور اورنگ آباد اور گجرات اور پسرور کا پیشکش معین الملک
سے مقرر کرا کر عطف عنان ہوا ✤

نہضت کرنا صفدر جنگ وزیر کا بارادہ انتزاع ملک قائم خان

وزیر الممالک نے قائم خان کی قتل کی خبر پاکر ارادہ کیا کہ اونکے خاندان کے ملک و مال کو قبضہ مین لائے
لہذا احمد شاہ بادشاہ کو ہمراہ لیکر روز پنجشنبہ سلخ ذی الحجہ سنہ مذکور داخل پیشخیمہ ہو چند روز مین کول ہوجا
صفدر جنگ نے بادشاہ کو قصبہ کول مین ٹھہرا کر خود دریا گنج مین جو فرخ آباد سے تیس کوس پرہے گیا قائم تھا تا
کے والدہ محمد جان غضنفر جنگ کی بی بی نے بغیر الطاعت چارہ ندیکہا وزیر کی ملازمت کو آئی اور ساٹھہ لاکھ
روپیہ نقد وجنس پر معاملہ فیصل ہوا اور اسد اللہ خان سے بھی فیلخانہ اور توپخانہ وغیرہ ملکیت قائم خان کا
مال جو لوٹ لیگیا تھا تقاضا جاری ہوا اور کسیقدر اوسپر بھی عائد ہوا ✤

وقایع سنہ ۱۱۶۳ ہجری

بعد فیصلہ احمد شاہ دہلی آیا اور روز سہ شنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو داخل دولتخانہ ہوا اور روز دوشنبہ دوازدہم
ربیع الثانی کو نوروز ہوا وزیر بنابر تحصیل زر موعود کے وہین پر مقیم رہا تھا ملک مقبوضہ افاغنہ اپنے قبضہ مین لایا
مگر شہر فرخ آباد معہ بارہ موضع کے جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کی التمغائی تھے قائم خان کی والدہ کے نام
بحال رکہے بعدہ راجہ نول رائے کو اپنا نائب اوس صوبہ پر مقرر کرکے خود حضور مین آیا ✤

مجمل احوال نول رائے

راجہ نول رائے قوم کایستھ سکسینہ سری باستہ کہرہ اول مین ادنے درجہ کا ملازم وزیر کا تھا اپنے
نیکو خدمتی سے نائب مقتدر صوبہ ہوا وزیر کے سازہر رفقا سے انکا مرتبہ افزون ہوا راجہ نول رائے

خبر ملی ہر طرف سے اکٹھے ہو کر کسی مقام پر مراداباد کے متصل مقیم ہوے مخالفین روز غربت سے ورود تک خائف و ترسے
خواہان مصالح سے تھے خط کتابت کی آمد رفت ہوئی تھی کہ جسطرح سے ملوگ باہم تقسیم کر کے راضی و خوشنود
ہین آپ بھی ضبط تجویز کر کے قانع ہون مگر مراداباد کی منازعت عبث ہے لیکن یہ عالی ہمت راضی نہوا ناچار مخالف
بھی آمادہ پیکار ہوے قطب الدین محمد خان بہادر نے بمجرد مقابلہ باوجود قلت ہمراہی کے پیادہ پا ہو کر بذریعہ
بندوق دہوان اوڑانا شروع کیا دو تین کوس افاغنہ کو بھگایا اس زد و کشت مین کشتی کی پشتی ہوی لیکن مخالفین
نے اپنی کثرت اور اودہر کی قلت پر خیال کر کے پایداری کی جہان قابو پایا تیر و تفنگ و بان و بندوق سے رفقای
خان رستم شان کو راہی عدم کرتے تھے تاآنکہ اس جوانمرد کے ہمراہ بیس تیس آدمی مجروح رہ گئے اور خانصاحب
بھی زخمی سے ہکے کہ چہاتی پر گولی لگی اور طائر روح قفص عنصری سے پرواز کر گیا جملہ رفقا سے قریب ایکسو نفر کے
لاش کے گرد خون مین تر جان بجان آفرین تسلیم ہوئے اور دس بارہ آدمی مجروح نے بعد مدا واصحت پائی

لڑانا صفدر جنگ کا قائم خان قائم جنگ بنگش کو علی محمد خان روہیلہ کی اولاد سے

وزیر الممالک صفدر جنگ افاغنہ کا ہجوم جو اوسکے صوبہ کے جوار مین تہا نہین پسند کرتا تہا اور آخر عہد محمد شاہ
مین جیسا کہ تحریر ہوا چہیہ استیصال ہوا مگر قمر الدین خان وزیر کے نفاق سے حصول مدعا نہوا تہا اب کہ خود وزیر
ہوا اور علی محمد خان بھی مرا قائم خان قائم جنگ بنگش کو اشارہ کیا کہ علی محمد خان کی اولاد سے ملک روہیلہ چہین لی
اس نظر سے کہ جدہر شکست ہوگا بہتری ہوگی قائم خان کو علی محمد خان کی اولاد کے ملک و مال کا لالچ ہوا پس خاکر
اونکو قلعہ بداون مین محصور کیا اور حس و حرکت تک اونکی معطل کر دی سعد اللہ خان پسر کلان روہیلہ متوفی نے جو حافظ
رحمت روہیلہ کا داماد تہا اور بجای پدر تخت آرای حکومت تہا معہ کل اتباع و رفقا کے حد سے زیادہ عجز و زاری کی
جب کچہ سود مند نہوا ناچار مرنے پر تیار ہو کر دہم ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو میدان مین آیا اور ایک فوج
دریاے خشک کی کہوہون مین پوشیدہ کی اور باقی فوج سے قائم خان کو روبرو گیا جب لڑائی ہونے لگی
ناچاری اور عیاری سے پیٹہ دکہلائی اور لڑتے ہوی آہستہ آہستہ مخالفین کو کمین گاہ کی طرف لایا قائم خان نے
معہ سرداران سپاہی خوشی مین ہنگر ہرچند پیچہا کیے ہوے بے آگاہ بیمحابا سوچ چلا آتا تہا وہان پہونچا جہان کی سردار روہیلہ
بان اور تفنگ کے گہات مین تہے بمجرد اسکے پہونچنے کے کمینگاہ سے نکل قائم خان کو زیر شلک بندوق کیا
اول شلک مین قائم خان معہ سرداران ہمراہی کے عدم کو چلدیا اور بہت سے ہمراہی وفا شعار نے اس راہ
مین بھی ساتہہ کیا فتح و ظفر نصیب سعد اللہ خان ہوئی +

سانحہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری

روز جمعہ دوسری ربیع الثانی کو نوروز ہوا اور شب چہارشنبہ بست نہم ذی الحجہ کو مرزا محسن برادر کلان

فطانت وہوشیاری سے خالی تھا تم برخلاف بادشاہون کے رکھتا تھا اور امرای متمرد کے ہاتھ مین پڑگیا چونکہ جرات کم تھی مغلوب نوکران تھا اور فرخ سیر کی ضایع کی ہوئی سلطنت کو اصلاح نکرسکا چونکہ جوان عیاش تھا اکثر اوقات لہو و لعب مین رہتا تھا سلطنت اور زیادہ سست ہو گئی تھی بعد سلطنت نادرشاہ اور اوسکی اعانت کے زیادہ تر عیش کیطرف مائل ہوا جب جوانی کی وہ آگ بجھی شکستہ خاطری نے گھیر لیا آخر عمر مین فقرا کی ہم نشینی بجای سمنان معقول خوب سمجھنے لگا اسکے عہد مین خلق نے ایذا آسایش مین تھی یہہ بادشاہ گویا خاتم السلاطین بابریہ ہے کیونکہ بعد اسکے فقط نام کی بادشاہی رہگئی۔

آصف جاہ نظام الملک بن غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ

اسکا نام قمر الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد مین ہے اسکا نانا سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا اور باپ اوسکا عابد خان مشائخ سمرقند مین سے ہے عابد خان شاہجہان کے عہد مین ہند مین آکر شاہزادہ اورنگ زیب کا ملازم ہوا اور بعد شمر دلی اورنگ زیب تدریج منصب پنجہزاری پر پہونچا اور دو بار صدارت پر کامیاب ہوا ۱۰۹۷ ربیع الثانی ۱۰۹۷ ہجری کو محاصرہ گولکنڈہ مین بزخم گولہ توپ جان بحق تسلیم ہوا اوسکا لڑکا شہاب الدین نام بتدریج منصب ہفت ہزاری پر پہونچا غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اغلب اوقات بادشاہ عالمگیر کا سپہ سالار رہی تا اور بیجاپور کی فتح مین القاب اور خطاب پر فرزند ارجمند کے الفاظ اضافہ ہوئے اور بہادر شاہی مین صوبہ دار گجرات ہو کر سنہ ۱۱۲۲ مین فوت ہوا اور آصف جاہ اورنگ زیب کے عہد مین چین قلیچ خان بہادر کا خطاب پنجہزاری منصب رکھتا تھا اور آخر عہد شاہ مذکور مین صوبہ دار بیجاپور ہوا اور بہادر شاہی مین خطاب خاندورانی اور صوبہ داری اودہ عطا ہوئی اور بعد چندے بنا بر اقتدار آصف الدولہ اسد خان بہادر اور ذوالفقار خان امیر الامرا سپہ سالار کے ترک منصب کرکے لباس فقر پہنا اور جہاندار شاہ معز الدین کے زمانہ مین پھر اصل منصب و خطاب زمانہ ماضی پر سرفراز ہوا اور اول سال جلوس فرخ سیری مین خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ و منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری دکن کی پائی چونکہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے ایالت کل دکن کی حاصل کی اور نظام الملک شاہجہان آباد سے مراد آباد کی فوجداری پر گیا اور اسی سلطنت مین رفیع الدرجات قطب الملک کی مہربانی سے صوبہ دار مالوہ ہوا اور ابتدای محمد شاہی مین آکر صوبہ دکن پر تسلط پایا اور آخر کار کل صوبجات دکن پر قابض ہوا اور بعد مرنے محمد امین خان کے وزارت کو پہونچا آخر کو امراے حضور کی ناسازی اور فوج بادشاہی کے اعراض سے وزارت چھوڑکر صوبہ داری دکن پر قانع ہوا اور بعد صمصام الدولہ کے امیر الامرائی پائی اور بسبب بغاوت اپنے بیٹے ناصر جنگ کے امیر الامرائی کی نیابت خان فیروز جنگ کو دیکر دکن گیا اور تینتیس برس کے قریب چہ صوبہ دکن کی حکمرانی کرتا رہا اگرچہ اسکو حرص دنیوی بہت تھی مگر صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بھی اکثر تھے ہمیشہ فقرا اور علما اور مشایخ اور ارباب

بمقام برہانپور سے کوچ ہوی کہ اوسکی لاش دولت آباد کے قریب شاہ برہان الدین صاحب کے مرقد میں دفن ہوی تھی
اوسوقت صفدر جنگ نے اپنے اذان حاملیت کو خلعت وزارت سے زیب دیا اور خطاب عمدۃ الملک مدار المہام وزیر الممالک
برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار کا عطا ہوا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر احوال
عمدۃ الملک اور اعتماد الدولہ اور محمد شاہ اور آصف جاہ کا جو کہ قریب باہمی سے رہرو عدم ہوئے لکھا جاوے بعد ازان
سوانح ایام احمد شاہ اور وزارت صفدر جنگ کے تحریر ہونگے انشاء اللہ التوفیق بالاعتصام

عمدۃ الملک امیر خان بہادر ابن عمدۃ الملک امیر خان بہادر صوبہ دار کابل کا ذکر

آبائی اصل اسکی سادات حسینی نعمۃ اللہی سے ہی بعد ازان سلسلہ کبیر میر انشان سے بسبب کسی اپنے بزرگ کے منسوب ہوا
میر میرانشان کہ ایسے مشہور ہوئے کہ حاجت تحریر نہیں جہانگیر بن اکبر کے عہد میں اسکا دادا جسکا لقب میر میرانشان
تھا بسبب کسی مہم کے یا بطور سیر ہو بلا رضامندی شاہ عباس فرمان رواے ایران کے ہندوستان آیا اور جہانگیر کے
حضور میں صاحب لقب مع الالتفات و ولدکون کی مصاحبت میں باکرام تھا تا آنکہ جہانگیر بادشاہ نے خانعالم کو بطور سفارت
شاہ عباس کے پاس بھیجا اور اوسکے فرزندون کی استدعا کی الغرض اوسکے لڑکے ہند میں رہے اور اسکا جد خلیل اللہ خان
خطاب پاکر عالی کو پہونچا الغرض جہانگیر کے عہد سے آجتک اس خاندان میں دولت و امارت چلی آتی ہے اوسکا چچا
روح اللہ خان محمد اورنگزیب کا بخشی بھی قریب تھا اور اسکا باپ عمدۃ الملک میر خان صوبہ دار کابل اور اسکے اعتماد سے
عالمگیر صدمات ایرانی سے محفوظ رہا اور یہ بھی اپنے عہد میں بے نظیر تھا شجاعت و سخاوت و فہم و فراست داد دہش
نقالی میں بے مثل تھا علمای عظام اور مشایخ اور سپاہی اور گویّے اور شاعر جنہوں نے اکثر تبہ ہی صحبت حاصل کی
تھی خوبیاں یاد کرکر زار زار روتے شعر ہندی و فارسی خوب کہتا تھا بذلہ سنجی و نکتہ گوئی میں اپنا مثل نرکھتا تھا
سخن بیانی میں جگر بریان کرتا تھا

وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر نصرت جنگ

اسکا باپ محمد امین خان اعتماد الدولہ پوتا خواجہ عابد کا اورنگزیب کے عہد میں توران سے وارد ہند ہوا آہستہ آہستہ منصب
چہارہزاری پر پہونچا فرخ سیر کے زمانے میں قطب الملک کی رعایت سے ہفت ہزاری ہوا اور بعد قریب دو برس کے امیر الامرا
ابتدائے محمد شاہ میں وزیر ہوا اور بعد چند روز کے اسپر عالم بالا ولگیر ہوا اور قمر الدین خان عین حیات پدر میں بخشی سوم اور ناظم
سلطانی تھا اور بعد استعفای آصفجاہ کے وزارت پر پہونچا اگرچہ بغفلت شعار اور ہمیشہ مست شراب رہتا تھا لیکن نہایت
کم آزار رعایا شناس اور بادشاہ کی شکر گذار تھی دلیاقت خدمت کی بھی میدان تھی ایک مہینہ پیشتر از قتل محمد شاہ کے
جنگ ابدالی میں فوت ہوا

محمد شاہ بادشاہ بن جہان شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگزیب عالمگیر

اختیار کی کیونکہ خان مذکور کے زخم سے چور ہوا تھا اور والد کے ہمراہیون نے بھی پیٹھ دکھائی تا آنکہ والد کی
فتح ہوئی اور افاغنہ سب اپنے سوراخون مین جا چھپے چند روز بعد پھر شورش کی تھی مگر تنبیہ بلیغ کی گوشمال ہوا انہین دنون
فقیر مورخ کو شوق قدمبوسی والد ہوا آخر محرم کو کوچ کرکے بریلی پہونچکر شرف اندوز قدمبوسی ہوا انہین دنون شاہزادہ
احمد شاہ نے احمد ابدالی پر فتح پائی تھی جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور علی محمد خان روہیلہ کو ہند سے فرصت پاکر معہ چالیس
ہزار افغان اور روہیلہ کے سہارنپور بریہ اور کہیڑہ ہوتے ہوئے مراد آباد اور بریلی کو عازم ہوا اور مراد آباد وغیرہ
مین اپنے فوجدار مقرر کرکے عبور گنگا کیا فوج ملازم والد سے بہ اکثر افاغنہ اور علی محمد خان کی قرابت سے اوسکے قرب
وصول کی خبر سنکر معاً وہ کچھ اور ہوا والد کے مکانات واقع قلعہ بریلی بہانہ تنخواہ سے محصور کر لئے قطب الدین محمد خان
دو تین سو نفر سے رفیق رہا صاحب علی محمد خان بریلی سے دس کوس پر آ پہونچا قطب الدین محمد خان نے والد سے کہا
تاب جنگ علی محمد خان بھی نہین بس صلاح یہ ہے کہ بندہ اوسکی ملاقات کو جاتا ہے اگر آپکی ساتھ نہین لیجا
کر رہائی کرتا ہون خدانخواستہ اگر عناد پر آمادہ ہے اوسی جگہ اوسکو عدم بھیجتا ہون اور خود بھی نثار ہوتا ہون
یہ لکھ چند لوگ والد کے حراست پر چھوڑ کر روانہ ہوا جب خیمہ پر پہونچا ہمراہیون کو در خیمہ پر چھوڑ دو تین کو ساتھ
لیکر روانہ ہوا جب خان مذکور اندر داخل ہوا اوسکے دو تین رفقا نے بھی اندر جانا چاہا چوبدارون نے مزاحمت کی
قطب محمد خان نے لوگون کی دلیری کی مگر چوبدارون کی ذلالت ناگوار ہو کر برا کہنے لگے اوسنے ایک دھول لگائی غوغا برپا ہوا
علی محمد خان اس شور سے باہر ہو کر سر برہنہ دوڑا اور خان عالیشان کو بہزاران معذرت ہمراہ لیگیا مسند پر بٹھایا
خود متواضع گوشہ مین بیٹھا بعد تواضع مدارات کے خان مذکور نے کہا کہ آپکو معلوم ہوگا بندہ سید ہدایت علی خان کو رسالہ جنگ
کا رفیق ہوا ہے یا انکی سپاہ آپکی آمد آمد سنکر درپے سرکشی ہین الغرض آپکو بھی نفاق منظور ہو مجھی حقیقت کہیئے اور تشریف لائیے باہم کی
لڑائی بخت آزمائی ہو جاوے ورنہ درصورت صفائی لیا اسی خیر کیجئی سنکر اونکی تدبیر پر عزیز پائی روہیلہ مذکور نے سوگند سخت یاد کی کہ ہمسی کیا اشارہ
نہین کیا آپ مطمئن ہو جئی اور عملہ کو تاکید کرکے سامان سفر مہیا کیا قطب الدین خان اور چوبدار واپس ہوا اثنائی [illegible] اقرار لیا کہ خان موصوف
والد کی دار الخلافت پہونچا دے کیونکہ اوسکو خوف تھا کہ وہان جا کر میرا تدارک نکرا دین الغرض خان مذکور کی قلعہ سے نکلا [illegible] محلہ [illegible] آباد مین جا رہے کے
جا پہونچا اور چند روز تنخواہ کی حصیص مین [illegible] شاہجہان آباد پہونچا اثنا راہ مین فیروزآباد بخشش سے گذرتے بادشاہ محمد شاہ کی [illegible] اونکی خبر [illegible] الملک
وغیرہ کی سنی جب شاہجہان آباد پہونچی والد غازی الدین خان بن فیروز جنگ نے بوجہ انتظام افواج بریلی مین کم پائی الغرض [illegible] صفدر جنگ کو [illegible]
جانشین ہوا

صفدر جنگ کو وزارت ملنا

احمد شاہ کی بعد جلوس ودخول قلعہ کی تجویز وزارت سے صفدر جنگ کو کی لیکن آصف جاہ کا انتظار لگا ہوا تھا تا آنکہ
بادشاہ نے دکھن کو خطوط بھیجے اور صفدر جنگ نے نظام جنگ نے سیرہی کو بھیجا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو
تعمیل کرو مگر پھر بھی تاحیات آصفجاہ سکے ہمت نہ بندھی تا آنکہ اوسکی رحلت کی خبر واقعہ ۴ جمادی الاخر سنہ ۱۱۶۱ کو

اور افواج توران کو بعد مغلوبی کے مورد الطاف فرمایا اور اکثرون کو انمین سے اپنے لشکر کا سالار کیا بلکہ افاغنہ کو نسبت قزلباش کے
کی زیادہ اقتدار کیا اونمین آزاد خان بھی تھا تیس ہزار سوار کا مالک جسنے دم اقتدار مارا اور آخرکار کریم خان زند کی آب تیغ سے
اوسکا شعلۂ اقبال ٹھنڈا ہوا اسکو اپنا نوکر کیا احمد ابدالی بھی اونمین سے ہے لیکن محمد تقی خان تختہ کی اعانت سے
انقلاب قبل نادرشاہ مین جو کا بخش خزانہ طہماسپ چلا گیا ہوا اوسکے لشکر کو جاتا تھا متصرف ہوا اور کچھ اپنے پاس سے
بہم پہونچا کر صاحب سکہ و خطبہ ہوا اور اوسکا آنا ہند مین سات مرتبہ ہوا انشاء اللہ تبدیع و ربیع صمیمہ تاریخ ہوگا اول
مرتبہ کابل باوری مین آخر ۱۱۵۰ھ مین آیا اور ۱۱۸۱ ہجری کے آخر مین معاودت کی ہے

ذکر واقعہ احمد شاہ ابدالی بنا بر تسخیر ہند اور سرہند تک آنا اور لوٹ جانا

احمد ابدالی منظور نظر نادر ہو کر اوقات آبرو سے بسر کرتا تھا سال ۱۱۲۰ ہجری مین بادشاہ سے مرخص ہو کر اپنے گھر آیا اور جب دو نوبت
معاودت امام الانس والجن سلطان ابو الحسن علی بن موسی کی زیارت کر کے وہان سے چلا ہوا مزار پر ایک درویش جابر تام کو
دیکھا کہ خیمہ مختصر مثل طفلان استادہ کیے ہوے ہے اسنے جا کر استفسار کیا کہ یہ خیمہ اور بازی طفلانہ سے کیا غرض ہے اوسنے
احمد ابدالی سے کہا اس خیمہ کو بر وقت مرنے نادرشاہ کے گر لیگا اور تو اوسوقت بادشاہ ہوگا احمد نے کسی امیر خیمہ
کو وہان پر چھوڑا کہ تاریخ تحریر کیے اور اوسکی حفاظت رکھے اور خود حضور نادرشاہ مین گیا جب نادر مارا گیا احمد لشکر سے بھاگ کر
مشہد مقدس مین آیا اور وہان خیمہ کے افتادہ کے بر وقت عشا خبر اوسی تاریخ کو پائی اب سلطنت کا انتظار ہوا اپنے فوج
فراہم کیا اور محمد تقی خان شیرازی کو خواجہ کے نام سے مشہور تھا باہم متفق کیا تختہ کے لقب کا یہ سبب ہے کہ نادرشاہ نے دو
ایک مرتبہ غضب ہو کر اوسکو تختہ کر دیا تھا مگر ساعت معہود پر پیشتر سلطنت سر پر رکھا اور زر تحصیل صوبہ کابل کو جو کہ ناصر خان
اپنے ہمراہ بادشاہ کے پاس او میر محمد متعاقب تھا حضور مظفر خان تیمی سرکار کا بالقصد کر جاتا تھا جبراً اپنے قبضہ مین لایا اور شاہ جہاں کہ ... لیا
شاہ جہان اوسکا لقب خود رکھا اور مشہور کابلی کا نوبت وہ بھی تغیر تھا خلاصہ یہ ہے احمد ابدالی نے بعد انتزاع ناصر خان
کو صوبہ دار کابل بنایا خلعت دئے مین شرط کہ کابل پہونچکر تا پنج لاکھ روپیہ جلد پانچ سوار درانی ہمراہ کر دی ناصر خان
کابل پہونچکر وہان کی افاغنہ سے ظاہر کیا اونہون نے ادای مبلغ مذکور تا پنج مقدرت بیان کیا اوسنے کہا اگر روپیہ نہین
ادا ہوتا کیا تدارک کرو گے اونھون نے کہا اللہ اتی اسنے جواب دیا کہ میری دلجمعی نہین اونھون نے سوگند و پیمان کے
ناصر خان نے سواران ہمراہی کو نکال دیا ابدالی اس خبر سے آمادہ تدارک ہو کر ہوا تھا افاغنہ کابل نے اوسوقت بد عہدی کھلا
عہد و سوگند کے مالوہ لے تے ناچار ناصر خان کابل سے پیشاور آیا اسکے چلے آنے پر افاغنہ ابدالی سے جا ملے تسخیر
پیشاور کی دلالت کی احمد شاہ پیشاور آیا ناصر خان معہ ناموس متحصن ہوا اور اوسکے زمانی مین شاہنواز خان ولد زکریا خان
نے برادر یحیی خان کو لاہور سے نکالکر صوبہ لاہور و ملتان مین مستقل تھا اور یہ بنگ خان شیطان خصلت شاہنواز خان
کے بیخ کنی مین مستعد ہو کر بولا کہ تم فقط وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر کے بھانجے ہو اور یحیی خان بھانجا اور داماد

بحسب اتفاق ایک روز وزیر حالت نشہ مین بام خانہ سے گرا اور استخوان ہندران اپنی ٹوٹ گیا بعد دو مہینے بات آٹھ مہینے تک صاحب فراش رہا اور صحت کے بعد بھی قوت آمد و رفت دربار اور قیام جشن سے نہ پائی اور اپنے لڑکو مین تمیز نہ پائی لاچار عمدۃ الملک کو نائب و مختار کیا ایسا ہی لگا جاہے جانا خفیف سا ہم کر واپس چلا آتا صفدر جنگ تو دوست ہی تھا اب عمدۃ الملک کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا پیشتر ہی سے بادشاہ کی صاحبت مین بہ لہ تی کرتا تھا اب ور بھی بے تکلفی ہوئے ہر امر مین مبالغہ کرتا خصوص اپنی ملتمسات کی پذیرائی مین نہایت کد و جد کرتا تھا اور نجم الدولہ محمد اسحق خان بہادر اور اسکے بھائی باوجودیکہ مشمول الطف شاہی تھے مگر بمقتضای اہل امر کے کہ انکا باپ اسکا آزردہ تھا کچھ خیال مین نہ لاتے تھے محمد شاہ نے واسطی افزایش اقتدار اسحق خان کے بہن کی وصلت شجاع الدولہ حفیظ الدین حیدر خان بہادر جنگ ولد صفدر جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی اور عمدۃ الملک کو اپنی جانب سے سرانجام شادی ختر کو مقرر کیا صفدر جنگ نے یہ شادی بڑے تزک احتشام سے کی تمام اسباب مین نوگھڑی ایک ہزار چاندی کے تھے جو سانچے مین بھیجے تخمیناً ہر ایک کثرہ سو روپیہ سے کم کا نتھا عمدۃ الملک ایک مرتبہ بادشاہ سے مرخص ہو کر سلاطین مقید سلیم گڈہ کی ملاقات کو گیا لوگون کو مظنہ بد اسکے جانب سے دل مین آیا خصوص بدخواہان عمدۃ الملک نے اسی تقریب سے بادشاہ کو منحرف کر دیا تا آنکہ بادشاہ کے دلمین عمدۃ الملک کی بدخواہی کا نقش جاگزین ہوا اور درپے اوسکے دفعیہ کے ہوا تا آنکہ عمدۃ الملک نے کسی مقدمہ کی تقریر مین بحضور بادشاہ طول دیا بادشاہ ملول ہوا فرمایا اب دوسرے روز رکھو اسنے کہا قدرے سن لیجے بادشاہ نے دوبارہ تھوڑی دیر کے بعد وہی کلمہ کہا اوسنے وہی جواب دیا خواجہ سرانے لوگ اکثر تنگ ہو ملیح خلق ہو تی ہین روز افزون خان ناظر نے جو باپ ادی کے عہد سے ملازم پیر اور اکثر ابواب جرم سرای سلطانی اوسکے تفویض تھے زیر لب بڑبڑانا شروع کیا عمدۃ الملک نے سنا کہ کہتا ہے آج سے راندو کا قصہ تمام کیجیے یہ سنتے ہی آشفتہ ہوا انکی کیا مجال کہ امرا کی گفتگو مین دخیل ہوا اوسنے جواب دیا کہ اگر غلام ہون تو بادشاہ کا ہون اور ان کا نہین ہون عمدۃ الملک نے بادشاہ سے کہا کہ اگر یہ ناظر رہے تو بندہ دربار نہ آویگا ورنہ میرے تعہد مین عہدہ نظارت فرمائی بادشاہ نی دلجوئی کی فرمایا تمہاری خاطر عزیز ہے انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا یہ سنکر مرخص ہوا اور آگاہ خان خواجہ سرا نے اپنے داروغہ دیوان خانہ کو نیابت پر تجویز کر کے امیدوار کیا بادشاہ کو فکر ہوئی ناظر روز افزون نے کہا کہ ایک تو یہ مین دق رکھتا تھا اگر وہ ناظر ہوا تو جان بچانا محال ہوگی اوسنے کہا کہ اگر مرضی ہو اسکا تدارک مشکل نہین بادشاہ نے اجازت دی روز افزون خان قاتل کی تلاش ہوئی اور اپنے متبنی سے کہا اوسنے اپنے بھائی جواہر نامی کو جو پیشتر عمدۃ الملک کا ملازم تھا اور آزردہ ہو کر مستعفی ہوا تھا ڈھونڈھ نکالا اور یہ شخص پیشتر بھی نظر افتادہ اوسکے قتل کو بھائی سے کہا کرتا تھا اب مبالغہ تمام آمادہ ہوا اوسنے کہا کہ جب عمدۃ الملک داخل دروازہ قلعہ خاص ہو اوسکا کام تمام کرو تا آنکہ روز جمعہ ۲۳ ذی الحجہ کو اول صبح عمدۃ الملک خاص اسی کام کو آگاہ خان کو ہمراہ لے خلعت دلوانے کو برخلاف ضابطہ حاضر آیا روز افزون خان سب سے قاتل کو

دو لیے کو قصہ شیخ و شاب باید گفتن + کہ شمع کو زبان و آب باید بستن + انسان تا مرگ گفتگو لا بہت افسانہ برای خواب باید گفتن
نوروز دوم جمادی الآخر روز دوشنبہ کو خبر ملی کہ ۱۶ ماہ مذکور کو روز دوشنبہ زکریا خان ناظم لاہور فوت ہوا وزیر نے جو اوسکا
سالا تھا یہ خبر چھپائی اور اوسکے خلعت کلان متریحی خان کو حیلہ ملاقات پدر سے اوسی روز بادشاہ سے رخصت کرا دیا بستم
ماہ مذکور کو روانہ ہو کر بعد ورود لاہور کے بجای پدر متمکن ہوا بائیسوین کو وزیر نے ماتم کیا بعد تعزیت ۲۴ تاریخ روز
دوشنبہ کے حضور مین آیا اور روز دوشنبہ بستم شعبان کو خلعت صوبہ داری لاہور کی وزیر الملک اعتماد الدولہ کو ملی اسنے نیابت پر زکریا خان
کے لڑکون کو سوانہ کیا آخر کار دونون بھائیون مین خصومت ہوئی شاہ نواز خان نے بڑے بھائی یحییٰ خان کو قید کر لیا بعد
چندے یحییٰ خان اپنی بیبی کے حیلہ سے زنان طعام مین چھپ کر نکل گیا اور یارون کی اعانت سے قاضی کے گھوڑے پر
بھاگا بھاگ دار الخلافہ مین آیا اور شرم نالایقی سے فقیر ہو گیا وہ شہر کی نہر کے کنارے کوٹ بنا کے اور اوسکا نام محمد گنج
رکھا چونکہ وزیر کا داماد اور صاحب و مال تھا چند روز نے بھی بہت کچھ کھلائی اور شاہ نواز خان دو نو صوبہ پر حکمران رہا
آخر روز دوشنبہ شانزدہم شعبان کو اسد اللہ خان برادر کلان عمدۃ الملک اکبر آباد مین جان بحق ہوا اور بوقت نصف شب
پنجشنبہ پنجم شوال کو خانہ شاہزادہ مرزا احمد بن محمد شاہ کے گھر مین لڑکا تولد ہوا۔

ذکر سوانح ۱۱۵۹ ہجری مطابق ۲۹ جلوس محمد شاہی

دوشنبہ کے روز ۲۰ صفر ۱۱۵۹ ہجری کو نوروز ہوا اور ربیع الثانی مین غلام محی الدین خان جو زکریا خان کے جنبلی
مال کو گیا تھا اور اوسکے لڑکون سے لے آیا تھا حضور مین لا کر لعطای پالکی جھالردار اور اضافہ منصب ہزاری سے سرفراز
ہوا روز جمعہ ۱۳ جمادی الاول کو مہر وز خان خواجہ سرائے محلی بادشاہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اپنے چیلے لینے متبنیٰ کے گھر آیا
وہ لینے پیر کے وصال کو اپنی بی بی سے پرہیز تھا اور بی بی نیک بخت بہ سر انکار تھی تب بڑی کشاکشی ہوئی نیک بخت کے
باپ نے غیرت کھائی حفظ ناموس پر آیا دونون پر ہاتھ صاف کیے جمدھر کی ضرب سے اجل حاضر ہوئی اور اوسکے یگان
ہمراہی کو مجروح کیا اور خود اوسکے ملازمین کے ہاتھ سے دار آخرت کا راستہ لیا مہر وز خان مجروح پالکی پر اپنے فرودگاہ
کو چلا اسی مکان محل مین دنیا کی گدی چھوڑی خواجہ قطب الدین کی مزار کی جوار مین دفن ہوا اور ماہ جمادی الاول مین شب
جمعہ کو حافظ وجیہ خان خواجہ سرائے دار و غہ باورچیخانہ بادشاہی آخر شب نماز پڑھتا تھا غشی ہو آئی دنیا سے چل بسا
اور اوسکی جگہ اولاد مرحوم مقرر ہوئی ۲۲ ماہ مذکور کو بادشاہ باغ تالکٹورہ کی سیر کو تشریف فرما ہوئے مرزا محمد اسحاق
نجم الدولہ کو خدمت چوکی خاص کی بجای خواجہ مہر وز خان کی ملی بروز یکشنبہ ۲ کو بادشاہ حضرت خواجہ قطب الدین کے سیر کو گیا
بالا خانہ پایا اور روز یکشنبہ تاریخ نہم بادشاہ داخل قلعہ مبارک ہوا۔

ذکر انتقال عمدۃ الملک کا جدہر سے زخم کھا کر باشارہ شاہی

عمدۃ الملک سرداری کے امور مین جملہ اشارات از اقران سے بہ وجہ علا فراوان کرتا تھا کسیکو اپنے برابر سمجھتا نہین تھا تا آنکہ

بکثرت بارمردم یا اوسکے سبب سے کہ وہ تہخانہ بیٹھہ گیا وزیر اور اکثر لوگ محفوظ رہے اور اوسکی لاش کو مزار شاہ نظام الدین کے
مین دفن کیا اور آخر ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو قران نحسین اول برج میزان مین اور بنا بر رجعت بار دوم کے آخر ماہ صفر
سنہ ۱۱ ہجری مین اور تیسری بار بنا بر استقامت آخر ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کو آخر برج سنبلہ مین ہوا اور ۲۶ یا ۲۷
ذی الحجہ کو سلطان اعز الدین ولد کلان معز الدین فوت ہوا۔

سوانح سنہ ۱۱۵۸ ہجری مطابق سنہ ۲۸ جلوس والا

سیف الدین علیخان وغیرہ کے دفتر دوم مین مذکور ہوا اگرچہ اوسکا
علی محمد خان روہیلہ جسکا نام اکثر بتقریب کشتہ ہونے سیف الدین علیخان وغیرہ کے دفتر دوم مین مذکور ہوا اگرچہ اوسکی
پروردہ تھا لیکن شجاعت سے بہرہ مند اور لیاقت سروری بھی رکھتا تھا اور اعتماد الدولہ اور وزیر الممالک کی آرام طلبی اور غفلت سے اوسکی
اقتدار پر جا پہونچا مجمل یہہ ہے کہ اول بطور جماعۃ داران کے ملازم عمال صوبہ مراد آباد کے اطراف مین ہا
اور اپنی جانفشانی اور نیکو خدمتی سے مورد الطاف حکام ہوکر اوس اطراف مین صاحب نام ہوا ایکمدت تک عظیم اللہ خان
اور فرید الدین خان کی ملازمت مین جو کہ اعتماد الدولہ کیطرف سے بھی صاحب اختیار اور حاکم با اقتدار مراد آباد کے تھے رہا اور
بعد کشتہ ہونے سیف الدین علیخان مظلوم برادر امیر الامرا حسین علیخان شہید کے اس سبب سے کہ روہیلہ مذکور نے
عظیم اللہ خان کے ساتھہ سید مذکور کے قتل مین برفاقت حاکم مراد آباد شریک تھا اور جوانمردی بھی دکھلائی تھی تب بہ
جاہ و حشم بھی زیادہ ہوا اور روشناس وزیر ہوکر صاحب منصب و جاگیر اور بعض پرگنات کا حاکم ہوا چونکہ صاحب عزم تھا
بہر صورت قرب و جوار کے محالات کی فتح مین ساعی ہوا بطور اجارہ جاگیرداران آرام طلب اور وزیر بے خبر سے حاصل
کرکے اقتدار پایا اور فرید الدین خان اور عظیم اللہ خان جو شجاعان زمانہ مین حاکم با اقتدار مراد آباد و جاگیر وزیر کے تھے فوت
ہونے اوسنے افغانی نام سے اکثر روساے فرقہ مذکورہ کی دوستی کی اور افاغنہ نواح قندہار کے جو فوج ایران سے
صدمات سے آوارہ ہوے تھے اسکے افغانی کا حال سنکر حاضر ہو ملازم ہوتے علی محمد خان روہیلہ کرکے مشتہر ہوا
جب فراوان اقتدار حاصل ہوا اور سستی سلطنت اور نفاق امراؤن ہمت اور وزیر کا مستغرق رہنا شرب مدام اور پری رویون
گل اندام مین اسکو معلوم ہوا سرکشی کرکے اداے مالگذاری وزیر مین تامل کیا وزیر نے راجہ ہرنند قوم روڑا کو نائب
صوبہ مذکور کیا اور اسباب حرب معہ دیگر مایحتاج کے اپنے سرکار سے دیکر حکم دیا کہ جسقدر فوج درکار ہے نوکر رکھے اور
بعدہ صوبہ مذکور کے انتظام اور قرب و جوار کے بندوبست اور روہیلہ مذکور کے گوشمال کا حکم فرمایا راجہ مذکور نے
معہ فوج محالات مسطور مین پہونچکر کمال غرور حکمرانی شروع کی روہیلہ مسطور نے بمقتضاے شعور عذر تقصیر اور تخفیف زر مالگذاری
کا پیغام دیا ہرنند نے وزیر کی مدد اور اپنے فوج کے عدد پر نظر کرکے اوسکی عرض نامنظور کی اور اوسکی بیخ کنی
کے فکر مین ہوا روہیلہ نے یہہ ماجرا دیکھکر رفقا سے صلاح کی چونکہ افاغنہ مرد بیباک اور صاحب جرات اور تحصیل زمینداری
اور تسخیر ملک مین دلیر و چالاک ہونے مین ہرنند کی عداوت سخت دیکھکر علی محمد خان کو ایماے جنگ کیا لیکن تاب مذکور

قلعہ بالاکشندہ کو محاصرہ کرکے مقرب خان کنبی سے چھین لیا چونکہ بادشاہ کو اوسکے زمانہ پریشان اعتماد تھا اور سعد الدین خان
اور انکا فرزند حفیظ الدین خان آمہ فواہ اور اعتماد الدولہ کے متوسلوں اور ہمقوموں مین تھے اسی سال مین بادشاہ نے
حفیظ الدین خان کو خدمت داروغگی توپخانہ سے جو کہ بادشاہ کے حفظ جان و مال کی خدمت تھی معزول کیا اور عمدۃ الملک
صلح سے بروز یکشنبہ ہفتم صفر کو اول روز صفدر جنگ نے خلعت میر آتشی پایا اور المسار توقعاتی و فادیتابی حقوق نمک اوسکے
بادشاہ کی زبان سے برآئی اور صفدر جنگ نے پیشخانہ میر آتش کا بقدر شان و شوکت کے قلعہ مین آراستہ کرکے
اپنا رہنا فرمایا اور بنابر چاہ خاطر والد کے حکلہ سکندرہ بادشاہ سے لیکر والد کو مشرف کورنش شاہی کرایا اور خدمت مذکورہ
کے خلعت مینوائی بندہ اور نیز بندہ کے بھائی نقیر تقی علیخان نے اوسی زمانہ مین نصب و خطاب خانی پایا اور چند مہینے
والد کی خدمت مین رہکر آخر رمضان کو صفدر جنگ سے رخصت عظیم آباد کی لی کیونکہ اکمدت سے وطن مالوف اور جناب والدہ وغیرہ
بھائی بچا ماموں سب لوگ وہین پر مقیم تھے اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ ناظم بلدہ مذکور سے بابت بگ
قرابت تھی اور اوسنے خلعت مہربانی مع سرپیچ مرصع ہم دونوں بھائی کو عنایت کرکے بعض صوبہ بنگالہ کے بھیجنے کو حکم دیا اور
پیغام وہاں ناظم عظیم آباد کو دیکر رخصت کیا غرہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو بندہ مع برادران ہمراہیان کے مع مال خیر عظیم آباد پہنچا
اور روز سہ شنبہ جمادی الآخر کو آیا مل مدار المہام تھا راجا ایسری سنگھ سوائی خلف راجہ ادھراج جے سنگھ مرحوم نے ملازمت
بادشاہی کی اور خلعت پنج پارچہ سے سرفراز ہوا اور روز یکشنبہ بیسویں ماہ مذکور کو بنابر تقدیم نوبت ید رماراج وجو
جو کہ حسب الطلب حضور مین آیا تھا اور نیز اوسکے لانے کے واسطے روبرو سے بادشاہ بوساطت خود وزیر الممالک اعتماد الدولہ
نزدیک بسلے قاضی اوسکے خیمہ مین جاکہ تھوڑی دیر بعد اپنے خیم کو لوٹا اور آخر روز مہاراجہ ممدوح خیمہ وزیر مین حصول ملازمت
کرآیا اور شب شنبہ ۲۷ رجب کو ہمایون بخت برادر محمد فرخ سیر بن عظیم الشان کا انتقال ہوا اور قطب الدین کے مزار مین
دفن ہوا اور روز یکشنبہ ۲۷ شعبان کو فوجداری گوالیار کی خضر خان کی تغیر سے عمدۃ الملک بہادر کو اور صوبہ داری
کشمیر کے اسد الدولہ اسد یار خان کے تغیر سے صفدر جنگ بہادر کو عطا ہوئی یہ اسد یار خان انسان تخلص دوست گذشتہ عمدۃ الملک
کا تھا اور سارسی کی سعی سے بیچارہ تقرب بادشاہی سے معزول و محروم ہوا اور ایک ایک بالابند دو نوابوں کو بجائی خلعت کے
عطا ہوئے صفدر جنگ نے اپنے برادر خالوزاد شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے واسطے بندوبست کے وہاں کو
اور شیر جنگ نے وہاں پہونچکے میر اللہ کو جو کہ مرد شجاع اور گردن کش تھا مع عہد و پیمان سے دل جوئی کرکے طلب کیا اور
بعد حاضری قید کر لیا اور تھوڑی مدت وہان رہکر اوس بلدہ جنت نظیر کا تفرج کیا افراسیاب خان صفدر جنگ کے نقد مین
تھا حسب الامر اسکو اوس صوبہ کی نیابت پر چھوڑکر خود شاہجہان آباد کو معاودت ہوا اور آخر شب شنبہ ہفتدہم ماہ رمضان
کو عظیم اللہ خان جو مدت سے قلعہ بادشاہی مین قید تھا بجت تسلیم ہوا رحمت گڑھی وہان پہونچا اور سیدان اوسکے مکان
بنابر قرابت کے اوسکے گھر گیا وزیر کی طرف سے نگاہبان ہوا آتنا تھا اوس مکان مین تہ خانہ تھا

مابین کوکب نسر طائر اور جناح الفرس کے اول شب ظاہر ہو کر ثلث شب تک رہتا تھا اور قریب ۲۲ روز کے اسی طرح پایا رہا اوران دونوں کے درمیان سے ظاہر ہو بطرف مغرب جنوب اندک مایل جاتا تھا اور شب جمعہ ۱۵ ذی الحجہ سے اسکا ذنب ایک نیزہ کی مقدار کا پدیدار ہوا ستارہ کے آنکھ مغرب کو اور دوم مشرق کو اور روشنی ہمیشہ زیادہ ہوتی تھی آخر ذی الحجہ میں معدوم ہوا اور شب شنبہ چہارم ذالحجہ کو شیخ سعد اللہ دیوان تن اور شب شنبہ پنجم ماہ مذکور کو مہر پرور زوجہ بادشاہ والدہ محمد شاہ فوت ہوئی اور خواجہ قطب الدین کے مزار میں دونوں مدفون ہوئے اوراسی سال میں روز شنبہ پنجم تاریخ کو گجرات کی صوبہ داری فخر الدولہ برادر شمس الدولہ کے نام تفویض ہوئی بدین سبب کہ صوبہ مذکورہ خراج سے دفتر دیم میں لکھا گیا بادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا چند سال مرہٹہ کے قبضہ میں رہا اور کوئی وہاں کی صوبہ داری قبول نہیں کرتا تھا محمد یار خان جو کہ سرداران ایران سے صاحب شجاعت تھا نادر شاہ کی رفاقت سے عاجز ہوا جب نادر زمان آیا یہ ہند میں چھپ رہا اور اسکے بعد معاودت کی صفدر جنگ کی رفاقت کرتے تھے اور اسکی رفاقت کے ایام میں بنارس سے معہ چند سواران مغلیہ کے دو لک روپیہ کہ صاحب جنگ کے بالاجی راو مرہٹہ کو بھیجا تھا اور بالاجی کا وکیل معہ فوج بدرقہ ہیبت جنگ کے سہسرام میں مقیم تھا اسنے چھین لیا اور بعض اسکے محافظین کو مجروح اور مقتول کرکے بنارس آیا چونکہ صفدر جنگ اسکی جرأت سے مطمئن تھا اسکی صحبت برار نہوئی شاہجہان آباد میں ترک رفاقت ہوتی فخر الدولہ کو امورے نے یہ اشتعالک دی کہ صوبہ گجرات حاصل کرے دعوی ہے کہ دلاوران فوج مغلیہ کو جو صفدر جنگ کے ملازم ہیں باہم موافق کرکے اور سامان جمع کرکے مرہٹہ کو نکالے اور قلعہ مذکور فتح کرے جب فخر الدولہ نے سعی کی اور سند اوس صوبہ کی حاصل ہوئی فوج مغلیہ ملازم صفدر جنگ کی اسوجہ اسکو بہم پہونچی تھی کہ آتش قہر نادری کا شرارہ سے اسکی رفاقت میں تھی وہی دل سوختگی ہوگی اسکی رفاقت میں انھی نہوی مگر تھوڑی سے لوگ جو دیرینہ اسکے آشنا اور زیر بار احسان تھے ہمراہ ہوئے اور یہ قلیل اور قدر لوگوں سے گجرات گیا اور ہاتھ پیر مارے مگر قلت معدودے سے ارادہ پر فتحیاب ہوا اور فخر الدولہ کی صحبت برار نہوئی بنا برین ترک رفاقت فخر الدولہ کی عازم خدمت نادری ہوکر جب جا پہونچا نادر شاہ نے کہا کہ میرے غلبہ پر شکر پھر کیوں حاضر ہوا عرض کی کہ مجھ ایسے جوانمرد کے ہاتھ سے مرجانا بہتر ہے نامردوں کے ہمراہ زندگی کرنے سے ۔ نادر شاہ نے اس عذر خواہی عفو تقصیر فرمایا فارس و ہرات کے بگلر بیگی پر مقرر فرمایا اور فخر الدولہ اسکی غیبت میں اسیر مرہٹہ ہوکر بڑی خرابی سے شاہجہان آباد میں پہونچا اور گوشہ گزین ہوا اور مرگیا روز پنجشنبہ ہفتم ذی الحجہ کو بڑی بارش معہ تگرگ اور رعد و برق کے ہوئی اندرون قلعہ دیوان عام میں بجلی گری اور ایک گھوڑی اور دو آدمی جل گئے اور دو اور آدمی بیہوش ہوئے روز دوشنبہ بیسویں ماہ مذکور کو شیخ سعد اللہ کے تینوں لڑکوں کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا۔

سوانح سال سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۲ جلوس والا

روز شنبہ غرہ محرم سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو دیوان تن کے خلعت عبد المجید خان کشمیری کو عنایت ہوئے اور اوسی روز کچہری کرکے بعض ضروری کاغذات پر دستخط فرماتے ۔ روز شنبہ چھٹی ماہ صفر کو نوروز ہوا اسی سال میں آصفجاہ نے نواح حیدر آباد سے

صحبت برار ہنوز حضور مین حاضر ہونا والد نے راجہ کی صحبت پسند نہ کی ہمراہ ہولیا کوہ جالیسر کے نواح مین عید آئی
صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوی بعد ازان دار الخلافہ کے نزدیک پہونچا نثار محمد خان سیادت جنگ
ولد سیادت خان برادر سعادتخان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کا خالو زادہ اور بجای خود امیر تھا مع راجہ لچھمی نراین وکیل صفدر جنگ
دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ تاریخ نامعلوم دریای جمن کے کنارے پہونچا اور مقام کاوسے جدیدہ مع
فوج مغولیہ ہندوستانی کے ٹھہرے تجمل سے جملہ لباس سقرلاتی اور ولایتی گھوڑے ساز نقرہ سے آراستہ تھے اور ہاتھیون کی عماری
گنگا جنی مغرق طلا نمود دس بارہ ہزار سی کم نہوگا اول روز قلعہ بادشاہی کا مقابل ہوا اتفاقا ساعت کو پانی برسا ہوا و گرد
کثیف سے صاف ہوگئی صفدر جنگ نے حسب ضابطہ مقابل برج مثمن دیوانخاص کے جو کہ طلائی خورشید کی طرح چمک رہا تھا
جا اوترا اور آداب تسلیمات اربعہ بجا لا کر لمحہ استادہ رہا اور بعد لینے ارسول کے جو بادشاہ نے کسی خواجہ سرا کے محلے کے ہاتھ بھیجا تھا
پھر سوار ہو کر فرودگاہ کو آیا اور بادشاہ طرز سواری سے نہایت محظوظ ہوا آخر روز پنجشنبہ ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جب کہ ساعت
ملازمت تھی نزدیک قلعہ اور پل جمنا کے کنارے ریل پر دو درجہ کے خیمہ برپا ہوئے اور صفدر جنگ نے مع فوج و اسباب
حشم و تجمل کے کشتی کے پل سے عبور کرکے اپنے خیمہ گاہ مین جا اوترا اور اعتماد الدولہ اور وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر
نصرت جنگ استقبال کو آیا منجملہ اول ملازمان صفدر جنگ سے ہمراہ ہوا تھا حکم دیا کہ اوسکے ملازمین کے خیمہ میدان مین پہونچ
کر پیش دروازہ خیمہ کو بتقاضای وزیر خالی کردین مردم وزیر نے اول کر اوس خیمہ مین ہجوم کیا بعد ازان وزیر نے ایک دوسرے
خیمہ کے دروازے تک گذرا وہان پر ذرا ٹھہر کر چند مقربان عمدہ کو ہمراہ لیکر اندر گیا صفدر جنگ بھی چند معدودے خیمہ مین
کہ والد فقیر بھی تھا انتظار کرتا تھا جب وزیر کو دیکھا مسند سے اوٹھا اور نصف صحن تک استقبال کر کے بعد معانقہ ایک مسند پر
آ بیٹھے گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کے بعد خوان اقمشہ اور جواہرات کے مع فیلان و اسپان کے گذرے وزیر رخصت
ہو کر پیشتر چلا اور اوسکے عقب سے صفدر جنگ ٹھہرے کر وقت سے سوار ہو کر شام کو تفیض کورنش ہو کر داخل حویلی دارا شکوہ
ہوا جو کہ برہان الملک کے عہد سے حسب عنایت بادشاہ اپنے قبضہ مین رکھتا تھا آخر آہستہ آہستہ تمام لشکر و فوج داخل شہر
عجب شہر تھا اگر تبھی ہمراہ مانند صفدر جنگ و عمدۃ الملک و آصفجاہ کے داخل شہر ہوتے کچھ امتیاز بیش و کم لوگون کا نہوتا اور
اکثر متوطنان شہر کو معلوم بھی نہوتا کہ کون تھے اور کہان گئے والد بھی راجہ جگل کا باغ جو دیوان خالصہ شریفہ کا اور چند سال
ہوے کہ مر گیا تھا کرایہ لیکر داخل شہر ہوا روز پنجشنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو شاہنواز خان معروف مرزا چھاو ہی ولد زکریا خان
ناظم لاہور شاہجہان آباد آ کر مشرف حضور بادشاہ ہوا اور آخر روز چارشنبہ چہارم ماہ مذکور کو سید علیخان خلف نصرت یار
نعمت اللہی کیسینے جو اپنے باپ کا خطاب شیر افگن خان کہتا تھا ہمراہ عمدۃ الملک کے اکرم معزز ملازمت ہوا اور خلعت پنج
پارچہ کر پٹے اور اسی ماہ مین دوشنبہ کی شب کو ۱۳ کو شاہزادہ احمد مرزا کا نکاح مہابت خان کی کسی لڑکی سے ہوا
اور اسی مہینے کی ۲۴ تاریخ روز جمعہ کو ستارہ ذو ذنب اول اقدر نیم گز کے درمیان خط جدی اور اول حمل کے

بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ
مرآۃ السلاطین
ترجمہ جلد سوم
سیر المتاخرین
مطبع نامی گرامی منشی نولکشور

بہرا کرے خدا معلوم اس مصائب پر کیا نوبت او سپر گذرتی ہوگی بار ہا دیکھا جملہ فعاۂ معینہ پر اعتماد کرنا خصوص
جس وقت کہ انہین یا انکے شرکا سے کوئی شخص نالشی ہو خاصکر امور عظیمہ میں مانند قتل و خون یا عزت
ناموس یا مقدمۂ مال پس اس صورت میں ممکن نہین کہ مظلوم داد پا وے چاہئے کہ گورنر بہادر
اور ارباب کمیٹی اور حکام ضلع جسکے روبرو نسخہ سیدہ حاضر ہو کار ہای عمدہ کو چھوڑ کر
اسکی طرف متوجہ ہوئے اور بغور تحقیقات مدعی اور مدعا علیہ کی کرکے فریاد رسی اور
داد خواہی کرے اور بلا رو و رعایت کے انفصال مقدمہ کرے واللہ
ولی التوفیق سے مراد ما نصیحت بود کفتیم حوالت با خدا
کردیم و رفتیم اللہ کا احسان کہ جلد دوم

ترجمہ سیر المتاخرین
بساعت فرخندہ اشاعت
تمام ہوئی فقط
تمام شد

ارباب حکومت نے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برائی بیچارہ مستغیث کے باعث ہوگئے
اور وہانکے مفسدی اور رناو فعلہ فوجداری کے تقرر مین تفحص کامل کیا جاوے جوکوئی معاملہ دان
کارشناس تمام کا خیرخواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقرر ہین ایسے فوجدارون کی کچھ حاجت
نہین ہے کوتوال لائق بکار کم آزار شہر کیواسطے اور مفصل مین عمال کافی ہین اور جسوقت کہ یہ مقرر ہون
اندیشہ رسائی مردم کا کینہ تک اور تیز حرف بارش معاملات کا ضرور ہوگا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا
انواع بلاے رہا ہو جانداری اور سروری کی حقیقت عیان ہو وسوم از امور معدلت اشتمال کہ خلاص
ملک کی عموماً رعایاے انگلشیہ ہے اور غیر خدا اور اونکے رحم کے سوا کوئی حامی نہین رکھتے لازم ہے
کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانب داری حسب آئین سلاطین عدالت قرین کے منظور نکرین کہ
دنیا و دین کی نیکنامی اور خوشنودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے عامل ایک عملہ و فعلہ سے
کم آزار اور رضاجوی خداستدین بے طمع حیا و بجز رضاے حق تعالے اور اطاعت آقا کی کوئی امر نظر
نہوا اور جب ایسے ایسے لوگ مشہور ہون مشاہرہ اونکا بقدر گذر اوقات کے میسر ہو تاکہ فکر معاش سے
فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث و رشوت و طمع بسر کرین شکر خدا کہ یہ کام بھی اسپرد
انگلشی ہوگیا داروغہ ہای ہندی کے ہاتھ کوتاہ ہوئے اور بندگان خدا کو اطمینان میسر آگیا ہو مین
عفو جرایم بہت کم لوگ معصوم ہون گے انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہ جزا و سزا
لحاظ کیا جاوے کمتر لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہین اوس ملک کے ضابطون پہ خیال کرنا اور ہر ایک
کی مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہ کے لوگ حسب عادت دلیر ہوتے ہین اور وحشت نہین کرتی
لیکن اونکے سوا غیر پر آفت ہے خصوص وضع عدالت انگلشی باوجودیکہ اونکے ملازم انکا عدالت فضول
مین دستگاہ رکھتا ہے مگر ایک عمر منتظر رہنا چاہیے اور بالفعل کچھ نہین سمجھہ مین آتا کیا ہوگا مجرد دعوی
کی خواہ مخواہ ہو یا سچ اگر مدعا نامہ وثیقہ ضمانت دعوے سے دونے روپیہ کا داخل نکرے بیچارہ فوراً قید
ہوجاوے اگر ضامن بہم نہ پہونچا اور معاملہ کا فیصلہ نہو چاہیے بارہ برس تک اگر قضیہ وراثت یا بتدریج
اور واسطے ترجمہ عرائض کے زبان انگریزی سرحرف کتنی اشرفیان خرچ ہوتی ہین باوجود اس تمام خرابی کی
مردم ہند کو چاہیے کہ مجرد احضار حاکم عدالت گماشتہ کے واسطے جواب دعوی کے حق ہو یا باطل یہ فقط
گواہی یا تمطل اسقدر کہ کبھی اوس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہو چاہیے کہ عیال
واطفال کو فقر و فاقہ مین چھوڑ کر اوس شہر غیر موافق مین جاوے اوسکے پہونچنے تک اگر عدالت کا موسم نزاع
بلکہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہ گیا تو چاہیے کہ مہینون وہان پڑا رہے زندگی کے دن

زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشیہ نے اپنی ملک کے ضابطہ سے گرا دیا ہے ہر ایک شریف و نجیب اور ملک
اور ولایت کے ہین چند ہزار گز زمین یا دو تین کوس زمین کا ایک باغ وغیرہ لگا کر فارغ البال گذرا اوقات کرتے ہین
اور باہم ساتھ ایک دوسرے کے برادرانہ سلوک رکھتے ہین یہان کے زمینداروں کو معزز اور صاحب شخصیت
آبرو طلب سمجھا ہے اور اوسکو زمینداری کے کاروبار کا اختیار دے دیا ہے اونہون نے تمام ملک
کو ویران کر رکہا ہی اور بیچارہ شرفا و نجبا کو تنگ کر کے منتظر فرصت بیٹھے ہین کہ اگر کہین سے فتنہ و فساد
اوٹھے فوراً باغی اور نایب اور خاسر ہو جاوین اور بالفعل انکی دست ضرب دیکھکر دُم دبا کے اپنی
کارروائی کر رہے ہین اور ارباب انگلشیہ اونکے مفاسد دلی پر آگاہ نہین ہین یا شاید اور کوئی مصلحت
ہووے کہ وہ ہمین نہین معلوم ہے آٹھوین یہہ ہے جیسا کہ پیشتر بھی ہم لکھہ آئے ہین بلکہ گورنر اور ارباب
کمیٹی صدار جواب ملتمسات مردم اور وہ احکام کہ دربارہ انہون کے ساتھہ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
دیگر اتباع بسبب مرجوعات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہین یہ بھی موجب پریشانی عوام ہے اور اگر
کوئی شخص اس کام کی پیش کرنیکو کسیوقت مخصوص پر معین ہو چنداں اصدار احکام مین ابتری نہو اور
رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچھہ انگلشیہ کی ظاہر قباحت بھی نہین معلوم ہوتی ہے واللہ الموفق والمنۃ للہ تعالی
کہ بعد تحریر سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطے کمیٹی مقرر ہوئی اور کسیقدر انتظار کار بار و روش
ارباب حاجات سے دور ہوا نوین جیسا کہ گذارش ہو کہ بیچ سرانجام کار کے کارروائی ضرور شرط ہے
اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر پاس مراتب نوکری ہی انگلشیہ کارندان سلیم النفس ہوشیار ہر ضلع مین
مقرر ہون اول احوال اونکا دریافت کیا جاوے ہرگاہ کہ لایق کار ہون اونکو مامور کرین اور اونکی ساختہ
اور پرداختہ کو معتمد علیہ جانین اور ہر ضلع کے واسطے دیوان کار گذار متدین معتمد مقرر ہو بطور قانون گو کی کہ
اسلام شاہ نے ہر پرگنہ مین مقرر کیا تہا اب ایسا ہی انقلاب کونسل مین بدون تقصیر معزول نہو چونکہ ارباب کونسل
جاوید ہین اور کار گذار مذکور نوکر چاہی کہ نوکرانہ طور پر رہی اور صاحبان کمیٹی اوسکو دولتخواہ سمجھکر اوسکی صلاح اور مشورہ
کو معاملات مین سنا کرین نہ کہ اوسکو فاعل مختار بناوین اور اوسکا کیا دہرا پسند طبع ہوا کام کارین ایسی امور سے
رفاہ کہان بلکہ رنجش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہو اور مدام شب و روز کیا ظاہر کیا باطن پوشیدہ نگران حال
ہر ایک ایک کارندگان و مامور پیش کر رہین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نکرین جیسا کہ
جارج ونسٹرٹ ہوشیار جنگ بہادر کے عہد مین تہا جسوقت کہ کوئی خیانت اس نوکر کار گذار سے ظاہر
ہو اوسکی جزا و سزا بقید جرم سنگین کرین کہ دوسرون کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
ہین عبرت ہو اور جب بنا ہی مشورہ کونسل ہو کثرت سے زیر کرین اور دو تین آدمی مشورہ کرین کیونکہ کثرت

آبادی اور توفیر جامعات ملک وغیرہ کی بھی متصور ہے ساتوین یا قتدا یا نا زمینداران کا اور اعتماد کرنا اوپر اس جماعت کے بیان کے بادشاہان خردمندون گذشتہ کا یہہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ تابو طلب کوتہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہین اور انکے قول اور فعل کا کچھ اعتبار نہین ہے اور جو شخص کہ انکی باتون پر اعتماد کرے وہ نرا بے وقوف ہے اور نہایت نگران انکے حال کے رہتے تھے تاکہ اس فرقہ خودغرض کو مجال تمرد اور سرکشی کرنے کی نملے کیونکہ یہہ سب لوگ اکثر خلق خداوندکریم کی ایذا جانی مین مصروف اور مشغول بدل و جان رہتے ہین قطاع الطریق یعنی رہزنی کیہ بڑی قتل و غارت اور مسافر لوٹنا ملک کو ویران کردینا اور مالگذاری مین جسارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو جو باتین کہ غیر مناسب ہین انہا سب کی ذات سے وقوع مین آتی ہین پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالیشان اور عمله داران متقدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اوپر قول اور فعل ان فسادپیشہ کا اعتماد نہ رکھتے تھے وبسلسلہ التوفیق وانہ خیر صاحب و رفیق سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ع خدا ترس را برعیت گمار ٭ کہ معمار ملک است دانا ے کار ٭ بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق ٭ کہ نفع تو جوید درآزار خلق ٭ ریاست سپردن بآنہا خطاست ٭ کہ از دست شان دستہا بر خدا است ٭ نکوکار پرور نہ بیند بدی ٭ چو بدپروری خصم کار خودی ٭ پس اون لوگون گذشتہ کو خیال اس بات کا بہت رہتا تھا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اوپر ان اشعار کے عمل رکھتے تھے اور یہہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینگے ایسا نہو کہ خداوندکریم ہمسے اس سلطنت کو چھین لے اور نہ معلوم کس کس عذاب مین گرفتار فرماوے بیان یہ ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہون کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس کسیکو کچھ بھی مقدور ہوتا ہے اپنے سے بڑھکر کسیکو نہین سمجھتا اور جانتا ہے کہ جو کچھ ہون تو مین ہون مجھسے بڑھکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے تئین ذرہ بے مقدار سمجھتے تھے اپنا کسر شان سمجھتے ہین اور ماوراان بزرگون کے رسول مقبول سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ اعقل الناس فخر موجودات کہ صاحب وحی تھے جناب حکیم خبیر کے فرمان سے شاورہم فی الامر مامور تھے اوسپر کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کی نفرماتے تھے اور اوسوقت کے لوگ بھی جو کام کرتے تھے بغیر صلاح آنحضرت کی نکرتے تھے اور یہی حال گذشتہ سلاطین کا تھا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجھکر اور صلاح کر کے انجام دیتے تھے اور یہ لوگ جو فی زماننا موجود ہین جو کار کہ چاہتے ہین خودبدوی سی کر ڈالتے ہین مطلب کلام خدا سے نہ حدیث سے غرض اگر کوئی عالم کچھ سمجھائی ہرگز نہین مانتے گذشتہ لوگونکی افعال پر خود اپنے کو ارسطو مرتبت سمجھتے ہین جو چاہتے ہین کرتے ہین اگرچہ وہ کیسا ہی سچا ہو اور کہتے ہین کہ جسکے پاس وہ بیٹھا ہوتا ہے اوس سے ایسی ہی باتین خوشامد کی کرتے ہین کہ خدا نے یون کہا ہے اور رسول نے یون کہا ہے اور یون ارشاد فرمایا ہے ہم خوب عقلمند ہین بلکہ انکو عقل سکھا دیتے ہین سبحان اللہ کیا عقل ہے اور کیا ایمان بڑی وجہ اس ہند کی ابتری کی خصوصاً اہل الہند بھی زیادہ تر دکھائی دیتی ہے اور برخلاف زمانہ سابقہ اور بالفعل ارباب نائب

انکی عرض مین اگرچہ خالی ہرج سے نہین لیکن طرفین کو اکثر مفید ہے اسی ملاقات اور مصاحبت مین
فائدہ وشناسائی اس ملک کے لوگون کا ہے جسکو چاہین اوسکا مرتبہ استحان کرین اور ہرایک سے
حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کار سمجھین اوس سے اپنے کام لیوین نہ جیسے پہلے متمتع ہونا لوگونکا
حصول منفعت سے سلاطین سابق جو بعد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
اوس حاصلات کو اپنا خالصہ کرتے تھے بلکہ اوسمین بھی یہان کے لوگون کے مشاہرہ اور جاگیر
اور املاک وغیرہ نکال دی تھی باقی دیگر وجوہ مجا ۲ اور مداخل کو پرورش خلق کے واسطے چھوڑ دیتے
تھے مسلم وہنود ہر شخص جاگیرات عمدہ پاکر اور بھی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار خیرخواہی
کے مراتب عظمی پر فائز ہوتے تھے کچھہ ترقی ہم قومی پر نہتی تجارت وغیرہ مین ہرچند کرورون کا فائدہ تھا
مگر خلق اللہ کے واسطے واگذاشت کیا تھا اور ہر مطلق النفقات تھا لاکھون آدمی سوار وپیادہ کے زمرہ
مین سلاطین وامراء کے پیشگاہ سے پرورش پاتا تھا الحال تھوڑے سے آدمی جاگیہ اور ملک اور التمغا مین
وجہ قوت پاتے ہین اور اوسمین بھی بسبب اقتدار عمال اور زمینداران مفسد اور مستاجران ظالم
کے نقصان سے ہے جیسا کہ اہل املاک کے احوال مین طہور اللہ بیگ وغیرہ کی تعدی کی ذکر ہوئے الحمدللہ
کہ ایک برس کی محنت مین جو اہل املاک مین کیے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلا دور
ہوئی اور تھوڑے سے لوگ تلنگون کے زمرہ مین پرورش پاتے ہین انہین دونون صوبہ مین
چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سوارون کی نوکری
تو بالکل موقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوگئے بلکہ ارباب انگلشی خواہ ملازم کمپنی ہون
یا نہون سب تجارت پیشہ ہین ہان اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز رکھتے ہین جسوقت حکام
ذی اقتدار تجار ہون رعایائے بیچارہ کیونکر اس کام سے فائدہ پاسکتی ہے ہزارون اہل حرفہ بنا بر عدم
رجوع اہل انگلشیہ کے اونکی صناعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہین اور یہان کے صاحب مقدرونکو
بوجہ مذکورہ دسترس نرہا کہ ان لوگون کو نفع دے سکین مجال حیرت اور محض قیومیت الہی ہے کہ اکثر
اہل حرفہ یہان کے اس حال مین زندہ مع عیال واطفال کے اوقات بسر کر لیگئے ہین اگر چند ہزار سوار
سرداران مشہور کے رسالہ مین مانند شیخ معزالدین خان لکھنوی اور احمد خان برادر دلیر خان وغیرہ کے
ہندوستانی روپیہ پر نوکر سرکار کمپنی رہین اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہوا وسمین ملازم کرین اکثر محاربات
خصوص اوس لڑائی مین جو کہ سکھہ اور مرہٹہ سے واقعہ ہو ترک سوارون سے بہتر جانفشانی کرینگے
اور انکی ذات سے اس ملک والون کو بھی فائدہ پہونچا امید ہے اور نیز دیگر فوائد بھی مانند افزائش

مذکور کو جارج وسٹرت ہوشیار جنگ صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہوا نیدہ نے عرض کی کہ مہاراجہ شتاب رائے دونون وقت قریب دوپہر اور ثلث شب تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت رہتا تھا بلا تامل حاجتمندون کی رفع حاجت ہوتی تھی الحال کسطرح پر اونکا تدارک منظور ہی فرمایا کہ مانند مہاراج کے مجھسے دربار نشینی اور معاملہ شنوی نہین ہو سکتی الا جسکو غرض ہو مجھے اطلاع کرے حال دریافت کر کے تدارک کیا جاویگا بندہ نے کہا درباریون کو حکم ہو کہ ہر ایک کا عرض حال کیا کرین اسی سبب سے اسیوقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار کار گذار تھا دیوان و منشی وغیرہ کی تعلیم تا تعین کا کبھی پابند نہوا جیسا کہ کرتا تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بند ہوا اور مرجع کار عظیم ہوا لوگون کو آزار پہونچنے لگا مگر چند روز سرداریون لاتے ہی مستغیثون کے آنسو پونچھے دیکھی آیندہ کیا ہو تا ہے ظاہر ہے کہ ایک آدمی کی استرضا آسان ہے الا بندہ بیشل لوگون کی دلجوئی جو مع ارباب کونسل اور اونکی ماتحتون کے ہوتے ہین ایک ماجرے سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب رائے کی معزولی کو چند روز بعد جب عید رمضان آئی اعیان شہر اور ارکان دولت نے بضرورت نذر مبارکباد کی حسب ضابطہ بندہ ہر پنج اہل کونسل کو دی ہوشیار جنگ نے اس حال کو پہونچکر خیال کیا کہ جسکو اگر روپیہ یا اشرفی نذر دیتا تھا اب اوسے پانچ چاہیئے لاجرم عید الضحی مین حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو نہ دی اور اسی طرز پر تعمیل ہوئی بعض خوشامد پسندون نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکان پر جا کر نذر دکھلائی اوسوقت اورون کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گمان کرین کہ ہندوستانیون نے ہمین کم قدر سمجھا بالجملہ یہ اختلاف اصحاب انگلشی وضع دربار مین پیشتر حکام ہندوستان ہر کام تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل مین فرق نہوتا تھا اونمین دو عمدہ رستے تھے اول کار ملکی و مالی دوم مقدمہ عدالت و داد وہی ان دونون کیواسطے ہفتہ مین دو دن مقرر رکھے تھے باوجود شان و شوکت خداداد کے دونون روز کچہری کر کے بار عام دیتے تھے اور ہر ایک حاجتمند کی حاجت رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بھی اپنے ملک اور عملہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات یکماہ تک تھوا اپنے ملک مین دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھہ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے اسیطرح دو روز عدالت مین بیٹھکر فریاد سنتے اور داد دیتے تھے او خلق اللہ کے اژدحام اور غوغا سے دل تنگ نہین ہوتے تھے اور اصحاب انگلشی جیسا کہ اوپر ذکر ہو گیا ہے بار عام اور ہجوم انام سے نہایت نفور اور دور ہین اور اس سبب سے یہان کا حال اوس جماعہ سے مستور اور بعض خلائق انکے فتوحات سے محروم و مایوس ہین اگر کوئی وقت مقرر کرین اور عام دربار کر کی

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز چونکہ آمد و رفت ولایت کی بھی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
نہین ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور پھر یہ کہ پیا الکار پیہ الگلینڈ وغیرہ کو جایا کرتا ہے
ان دونون باتون مین انتظام کا بڑا خلل ہے پیشتر یہان کا روپیہ نہین رہتا تھا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
برسون محنت کرکے مہارت کار کی پہونچائی امیدوار مرتبہ حکمرانی کا ہوا تا گہان دو تین آدمی تازہ وارد
بیخبر محض نے پہونچکر اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاردان بیچارہ محروم آزردہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب بے خبر
جانشین ہوئی یار لوگ آپہونچے اور جھوٹھہ سچ کی سیر باغ دکہلاکر مرجع کار ہوئے کامون کو ضائع اور درہم
برہم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے ہمنشینون کے حال سے ماہر ہوان افسوس ہے اگر اچیانا کوئی
کاردان بھی نہین درمیان مین رہا تو بھی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
بیخبر کب اوسکی تصدیق کرتے ہین جیسا کہ گورنر جنرل کو منگام ورود اور جنرل کلاورن وغیرہ کو پیش ہوا تھا
چو تھے کونسل جسکا موجد سنت شورا می ہے جو خلیفہ ثانی نے درباب تقرر خلیفہ کے اختراع کی تھی اور
اوسکی غرض حرمان امیر المومنین کے مرتبہ خداداد سے تھی اور مطلب چند اصحاب کی راے سے یہ
اگر اختلاف ہو جدہر راے کی کثرت ہو اوسے قبول کرتے ہین درصورت تساوی کے طرفین پر چونکہ
صاحب کلان بنابر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے جسطرف وہ ہو وہی بات مقبول ہوگی چنانچہ
شورے مین عبد الرحمن تہا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن بشرطیکہ درمیان مین کوئی غرض نہو
اور الحال یہ امر نہین اور نہ شورے مین تہا سواے اسکے امور کلیہ عظیمہ مین چاہیئے کہ ہر جزویات اور
بدیہات مین قرار یہ ہے کہ جسقدر امور دو تین روز تک صاحب کلان کے حضور مین التماس کرین وہ
دہیر رہین ہر روز کونسل بیٹہتی ہون اور ارباب احتیاج کے وکلا حاضر ہون اور ان مین سے جو فیصلہ ہوا
اوسکا جواب صادر ہوا ورنہ کونسل آیندہ پر امیدواری رہی اکثر ایسا ہوا کہ بعض صاحب صاحب کی منادی
دو ایک ایک جانب ہوگئے اور دو تین طرف دیگر اب امیدواری مین گذرنے لگی اچیانا کوئی کامیاب
اور اگر غایب اور ظاہر ہوتا ہے چونکہ زمانہ سابقہ مین ایک شخص کاردان احوال اشخاص سے
واقف کار کارگذار فرمان روا ہوتا تہا اور دو تین عملہ رکہتا تہا بمجرد التماس دادخواہ کے مطابق سمجہکر
اوسیوقت حکم فیصلہ صادر ہوتا تہا برسون امیدوار نہین کرنا پڑتی تہی اس جماعہ کے ابتداے
حکومت مین بھی کہ ایک صاحب کلان اور ایک نائب کارگذار مانند مہاراجہ شتاب راے وغیرہ کے
مقرر تہا بہر صورت انجاح مرام انام ہوتا تہا اگرچہ مانند زمانہ سابق کے غرض سے خالی نہ تہا
لیکن بہر صورت کام تو وقت ضرورت پر نکل جاتا تہا چنانچہ بر وقت معزولی مہاراج

ولذت پایا ہو بپاس انعام و آرام سابقہ کہ آبا و اجداد اوسکے سے دعاگوے فتح و ظفر تھے جب م
یا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھون سے ظلم سرزد ہوے اور اوسوقت مین انگلشیون کا نہایت
ام تھا کہ کوئی ہمراہی انکا کسیکو آزار نہ دے اور جسجگہ انکا سردار یا لشکر جاتا ممکن نتھا کہ کسی پر ظلم ہو
م خلق کو ہندو نے دیکھا کہ شاہزادہ مذکور کی دوبارہ سہ بارہ کی آمد آمد مین بہ نفرین بادشاہ اور دعاے
انگلشی کرتے تھے الحال کہ بے التفاتی صاحبان اور اونکے حکام کی جور سے جان بلب ہوکر اہین
وال سابق کے برعکس سا ہوگیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار مین ہرکارہ جس قوم کا ہو
دیوان خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہوکر اول خود اعزہ مرام کو سنجیدہ کرتا تھا اگر کسنے کچھ دیا تو خیر
اجنبی ہو کیا اور اوسکی ملاقات کاروا ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو وقم
زبان کیا برالامری جیسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی بیان کی زب
اور ہندی اونکی زبان نہین سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ خوشنما ہین صاحبان مذکور
کی مدیم الفرصتی سے ہندیون کی مصاحبت عالم تصویر ہے دونون جانب سے کچھ سود محبت نہین
سے اکثر مستغنی ہین اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بناوین گویا دو تین آدمیو
پہونچتا جو کہ ہندی زیادہ محتاج ہین یہانکے رسم و طریق راہ روییے بخوبی آگاہ ہوجاے
ماہر کیا یہی ایک سبب دل کشیدگی کا ہے
اور یقین ہے کہ وہان کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سرانجام کرے اور چونکہ کل کا محتاج
بطور اپنے ولایت کے رکھتے ہین اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لاہوت سے
عاجز اور لاچار ہین کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہین یہ بیچارہ کسکا دروازہ جھانکین ہان چند لوگ مانند معمار
وشمار و آہنگر وغیرہ بھی کسیقدر اس فرقہ کے عہد مین خوش ہین باقی کل پیشہ ور نہایت مفلس
نوبت بگدائی پہونچی ہین اکثر جلاوطن ہوگئے بعض حب وطن مین گرفتار حیرت و اندوہ ہین
اور اسوقت اس پریشانی مین کہ رات کے کمانے کا ڈول تھا کہ عملہ فوجداری کی آفت نازل ہوئی
نیا اب بھی شکر ہے کہ ہندیون کے ہاتھہ سے فوجداری نکل گئی جب سے کہ انگلشی کے قبضہ مین
فوجداری گئی ہے کسیقدر تخویف بدعت اور موجب امنیت ہے میری سابق بھی اس ملک
مین یہ مغالطہ تھا کہ جو شخص جس کام مین کامل ہوتا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تھا دنیا مدرہ ہو رہی
تھی اب اہل انگلشی مین اسکی پابندی کچھ ضرور نہین بلکہ بدارج نوکری اور پاس رعایت پر
خیال ہے ہر چند بعض اجنبی اور لائق کار نہو اور یہ بھی گمان نہین کہ ایک شخص کسی جگہ پر تقرر ہو
اور وہان کے کل وجوہات و اطراف سے آگاہ ہوکر لیاقت کے قریب پہونچا ہوا اوسی وقت وہ نزول

ہوگا اپنا فائدہ چاہیگا اوسکی خرابی کی پروا نکریگا اور یہ نہین چاہتا کہ غیرون کے فایدہ مین اپنا نقصان کرے
ہان اندیشہ بازپرس اگر ہے تو اسقدر محتاط رہیگا کہ بدنامی نہ نکلے اسقدر بھی کہ گورنر عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگز بہادر
کی کوشش کی دوسرے کی مجال نہ تھی احوال اتباع بھی اسیطرح پر ہے اسیطرح پر پانچ پانچ چھ چھ کونسلی
ہر ضلع مین رہتے ہین اور باہم متنازع دہانکا حاکم بھی تنہا مستقل نہین بلکہ مدت مدید کے رہنے کی امید بھی
نہین ہمیشہ عزل نصب پر کان لگاے رہتا ہے اور غایت یہ کہ اگر باہم کچھ جھگڑا ہوا گورنر یا کمیٹی کو لکھیں
وہان سے حکم طلب کرین ارباب کمیٹی گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اونکے اخبار مین ہے جملہ امور عظیمہ کی تدبیر
اور تسخیر ملک اور آویزش مخالفین اور ہر سنہ صوبہ محروسہ کی مالگزاری اور ولایت کی تحریرات اور جوابات
کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سرانجام مایحتاج کمپنی اور فہمید حساب مداخل مخارج وغیرہ انکی تفویض
ہی خاصہ واردن کے جواب کی فرصت کہان اگر کچھ ضروری ہوا اور فرصت ملی لکھدیا ورنہ برسون وہ معطل
رہتا کہ ہر قسم کہ رای کونسلیہ ہر شش ضلع کے متفق ہووے خواہ مناسب ہو یا نہ وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
ایک شخص بہتر چاہے وہ یہ سمجھے کہ یہان کی نیک وبد کی جوابدہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اوسکے
انتظام سرانجام مین ساعی رہیگا اور کونسل اور کمیٹی کا تفرقہ ہین ایک دوسرے پر تہمت رکھتا ہے
کوئی اپنا الزام نہین پسند کرتا دوسرے پر ڈالتا ہے زمانہ سلطنت مین جسوقت دوسری ولایات کی
فوجین یہان آنکر فتحیاب ہوئین جنہین ارادہ اقامت تھا قتل ودغابازی کرکے اپنی راہ لی اور جنہین
منظور توطن واقامت ہوے اس ملک کو اپنا گھر دولت سمجھکر باشندون کے ساتھ نہایت لطف و
مدارات فرمایا اور رعایا کی آسایش وبہبودی مین ساعی رہے تا آنکہ زمانہ دراز گذرا اور توالد وتناسل
ہوا اور زبان یکدگر سے واقف ہوکر اونکی اولاد یہان کے لوگون سے برادرانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
اہل ہند اکثر مسلمانون سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز واجتناب رکھتے ہین مگر کثرت اختلاط سے
ایک دوسری رسم وضع مین دست وگریبان ہوے اور وحشت نفرت درمیان سے جاتی رہی انس و
محبت کا رجوع ہوا باہم شیر وشکر ہوگئی اولاد رئیس کی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہندو مسلمان کے
بزرگ سمجھے گئے اور ہر شخص اونکی اطاعت مین حاضر ہوا اور شاہزادون نے اس ملک کو اپنا ملک
جانا رعایا کو بجاے اولاد پرورش کرتے رہے تا کہ مقابلہ اور آئین جملہ احوال سے ہون بندہ نے
ان حسن سلوک کے نتیجہ اور بدسلوکی ثمر کے بدست شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عصر کا ہے کی جنگ
مین جاعہ الگشتی سے دیکھا اور سنا اول جب شاہزادہ موصوف کی آمد آمد صوبہ اور نیز عظیم آباد
مین گرم ہوئی عامہ رعایا سے شہر لیے اسکی کہ کوئی احسان اوسکا دیکھا ہو یا کسی نے خوان کرم اونکا سے

اعمدیہ سبب خصوصاً صاحبان کہ مقامات فوجداری مین جو کام کرناچاہیے وہ مطلق نہین ہوا زمیندار لوگ عمدہ
اپنے اپنے مقامات پر مختار اور مدار المہام جمیع امور کے ہین اور وہ سرکار انگلشی مین سور وعطوفت
برخلاف دستور ماضی کے ہین قتل وغارت سے باز نہین آتے فوجدار کی مجال نہین کہ اونپر حکومت کری
یا دادخواہون کا انصاف اونسے دلاوے یا جسکا مال وہ لیگئے ہین استرداد کرے اب فوجداری اسکا
نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہان کے لوگون سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ بازپرس
تو مطلق رہا نہین صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہین کہ ہندوستانیون سے ملتفت نہین وغیرہ ہندیون کی
جنرل گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت مین رسائی ہے ہر طرف سے دلجمعی حاصل ہے فوجدار لوگ
خلق اللہ کو ناکام اور اپنی بدنامی مشہور کرادیتے ہین ظاہرا جو کام کمیٹی کلکتہ اور گورنر جنرل کی پیشگاہ
سی حکم ہے وہ بہی دو تین ہین کہ بلاد مشہورہ اور قلمرو کمپنی مین رہزن ڈاکو نہ آنے پاوین انکی سزا کرین
اور تفصیل مین بہی کوئی غارتگری نکرنے پاوے اور دزدی اور غارتگری اور زنا اور خون ناحق کا تدارک
انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد مین اور نیز بیشتر شہرہای عمدہ مین کوتوال اور فصل
مین عمال ان فوجدارون سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انمین اور سابق کے عمال و کوتوال
مین بہی فرق ہے کہ سابق والی آقا کے خوف سے مجال ظلم وستم نرکھتے تھے اور یہ لوگ بیخوف جو
چاہتے ہین کرتے ہین خصوص اون لوگون سے جو انسے رجوع نہین اگر احیاناً کوئی نالش او جنرل
تک پہونچی ان لوگون کے مربی بخوف بازپرس کے وسیلہ اوٹھا کر اور اوسکے دروغگوئی کی اثبات
مین روپیہ خرچ کر کر نہین فرصت دیتے کہ مظلوم داد پاوے خیر اب کچھہ حال اس وقت کا
جو اصحاب انگلشیہ کی ضوابط مین ہے بیان کرتا ہون شاید کہ سینہ گوش ہوش ہو اول یہ کہ جس وقت
سے یہ تینون صوبہ تسخیر ہوے کوئی مالک نہین یعنی ایک شخص جسکے نسلاً بعد نسلاً وراثت ہو بلکہ
گویا فرقہ انگلشی مالک ہین کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہین بلکہ بہت سے لوگ ہین اور وہ بہی تمین
نہین جو کہ مالدار ہے روپیہ داخل کر کے داخل کمپنی ہوا اور اوسکی طرف سے بہی ایک شخص یہین
یہان کا حاکم اور مالگذار نہین چنانچہ اس بیس برس مین زیادہ پانچ چھہ سات لوگون سے گورنر ہو چکے
ہین اور جو شخص کہ گورنر بہی ہوتا ہے وہ بہی اپنا اختیار نہین رکھتا پانچ آدمی کمیٹی کے مختار اور
مرجع کار ہین اور یہ لوگ ہمیشہ باہم تنازع اور اپنے عزل ونصب کے اندیشہ مین رہا کرتے ہین
دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہین ہوتا اور بسبب بے مرمتی کے چندروز مین ویران ہو
جاتا ہے تب ایک ملک وسیع جب مالک نرکھتا ہو کیونکہ آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سود جو

زیادہ کوئی مہم ہوتی بادشاہ روز مرہ بذریعہ اخبار ہر جگہہ کے کوائف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض امرای
عظام اور شاہزادہاے والا مقام کو فوج گران اور سامان بیکران سے روانہ کرتا اور ان لوگون کی
تمام حکم استقلال و پایداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جسطرح ممکن ہوتا بصلاح ہمدیگر پایداری کرکی کار
سرکار مین جانفشانی اور مردمی کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مورد غضب سلطانی ہوتا صوبہ بنگالہ مین
بھی شاید دس فوجدار نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہہ ہے۔ اسلام آباد۔ چٹگاون۔ سلہٹ۔
رنگپور۔ رانگاماٹی۔ قلعہ جلال گڈہ۔ پورنیہ۔ راج محل اکبر نگر۔ راج شاہی۔ بردوان
میدنی پور۔ تجش بندر ہوگلی۔ محالات مذکورہ مین فوجداران بادشاہی اور جہانگیر نگر مین ناظم مع
عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کام روائی مین مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف دعاے
بقاے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھہ برس سے کہ سلطنت سست ہوئی اور بادشاہ کم جرات
اور امراے نمک حرام ظاہر ہوے ہر جگہہ کے ناظم بمنزلہ بادشاہ ہو گئے لیکن ہنوز البتہ بادشاہی [illegible]
یہہ لوگ بھی بدستور انتظام ملک محروسہ اپنے مین ایسا مصروف رہے کہ پھر بھی خلق خدا کو راحت
اور کمتر لوگون کو دقت رہی تا آنکہ ان تینون صوبہ پر مہابت جنگ متسلط ہوا چونکہ یہہ شخص اقربا اور رفقا
بکثرت رکھتا تھا اور اکثر اونمین سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے
اور خود بھی بکمال شجاع اور دانا تھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اوسکا متوسل بجاے فوجداران کی
مقرر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنے والون پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل
اسکی شجاع الدولہ اور سلاطین سابق بمقتضاے ریاست کے متعصب نہ تھے خلق اللہ کو یکسان النظر
دیکھتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ متصدی
وغیرہ انکے ہشت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین اور ہر شخص نے اوسکی دولت
سی بہرہ اوٹھایا فی الحقیقت بادشاہ کو یا جو کہ اوسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترجمہ ظل اللہ پر نظر کرے
جسطرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بھی پیروی کرے اور بعض تعصب مذہبی سے درگذرے اس ملک کا
حاصلات اسی ملک مین صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تھی بدین وجہ اسکے زمانہ دولت
خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تا آنکہ مہابت جنگ کی بقا ہوا اور اوسکے تینون بھائی اوسکے قبل مر چکے
تھے سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسے مغرور دین سے دور پیدا ہوے لوگ بھی ویسے ہی بدخوی کار اپنے
عدل و انصاف کے ضابطہ برباد ہوے الحال کہ اصحاب انگلشیہ نے باستماع حال فوجداری اور
آئین سابق سلاطین کے اپنے قلمرو محروسہ مین مقرر کیا ہے محض بے سود بلکہ موجب ازدیاد ظلم اور

کارہاے سلطانی مین تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے تفوق کر جاتے اور مورد عطوفت
سلطانی ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ مین بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران مفسد کے مقرر ہوتی
تھی بعض انمین سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض دو ہزاری
اور بعض دو ہزار پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چہار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت اور وسعت
کار سرکار کے سوار اور جاہ و حشم نقارہ و علم رکھتے تھے اور بجاے معہود و رہتے تھے اور عملۂ بادشاہی
مانند منصب داران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہرکارہ اور قاضی اور مفتی اور صدر الصدور
اور محتسب اور دیوان اور دروغہ کچہری حتی مرودہ اور پیادہ ہاے براوری وغیرہ اپنے اپنے کام پر معین
تھی کسیکی تاب نتھی کہ اونکے نوکر بادشاہی کو برطرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور خالصہ عمل
دیوانی مین مانع دیوان بادشاہی اور منصبدار اور بخشی کے تھے اور لشکرکشی وغیرہ تادیب و تنبیہ مفسدین
مین تابع فرمان فوجدار تھے فوجدارون کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نکرنے پاوین یا کالات
رزم مانند بندوق توپ وغیرہ کے آراستہ کرین یا کوئی قلعہ کبھی قلعہ کی مرمت نکرنے پاوے اگر ایسا
جملہ امور کسی نے بہم کر لیے ہون تو فوراً اوسے حکم دے کہ برطرفی فوج کرے در صورت عدم تبدیلی کے
فوراً گوشمالی دے ایسا بند و بست کرے کہ تمرد کا اختیار نہو اگر بکرر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے
اپنے ملک مین جگہہ ندے اگر قید ہو جاے حضور مین روانہ کرے یا کہ وہین رکھے جیسا یہان سے
حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہ ہے کہ مفسدون کی بیخ کنی کرے اگر مفسدون کی کثرت ہووے
اور فوجدار اوس نواح کا تنہا گوشمالی نکر سکتا تھا اور فوجدار لوگ اوسکے مدد و معاون ہوتی کسی
مفسد کو مجال نتھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمیندار ادنی کی جاگیر وغیرہ مین دست درازی کرے
محال دار الحکومت سے فوجدارون تک بندہ کو چندان اطلاع نہین بعض متفرق محالات کی
یاد ہے اونکے ذکر مین چندان فائدہ نہین لیکن اسامی محالات فوجدار نشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد
کی خوب معلوم ہین اور انکا ذکر بہی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہین انہون سرکار صوبۂ عظیم آباد
کی سرکار شاہ آباد ۔ رہتاس ۔ بہار ۔ مونگیر ۔ چنبارن ۔ سارن ۔ ترہٹ ۔ حاجی پور ۔
فوجدار نشین رہے ہین یہان کے فوجدار لوگ مع عملہ و فعلہ مذکور کے پانسو سات سوار یا ہزار دو ہزار
سوار رہے ہین اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہین اگر کوئی امر عظیم درپیش ہوتا اپنا
منصب چھوڑ کر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ مین دو تین جو صوبہ کی ناظم جو باہم
قرب اور نزدیک تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہو کر اوسکا تدارک کرتے تھے اور اگر اس کی بھی

خصوص خدمتگار اور خانسامان خلاصی تلنگہ ہرکارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار ہے مست
وشرشار گہوتے پہرتے ہین اور متوالی صورت بنا کر بہلے مانسون کو تکلیف پہونچاتے ہین کہ ان بیچارون کو
راستہ سے گذر کر اپنے مکانون پر جانا دشوار ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ ای اللہ تو ہمکو ان کمبختون کے
ہاتھہ سے نجات دے کہ مع الخیر اپنے مکان کو پہونچین **وقایع نگار۔ وسوانح نگار۔ وہرکارہ**
واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور سرکار اور محلہ کے مقرر تھے جو کچھہ وہان معاملات ہوتے تمام دن کے
شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھکر بحضور بادشاہ ارسال کرتے داروغہ اوسکا خلاصہ حضور مین عرض کرتا
اور ان لوگون کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھہ سے کہولتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک
کی حسن نیت اور ضمیر معلوم ہوجاتے کہ کون کسکے ساتھہ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا کسقدر نیک و
بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اختیار شاہزادون یا امراے عالی وقار سے اتحاد رکھتے ہین اونکو فورآ
اس عہدہ سے دوسری جگہہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رقعہ اسدخان آصف الدولہ کہ وزیر انکے تھے نام تحریر کیا اس مقام پر
بجنسہ درج ہوتا ہے اور اس معنی پر گواہی دیتا ہے

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزندزادہ محمد معزالدین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چیزی برای او تجویز و اورا ازان کار تغیر باید نمود کہ
این وقایع نگار رو قایع نگار نماند۔ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد۔ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزندان کہ مزاج شناس می باشند سفارش وقایع نگاران و امثال آنہا نمیکنند حسب التماس رعایتی
باو بعمل آمد اما ازان کار تغیر شد آیندہ ارتکاب چنین امور نباید نمود القصہ چونکہ ملک داری مین عموم عباد
کی اطلاع احوال سے خبرداری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسایش خلائق ہو لہذا چار آدمی
اس کام پر مقرر ہوتے تھے **وقایع نگار سوانح نگار خفیہ نویس ہرکارہ** تاکہ اگر کوئی خیانت
کرے تو دوسرے کی تحریر سے واضح ہو درصورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خاین اور
کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا الحال بلاد عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات مین نوکران منیدار
اور عمال اور بعض مفتری اپنے تئین نوکر سرکار ظاہر کر کے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہین
اور کوئی پوچھتا بھی نہین باقی کسکا نام ہے **فوجداران ثانی** مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ ہے بعض فوجدار

جائداد تحصیل سے درماہہ دار تھے اور اسکے صاحب خدمت اور عملہ مفلوک چند روز مین زر خطیر
جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہین پوچھتا تھا عدالت مین تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پیشتر کے لوگ خدا کے ڈر سے
حق تلفی نہین کرتے تھے اور امراے سلاطین بھی تجسس سے بیدین لوگون کو برسرکار کرتے تھے جس کسیکو
خداترس صالح پاتے تو اوسکی سماجت کر کے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا
محض کفر سمجھتے تھے الحال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگون کے جو پاین
اور انہین کا نام کارگذار اور انہین کو مرد ہوشیار جانتے ہین (فاعتبروا یا اولی الابصار) (تو عبرت پکڑو اے صاحبان بصیرت) پیشتر
غربا کی رسائی حضور پادشاہ مین نہایت آسان تھی اگر احیانا کسی پر ظلم ہوتا تو وہ مظلوم دو تین مہینے کی
راہ سے بادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا ہر چند کسیقدر ضعیف ہوتا اپنے قوی ظالم سے بدلا پاتا الحال
امرا لوگون کو گورنر اور انگلشیون سے رسائی نہین اور ارباب انگلشی یہان کے لوگون سے بہت کم ملاقات
کرتے ہین اگر دو ایکمرتبہ کسی صاحب مقدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چونکہ چندان التفات
اس دیار کے اخبار سے نہین رکھتے اور عملہ بھی نہین چاہتے کہ ہمارا کشف راز ہو اور اسرار اعمال
پاوے ایسے لوگ اوسے نہین دیکھتے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام کا یہ ہے کہ
کام پر توجہ نہین کرتے اور ایک شخص کو نائب بنا کر دیتے ہین خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کچھ مطلب نہین
ہر چند کہ یہ کار نہایت مشکل ہے بکمال غور سے کرنا چاہیے اور عملہ پر اعتماد کرنا لازم نہین جیسا کہ کہا ہے ؎
بدیوان میند از فریاد او * کہ شاید ز دیوان بود داد او * مگر یہ لوگ کچھ اصل نہین سمجھتے جس شخص کو کہ مقرر
کر دیتے ہین اوسکے کہنے پر اعتماد رکھتے ہین الحمد للہ کہ ۱۱۹۵ ہجری کے آخر مین داروغگی عدالت اور ضلع
کی ہندوستانیون کے ہاتھ سے نکل گئی اصحاب انگلشی اس امر پر مامور ہوے فی الجملہ ایذا و ضرب
خلق اللہ کی کسیقدر تخفیف ہوئی مگر چونکہ وہی عملہ مردم آزار نیابت اور بیعت کے سلسلہ مین ہر دو بڑے
کار سے کسیقدر رہان آتش درکاسہ پدید آیا محتسب واسطے تحقیقات سنگ وزن اور نکالنے غبن اور خیانت
ترازو اور مقرر نرخ غلہ وغیرہ کو مقرر تھا تا کہ فروشندہ نرخ مقررہ سے تجاوز نکرین اور ان لوگون کے
اختلاط کی سزا اوسی سے متعلق تھی تا کہ لوگ بازار مین مست و لایعقل نہ پھرین اور شہر کے
مسافران کو زشت گوئی یا دیگر حرکات سے آزردہ نکرین اور بیچارہ) صاحب عصمت بے بیان
گلی کوچہ کی آمد و رفت مین جو اکثر فحش ہوتا ہے انکی بدزبانی سے بچی ہین الحال جو رسم کہ مقرر تھی اوس سے
زیادہ لیتے ہین اور ایک شہر بلکہ ایک بازار مین دو تین دکان کی تفاوت پر نرخ کا فرق ہے اور
یہی طور پر معجون کا حال ہے اور تمام بازار مین میکدہ اور گوشہ بلکہ عین راہ مین کمینہ لوگ مشرف

ناگوار کرتے ہین اور اگر دیانی تک نہین دیتے تب وہ لاچار ہو کر چوری ڈکیتی یا فریب و دام سے قاضی کی خدمت کرتا ہے اور بلا سے بے ایمانی سے رہائی پاتا ہے یہی رنگ ختنہ پسر اور نکاح دختر مین ہے کہ حد بلوغ پہونچکر برسون نکاح اور ختنہ سے محروم رہتے ہین جب تک نذرانہ قاضی کی نکر نکریوین کار مذکور کی تعمیل متعذر ہے اور جسکا جس معاملے جی چاہتا ہے قاضی کو رشوت دیتا ہے کہ یہ کار میرا اسطور پر کر دو وہ قاضی مفت خور حق کا باطل اور باطل کا حق کر دیتا ہے اور اسی قبیل کی بہت باتین ہین کہ ذکر اسکا طول لاطایل ہے

صدر الصدور وغیرہ صدر ہای ہر صوبہ اور سرکارات کا بیان

اسوقت مین واسطے امتحان قضات اور تحقیقات احوالات کے ارباب استحقاق مقرر ہوتے تھے تاکہ کوئی جاہل قاضی نہو اور دین و ایمان سے بے خبر نہو اور کسی ناجر غریب کی املاک لینی کو غیر مستحق کو مستحق نباوے اور جنین جاگیر ملتی ہے اونسے متغلب نہوسکے الحال کام صدارت کا کیا پوچھنا ہے ظاہر ہے بیک ملحد فی عجب ترحما یا ہزارون مسکین بیجرم کا خون اپنے ذمہ لیا الحمد اللہ کہ یہ امر اظہر من الشمس ہے گورنر بہادر نے بعد شکایت اور ان کے مظالم کی اطلاع کے جو کچھ قلیل وجہ سلاطین اور ناظمان مدائن نے جاری کئے تھے بحال رکھے اور جو کچھ ان بدبختون نے ٹرالی تھی یعنی وجہ مرسومات صدارت کے جو ایکہزار اٹھہ سو کئی روپیہ تھے پینتیس[۳۵] ہزار گئی تھے وہ معاف کر دئے خداوند تعالی اپنا فضل کرے کہ گورنر بہادر وغیرہ سردار ہفتہ مین دو بار یا ایک بار واسطے پرورش احوال مظلومان بیکس کے مقرر کرین تاکہ خلق خدا ایسی بلاہای عظیمہ سے رہا ہو دارو غہ عدالت او عملہ اسواسطے مقرر ہوتی تھی کہ ہر ایک غریب و غربا کی رسائی حضور امرا او سلاطین مین مشکل سی ہوتی ہے پس وہ لوگ جای تعین پر اول روز سے ایک ثلث روز تک بیٹھکر گوش بر آواز غربا رہین ہو کر حاضر ہو کر کسیکی شکایت کرے اگر مدعا علیہ مرد متشخص اور او سکا طلب کرنا اوسکی قدر کی لائق نہو اوسکے وکیل ورنہ اوسکو طلب کرکے طرفین کا اظہار لیتے تھے اگر کوئی خفیف بات ہوئی باہم صلح و آشتی کرا دی و صورت امر عظیم کے گواہ اور شہادت اور قسم وغیرہ وجوہات متعددہ سے خوب دریافت کیا اور پھر اون مدعی اور مدعا علیہ کو مع کاغذ تحقیقات حضور شاہی مین جو کہ ہفتہ مین دو بار اسواسطے ہوتا تھا لیجاتی اور احوال عرض کرتے تھے بادشاہ اور ناظم جو وہانکا حاکم ہوتا فیصلہ کرتا تھا اگر اوس مابین مین فیصلہ نہوا اجلاس دیگر مین عدالت ہوجاتی تھی الحال وہ عدالت منافع کی ہوگئی لوگ اوسکی نوکری کو پیشکش اور نذرانہ دیتے ہین کہ عہدہ ملے اور حاکم جسکو چاہتا ہے یہ کام اوسکو حوالہ کر دیتا ہے چند روز قبل ازین دارو غہ وغیرہ عملہ اس عدالت کی

برقنداز کو کمپنی اور اونکے سردار کو صوبہ دار کہتے ہین اب کل یکصد بیس نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور اوسکے سردار کو
صوبہ دار اور ایک ثلث کے سردار کو جماعہ دار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چھ نفر کے افسر کو
حوالدار کہتے ہین اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعات کے ایک پلٹن مین ہوتے ہین اور اسکے
افسر کو کمیدان کہتے ہین ان پر کپتان ہوتا ہے جسکے اختیارات مین نجیب و نقیب تبادلہ تقسیم
تنخواہ دکرتی و دستار کمربند ہتیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن مین بڑا
فائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان عرکو خاطر سردار ہوا وہ پلٹن اوسکی نام ہو جاتی ہے
یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو ذیل ہین اول سولجر بعدہ سارجن اور شریف ہین اول انسن
بعدہ لفٹنین بعدہ کپتان بعدہ میجر بعدازان کرنل بعدازان جنرل ہوتے ہین اس سے بڑھکر کوئی عہدہ
نوکری سپاہیان کی نہین ہے اور اس فرقہ علیحدہ نجبا لوگ جو صاحب اختیار معاملات اور رئیس
ہوتے ہین او نکے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہین عموما ہر ایک نوکر انی کہتے ہین اور نوکرون کی رتبہ
کی تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہوا اوسکی ترقی بہی اول ہوتی ضرور ہے اور یہی ہر ایک کے مرتبہ سے
اخیر تک یہی کل اصطلاح سے منسوب ہین مقدم موخر نہین ہو سکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے اور بحر اوسکی
برطرف ہونے کے اخیر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی انسن بلا ہوسلے کپتان اور میجر کے
ایکبارگی بسبب فوت ہو جانے یا مستعفی ہونے چند لوگون کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اسیطرح
کرانیون کے فرقہ مین بہی ہے کمپنی جو کہ اسوقت مین بنام دیوان خالصہ ہر صوبہ اوڑیسہ بنگالہ عظیم آباد
مین ہے چند اصحاب انگلشی سے غرض ہے جو لندن کے مقتدر مالدار لوگ ہون لندن بادشاہ
انگلشی کا دار الملک ہے اول ان لوگون کے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملکر بنا ہی تجارت
ہندوستان مین ڈالی برسون سے یہ تجارت جاری تھی ہو جاتا کرنل کمپنی ہوتا تا کہ اسوقت تک
رہے اور اب سراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر محمد جعفر خان اور دولبہ رام کی
مالک ملک ہونے اور دیگر مقامات سے حاصل کرکے کل ہند کی سروری حاصل کی اونکے بادشاہ کو اونکے
اصطلاح مین کنگ کہتے ہین بادشاہ انکا اگرچہ نافذ الامر ہی مگر بدون مشورہ ارباب کونسل کے کوئی
حکم نہین کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کی امرا ہین اور اصحاب کونسل چند
لوگون سے مراد ہے جو کہ اوس ولایت کے شہرون سے چند منتخب لوگ جمع ہون اور عنان اختیار
معاملہ اونکے قبضہ مین دیوے یجا ہی اور وہ گویا وکالت کرتے ہین تا کہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا
تجویز کرین اوسکو رعایا کی بہبودی مین خوب جانچ کر قبول کرین جو وہ لوگ پسند کرین وہ سب کو

کانیوالیون کے سررشتہ مین تھی لیکن باوجود دولت کے زنان نجیبہ سے باتواضع پیش آتی تھی اور
قبیلہ پروری رکھتی تھی اقربا بلکہ روشناسون کے ساتھ سلوک نمایان کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ بیوہ
کو اتباع اور اوسکے والدین کی پروردہ تھی اور ببو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو میر محمد جعفر خان کا عقد [illegible]
تھا لیکن جونکہ بیگم کو میر جعفر خان کی ہمراہی پر تقدم ہے یہ عورت نہایت باشعور لیکن مغرور اور طرفدار
جا نوکر رکھا اوسکے برطرفی کی روداد انہوتی ہان کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیسا کہ اندنون مین جب
بندہ وارد مرشدآباد تھا سنا کہ کوئی عورت اوسکی لڑکیون کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اوسکی لڑکی کی شادی
شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسیطرح اعتبار علیخان خواجہ سرا کو ادہر
عملوکی کو بھی ایسا کچھ بیزار کیا کہ دوسری دربار سے لینا کر یا اسیطرح اور ملازمون کے حق مین بھی نسخہ کیمیا تھی ظفر
اگرچہ کمسن سال تھا لیکن مرد بے باک اور لایعنی تقریباً چند سال اس سے پیشتر جبکہ نظامت بنگالہ او
نیابت خالصہ پر مقرر تھا کہتے ہین کرایا بلم و تحمل کا ناقدرشناس تھا اکثر وقت گنجینہ چوسر مین بیٹھا رہتا تھا
اور مجلس مین زیادہ تر فضول گوئی اور قصہ خوانی سلاطین ماضیہ مین معروف رہتا اسکی اولاد اور بیرو
باوجود حاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہر چند بہت سی عمارت موجود او
نیز مقروض لیکن فضولی نہین ہوئی قرض و دام جسطرح مل سکے لینا ضرور ہے اور اسی سبب سے
بدنام ہے اسکی اولاد بموجب حکم بیدا اپنے تئین افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو
سرفرو ہونا معیوب سمجھتے ہین دونون لڑکے حضرت کے باوجودیکہ اکثر خدمتگار وغیرہ حملہ تحمل ہے
زیادہ نہین رکھتے اور ہر وقت سواری تیس چالیس لوگون سے زیادہ ہمراہ نہین رہتے پھر بھی جب لقاء
غرور اور خودبینی کہ آپ کو آصفجاہ کا ہمسر جانتے ہین معتقد ور قوی نہین کہ مصاحب نوکر رہ
جو کوئی گیا اوسکو گفتگوے لاطائل سے پریشان کرتے اور اوٹھنے نہین دیتے ہین اور باوجود
اختلاط کے اونکے حضہ پیتے یا زانو تہ کرکے بیٹھنے کے روادار نہین اس سبب سے لوگون نے اوسکے پاس
بند کر دیا اسکا بھائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد زمان تھا
وامادہ مظفر جنگ جوان مہذب نیکو خلق قابل ملاقات ہے بندہ علیخان ولد حکیم الملک علی تقی خان
جو نیز عم مظفر جنگ اور المال وامادہ سے خالی کیفیت سے نہین اور دیگر ہستیون کی طرح مغرور نہین—

بعض عادات و رسوم انگلستی کا بیان جو کہ معاملات مالی مین مروج ہین اور اسی وجہ سے اس دیار مین فلاکت کا آنا

کمپنی چند آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین لہذا فرقہ سپاہ مین بھی چند لوگون کو کمپنی کہتے ہین اول تو

بایحتاج کی اوس قلعہ مین بدرجہ اشد ہے اصحاب انگلشی کے استقلال کو دیکھیے کہ تین برس گذرے اور ہنوز مستقل ہین قلعہ نہین چھوڑا

بعض احوال اور خصلت مبارک الدولہ اور مظفر جنگ اور منی بیگم اور ببو بیگم کا بیان

مبارک الدولہ چوتھا لڑکا میر جعفر خان کا اسوقت مین بائیس ۲۲ برس کی عمر ہے صاحب خلق لوگون سے باراده محتاط خانہ بزرگان کے عورات کی عزت و حرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غربا پر رحیم ہے لیکن تقسیم اوقات نہین لہو و لعب مین مصروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی سے شاد نہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے ادنے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جو چاہتے ہین کہتے خلاف موقع ہزارون کا انعام ہے ایام بارش مین عوام ہند کا یہ تماشا ہے کہ کاغذ کی کشتیان ان جنگی بیچ درختان بامرود آویزان اور اوسپر چراغ روشن دریا مین چھوڑتے ہین اور پلندہ بنا کر سقہ کو دیتے ہین تاکہ حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ احمق بہی اس ملت کا بانی ہوا اسقدر بڑی کشتی جسپر صدہا سوار اور عملہ روشنی اوسپر بار تھے ہزارون کشتیان روشن اور چیزہاے روشنی دریا مین چھوڑین تمام رات یہی تماشا رہا تا انکہ اوسکے سطیع لوگون نے یہ سبب سمجھا مبارک۔ الدولہ بہی باوجودیکہ اوسکی شوکت مین چہارم حصہ بہی نہین ہر سال دس پندرہ ۱۵ ہزار روپیہ اس کام مین خرچ کرتا ہے اس جہت سے یارون کے پیٹ بہرتے ہین باجود دعوی اسلام کے باوجود عدم وصول مشاہرہ کے پانچ ۵ چہہ ۶ ہزار روپیہ ہر سال تہوار دیوالی مین صرف ہوتا ہے اور تہوار ہولی تو خود جملہ امراے ملاہی پسند کو مرغوب ہے اس تہوار مین حسب مقدرت خرچ کرتے ہین اور مردم ہزل و ظرافت بڑے بڑے آدمیون کو نام لیکر گالیان سناتی ہین اندنون مین بندہ مرشد آباد گیا تھا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ مین پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا اور پہر بہی گرسنہ لوگون کی فریاد الامان آسمان تک پہونچتی تھی منجملہ اسکے فیل و خلعت و پالکی اور جیغہ اور سرپیچ مرصع مع پر کلگی اور مالا مروارید کے لبعادت سند خان ناظر محل ببو بیگم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسمجھا کہ ناظر مذکور کو اس تخصیص مین کیا دخل تھا اسیطرح بہت مصارف ہین چند گانیوالیان بیش قرار درماہہ کی بڑی عزت و احترام سے ملازم ہین جسطرح کہ ایام گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضلا کو رکھتے تھے اندنون مین روشن خان ولد شریف خان قوال جو عالیجاہ کے عہد مین داروغہ ارباب نشاط تھا قہر سے مرشد آباد مین آکر اوسی عہدہ پر بحال ہوا اور ایک تہ شہ ... دوشالے ملبوس امراسے مخلع ہو کر اقرباے معظم کے ہمسر ہے ببو بیگم اگرچہ

لکھنا نامناسب ہے اگر زندگی و وفا کی بشرط تحقیق ضرور درج صحیفہ ہوگی لیکن بروقت جانے جنرل کورٹ
کی گورنر سے ایسا عہد ہوا تھا کہ دوسری فوج سکین لنگ اور جگرناتھ اور گنجام اور سیکاکول کے
اطراف سے کرنل پارس کی سرداری مین جو کہ عمدہ سردار کلکتہ سے جنرل مذکور کی اعانت کو خشکی ہو کر
مبادی کی کیونکہ مرہٹہ منجملہ عہود و سابق و حال کے سب اپنے خیرخواہ ہین کوئی مزاحم ہمارے عہود کا نہوگا جب
بساط گذری اور افواج انگلشی ہر طرف سے طلب کر لی اونکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
اصحاب انگلشی نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین لاکھ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع او ملبوس
فاخرہ کے لیکر ہمراہی وکیل جناجی کے جو کہ رگھو بہوسلہ کا نبیرہ اور سالار لشکر لنگ مین وارد تھا
حسب الحکم گورنر شقہ عہد ہمراہ لیا اور جناجی کے استمزاج دریافت کرنیکو پیشتر چلا اوسنے بعد خوبی تمام
ملحوظ سوال اسکے جواب مین گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول و قرار بسبب اوس شکوک کے جو کہ ہنگام بنگالہ
اور اولاد شجاع الدولہ کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نرہا اور قطع نظر اس سے ہم سردار
عمدہ دکھن کے مانع مرضی ہین خصوص صلح و جنگ مین اونہین کی راے پر ہمارا مدار ہے اور ہمارا تھا
فوج کی رہگذر ذاتی مین اختیار نہین بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سدراہ بلکہ مستعد جنگ و جدال کے
سنا گیا کہ گورنر جنرل اس خبر سے ماہر ہو کر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے ہمسے عہد صلح رکھتے ہو
اب رفاقت کیون نہین اختیار کرتے اور تین لاکھ روپیہ مدد خرچ ماہواری سوائے چوتھ کے جو سابق
سے مقرر ہے لیجئے اور رفیق ہو کر عازم دکھن ہو جناجی اور اوسکے باپ نے قبول کر لیا کہ ایضا القصہ
بشرطیکہ بقایاے زر چوتھ جو قریب سات لاکھ کے ہوگا ادا کرو گورنر نے اس استدعا سے اور نیز آئندہ
ذی اتفاقی کی علامت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنل پارس کا جانا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
انگلشی بموجب سابق کے قلمرو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کے رخنون اور راستہ مین موجود ہین اور افواج
جناجی اپنے حدود دیرگنگ مین طرفین وقت کے منتظر ہین اسکے بعد واضح ہوا کہ مرہٹہ ناگپور نے بعد
وصول زر چوتھ تمام و کمال مع دیگر تحایف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران براہمہ پونا کی جناجی
اوسکے باپ کے پاس چلا گیا اور کرنل پارس مع فوج شایستہ گنجام اور سیکاکول ہوتے مندراج
چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر بالاتفاق جنرل کوٹ کے مکرر لڑائیان نایک سے کین گرچہ کچھ بہبود نہوا
اوسی قلعہ مین بنے رہے حیدر نایک ہنوز اوسی طور پر مسلط ہے ایکبار کرنل پارس نے جہاز کی
سواری مین کلکتہ آکر بہت سا روپیہ بطور مصادرہ گورنر وغیرہ سے لیکر مندراج واپس گیا اور ہمیں
جنرل کوٹ بیمار ہو کر کلکتہ آیا اور کرنل پارس وغیرہ قلعہ مندراج مین ہین اور مشہور ہے کہ گرانی قلعہ

پہنچا تھا اور دیوانی ضلع کلکتہ کی بنام خیدر راے کو جو گنگا گوبند کے نام مقرر ہے اور نندکمار کے لڑکے کو دلوائی تھی
کی اور شاید اور بھی بدنما اسپیرج کے ہونگی گورنر جنرل نے ایک بھی منظور نکیا چونکہ پیشتر سے کدورت تھی
مانع جنگ مرہٹہ ہوا تھا ناگہان یہ فساد جنگ اور شکست یابی انگلشیہ نے ظہور پکڑا اور دو تین فوج نام آور
مع سرداران کے کام آئی اور روپیہ بھی اسقدر خرچ پڑا کہ خزانہ مین نشان زر نرہا اور قرض کی نوبت پہنچی
ہوکر بنگالیون سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر دیگر اقالیم کی ممانعت تھی مسٹر فرانسیس نے اسطرح کی
تقصیرات دستہ گورنر کے بہت سے ایک کتاب مین درج کیے اور آخر ذیقعدہ ۱۱۹۴ ہجری کو روانہ لندن
گورنر اگرچہ پیشتر سے اقتدار مین وحدانیت رکھتا تھا اور اب کہ سواے مسٹر ہویلر کے کوئی دوسرا شریک نہ
صاحب اختیار کل کاروبار مین ہوگیا دیکھیے انجام کار اونٹ کس کل بیٹھتا ہے بندہ مرشدآباد سے
چھبیسوین ۲۶ ماہ ذیحجہ سنہ مذکور کو روانہ ہوکر راج محل کے متصل پہونچا اور وہان پر بتقدیم رسم
عاشورہ کے لیے مخصوص مقیم رہا نہم ماہ محرم ۱۱۹۵ ہجری کو کسی معتمد سے سنا گیا کہ پنجم ذیحجہ کو جنرل کوٹ مع فوج
ہمراہی اور منداجی اور سازوسامان کے قلعہ سے برآمد ہوکر نایک سے رزم آور ہوا اور جنرل منرو
کیطرح مخذول و مغلوب ہوکر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے
باہر تمام صوبہ ارکاٹ پر قابض ہے آیندہ تا دوست کرا خواہد و میلش کرا باشد

کرنل پارس قلعہ دار کلکتہ کی روانگی مین دیر ہونا جانب مندراج کے اور مرہٹہ ہاے کٹک کا حال

انگلشی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا ے گوہد کی اعانت کو گئی تھی چندروز وہان آسودہ ہوکر
اوسکے قلعہ مین براہ اطمینان دخیل ہوئی اور دیگر قلعجات کی فکر مین ہوئی اور رانا سے بھی ہر جگہ کا حال
استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جواب دیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ گوالیار ہے جو جاے
مشہورہ ہند مین سے مدت تک سلاطین بابریہ قابض رہی اس سبب سے بادشاہی قلعہ کے نام سے
مشہور ہوا ہے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرہٹہ قوی ہوے قلعہ داروں بادشاہی کی غفلت و بیخبری دیکھ
اور مرہٹہ کے لالچ مین آ کے کسیقدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور حوالہ مرہٹہ کر دیا اوسیوقت سے مرہٹہ کے
تصرف مین ہے اور یہ معاملہ احمدشاہ پسر محمدشاہ بابری کے عہد مین ہوا چونکہ راجہ گوہد بنابر قرب
کہ جو قلعہ گوہد سے تیرہ ۱۳ کوس ہے ہمیشہ وہان کا خواہان رہا اور اوسکے اطراف کے فراز و نشیب
سے بخوبی ماہر تھا بتایا کہ اوس قلعہ مین ایک راہ مخفی پہاڑ کیطرف اور اوسطرف دیوار

رگھو بہوسلہ ولد مودہوجی جسکا نام جمباجی تھا سرداران پونا کی ترغیب سے اپنے دار الملک ناگپور کلان
سے مع فوج لائق کے جکڑنا تھا اور کٹک مین جاکر چہاونی ڈالی اور اوسکے وکلا گورنر جنرل کی روبرو
اظہار اخلاص کرتے تھے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہٹہ
کٹک اور نیز حفاظت دریاے آمدرفت بنگالہ وعظیم آباد کے لئے تعین کی —

ذکر مجملاً احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندراج کے اور غالب ہوتا محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بھی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ کی بہت ذیشان انگلشیہ کا تھا اور تسخیر کر لینا حیدر نایک کا تمام ملک ارکاٹ کو سواے قلعہ مندراج کے

یہ شخص اول اول ادنے سا ملازم سرکار فرانسیس کا تھا نایکی سے بڑہتے بڑہتے صوبہ دار کمیدان ہوا
بعد ازان راجہاے دکن کی نوکری مین صاحب اقتدار رہا پہر راجہ ملیبار کا نوکر ہوا اور اوسکے وزیر کو
کسی تقریب سے ایک دن کہلے خزانے مار ڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ بدستور زندہ رہا اور ایک
موجود ہے حیدر نایک نے اسکے بعد ایکمرتبہ نظام علیخان ولد آصفجاہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد
جنگ انگلشی مین دی تھی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان بموجب جہالت کے
چاہتا تھا کہ اوسی میدان مین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سی عطف عنان کیا اور اوسیوقت
یہ شرط ہوئی کہ تمہارا تدارک کیا جاویگا بعد چندروز کے دوبارہ انگلشیون سے بہرا بجسب مقدر شکست
پائی اس مرتبہ انگریزون نے تعاقب کیا اوسکے ملک مین جا پہونچے انگلشی کو مابین راہ مین
راہداروں اور قلعداروں سے لڑنے بہڑتے راہ ملتی تہی اور اوسنے جلد پہونچکر زادوا سباب چہوڑکر
ہمراہ جریدہ فوج لیکر یلغار کیا اور فوج انگلشی پر پہونچکر شکست عظیم دی جب باقیماندہ انگلشی
درست ہوکر مقابل ہوئے نظر سے غایب ہوا اور ایک طرفۃ العین مین بے خبر کرکے آگرا اور قلعہ مندراج
کو جو خالی تھا گہیر لیا وہان کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری صلح کی پہر وہ اپنے ملک کو جاکر ترتیب
سامان مین مصروف ہوا اور مرہٹہ سے شکست کہائی اور پہر درست ہوکر مرہٹہ پر چڑہا مرہٹون نے
آخر اوسکے خوف مین آکر نظام علیخان سے متفق ہوے نظام علیخان نے چند ہزار سوار کالیخان
کی سرداری مین اور پچیس[25] ہزار سوار مرہٹہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اوسکے ملک مین پہونچے
حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکہا ہمیشہ چند میل کے فاصلہ پر پڑا رہا کیا
جب اقامت چاہی بیلدار وغیرہ کثرت سے ہمراہ تھے اوسی جگہہ سنگرا اور مورچال بنا اور توپین لگا

مگر گجرات مین چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کسیقدر لوٹ اور مار دونون [illegible] ہوا اور کرنیل گاڈرڈ نے حسب وعدہ گجرات فتح کرکی گائکوار کو عطا فرمایا اور اوسکا تھانہ بٹھاکر جنگ مرہٹہ کو متوجہ ہوا۔

رانا ے گوہد کا سرکار انگلشی سے مددخواہ ہونا اور سرکار کو منظور ہونا

چند روز کے بعد رانا ے گوہد کے وکلا بطلب مدد و کمک انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہیسٹنگ سے رجوع ہوے اور کسیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ رانا ے مذکور کو مدت سے مرہٹون کی آویزش و رنجش تھی اوسوقت جو انگلشی کو اونکے مدافعہ مین دیکھا پایا کہ انکی مدد سے بعض اپنے قلاع اور ملک اونکے ہاتھون سے نکالے اور اپنا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر اس راجہ عمدہ کی رفاقت غنیمت جانی پس کپتان پاپہم کو مع تین پلٹن فوج اور تفضل حسین خان اتالیق انتظام الملک مرزا سعادت علیخان ولد شجاع الدولہ کو رانا کے پاس واسطے رسالت اور استمالت کی روانہ کیا ان لوگون نے وہان جاکر قلعہ گوہد کو جو رانا ے مذکور کا گھر تھا اپنے اطمینان کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ مین لاکر دوستی کے لباس مین مسخر کرلیا—

تتمہ مورخ کا کلکتہ اور بنگالہ مین آنا اور دریافت اخبار دکھن کرنا

بارھوین ربیع الثانی ۱۱۹۴ھ ہجری کو بندہ مورخ بنابر انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر بنگالہ اور مرشدآباد ہوکر کلکتہ پہونچا وہان جو کچھ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ پونا اور ستارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ ساہو اور رام راجہ کے ہین جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے بیخ کنی مین آمادہ ہین باہمدگر متفق ہوگئے اور فتح سنگ گائکوار کو جو کہ کرنیل گاڈرڈ کا رفیق ہوا تھا اور اولاد رگھوجی بھونسلہ کے جو صاحب جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے مصلح ہین اور اب مسٹر الیٹ اور برادر مسٹر اندرسن کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہوگئے تھے ملایمت کرکے اپنی طرف کھینچا اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کرلیا کرنیل نے جب فتح سنگ گائکوار کو ۱۱۹۴ھ ہجری کے اوسط مین منافق پایا اور موسم برسات آپہونچا تھا اور مرہٹون کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج بہت کم میسر آتا تھا اور وہان ٹھہرنا مناسب نہ جانا نہایت صعوبت سے چند روز راہ چالیس کا پیما دنمین طی کرکے بندر سورت آیا اور یہان صورت آسودگی اور بلندی اسباب مین معروف ہوا اور فتح سنگ گائکوار مدت مین قابض گجرات ہوگیا اور مع فوج بمقام مناسب اقامت گزین ہوا اور غیرہ

نے مجھے اس سفر سے معاف فرمایا چاہیئے اور دیگر سرداران نے کرنل کو تسلی کی شکایت مین کرنل گاڈرڈ
کی نتایج لکھے کہ اگر سلامتی لشکر اور دشمن پر فتحیابی منظور ہو کرنل کاڈرڈ کو سرداری عطا فرمائی جاوے
گورنر اور ارباب کمیٹی نے کونسلی کو معتوب اور معزول کیا اور کرنل گاڈرڈ کو سردار فوج بنایا
حسب اتفاق قبل ورود تحریر معزولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی معزولی کا حکم سر حکومت روح
ذتن سے صادر فرمایا اور اوسکی تعمیل ہو چکی تھی الغرض لشکر کی سرداری مسٹر کاڈرڈ کو ملی کرنل
موصوف نے زمینداران راہ اور تالیف قلوب ہمراہیان اور دلجوئی سپاہ کی کر کے آگے قدم بڑہایا اور
بوندیلکھند کی فوج کو جو دو مرتبہ مزاحمت برائے شکست دہی اور دشمن کے ملک سے بدون آگاہی
راہ گہاٹ کے پانچ چھ ہزار برق انداز اور اٹھہ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بکمال استقلال
گام فرسا ہوا اور دو تین مہینے کی راہ کاٹکر جاے معہودہ پر لشکر بمبئی مین جا پہونچا جنرل گڈرنگ اس
غرور سے کہ کرنل کاڈرڈ کی جمعیت سے زیادہ ہمراہی رکھتا تھا جنگ مرہٹہ پر سبقت کی اور مغلوب ہو کر
مع کل فوج کے مفقود الاثر ہو گیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکر مذکور نے
مانند جنرل گڈرنگ وغیرہ نے عہد و پیمان کر کے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل گاڈرڈ نے اس حال کو
سنا اور اپنے لشکر کی درماندگی پر خیال کر کے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی مین آسودہ ہوا
چندروز برابر آرام گزین رہا اور احوال ارباب کلکتہ کی خدمتمین عرض کیا گورنر نے جرنل گڈرنگ
کی صلح نامنظور کی کرنل کاڈرڈ کو حرب مرہٹہ پر مامور کیا جسوقت کہ کرنل مذکور بندر سورت مین تھا
عماد الملک متنفی جسکی بربادی ہولی ہند کی سلطنت سے ادہر آیا تھا اودہر کے لوگون کو جو کسیقدر پاس ایمان
رکہتے ہین بے اتفاقی کر کے بھگا دیا ناچار جب کل ہند مین کہین جگہہ نپائی بارادہ مکہ وارد بندر سورت
ہوا مگر مخفی بعض جواہرات فروخت کرنے کو نکالے تب ظاہر ہوا اور کرنل کاڈرڈ نے اول اسکے بارہ
مین گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ سے استفسار کیا تھا اول نامنظور ہوا بعدہ بنظر اوسکی فتنہ پردازی
اور نیز اس حال سے کہ شاید اسکی ہاتھہ سے کچھہ برآمد مدعا ہو حکم آیا کہ رفیق بنا لیویں پس کرنیل گاڈرڈ
ہمراہ لیکر کچھہ روزینہ بھی مقرر کر دیا اور رگہناتھہ راو نے فتح گاو کنوار کو جو سرداران عمدہ
مرہٹہ کا ہے رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور بوعدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کر کے
شریک کر لیا اور باہم متفق ہو کر گجرات کی تسخیر کو چلے ۱۱۹۳ھ ہجری مین برآمد ہوے اول وہان کی
محافظان قوم مرہٹہ کو اطاعت و فرمان برداری کی رہنمائی کی او سنے نمانا لڑائی کو آمادہ ہوئے
چند ایام مین حصار احمد آباد گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا نہین ہے

راجہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگہ کا بعض دغابازون نے منحرف کردیا اور سب حق حقشناسی
راجہ خیالی رام کا خواب وخیال ہوگیا اور اوسکی شکایت گورنر کو لکھنا شروع کی اور بہتان بھی صاحب
فلان سنگہ کلیول سے اوسکی بدیان کرنے لگے گورنر بہادر جوکہ دانا سے روزگار تجربہ شعار تھا وہ چند
صحبت مین راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کرچکا تھا اور مہاراجہ کلیان چند کو بھی خوب پہچانتا تھا
لہذا اوسکی بدباطنی کا کچھہ خیال نکیا اوسکے واسطے مہاراجہ کلیان سنگہ کے نیابت کی خلعت بہیجدی
مخفی نرہے کہ اس زمانے مین راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار ہے مگر پہر بھی نیت
بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بھی اس زمانہ مین پایا دشوار ہے چند روز قبل
لکھنے اس تاریخ کے ایک بزرگ ولایت نژاد وارد عظیم آباد ہوا جس روز آیا تھا اوسیدن آدھی رات
گذرنے پر شب حیات کی صبح ہوگئی خفیف سا درد شکم عاید ہوا صبح ہوتے عملہ فوجداری ضبطی مال
مردہ کو تشریف لائے اوسکے چار چہوٹے لڑکے بے نان کے محتاج نان بجز ماتم خواست راہی ہوگیا
بیچارہ باپ کے مرتے عملہ فوجداری کے جہگڑے سے مضطرب ہوکر باپ کی لاش سے لپٹ کر زار زار
رونے لگے راجہ خیالی رام نے خبر پائی نگی پاؤن دوڑا آیا یتیمون کی تسلی کی لاش کو دفن کردیا اور
اطفال مذکور جولا وارث تہے اپنے گہر لاکر پرورش کرائی اور مثل اپنی اولاد کے سمجہتا تھا جب
وہ سیانے ہوے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکھا اللہ تعالے ایسی توفیق ہر ایک کے رفیق کرے

فوج انگلشی کی سرداران دکن سے لڑائی بابمدکر کی بخت آزمائی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بھی جو سنتا ہے درج کرتا ہے بندہ عظیم آباد مین تھا کرنیل گادرڈ
کی جلد توپ کی آواز سننے مین آئی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنیل گادرڈ الہ آباد ہوتا خبر نوعنصت
لشکر کی کالپی کو سنی بس عجلت کرکے جہٹ جابلا سرداران انگلشی نے اوس نواح کے زمیندار
اور بوندیلکھنڈ کے راجاؤن کو عہد و پیمان سے موافق کرکے راستہ صاف کرلیا تھا جب چند
منزل کالپی سے بڑہے کرنیل کونسلی کی بیخبری سے راہ بہولے ایسے جنگل مین جا پڑے جہان آب کا
نام مطلق نتھا مین تابستان بلکہ آخر برسات کی شدت اور حرارت اوس جنگل مین ایسی تھی
کہ ہوا پر دم کے اونٹون پر آب تھا اوس حرارت کدہ مین تین چار سردار انگلشی اور سو سے
زیادہ تلنگا اور دو تین بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہوگئے باقیماندہ سردار وغیرہ کرنیل کونسلی کی غفلت
سے سمجہہ رہا بیکسیت کلامت کی ہوئے اور کرنیل گادرڈ نے لکہا کہ تمہارے اوسکے صحبت موافقت

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ رکھتا تھا مگر بیوقوف تھا گویا کہ مصداق حدیث شریف
اس پر دلالت رکھتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتے ہین اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بہ تعہد مہاراجہ کلیان سنگہ اور راجہ خیالی رام کے

اوسط ۱۱۹۳ہجری مین مسٹر ابوٹلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر مدراج ہوتے ہوئے
ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہان کام کرتا رہا مسٹر ینگ جملہ کونسلیون کے بہ نسبت تند مزاج
تھا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تھا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تھا اور مسٹر ینگ
اسکی رائے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سردار کمیٹی کا متوسل تھا اور گورنر جنرل اسکی
پاسخاطر زیادہ کرتا تھا اس سبب سے یہ غالب تھا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات مین ایسا صاحب اقتدار
تھا کہ جو چاہتا کرتا تھا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابوٹلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور
بوعدہ زر کثیر اسکے خوشنود کرکے مدار المہام معاملات پرگنہ چین پور اور سہسرام اور سرس کٹمبہ کا
ہوا اور پرگنات مذکور مین جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر معہودہ نہ پہونچا مسٹر ینگ آشفتہ ہوا
اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تھا اواسط سال مذکور مین کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد سے
راجہ آبرو کو چھوڑ چاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ وری سے نکلنا مشکل تھا
لاجرم بارسال عرایض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر بندہ طلب حضور
ہو تو ولنتھواہیان آشکارا کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رائے جو کہ بسبب اپنی
غفلت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تھا لہذا کونسلیون سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام
کی اعانت مین اسنے بھی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر فرمایا
راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر ہوا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور
رام لوچن کی خیانت و زری کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کی کونسلیون کو
معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی رائے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے بنظر
باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب رائے ضلع مذکور کی مدار المہامی ... مہاراجہ کلیان سنگہ
کی نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا ... ری کردیا اور ... سند اپنے وا
کی ابتدا سے ۱۱۹۵ہجری سے کو ... تہ ہوئی ا ... منتظم ہوئے
بمقتضائی ہم قومی اور یکتائی کے ... رفاہ ... ی گردید

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا
اور نیت مین حکم ولایت مشعر تحسین وآفرین صادر ہوا اب کہ وان پہونچکر نے سرسے اوسکی حسن خدمتی
بیان کی اسیکے واسطے اور نیز مظفرجنگ کی بحالی فوجداری کا حکم اجرا کراکر ہمراہ لایا چونکہ محاربات دکن مین
بعض افواج انگریزی کی مغلوب ہوئی تھی مسٹر و ڈکرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب
بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفرجنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے
گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت ہمدگر کے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعدا کے سمجھہ لیجیو مسٹر بارول
جو گورنر سے موافق اور متعہد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا بالضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر
کے بشرط بعض رضا جوئی فرانسیس کے صلح وآشتی ہوگئی اور شروط مین تقرری مظفرجنگ کی
عمدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفرجنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ صفر سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفرجنگ کا اعلیٰ نوکر
تھا اس حصول مدعا کے لئے حضرت واہب العطایا سے نذر ونیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت
پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو ایثار کرے تعجب
ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفاے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کے اداے
نذر مین غفلت ہو تو تم اداے نذر کرانے مین زبردستی کیجو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے
اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب
مجھپر یہ بار ہے دیکھیئے کب تک حق تعالے وسعت خرج عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا
مدار پرداز ہے بنی نوع کے مزاج بھی کئی نوع پر ہین اور ہانک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزار م حصہ
مظفرجنگ کا نہین ہوسکتا مگر داوری بلند ہمتی کہ بڑے بڑے سردار خوشامد کرتے تھکے اور اوسنے
نامنظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے الغرض قبل اسکے بالیس روز ہوئے کہ محمد ایرج خان ولد محمد قلیخان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذر چکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع سنہ ۱۱۹۲
ہجری کو رحلت فرما ہوا اور ۱۴ ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان عموی
مبارک الدولہ جو راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بحال دیکھا مرشدآباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
ہرچند کہ دوا علاج مین کسیطرحکی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل نے نچھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ رکھتا تھا مگر جو موقوف تھا گویا کہ مصداق حدیث شریف
اس پر دلالت رکھتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتی ہین اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بتعہد مہاراجہ کلیان سنگہ اور راجہ خیالی رام کی

اوسط ۱۱۹۳ ہجری مین مسٹر ابوئلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر مدراج ہوتی ہوئے
ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہان کام کرتا رہا مسٹر ینگ جملہ کونسلیون کے بہ نسبت تند مزاج
تھا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تھا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تھا اور مسٹر ینگ
اسکی رائے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سرداکمیٹ کا متوسل تھا اور گورنر جنرل اسکی
پاسخاطر زیادہ کرتا تھا اس سبب سے یہ غالب تھا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات مین ایسا صاحب اقتدار
تھا کہ جو چاہتا کرتا تھا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابوئلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور
بوعدہ زر کثیر کے خوشنود کرکے مدار المہام معاملات پرگنہ جہین پور اور سہسرام اور سرس کا قبضہ کا
ہوا اور پرگنات مذکورہ مین جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر معہود نہ پہونچا مسٹر ینگ آشفتہ ہوا
اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تھا او واسطے سال مذکور مین کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد سے
راجہ آبرو کو ڈرا چاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ ورزی سے نکلنا مشکل تھا
لاجرم بار سال عرائض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر بندہ طلب حضور
ہو و لنتخواہیان اقساط کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رائے جو کہ بسبب اپنی
غفلت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تھا لہذا کونسلیون سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام
کی اعانت مین اسنے بھی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر فرمایا
راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر ہوا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور
رام لوچن کی خیانت و رزی کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کو کونسلیون کو
معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی رائے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے بنظر
باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب رائے ضلعہ مذکور کی مدار المہامی کی سند مہاراجہ کلیان سنگہ
کی نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا حکم جاری کر دیا اور بعض پرگنہ کی سند اپنے واسطے لکھا کر متوار وقت
کی ابتدائے ۱۱۹۵ ہجری سے کونسل برخاست ہولی اور دونون راجہ منتظم ہوئے خلق اللہ کو
بمقتضائے ہم قومی اور یکتائی حکم کے ایک گونہ امید رفاہ ہولی لیکن بمقتضائے گردش فلکی بمجرد ورود کے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا
اور غیبت مین حکم ولایت مشعر تحسین وآفرین صادر ہوا اب کہ وان پہونچکر نے سر سے اوسکی حسن خدمتی
بیان کی اپنے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بحالی فوجداری کا حکم اجرا کرا کر ہمراہ لایا چونکہ محاربات دکن مین
بعض افواج انگلشیہ کو معلولی ہوئی تھی مسٹر وڈ کرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب
بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے
گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت بعد کرکے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعدا کے سمجھ لیجیو مسٹر بارول
جو گورنر سے موافق اور متعمد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا الضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر
کے بشرط بعض رضاجوئی فرانسیس کے صلح وآشتی ہوگئی اور شروطین تقرری مظفر جنگ کی
عہدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ صفر ۱۱۹۲ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اہلی و نوکر
ہے اس حصول مدعا کے لئے حضرت واہب العطایا سے نذر و نیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت
پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو ایثار کرے تعجب
ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفاے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کی اداے
نذر مین غفلت ہو تو تم اداے نذر کرانے مین زبردستی کیجیو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے
اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب
میرے پر یہ بار ہے دیکھئے کب تک حق تعالے وسعت خرچ عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا
مدار وانسے بنی نوع کے مزاج بھی کئی توع پر ہین اور ابتک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ
مظفر جنگ کا نہین ہوسکتا مگر داوری بلند ہمتی کہ بڑے بڑے مرد از خوشامد کرتے تھکگئے اور اوسنے
نامنظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے الغرض قبل اسکے بالیس۴۲ روز ہوئے کہ محمد ایرج خان ولد محمد قلیخان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذرچکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع ۱۱۹۴
ہجری کو رحلت فرما ہوا اور ۱۴ ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان عموی
مبارک الدولہ جو راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بیحال دیکھا مرشد آباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
ہر چند کہ دوا علاج مین کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل نے نچھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

تقدیر مین لکہا تہا میسر ہوا سے خواہی نخواہی ہوگا وہ جو کچھہ لکہا تقدیر مین ہے۔ اور کونسل کی ناراضی کا سبب یہ ہے کہ لشکر مذکور کی سرداری کرنل لسلی کو مقرر ہوئی اس سے اوسکا مانع ہونا پڑا اور کرنل کاڈرڈ اسکے ساتھہ بہت بد اور وہ لیاقت سرداری سے عاری تہا مگر کیا کرتا ضابطہ کا پابند ہوا بندہ نے بپاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ متواتر فتوحات لبقدر اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تہین نہایت آسان سمجھکر جواب دہ ہوا کہ ہماری دو پلٹن کل ہندوستان کیواسطے کافی و وافی ہین بندہ خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ الہ آباد ہوا تا کہ وہان سے کالپی اور بوندیلکہند اور توابع برار اور اورنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور غالباً یہ تہا کہ لشکر آمادہ ہو مع رگہناتہہ راؤ کی بجاے بمبئی یکجا ہوکر باتفاق رگہناتہہ راؤ کے ساعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کرین مسٹر الیٹ جو کہ نہایت راست گفتار تہا ناگپور کی ایلچی گری مین معین ہوا تا کہ نئے سر سے وعدہ ارسال کرنے زر موجودہ کا مودہوجی وغیرہ اولاد رگہوسنگہ سے کرلے اوسے راضی کرآے ناگپور کہ ان رگہو بہوسلہ کا دار الملک ہے مہابت جنگ سے بعد جنگ صلح کا رنگ ہوا تہا اور اوسی عہد پر انگلشی بہی قایم تہے مگر اپنا غلبہ دیکہکر اداے زر مجوزہ مقررہ مہابت جنگ مین ہان ہون کرتے تہے تہوڑا سا ادا کر کے باقیماندہ امروز فردا مین ٹالتے تہے غرض اس پیغام سے یہ تہی کہ مبادا لشکر دکن سے مزاحمت کر کے بنگالہ اور عظیم آباد مین فساد نہ برپا کرین چونکہ رگہو اور اوسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے نبی اعمام اور اوسکی جانشینی کے مدعی تہے اور بالاجی راؤ بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی طاقت سپہ سالاری سے قابض ہوگیا اور اونکو مسند نشین کیا بنا بران بالاجی راؤ کی اولاد وارث کی سرداروں سے یہ ناراض تہا لہذا مودہوجی اوسکے بہائی وغیرہ تجدید عہود سے راضی ہوگئے کچھہ فساد نہوا چونکہ عین برسات مین مسٹر الیٹ نے راہ طے کی اور نیز اجل گہات مین لگی تہی اثناے راہ مین سفر آخرت درپیش ہوا اوسکا بہائی مسٹر اندرس جو ہمراہ تہا اوسکی بہیجا مرنی کر کے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جنرل ہسٹنگس بہادر سے آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے کلکتہ گیا تہا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جنرل بہادر نے پوچہا کہ آپ کبہی دکن گئے ہین بندہ نے کہا نہین لیکن کسقدر وہان کے حال پر آگاہ ہون کرنل گاڈرڈ سے معلوم ہوا کہ او ... وکالت ... دکام پر اول یہ ہے کہ لیلو ... ہین اور ... وہم دکن کی ایلچی گری بہی معین ... والدہ ...

مین علی ابراہیم خان کو عمدۂ دیوانی مبارک الدولہ سے معزول کیا اور اسیے لڑکے بہرام جنگ کو مبارک الدولہ کے حضور مین لیجاکر خلعت دیوانی عطا کرائی علی ابراہیم خان نے گوشہ گزینی کرکے آمدرفت دربار اور بازدید یار و احباب سے کنارہ پکڑا اسی عرصہ مین مظفر جنگ ۱۱۹۱ھ محمد خان کا اقتدار جو کہ مظفر جنگ کے رفقا مین نہایت دخیل تھا رضی الدین محمد خان کی کسی بی بی کو اپنے عقد نکاح مین لایا اس تقریب سے جسوقت کہ رضی الدین محمد خان کسی غرض سے عازم مکہ ہوا ایک تمسک متضمن اپنی وراثت کے اوسکو لکھدیا اور اپنا وصی کیا تھا آخر فسخ عزیمت کرکے بعد تھوڑی مدت کے مرگیا بہت سا روپیہ اور مال اور خزانہ وغیرہ چھوڑ مرا سید محمد خان نے اوسی تمسک کی دستاویز سے قابض ہوکر اوسکی عورات اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور بعد چندے وسیلہ اوٹھاکر اوسکی کسی بی بی جو اوسکے لڑکے کی مان کے سوا تھی اور سب عورتون سے محبوب تر اور مالدار تھی اپنے نکاح مین لایا اور اوسکے مال و اسباب مین متصرف ہوا لوگون کو تقرر وصی سے اسقدر تفرقہ ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسد اللہ خان خبیث چاہتا تھا کہ صدر الحق سے کہکر سید محمد خان سرب کو وصی کرادے اور صدر الحق نے بھی چاہا کہ اوسکے کہنے کا پابند ہو مگر اوسکی عورت نے فریاد کی کہ مین رن بیوہ اور بیچارہ نہین ہون مجھے وصی نچاہیے ہرگز راضی نہونگی تا آنکہ صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا عجب تر یہ ہے کہ اس انکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوئے بتاریخ ہفتدہم رجب ۱۱۹۱ھ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بھائی محمد علی کی بی بی کو اپنے عقد نکاح مین سرفراز فرمایا محمد علی خان اسکے ایام دولت مین اسلام آباد اور رہوگلی اور پورینہ کی حکومت مین رہا اور پورینہ مین ہی مرا تھا خیر وہ عورت بسبب ہونے دو فرزند اور زر و مال کے راضی مناکحت پر نتھی مگر درمیانیون نے دم دلاسا دیکر ایسا لاسا لگایا کہ دام مین پھنسگئی کہتے ہین کہ ایام نیابت نظامت اور جمیع معاملات مین جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تھا اوسکی اقربا وغیرہ کی مستورات آمدرفت رکھتی تھین اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑتی تھی اور بنا بر وصال بعض عورات کے جو اسطرح کی تھین سعی کرتا تھا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور اکثر عورات کو سوال و جواب سنے گئے مگر اوسکا رکھنا نامناسب سمجھا کہتے ہین کہ اونہین دنون مین چونکہ محمد علیخان کی عورت بنا بر مراتب اکثر اسکے گھر مین آتی تھی مظفر جنگ کا میلان خاطر ہوا پس بموجب شرع کے اوسکے ساتھہ نکاح کرلیا العہدۃ علی القائلین والراوین۔

انھین ایام مین گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر اور جنرل کلاورن کی

دیا صاحب کے ہاتھ پاؤن پھول جاتین بجز سکوت کچھ بن نہ آتی الغرض یہ سب باتین طلوع المشرقی
اسنے زعم مین گویا علی ابراہیم خان کو کہتا تھا چونکہ حق تعالے نے علی ابراہیم خان کو ہر امر رفتار گفتار مین
برگزیدہ روزگار کیا تھا اور طبیعت موزون تھی کبھی کبھی اشعار بھی کہتا تھا مظفر جنگ ایسے امور سے
محض محروم تھا اسکی زیبائی موجب رنج مظفر جنگ ہوئی تھی اوسکے عزل کا بہانہ ڈھونڈھ رہا تھا
اتفاقاً اوسوقت مین نجی بیگم دختر رابعہ بیگم نہایت زشت کردار بدکار تھی بموجب غمالبلہ عمدہا ہے
ہند کی چند عورتین فحش اور لونڈیان حرامکار جمع کرکے اونکو تعلیم رقص اور رود و سرود کی کراتی تھی
وصحبت لغو و بیہودہ آراستہ کرتی تھی اوسنے علی ابراہیم خان سے راہ مکر کشادہ کی تشکر احسان کے بہانہ سے
جو کہ اسنے مظفر جنگ کے ساتھ کئے تھے لہذا خان مذکور کو بھائیصاحب اور بھائی جان ایسے
کلمات کہا کرتی تھی چونکہ چندان پردہ دار نتھی علی ابراہیم خان سے بھی بے پردہ ملاقاتین اور ضیافتیں
ہونے لگین اور اوس مجلس مین بعض مخصوصان مظفر جنگ بھی شریک اور اوس محفل کے
مخصوصیات پر آگاہ ہوتے تھے تاآنکہ بیگم مذکور نے علی ابراہیم خان کی رغبت ایک کنیز رقاصہ پرپائی
اور اوسکے اختلاط کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ میری لونڈی ہے مینے تمہین معاف کیا اور دیگر عورات
شریک حال بھی اس بارہ مین اصرار و مبالغہ کرتی تہین کہ کچھ مضایقہ نہین اور وہ جسکی لونڈی ہے
وہ تمہین عطا فرماتی ہے پس اسقدر پرہیز کیا ضرور ہے مرشدآباد مدتون سے حکم ولایت لوطیہ
رکھتا تھا اور ہنوز اسی رنگ پر ہے کیونکہ کثر اشخاص کو یہان کے رہنے والون مین عزت و ناموس کا
پاس ہے بلکہ دولتمند لوگ زیادہ تر اس بارہ مین بہتر سب مفلسون کو ترغیب دیکر آمادہ کرتی
تھی اور بتقاضاے کلام النّاس علی دین ملوکہم کو اس فعل نے رواج پایا تھا شاید کہ چند غریب
وشریف کی عصمت رہی ہو ورنہ بتاہیر مقتدر کو اکثر اسی علت مین مشغول دیکھا ہے جسقدر ہین
یہان وضیع وشریف خوار رسوا ہین اور رم و کثیف خلاصہ یہ کہ علی ابراہیم خان باوجود کثرت شعور اور پرہیز کے راضی ہوا
سچ ہے بموجب قول محتی اکبر نامہ کے عشق کی ہین گی ایسے حال بہت اور محبت کی ہی کمال بہت کبھی سبحہ کو پیر کرتی زنار
کبھی زنار ہووی سبحہ کا تار شاید دو تین مرتبہ کنیز مذکور کو اپنے پاس طلب کیا ہوگا کہ ابراہیم خان مذکور پر تہمت ہی ہوئی
بہرحال مظفر جنگ نے اسی فعل کو دستاویز کیا اور خان مذکور سے برہم ہوا ظاہرا محضر آراستہ کیا
کہ فلان شخص میرے ناموس مین پردہ در ہوا تا رہی اس محضر کیا کہ بجز افترا و رسوائی فائدہ نکلتی
شاید بخوف الکاشتی اور رفع بدنامی کی ایسا امر کیا ہو کہ کوئی [illegible]
مظفر جنگ نے اس مقدمہ کی شکایت دربار عام [illegible]

اور وہ فرستادہ دولت پر متمکن ہوا اور ذی الحجہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے محمد زکی خان ولد محمد حسین خان
اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند کلان بہرام جنگ کو حاجی اسمعیل کی صبیہ سے جو کہ
دونون دختر زادہ رابعہ بیگم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پڑہایا اور ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو
رابعہ بیگم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اوسکے گھر کی رونق جاتی رہی
اگرچہ عیوب و فجور مین متہم اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیان رکھتی تھی قبل بیماری سے بیشتر جملہ
مناہی سے توبہ کی تھی اور بیماری مین پھر نئے سر سے توبہ کی اور لوگون کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمہ
طیبہ اور توحید وحدانیت الٰہی اور نبوت خاتم الانبیا اور منقبت اوصیای رسول سردار اور نادم اپنے
گناہون پر راہی ملک بقا ہوئی رب ان تعذبہا فانہا امتک و ان تغفر لہا فانت ارحم الراحمین اور اوسیوقت تاریخ ۲۰
ماہ شوال کو زلزلہ عظیم آیا جو پچاس سال سے ایسا اشد زلزلہ نہ آیا تھا اور مظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو
جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی نظامت پر مقرر فرمایا اور نایب فوجداری ہر جگہہ بھیجے
از انجملہ عظیم آباد مین بذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگاشی مع تمام رعایا کو
راضی اور خوشنود رکھے مظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشونت کرکے بعض کو
خفت پہونچائی اور مبارک الدولہ سے کچھہ ممانعت بہی نہو سکی تا بحمایت کیا ہو چنانچہ بعد عزل اعتبار علیخان
خواجہ سرا کے جو کہ خادم سلیمان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق مین باپ کیطرح تھا چندروز
مبارک الدولہ کا مدار المہام ہوا تھا مظفر جنگ کے بے التفاتی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے
باوجود عہد و پیمان کے دم نہ لیا مظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار مین بڑا تسلط کرکے زبان زد جہان ہوا
اسی اثنا مین خیانت پیشہ لوگ جو کہ زر نظامت کو خوان لغما سمجھے تھے اور علی ابراہیم خان بنابر اندیشہ
نہ خود لیتا تھا نہ دوسرون کو لینے دیتا تھا اونہون نے مظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان ایسے
احسان فراموش سے منحرف کر دیا اور فیما بین ناچاقی کر وارہوئے اور سخن چینون نے مظفر جنگ کے دل پر
اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی راکہ دود ی ہست در سر زود در گیرد اول کنایہ گفتگو ئین خانہ کو سی شروع کین اور پہر
اپنے مجلس مین بطور طعنہ و تشنیع کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبون ہندو
شعر کہنا نہین جانتا اس باعث سے لباس اور دستار ہندوستانیونکا زیب تن اپنے کے نہین کرتا
تا کہ دعوے عقل اور شعور کا کرون یہ قاعدہ ہندوستانیونکا ہے کہ پڑہے نہ لکھے نام محمد فاضل مگر
جامہ بہت تکلف اور جرأت نامہ برسر کہ ہم بہی شاعر بے عدیل ہین اور عالم بے نظیر اگر ایک انہین کے معنی
دریافت کرے یا پوچھے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

ترجمہ پروردگار عالم اگر عذاب کرے تو اوسپر پس وہ تیری لونڈیون سے ہی اور جو تو بخشش فرماوے پس تو رحیم و مہربان نہایت مہربان ہے ۱۲

اور اوس وقت کوئی اون سے نہیں خبط ہو سکتا کہ مبادا کچھ لالچ دیکر سے ایکائی کرا
القصہ یہ گران چوری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی تا آنکہ نند کمار واجب القتل ثابت ہوا
یہ مرد بد باطن مغرور موذی خلق تھا اگرچہ دو ایک لوگون سے احسان بھی کیا تھا مگر عجیب بیباک
خدا نا ترس مردم آزار تھا بہر حال اوسکی سزا مقرر ہو گئی چونکہ جنرل نے اوسکے دلمین کر دیا
تھا کہ کوئی تجھسے کچھ نہین کر سکتا اگر زیر وار تک لیجاوین مرگز خوف و ترس نکھایا بہرصورت گورنر کی دشمنی
کرنا علاوہ اسکے خود بھی مزاج مین صلابت رکھتا تھا ثبوت قصور گورنر مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گورنر
اوسکے تقصیرات کا اثبات کرتا تھا ان دونون آدمیون کے سوال و جواب دستخط انگلشی سے لکھی گئی
جسکی کتاب اس جماعہ کے لوگون مین مشتہر ہے القصہ جب تقصیر ثابت ہوئی ساتوین جمادی الثانی
۱۱۸۹ ہجری کو نند کمار کی جاے مقررہ پر پھانسی ہوئی اور اوسکا نقد و جنس تعلیقہ ہو کر اوسکی لڑکی
راجہ گرداس کے حوالہ ہوا کہتے ہین کہ باون لاکھ روپیہ نقد اور اسیقدر نقد و جنس حساب مین
آیا اور نند کمار کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگون کی طرف سے بنالین تہین برآمد ہوئین ــــ

جنرل کلاورن سے مظفر جنگ کا موافق ہونا اور اوسکا مرشد آباد کی عدالت فوجداری پر مامور ہونے وغیرہ کا بیان

جب جنرل کلاورن کے غلبہ کا آثار پیدا رہا مزاج مظفر جنگ خفقانی کا جو تلون سے خالی نہین تھا
جنرل سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مآل اندیشی سے مانع ہو کر کہتا تھا کہ ابھی جسطور سے
گذرتا ہے گذران کرنا چاہیے گورنر نے آپکی آبرو بخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نکرنا
چاہیئے دیکھنا چاہیے کہ کیا انجام پیدا رہوا اگر جنرل مجاز ہوتا ہے تمنے اوس سے کچھ بدی نہین کی کہ
وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بھی تمھارے ثبات مزاج سے راضی ہو کر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ
جو کسیقدر خود رائے ناسخن شنو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت نہوا اور جنرل مذکور سے توسل
پیدا کیا گورنر نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہو کر اوسی جنرل پر چھوڑا جنرل نے اوسکی واسطے
مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کہ اس سے خبرگیری اور تدارک قطاع الطریق اور چورون کی
اور انفصال مقدمات فوجداری اور خونریزی اور زنا سے مراد ہے تجویز کی اور بہت سا روپیہ درماہہ
عمال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد و اتباع کے کونسل سے خلعت دلا کر پندرہوین رمضان
۱۱۸۹ ہجری مین مرخص کیا دوم شوال کو مرشد آباد آیا سکان شہر نے بہرصورت اسکی اطاعت کی

خواجہ سرا سے باہر ہوا خواجہ سرا سے مذکور کا تغیر ہوا لیکن چونکہ منی بیگم زردار اور مفسدہ پر ہوشیار ہے ہمیشہ مبارک الدولہ بطبع وراثت اوسکے اختیار مین رہا اور وہ یون کہتی ہے کہ اگر مجھے میری بڑے اپنے مال و زر فقرا اور تمہارے بیگانون کو دیتی ہون فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ لوگو نکو اوسکی سطوت سے ڈر تا ہے اور کوئی اوسکی دولت سے توقع رکھتا ہے اور وہ بھی چندان امور دنیاوی سے توقع نہین رکھتا جس سے لوگون کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکو کسی سے تعرض نہین بجز اپنے مصارف کے کچھ نہین چاہتا اسی وجہ سے اب تک منی بیگم کا تسلط بدستور اور نیابت نظامت کی اوناب اوقات انقلاب مین ہے اسی سال مین اونتیسوین جمادی الاول کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت تیز طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہمراہ مسٹر الیٹ کی انگلنڈ کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کر کے مخصوص علم ہیئت اور مفردات اور مرکبات او وقیہ خواص اکثر اشیا اور معرفت اجرام علوی یعنی کواکب فلکی اور بعض صنایع دیگر مانند تشریح ابدان وغیرہ کے جسقدر مدت قیام مین میسر آیا تحصیل کر کے اور اوسکا ترجمہ کر کے ۱۱۹۲ ہجری مین واپس مرشد آباد آیا اور یہان لوگون سے ظاہر کیا امراے نادر روشناس سے کسیکو توفیق نہوئی کہ تھوڑا سا روپیہ خرچ کر کے اپنا نام مشتہر کرے اور وہ شخص اوس علوم کو اسکے نام سے صفحہ روزگار مین پایدار کرے گورنر بہادر نے جو کہ شعور و ہوشیاری اور دانائی اور کارگذاری مین نادرۂ روزگار تھا تسلیم و اغماض سے کار فرما ہو کر ضروریات مین توجہ نامناسب جانی ارادہ کیا کہ اول اپنی بردگی کر کے جنرل کی نادانی ظاہر کرے از اندازان کوتہ اندیش مخصوص نندکمار کو سزادی بعد ازان تدارک بھی کلارک کرے اور امور پرداختہ جنرل کو درہم کرے لہذا مدت تک جنرل کی جوابین بکرای راستی و خیالفین کی دروغگوئی ثابت کیا

معارضہ کرنا نندکمار کا گورنر ہشتنگ بہادر سے اور سزا پانا

بعد ازان اکثر عیوب نندکمار کے اشتہار کر کے ثابت کیے منجملہ اوسکے یہ چند عیب تھے کہ یہ شخص ہر ایک کے دستخط کرتا ہے اور ہر ایک کے نام سے مطابق مہر اپنے پاس رکھتا ہے او تمسک اور خطوط جسکے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ تمسکات کے ایک تمسک مہری بلاقید اسطرح کا تھا جسکا روپیہ سرکار کمپنی سے لیکر تصرف کر لیا تھا ان امورات کی تحقیق مین گران بوری مقرر ہوئی گران بوری اسکو کہتے ہین کہ ۱۲ بارہ آدمی معتمد انگلشی مقرر ہوتے ہین اگر مدعا علیہ اوسکو قبول نکرے تو دو مرتبہ اوسکے انکار سے ندبدلے جاتے ہین تیسری دفعہ پھر کچھ انکار و اقبال نہین سنا جاتا ۱۲ بارہ آدمی ہوتے ہین لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز سزا کرین

جاگیرسے اوسکو دیوے اور زر بہاے فاضل دیوان امانت رکھے تاکہ مہاجن کو عوض باقی عوض سیم ادا ہوا
زمانہ مین کہ بندہ پیشتر ۱۲۰۵ برس دن کلکتہ مین رہا اور بوقت مرحبت کی صحبت مین تھا بندہ نے او سکو
سنا کہ ہر دکہ مین علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہا کہ اگر تمام عمراحسان کی شکرگذاری اور خدمت کرون
تمہدہ واجبہ سی باہر نہین ہوسکتا ہون اور ان شاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اکثر قبلہ کہتا تھا اکثر کہتا اپنا کرام رفقا
لاکہون خورد و نوش کر کے چلدیئے اگر احسان ہے تو علی ابراہیم خان کا ہے ورنہ خریدہ ہون اسکا غلام ہو
میرا باپ اور بہائی ایسا نکرتا جو اس سے ظہور ہوا کہ تمام صحبت مین ہر دم و ہر لحظہ اوسکا دم بہرتا تھا

آنا جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس روساے کمیٹی اور گورنر سے مناقشت ہونا اور بارول کا گورنر سے اتفاق

ناظر جنگ اپنے حصول تمنا کی انتظار مین تھا کہ جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس باہم مدار المہام
کمیٹی اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر بہادر اور مسٹر بارول کے بادشاہ اور کمپنی کی طرف سے اواسط شعبان
۱۱۸۸ ہجری مین پہونچے دو آدمی یہان کے سردار و نمین ایک گورنر اور دوسرے مسٹر بارول منجملہ پنج کمیٹی کے
رہگئے چونکہ وہ تینون فرستادہ بادشاہ اور کمپنی کی بنا پر تحقیقات تقصیر گورنر کے مقرر ہوئے تھے اور جنرل کلاورن
ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلند کی ملازمین مین تھا اور کرنل منسن امیر ریاست کل فوج کا بعد
وصول جنرل کلاورن کے مرتبہ گورنری پر رکہتا تھا اور مسٹر فرانسیس دوسرے درجہ جنرل کلاورن پر باہم متفق
تھے عجیب طنطنہ اور دبدبہ رکہتے تھے ہنگام ملاقات نذر تک جو کہ مما لیہ ہندوستانی ہے نہین لیتے تھے حتی کہ
ڈالی بھی رو فرماتے تھے گورنر کے معاندون کو باخود موافق کر لیا چنانچہ نندکمار کو جو شمس الدولہ اور لارڈ کلیو
اور نیز اسوقت مین عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ کا مرغوب النظر تھا مقرب بنایا اسکے وسیلہ سے اکثر لوگ لالچی
فسادی باسید اقتدار اصحاب ثلثہ مذکورہ سے متوسل ہوئے اور تحقیقات امور مخفی کی شروع ہوگئی اور
ان پانچ آدمیون مین ناعیاقی صحبت اور اختلاف رائے کمال درجہ کو پہونچی سخت تشویش طرفین سے
متوسلون کو ہوئی حتی کہ فیما بین جنرل اور مسٹر بارول کی طمانچہ بندوق سے حسب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دونو
آخر کو بیچ گورنر اور بارول یکدل رہے اور تینون آدمی ایک طرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کے جو تینون کس
تھے گورنر پر جو دو نون تھے غلبہ ہوا اکثر امور جو اتفاق رائے طرف جنرل کی کیا تے تھے چنانچہ گوران نام ایک انگلشی صاحب کلان
مرشدآباد اور مسٹر بیچ صاحب کلان عظیم آباد اور تھک نام صاحب کلان پٹنہ اور مسٹر سیفو صاحب کلان ڈہاکہ اونکو جنرل
کی تجویز سے مقرر ہوئے اور مبارک الدولہ جو والدہ بیگم سے منی بیگم سے صاحب ہوکر گوران کی انگیز اور سنگی توسل سے
جنرل تک پہونچا مفتدہم ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری کو مختار کار ریاست ہوا اور قبضہ اختیار منی بیگم اور اعتبار علیخان

حوالہ کسی اپنے متصدی کے کرکے جبر و تعدی سے بابت کیسقدر روپیہ بقدر حاصل ہر ایک سے لیتا جب اسیطرح سے روپیہ حاصل ہوجاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا بہرحال خوشنودی اشخاص مذکور منظور تھی بغضب خدا کو ہیچ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مہاراجہ شتاب راے نے اپنی آنکھون سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص ناحق خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکھتا کہ ناحق ان بیچارہ کو ستاتا ہے اور ان سے مروت ہوئی کچھہ کہتا اور بعدہ اوسکو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلاکر نذرانہ بیشمار سے مالامال کر دیتا ہے

رہائی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور بسر کرنا ایک مدت کلکتہ مین بذریعہ امیدواری اور آخر لاچاری مین راضی ہونا

مظفر جنگ اس دار وگیر مین نہایت مضطر اور بیبس ہوگیا تھا کیونکہ اکثر متعلقین اور خود بہی بخیہ ہی کی وجہ سے کسیقدر متہم تھا امرت سنگہ اوسکا دیوان نہایت بیشعور اور کاغذ فہمی سے نہایت دور اور لوث اسکی رشتہ حوالی سی گریان تھے اسوقت مین ہر ایکنے اپنی راہ لی امرت سنگہ نے بحیلہ اور تخویف اظہار بعض اسرار کے فارغخطی لیکر کسی مکان مین واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علی ابراہیم خان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کاغذات معاملات متواتر نوکری کی شرم سے کمر ہمت چست کی اور تھوڑی مدت مین ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروائی سے ماہر ہوکر مستعد وکالت ہوا اور نندکمار کے سوالات کے جوابات کا بہی متعہد ہوا اور اوسکی کینہ وری سی نہ ذرا استحقاق مین ہو سنا گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات بجز تسکین دیگر ہر ایک کا منہ بند کر دیا سامعین کو بجز تحسین و آفرین کچھہ کہتے نہ بنا اور مظفر جنگ نے اسکی تقریر کے بدولت پچیسوین ۲۵ ربیع الاول ۱۱۸۷ھ ہجری کو رستگاری پائی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اوسکے دروازے سے پہرے اوٹھائے گئے مظفر جنگ اس امید سے کہ شاید مانند شتاب راے کے بدستور شریک کونسل مرشدآباد ہو کلکتہ مین مقیم رہا اور مفت خوران کلکتہ نے جنمین اکثر علاقہ بعض اصحاب انگلشی کے کونسل کا ہے اسکو دام فریب مین پہنسا کر یہ روز ایسے کلمات سے خوش کرتے تھے کہ آج فلان صاحب ایسا کہتے تھے اور وکلا ایسا فرماتے تھے فلانے کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلانے نے فلانے سے ایسا سنا ہے مظفر جنگ ایسے اخبار انکی سنکر امیدوار ہوا اور مخبرون کو اپنا ہوا خواہ سمجہکر اونکے حسب اشعار اکثرون کو روپیہ بہی دیا اسی سبب سے زیربار اور مقروض ہوا مندو اوس زمانہ مین بحصول ثواب مغفرت الدولہ کے کلکتہ آکر مظفر جنگ سی موقع امانت پایا تہا تہا مگر اوسے توفیق نہوئی تو مدعا اس امر کا تہا کہ بندہ کی جاگیرات اپنے عامل جاگیر کے سپرد کرے اور اوسکا عامل میرے قرضہ کا مہاجن سے ضامن ہوجاے اور میری معاملات

پہر کچھہ بہی اوسپر نظر کی لاچار شیخ جی اودہ اور لکہنو اور الہ آباد کو عازم ہوے اور پہر پہانسے عظیم آباد کو آئے اونکی تقریب سی بندہ
کی بہی ملاقات اوس بزرگ سی ہوئی اور بندہ نے اوسکی ملاقات کی تقریب مہاراجہ شتاب رای سے کی باوجودیکہ ہندو تہا
مگر بمجرد استماع احوال بلا تعصب سوار ہوکر اوسکی پاس آیا اور مع دو ایک خدمتگار اور میر قوام الدین خان کے اوسکی حضور مین
جاکر سلام کیا ہر چند شیخ جی نے مسند پر بیٹھنے کو کہا مگر شاید ادب کی راہ سے مسند پر تو نہ بیٹہا مگر گوشہ گیر ہوکر تہوڑی
دیر کی بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہوا جس شام کو وعدہ آنے کا تہا مسند تکلف بچہائی اور خود جاکر گوشہ سفید پر بیٹہلائے
لوگونکو کہہ دیا جب تک وہ یہان رہین تم لوگ نہ آو بعد نماز مغرب یکسر بندہ کے ہمراہ آیا مہاراج نے زینہ تک استقبال
کرکے مسند پر بیٹہایا کمال خوبی سی گفتگو ہونی لگی شیخ مذکور نے خوش ہوکر کہا کہ ہم چاہتے ہین حق تعالی ذخیرہ اخلاق کا
تمہین دیا ہی کل مسلمانونکو عطا کرے جو کہ اسکی زبان عربی تہی مہاراج جی نہ سمجہتے تہے بندہ نے ترجمہ کرکے سنا دیا
مہاراج مذکور نے اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا اور دو خوان پارچہ عنایت کئے اور بعد رخصت کسی معتمد کے ہاتھہ ایکہزار روپیہ
کا توڑہ بہیجا کہ بندہ نے پوشیدہ شیخ جی کے حوالہ کیا ایکمرتبہ ایک شخص مہاراجہ شتاب رای کے آشنایون مین سی جو کہ
منجملہ اقربای راے رایان ناگرمل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سی تہا بقدیم رسم گیا جو مذہب ہنود مین بعد وفات
والدین کے رواہی عظیم آباد آیا وقت رخصت خط سفارش کے درخواست بنام راجہ شتاب رای کے کی ناگرمل نے کہا کہ تمہین
بہی وہ پہچانتا ہے اور یہ کام ہماری گردہ مین عمدہ ہے یقین کہ کچھہ قصور نکرے اور مجھے خیال ہے کہ میری تحریر سی خلل ہو
کیونکہ اوسکی القاب لائقہ حال کی لکہنے سے مجھے عار ہے اور اگر قرینہ سابق سے لکہون وہ رنجیدہ ہوگا چونکہ مہاراجہ شتاب رای
ہر ایک جگہہ کے اعیان وارکان وبزرگان سے مستدعی رہا کرتا تہا کہ جہان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کرین اور
بلا جبر ونقصان کے تحریر کرین اور ہر ایک کی ساتھہ اسکے عوض مین خدمت واجبی ماہواری کیا کرتا تہا یہ خبر بہی
اسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات کے اشتکار کیا کہ آپ سا دوست تشریف لاوے اور رای رایان دو کلمہ خیریت غرض سے
مجہی یاد نکرے مقام عبرت ہے اوسنے کہا چونکہ مجہی سے خدمت مین بندگی تہی حاجت تحریر تہی شتاب رای نے
جوابدیا ایسا نہین ہے چونکہ وہ بہی مرد ہوشیار تہا سمجہہ گیا کہ اصل مطلب سے مہاراج آگاہ نہین اوسنے کہا پس مہاراج
پر خود بظاہر ہی حاجت اظہار نہین بعض مقربین نے مانند راجہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تہی اس
معاملہ کو نسمجہے بعد جانے اوسکے کے دریافت کیا مہاراجہ نے جو کچھہ اخبار سے معلوم ہوا تہا اظہار کیا اور کہا انشاء اللہ
اسکا تدارک بخوبی کرتا ہون مگر یہ بہی کسی نے نسمجہا کہ اصل غایت کیا ہے جس وقت کہ وہ رخصت ہوا تواضع لائق
کرکے ناگرمل کے نام باوجود بیغرضی عرضی نہایت فروتنی مین لکہی بدین مضمون کہ عنایتنامہ والا کا اصدار ہونا موجب
افتخار فدوی بے مقدار ہی امید اشفاق بزرگانہ سی یہ ہی کہ دور افتادگان حضور کو بامراد رقعہ جات یاد فرمایا کرین اور تحفجات
قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر اگرہ اور اقمشہ لباس سفید بنگالہ اور دندان فیل ہمراہ پلنگ اور ولایتی گہڑیان اور

نمک پروردہ ہے اور آقا سلمان گرجی کے ملازمان مین سے ہے گرجی مذکور صمصام الدولہ کا غلام اور اوسکے گھر کا معتمد علیہ
اور میر سامان تھا اول یہ شخص کم تنخواہ پر نوکر ہوا آخر کار اپنے حسن کارروائی اور نیکو خدمتی کے سبب اپنے آقا سلمان کے گھر کا مدار المہام
اور صمصام الدولہ کے سرکار مین صاحب اختیار ہوا جب صمصام الدولہ جان بحق ہوا اور شاہ آباد مین انقلاب بسیار
پیدا ہوا اپنے اپنا رہنا وہان نامناسب دیکھا دیوانی صوبہ عظیم آباد کی مع محالات جاگیر انکی صاحبزادہ کو جو کہ پرگنہ بلیح
اور مالدہ مین تھی لیکر اسطرف آیا اور جب مذکور بالا کے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار متصدی ہوا اور ان چند برس تیقہ
اکثر اوصاف سے موصوف تھا بندہ کی دانست مین کل روسای بلیح اور سیستان سے جو اس زمانہ مین ممتاز تھا
اور باوجود متصدی گری کے شجاعت اور دلیری سے بھی خالی تھا اور باوجود کمال عروج اور تقرب وزیر و شاہ مطلق
نخوت نہ تھا ہر ایک نجیب اور شریف کے ساتھ نہایت تواضع اور خوش خلقی سے پیش آتا تھا ہر ایک کا مطلب آسانی
حاصل کرتا اگر کسی کا مدعا حاصل نہ ہوتا اوسے زبانی تقریر سے کہ بس کر رخصت کرتا اور باوجودیکہ کثرت کار سرکار
سے ایک ثلث رات گذرنے تک فرصت نہ تھی مگر کبھی دلشکستہ نہ ہوتا اور کبھی کوئی سخت کلمہ اوسکی زبان سے نہ سنا گیا اور جو
جز و رسی اور قدر قیمت شناسی ہر چیز کی دنائت نہ رکھتا تھا اور قیمت جنس نفیس ملکی ہر ایک کو موافق مرضی اسکے دیتا تھا سلیقہ
معاش ثابت درست تھا جنس وغیرہ دور دراز سے جہان بکفایت میسر آتی تھی منگوایا کرتا تھا اور بحر و بر آئے صاحبان
نامور کے اونکی مہمانی مین مصروف ہوتا اور شادی وغیرہ مین جب لوگونکی ضیافت کرتا تھا اوسکا دسترخوان
رونق مقابلہ رکھتا تھا خود بھی حاضر ہوکر کھانا وہ طعام خوش غذا یا شستی شیرین زبانی کا ذائقہ چکھاتا تھا شرم حیا
استقدر تھی کہ اوسکی عمر مین کسی نے بھی کبھی نہ دیکھا اور نہ مطلع ہوئے کہ کسوقت اپنی معشوق کے پاس گیا اور کب
برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی ہم قوم عورت سے نہایت تعشق تھا اپنی بی بی سے جو راجہ کلیان سنگھ دیوانی سنگ
کی مان تھی کچھ تعلق نہ رکھتا تھا اس اقامت گاہ سے دور اوسکو علحدہ ایک مکان بنوا دیا تھا اور سامان و مرتبہ افزونی
تھا لیکن اوسی طرح پر کہ کسی کو اطلاع ہوئی اکثر لوگ صاحبان عمدہ انگلشیہ سے موافق ہوکر کار تجارت کمپنی مین
مشغول ہوکر ہر سوان عمدہ رہا اور جب کچھ اتفاق ہوا اوسنے اپنے مونہہ کی کھائی اور آخر اوسی کی حمایت سے
پہنچے تھے جو شخص شاہجہان آباد سے آتا تھا بہر صورت اوسکے ساتھ رعایت کرتا چونکہ خرچ مع اخراجات کیواسطے
قلیل سا روپیہ مقرر تھا اور باقی روپیہ مین اختیار تصرف تھا اگر ممکن ہوتا کسیقدر اوسکا درماہہ مقرر کردیتا گاہ
بگاہ اوسکو بلا کرتا تھا ورنہ بصورت عدم امکان کے کارہای معین پر تعینات کرتا اور وہان سے کچھ حاصل کر اپنا
اگر یہ بھی نہ ہوسکتا اپنے پاس سے زاد راہ دیکر رخصت کر دیتا شیخ شرف الدین محمد توتا شہید اول شیخ سعید شہید محمد مکی اعلی اللہ
درجتہم و فاضل شیعہ کا رہنے والا تھا بوجہ احتیاج اور ہندوستان کا امرای بخشش کا مال سنکر اسی برس کی عمر مین بنگالہ
آیا اور قریب ایک برس کے مرشد آباد مین تنگی مین بسر کرتا رہا باوجودیکہ ادیب او ناظم دونون حضرت سلمان اور زر دار تھا

کثرت کی اور بہ رہ پہونچ کیا مون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی الطبیب کہ جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اونکی حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض خوشامدگویان ناحق شناس نے اونکے حضور مین فقیر کو جملہ نقصان ہونہار جنگ سے ظاہر کرتے تھے اور اوسنے از مین فیض علی بہیری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے الطبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے بعد ازان جب کہ اضطرابی سے رجوع ہوا دوا اے مجہول الاجزا کی کہانے سے جو اوسکے غیبت مین بنایا جاتا منع کیا اور اوسی بہی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجہا چندروز ترک دوا کرکے طبیعت پر چہوڑ دیا بعد ازان بہ کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالجہ بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجہا مسہل تجویز کیا معدہ اوسکا نہایت ضعیف ہو رہا تہا اب اور بہی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی —

عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کی اور بہیر رنگ لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب رای کے عماد الدولہ بہادر بنابر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اور بیچ ہجری ربیع الثانی کو مرشدآباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر یا جمادی الاولے کے شروع ۱۱۸۷ ہجری کو عظیم آباد پہونچا چاہتا تہا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تہی علی ہذا راجہ دو روز عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ چیت سنگھ ولد راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چندروز ہوئے تہے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنای راج کا اوسکو استحکام دیکر رخصت ہوا اور تہیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین باخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور کو راجہ شتاب رای نے اس عہد سرای سے کوچ کیا اگرچہ اسکو اور نیز اسکی لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تہے بلکہ حضرت سلام کیطرف زیادہ غلبہ جہکا گیا تہا نہ بابر بنای ہنود ہون کے اوسکو جلا دیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چندایام بنابر دفع بدنامی کے کہ شتاب رای کی ساتہہ نیکی نہ پائی کہلانے راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب رای کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بہ سبب کم سنی کی نہ رکہتا تہا باپ کی جگہہ بر مامور کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکہا تہا و اسکے کسیقدر واسطے اسکی نان کے بہی زیادہ کیا لیکن پچیس ۲۵ لاکہہ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تہا موقوف کرکے اوسکا سند و بست اختیار کونسل مین رکہا اور لوگون کی تنخواہین خزانہ خالصہ پر کردین

راجہ شتاب رای کی نیکناموں کا بیان

یہ شخص قوم کایستہ سکہہ سینہ رہنے والا شاہ آباد کا تہا صمصام الدولہ ولد صلابت الدولہ خان دوران امیر الامرا

کثرت کی اور پرہیز ٹوٹ گیا تمون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کہ
جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اوسکی حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض
خوشامدگویان ناحق شناس نے اونکے حضور مین فقیر کو جملہ مخلصان ہوشیار جنگ سے ظاہر کرتے تھے اور اونکے
مین فیض علی میری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے
بعدازان جب کہ اضطرابی سے رجوع ہوا دوا سے مجہول الاجزا کی لہانے سے جو اوسکے غیبت میں بنایا جاتا تھا
منع کیا اور اوسسے بھی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجھا چندروز ترک دوا کے طبیعت پر چھوڑ دیا بعدازان
کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجھا مسہل تجویز کیا معدہ اوسکا
نہایت ضعیف ہورہا تھا اب اور بھی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی —

عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کو اور پھر لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب رای کے عماد الدولہ بہادر بنابر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اور بتاریخ
ربیع الثانی کو مرشد آباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر ماہ جمادی الاولی کے شروع ۱۱۸۷ھ ہجری کو عظیم آباد پہونچا
چاہتا تھا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تھی عذر بیجا مذکور کیا پہونچا گو چند روز
عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ چیت سنگہ ولد راجہ بلونت سنگہ
زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چندروز ہوے تھے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنا سے راج کا
اوسکو استحکام دیکر رخصت ہوا اور تہیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین باخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور راجہ شتاب رای نے اس جہان سرای
سے کوچ کیا اگرچہ اسکو اور نیز اسکے لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تھے بلکہ حضرت سلام کیطرف زیادہ غلبہ تھا کیا تھا
بنابر رضای ہمقومون کے اوسکو جلا دیا گو نہ عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنابر دفع بدنامی کے کہ شتاب رای کا ساتھ نہ
نہ پایا جاوے راجہ کلیان سنگہ ولد راجہ شتاب رای کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بہ سبب کم سنی کے نہ رکھتا تھا
باپ کی جگہ پر مامور کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکھا علاوہ اسکے کسیقدر واسطے اسکی نان کے بھی زیادہ کیا
لیکن پچیس ۲۵ لاکھہ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تھا موقوف کرکر اوسکا سند و بست اختیار کونسل
مین رکھا اور لوگون کی تنخواہین خزانہ خالصہ پر کر دین

راجہ شتاب رای کی نیکنامیون کا بیان

یہ شخص قوم کایستہ تیسکہہ سینہ رہنے والا شاہ آباد کا تھا صمصام الدولہ ولد صلابت الدولہ خان دوران امیر الامرا

کثرت کی اور پرہیز ٹوٹ گیا تو مون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کہ
جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اونکی حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض
خوشامدگویان ناحق شناس نے اونکے حضور مین فقیر کو حملہ نقصان ہونبار جنگ سے ظاہر کرتے تھے اور اوننداونِ
مین فیض علی میری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے
بعد ازان جب کہ اضطرابی سے رجوع ہوا دواے مجہول الاجزا کی کہانے سے جو اوسکے غیبت مین بنایا جاتا تہا
منع کیا اور اوسسے بھی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجہا چندروز ترک دوا کر کے طبیعت پر چہوڑ دیا بعد ازان بنا بر
کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجہا مسہل تجویز کیا معدہ اوسکا
نہایت ضعیف ہورہا تہا اب اور بہی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی —

عماد الدولہ مسٹر ہستینگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کی اور مسٹر ہستینگ کا لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب راے کے عماد الدولہ بہادر بنا بر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اور بتاریخ ہفتم
ربیع الثانی کو مرشدآباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر یا جمادی الاولے کے شروع ۱۱۸۷ ہجری کو عظیم آباد پہونچا
چاہتا تہا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تہی عند یہ چار روز اکثر ایام اوز دو روز
عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ چیت سنگھ ولد راجہ بلونت سنگھ
زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چندروز ہوے تہے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنیاد راج کا
اوسکو استحکام وغیرہ حسن ہوا اور تہنیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین آخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور کو راجہ شتاب راے نے اس عبرت سراے
سے کوچ کیا اگرچہ اسکا اور نیز اسکے لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تہے بلکہ حضرت اسلام کیطرف زیادہ غلبہ جہکا گیا تہا
بنا بر رسم ہم قومون کے اوسکو جلا دیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنا بر دفع بدنامی کے کہ شتاب راے کی ساتہہ بدی
نہ پائی جاوے راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب راے کو اگرچہ بلیاقت اس منصب کی بسبب کم سنی کی نہ رکہتا تہا
باپ کی جگہ پر مامور کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکہا تہا اور اسکے کسیقدر واسطے اسکی مان کے بہی زیادہ کیا
لیکن پچیس ۲۵ لاکہہ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تہا موقوف کرکے اوسکا بندوبست اختیار کو اپنے
مین رکہا اور لوگون کی تنخواہین خزانہ خالصہ پر کر دین

راجہ شتاب راے کی نیکنامیون کا بیان

یہ شخص قوم کایستہ سکسینہ رہنے والا شاہ آباد کا تہا صمصام الدولہ ولد مرحوم خاندوران امیر الامرا

مع مبارک الدولہ کے عنایت اپنا دست نگر اور محض بے اختیار رکہتی بہی در حقیقت مبارک الدولہ بہی لیاقت
رکہتا تہا تا اگر بعد شدت عظیم کے اونکو فرح نصیب ہوئی اسکا بیان انشاء اللہ تعالی عنقریب حوالہ قلم ہوگا ــــ

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب رای کا اوسکے پیچہے اور انگلیشیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا پیہرو انگاشی مین بتاریخ تیئیسوین محرم ۱۱۸۴ہجری کو روانہ کلکتہ کیا ایک خلق
کثیر نے براہ زمانہ سازی پلاسی تک مشایعت کی اسیقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا دریای
قلزم بے پایان ہے اور شہرے ناپیرسان چونکہ مظفر جنگ معتوب کمپنی تہا زیادہ تر نے اتفاقی اسکی مقدمہ
مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گرام نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب راے
سے بیگانہ تہا کوشش کرکے بہی حکم قید بہرہ شتاب راے کا واسطے عظیم آباد کے بہجوایا چونکہ راجہ مذکور ایام
حسن خلق اور سلیقہ کاردانی اور کارگزاری سے ہرایک کو خوشنود اور راضی رکہتا تہا ہوشیار جنگ حاجی
ونسٹرٹ نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم نو آشنا رنگ کے روز معین کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ ظاہرا
آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینے کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای بتاریخ
بقرعید بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے کہا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب
کے رہے اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکلکر اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے
اور کوئی نفر سلام وغیرہ فرمان بری مین بے ادبی نکرے اسیطرح کلکتہ پہونچا وے راجہ مسطور اسیطرح
سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت تہدو کو معلوم
نہین ہوئی بروقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشد آباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل
کے نام حکم اطلاعی معزولی راجہ شتاب راے اور مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہہ پر مقرر ہوئی
دوسرے روز اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار ہ کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین
حاضر ہون اور خود جاکے کونسلیہ کی جا ہو کر کے حجرہ مین مع کونسلیہ کے بیٹہا اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین
ترجمہ کرکے برآمد ہوا اور دربار عام مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور آواز بلند سے پڑہا وہ مضمون یہ تہا
کہ مہاراجہ شتاب راے کو دیوانی خالصہ سے معزول اور عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسکی جگہہ مامور ہوئے چاہیے کہ
عمال معاملات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین بحال اور
برقرار جانین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کاروبار مین بلاشرکت نائب ہندوستانی کے
کارفرما ہین اگرچہ اس سے پیشتر بہی بعد فوت ہونے میر جعفر خان کے مختار انگلشیہ رہے ہین الا فی الجملہ اعتبار تہا

مظفر جنگ اور شتاب رای بھی رکھتے تھے اور بعد چند سال کے یعنی ابتداے ورود گورنر ہسٹنگ بہادر کے جو سنہ ۱۱۸۶
مین واقع ہوا آجتک کہ ماہ محرم سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین ارباب کونسل معاملات ملکی و مالی مین بلا شرکت و نیابت
ہندوستانی کے مختار ہین مگر چند متصدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تھے نوکر اور فرمان بردار
ارباب کونسل کے ہین اور کلکتہ مین دولبھ رام کا لڑکا نام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کرنل
اور ہیر انگلشی کے جو دیوان خالصہ ہو مقرر ہے آیندہ خدا جانے کیا ہو بعد ازین شروع سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین خیالی رام
کلکتہ گیا اور محالات صوبہ عظیم آباد کی اپنے نام اور کسیقدر بنام کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رای کے مستعمد کرالایا اور پھر دو تین
عظیم آباد کی بعد بگیر نفاق ہوا اساد ہو راس اور خیالی رام تھوڑی زمانہ مین اسیر و ذلیل ہو کر بے اعتبار ہوئے اور کلیان سنگہ نہایت اصلاح ...

ذکر آنے عماد الملک مسٹر ہسٹنگ بہادر کا مرشد آباد و بنگالہ کو اور وہان سے کلکتہ کی سعادت و
اور رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار
پانا مگر محروم و مایوس ملک عدم کو سدھارنا اور مظفر جنگ کا ڈاک اقتدار اپنے لاچار بسر کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب رای بہیرہ انگلشی مین وارد کلکتہ ہوئے عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ نے بنا بر اطلاع و انتظام
معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی بموجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسلی کو جو واسطے انتظام
ہند اور بنگالہ کے مقرر تھے موقوف کیا اور ادس کام پر کہ پانچ آدمی مع عماد الدولہ کے گورنر کمیٹ مقرر ہوئے تھے
چار آدمی تھے ایک مسٹر بارول تھا جو سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین ولایت گیا اور تین آدمیونکا نام بندہ کو معلوم
نہین اور کونسلی دس بارہ ادمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمپنی مین مقرر رہے لیکن تابع ارباب کمیٹی کے
القصہ گورنر اخیر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین تنہا مع بعض ارباب کمیٹ کے وارد مرشد آباد ہوا اور
دوشنبہ کے روز مرشد آباد مین رہکر بعد بند و بست معاملات اور عزل و نصب بعض عملہ بتوسلہ مظفر جنگ کی
راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا درماہہ مع ناظم کے جو چوبیس ۲۴ لاکھ سولہ ہزار روپیہ ... کہ خرچ کا اختیار
منی بیگم کو اسی نظر سے کہ مبارک الدولہ ہنوز لڑکا تھا کیا تھا اور روپیہ واسطے کارخانہ عمارت اور درماہہ حرم واجب الرعایت
جو ہمیشہ لازم اور مورد مراحم رہی ہین اور نیز واسطے میر جعفر خان کی اقربا عورات مثل خولہ اور بعض اولاد مہابت جنگ اور
اسباب تجمل اور عملہ ضروری کے واسطے کمیٹی سے مقرر ہوا اور اسیطرح کچھ تھوڑا سا واسطے بعض
عظیم آبادیون کے نایب ... کر کے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگہ کے درماہہ مین ان لوگون کی تنخواہ شریک
نہین بلا حرج ماہ بماہ پاتے ہین اور جو لوگ ناظم کے شراکت مین طلب دار ہین دو تین برس مین بغیر
اور تبدل اونکا ہوتا ہے باہم نفاق اسقدر ہے کہ ایک دوسرے کی درپی تخریب رہتا ہے چند شریف

مع مبارک الدولہ کے ضمانت اپنا دست نگر اور محض بے اختیار رکہتی بہی درحقیقت مبارک الدولہ بہی
رکہتا تہا تا آنکہ بعد شدت عظیم کے اونکو فرح نصیب ہوئی اسکا بیان انشاءاللہ تعالی بتقریب حوالہ قلم ہوگا

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب رای کا اور سکے پیچھے اور الکیتیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا بہرہ انجاشی مین سال تاریخ تیسوین محرم ۱۱۸۲ ہجری کو روانہ کلکتہ کیا ایک خلق
کثیر نے براہ زمانہ سازی پلاسی تک مشایعت کی اسیقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا دریای
قلزم بے پایان ہے اور شہرت نا پیرسان جو نا مظفر جنگ معتوب کمپنی تہا زیادہ ترلے اتفاقی اسکی مقدمہ
مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گرام نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب رای
سے بیگانہ تہا کوشش کرکے بہی حکم قید بہ شتاب رای کا واسطے عظیم آباد کے بہجوایا چونکہ راجہ مذکور اپنی
حسن خلق اور سلیقہ کاردانی اور کارگزاری سے ہر ایک کو خوشنود اور راضی رکہتا تہا ہوشیار جنگ جانتا
دلسوزت نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم کو انتظار تک کے روز مین کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ ظاہرا
آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینہ کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای تاریخ
متمر بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے کہا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب
کو رہی اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر لیکار اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے
اور کوئی نفر سلام وغیرہ قربان بری مین بے ادبی نکرے اسیطرح کلکتہ پہونچا وے راجہ مسطور اسیطرح
سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت تبعہ کو معلوم
نہین ہوئی بروقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشدآباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل
باہم حکم اطلاعی معزولی راجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہ پر مقرر ہوئی
[illegible] اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین
[illegible] کونسلیہ کی جماعت کے حجرہ تک کونسلیہ کے جہاں اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین
[illegible] مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ کو آواز بلند پڑہا وہ مضمون یہ تہا
[illegible] مرشدآباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسجگہ مامور ہوئے چاہیے کہ
[illegible] رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین دخل
[illegible] کونسل مذکورہ کے کاروبار مین بابت کت نایب ہندوستانی کے
[illegible] بعد فوت میر جعفر خان کے مختار الکل رہے بین الاقران امتیاز

اگر اندک بھی اپنے کان اوس طرف لگاتے تو بہت سے ستم رسیدہ داد خواہی کو پہونچکر آسودہ ہوتے خلاصہ یہ کہ ان لوگون مین سے جو کہ کمپنی کے دولتخواہ مشہور تھے قباحت امور کے اظہار اور حسن احسان عموم رعایا اور ترویج معموالبلاد وغیرہ میں کچھہ نسائی بلکہ فی الجملہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشی ہین با کسیقدر طوالت ظاہر کئیے اندک اندک بعض مطالب پر انگلشی آگاہی پانے لگے چونکہ تیز ذہن رسا طبیعت بہت ہین اور خداوند تعالے سے توقع ہے کہ ہندوستان مین اس جماعت کو بنا بر تنبیہ ظالمان کے بہیجکر اکثر روسا پر فتح و ظفر دی ہند کے خورد و کلان مین ہے کسیکو دفتر نظام مین نہین ہے

مقرر ہونا ضلعدارون کا فرقہ انگلشی سے بنگالہ اور عظیم آباد کے منزعمل مین اور تقسیم ہونا ہر سہ صوبہ کا چہہ ضلع مین اور ہر ضلع مین کونسل مقرر ہونا اور معزول ہونا میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف الصدق سیف خان ذی شعبدہ بازی فلک سے ناگہان حکومت پر پہنچا تھا چونکہ مرد لاوبالی عیاش خود رائے تہا غرق دریائے لذات ہوا رات دن مستی و بیخبری مین بسر کرنی لگا اپنے باپ کے پیرزادے مسمی آقا عسکر علی کو جو بود شاہ مصطفی قلی مرشد سیف خان اور شاہ شکر اللہ قادری کا تھا عسکر علیخان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر و فریب مین اوستاد تہا و غنیمت کو اپنی رضا جوئی مین پاکر جو چاہتا تھا کرتا تھا جو لوگ اوس سے رجوع تھے اونکے کاوش کرتا تھا اور انعام رقاصان و قوالان و نقالان اور نیز بعض ندمائے روح الدین حسین خان مین تعلق نکر کے خاندکور کو راضی رکہتا تھا اور رعایا اور سپاہ اور عمال نظامت مرشد آباد کا بنا بر تاخیر وصول زر معاملہ کے ناخوش سپہدار جنگ سے شاکی تھی کبہی کبہی اوسکے ہواخواہ دو کلمہ اطلاعی لکہہ بہیجتے تھے اور حاضرین مین سے بہی اگر نایب سے بیخوف ہوتے تہے کی بیداری خواب غفلت مین ساعی ہوتے تھے لیکن کچھہ سود نتہا خود اوسکے نایب کے دشمن ہو لیتے تہے تا آنکہ ایکمرتبہ حسین قلیخان خواجہ سرا و سیف علی خان عمو سپہدار جنگ سے کچھہ گفتگو ہوئی جسکے سبب سے اوسنے عسکر علیخان کو تغیر کرا کر خود نایب ہوا اور چند روز فی الجملہ درستی انتظام کی صورت ہوئی سپہدار جنگ کہ دنیا سے بیخبر تہا اور خدا معلوم کیون اوس سے تعشق رکہتا تہا باہتمام دلجوئی مین اگر حسین قلی خان کو معزول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خانخانان مظفر جنگ جو کہ مانند دیگر صاحب اختیاران نام آور کے نہین چاہتا تھا کہ خانہ انگلشی مین دوسرے نام آورون کا نشان رہے تا خیر بکر کے مالگذاری پورنیہ کی عدم ادا کے خبر کونسل کلکتہ مین دیکر سپہدار جنگ کا تغیر کرایا اور راے سوجت سنگہ کو مختار محالات مذکور کیا اور پانچہزار روپیہ ماہواری کے حساب سے سات ہزار روپیہ سالیانہ سپہدار جنگ کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذرا سوجیت راے کو بہی تغیر و مقید کیا اور اوسکی جگہہ پہ

سیف الدولہ اور اوسی قریب مین اوسکا بہائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر جنگ کا
سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمعیل کی بی بی مظفر جنگ کی سالی کہ یہ تینون آخرین اولاد میر
رابعہ بیگم تہین آبلہ کی بیماری مین فوت ہوئے دونون علت اوس وقت سے شروع ہوئین اور محرم
سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین زور پکڑکر تین مہینے تک جانستان رہین خلق کثیر اس بلا مین جان بحق ہوئی اور ماہ
ذی حجہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بہائی سیف الدولہ
مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر جنگ کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی
یعنے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکہہ روپیہ اوس وقت مین واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے
مقرر تہا مامور ہوا کارروائی اور فیض رسانی ظاہر کین مظفر جنگ عجب حرکات عجیبہ اور خصایل غریبہ کرتا ہے
جب مبارک الدولہ بمسند نشینی نظامت کے چاہا کہ منی بیگم کی کسر شان کرے باوجودیکہ باہد کر
عہد و پیمان دوستی رکہتا تہا ببو بیگم مادر مبارک الدولہ سے پیغام کرکے اوسیطرح کے عہد و پیمان
کر لیے اور اتحاد پیدا کیا اور ببو بیگم کو یہ ترغیب دی کہ منی بیگم سے کاوش کرین منی بیگم زود رنج اور تند مزاج
بہی تہی اس حرکت سے آزردہ ہوکر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نجانا خاموش ہوئی چندروز ببو بیگم کا
اقتدار رہا اندنون مین سرداران انگلشیہ اس ملک کے امراسے مصاحبت اور موافقت کرنے لگے
ہر انگلیش کہ جس سے آشنا تہا دامن امید اوسکا خیال کرتا تہا ہر ایک کی ضوابط قواعد سے آگاہ ہوتا تہا اور واسطے دیگر
انگلشیہ کو جمع کرتا جاتا تہا ہر ایک کو مثل اہل ہندہی کی آشنائی سے بہی مدعا تہا جو لوگ ان کے عہد مین مدار المہام ہوئے تہے
اسی خوف سے کہ مبادا اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کرین جس سے یہ لوگ متہم خیانت ہوکر
اپنی قدر و منزلت سے جاتے رہین ہر خشک و تر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے اجماع انگلشیہ کے روبرو
فیصل ہوتے تہے جب کہ مبدء کے روبرو ایک فیصلہ ہوا مرلیدہر اوس تعیین مین حاضر تہا جو کہ خاین اور
مغلظ تہا واسطے ادائے جرمانہ کے بطور شکرانہ کے کسیقدر سکون کیا مسٹر ہنول جو عقل سے خالی تہا
متعجب ہوکر بولا کہ حق یہ ہے اوسکے مین خیانت اور بے باکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اس سے بہتر ملتا
بہتر ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق ہے بجز کسیقدر اثبات باطنی کے الزام لگانا کیا ضرور مرلیدہر وغیرہ
واپس کیا کہ یہ کار اس ملک کے موافق ضابطہ ہند ہے کچہ نیا ایجاد نہین کرتے مسٹر نذکو خاموش ہوا اور اظہار
راحت فرمایا لیکن آزارکا ہیچ دنیا طلبونکو بہر صورت خوش آتا ہے یہ تا عمر کنندہ حقیقت نہیں ہے کب ہم ایسے ذکر
لایت سے ممنون ہوسکے کہا دین ابتک کہ پردہ اٹہا دو کامت اشاعت کہ موجب بدنامی ہو ہنوز نہین اٹہا
او ضایع معاملہ اور نارسائی ہندیان سے جو اہل انگلش کے حضور مین ہے البتہ خلق کو رنج ہوتا ہے

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تقصیرات درست کرکے لکہا دین اسیقدر حال چون کہ بکمال شہرت
پذیر نہاہے رہ مورخ کے گوش زد ہوا ہے تفصیل اور تحقیق معلوم نہین کیونکہ ان لوگون کا حال
تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلایف اور جنرل کرنگ مسٹر ورلس کو گورنر اور
جنرل اسمٹ کو سالار کل فوج مقرر کرکے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کی حضور سے
جو الہ آباد مین انگلشی سے مختلط تہا اپنی واسطے خطاب خان خانانی اور مدار الملک معین الدولہ
مع پالکی جہالردار کی طلب کرلیا اور نیز مہاراجہ شتاب رائے نے خطاب ممتاز الملک بہادر منصور جنگ
اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگایا اور عیش اور نشاط مین زندگی بسر کرنے لگے ✤ ✤ ✤ ✤

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب رائے کا عالی مراتب پر اور جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی سے

سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین مہاراجہ شتاب رائے واسطے ملاقات مسٹر ورلس گورنر جدید کے عازم کلکتہ ہوا
بندہ بہی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تہا ساتہہ گیا مسٹر ورلس نے بخوبی عزت و احترام سے ملاقات کی
اور مقرر ہوا کہ مہاراجہ شتاب رائے اور مظفر جنگ اور حسارت خان بہادر ملکی کام جو موجب دولت
خواہ عزت سمجہین تفصیل کرین لیکن ہفتہ مین دو مرتبہ جو بات ہو انگلشی سے جو اونکا شریک ہو اطلاع کرکے
سمجہادین اور اونہین دو روز مین امور متفرقہ اوس انگلشی کے حضور مین جاری ہو اور جمع خرچ محاصلات کا
ہر جانب سے انگلش مذکور کے دستخط سے مزین ہو اور بعد سالتمام کے کاغذ دستخطی مذکور دفترخانہ کمپنی
مقام کلکتہ مین داخل کرین اور معاملات عدالت یعنے انفصال مقدمات رعایا کے نقل ہون کہ اس
امر کا دارو غہ جزویات امور مین جو کچہ مناسب اور حق سمجہے فیصل کرلے لیکن امور عظیمہ ہفتہ مین دو روز
سوائے روز کچہری مذکور کے بحضور نایب اور انگلشی شرکت وار کے انفصال ہون اس ضمن مین
انگلشی بہی واقف معاملات ہوجاتا تہا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر باقاعدہ جو ارباب معاملہ و کچہری کے
زبان سے سنتے ہین کتاب سادہ مین لکہتے ہین وہ لکہا کرتا تہا تا آنکہ مسٹر ریوف بہی سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین
قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الکسندر اوسکی جگہہ پر آیا اور بجائے مسٹر سکسن کے مرشد آباد مین مسٹر
بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور علت وبائی ظہور پکڑا اور ماہ ذیقعدہ مین ✤

داخل خزانہ لفافت ہو جنہو کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ موسوی کسب منظور نظر ہوئے میر جعفر خان اور اوسکے بہائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ دہیرج نراین سے رجوع ہونا تقاضا منشا دہی مذکور کو اسکا تہا اپنے ایام اقتدار مین اور عزل میر کاظم خان کی جو چندروز رہا تہا زرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بہائی نمک پروردہ خاندان تہے بمقتضائے تنگ ظرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کرا دیا تہا اور اوس کے متعلقان کو بہانہ محاسبہ کے قید کیا تہا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب رائے نے معاملہ مذکور کو باوجودیکہ محض ہیچ تہا فیصلہ کرکے فارغ خطی لکہدی اور خیانت مذکور رابو بیگم کی قدردانی سے اوسکے حسب الطلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشدآباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام حسب رائے مہاراجہ شتاب رائے کے عزیمت مرشدآباد کی اور راجہ مذکور تنہا صوبہ عظیم آباد کے انصرام مین کلکتہ کے صاحبان کونسل سے مقرر ہوا چونکہ مسٹر ملٹن اور لارڈ کلیف سے ناچاقی ہوئی مسٹر مرقوم الصدر ملازمی کمپنی سے مستعفی ہوا اور مسٹر ہوف اوسکی جگہ پر آنکر مہاراجہ شتاب رائے ہوا اور مرشدآباد مین محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتھ مسٹر سکسن معین ہوا اور لارڈ کلیف بعد دو مہینہ تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تقصیرات اور تصرفات کے کاغذ ہمراہ لیجانا اور مسٹر ورنس کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیف نے اپنے ایام اقامت مین چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تقصیرات اور تصرفات کا اگرچہ ثبوت اور تمہید ولایت کے کونسلیون کو دکہلا دے اور اوسکا تدارک جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ وہان ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہین خصوصاً اس زمانے مین غرض مرتی کو جلد ولایتی سے نہ توقع [illegible] کی دوستی پر اب اعتماد نہین کرنا چاہئے یار اغیار ہوگئے والله [illegible] کہ جس کے واسطے یہ شیوہ اختیار کرتے ہین اوسی کی نظر مین [illegible] دیکہے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تہے [illegible] باتفاق مترکار کے جو شمس الدولہ سے بدتہا

اور بعد عفو تقصیر راجہ بلونت سنگھ اور تقرر چوبیس لاکھ روپیہ مالگذاری اوسکے سرکار شجاع الدولہ بہادر
اور عہد او پیمان حفظ وغیرہ کا مقرر ہوا اور عہود و مواثیق وزیر اور بادشاہ سے اور انگلشیہ کے
درمیان بین وزیر اور بادشاہ کے بیچ انگلشیون کی گواہی سے اور راجہ بلونت سنگھ اور وزیر کے مجددًا
تحریر ہوئی اور باہم تحفہ و تحایف گذرے وزیر نے بعد ملاحظہ قواعد سولدا وان ولایتی اور عطای چند ہزار
روپیہ انعام کے رخصت ہو کر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجہ بلونت سنگھ بہی بعد ادای پیشکش
لایق کے رام نگر کو جو لب دریاے گنگ محاذی بنارس واقع ہے روانہ ہوا اور منیر الدولہ بہی خوب
کامیاب واپس ہوا اور مہاراجہ شتاب راے نے احوال اختلاف اور خیانت اور نارسائی عملہ
سابق کے لارڈ کلیف سے عرض کی اور کہا کہ اس روپیہ کا وصول راجہ دہیرج نراین اور اوسکے عمال
متوسل سے بدون سختی کے متعذر ہے اور چونکہ بندہ اوسکے بہائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغہ
درباب وصول زر کے نہین کرسکتا مناسب یہ ہے کہ بعد تشریف لیجانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو
جو نایب صدر اور مرجع کل معاملات ہے چند روز کے واسطے ادہر تشریف لانے اور بعد بندوبست
یہان کے واپس ہو او وہ لارڈ نے التماس قبول کیا اور سور عطوفت بلے پایان کر کے مرشد آباد کو
عازم ہوا اور دہیرج نراین کی عدم لیاقت اور خیانت وزری اپنے دلمین خیال کر کے ارادہ کیا
کہ اسکو معزول کر کے راجہ شتاب راے کو بذات تنہا مقرر کرے بالفعل یہ امر پوشیدہ رکہا ہو٭

جانا لارڈ کلیف کا کلکتہ اور مرشد آباد اور بہیجنا محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کی معاملہ کیواسطے

لارڈ کلیف نے بمجرد پہونچنے مرشد آباد کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے
عظیم آباد بہیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر عملہ دہیرج نراین کی چشم نمائی کی نظربند فرمایا
اور بعض تشخصون کی تالیف قلوب کر کے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند سیاہ مل اور
محمد تقی خان ولد فاخر علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیرہ کی زجر و توبیخ بہی کی سیاہ مل کو سزای
بد نے سے سرفراز کر کے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو مہاراجہ شتاب راے کی
قید سے بچا کر ادائے زر کو مدت معینہ کرادی اور دہیرج نراین بوجہ ظہور خیانت اور عدم لیاقت کی
اپنی قدر و منزلت سے معزول ہوا اور اوس کے ذمہ کا روپیہ اوس کے محاصل جاگیرات سے
مجرا کیا گیا بدین تفصیل کہ تا وصول زر سرکار تہوڑا سا خرچ پایا کرے باقی کل زر بعد ابقاے سرکار

اور مسٹر ایست کی دوستی مین مورد عتاب غالب ہ ہوکر معروف ہوا مغرور تھا اور مہاراجہ
شتاب راے نے انصاف کیا بلکہ اپنے دولتخواہونکی راے نہ سنتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ انگلشیہ کو بقدر
بلحاظ مہد کاکر بنا بر قتل ہونے اوسکے بہائی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیر اوسکو دیدین تاکہ بوجاے
تمہین کرے بہرحال یہ راز آہستہ آہستہ کہولتے کہولتے لارڈ کلیف اور جنرل کرناک وغیرہ روسائی
انگلشیہ کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خطوط کے دہیرج نراین کو خواب غفلت سے بیدار کیا
کہ بموجب اطاعت مہاراجہ زاوشتاب راے کے اداے زر باقیات کرے وہ ہر مرتبہ عذرت
لکہتا تھا تا آنکہ لارڈ کلیف کو خدا معلوم کس سبب سے عزمیت ولایت در پیش ہوئی نئے سرسے
عہد و اقرار شجاع الدولہ کے درباب چند امور کے مخصوص متعلقہ راجہ بلونت سنگہ مین کے
جسکی بابت سی شجاع الدولہ ابین نہتا اور شجاع الدولہ کو بہی اوس سے اکثر کام تہے لہذا اقرار ہوا
کہ مقام موضع چہرا مین ملاقات باہم ہو لہذا لارڈ کلیف کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے
اور منیر الدولہ الہ آباد سے بادشاہ کی نظارت مین اور راجہ بلونت سنگہ بنارس سے روانہ موضع معہود ہوا

آنا لارڈ کلیف اور شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور راجہ بلونت سنگہ کا موضع چہرا مین اور معاتب ہونا راجہ دہیرج نراین کا

جب لارڈ کلیف ثابت جنگ بہادر عظیم آباد کے قریب آیا مہاراجہ شتاب راے استقبال کو گیا
اور دہیرج نراین جو ہمیشہ اپنے خیال غریب اور اقتدار مین رہا کرتا تہا بڑے کر و فر سے بدون اسکے
انکا تقاضاے سیع واجب الادا کرے واسطے استقبال کے بر آمد ہوا جیونہین دو ورسے دونون کی
[illegible] رسی لارڈ اور جماعۂ انگلشیہ کی نگاہ مین آئی چونکہ قبل ازین دہیرج نراین کے نام یہ خط صادر
ہو چکا تہا کہ بدون اداے زر باقی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیف نے آشفتہ ہوکر کہلا بہیجا
[illegible] حضور مین آنے کو مانع ہوا اور ایک قدم نہ بڑہ سکے فرستادہ نے تعمیل حکم کی
[illegible] واپس کر دیا اور ایسے مجمع عام آشنا اور بیگانہ مین جو کہ بتقریب استقبال
[illegible] حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب راے حاضر حضور ہوکر شرف ملازمت
[illegible] نے قرین ندامت لوٹکر جسطور ہوسکا روپیہ سر انجام کر کے داخل ہوا
[illegible] لارڈ کلیف اور جنرل نے مع مہاراجہ شتاب راے کے بہلے موضع
[illegible] منیر الدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلونت سنگہ کا مجادلہ

ذکر اسکا انشاء اللہ تعالے تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیرات اور التمغا اور املاک لوگون کی عہد مہابت جنگ
کے عہد سے مقرر تہین اور کسیکو اونسے تعرض نہین رہا اصحاب انگلشیہ نے بہی اوسیطور سے
واگذاشت کردہی کسی سے متعرض نہوئے یہ سب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی
امیر بہی اس دیار کا اس ملک مین کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہین زیست بسر نہین کرسکتا تہا اور نیز تغیر اور
تبدل بادشاہ اور اوسکے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات ملی انگلشیون نے یہ بنا ڈالی
کہ جو قطعہ جسکے قبضہ مین ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام برقرار اور بحال رہیگا شکر خدا ہے
کہ ہنوز یہی قاعدہ سلوک ہے اور آیندہ کو بہی یہی امید ہے

یہان ذکر نجم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بہائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلیف الہ آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بلدہ مذکورہ سے کوچ کرکے صادق باغ مین
نزول کیا نجم الدولہ اور مظفر جنگ بنا بر مشایعت باغ مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے
اپنے گہر معاودت کر پہونچے نجم الدولہ کو ہیضہ ہوا بائیسوین ذیقعدہ ۱۱۷۹ ہجری کو اس دار فانی سے چل بسا
اوسکا چہوٹا بہائی سیف الدولہ جلوس فرما ہوا یہ شخص حسن خلق اور رافت مین فرد تہا چند روزہ
حکومت مین نیکنامی سے جان فشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار نتہا مگر جہانتک دسترس تہا کوتاہی نکرتا

راو شتاب راے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

الہ آباد سے جب لارڈ کلیف معاودت ہوا شتاب راے کو حکم ہمراہی صادر ہوا اوسنے چند وجوہات سے
چند روز کے لیے وعدہ حاضری کیا چونکہ والد بندہ بنا بر رنج روزگار کے قلیل جاگیر مین راضی ہوکر
گوشہ گزین تہا مگر پہر بہی ملاقات حاکم وقت کی جو تازہ مسند آرا ہوتا بنا بر حفظ وسلامت دوایکمرتبہ
کرتا تہا الغرض بعد ازین لارڈ کلیف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آنا جانا نہایت جلدی مین واقع ہوا اور قبل
پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تہا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کا
بہائی کو جو زوالہ بیگم محمد رضا خان کی ساتہہ سے رابطہ اتحاد رکہتا تہا اور شتاب راے کے ہمراہ
مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشتمل اظہار مقصد اور التماس اعانت انجاح مرام کے دربار
انگلشی کے اور نیز روانگی فرزند بنا بر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکہکر اوسکا
استمزاج کیا اوسنے سرد مہری اور وقت شناسی یہ لحاظ فرما کر اقرار انجاح مرام جواب مین رکہا

چون کہ وزیر اور بادشاہ دونون اس جماعت کے مغلوب ہر طرح سے تھے چار ناچار قبول کرکے سند تحریر کردی
اور چوبیس لاکہ روپیہ تینون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کمپنی کی مہر سے قبولیت لکہکر دفتر شاہی مین داخل کردی
اسطرح کا امر عظیم بدون کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید فروخت خر بار بردار اور
اسپ راہوار کے بہی ایسی جلد ممکن نہین ہوگیا لارڈ نے اپنی دار الحکومت کلکتہ کو معاودت کی اور
کرنیل اسمٹ کو جو بعد جانے لارڈ کے ولایت مین جنرل ہوا سردار فوج انگلشی کرکے الہ آباد مین
بحضور بادشاہ چہوڑا لیکن فی الحقیقت وہ حاکم تہا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ مین رہتا تہا اور حضرت
بیرون جہاونی مین جو کہ خود تعمیر کرائی تہی جنرل نقارہ نوبت بادشاہی کے دہون دہون سے جو قلعہ مین تہا
ناخوش ہوا نوبت نوازون کو ممانعت ہوئی پہر بہی ہر کرا پنج روز نوبت اوست القصہ اوسنے باوجود
حسن سلیقہ اور طلاقت بیانی اور دولتخواہی کمپنی اور اصحاب کمپنی کی رفاقت سے منظور نظر لارڈ ہوا
میر کاظم خان امید لبستہ سے محروم ہمراہی مین واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بینی بہادر
کی رفاقت مین عزت اور احترام سے بسر کرتا تہا لیکن غربت مین بے بار برداری کے رنج سے مکدر رہتا
میرزا لے مذکور نے نظر بحقوق خاندان مذکور کے جو کہ زمانہ عالیجاہ مین آچکے سا تہ کے تحت مرشد آباد بلاکر
لارڈ سے ملاقی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشد آباد
پہونچکر رفقائے منظوجنگ مین منسلک ہوا اگرچہ کمال عزت مین بسر کرتا تہا مگر جیسا کہ چاہیئے قدردانی
نہوتی تہی لارڈ کلیف نے عظیم آباد پہونچکر میر محمد کاظم خان کو صوبہ داری سے معزول اور راجہ دہیرج نراین کو
مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکہ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا وہ سراج محل اکبرنگر مین جو اوسکا مولد اور وطن تہا
سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیکنامی مین بسر کی لارڈ کلیف چند روز عظیم آباد مین کر
کلکتہ کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا انصرام مہام مین مشغول ہوا سیکس کو صاحب کلان اور شریک
انتظام ملکی اور مالی کا جلد جہانگیرنگر مین جسارت خان مرحوم کا کیا اور جگہ ہر دو ان کو ہندیون کی شرکت سے
دو تین روسائے معتمد ولایت کے حوالہ کیا۔ میر رفیع الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف
[illegible] عمدۃ الملک امیر خان جو بدار کابل کو جسنے بروقت روانگی لارڈ کے جانب الہ آباد کے
[illegible] ہوئی تہی بسواری کشتی سورنگہی پہونچکر اپنی ملاقات سے خوش کیا تہا ملک پورنیہ
[illegible] کی اور اوسکی مالگذاری بنگالہ کے نظامت مین حسب دستور سابق مقرر ہوئی
[illegible] لاکہ روپیہ سے تہی لیکن غفلت ورزی سپہدار جنگ سے اور
[illegible] کے سبب سے بعد دو تین سال کے اوسکے قبضہ اختیار سے نکل گیا

قرار پایا کہ نجم الدولہ معروف بمیرپہلو ہی بڑا لڑکا میر جعفر خان کا جو منی بیگم کے بطن سے تھا باپ کی جگہ مسند آرا ہوا اور اوسکا خطاب نواب کول سے موافق صلاح کے کارسند رہے جب یہ تجویز ہولی تھی مسٹر لڈلٹن صاحب مرشد آباد اور مسٹر جانسن صاحب کلان ہر دوان نے مرشد آباد مین آکر اپنے سامنے اوسے مسند نشین کیا اوسنے کسیقدر دونون صاحبون کی تواضع کی نجم الدولہ حیدر روز ناظم تھےقدر اور نندکمار دیوان مدار المہام ہا میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بھتیجے کی نیابت پر مقرر ہوا اور راجہ دیپ نراین چھوٹا بھائی راجہ رام نراین کا دیوان مدار المہام اور راؤ شتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے لیکن جماعۂ انگلشی سے نہایت موافق مخصوص میجر کرنگ سے شجاع الدولہ نے بنابر مصلحت کے پرگنۂ ماہول جسکا حاصلات ایک لاکھ روپیہ کے برابر تھا نواح اعظم گڈہ اور جون پور مین بطور جاگیر کی اوسکو عطا فرمایا تہوڑی مدت اس صورت سے منقضی ہوئی کہ نندکمار بسبب آزردگی گورنر ہنری ولسٹرٹ شمس الدولہ بہادر کے حسب الطلب کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدہ سے معزول نہ تھا اوسکے عملہ کام کرتے تھے شمس الدولہ نے اوسکے عیوب کی مجلد کتاب بناکر اپنے بھائی جارج ولسٹرٹ ہوشیار جنگ بہادر کو دیکر کہا گیا تھا کہ جب لارڈ کلیف آئے اور کونسل مین بیٹھے اوس کتاب کو اوسی مجمع مین پڑہے اس سبب سے ارباب کونسل نندکمار کو کلکتہ سے باہر نہین جانے دیتے تھے اور وہ اس انتظار مین تھا کہ لارڈ کلیف آئے کیونکہ جب وہ لارڈ ندکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور میر جعفر خان کا اقبال سنا منشی اور مقرب اوسکا تھا جانتا تھا کہ بروقت اوسکے ورود کے ترقی پاویگا تا آنکہ لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ آئے اور ہوشیار جنگ نے وہ کتاب حرف بحرف گوش گذار کئے ہر چند نندکمار منظور نظر لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ تہا مگر شمس الدولہ نے ایسی جولانی کی تھی کہ لارڈ کلیف کی نظر سے مانند سرشک نندکمار گرا اور عہدے سے معزول ہوا کلکتہ سے جانے کی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مراتب اعلی پر بمدد تقدیر

لیکن معزولی نندکمار کے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان نقلی شیرازی جو میر جعفر خان سے دوسری عہد میں چکلہ جہانگیر نگر کی نیابت رکہتا تہا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلیف ثابت جنگ ہوا اور بسفارش اس سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے حل وعقد معاملات مین نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب معین الدولہ مبارک جنگ خان خانان کا پایا نوبت اور ماہی مراتب اور حکم سواری پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلیف بموجب خبر انقلاب ممالک بنگال اور عظیم آباد کے اور بنابر استقبال میر قاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تھا اور یہ امر

بیگانگی کرنا وزیر کی والدہ و اقربا وغیرہ کا اداے زر مین اور کام آنا اوسکی بی بی کا

وزیر کو اداے زر معہودہ کی فکر ہوئی ہر ایک اپنے رشتہ سے بموجب اوسکی دسترسی کی تکلیف زر دیا تھا
اور اسیطرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون سے متکلف ہوا اور یہ لکہا کہ بعد از خیال اسقدر زندگی
میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسی توقع کیا تھا اور فی الحقیقت اسکی زر مجوزہ کے
ادا کی طاقت رکہتا تہا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کر کے پیسہ یا حتی کہ
اوسکی مان اور سالے اور غلام اور ملازم بہی اسیطرح سلوک ہوئے مگر مان اوسکی بی بی نے جسقدر نقد اور
جواہر اور طلا اور نقرہ کے ظروف تہے اور اوسکی لونڈیون کے پاس میسر تہا حتی کہ ناک کی نتہ موتیونکی
شوہر کے واسطے باوجود ممانعت خوشامدگویون کے بہیجا اور ناصحون کو جواب دیتی تہی کہ جو کچہ مجہے میسر ہے
وہ وزیر کو سلامتی تک سب چاہیے اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہین درحقیقت اگرچہ عورت تہی
مگر ہمت اور سی اوسکی ہمت مردانہ اور حق شناسی اور پاس وفا اسی مقام پر یہ مناسب ہے ؎ زن خوب فرمان بر
پارسا ✽ کند مرد درویش را پادشاہ ✽ شجاع الدولہ بہی بعد امتحان کے جو کچہ اوسکی مصارف ضروریہ
سے بچا اپنی بی بی کو حوالہ کرتا ؎ چہ مردے بود کز زنے کم بود ✽ القصہ بعد سرانجام دینے زر موجودہ کے
باقی کے واسطے جواہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزون کی رہن کر دیا اور اپنے اہل و عیال کو حافظ
رحمت خان کے ملک سے طلب کر لیا اور قلعہ چنارہ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگلشیہ سے لے لیا
اور بادشاہ کی خدمت مین ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسیسی دیکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا
اس مقام کی نیو برہان الملک سعادت خان نے ڈالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل و ترمیم کی باقی
احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم مین لکہا جائیگا اب وضع اور انتظام ملک کا
جو انگلشیہ نے اجرا کیا لکہکر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

روزنامچہ دوست جلوس کرنے نجم الدولہ کا بنگالہ کی ایالت پر تجویز ارباب کونسل کلکتہ سے اور جانا شمس الدولہ ہنری ونسٹرٹ کا اپنے ولایت کو اور آنا لارڈ کلیف ثابت جنگ کا ولایت انگلنڈ اور روانہ الملک لندن سے اس ملک کی انتظام کو اور رفع شورش فساد اور جو حالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن مین وارد ہوئے

جب میر جعفر خان جہان فانی سے گذرا اور شمس الدولہ ہنری ونسٹرٹ گورنر کلکتہ نے سنا کہ لارڈ کلیف
ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلنڈ سے آتا ہے اپنا رہنا نامناسب سمجہکر
قبل اوسکے آنے کے روانہ انگلنڈ ہوا بقیہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرنے میر جعفر خان کے

جرنیل قلعہ پر جانے کا عزم کیا میجر نے ہمراہیون کو حکم دیا کہ سنگہائے افتادہ دیوار پر جلد لیجاوین اہل قلعہ و لشکر
انکی آہٹ پاکر مستعد مدافعہ ہوئے بندوق کی باڑہ سے اکثر لوگون کو مجروح کر دیا اکثر لوگون کی میجر سمیت پا لغزان
غلطان اگرے ہاتھہ میجر نے درہمی کی پائے ثبات اوکہڑ گیا ناکام واپس آئی اور بعد تہوڑی دیر کے میجر کو
نہایت پوشیدگی سے لشکر مین اوٹھا لائے اوسوقت وہ بیہوش تہا تہوڑی دیر مین عالم فانی سے کوچ کر گیا
جنرل نے جب یہ خبر سنی اور نیز تقدمی وزیر سے آگہی پائی اس فوج کو واپس حضور مین بلا لیا اور باتفاق
بعزم مقابلہ وزیر و مرہٹہ کے پیشتر کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو میجر استبرٹ کی سالاری مین
لکہنو بہیجا تاکہ وہان پر ضابط ہو کر اطراف حدود اودہ سے باخبر رہین اور محمد اکبر خان کو وہان کی کوتوالی پر
رائے شتاب رائے کی تجویز سے مقرر کیا اور جنرل کرنگ کل فوج اور شتاب رائے اور میرزا نجف خان کو
ہمراہ تسخیر الہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم و کیف سے مطلع تہا حصار مین جسدم
پہنچتا تہا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپین جو لوٹ پائی تہین اوسی طرح چڑہا دین دیوار توڑ دی علی بیگ خان
وغیرہ جو وزیر کے روبرو وہان کے قلعہ دار تہے لاچار ہو کر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہو گیا راو شتاب رای
اونکا مال و آبرو کا سوائے مال وزیر کے ضامن ہوا اور اونکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمان
وزیر مرخص ہو کر اپنے آقا کے پاس سدہارے اور راو شتاب رای نے باتفاق اور اعانت راجہ بلونت سنگہ
کی دونون صوبہ کا بندوبست خصوص اودہ کا جیسا کہ ممکن تہا کیا اکثر محالات مین عمال شریر کہ اکثر لوگ
فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ فرحت علی مع برادران اور شہسوار بیگ تورانی
قاتل مسٹر ایبٹ کو ملازم کر کے متعین صوبہ و محال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل بہادر مع
راو شتاب رای اور میرزا نجف خان کے عازم مقابلہ ہوا اور عمال کو مع فوج نو کے جابجا چہوڑا الحق کہ شتاب رای نے
بندوبست صوبہ مین باوجود عمل دیرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان برہان الملک سے تہا برہم کر کے
اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نمکحرامی اور ناحق شناسی مانند زمینداران وغیرہ مثل راجہ بلونت
سنگہ اس امر کے نہایت موید تہا

دوسری لڑائی وزیر کی باتفاق راو ملہار مرہٹہ کی انگلشی سے اور مغلوب ہونا

ب راو ملہار نے وزیر سے شریک ہو کر اجابت دعوت کی وزیر پیشتر کو چلا اگرچہ جماعۂ افاغنہ نے جنکا
دہ رفاقت تہا قدم نہ رکہا عماد الملک چند لوگ سے ظاہرا مدد کو پہونچکر تماشائی تہا صاحب مقدور
نا تہا اور نہ اسکے ہاتہہ سے یہ کار برآمد ہوا فی الحقیقت جب دونون لشکر سے باہم ملاقات ہو گئی اور
لین سے زود جوہر دکہایا ان قوم مرہٹہ کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تہے گہبرائے اور بعلین ہاتہہ پاؤن

سامانات تمہارے اختیار مین کردین اور وہ اس بارہ مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا تاآنکہ شجاع الدولہ نے
راو ملہار کو موافق کرکے بعزم جناب انگلشی کوڑہ کے اطراف مین آیا منی بہادر کسی فقیر کا معتقد تھا اوسے بیعت
کیا کہ مجھکو کیا کرنا چاہیے اوسنے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور گیا منی بہادر اس ایما کے مطابق نا
وزیر ہوا اور شتاب رائے نے خبر اجتماع راو ملہار اور شجاع الدولہ کی سنکر منی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ کا
ملنا ہو تو ہمین صاف کہدیجیے تاکہ بندہ انگلشی سے کہکر تمکو رخصت دلا دے آپ بخوشی خاطر تشریف لیجائے
اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہیے جسمین ہماری بدعہدی ہو وہ نکیجیے کہ بیر النقصان اور آپکی بدنامی ہو منی بہادر نے
اپنی بدطینتی را اور ذکور سے اخفا کی اور منتظر وقت رہا جسوقت تمام بندوبست بعض محالات صوبہ کو لشکر انگلشی مع
دو درج چند کمپنی تلنگہ انگلشی کے جو ہمراہ مین تھی لکھنؤ کو عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر وزیر کے لشکر کو ملا
تلنگون نے مزاحمت چاہی مگر اپنی قلت اور اوسکی کثرت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر مین جا ملا علی ابراہیم خان
جو بسبب بیماری کے حصار پرتاب گڈہ مین تھا بیخبری کے سبب سے جو اس خرابیت مین راجہ منی بہادر کے
نہایت حیران ہوا اور راجہ منی بہادر کی عورت نے حسب مقدور خان مذکور کے رفع مایحتاج وغیرہ ضروریات مین
حاضر رہی آخرالامر وہ شخص نہایت تکلیف مین وہان سے چلدیا الہ آباد آٹھہرا اور چند سیجر کرنگ نے خبر ترک رفاقت
منی بہادر کی سنکر شتاب رائے سے کچھ نکہا مگر شتاب رائے بمجرد اس خبر کے حاضر حضور متغیر ہوکر عرض پیرا ہوا
کہ الفائے عہد منی بہادر کا بندہ ضامن تھا اور اوسنے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آئیگا
بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ قصور تمہارا ہے جنرل وغیرہ اس خلوص شتاب رائے سے رضامند ہوئے اور
اوسکی دلجمعی فرمائی تاآنکہ شجاع الدولہ مع ملہار مرہٹہ کے عازم جناب انگلشی ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

سرداران انگلشی نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کو بوسیلہ راو شتاب رائے اور
سید نور الحسن بلگرامی کے جو کہ اول مین رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور منی بہادر کا تھا دلجمعی کرکے
اپنا رفیق بنایا تھا اوسکے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دریائے گنگ کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس
جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا ایک فوج گورے مع میجر اور چند کپتان اور لفٹنٹ اور سارجن کے قلعہ مذکور پا
پر بھیجا چند توپ بھی ہمراہ تھین میجر مذکور نے پہونچکر اول رعب سلطانی دکھلایا بعدہ شرر افشانی پر آیا
محمد بشیر خان جو وزیر کا مقرب اور قلعدار تھا نہایت نامرد تھا لیکن اوسکے ہمراہی حفظ قلعہ مین
ثابت قدم تھے اور محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس روانہ کردیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخرکار
انگلشی نے دیوار حصار ایکطرف سے خراب کردی اور شب تاریک مین یورش کیا جب پہاڑ پر

آثار محشر پیدا تھی کسیکو تاب قیام نرہی آدمی کا کون شمار تھا زمین چل گئی مغلیہ اور جدائیون نے یہ سراسیمگی دیکھی گمراہی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہا بعد ازان جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی تو وہ بھی سب ان سے کنارے ہوا اکیلا اسباب اسکا اور اسکے ہمراہیون کا مانند صراف اور سوداگران وغیرہ کے فوج انگلشیہ کے ہاتھ لگا اونمین بھی خوب ہاتھ پاؤن مارے جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھے بڑی لوٹ ہوئی اور حقیقت لشکر جنس سے معمور تھا اکثر بیچارہ دریائے تھور امین جا کر کیچڑ و دلدل سے درماندہ ہو کر تلنگون کی بارہ سے دریاے عدم کے کنارے اوترے شجاع الدولہ نے قبل اس لڑائی کے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالا کیک ہاتھی فنکری دیکر مرخص کر دیا تھا یہ بھی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت مین سواری دی جسکے وسیلہ سے ایسی جگہ بسلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قدیر ملاحظہ ہوئی کہ عدو بھی مہربان ہوتا ہے جب فضل آلہی ہو ❊ اوسی رات کو جسکے صبح شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رہائی عالیجاہ کی خبر پا کر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لائے اور بندہ کے پاس ایک عمدہ گھوڑا مع ہزار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے بھیجا نہین کہ مبادا وزیر خبر پا کر درپے تدبیر ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے کہلا بھیجا کہ آذرین ملاکہ تمہارے پاس مروت کو مگر اسوقت مناسب نہین بروقت طلب کیا جاویگا اتفاقاً اوسی شب کو وہ فیلبازہ وقت شکست عالیجاہ بھی فراریون کے ساتھ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ اپنے بھائی علی قاسم خان کے ہمراہ ایکروز قبل اس شکست کے پل دریاے تھور راستہ عبور کرا دیا تھا جہان کہ لشکر بادشاہی تھا خود جریدہ رہگیا تھا بروقت فرار پل پر پہونچا مگر کثرت عبور سے اول تو راہ عبور پیچ مالی دوم پل بھی شکست ہو گیا تھا لاجرم تھوری دور چڑھائی کیطرف جا کر دریا مین کود پڑا اور تیرا پار لگا اور فراریون مین جا ملا دیکھا کہ فوج انگلشیہ نے پہونچکر جہرہ دار توپ فراریون پر مارنا شروع کی اور انگریزونسے بندوق کی باڑہ ہونے لگی پس بارہا رہی رہے سہے ہوش اور گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچھ توپ و بندوق سے قبر خالی کر گئے کچھ گواروان کے حلہ مین کام آئے باقیماندہ نہایت بے غرتی سے جان چورا بھاگے اور آگے جا کر مجمع مفروریون مین جا ملے وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی اور میر قاسم خان تگان لشکان پانچ سات کوس بنارس سے اکر مقیم تھا اور بینی بہادر حسب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ دینے بادشاہ کے لب گنگا محاذی بنارس جہان کہ خیمہ شاہی تھا مقیم تھا علی ابراہیم خان اسکے لشکر کی منقل پہونچکر دریا کنارے مع دس بارہ رفقا کے دم راست کرنے کو ٹھہر گیا اپنے بھائی کے خیمہ کو دریافت کرتا تھا غالب خان کا خدمتگار جو اسوقت بینی بہادر کا رفیق تھا اوسنے خانذکور کو دیکھکر غالب جنگ کو خبر دی

ہوا اوس حال سے اور ضرب ہوا ہیل اور کیچڑ دلدل کے یورش نہین کرسکتا تھا لہذا تہوڑی فوج کمک بہیجی
روانہ کی اوسنے جینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکہنوی جو جینی بہادر کے ہمراہ اول سے تہے زیر دیوار
کہنڈرون کے مخفی تہے انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے کنارے پہونچے
ڈہیلون سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہمراہیون کے اوسوقت خبردار ہوکر مستعد جنگ ہوا
جب تک یہ صف آرائی کرین تلنگون نے حسب ضابطہ صف آرا ہوتے ہی حسب تعلیم اپنے کپتان کے برق اندازی
شروع کردی شیخ زادے بہی بقدر تعاقب مستعد تفنگ اندازی ہوئی لیکن چونکہ دفعتا یہ معرکہ ہوا تہی توپ
جواب تفنگ ندے سکے وو ایک باڑہ سے جو انگریزی تلنگون نے کی انکا کام تمام ہوگیا شیخ غلام قادر وغیرہ
مع اپنے سپاہیون کے چپ چاپ رہرو عدم ہوئے بزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راجہ جینی بہادر نے
غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خانمذکور نے کہا اگر آبرو درکار ہو جان نثاری کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے راجہ نے
آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا غالب خان مع اپنے بہتیجے وحید الزمان کے
پیادہ ہوکر بڑہا جینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس
بے اعتنائی جینی بہادر سے باپ کو آگاہی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال مین دیکہکر گہوڑے پر سوار ہوکر
درپے راجہ سالک کے راہ فرار لی

باہر جانا شجاع قلی خان معروف بمیان عیسی کا موشیر مدک کے پشت سے اور ہمراہی انتظام اور شکست پانا اوسکا فوج وزیر سے باوجود ظہور غلبہ حسب تقدیر کے

شجاع قلی خان نے آواز بندوق سنکر تلنگون اور شیخزادگان جینی بہادر سے جسارت کا گمان کرکے
اپنی آبرو کو ڈرا کہ مبادا ایسا ہو کہ جینی بہادر قلعہ فتح کرلے کہ موجب میری ناک کٹنے کا حضور کے روبرو ہو
فرط اضطراب سے بلا ادراک حال جینی بہادر کے پشت موشیر مدک سے نکلکر آگے بڑہا راہ بسبب دلدل تہا
وہان سے گذرنا مشکل ہوا علاوہ اوسکے دیوار آتشبار کے روبرو کسکی یہ مجال تہی کہ جاوے جمعیت
رفقائے معتمد جو کہ چہ سات ہزار کے قریب تہے تہوڑے لوگون نے ساتہ دیا اسکے آگے بڑہنے سے
موشیر مدک اور سمرو کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونون صفون کے درمیان
حایل ہوا اور ہر تواد سکا لحاظ مانع تہا اور دہرے انگلشیون نے دہ دہین اور اودہر شجاع قلی خان چند ساتہی
ہمراہ نہایت مشکل سے کیچڑ دلدل سے گذرا انگریز انگلشی کی باڑہ نے انہین پہاڑ دیا بیچارے نا سفیدہ کو
پیش قدمی کرگئے جو ہمراہ تہے وہ بہاگ کر جان بچا گئے اور میدان مین جو لوگ کہڑے تہے اونہین نے
اپنا اضطراب دکہلا کر ہمراہی مین اوٹہایا اور جینی بہادر کے مقابل سے گذر کر داخل لشکر وزیر ہوئے

دانش کے سوال جواب ہوتی رہی اصحاب کونسل انگلشی کو مختار حل عقدہ ہر امر کی تھی حاکم جنگ کا ساتھ اونکی
سپہر سمرو کو نہین دیتی تھی جب اوسکی خطوط عجیب و غرور کے دور از قیاس آنی جانی لگی انہون نے آخر صفر یا اوسط ربیع الاول
۱۱۷۷ ہجری میں کو حکم جنگ سپہر مذکور کی نام صادر کیا سپہر منیرو نے چند روز سرانجام اسباب ضروری مین مصروف ہوکر
عزیمت بکسر سمت کی

آنا سپہر منیرو کا دریائے سون سے پہر کو لوٹ پہرا اور وزیر سے بعد لڑائی کی فتح و فیروزی پانا

اواخر ربیع الاول یا اوایل ربیع الثانی کو جنگ وزیر پر مامور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتخب کرکے
کل سوار و پیادہ جوان وغیرہ قلمبند کرکے اوسکے موافق غلہ وغیرہ دس روز کے واسطے ہمراہ لیا اور
صاحبان کونسل عظیم آباد سے کہا کہ اسیقدر مدت مین فتح ہوگی اور غلہ کی حاجت نہین فتح اور شکست جو ہونا ہے
ہوتی ہے یہ کہکر راہی ہوا منیرو نے اللہ نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنے والا جو کہ وزیر سے پرگنہ بہتا وغیرہ مقامات
سرکار شاہ آباد کا عامل تہا جب وہ اس برات انگلشیہ سے باہر ہوا اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور چپاولی
پر بہیجا اور ایک توپ کلان کو جو پیشتر دریا کنارے فوج انگریزی کے مقابلہ کو بہیجی تہی واپس طلب کی چونکہ
برسات کی وجہہ سے کیچڑ دلدل بکثرت تہا اثنائی راہ مین بعض جگہ دلدل مین اوسکے پہیے ایسے سما گئے کہ
نکلنا دشوار ہوا وزیر نے چند مع ہزار سوار مردانے کے آکر اوسکو نکالا اور ہمراہ لیگیا کثرت غفلت سے
اس درجہ تہی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ اور دیگر شور و صلاح رزم و جنگ سے
مطلق خبر نہتی لہو و لعب مانند چوپڑ کہیلنا کبوتر اوڑانا یہی معمول تہا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر و شکار کو
آیا تہا تا انکہ سون مورچہ کی سرحد دریاچہ تہوڑا سے تا دریائے گنگ پر بنوائی لڑائی کا ارادہ اوسیکی پناہ مین رکہتا تہا
تا آنکہ سپہر منیرو آپہونچا تین ۳ کوس کے فاصلہ سے کسی جہیل کے کنارے خیمہ برپا کیا اور وہ جہیل دونون لشکرونکی
درمیان مین واقع تہی تیسرے روز وزیر نے فسخ ارادہ کرکے اوس حد کو چہوڑ دیا بدعوی رزم اوسکی باہر نکلا
فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شجاع قلی خان مع ہمراہیان چہہ سات ہزار سوار و پیادہ کے پشت پر موشیر مدک
اور سمرو کے معین ہوئے اور راجہ بینی بہادر نایب صوبہ اودہ و الہ آباد اپنے مورچہ پر لب دریا متصل
کہنڈہرون کے ٹہرا اور سمرو اور موشیر مدک آٹہہ توپ ولایتی اور آٹہہ پلٹن تلنگہ کی ہمراہ مقابل فوج
انگلشی کے ہوا شجاع قلیخان اسکے پشت پر تہا اور وزیر دست راست اور بینی بہادر دست چپ
متصل دریائے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوگ مجروح و مقتول ہونے لگے وزیر نے
مع فوج مغلیہ کے یورش کیا درانی اور مغلیہ ہمراہی منیرو پر لوٹ پڑے خوب اوسکے بہیڑ و بنگاہ مین قتل
وغارت کی سمرو اور موشیر مدک کی توپ اندازی اور تردد سے فوج انگلشی تنگ حال ہوئی سپہر منیرو

ذکر میجر کرناک کی معزولی کا اور سبب آجانے میجر منیر و ملازم بادشاہ انگلشیہ کے اور کلکتہ ہو پہونچنا
فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جنگ وزیر کو انجام ہونا اور کپتان بکولی کی [illegible]

ہنوز میر جعفر خان زندہ کلکتہ مین تہا کہ میجر منیرو جہاز متواری بخشے جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ ہوا چونکہ اصحاب
انگلشی درازی مدت جنگ وزیر سے بخیال کرتے تہے کہ میجر کرنگ کی کم جراتی سے ہوا ہے اور اس جامہ کا
مناط لطب ہے کہ جس جگہ ملازم کمپنی ہو اور کوئی سردار نوکر بادشاہی وہان وارد ہو جب تک وہ وہان رہے
ملازمین کمپنی اوسکی فرمان برداری مین حاضر رہین شمس الدولہ وغیرہ کلکتہ کے کونسلیون نے میجر منیر کو فوج
عظیم آباد کی سرداری مین تجویز کرکے مرخص کیا میجر کرنگ اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچکر
ریاست فوج حاصل کی تہوڑے دن گذرے تہے کہ کپتان بکولی کو چند ولایتیون کے مع ہمراہیان تلنگہ
قید کرلیا اور ارادہ کیا کہ اوسکو مع توپ کے راجہ بلونت کے پاس لیجاوین راجہ مذکور حسب الامر وزیر
لب دریائے سرجو پر جو کہ گہاگہرا اور دلوہا کے نام سے مشہور ہے غازی پور کے سرحد پر گہوسکا مددو
متعمل بنابر خبرگیری ملک وزیر اور مزاحمت دخل اور تصرف انگلشی کے ممالک محروسہ مین اقامت
رکہتا تہا اور کپتان مذکور بہی اسکے مقابلہ کو اوسی حد پر لب دریا مقیم تہا کپتان مذکور نے
معاملہ مذکورہ کے دیدے سے فوج ہمراہی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میجر منیرو کو جو اوسکا اور تلنگونکا
فیمابین گذرا تحریر کیا بمجرد اطلاع اوسنے تلنگون کی دلجمعی اور دلاسا کو لوگ روانہ کیے اور خود ایک
پلٹن سولداد ولایتی لیکر بتعجیل یلغار دوڑ کر کپتان سے قریب آپہونچا اور برابر لوگ دلاسا اور تسلی
کیواسطے تلنگون کے پاس بہیجتا تہا اور کپتان خود بہی جو کہ ناواجب بہی تہا اوسکے کرنے مین صرف
[illegible] تہا چونکہ اقبال انگریزون کی مدد پر تہا اور تلنگون کی اعانت مین ادبار کا اظہار تہا باوجودیکہ
جمعیت [illegible] مسافت کرکے راجہ بلونت کے لشکر کے قریب جا پہونچے تہے مواعید مدارا سے مستمال ہوکر [illegible]
[illegible] چونکہ بفضل الله معہود اونسے قواعد لیے جب بندوقون کو گرادیا تلنگون کو سولداد [illegible]
[illegible] بسعی تمام لیکر اونکی جمعیت توڑ دی اور دس دس بیس بیس نفر اوس گروہ کا
[illegible] دوسری پلٹنون کے لوگ نکالکر اوسیقدر نئی پلٹن آراستہ کرلی اور کپتان کو
[illegible] بیس آدمیون کو جو سر فتنہ و فساد ہوئے تہے واسطے عبرت
[illegible] بہی انہین تقابل فنا گہری بہرکی اور مہلت لیکر پرستش آفتاب
[illegible] پیشانی کی اور کمال استقلال سے زیر توپ آبیٹہا کہ
[illegible] تب تک شجاع الدولہ کی طرف قریب عنا [illegible]

روبرو ونما تا تھا اور حالانکہ باوجود تمام جاہ و نوکر اور توپ و سرانجام عمدہ اور فوج کے آپ تعفن کے شعور تھا بلکہ دولتخواہوں کے نصایح سے متنفر آخر اوسکی بدولت ثمرہ اوسی جہالت اور خود پسندی کا چکھنا پڑا اب یہاں ہم ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہون کہ بالفعل بہت ہی مروج زمانہ ہے کہ جبکسیکو کچہہ اندک بہی مقدور ہوتا ہے اپنے سے بڑہکر کسیکو نہین سمجہتا اور یہی جانتا ہے کہ جوکچہہ ہون سو مین ہون مجہسے بڑہکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے کو ذرہ ٔ ناچیز بے قدر سمجہتے تھے اختیار کرنا اپنا کسرشان جانتے ہین اور اپنی قالب ماہیت اور موسوخیت کو کہ سراسر لغو و بیہودہ ہے جملہ انبیا و اولیا و حکما و علما وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم مین بہتر و خوبتر جانتے ہین اور رسوم و روش واہیہ اور مہملہ اپنے کو غلبہ دیگر طریقہ گذشتگان اکابر کو برا اچہہ کر طنز و تشنیع سے زبان درازیان کرتے ہین سبحان اللہ کیا مقام ہے اور دلسے جاے غور ہے کہ جب واسطے افضل مخلوق اور عاقل ترین کائنات والاصفات صاحب وحی کو یہ حکم ہوا کہ شاورہم فی الامر اسکا مقصد بدون مشورہ یارون اپنے کے کوئی کام نکرو اور جب مشاورت کرے پہر اپنے مالک پر بہروسہ اور توکل کرے الغرض کام مشغول ہو اور ایسا ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ جملہ شاہان والا اقتدار ون نے واسطے مشورہ کے ایک جماعۃ ذی شعور وافی العقل کافی الفراست مقرر رکہتے تھے کہ مدام اچہے برے مین سدراہ ہوکر بطریق جواب جوانان فہمایش کرتے رہین چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی اور روزبروز ترقی ہوتی گئی مدار کار اپنے وزیر ارسطو حکیم پر رکہتا تھا چنانچہ نظامی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎ ہمہ کار شاہان گیتی پژوہ ؛ زرائے وزیران پذیرد شکوہ ؛ اور دوسری جگہ پر یون کہا کہ ؎ تا ندہے یکے مرغ بر باب زن ؛ کارسطو نبودے بران رائے زن ؛ اب اس زمانہ ناہنجار مین ایسا ہو گیا ہے کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب بخت وطالع دولت کو پہونچتا ہے اور نردبان اقبال پر ترقی کرتا ہے پس آپ کو تمامی عالم مین فایق اور بہتر شمار مین لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات مین کل کائنات سے افضل اور اعلی سمجہتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہین جانتا ہے بلکہ عار و ننگ اپنا تصور کرتا ہے ہرچند دوست اور ہمنشین اوسکا ارسطو فطرت اور افلاطون طینت ہو اور براہ فہمایش عرض کرے ہرگز التفات اوسکے قول کی طرف نہو اور ہربار ایسا زبان پر آتا ہے کہ ہم عقل اور دانائی مین لاکہون اور ہزارون سے افضل اور بہتر ہین اور لوگون کو اگر دس حصہ عقل ہے تو ہمکو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجہہ لینا چاہئے پہر ہم کسی سے مشورہ کرین گے ایسا خبط و جنون نے آپکے دماغ مین جگہہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان بہی آئے تو اس فسادون کی دوا نا ممکن ہی پس ایسے لیسے سبب ناوانو نسے کہ اپنی کو دانایون مین شمار کرین بربادی ہوتی ہی اور ابتری منہ دکہاتی ہے

عالیجاہ کے سوردمراد تھے اسکے منسوب ہوئی بلکہ میر بزرگ نہاد بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالیجاہ کے
ملازم تھے جعفرخان بدرانی نہتھا کہ وہ لوگ اپنے گہروں کو عاود ہون چنانچہ میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ
خانفین آقا میرزا نئے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ مین
حیران پریشان رہتے تھے تا آنکہ میر جعفرخان مرا اور اس پریشانی سے چھٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گہر مین آئے
اور جو لوگ کہ عالیجاہ کے مزدور تھے وہ میر جعفرخان کے مشمول تعلقت تھے القصہ خانذکور کلکتہ مین
مشغول سوال وجواب ہوا چونکہ شمس الدولہ ہنری ونسترٹ گورنر اسکی کمینگی اور نادانی سے بخوبی
ماہر تھا نہین چاہتے تھے کہ اوسکو مرشدآباد مین مطلق العنان کرین کہ مبادا وہان کے سکان کو آزار پہونچاوے
لہذا اوسکے سوال جواب کو ہان ہون مین چھوڑ کر سیٹھ نکلے تھے ہر چند چاہا کہ نندکمار جیسا کہ دیوانی مین
صاحب اقتدار تھا اوسیطرح اسکے ہمراہ کلکتہ سے آئے چونکہ اس ہندو کی بدخوئی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
جانتا تھا کہ بطور سابق اسکے اغوات سے میر جعفرخان موجب اضرار عالم ہوگا راضی نہوتا تھا تا آنکہ میر جعفرخان
ہزار چاپلوسی سے مرخص ہوکر مرشدآباد آیا لیکن نندکمار نہ آنے پایا جب مرشدآباد پہونچا چند خطوط الواع
میل پردازی کے کونسل کو بہیجے اور بعض کونسلیون کو راضی کرلیا مگر شمس الدولہ نے سب مصالح وقت
اسکی عزیمت مرشدآباد کی گوارا کی لیکن بخوب تحریر کرکے ایک کتاب بنائی نندکمار نے مرشدآباد پہونچکر
سیا اقتدار بڑہایا کہ محمد خان نائب نظامت جہانگیرنگر جو عطاء اللہ خان ثابت جنگ کا داماد تھا اسکا محتاج ہوا
میر جعفرخان نے زیر اطاعت ہندوے مذکور ہوکر خان مذکور کو حکومت جہانگیرنگر سے موقوف فرمایا اور جبکہ
حسب ایماے ہندوے نابکار کے مقید کیا یہانتک کہ تاکید انگلشیہ سے خوف ہوا کر میر جعفرخان نے اوسکو رہا کیا
اسی ضمن مین میر جعفرخان بیمار ہوا روز بروز مرض مین شدت ہوتی گئی ہر چند کہ دوا دارو مین کچھہ تقصیر نہ ہوئی مگر
موت تو قریب آچکی تہی اصلاً فایدہ نہوا آخر الامر بموجب آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت پنجشنبہ ماہ شعبان
روز سہ شنبہ سنہ ہجری کو اس جہان فانی سے کوچ کیا معتبرین سے سنا گیا کہ دم آخر کرب کونہ کی بتون کا پانی
تبرکاً حسب تجویز نندکمار کے نوش کیا مگر اجل نے وہین گلا دبایا دم اوکھڑ گیا تھا غنیمت اولی الالباب خام غور ہے
اسی صاحبان بینائی دیکھو آخر موت نے نہچھوڑا مگر ایمان بھی ہمہ سے سخت مرتے وقت کیا کہ اس کافر کی کہنے سے پانی کرتیٹ کو
شکار نوش کیا سا ہیئت لیسند است اگر شنوی پ وکر خار خارمن نمودی (اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من غیر مرافیہ)
لغرض انحول شجاع الدولہ کی جسارت اور دلیری کی شہرت سنکر میر جعفرخان صلح کرنا بہتر سمجہا تھا بلکہ شاید
نواب انگلشیہ بھی اسپر کہ کوئی امر مانع نجات نخواہان صلح ہے کہ صوبہ عظیم آباد کے دینے کے علاوہ صوبہ
اودھ کی مالگذاری مین کسیقدر اضافہ سے پیش آوین مگر شجاع الدولہ کو وہ غرور تھا کہ اپنے تو ت

چونکہ روپیہ نتھا اشرفی اندر سے منگوا کر دلادین اس ماجرا کے بعد عالیجاہ نے سمرو کو پیغام دیا کہ اب بہت آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہین پلٹن اور عملہ توپخانہ کو برطرف کرے توپین اور بندوق چقماقی خانسامانی مین سپرد کردو اور دو پلٹن رکھو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے متفق ہوگیا تھا جواب دیا کہ اب توپ و بندوق ادسکی مین جیسا پاس ہین اور خود وہان سے مع پلٹن وزیر کا ملازم ہوگیا

قید ہونا عالیجاہ کا وزیر کے ہاتھ سے

چونکہ شب موسیٰ جنتیل فرانسیس جو پیشتر عالیجاہ کا ملازم تھا اور بعد برطرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خان سے نہایت دوستی رکھتا تھا پانچ چھہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج عالیجاہ کے ستیزی کو آویگی خدا معلوم اوسوقت کے دار و گیر مین تمیز کیا گذرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت مین رہین کوئی معترض نہو سکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکر گذاری اخلاص کے کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جب کہ عالیجاہ کو وہ بلا ہوگی بندہ بھی کیکی ضمانت نہین چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑھے فوج وزیر کی سوار ہوکر خیمہ عالیجاہ کو قاصد ہوئی جب نمودار ہوئی دوبارہ موسیٰ جنتیل اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر خانہ مذکور کے پاس آیا اور سخنان دیروزہ کا اعادہ کیا اسنے بھی وہی جوابدیا ناچار وہ گریان وزار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ عالیجاہ کو محصور کرکے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کرلئے جو سردار کہ اس کارناہنجار پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمہ مین گیا اور اوسکو ہاتھی پر سوار کراکر خود ہو دج کے عقب سوار ہوا اور اپنے لشکر مین لیجاکر بہا سے معہود محبوس کردیا

محروس ہونا علی ابراہیم خانکا بموجب حکم وزیر اور رہائی پانا بحسب ایماے

آخر روز چند سوار وزیر کے بیک جہت علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آتے ہوئے دکھلائی دئے خانہ مذکور کو معلوم ہوگیا کہ میرے واسطے آتے ہین پس چند عزیزون کو جو اوسکی خدمت مین حاضر تھے اور بستر بیماری پر سور ہے تھے جگاکر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاش مین آتے ہین پس جو جانے ہے نکلجائے اس کلام سے ہم نشین لوگ اپنی راہ لگے مگر میر شطاری اور ثابت خان اور خواجہ عبد اللہ اور واجد علی خان اوسکے رفیق حال رہے تا آنکہ سوار ان مذکور آپہونچے اور اوسکی حراست مین ٹھہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ بدھن خان نام جمعدار افغان نے جو کسیقدر طالب علمی اور فراست رکھتا تھا اور اپنے تئین خدائیان خانہ مذکور مین جانتا تھا ظاہر کیا کہ جو کچھ دشمنون سے پوشیدہ رکھنا منظور ہو میرے حوالہ کرو نجلی ابراہیم خان نے کہا کہ بجز دو فیل اور چند شتر کوئی چیز میرے پاس نہین انکو جسطرح سمجھو نگاہ رکھو اوس صدیق صداقت شعار نے کہ کسیکو اپنے موافق سچا نہ جانتا تھا اون ہاتھی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ پھر پتا نہ لگا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری مین حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا عالیجاہ کے وزیر سے موافق ہوگئے تھے مگر حافظ اسرار خان

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلجوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی ماں بی بی صفیہ رنگ وخنہ
مرہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بھیجا اوسنے بہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات اون
دونون کے طرف سے کیئے عالیجاہ اوسقدر تقریرین سلیقہ نہ رکھتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا
خان مرحوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر بلحاظ بدگویون کے اگرچہ ترک لباس نکیا مگر پیرہن اور
دستار مختصر سے آراستہ ہوکر دربار مین حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان
اوسی نیت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہوکر وزیر کے در دولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے
وزیر الممالک کے پاس جاوینگے اوسنے جوابدیا جب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بجز اسی لباس کے کیا ضرورت
تکلف ہے اوسیطرح سے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہوا وزیر نے خاطر بیشمار کر کے تغیر لباس عالیجاہ کا
موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو
مجھے ظاہر کر دیا اوسکو تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کر کے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے
جوابدیا کہ آپکے پاس باسید عنایت اور اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین جب بادشاہی پیام سے حضور نے
آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نتھی اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا
وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون گوشہ مین جاکر اپنے اپنے
مقدمہ کی پیروی مین گفتگو کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسیطرح ذمہ عالیجاہ کے تحویل مبلغ ثابت کریگے
علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا بعد تھوڑی دیر کے
وزیر نے پوچھا کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا دونون طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خانہ کو گوشۂ خس مین
بلاکر جو کچھ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان سے سوال و جواب ہوئے تھے
سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے
خانہ کور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجۂ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے
وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھ گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر
تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کئے اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر بھی
آپہونچا اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے اور لباس روزمرہ
مثل سابق کے پہنئے عالیجاہ نے منظور فرمایا اور بسبب اشعار اوسکے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے سمرو نمکحرام کا عالیجاہ سے تقاضائے تنخواہ کرنا

چند روز مین روز سے سمرو نے مع اپنی پلٹنون کے حسب ایمائے وزیر عالیجاہ کے خیمہ پر بابت تنخواہ محاصرہ کیا

بلبار ترک لباس بہانہ گوشہ گزینی اور عالیجاہ نے اوسکے گھر جاکر تنی پوشاک پہنوائی لیکن اس تدبیر بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا عالی رنجش ہوا کرتی ہے بیہودہ اوس ستمگر سے رسا تباہ دو کیونکہ ایسے روٹھے کو مناتے ہین اکثر باہم عالیجاہ سے رنجش کیا کرتا تھا اور عالیجاہ اوسکے سکرات سے بدمزہ ہوکر اپنی مجلس مین اوسکا شاکی ہوتا اور کہتا کہ فلانے روز جو بینی بہادر کے سرپیچ دیکھا تھا وہ ہمارے گھر مین تھا شاید وہین سے لیگیا کیونکہ تحویلدار تھا تاکہ فلانی انگشتری فلانے کے ہاتھ مین تھی ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہونچین باعث مزید رنج ہوتی تہین تاآنکہ ایکروز عالیجاہ سے اوسکی شکایت اونہکر میرزا ابہلو اور علی بیگ خان نسقچی ملازم وزیر کے جوار مین جا ٹہرا العد پانچ چھہ روز اس واقعہ کے وزیر کا پیغام تقاضائے تنخواہ مین عالیجاہ کے نام آیا عالیجاہ نے عذر تنگدستی کہلا بہیجا مگر اکثر وقت وزیر کی ناہنجاری کہا کرتا تھا علی ابراہیم خان نائب تھا کہ اکثر لوگ مانند میر الو وغیرہ کے جو عالیجاہ کے نوکر اور جو یارے رفاقت وزیر تھے ان باتون کو وزیر کی خدمتین پہونچاتے اور اوسکی طبع حیلہ جو کو بہڑکاتے تھے آخر وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے لقایاے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتا ہے اور غیر محصل لوگ مقرر کرتا ہے آپ جلد فکر کریں عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کو طلب کر کے واسطے سوال جواب وزیر کے دیا اوسنے حضور وزیر مین جاکر عرض کیا کہ عالیجاہ بابت اعانت حاضر ہوا جو کچھہ میسر تھا اوسکے پہونچانے مین دریغ نہین کیا الحال تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہی بموجب جناب العالی بینی بہادر کو حکم تہدید صادر فرماوین جو اسکے ذمہ برآمد ہوگا اوسکے ادامین قاصر نہوگا اور اگر مخلص بموجب ہو امیدوار ضمانت ہون اوسنے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانے بینی بہادر کون ہوتا ہے ہم کل شکار کو جاتے ہین بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہے کرے اوسنے یہ جواب عالیجاہ کو پہونچایا اور بروقت شہود عرض کیا کہ اگر زر سرکار مین ہو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے ورنہ خود تنہا جاکر کہنا چاہیے کہ یہ آپکے توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچھہ چاہیے فرمائیے

عالیجاہ کا ترک لباس کرنا اور وزیر کا پہر تکلیف پوشاک دینا

عالیجاہ نے ابغض مصاحبین سفاہت کے بموجب صلاح کے بلا اندیشہ دوسرے روز کہ تاریخ ۸ ماہ ذی الحجہ ۱۱۸۷ ہجری تھی اول صبح کو پیرہنے درہ و کلاہ برسر ترک جلوس مسند کیا اور صحن خیمہ مین بوریا بچھا کر بیٹھا ہمراہیون مقرب نے بہی جو عقل سے خالی تھے قریب بیس نفر کے لباس رنگین درویشی زیب تن کر کے تمام لشکر مین انگشت نما ہوئے یہ خبر وزیر کو پہونچی موجب فکر ہوئی کیونکہ فقیری عالیجاہ کی اوسکی رفاقت مین موجب بدنامی تہی بنا برین نوین ذی الحجہ کو کہ یوم عرفہ تھا

میر جعفر خان اور بیجہ نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر بندہ کو جواب دیا کہ الحال بادشاہ باختیار خود نہین بلکہ تا
فرمان وزیر ہے اس حالت مین تم اوسکی فرمان بری نہین کر سکتے اور علی الزعم ڈاکٹر کے نسبت محبت جو را
شتاب رائے سے رکھتا تھا سادھو رام کو طلب کر کے مضمون شقہ سے مطلع کر دیا اور اوسنے اوسکی نق
راو شتاب رائے کو بھیجدی اور بندہ کو رخصت کر کے درجواب شقہ عرضداشت لکھی بندہ نے جواب پہونچا بر
کر کے عرضداشت مذکور کو معرفت بادشاہی جاسوسون کے بھیجدی اور خود والد کے پاس حسین آباد چلا گیا
میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ بھی ہمرکاب والد کے حسین آباد چلے آئے اور اسی جگہ برسات آخر کی

بدعہدی کر کے شجاع الدولہ کا لوٹ لینا عالیجاہ کو اور بے گناہ قید کرنا

بندہ نے حسین آباد مین عالیجاہ کی اسیری سنی مفصل بعد چند روز کے زبانی علی ابراہیم خان کے برو قت
معلوم ہوا کہ درج ہوتا ہے اول شجاع الدولہ اور عالیجاہ باتفاق محاصرہ عظیم آباد مین بے گیارہ لاکھ روپیہ دینے
جاہی تھا مقرر کیا تھا کہ ماہواری ملیگا عالیجاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ اور کثرت تقاضائے وزیر کے
ہر مہینے مین اسکے دام سے نکلنا دشوار ہے لہذا یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیغام دیا کہ بندہ کو جانب مرشد آباد کے
مرخص فرمایئے تاکہ وہان جا کر بعد بندوبست تحصیل کر کے عمل انگلشیہ کے انتظام مین خلل انداز ہون بالفعل
انکی فوج بھی کم ہے نہایت متوحش ہونگے اور چونکہ اوس طرف کے حاکم اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہے
یہ کام بہ نسبت دوسرے توسلان سرکار کے بخوبی انصرام کرونگا پیغامبر علی ابراہیم خان تھا وزیر نے کہا
اگر عالیجاہ معاودت نہ کرے اسکی کیا صورت ہوگی اوسنے جواب دیا کہ عالیجاہ کو بجز دردولت کے اور جائے پناہ کہان ہے
خلاصہ یہ ہے کہ خیال دور دراز کار مین اکثر کہا کہ اگر تم ضامن ہو اور بطور اول کے میری پاس حاضر ہو کیا مضائقہ
علی ابراہیم خان نے جواب دیا البتہ بندہ حاضر ہے مگر زرمہود کا ضامن نہین ہان جہان عالیجاہ کے عمال جاوین
سرکار کے سزاول بھی ہمراہ ہون جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین وزیر نے کہا ایسا نہین ہو سکتا
علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہو وہی بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک ہونا حضور کے ذریعہ ہوگا
کیونکہ وہ حضور کے بھروسے حاضر دردولت ہوا ہے اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آبروے سلطنت رہے وزیر
ہر چند قوت متفعلہ نہ رکھتا تھا مگر یہ بھی خوش ہوا فرمایا کہ ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا
بہتر ہے غرض تو حضور کی آزمائش اقتدار سے ہے وزیر نے اسے رخصت کیا اور وہ کام فراموش ہوا اور بعد چندے
معروف ہوا اور علی ابراہیم خان نے جواب بنام عالیجاہ کے پہونچایا

موافق ہونا میر سلیمان خانساماں ملازم عالیجاہ کا وزیر سے اور عالیجاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان قبل اسکے میرزا ابہلوا اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے موافق ہو گیا تھا

لوبند سنگه زمیندار بنارس کو بہی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکہا جاویگا لاجرم [illegible] ہوکر مقام
مین آچہا ونی کی والد بہی بنظر ملازمت وزیر و بادشاہ کے لشکر مین حاضر تھا اور بندہ نے عالیجاہ سے
ہوکر بادشاہ کی ملازمت مین ہمراہ والد بسر کرتا تھا تا آنکہ بعبور لور سے دریائے سون کو پایاب عبور کرکے
دریا پر چند روز تک خیمہ گاہ رہا اور وہان سے قصبہ آرہ دار الملک بہوجپور مین لشکر آیا والد وہان سے
برگشت جاگیرات کو مستعد ہوئے اور بندہ نے بہی لواونیدا وضاع لشکر رفاقت مناسب نجانی
چونکہ پیشتر سے تعرض انگلشیہ خصوص ڈاکٹر فلرٹن نہایت مرتبہ دوست تھا اور شجاع الدولہ کی لڑائی مین
اوسکے خطوط بندہ کو آتے تھے اور اوسنے مکرر لکہا کہ بادشاہ کو اون لوگون سے موافق کر دون
بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشی کی ہو گی وزیر کا حال معلوم
کہ فتح دور ہے پس اسصورت مین اگر انگلشیون سے رابطہ ہو جائے دور مصلحت سے نہو گا اور
یہ بہی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کرنا مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بہی منظور ہو تو شقہ لکہوا دیجے
والد نے باتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چہیڑا چونکہ بادشاہ بسبب خود سری وزیر کے اوسکے پاس
رہنے کو راضی نتہا فورا راضی ہوا شقہ خاص دستخط مفصل سے لکہکر اشعار دیا کہ ہر شقہ اسی قابل یعنی بندہ کے
معرفت بہونچیگا قابل قبول ہے اور اسکے معرفت کے سوا اگر دوسرے کے ذریعہ سے کوئی شقہ بہونچے
تو سمجہنا کہ بپاس خاطر وزیر وغیرہ کے صادر ہوا غرض بادشاہ کی اس تحریر سے یہ تہی کہ راو شتاب رائے کے
درمیانی نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بندہ کو بہی تاکید کی کہ اس
رقعہ کا مضمون افشا نکریے لیکن بعد حصول رقعہ بندہ مع والد لشکر سے نکلکر عظیم آباد کو چلا والد مرحوم
حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو دیکہئے اوسی زمانہ مین ڈاکٹر فلرٹن کو میجر کرنگ سالار فوج انگلشی سے
نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہین ہو سکتا جب بندہ مع شقہ شاہی قریب عظیم آباد آیا
اور ڈاکٹر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کرکے اپنے ہرکارہ مع ہرکاران سرداران مذکور کے
مع رقم مزاحمت بنام محافظان راہ چوکہ اکثر کپتان مع فوج بر سر راہ آبادی شہر کے مقرر تھے بہیجکر
بندہ کو طلب کیا بندہ اسکے گہر جاکر حال نفاق مذکور پر مطلع ہوا تاکید کردی کہ اسکا مضمون سادہو رام
جو وکیل راو شتاب رائے کا ہے معلوم نہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور نیز بندہ
ہوگی ڈاکٹر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کریگا لیکن میری رائے پر تصفیہ ہونا اب ناممکن ہے غرضکہ
دوسرے روز میجر کرنگ نے بندہ کو طلب کیا اور نیز میر جعفر خان کو بہی بلایا اور آخر روز بندہ اور
ڈاکٹر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اوسنے شقہ کو سر پر رکہکر کہولا اور تنہائی مین

واپس ہوجو کل تدارک مافات مین معروف ہوجیں عالیجاہ سمرو کو بھی اطلاع دیکر واپس کرلیا
شجاع الدولہ اسسے پیشتر جیسے ہینٹے آگیا تھا عالیجاہ ضعف راستہ لے کیا ہوگا کہ شام ہوئی
ظاہرا ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادہر کو آتے ہین انگلیشیہ
عالیجاہ سے نہایت عداوت تھی پس ایک باڑہ ماری سخت تتلی معمول جو پیچھے رہ گئے تھے اس
حبارت کو دیکھکر مضطرب بے اختیار فراریون کے طور پر پائی ہاتہ جگہ گئے بندہ خود عالیجاہ سے
پیشتر غافل تھا اسوقت کہ سب سپاہ اور ہجوم سپاہ تھا معلوم نہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ مین
داخل ہوا بندہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تھا اوسکو لحاظ کرکے طرف لشکر کی ملا جاتا تھا
تا آنکہ خیمہ مین جا پہونچا صبح کو سواری وزیر کی خبر مشتہر ہوئی لیکن کچھ نہوئی بعد دو روز کے دمل کی خبر آئی
کہ وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بھی کہ اس لڑائی مین گولی کہائے تھے جنکی شہرت دنبال کے نام سے
کردی بعد شفا کوچ کرکے دریاے پن پن جنوبی حصار عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا ہر روز تازہ خبرین
اوڑا کرتی تہین کبھی یہ کہ میر جعفر خان کے مورچال سے یورش ہوگی کبھی شرقی شہر کے جانب سے
دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ حسب ضابطہ دیرینہ شہر و مورچال مین گشت کرتا تھا

وزیر کا لشکر انگلشی مین محصور ہونا اور فضل الہی سے رہائی پانا

ایکروز چند سردار انگلشی مع میر مہدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جاکر انگلشیونکے متفق ہوئے
تھے نکلکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گہومتے تھے اور چند بہرہ تلنگونکے بھی ہمراہ تھے وزیر سے
کہ نہایت جریدہ مع چند نفر کے جنگل مین گہوم رہا تھا دوچار ہوا طرفین سے نادانستہ ارادہ دست برد
ہوا اور باہم طعن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قراولی عمل مین آئی جب کسیقدر نزدیک ہوئے میر مہدی خان نے
وزیر کو پہچانکر سردار انگلشی کو جو کرشاید میجر کرنگ تھے اطلاع دی اور فوج دیگر نہایت جلد شہر سے
طلب کرکے وزیر سے مشغول آویزہ رہا جب فوج جدید شہر سے آنکلی کسینی وزیر کے ہمراہیونمین سے
... لشکر وزیر مین خبر ہو پہونچائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ مین محصور ہوگیا وزیر نے اپنے تئین حلقہ مین
... غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے عطف عنان کرکے باہر نکل گیا لیکن جب خبر
... تقریب ظاہر ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوئے
... اسکو راہ مین پاکر بامدد گر مساعدت کی القصہ اسیطرح سے دوالیدرد
... قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ رائے ہوئی کہ الحال حصار کے قریب
... صوبہ عظیم آباد سے لب گنگ متابل غنی پور متعلقہ وزیر کے دیکھا تھا

لیکن گانوٴن ویرانی اکیدو پاستیان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ اور آگے بہی تاتاریون کے قدم بڑہے ہینے چراہیاکہ یہین تک آئے اور دیہات کو لوٹ مار چلے گئے بندہ نے کہیا دوسرے دیہات مین خبر پہونچادو کل روہیان سے بہی پیشتر کوچ دیتیگا تہوڑی دیر وہان ٹہر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد پہونچکر دوروز مقام کیا والدہ وغیرہ کو دیکہکر مع سید علی خان اپنے بہائی کے لشکر کو معاودت ہوا لشکر اوسوقت ممی علی پور ڈہ سے گذراتہا چیرزون کے خوف سے بڑی مشقت مین راستہ کٹا جماعۂ انگلشی اور میر محمد جعفر خان نے شہر مین پہونچکر اپنی فوج کو جریدہ کیا اور بارادۂ مزاحمت چند کوس اردو سے آگے بڑہے اور آپ مین تاب اور تحمل مقابلۂ فوج شجاع الدولہ کی نپاکر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر بعض توپ کو برج حصار پر لگادیا خود پچپہاڑی کے سد دریائے وجلہ پر جو اکثر برسات مین شہر پر محیط ہوجاتا تہا منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قایم کیا اور ایک توپ بہی پچپہاڑی ٹیلہ پر چڑہائی اور میر محمد جعفر خان کو مع ہمراہیان ہندی کے سد مذکور پر گرد شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنی تلنگی کا دیکی محافظت چہوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشی پشت پر مستقل تہا شجاع الدولہ شہر آباد سے بسبب طغیانی کے لشکر کیواسطے کنارہ دریائے سون کا پکڑ کر راہ راست عظیم آباد کی چہوڑ پہلواری مین عظیم آباد کے چار کوس پر منزل گزین ہوا اگرچہ اس منزل مین کنوئین کی کثرت تہی مگر پہر بہی پانی کی قلت اور بہی کوئین تعمیر ہوئے غرض ایک روز رہکر دوسرے روز کی صبح کو بارادۂ جنگ مع عالیجاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوا

لڑنا شجاع الدولہ کا انگلشی سے اور دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز توقف کرنا لڑائی مین اور لوٹنا بکسر کو اور جہاونی کرنا وہان اور بدعہدی کرنا عالیجاہ سے

شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کے مانند بیحساب تہی سوار ہو کر شارع عام سے جو تالاب میٹہی پور اور پہلواری پور اور مقبرۂ پیر عالیجاہ او سراہ پیر واقع تہا بیشتر گیا اور بینی بہادر مع راجہ بلونت سنگہ وزیر کے دست راست اور کچہ فاصلہ پر اور عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اگلذا پہلی بہیت اور سبز علی وغیرہ کام مع دو تین ہزار روہیلہ او رگسائین ہمراہ پانچ چہ ہزار ناگہ کے وزیر کے قول مین تہا اور شجاع مع پانچ پلٹن کے جو ہمرو کی سرداری مین مع توپ وضع انگریزی اور بندوق چقماقی کے آراستہ تہین اور پانچ چہہ ہزار سوار بہی ہمراہ رکہتا تہا بینی بہادر کے دست راست مگر بڑے فاصلہ سے تہا گڈہ کو جو مقابل پچپہاڑی اور سورچہ جعفر خان تک واقع تہا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جا کر استادہ ہوا بندہ جو کسیکی نوکری کا سررشتہ نرکہتا تہا اسپ سوار بنا بر دوستی علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج مین تہا جہان جاہتا تہا جا کر تماشا دیکہتا تہا تا آنکہ

اوس تک علامت آبادی کی نظر آتے تھے عموم خلایق کو اسقدر ایذا پہونچائی کہ بیچارہ جسقدر روزبروز بادشاہ کے ورود سے خوشنود تھے اوسیقدر عاجز ہوکر انگلشی کے دعاگو ہوئی کیونکہ اس فرقہ سے ایسا ظلم نہین ہوا اور کسی مفلس کو ضرر نہین پہونچتا تھا جسوقت در دولتکدہ کا مکرر اپنا مین دریائے سون کے کنارے ہوا بندہ چونکہ مدت سے آرزو خواہ ملاقات والدہ کا تھا احوال لشکر اور اونکی بیبائی کا فراموش کرکے چوپالہ کی سواری سے دو تین خدمتگار اور گاو باربردار کے ساتھ روانہ حسین آباد جو محل التمغا کا دار الملک ہے ہوا جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین نفر اور دیگر باربردار کے چھوڑ کر خود پیشتر کو چلا موضع شیخ پورہ مین جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانون خالی کرگئے تھے پہونچا اژدحام سا دکھلائی دیا گھوڑون کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہان سے آئے آدمی کیونکر رہگئے ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راہ طے کی تھی کہ ایک غبار عالمگیر اور اوسکے اندر سنان کی چمک درخشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکھا کہ ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تھے اونکے پیچھے چلے آتے ہین بندہ اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈرا اور گاو باربردار کو بھی اونکا تحفہ سمجھا خیال آیا کہ ابھی دور ہین شاید مجھے ندیکھا ہوگا کنارہ دریا سے اوترکر نیچے کی طرف سے ریگ سون مین کنارہ پکڑ کر اپنے ملک کو جانا چاہئے کہارون کو حکمدیا یہ لوگ پیر اسکے نذر کرتے تھے انکی افسر نے تمسانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہے اونہون نے ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ انکے درمیان بکمال دلیری جائیے بندہ نے سمجھا کہ سچ کہتا ہے اسکی صلاح کو پسند کیا بیت گاہ باشد کہ کودکے نادان ٭ بغلط بر ہدف زند تیرے ٭ جب نزدیک ہدکر سے آپہونچے ایک مغل نے صف سے باہر آکر فتیلہ روشن کو بجائے معہود بندوق پر رکھکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے بندہ نے بھی دلیرانہ جوابدیا کہ تجھے کیا کام ہے وزیر الممالک نے واسطے لانے سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد عمدہ اور صاحب جاگیر دامن قلعہ رہتاس مین رہتا ہے مجھے بھیجا ہے لہذا وہان کو جاتے ہین اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے یہی جوابدیا ہمارا رفیق اور باربرداری ہمارے پیچھے آتی ہے یہ کہکر روبراہ ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر میری گفتگو کو صدق جانا اور اپنے ارادہ سے باز رہکر واپس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ تعرض نہ کیا بعد ازان لشعت میل پر ایک دستہ ملا مگر اوسنے کچھ چھیڑ چھاڑ نکی مگر چارون طرف سے دیہات روشن جلتے ہوئے اور دہوان چھایا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع مہوان مین پہونچے

ہزار ہون پچاس ہزار اوسکے مقابل نہین ہوسکتا مناسب وہ کہ چونکہ جیاولی مدت سے حضور کی
معمول ہے اور ملازمان رکاب سے بھی اس فن مین مشق ہو پہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد
اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور مخدرات کو نہ ہمراہ لیجئے اس جگہ چھوڑیے باقی
فوج سے گذر کیجئے اسکے کہ خبا لجالی کی شہرت ہو جریدہ فوج انگلشیہ پر جو اسوقت تنزلزل ہوکر گبرت
جاتے ہین دوڑنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر حربالی کرنا چاہیے اگر اونکی جمعیت
پریشان ہوئی فتح ونصرت ملی ورنہ چپلین اونپر لڑائی ہو اور اسباب لیس ماندہ جلاکر اور توپ وارابہ
خراب کرکے تمام روز اونکا تعاقب کرکے رات کو صدمہ شبخون سے دو تر متزلزل کرین ہو جو اسیطرح
حصار عظیم آباد تک بیچہا کئے جایئے اگراسی رہروی مین انکا خاتمہ بالخیر ہوا فبہا ورنہ متعرض قلعہ نہوجیے
سہسرام ہوکے مع جمعیت لایق متمام اپنے اور بعض فوج کو سردار شجاع ہوشیار کے ہمراہ سرکار سارن کیطرف
یا آرہ کے مقامات سے عبور گنگا کراکر مامور کیجئے اور ہر جانب کے لایق عمال تجویز کرکے خلعت وسند
دیکر رخصت دیکر حکم دینا کہ دلجوئی اور حسن سلوک مین ساعی ہوکر کسی رعایا کو رنجیدہ نکرین اور محالات
مذکورہ کا بندولبست نہایت تخفیف مین کرین تاکہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش
نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل دخل کرین اور ایک فوج عظیم آباد کیطرف چھوڑکر اوسیطرح
اوہر بھی عمال مقرر کئے جاوین اور دریا کے دونو طرف دونو فوجین گشت کنان رہین تاکہ جو کشتی شہر سے
عظیم آباد کو عازم ہو جسطرف سے ملاح لے جاتے ہون اوسیطرف کی فوج آوے کشتی کو غارت کرے
اور غلہ وغیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد مین داخل نہونے پاوے اسیصورت مین اس فرقہ کو
اضطراب بکمال صادر ہوگا اور بجبر کلکتہ بہاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چھوڑنے کے کوئی
تدبیر نکرسکینگے بعد ازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیگا ونیر گشتہ تقدیر کو یہ تدبیر فی الحقیقت
راست نتھی دلپسند نہوئی اور دوبارہ جنگ سے جو کوئی کچھ تدبیر یا صلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسنتا
چونکہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے تئین اوسکے مقلد وکمین جانتا تھا اور جواب دیتا تھا کہ جنگ کو
میری رائے اور سلیقہ پر چھوڑنا چاہیے چونکہ جماعۂ انگلشیہ اور انکی فوج نہایت کم اور رنج سفر برسات
اور عالیجاہ کی لڑائی کی تکلیف کھینچے ہوئے خستہ حال تھی اور شجاع الدولہ کی فوج جرأت اور شجاعت مین
مشہور تھی اسکی لڑائی میدان مین مناسب نجانی حصار عظیم آباد مین محصور ہوکر مرنا مناسب سمجھکر مع زنبورخانہ
اکبر سے بکمال اضطرار راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ مع بادشاہ اور عالیجاہ کے خوش وخرم
داخل حدود عظیم آباد ہوکر منزل بمنزل قطع راہ کرتا تھا اور اوسکے لشکر کی غارت گری سے بلکہ پانچ

فوج انگلشی مین منازعت ہونا اور اتفاق راقم نگر اور اون لوگونکا وہان سے آکر سرکار روز بہ مین نوکر ہوتا

موشیر مدک فرانسیس مع اپنے ہم قومون کے رفاقت انگلشی مین تھا اور میر جعفر خان نے عالیجاہ کی لڑائی مین
فوج سے انعام کا وعدہ کیا تھا جسوقت کرمناسہ پر بعد انقطاع تعاقب عالیجاہ کے مقامات ہوئے ایفائے وعدہ کیا
زر موعود بہیجا مدک مذکور کو مع اپنی قوم کے اوسی روپیہ کے بابت انگلشی سے جھگڑا ہوا حتی کہ مخالفت کی نوبت پہونچی
مدک مذکور اپنی قوم کے ایکسو کئی نفر تہا مع ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق چقماقی لیکر کرمناسہ سے
قبل ورود وزیر کے بنارس مین اور بعد روانگی عالیجاہ کے لشکر وزیر کو بلونت سنگہ زمیندار بنارس کے ملک مین آیا
اور افواج انگلشی نے چند میل تعاقب کرکے بنا بر احتیاط کے کہ ایسا نہو کہین وزیر سے جھگڑا اوٹھہ کہڑا ہو طرح دے
گئے آخر الامر جماعت مذکور مع سردار موشیر مدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی تینون لشکر یعنے بادشاہ و
وزیر و عالیجاہ کئی سردار شیخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام کے فحوائے
مخالفت جنگ انگلشی بباعث نہونے انتظام فوج اور فقدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو بہی رفاقت سے
مانع تھا کبہی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کارروائی متصور نہین ہے تنزل گردی کرکے عنقریب
معاودت کرینگے بندہ کو آرزوے پہونچنے اماکن مالوفہ کے خدمت شیخ مین نرہنے دیا بہرحال دریائے گنگا پر
کشتی کا پل باندہکر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا وزیر راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس
جو کہ مرد عیار اور اپنے فرقہ مین جرار اور اسقدر مالدار تھا کہ لوگ اوسکے اندوختہ کا حساب کروڑ روپیے سے
زیادہ بتلاتے تھے ہرگز اسوقت تک شجاع الدولہ اور نیز اوسکے والد کے حضور مین حاضر نہوا تھا
اس سفر مین باعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جسکا وسیلہ سید نور الحسن خان بلگرامی ہوا تھا اور نیز
ضمانت کل سرداران لشکر خصوصا عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اور راجہ بینی بہادر کے
حاضر ہوکر مشرف کورنش ہوا اور اوسکی رفاقت مین شامل ہوا دو تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ متعین
ہمراہ لائے اس لشکر کے انبوہی اسقدر تہی کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی مردم فوج کی دید تھی لیکن
بےخبری سردار اور عدم ضبط و ربط سے عین لشکر مین ایک دوسرے کو مار ڈالتے غارتگری کرتے
تھے اور کوئی پرسان نتہا کوچ کے وقت جو لوگ ذرا بہی لشکر سے دور ہو جاتے نابکار لوگ شکار کرتے نہین
قطاع الطریقی کرتے بلکہ مار ڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر کلان ایک جگہ سے دوسری جگہ
متحرک تھا جیسے دار السلطنت شاہجہان آباد مین جو ہند کا چشم و چراغ ہے مجمع رہتا اوس لشکر مین بہی
موجود تھا بعد چندے ہوشیارون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے لڑنا اس ملک کے قاعدہ
سے منحرف جنگی نہین کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندہکر استادہ ہوئے گویا سد سکندری ہوگئی گردہ

اپنے ہمراہ استدعا کی عالیجاہ نے الیکش خوان ملبوس مختلف القماش اور خوان جواہر زواہر اور اقبال کوہ
فیل پیشکش کرکے اور باتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرایا اور
بعد پہونچنے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے اپنے لشکر کو مذکور صاحب واپس آے دوسرے روز
عالیجاہ وزیر کے بازدید کو روانہ ہوا اوسنے بہی مغلیہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سقرلاتی پہنکر اور بندوق در دست
دستہ دستہ سر دروازہ سے جہان تک گنجائش ہو استادہ ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت
بہی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سراپردہ وزیر ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا
اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑکے اپنے مسند پر برابر بٹہایا اور نہایت اشفاق سے امداد فرمائی کہ صوبجات بنگالہ اور
عظیم آباد انگلشیون سے چہوڑاکر تمہارے حوالہ کردونگا بعد چند روز کے عالیجاہ نے بمصاحبت علی ابراہیم خانکے
یکدست زیور گران بہا جو لاکہون کا مال تھا واسطے والدہ شجاع الدولہ کے بہیجکر اونکو خوشنود کیا اور اپنی والدہ
بنایا چونکہ شجاع الدولہ کو انفصال معاملہ بندیلہ اور تحصیل مالگذاری بعض پرگنات الہ آباد کی منظور تھی اور راجہ بینی بہادر
کو پیشتر بہیجا منتظر حصول مراد تھا مگر بندیلہ مطیع نہوتے تھے اور خیال مدت مدید کا اوس جوار مین تھا اور عالیجاہ
نہضت شرقی کو وزیر سے جلد خواستگار تھا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نجانتا تھا وزیر الممالک نے
عذر معاملہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تاکہ کار سرکار کا انصرام کرکے
جلد واپس آوے وزیر نے قبول کرکے رخصت فرمایا عالیجاہ جبتک داخل ملک بوندیل کہنڈ ہوا چاہے کہ تو پہاڑے
تباہ موضع ذرنگ اور فوج قواعد دان ہمراہ بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور اوسکے عمدہ قلعہ کے پاس
جا پہونچا چونکہ میرزا نجف خان اسکا ممنون احسان تھا اور بندیلون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف رویہ اپنا
دیکہکر راضی باداے زر واجبی ہوئی اور میرزا نجف خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زر مینہ
الینان حاصل عالیجاہ شاد کام معاودہ ہوا اور لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا اواسط
ماہ رمضان ۱۱۷۷ ہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس مین خیمہ زن ہوئے بندہ کو تخمیناً پانچ مہینے بنارس مین
گذرے تھے کہ اس لشکر کا ورود ہوا اور دوستون کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر ربیع الثانی یا اوایل
جمادی الاول مین شکست پاکر بنارس آیا تھا اور ماہ مبارک کا اوسط یا آخر تھا کہ وزیر و بادشاہ کے
داخل بنارس ہوا گیارہ لاکہ روپیہ وزیر الممالک کا مقرر کرکے معین کیا کہ جس وقت بارادہ انتزاع صوبجات
شرقیہ کے گنگا پار ہوکر حدود عظیم آباد مین داخل ہون ابتداے سر روز ورود اوس سرزمین سے زر مذکور
ماہواری لیا کرے اور اس مقدمہ مین جسطرح سے ہوسکا لبریز ہوئی اور منتظر لطیفہ غیبی رہے
کہ کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

لیگیا تھا اور میرزا نجف خان بوندیل کھنڈ ہوتے ملک بوندیلہ گیا وہان کے لوگون نے اسکی عزت و تکریم کر کے اپنا رفیق بنالیا عالیجاہ نے بعد آنے میر سلیمان اور بہو نے اپنی دلجمعی کے اور منتخب کر لینے نوکرون اور ادائی تنخواہ ہر طرف لوگون کے عازم لشکر وزیر و بادشاہ ہوا بندہ نے ترک رفاقت کرکے بنارس مین اقامت کی کیونکہ بنا بر ناخوشی مزاج جعفر خان کے جو عالیجاہ کے رفقا سے تھے اور رہنا اوسکا کرم ناسہ پار اور نیز یہ بھی گمان کہ لوگ وزیر کی اعانت عالیجاہ کو دیتے ہین سعادت بجا بدہی تمام دور از حزم مد نظر ہوئی دوسرے شیخ حزین کی صحبت بھی غنیمت تھی زمانہ کی دورنگی تو حافظ سے حضوص امرا اور روسا مین نہایت مروج وزیر اور بادشاہ بھی عالیجاہ سے جہوٹھے وعدہ مدد اور اعانت کے کرتے رہے اور نیز انگلشیون سے بھی معاملہ ہوتا تھا چنانچہ راو شتاب رائے کو جو اول شجاع الدولہ کا نوکر تھا بعدہ راجہ بینی بہادر کی رفاقت مین رہکر بازار دولت عالیجاہ کے لبہ لیگیا اور اب بھی راجہ مذکور کے رفقا مین تھا اور بینی بہادر بنا بر رجوع میرزا شمس الدین کے جانب سالار جنگ کے اور عدم مداخلت اوسکے اس کام مین اور نیز اپنے شعور سے جو اس تامل اندیشی مین رکہتا تھا اور اسی سبب سے بمنزل حصول مراد عالیجاہ اور بموجب تحریص معاملہ میر جعفر خان اور انگلشیان کا تھا واسطے انفصال بتمام معاملات کے مع خلعت نیابت و مہربانی کے بہیجا دونون طرف سے اپنی اپنی حصول مدعا کی بازار گرم کرتے تھے میر جعفر خان نے راو شتاب رائے کے وسیلہ سے ایکہزار روپیہ بہیجکر عبد العلیخان بندہ کے خالو کو بدین سبب کہ عالیجاہ اوس سے بدل اور عظیم آباد وسے بنا بر رفاقت رام نراین کے بدر کیا تھا طلب کیا اور مورد لطف فرمایا اور اونہین دنون مین والد بندہ مع دیگر برادران بندہ کے میر جعفر خان کے لشکر مین بضرورت آیا اور ملاقات کی لیکن اس سبب سے کہ عالیجاہ نے والد سے التفات کیا تھا میر جعفر خان چندان اس سے راضی نہوا

ذکر پہونچنے عالیجاہ کا متصل لشکر شجاع الدولہ کے اور ملاقات کرنا اوسکے اور آنا وزیر اور بادشاہ کا عالیجاہ کی ضمانت پر مقابل انگلشی کو کمال کر و فر سے

چونکہ بادشاہ اور وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر آلہ آباد کیطرف تھا عالیجاہ بھی حسب الطلب اودہر کو راہی ہوا اور بعد ورود قرب لشکر و شہر کے کہ تین کوس کا فاصلہ باہد گر رہا شجاع الدولہ مع دس بارہ ہزار سوار آراستہ کے استقبال کو آیا عالیجاہ اوسکے آنے سے مطلع ہوا اپنی پلٹنون کو آراستہ سر دروازہ سراپردہ سے پانچ میل تک دورویہ استادہ کیا اور خیمہ نہایت رفعت اور شوکت سے برپا کیا اور سرداران سپاہ اور عمایدہ بھی لباس پر تکلف سے حاضر تھے جب وزیر آیا دروازہ کے اندر سرے تک استقبال کیا حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا باہم معانقہ کیا اور باتفاق ایک مسند پر جلوہ افروز ہوئے وزیر نے کلمات تسلی بہت سے کرکر بادشاہ کی ملازمت کو

عالیجاہ کا دریاے گنگ سے اور وہان متوحش ہوکر میر سلیمان خانسامانکو شجاع الدولہ کی پاس بہیجا
انگلشیون کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل پانچ چھ کوس پر مقیم ہوا اور بندہ
ستون سے رخصت ہوکر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے شرف پابوس ہوا اور اپنے
سید عبد العلی خان بہادر کے مکان مین جا اترا چند روز کے بعد لشکر مین بہی آمد و رفت کرنا شروع کیا
درگاہ عالیجاہ کے حضور مین بہی جاتا تہا اکثر وزیر موصوف رفاقت مین فرمایا کہ صاحب آپکے والد اور
بہائی انگلشیون کے ساتھ خوش وخرم ہین آپ کیون میری ہمراہی مین تکلیف کرتے ہین انہین کے
پاس چلے جاوین بندہ نے بددل ہوکر عرض کیا کہ بندہ نے آپکی رفاقت مین کوئی خیانت نہین کی اور
انگلشیون کے ساتھ وفاق پوشیدہ وپنہان اور راہ ظاہر وباطن مراسلات وچاپلوسی نہین رکہتے اور میرا
پیشہ نہین ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپکے راہ سے ادہر نکلے بندہ کا بہی کوئی مانع نہ تہا آرام تمام
اور باخرچ اپنے باپ کے پاس جا سکتا تہا مگر نجابت اور اخلاص نے نچہوڑا کہ ایسی زشت حرکت
کرون پس آمد و رفت دربار بند کرکے شیخ میر مذکور کی خدمتمین اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات
علی ابراہیم خان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت مین

ذکر خیانت میر سلیمان کی عالیجاہ کے ساتھ اور چوری الیناالعفن کیسہ جواہرات کا راہ مین

اکثر نقود اور جواہر گران بہا کی بہلیون پر جو سفید کرباس کی بہتا اور ہمراہ سواری زنانہ کے
میانون مین رکہکر لیجاتے تہے میر سلیمان خانسامان ہر وقت لیجانے رہتاس سے مع بیگم عالیجاہ کے
اور نیز ہر وقت معاودت کے آگاہ اور مختار تہا خاطر جمع ہوئی کہ ہر وقت لانے اسباب کے
قلعہ رہتاس سے خیانت کی جواہر نفیس بیش قیمت ملکو کہا کہ چورالیا اور عالیجاہ کو اوسکے شمار و جانچ
اور محاسبہ کی فرصت نہی اس سبب سے محل نوابندہ کی بہی میر سلیمان اپنے نوکرسے رکہتا تہا
اور میر مذکور ان دنون مین فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے روبرو گریان افسوس کنان بخجالت دیکہنے لگا تا آنکہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف
اپرا ہوتا تہا کہ آنکہ چونکہ اس آنکہ سے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہین کہ
عالیجاہ کی دیوہی کو آیا تہا اوسکے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس
راجہ بینی بہادر اور علی ہیبت خان اور میرزا اہلوت جو ایام طفلی سے وزیر مذکور کا آتالیق تہا
اور ارکان دولت کے بخشی سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا
ربط پیدا کیا اور ہر ایک کے مال خیانت سے تواضع کرکے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستحکم کرکے مع تحریر وجواب
کے پاس آیا اور قبل اسکے آنیکا میرزا شمس الدین بیگ مع رقایم وزیر کے جو بابت عطوفت اور استمالت

ہوئی کہ جب انگلشی وہان پہونچے عرب علیخان نامرد قلعدار دوہی روز مین ڈر گیا اور یہ طمع کی کہ اگر کچھ ہاتھ لگے
قلعہ انگلشیون کے سپرد کردے اگر ہمراہیون کو اس رفرسے آگاہ کیا انگلشیون نے یہ خبر پائی چونکہ اخراج
عالیجاہ کی جلدی تھی تھوڑا سا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعدار وہان مقرر کیا جب اور بھی متصل آئے عالیجاہ
پھلواری سے قصبہ بکرم کو جو سرائے شہر سے گیارہ کوس تھا اور لعد ویرانی اب مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ
شتاب رائے نے آباد کیا تھا جا پہونچا ہمیشہ دروازہ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ مین تھی
اور ندی لبریز دشمن کا عبور شہر مین معذور تھا دشمن کی خبر لیا کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال
عظیم آباد کے بھیجتا تھا اور انہین دنون مین احمد خان قریشی کو جو رام نراین کے عہد عزل سے مورد عتاب سمتا
مشمول عواطف فرماکر ملازم کیا اوسکی جاگیرات بھی واگذاشت کی اور کچھ نقد بھی بطور مساعدہ کے لطف فرمایا میر
ابو ولد میر قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ اعجوبہ روزگار اور لسبب اختصاص میر جعفر خان کے اسکی
نظر سے گرا ہوا تھا اوسکے تقرب مین اکثر چاہتا تھا کہ گرگین خان کی جگہ پر مقرر ہو مگر اوسکی عشیر عشیر مرتبہ پر پہونچکر
مستعد ہر حرب و جدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا تقرب دریافت کرکے اوسے مدارا کرتے تھے شاید کہ نوبت دیکھکر
عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکٹر کو علی ابراہیم خان کے حوالات مین رکھنا مناسب نہین عالیجاہ متوہم تو تھا ہی علی ابراہیم خان سے
کہا اوسنے کہا کہ ڈاکٹر کو دوسرون کے حوالات مین رہنا چاہیے نا مذکور نے عرض کیا کہ حضور کریا و [illegible] بروقت
ادخال غنیمت کے ڈاکٹر کے مکان سے لیجے لوگ اوٹھا لئے تھے اب جو صلاح ہو گی عمدہ ہو گی اور ڈاکٹر کو بھی
اس حال سے اطلاع دی ڈاکٹر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ بہم پہونچا کر اپنے دروازہ پر
متعین کرکے سمجھا دیا کہ مردم میر ابو کے دخل نپاوین اور اون سے کہا کہ بدون حکم حضور کے ہم نہ اوٹھینگے میر ابو نے
اس کلام کو ہر کارہ متعینہ شہر اور اپنے آشنا جاعہ دارون سے جبراً لکھوایا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکٹر کو
نہین چھوڑتے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہون عالیجاہ لسبب تشویش کے خشونت تو نکر سکا مگر گلہ بہر مذکور کا
علی ابراہیم خان سے درپیش کیا اسنے جواب دیا بندہ نے اوسوقت جیسا کہ عرض کر دیا ہے اپنے آدمی بلائے
تھے اور ڈاکٹر کو باختیار خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہان کوئی نہین اور جو لوگ اپنے نہین ہمارا ملازم
بتاتے ہین اونکو پکڑ لاوین تاکہ میر ابو کے لوگ وہان اپنا کام کرین ڈاکٹر نے ولندیس کی کوٹھی مین جاکر
ایک کشتی مخفی بہم پہونچائی اور اوسکے ملاحونکو انعام کثیر اس امر مین دینے پر راضی کیا کہ اوسکو حاجی پور مین
فوج انگلشی مین پہونچا دے اور مع میر راہمت علی خان کے سوار ہوکر راہی ہوا چونکہ عالیجاہ کی
طرف سے دریا کی محافظت تھی کہ کوئی اسطرف دریا سے اودہر بلکہ کسیطرف نجانے پاوے لوگون نے
جب کشتی دیکھی اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جاتا ہے شور مچایا جب تا

خبر مشتہر ہوئی مالکار اہنی نے قاتلون کو گولی کے حد سے دور پاکر دو تین توپ چہرہ وار فیر کرائین اوسکی آواز
عالیجاہ کے لوگون کے کان مین آئی بمجرد سمجھے کہ لشکر گرگین سے انگلشیون نے مقابلہ کیا اور عالیجاہ بھی یہی سمجھا لیس
فیل سوار ہوکر میدان کا رستہ لیا گرگین کے لشکر مین ایک شور قیامت ہو رہا تھا عالیجاہ کے بھی لشکر مین اوسکا اثر آگیا
مردم لشکر مخصوص منقدی اور بازاری بدون دریافت حال کے رو بفرار ہوسے ارادہ کیا کہ پل رہواتی عبور کرین
اور ایکدوسرے جیسے ملازمان اور بازاریان نے آنا شروع کیا جو لوگ کہ پیشتر ہملوگون کے ساتھ آکر خیمہ زن تھے ان
تازہ واردون کو دیکھکر مضطرب ہوئے اسی ضمن مین شام ہوئی اور تمام فراریون کا ازدحام ہو گیا عمدہ لوگ مشعل کی
روشنی مین چلے آتے تھے بندہ کے رفیق مخصوص یوسف علیخان اور میرزا باقر گھبراکر مفروریون کے پاس استفسار
ماجرا کیواسطے آدمی بھیجے ہر ایک یہی جواب دیتا تھا کہ کہنے کی بات نہین ہے اس کلمہ نے اور بھی مضطرب کر دیا چونکہ
کسی شخص کو اصل ماجرا سے خبر نتھی اور عالیجاہ کے خوف سے اپنا اندیشہ نہین بیان کر سکتا تھا لیس وہی بات کہتے تھے
کہ جائے کلام نہین برابر عام کا ازدحام ہوتا جاتا تھا پل مذکور صراط آخرت کا نمونہ ہو رہا تھا بروقت عبور فیل وارابہ کے
باہم کشتیان پل کی جو ٹکراتی تہین توپ کی سی آواز جسطرح دور سے آئے لوگون کے کانمین پہونچتی تھی اور یقین ہوتا تھا
کہ توپ کی لڑائی ہو رہی ہے اور یہی خیال تھا کہ انگلشی آپہونچے اونہون نے جنگ توپ شروع کی ہے تا آنکہ
یوسف علیخان کی یہ رائے ہوئی کہ توپ لگاکر مستعد رہنا چاہیئے یا کسیطرف کو چلا جانا ضرور ہے بندہ اور میر شمار ہی
مانع ہوئے جب قریب نصف شب کے گذری اور کسیقدر آشوب کم ہوا بندہ نے ایک معتمد کو بھیجا اور سمجھا دیا
کہ پل پر کھڑے ہوکر منتظر رہے جب کسیکے لشکر کے سوار عبور کرین کچھ دوستی نسبت کرکے اوسسے دریافت کرے کہ
کیا ماجرا ہے اوسنے حسب فہمایش تعمیل کی جسوقت پالکی محفوف مع دو سوار کے نیچے آئی چند قدم ہمراہ جاکر سواریسے
دریافت کیا اوسنے احوال کو نقل کرکے کہا کہ گرگین خان کی لاش ہے بموجب حکم عالیجاہ کے دفن کرنیکو
لئے جاتے ہین اس خبر کے سننے سے مطمین ہوکر ہملوگون نے شب بسر کی صبح کو عالیجاہ بھی آیا اور اوسی مقام پر خیمہ زن ہوا
دوسرے روز پیشتر کو چلا اور قصبہ بارہ کی منزل مین جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند کو قتل کرایا اور عظیم آباد کے
متصل جعفر خان کے باغ مین جا اوترا اور اوس عرصہ مین اوسکا استحکام کرکے محمد امین خان کو مع فوج حراست پر چھوڑا
جب چند روز گذرے اور خبر آئی کہ جماعہ انگلشی قلعہ مونگیر مین متصرف ہوئی شدت غضب سے سمرو کو حکم دیا کہ
اسیران انگلشی کی گردن مارے اوس سنگین دل نے باوجود اشتراک مذہب کے کہ وہ بیچارا کسی فرقہ متعلقہ
عیسوی مین تھا بلا اکراہ قبول کیا اور آخر ماہ ربیع الاول یا اوایل ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۷ ہجری کو مکان حاجی احمد
برادر مہابت جنگ جہان قیدی تھے اور اب وہ مقام قبرستان فرقہ مذکور کا مشہور ہے بیچاران نے دست و پا کو لقمہ
بندوق ہلاک کیا سننے مین آیا کہ اس ہیبت وقت مین بھی اکثر قیدیون نے مستقل رہکر سینہ اور سنگ و خشت سے جو کچھ ہاتھہ لگا

تھوڑی رات رہے عالیجاہ سے اس بات کی التماس کی کہ مونگیر کو معاودت ہو اور فوج بھی لاچار اس آقا کے
پیچھے مونگیر چلے آئی عالیجاہ نے یہان دو تین روز مقام کر کے جو قلیل اسباب قلعہ مین تھا ہمراہ لیا اور موجودات
سپاہ کی بنظر اپنے اقتدار اور نیز امتحان اطاعت کے ملاحظہ کر کے بعد اطمینان فارغ البال ہوا اوس وقت علی ابراہیم خان
نے التماس کیا کہ دوبارہ رہائی اسیران انگلشی کی جو بیشتر جو عرض کی تھی قبول نہوئی اب بھی اگر رہائی بجائے
خود نیکنامی ہے اگرچہ نامنظور ہو تو مردون کو رکھکر عورات کو سواری بھجر و باحترام میجر اوس کے پاس بھیدیجئے
اوسنے آزردہ ہو کر جواب دیا کہ گرگین سے کہنا چاہئے جب اوس سے کہا گیا وہ رنجیدہ ہو کر بولا کہ اسوقت گفتنی نہین ہے
اور پھر متوجہ نہوا اوسی علیخان نام عربی کو جو نواح بغداد سے نہایت رذیل البدنام مرد اور احمق گرگین خان کے رفقا مین تھا
مونگیر کی قلعداری مین رکھ دو تین سے مقرر کر کے عظیم آباد کو نہضت کی مسٹر الس اور مسٹر جی اور مسٹر لشنٹن وغیرہ کو
ہمراہ قید لیگیا اون کی صعوبت مخصوص نالہ رسوائی لائق بیان نہین جسکی تحریر اور دلدل مین کیا رود بدل ہوا اکثر لوگ نے
باندیشہ عبور پل کے جو کشتی کا بنایا تھا اور نیز ریگذر سے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تھا ارادہ پلیش وہی تھا بندہ و
یوسف علیخان مرحوم خلف غلام علیخان مغفور اور میر شکاری اور میرزا باقر اور میرزا عبداللہ باہم متفق ہو کر سبقت کر کے پل سے
عبور کر کے اور ایکروز وہان متوقف ہو دو سہ ساعت کو جسکی تاریخ یاد نہین سانحہ عظیم برپا ہوا اور وہ سانحہ قتل گرگین خان تھا
جو ایکبارگی واقع ہوا اور وہ اپنی بدعملی کے مکافات مین گرفتار ہو کر ملک عدم کا راہی ہوا

گرفتار ہونا گرگین خان روباہ نشان کا اجل کی توبہ مین اور آزاد ہونا قید ہستی سے اور قتل ہونا جگت سیٹھ اور اوسکی بہائی اور جماعہ انگلشیان قید کا بموجب حکم عالیجاہ

گرگین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دلمین رکھتا تھا اور اپنے کو جامعہ انگلشی کا مقلد جانتا تھا چاہتا تھا کہ اضطراب اور
اطمینان مین یکسان ہو اور رفقا کے رعب و سطوت سے بسر کرے اور یہ نہین جانتا تھا کہ انگلشیہ نے کس سبب سے ناز مون ہے
بسہولت قدرت پایا ہے اور منوالہ موضوعہ انکا کسیقدر طبیعت مین اس قوم کے بمنزلہ اصلیت کی ہو ہی مصرعہ ان مختلف
متعلقہ بہت سی فرق مین پیچیدہ اور ہمین جسکی اپنا وا ہمیشہ متابعت پیشہ رہے اور دو روز کی دولت پہونچکر کیونکر ممکن تھا
انکو ہوسکے ادب کا تقلید کر سکے یہ وہی مثل ہے کہ کاگا جو چلے ہنس کی چال ٭ تو بہولا اپنی بھی وہ چال ٭
الغرض عالیجاہ رہواسے دو تین کوس پر جا کر منزل گزین ہوا اور گرگین خان حسب عادت معہود تمام لشکر کے
پیچھے [illegible] تھا کہ ناگہان دو تین ترک سوار نے جو ادب سے ساختہ اور پرداختہ تھے اپنی تنخواہ مین کچھ طلب کیا اوسکی
تمنت [illegible] سوارون نے نیرنگی زمانہ کی دیکھکر تقاضا بشدت کرنا شروع کیا حضرت کو پہلا خیال
[illegible] کوئی مانع ہے انکو ہیرہ مین لیجائے انہون نے فرصت وقت پا کر جب تک خود
[illegible] صاف کے اور جلد اپنے گہوڑون پر سوار ہو کر جنگل کی راہ لی اسکی [illegible]

رحم بیزنامی اپنے بیٹے پیر بہوم جانے پر راضی کیا تا کہ وہ وہان جاکر مصدر شورش ہوا اور افواج انگلشی کو پریشان کر کے تذبذب میں اخراج کی تقدیر پاوے لیکن قبل اسکے پہونچنے کے اودہوا کا فیصلہ ہوگیا اور شدت برسات اور طغیانی دریا اور ندی اور جہیل وغیرہ سے جو بنگالہ مین کثرت سے ہین تک قتار کی راہ مسدود ہوئی چپا دلی کی فرصت نپائی اور بعد شکست اودہوا کے کامگار خان لونکر اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ مین نمل سکا اسی وقت مین کہ عالیجاہ دریاچہ چنپا نگر پر مقیم تھا نجف خان جو اقربائے میرزا محسن برادر صفدر جنگ مین اور ابو النجف خان صدر الصدور ایران اور بالفعل سپہ سالار سلطان ہند اور امیر الامرا تھا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے نفاق سے عاجز ہوکر مع چند رفقا کے لشکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو مدارا کر کے کمک اودہوا پر مامور کیا

نکلنا میر روح الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے بلا اطلاع اور فتح کرنا ضلع پورنیہ کو

اس حیص بیص مین میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان بن امیر خان صوبدار کابل جو ہمراہ عالیجاہ کے مونگیر مین تھا مگر وجہ لائق نہین پاتا تھا کبھی تھوڑی سے خبرگیری نہوتی تھی جس کے سبب سے نہایت عسرت مین اوقات کٹتی اور اسباب بیچکر اوقات گذاری کرتا تھا تا انکہ فرصت پاکر کشتی مختصر کہنہ بہم پہونچائی اور ملاحون کو انعام دیکر راضی کرلیا اور کنارون گنگا کے گوشون مین رفاقت عالیجاہ کے نام سے رہا کیا تھا اور عالیجاہ کا انجام کار دیکھ رہا تھا ناگہان کل دوستون سے بے خبر پورنیہ کو گیا اور پوشیدہ تاریکی شب مین محمدی بیگ اپنے باپ کے پیرزادے کے گھر جا اترا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف کہایا عالیجاہ کی دہشت سے ڈر کر اپنے مکان نہین کیا بلکہ پورنیہ مین اوسکا رہنا نامناسب سمجھکر کہا کہ چلے جاؤ سپہدار اوسی کشتی پر سوار ہوکر دریاچہ کو سی قدیم مین جو آبادی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسی جگہ دریاچہ مذکور نہر سونرا سی جو اوسکے نیچے جاری ہے ملا تھا اوسی دریا کے کسی گوشہ مین جا بیٹھا مع دو تین خدمتگار کے نام تبدیل کر کے پانچ چھ روز بسر کی اور بعض ہرکارون کو مقرر کیا کہ نہرا اودہوا کی لڑائی کا حال قبل اسکے کہ اوسکی خبر آشکار ہو مجھے پہونچانا جسوقت انگلشی مخالفان اودہوا پر غالب ہوئے اور نوکران عالیجاہ کی شکست ہوئی اول اسکے خبر روح الدین حسینخان کو پہونچی اسوقت عین شیر علیخان فوجدار پورنیہ وارد اودہوا تھا پورنیہ جانے اوسکے ہی دو ہی بالی چند لوگ سے دار الامارۃ کے دروازہ پر خس وخاشاک کیطرح پڑے تھے اور زر خطیر قریب دو لاکھ روپیہ کے کشتیون پر بار کیا اور واسطے ارسال خرچ لشکر کے سپہدار جنگ کی کشتی کی قریب فروکش تھا اور چند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خبر شکست مذکور پاکر سر شب پیرزادہ کے گھر آیا چونکہ اوسکا باپ تیس ۳۰ برس وہان کا حاکم اور صولت جنگ کے عہد مین اوسکا داماد تھا یہ دونون صورت سے مخدوم راجہ اوس شہر کا تھا اور ہزارون آدمی خاندان عمدہ کے اسکے باپ کے پاس نوکر ادیہ

اوسکی منادی کرائی اور خود فارغ البال بلدہ مذکور کے اہالی و موالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم ۱۱۷۷ ہجری روز
یکشنبہ کو میر جعفر خان مع فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا کسیقدر خفیف سا تزلزل شہر مین واقع ہوا اگر کچھ لوٹ نے
تھوڑی سی دست برد بھی کی تھی میر جعفر خان چھ روز مہابت جنگ کے دولتخانہ مین جو بیچ مرشد آباد کا دار الامارہ تقرر ہوا تھا
فروکش رہا ساتوین دن سحر کو مطابق ہجدہم محرم سنہ مذکور مع فوج انگلشی بعزم جنگ باہر نکلا

عالیجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوجکو بھیجنا اور آثار ادبار

میر قاسم خان محمد تقی خان کے قتل کی خبر نواح کٹوہ اور بیربھوم مین سنکر مضطرب ہوا اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ
افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رگھوناتھ پور مین دیکر اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو فوجدار ضلع شمالی کا تھا
مع شش ہزار سوار اور بالکار اور سمرو کو مع سات آٹھ پلٹن اور سولہ توپ اور میرزا صرد ارو غہ باندار ان کو علی الفور
فوج مذکور کی نزدیک بھیجکر حکم دیا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوتی مین فوج مخالف سے رزم آور ہون اور شیر علیخان
فوجدار پورنیہ کو بھی جو کہ ادنی متوسلان معز الدین حسین خان ولد سیف خان میں تھا اور عالیجاہ کے وقت مین
ترقی پا کر بجائے صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورنیہ کا فوجدار ہوا تاکید ہوئی کہ عبور گنگا کر کے شریک
اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہو اسد اللہ خان اور شیر علیخان وغیرہ مع فوج کوچ کر کے شیخ ہیبت اللہ سے میدان
سوتی مین ملحق ہوئے

میدان سوتی مین لڑائی عالیجاہ کی انگلشیولسے اور مغلوب ہونا

روز سہ شنبہ انیسوین [۲۱] ماہ محرم کو مقابلہ طرفین ہوا مالکار ارمنی اور سمرو نے سڑک پر صف آرائی کی اور اسد اللہ خان
اسکے دست راست آٹھ نو ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونون فوج کے پہلو مین
شیخ شیر علیخان دو تین ہزار نفر سے مستقل ہوا اودھر فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ نہوگی صف آرا ہوئی [illegible]
توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم بڑھتی آتی تھی اسد اللہ خان کو دعوی بہت تھا اپنی فوج لیکر یمین کیطرف
متحرک ہو کر نصف میل یا کچھ زیادہ راہ طے کر گیا اس ضمن مین فوج غنیم نے سمرو اور مالکار ارمنی پر غلبہ ظاہر کیا
اسد اللہ خان مع رفقا کے بداعیہ یورش غنیم کے پہلو سے نمودار ہوا جب اسپر رائے متفق ہوئی میر بدر الدین خان
رسالدار نے مع اپنے رفقا کے علیحدہ ہو کر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تمہارے نعرہ کے منتظر ہین جسوقت گھوڑے
چھوڑیگی انشا اللہ ہمین بھی پیشتر جانے نہ یہ کہکر گوش بر آواز ہوا جب نعرہ اللہ و اکبر اوس مجمع کثیر سے گوش زد ہوا
اور دیکھا کہ فوج مذکور اپنی جگہ سے متحرک ہوئی تو نو سوار ہمراہی سے دشمن پر جا گرا اور اوسکے دست چپ سے
میرزا صرد ارو غہ نے یورش کر کے فوج غنیم پر عرصہ تنگ کیا تلنگہ مقابل میر بدر الدینخان کے کمتر ایک پلٹن سی تھی
بیس پا ہو کر دریا مین جو پیچھے تھا جا گرے اضطراب کے بارے نزدیک تھا کہ غرق ہو جاوین مگر پانی کمر اور چھاتی

جزائیریون نے مقتول و مجروح ہوتے جاتے جماعہ مذکور بیتاب ہوکر فراری ہوئی جب محمد تقی خان نے لشکر کے قریب آئے
خان مذکور نے کشتیان اپنی طرف کہینچ لین انکو اوترنے کی راہ نہ دی تاکہ یہ لوگ بیری فوج مین آکر موجب دل شکستگی
باقی فوج کے ہون اور فوج انگلشی غالب ہوکر دو تین کوس وہان سے بیشتر کو بڑہی

ذکر جنگ کرنے محمد تقی خان بہادر تبریزی کوزہ کلانی کا اور جان نثار ہونا تقدیر اسمانی سے

محمد تقی خان بہادر دوسرے یا تیسرے روز نہم ماہ محرم ۱۱۷۴ ہجری کو اپنے جمعیت ہمراہی کے ساتھ سوار ہوکر میدان
کارزار مین بعزم استواری جو اس عزیز باتمیز کی عمر سبک رفتار تھی آیا ہمراہیون نے اپنے تسلی اور استمالت بسیار
فرماکر ترغیب اور تشجیع جنگ مخالفان کی کرتا ہر ایک کو وعدہ فتح پر امیدوار مراتب اعلے کیا الغرض تو[پ]
و تفنگ چلایا ہر ایک کا ایسا دل بڑہایا کہ ہر ایک نے نقد جان سے خزینہ تن خالی کیا خان مذکور نے تاکید کرکے
فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑہتے تھے نامردونکے
دل کشتہ ہوئے جن جن کی موت کا وعدہ پورا ہوگیا تھا گولہ گولی توپ و تفنگ سے آلودہ ہوکر ایفاے وعدہ مین
منتقل ہوئے محمد تقی خان کے دلدہی سے اسکی طرف وہ چہرہ دستی ہوئی کہ سیندر فوج انگلشی مغلوب ہوتی
نظر آئی اسی عرصہ مین محمد تقی خان کے پیرہن گولی لگی گہوڑا فرش عدم پر لوٹ گیا جوانمرد دوسرے راہوار
سوار ہوا نہایت منفعل مخالف سے جا پہونچا لئیم کی فوج آہستہ آہستہ پیچہے ہٹتی تہی لیکن جب منابا[...]
یہ دوسری گولی محمد تقی خان کے گہوڑے کے لگی اور اس راہوار نے بہی عرصہ عدم کو قدم بڑہایا اب تیسرے
گہوڑے کی باری آئی اور آگے کو بڑہا قضارا خانمذکور کے پہلوے سینہ مین گولی آکر لگی اس دلاور بہادر نے
دامن فراہم کرکے کندہے پر ڈالا نظر مخالف سے سپرد کیا آگے کو قدم بڑہایا انگلشیون نے مین پس [...]
فوج کو نالہ مین بطور کمین کے قائم کیا اور محمد تقی خان نالہ کے سر پر متوجہ یورش تہا چونکہ دریاچہ مذکور [...]
یہ کوئی گہات تجویز کر رہا تہا اسیوقت مین غنیم نے بہت مجبور ہوکر ایکبارگی باڑہ ماری اس باڑہ مین اکثر ہمراہی
محمد تقی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گہٹ گئی اور ایک گولی جب تیر پیشانی محمد تقی خان کی جبین تک [...]
کر فوراً اپنے ہمراہیون کے ساتھ دینے کو خود بہی روانہ عرصہ عدم ہوا باقیماندہ لشکر نے شکست آئی [...]
سراسیمہ ہوکر بے سر فرار ہوئے انگلشیون کو فتح نصیب ہوئی انگلشیون نے اپنے مجروح کو دوا کے [...]
[...]کیا اور خود دو تین روز متوقف ہوکر عازم بیشتر ہوا اسید محمد خان اس خبر سے مضطر ہوا [...]
لڑنے کو جمع کرے اور اسباب اور سامان عالیجاہ کا جو وہان تہا جمع کرکے فراری ہوکر لشکر عالیجاہ کی [...]
میرزا احمد اسد خان سراج الدولہ کا ہمراہ ہوکر مرشد آباد مین عالیجاہ کو کیفیات و صحت سے مردم [...]
امیر منیر خان کے قسم استقبال ملازمت کو دوڑا اور جب الامیر منیر خان نے جیت لیٹ کر مرشد آباد [...]

ہاتھ عالیجاہ کے پہونچنے تک عظیم آباد مین مقید رہا

ذکر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فرمایش اور پیش قدمی اور خود سری کرنا انگلشیون کی جنگ مین اور سید محمد خان نائب مرشد آباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کہ فی الحقیقت سردار لایق ریاست و سروری تھا سید محمد خان نایب مرشد آباد سے جو مرد پوچ ہیچکارہ تھا سرفرو نہونا تہا اور کیونکر ہوسکتا تھا کہ جوان مرد کریم خسیس لئیم کی اطاعت کرے اسی سبب سے سید محمد خان اوسکے دشمن کیطرح تھا اوسکی بلندنامی اور نیک شہرتی کے آتش حسد پر جلا جاتا تھا اندنون مین کہ خان مذکور انگلشیان بیچارہ کی جنگ پر مامور ہوکر نواح کٹوہ مین پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان سے جو کہ حاکم شہر اور صاحب اختیار خدم اور اسباب کا تھا طلب کیا اون احمق نے بآرزوی اسکے شکست پانے اور برہمی کار کی سرانجام اسباب مطلوبہ مین تعلل کیا اور اس توقف کا انجام جو اوسکے آقا کی برائی ستی ہنین سمجہتا تھا تاآنکہ افواج متعینہ مونگیر سے مرشد آباد ہوکر آگے کو بڑہی عجب نہین کہ فوج مذکور کو بسبب نفاق کے جو محمد تقی خان سے رکہتا تھا اوسکی تعمیل فرمان سے منحرف کردیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہرچند خان مذکور نے اونکو کہلا بہیجا کہ یکجا ہوکر باہم لڑا چاہیے مگر اونہون نے نمانا بہاگیرتی اوسطرف علحدہ فرو کش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی دو پلٹن انگلشی کی ہاٹ سے جو کہ ظاہرا اوس فرقہ کے وہان کوٹھی تہی سنکر فوج مذکور نے اونپر چڑہ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بہیجا کہ بعض برق اندازونسے ہماری مدد کرو محمد تقی خان نے بنا بر رفع بدنامی اور کار سرکار کے شمشیر بچہ اور جوانان منتخب جو کہ اوسکی تاہم پہونچائے ہوئے تہے اور دس روپیہ ماہواری کے نوکر تھے اور حسب ضابطہ ولایت دہ باشی اور یوزباشی اور منک باشی انکو مقرر کرکے حسب لیاقت ہر ایک کا درماہہ پندرہ سے تیس روپیہ اور ساٹھہ اور سو روپیہ تک مقرر کیا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگونسے بندوق اندازی کی مشق کراتا تھا اور اونکی باربرداری کے لئے گہوڑے بیل اونٹ مقرر کئے تھے تاکہ اونکو عذر باربرداری کا نہو بخبر شمشیر بچہ اور اوسکی سازکے کچھ کند ہے نہ لیجاوین اونمین سے پانسو نفر جرار انداز مع فرامرز اپنے حیلہ کے اونکی مدد پر بہیجا اور وہ لوگ انکی متفق ہوکر پیشتر کو روانہ ہوئے اور فرامرز کے حسن اہتمام سے اون دونون پلٹنون پر غالب آئے اور اونکو جانسے آئی وہین پر جا بہگایا اور خود پہونچکر نالی کوٹ کو محصور کرلیا تاآنکہ وقت شب پلٹن بروو ان وغیرہ کی فوجین اون پلٹنون کی مدد پر جا پہونچین صبح ہوتے سب مجموعی طور کردفر سے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ باختہ حواس ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع خوب ہاتھہ پیر ہلائے آخر الامر کنہ

مجال سخن حضور مین نہ کہتا تھا لیکن علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا شمس الدین سے اگر گفتگوے آشتی
اور رفع غبار کی کہتا تھا اور وہ لوگ بعینہ عالیجاہ کے حضور مین عرض کرتے تھے اور وہ بہی بعض سخن کو سمجھتا تھا
لیکن عصر کیوقت جب کرگین خان آتا پہر ایک خلوت رہتی عالیجاہ جملہ مشورہ اصحاب مذکور کے بیان کا اسے
اعادہ کرتا وہ بدعقل اولٹی ہی پٹی پڑہاتا وہ سب مصلحت رد ہوجاتی اور صبح کو پہر اولٹی سیدہی باتین ہوتین
چنانچہ ایکمرتبہ علی ابراہیم خان نے تنگ ہوکر عالیجاہ سے عرض کیا کہ جب کہ ہملوگون کے کلام مشورت ہرچند پسند
حضور بہی ہون بسبب ایمائے کرگین خان کے نامنظور ہوتے ہین پس اس حال مین دیگر دولتخواہون کو تکلیف
ورنج مین ڈالنا کچہ ضرور نہین آخر جو کچہ کہ کرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی باگ کرگین خان کے قبضہ اقتدار مین دیجاوے اور دیگر بندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر مسٹر امیٹ وغیرہ کو حرکات نہاک سے جو لایق شان خداوندان نہین آزردہ
کرنا چاہیے اگر مشار الیہما سے صلح و آشتی رکہنا ہے تو ایسی گفتگو کو کچہ ربط نہین اور اگر حسب صلاح کرگین خان
عزم مجادلہ ہے تو بہی ایلچیون کو آزردہ کرنا خلاف آداب سروری ہے بلکہ اسوقت مین کہ سفیری مین
آئے ہین بہ نسبت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
شوکت بڑہتی ہے اونہ صاحبان مذکور کی قدر و منزلت گہٹتی ہے ہان رنج تزاید ہوتا ہے جب یہ کلمات
کرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہوکر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن مین کلکتہ سے ایک کشتی محمولہ اجناس
اور جنس کی پہونچی پانسو ضرب بندوق چقماقی بارادہ کوٹہی عظیم آباد کے بہیجین کرگین خان مزاحم ہوا مسٹر ایمیٹ نے
مکرر واسطے عدم تلاشی کشتی اور رہا کرنے کے حسب معمول عرض کیا مگر سود نہوا علی ابراہیم خان نے کہا
اسقدر مین کاوش ضرور نہین اگر اتفاق منظور ہے بندوق کا کوٹہی مین جانا کیا مضایقہ ہے اگر لڑائی
منظور ہے دو ہزار نیز پانسو اور بندوق کا اضافہ چاہیے پس جب دو ہزار سے خوف نہین ڈہائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا عالیجاہ نے کہا یہ بات کوئی کرگین خان سے کہ سکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو کرگین خان سے کہدینا کسقدر امر ہے عالیجاہ نے اجازت دی کہ جاکر پوچہا چاہیے اوسکی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور عالیجاہ نے مضطرب ہوکر راجہ نوبت راے اور علی ابراہیم خانکو
اوسکے پاس بہیجا کہ دربار مین آکر اس بارہ مین صلاح دے اونہون نے جاکر معاودہ کرگین خان سے آشفتہ ہوکر جوابدہ ہوا
کہ ہم داروغہ توپخانہ اور مرد میدان نبرد ہین مشورہ دہی سے کیا کام مشورہ دولتخواہون سے لیا چاہیے جب جنگ کی
حاجت ہوگی مجہے حکم ہو کہ راضی ہوکر جان نثار ہون راجہ نوبت راے تو اوسکی آزردگی کے رعب سے
ساکت ہوا علی ابراہیم خان نے کہا کہ نواب عالیجاہ اپنے داروغہ توپخانہ سے صلاح دریافت کرتے ہین

کارگی کے بارہ مین استفسار کرنے ہوتی ہے کہ جو قلم مین آوے بقدر شعور و لیاقت کے اوسکے کم وکیف جز
و مطلع ہو کہ منجملہ مسٹر اسمتھ ہین اور جو کہ دوستی دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب وسوال کو
ہمارے پاس آیا ہے اگر اوسکے استفسار کرو گے دوستی رنجک بصورت خلاف کے ضرورت کا گمان ہے
کوئی بات قابل استفسار نہین عالیجاہ نے تقدیر بندہ مورخ کی تصدیق کی اگرچہ جلن جو بوجہ خفے ہمیشہ بدل تھا زیادہ تر
بد ہو گیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کر دیا لیکن بندہ مورخ نہایت حیرت مین تماشاے روزگار تھا کہ ہمارے عصر مین کے
کیا کی سپہ سالار مرجع امور ہوے ہین اخراج انکے کہ آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بھائی میر ابو طالب خان اور ساجہ توجہ
ور مسٹر مذکور کے استقبال کو بھیجا تیسرے روز غرہ ماہ ذی قعدہ ۱۱۹۷ ہجری کو مسٹر مذکور مونگیر آیا جو مقام
اوسکی فرودگاہ کو معین اور اوسکے نئے خیمہ برپا ہوے تھے وہین ہراکر منزل گزین ہوا عالیجاہ ملاقات کو گیا
دونون طرف سے مراسم مدارات کے تکمیل ہوے دوسرے روز مسٹر اسمتھ اور مسٹر جی باور کپتان جان سن
اور مسٹر ہکسن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات مین بندہ مورخ سے محبت
بہم پہنچائی تھی مع دو تین اور انگلشیون کے عالیجاہ کی ملاقات کو آے عالیجاہ حسب ضابطہ چند قدم مسندی
بجہت استقبال بڑھکر ہمراہ لایا اور کرسیون پر جو اونکے بیٹھنے کو بچھائی گئین تھین بٹھایا اور خود بھی کرسی پر آرام گزین ہوا
بعد تواضع عطر و پان کے خوان لباس واسطے مسٹر اسمتھ کے مع اضافہ جواہر عطا ہوا اور وقت برخاست کے بھی
لب فرش تک مشایعت کی بہرکیف آمد و رفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال درمیان مین آے باہمدگر گفتگو شکایت
آغاز ہوئی لیکن بہ ترتیب صحبت ناچاقی مین گذر جاتی تھی اور اونکے آنے کے وقت عالیجاہ کے دربان بھی حرکت
کرنے لگے چنانچہ ایکمرتبہ مسٹر اسمتھ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو بھی کی عالیجاہ نے اپنے عدم واقفیت کی
معذرت کی لیکن وہ سمجھے گئے کہ نوکرون کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کرین آزردہ طبع ہو
مگر اوسکی عذر خواہی کے مبالغہ سے چار ناچار اوسکے قول کی تصدیق کی ایکدن مسٹر ہکلسٹن اور کپتان جانسن
موافق ضابطہ اول صبح کو باہر ہوا خوری اور سیر وشکار کے سوار ہو کر خیمہ سے برآمد ہوے کچھ دور گئے تھے
کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوارون کی جمعیت نے جابجا نظر اگر گھیر لیا اور دور جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ
اس حرکت خلاف سے متحیر ہو کر تا بہ ریسٹ فلبہ کے درشتی سے پیش آے عالیجاہ کے لوگ آمادہ ستیز ہو کر
تفصیل روشن کر کے ملزم ہوے ناچار صاحبان مذکور برگشتہ ہوے بوقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی
شکایت مدت سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہوئی بلکہ روز بروز رنج
چپٹ لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ مین بندہ
کرتا تھا اور وہ سب ابتدا الی آخرہ بنا بر عرض کرتے تھے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلش کی محبت کی تہمت سے

نہین سے اسیطرح اکثر وقت اختلاط بارہے اور انگلشیون سے کے ردو قدح ہوتا تھا تاکہ عالیجاہ ہماری طرف سے
بدگمان ہوکر مجبور اصرار نہو جسپر روز کے یہ گفتگو باہم گذری تھی بندہ مورخ نے بہی لکہی اور سرکار دون نے بہی عرض کی
بنگلور مین ہم سب لوگ پہونچے تہے کہ خط عالیجاہ کا مورخ ہذا اور میر عبید اللہ کے نام متضمن طلب صادر ہوا اوسمین
لکہا تہا کہ جبکہ مسٹر اسمیٹ آپسے حال دل نہین بتلاتا الیس وہان رہنا محض فضول ہے چاہیے کہ قبل اوسکے آنیکے
داخل شہر ہو بندہ مورخ اور میر عبید اللہ نے مسٹر اسمیٹ کے پاس جاکر مضمون خط سے مطلع کیا اور رخصت ہوکر
دوسرے روز مشرف حضور عالیجاہ ہوئے

معاودت مورخ کی مع میر عبید اللہ کے اور کرگین خانسے باہمکلامی عالیجاہ کی حضور مین

راستہ مین سرکار ہا سے طلب علی جاتے تہے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پرسش کرنے لگے کہ کہو کیا پیش آیا
اور کیا کر آئے ہم دونون نے جو کچہہ گذرا تہا عرض کیا چونکہ میر عبید اللہ تقریر درست نہ کہتا تہا عالیجاہ اوس سے
بکدر ملول ہوئے اور ملامت کرکے رخصت کردیا مورخ ہذا اور میر عبید اللہ دونون اپنے مکانون پر آئے اور
آرام کیا عصر کا وقت تہا کہ علی ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب مین آیا اور کہا کہ جناب عالی نے
آپکو مع خانڈ کور کے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس دربار پہنکر ہمراہ ہوا دیکہا کہ سامنے کے حمام کے خلوت مین
عالیجاہ اور کرگین خان روبرو باہم بیٹہے ہین بندہ مورخ اور ابراہیم علیخان بہادر بہی جاکر ایک ایک گوشہ مین بیٹہے
عالیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخ سے سنا تہا اوسکا اعادہ کرگین کے روبرو کیا آخر بندہ مورخ سے ارشاد کیا
کہ آگے آپکی جو کچہہ معلوم ہے کرگین خان سے کہئے خانڈ کور نے اس طرز سے کہ عالیجاہ مورخ کے کلام کو قابل
اعتنا و نہین جانتا تہا کہا کہ نواب صاحب اگر کوئی خنجر سے انگلشی کا سینہ چاک کرے تب بہی اوسکا ضمیر دلی معلوم نہوگا
بعد ازان بندہ مورخ سے متوجہ ہوکر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو عالیجاہ سے کہا تہا اوسکا اعادہ
شروع کیا دو تین کلمہ سنکر یکبار مضطرب ہوکر بولا کہ اسقدر کیون کہتے ہو ہم تین چار بات پوچہتے ہین اوسکا
جواب دو اول یہ کہ مسٹر اسمیٹ کا کیا ارادہ ہے اور خود جو یہان آیا ہے کیون آیا ہے اور نواب صاحب سے
ارادہ دغا رکہتا ہے یا وفا دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی سرکار کی کا خواہان ہے یا دوسرے طور پر تیسرے
یہ کہ ہمسے ارادہ دوستی رکہتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے متحیر ہوکر اوسکا منہ دیکہکر کہا کہ بندہ کو ایسے
سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسیوقت آپکے حضور مین عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خنجر سے ٹکڑے
کر ڈالے مگر باقی الضمیر پر آگاہ نہین ہوسکتا الیس حقیقت کہ ایسا ہے کیونکر بندہ مورخ اوسکے مضمون دلی پر آگاہ
ہوا ہوگا اور جو دغا کا خیال کرتے ہو یہ بہی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپکے مکان مین آیا ہے وہ البتہ آپسے
اندیشہ دغا رکہتا ہوگا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے ہین ہرگز اس خیال فاسد کو دل عالی مین نہ لائیے اور جو مجلس اور

جگت سیٹھ کی کوٹھی میں قبل وصول مہابت جنگ کے دیگر غارت کی کہتے ہیں کہ دو کروڑ روپیہ نقد ارکاٹ
نقد ہاتھ آئے لیکن جگت سیٹھ نے اسقدر نقصان کو ایک تنکا کے برابر بھی نہ سمجھا اور جیسا کہ پہلے ہنڈوی کروڑ روپیہ کا تھا جو تیں
تھے یعنے بجز ملاحظہ بایچہ کاغذ کے زر قرضہ مہاجن بلا قیل و قال ادا کر دیے خلاصہ یہ ہے کہ انکے اس وقت
اسقدر تھی جسکا بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور یہ ان دنوں گماشتہ اور رفیق انکے بدولت مالدار ہو گئی اور انکی
اور انکے ثروت کو ہم پسین گذر گئین کہ مہاجنی کا بیت تسلط انگلشیوں کے بلکہ بنگالہ میں جیسا کہ اونکو میسر تھا
اونکی اولاد کو شاید اسی ضمن میں آمد آمد مسٹر ایمیٹ کی گرم ہوئی

مسٹر ایمیٹ کا مونگیر آنا کونسل کے پیغام سے اور مارا جانا اوسکا بروقت مراجعت کے

عالیجاہ نے میر عبد اللہ صفوی کو جسکا ذکر بتقریبات گذشتہ ہو چکا ہے اور اقوام انکے اکثر حوالی عظیم آباد سے طلب کیا
کیونکہ میر مذکور اور مسٹر ایمیٹ سے آشنائی تھی جب وہ مونگیر آیا مسٹر ایمیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد سے آئی
بندہ مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کو بنابر استقبال مامور کرکے فرمایا کہ تم دونوں مسٹر مذکور کے آشنائے دیرینہ
اور باہم بے تکلف ہو اوسکے استقبال پر جاؤ اور اوسکے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے
اور مبشر نفر ہرکارہ مع ایک متصدی فارسی نویس اور دو جامہ دار ہرکاران انکے ہمراہ کر دیے اور دونوں
جامہ داروں کو حکم دیا کہ لباس خدمتگاروں کا پہنکر ایک جامہ دار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طور پر
میر مذکور کی ساتھ داری میں ہر وقت موجود رہے خصوص جس وقت کہ یہ دونوں انگلشیوں کے روبرو ہوں
تاکہ اس فرقہ سے کوئی ہمارے گھر میں آوے تو لازم ہے کہ دونو جامہ دار اول مجلس سے برخاست تک
استادہ رہیں اور جو گفتگو میں گذرین لکھکر ہر روز میرے حضور میں بذریعہ ڈاک ارسال کرین مجمل حال بندہ مورخ
اور میر عبد اللہ مونگیر سے کوچ کرکے گنگا پار استادہ میں پہونچکر مسٹر ایمیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہرکاران متعینہ
ہمراہی کی کیفیت اوسکے گوش گذار کر دی مسٹر ایمیٹ نے ہمارے ہمراہیوں کے حال سے باہر ہو کر گفتگو میں خیر
واحتیاط سے پیش آنے لگا جواب نامناسب تھی اور اسکا مذکور نکرتا منزل مقام مونگیر پہونچکر اکثر اوقات باہم صحبت
اور اختلاط رہا جو گفتگو درمیان میں آتی ہرکارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور مجمل لکھ بھیجتے ایک دن
بندہ مورخ ہذا نے بنابر رفع بدنامی کے مسٹر ایمیٹ سے باواز بلند کہا کہ سبب عزیمت کا کیا ہے ہم لوگ طرفین کے
خیر خواہ ہیں ہمیں اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمائیے مسٹر ایمیٹ نے بھی باواز بلند جواب دیا کہ صاحب ہمیشہ سے
یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے روبرو ہماری مرضی کی باتیں اور عالیجاہ کے حضور میں اوسکے دلخواہ التماس کرتے ہیں
اسوجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہیں بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کرکے آئے ہیں تاکہ خود
جو کچھ کہنا ہے روبرو عالیجاہ کے عرض کرین اور جو وہ کہ ہم سنیں نہیں دوسرے کے توسل کی کچھ ضرورت

اصل ہے کہ ہمسے میسر ہوا اور معلوم ہوا کہ شمس الدولہ ہمارا بدخواہ ہوگیا اور جو تدبیر تباہی
محض لغو اور پوچ

سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند سے اور اونکو مرشد آباد سے
اقید و بند مین

اور نیز سامان فساد انگلشی نظر پڑا جگت سیٹھ اور اوسکی
بت سیٹھ سراج الدولہ کے معاملہ مین میر جعفر خان اور دو لہم
ررومال سے شریک رہے تھے اب کہ انگلشی کا جھگڑا اند نظر ہوا عالیجا
رت مرشد آباد مین ناپسند کی اور اپنا صرف خط لکھکر طلب کرنا مفید نہ سمجھا
اسے کلکتہ جاوین اور زر و تدبیر سے مخالفون کو بہڑکاوین لہذا خان عالیشان ؛
رہ کلانی تبریزی حاکم بیربہوم کو جو کہ دو لتخواہ نیکہ و تھا تحریر کیا کہ جلد مرشد آباد پہونچکر
لے مکانات محاصرہ کرلیوے تاکہ وہ کسیطرف آمد رفت کی مہلت نپائے جب مالکارا ہنی جو ایک
ریلین خان کا ہے پہونچے جگت سیٹھ کو اوسکے حوالہ کرکے رسید مہری حاصل کرے اور مالکار مذکور کو بھی
تین چار پلٹن سے روانہ مرشد آباد کیا تاکہ وہان پہونچکر جگت سیٹھ کو مع اوسکے بہائی مہاراجہ سروپ چند کے
باختیار تمام ہمراہ لائے لیکن جو تو ہر اور ان مذکور کے نسبت ظاہر مین بے آدمی اور تخویف نکرے محمد تقی خان نے
بموجب حکم خیالعالی جاکر جگت سیٹھ کا گھر گہیر لیا اور پیغام دیا کہ آپ کچھہ تشویش نکرین ہمین آپ کے جان و مال سے
کچھہ غرض نہین ہے مگر عالیجاہ نے تمہین طلب کیا ہے عزم سفر کرکے بدلجمعی تمام مونگیر کو جاو دونون بہائی بحکم ضرورت
چارناچار عازم سفر ہوے دو تین روز بعد مالکار ارمنی بھی پہونچا جگت سیٹھ مع برادر خود مہاراجہ سروپ چند کے
اوسکے ہمراہ ہولیا شرف ملازمت ہوکر مورد عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر مین مکان اور کوٹھی بنا کے بعد
فرمایا کہ بدستور مطلق العنان رہکر دربار مین آمد رفت کرے لیکن خفیہ لوگ حفاظت پر معین کردئے تھے
تاکہ بدون خبر کسی طرف دور نجانے پاوے اوہنون نے چارناچار جلد سے جلد حویلی کی بنا ڈالی اور تن بتقدیر
روزگار بسر کرنے لگے مخفی نرہے کہ جگت سیٹھ مہتاب رائے اور مہاراجہ سروپ چند دونون جگت سیٹھ فتح چند
کے نواسے ہین اور دونون عم اور لڑکے فتح چند کے حین حیات پدر شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے عہد مین فوت ہوئی
اور فتح چند کی دولت انہین دونون کو نصیب ہوئی اور مہابت جنگ کے عہد مین بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی
اور اوسوقت مین ایسی دولت رکہتے تھے کہ کسی مہاجن و کہن اور ہند کو اونسے مجال برابری کی نتھی اور تمام مہاجن
گویا اونکے عیال تھے ہنگامہ جنگ مرہٹہ اور اونکے اول ورود مین چونکہ شہر مرشد آباد مین حصار نتہا میرحبیب نے

اپنی سرکار سے ہوا تھا تا آنکہ بندہ نے غسل صحت کیا اور عید الفطر کے دن اوسکی ملازمت کو گیا نہایت مہربانی فرمائی جب اونسے اندر جانے کو چاہا بندہ مورخ نے دروازہ تک جا کر سلام رخصت عرض کیا استادہ ہوکر چند کلمات تفضلات فرمائے اور دو تین پان کے اپنے خاصہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیون صاحب یہی مرا کہا اچھا جو آپکے بہائی صاحبون کو بندہ بزرگوار کی خدمتین رہنے کی رخصت دی تا کہ با آرام و فراغت بسر کرین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تھی اوسکی گواہی یہ عرض کی کہ بجز خداوند نعمت کے کون ہے کہ درباہہ اپنے ذمہ لیوے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہر فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہمکو آشنائی تھی انسے تو کچھ ربط نتہا بندہ نے اوسکے اس جہونٹہہ کی بہی لاچار ہو کر تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل مین برابری درجہ کیا بلکہ کسیقدر بہی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد جعفر خان اور میرن سے بوجہ تہایٔی مزاج کے کچھ بہی ربط و اتحاد تہا سید علیخان البتہ چونکہ اکثر بنگالہ مین رہا اور مزاج کی شوخی اوسپر غالب تھی ایسے لوگون سے آشنا تھا اور انسے بہی تعارف رکھتا تھا

ذکر ہے قید ہونے بعض گماشتون انگلش کا بموجب ایماسے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کا خط کا آنا مشعر عدم تعرض محصول اموال انگلشی سے اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر مذکور سے اور معاف کرنا اخذ محصول کا جمیع تجارت پیشیونکو ممالک محروسہ اپنے سے اور مسٹر امیت کا آنا مع دیگر کوائف انگلش کے بطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور منازعت کا ظہور ہونا دونون جانب سے اور دیگر سوانحات کا بیان ❊

عالیجاہ کے عملون نے جسوقت قابو پایا بعض گماشتہ انگلشی قید کر کے اپنے آقا کے پاس بہیجے تھے عالیجاہ نے اونہین بعوض اپنے گماشتون کے مقید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول مین قبل پہو نچنے شمس الدولہ کے کلکتہ مین فساد بڑہگیا کہ طرفین کے گماشتہ قید ہوئے اور صلح اور آشتی مین فساد آیا اور جو تدبیر شمس الدولہ نے اوسکے اجرا کی سمجہی تہی وہ خاک بہی نہوسکی کلکتہ کے کونسلی جمع ہو کر شمس الدولہ کو لعن طعن کرنے لگے وہ ناچار ہو کر مغلوب ہوا عالیجاہ کو حکم بہیجا کہ محصول تجاران ولایتی واگذاشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رہائی دے چونکہ یہ مقدمہ برخلاف رضاے عالیجاہ اور حسب خواہش کو تسلیہ کہتا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذرا اور حاصل کرنا محصول کا بہی اوسکے احوال سے متعذر جانا لہذا کل محصول تمام فرقہ کے تجارون کا معاف فرمایا اور در جواب تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ متوسلان انگلشیہ سے موافقت کر کے اپنا مال بہی اونکی شراکت سے نکال لیجایا کرتے ہین اور در صورت معافی محصول کے اکثر تجارون کی معافی سے ہاتھ ان بیچارہ قلیل البضاعت تجار جنکا توسل انگلشیون سے نہین اون سے

نیابت پر تجویز کر کے طلب کیا جس وقت عالیجاہ حاجی پور پہونچا گنگا پر مقابل کوٹھی انگلشی کے پل باندھکر عبور کیا
اور مسٹر الس سے ملاقات نکر کے جعفر خان کے باغ میں مقیم ہوا دو روز وہان مقام کیا جب میر مہدیخان
پہونچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ میں چھوڑا اور رعبہ نوبت راے کو ہمراہ لیکر تیسرے روز عازم مونگیر ہوا
بندہ بسبب عارضہ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد میں متوقف رہا اور سید علیخان
اور غالب علیخان دونو بھائی میرے ہمراہ گئے چوتھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علیخان کو دیکھا
کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہا کہ عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہو مگر سفر میں کیون
تصدیع اوٹھاتے ہو بہتر ہے کہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جا رہو لہذا بندہ بطرح لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ ہے
بندہ سمجھا کہ بس اب بناے منازعت انگلشی سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف
انگلشی کے چندان اعتماد نہیں رکھتا بلکہ گمان ہے اپنے روبرو سے دور کیا رہو بس ضرور ہوا کہ خادم ہو کر
امر کو بخاطر دریافت کرے بس باوجودیکہ بیماری سے گھوڑے وغیرہ کی سواری کی استعداد نہ تھی مگر کشتی
کرایہ کر کے مونگیر گیا اور بعد ملاقات سید علی خان سے استفسار احوال کیا اونھون نے بھی وہی حال جو غالب علیخان
نے کہا تھا بیان کیا لیکن فی الحقیقت مافی الضمیر عالیجاہ کا نہ سمجھے اس حکم کو فرط انبساط سمجھے لیکن بندہ اندیشہ مند
تا آنکہ عالیجاہ نے پانچ چھ روز کے بعد مرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس دین غرض بھیجا
کہ اگر بمجرد انگلشی سے رزم و جنگ ہو بادشاہ و وزیر اتفاق کرین اس امر کا عہدنامہ لاے مرزاے مذکور کہ بندہ سے
راہ و رسم اور وہ میری راز داری پر اعتماد رکھتا تھا اوس نے بندہ سے کہا کہ سید علیخان کو خوب سمجھا دو کہ میرے
ہمراہ ہو تا کہ راہ سے والد کے پاس چلا جاوے بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونون بھائیون کو حضور سے
دور کرتا ہے جواب دیا کہ چونکہ تمپر اعتماد ہے جو کچھ واقعی ہے بیان کرتا ہون مگر تم بھی کسی کے روبرو زبان پر نہ لانا
کیونکہ اسکا افشا میری خرابی کا موجب ہوگا فی الحقیقت عالیجاہ سید علی خان سے مطمئن نہیں ہے بلکہ انگلشی کا
جاسوس سمجھتا ہے لہذا اندلونین کر باہمی آتش فروشی اسباب عناد مہیا ہوا سید علیخان کا رہنا اپنے لشکر میں گوارا
[illegible] اگر تھا انکو رخصت کرتا راز برملا ہو جاتا اس سے غالب علیخان کو بھی آپکا شریک کر دیا بندہ نے کہا
[illegible] کیا اعتماد رکھتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جواسیس ہے بندہ کو کیون نہیں اپنے لشکر سے دور کرتا
[illegible] انکو اپنی کاربرداری کیواسطے چونکہ انگلشی سے ربط و ضبط زیادہ رکھتے ہو رکھتا ہے اور نیز جنگ
[illegible] والد اور بھائیون سے رکھا ہے بندہ بمرتبہ کمال خوف وہراس میں تنہا و بیکس رہ گیا
[illegible] آہستہ سے سمجھا دے اور انقلاب راز کو کہکر بحفظ خدا رخصت کیا اور خود
[illegible] اپنے مرغ بدگمانی کو اکثر مودار بھیجا اور خبر گیران رہتا اور کھانا روزمرہ

کی نظر مین سبک اور خوار ہو جائیگا ہم لوگون کے ساتھ بزور زبان لڑنا اور غالب ہونا چاہیے جو طرز اور قاعدے
ہے تیا بین ہندوستانی اور انگلش کے انکا لٹ ہیز لیس ہی تجاوز نکرینگے تاکہ اس ملک کے لوگ ہمارے اور آپکی اتفاق سے
آسودہ رہین بعد ازان ایک ہفتہ قیام مونگیر کے بعد پیشتر کو روانہ ہوا اور یہ بیت پڑہی ع نصیحت گفت بشنو
بہانہ مگیر جو ہیر انچہ ناصح مشفق بگوید بپذیر۔ اسی عرصہ مین میر قاسم خان نے کہا کہ بجائت نلم انگلش کے اکثر
سوداگرون کا مال جاتا ہے اور ذرا سا فائدہ جو انگلشی کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے
لہذا ارادہ ہے کہ انگلشی سے بھی حکم لینے محصول کا دیجئے مگر محصول کمپنی معاف رہیگا شمس الدولہ نے
جواب دیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اسوقت کیونکر لے سکتے ہو مناسب ہے کہ آپ
مہلت نکرو ہم بعد پہونچنے کلکتہ کے تدبیر کرینگے جب حکم لکھین تم جاری کرنا یہ کہکر وہ رخصت ہوگیا عالیجاہ اوسکے
وعدہ سے مطمئن ہوکر وصول محصول کا عازم ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد عمال کو لکھ بھیجا کہ انشاء اللہ تعالے
ایسا ہوگا تم لوگ خبردار رہکر تا صدور حکم محتاط رہو کہ ان لوگونکا مال جانے نپائے عمال کو جو حوصلہ و شعور معلوم
نہ ایسے راز کی پردہ داری کرین اور ایسا کرین جسمین الزام نہو لہذا مخالفت شروع کر دی راز کھل گیا بلکہ
بعض مقامات مین جہان کہ عالیجاہ کے منافق انگلشی بھی جیسا کہ مسٹر ہاتسن اس حال سے بیتاب ہوکر
بعض عمال عالیجاہ کو بدست آویز مزاحمت جو موجب کی تہی قید کر لیا تاکہ کونسل کلکتہ مین اونکا جرم ثابت کرکے
سزا دین اور عالیجاہ کی خفت اور اہانت کرے قبل اس سانحہ کے گرگین خان کی ترغیب سے عالیجاہ کو سفر
نیپال کی رغبت ہوئی تہی لاجرم مونگیر سے نیپال کو عازم ہوا اور گرگین خان چند روز پیشتر عالیجاہ سے جلد
اور قبل اسکے شمس الدولہ عظیم آباد سے کلکتہ گیا تہا عالیجاہ نے بر وقت سفر نیپال کے اس سانحہ کی خبر پائی
حالا ذکر عالیجاہ کے جانب نیپال جانیکا لکہا جاتا ہے

جانا عالیجاہ کا نیپال کیطرف اور وہان سے لوٹنا بحیل مراد کے

چونکہ مشہور تہا کہ نیپال سے سونا نکلتا ہے اور نیز دولت سے مالا مال ہے گرگین خان کہ ہمیشہ سے لالچی اور آرزو
فوج کے گھنڈ پر نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشامرہ اور رشناسی اور فرانسیسی پادری لوگون
جو ادہر آمد و رفت رکھتے تھے بہم پہونچا کر اکثر ونسے جو ہوشیار تھے اپنا یار بنایا اور راہ کے تفحص و جستجو دربار ی
کوہی سے شروع کی بعض اونمین سے جنکے مزاج مین سخن سازی اور ہنگام بازی تھی تمہید خیالی ہوکر
تسخیر ملک کی ترغیب دینے لگے گرگین خان نے جیسا باپ دادے کبہی اس رسم ملک گیری سے آگاہ نہ تہے
بلاد نیپال کی فتح سہل و آسان سمجھکر عالیجاہ کو اس سفر کا مشتاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دولتخواہوں نے
باہم متفق ہوکر آخر کو عرض کیا کہ اگر خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلشی کو بھی ہمراہ لینا چاہئے تاکہ اگر کچھ معاملہ ہو

مونگیر مین تہرا انہین دنونمین بہادر علیخان خلف مرزا داد ار قلی بیگ وارد غہ توپخانہ جیسی مہابت جنگ مغفور
باتفاق دیگر روسای ملازم فوج سرکار اور چند پلٹن جنگی اور توپ آراستہ گرگین خان کو واسطے تسخیر ملک بتیا
اور تنبیہ زمیندار وہانکے اور تخریب قلعوں کے مامور کیا

حادثہ ہونا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خان اور چنتامن داس اور شیخ عبد اللہ

چون کہ میر محمد قاسم خان کو شجاع الدولہ پسر صفدر جنگ سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا تہا اور شجاع الدولہ
سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفجاہی رکہتا تہا اس شخص نے اپنے واسطے بہی خطاب اشرف طلب کیا
اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی طمع سے منصب ہشت ہزاری مع خطاب عالیجاہی کے شروع ۱۱۷۶ ہجری مین
بہیجا اور اس خطاب نے رواج پکڑا ہر شخص سے غیر نواب عالیجاہ کے نام نہ سنا تہا اسی درمیان مین بسبب تقدیر شیخ عبد اللہ نے
خلوت مین عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد سند علی اور اوسکے بہتیجے برکت علی و فرحت علی جو روسائے سپاہ
اور نمک پروردہ حضور ہین گرگین خان سے عہد و پیمان کرکے متفق ہوے ہین اور تسلط گرگین خان کا فوج اور
عملا اور ارکان دولت پر ظاہر ہے خدوی نے بپاس نمک عرض حال کردیا آیندہ حضور کو اختیار ہے عالیجاہ اسکے
سننے سے نہایت بیقرار ہوا چونکہ رازداری آپ کی ذات مین نتہی نزدیک وقت شام جو کہ وقت گرگین خان کی
حاضری کا تہا اوسکے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استفسار امر مذکور کیا چونکہ اوسنے خود یہ کام کیا تہا جہٹ سمجہہ گیا
اور اقرار کیا کہ ہمراہ دولتخواہی آپکی جانفشانی اور کار سرکار مین تردد و کارگذاری کے لئے باہم عہد و پیمان کیا ہے
برخلاف اسکے جسنے عرض کیا ہے وہ دولت خداداد کے بنیاد گرانی مین ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تہا
کہ شیخ عبد اللہ کا توسل جگت سیٹہہ سے ہے اب اور بہی توہم ہوا کہ جگت سیٹہہ کی ترنگ سے اپنے دشمنی بلباس
دوستی مین مجہسے کی ہے پہر بہی فوج کی تدبیر مین ہے اور گرگین خان کا وہ اقتدار تہا کہ شیخ عبد اللہ کی رخنہ اندازی سے
کم ہوا اور انہین دنونمین رحیم اللہ خان نام پہٹی جتابلی کو جو لشکر مین جوان معروف اور کمان سخت کو کہینچ لیتا تہا
شاید کسی دولتمند بنگالی کی بی بی سے ربط رکہتا تہا اور نیز شکر اللہ خان ولد سرفراز خان کے عشق کا دم بہرتا تہا
ایک گہوڑا لکمیت سہ ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکر اللہ خان کے خدمتگار کو جو واسطے اعیان لشکر اور ارکان کے تہا
عالیجاہ نے اپنے آقا کے خطوط مشعر استدعائے مخلصی جو کہ جہانگیر نگر مین بموجب حکم عالیجاہ کے قید تہا اور
خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اوس سے ناراض تہا لایا تہا اوس خدمتگار کو اپنے گہر مین
مقیم کرادیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ ور ہوکر حکم دیا کہ اوسکو حاضر کرین اور رحیم اللہ خان و
عبد الرسول خان برادر دوست محمد خان کی چہاونی مین یکمنزل کرین تہا عبد الرسول خان کے لڑکے
عبد النبی خان نے جو کمال عزت اور نجابت مین تہا اپنے باپ اور بہائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

ضرورت ہوئی چنانچہ شرف ملازمت ہوا اوسنے بہی لطف و کرم فرمایا اور نہایت اختلاط سے پیش آیا پہر
دوسرے روز نا آشنا کی طرح ہو گیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشہ کی ہوئی بضرورت من کلمہ طیبہ
لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ جو کہ کتاب الدعا شیخ علی حزین مرحوم و مغفور مین مسطور ہے شروع کرکے
سلخ ماہ ذی الحجہ کو تمام کیا اس نیت کہ خداوند تعالی بندہ کو اوسکے شر سے بچاوے اور اوسکے دولت سے بہرہ یاب
فرماوے عجیب اثر دیکھا گیا مجلس عاشورہ مین اول روز نہایت مہربانی سے روبرو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی
آخر مجلس تک اختلاط کرتا رہا دوسرے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتماد نہین دور تر جاکر بندہ بیٹھا
اوسنے طلب کرکے پہر اپنے پاس بلا فاصلہ کے بیٹھا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرح ہر روز میرے برابر بیٹھا کرو اور
کیون آجتک اپنا حال مجھسے نکہا بندہ نے کہا کہ خیالات فی ہر سبب روشن ہے اوسنے شوخانہ جواب دیا کہ عالم الغیب
نہین ہون بندہ نے کہا عرض کرونگا اوسنے کہا کب بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ مین کون کام
دنیا ما بند رہتا ہے کہ یہی بند کیا جاوے بندہ نے کہا کہ اس مجلس مین میری مجال نہین کہ ذکر حسنین علیہما السلام ہوتا ہو
اور بندہ کا دنیوی مین مشغول ہو اور بجز اسوقت کے اور وقت کوئی باریاب ملازمت نہین ہوتا اوسنے کہا
البتہ کل اول وقت مع عرضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مبلغ پانچہزار روپیہ نقد انعام دیا اور
ابتدای نوکری سے نہایت آخر محرم سنہ مذکور کی تنخواہ دلوادی اور آیندہ کو حکم دیا کہ ملیاری دیا کرو اور فرمایا کہ بعد دو روز کے
مجرا کو حاضر ہوا کرو اور غالب علیخان میرے چھوٹے بہائی کو ہفتہ مین ایکمرتبہ سلام کا حکم ہوا اور سید علیخان کو
پندرہ روز کے بعد اور داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ بہانہ مناسب سے سید علیخان کو آنے نہ دیا مین سبب کہ
چونکہ وہ جوان اور نا اندیش تہا اور بندہ کو پختہ کار اور بعض موقع پر کار گذار اور ہشیار از دار جانتا تہا بہر صورت
باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنا بر تعارف انگلشیہ کے اوسکے ساتھ بسر اوقات نہایت سختی مین گذری
اور [illegible] اس مین اوقات گذرتی تہی اسوقت تک ناظر علیخان ولد غلام حسین خان داروغہ دیوانخانہ
[illegible] بعد حنت پدر کے نہین جانتا ہون کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا
[illegible] شیخ عبد اللہ نامے جو بشتہ ریبت جنگ کے عہد مین بنا بر اصلاح سید علیخان میرے
[illegible] بت مین نامزد ہوا تہا اوسکا نوکر اور مقرب تہا اور بہر جگت سیٹھ کے رفقا مین
[illegible] دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان برطرف ہو کر بنا بر ادخال زر اندوختہ باپ کے
[illegible] ہونا میر محمد قاسم خان کا مرشد آباد کی نیابت سے معزول اور
[illegible] زنان مین تہا اوسکا قایمقام مقرر ہوا اور جسکر علیخان مغفور
[illegible] شاہی پر مامور ہوا اور تراب علیخان [illegible]

جب بہوجپور مین متوقف اور قتل ہرکارہ اور سیتارام اور شیخ سعد اللہ او عدم پرستش انگلشی سے دلیر ہوا
راجہ بلبہہ کو حکم دیا کہ دونون بہائیون کو قید کرے کہ بیچارہ مع پدر کے قید ہوکر تا عہد حکومت میر قاسم خان کے
بلای اسیری مین رہے طرفہ ماجرا سنئے کہ جو لوگ راجہ بلبہہ کے لانیکو گئے تھے اونہین لوگون نے بندہ مورخکو
راستہ مین دیکھکر خیال کیا کہ شاید دونون بہائیون مین ایک یہہ بہی ہے بندہ مورخ کی سواری کو راستہ سے
زیر حراست کرکے راجہ بلبہہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام و نسب بندہ مورخکا دریافت کیا
خجالت سے عذر خواہی کی اور رخصت کیا بندہ مورخ شکر الٰہی بجا لاکر اپنے گہر مین آیا لیکن کیا بیان کرون
اوہ گہڑی کسقدر خوف و وحشت مین کٹی تھی کہ خدا کسیکو بلای سخت اسیر پنجہ بہسایئی اور پنجہ ظالم سے مقیدان جور کو جلد رہا فرماوے
الا ہمہ اس امین الغرض لوگ جب رابطۂ معہودہ باہم کر رسم مراسلات اور راہ آشتی رہی تھی راجہ سیتارام
منصدی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار المہام تہا انکو بہول گیا حسب ضابطۂ ہند زیادہ از روی اختیار کی لوگون سے
کام مین رشوت لیکر جہوٹہہ کو سچ اور سچ کو جہوٹہہ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام جمعدار سپاہ جو کہ اکثر مثل زمانہ
میر قاسم خان کے رام نراین کا نوکر اور پرگنات شاہ آباد مین مامور تہا اس وقت مین بسبب اطلاع رسے کے
وہان کے کیف و کم اور دیگر حالات کے محالات مذکورہ کا حاکم اور بعض اماکن کا تعلقدار تہا حسب اس سابقہ
بعض زمینداران خارجی سے رسم مراسلات رکہتا تہا اور شاید کسیقدر برخلاف میر قاسم خان کے لکہا کرتا تہا
اور تین ۳ چار نفر کہ سرگروہ جاسوس کے تہے اور ہر ایک خانہ امیری و امرای پیشین سے ریاست فرقہ مذکورہ میز
ممتاز اور روی عرض التماس آستان دولت پر رکہتے تہے بالفعل سرکار میر قاسم خان مین کہ ہر ایک
مع چندکس جماعت مین ملازم ہوے اور کار استخبار اور اخبار کے ہر طرف اور ہر مکان مین مقرر ہوئے
تصور تساوی ساتہہ اوقات سابقہ کے کرکے سہل انگاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تہے خلاصہ
یہہ ہے کہ ہر پنجکس سزائی بیحساب کو پہونچے قصورات انکے اگر معلوم ہون گے انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ
تحریر کئے جاوینگے مقبول الروایۃ معتمدین سے اب سنا گیا کہ ان پانچ ۵ آدمیون سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہین ہوا بلکہ محض توہم سے بیچارے قتل ہوے شیخ سعد اللہ غرض بندون کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بہوجپوریہ کے اتفاق کی تہمت سے مارا گیا اور سیتارام نے کسی زمیندار بہوجپوریہ کو خط لکہا تہا
اوسمین خبر کوچ میر قاسم خان کی روز معہود پر درج تہی پس شبہہ ہوا کہ کیون تاریخ معاودت سے
اطلاع دی اور ہرکارون کا بہی جرم اسیطرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر مشاہیر ونکے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سرخ کیا اس مریخ نژاد کا ایسا رعب چہا گیا کہ ہر ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور و نزدیک انکی خونین مزاجی کی بوچہار پڑ گئی تہی ہر چند میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ مین خود مختار تہا

گرمی فروش اگر محمد تقی خان اسکے جگہ پر ہوتا ہنگام جنگ وجدال جیسا کہ چاہئے ننگ وناموس مردمی نگاہ
رکہتا باوجود قلت مقدور اور نفاق سید محمد خان نایب صوبہ مرشد آباد اور بنگالہ کے اور نیز خودسری اور
سرکشی شیخ ہبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران متعینہ جنگ انگلشی کے اپنا کارنامہ صفحہ روزگار
پر یادگار چہوڑا واقبال گرگین خان کا استحکام گویا تزلزل بنیاد دولت تہا مگر میر قاسم علیخان نے کچہہ
نسمجہا مشیت ایزدی نے اندہا کر دیا تہا القصہ میر قاسم علیخان نے آرایش اسباب تجمل اور افزایش
آلات حرب اور دیگر امور ملکداری مین کوشش کرکے زمینداران مقتدر صوبہ عظیم آباد کو اپنے حضور مین بولایا کامگار خان
بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رام گڈہ وغیرہ کیطرف سدہارا اور بنیاد سنگہ اور فتح سنگہ باعتماد عدم
مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئی اور پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداران سرکار شاہ آباد جو بہوجپوریہ کرکے مشہور ہین
باتہام موافقت رام نراین خوف یاداش سے مطیع ہوئے سرکشی و کہلانے لگے میر قاسم علیخان کو استیصال تمردان
مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تہا لہذا اونکی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بہتیجے ابو علی خان کو اور بعدہ
اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو نہایت سفاک و بیباک تہا ملک کامگار خان کا مالک کیا اور خود سہسرام
اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی ضمن مین بندہ نے بہی کلکتہ سے آکر ڈاکتر ولیم فلرٹن کے وسیلہ سے ملازمت حاصل کی
ظاہر الطف و رعایت مبذول فرمائی مگر دلمین بسبب خفیف درنگ کے جو بندہ سے وہان پر ہوا ملول ہوگیا
اس سبب سے شاکی ہوا بندہ نے عذر خواہی کی جو نا دل اوسکا بہت کم لوگون سے صاف تہا ہر چند ظاہر مین
عذر پذیر افرمایا مگر بدانست بندہ دل کی صفائی نہوئی اسی اثنا مین والد مرحوم بدین ضرورت کہ میر قاسم علیخان
حاکم اور والد خفیف سے جاگیر اس دیار مین رکہتا ہے اور آشوب زمانہ دیکہکر بس اوسی قبیل پر راضی ہو کر
نباہر حفظ آبرو بعزم ملاقات ناظم آیا اور مرزا شمس الدین کے توسط سے جو قدیم آشنا تہا معائدہ میر قاسم علیخان
بسبب صغر سن اور نیز نظر بمرتبہ سابقہ خود جو نہایت کمتر تہا راضی نہوتا تہا مگر چند شرطون پر جو اوسکی عظمت کے
شایان نہین جب والد عظیم آباد آیا اوسکی نخوت پر آگاہ ہوکر اپنے آنے سے خجل و نادم ہوا بندہ نے والد کو سمجہا کر
میر قاسم علیخان کے شرایط تعظیمات پر راضی کیا طوعاً و کرہاً اپنی ضرورت کیواسطے قبول کیا مگر وقت ملاقات کی
والد نے جب کسیقدر ادب واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت
شان کے اپنی خواہش سے منفعل ہوا اور مسند سے اوٹھکر معذرت خواہ پیش آیا اور معانقہ کرکے اپنے برابر
مسند پر بٹہالیا اور مراتب خردی بجا لاکر راضی کیا عزت و احترام بہت سا کرکے شاد کام جاگیر کو رخصت دی
ایکروز بندہ میر عبد اللہ کے مکان مین تہا کہ میر قاسم علیخان کا چوبدار میری طلب کو آیا اور ہمراہ لیگیا در خلوت مین آیا
بعد ملاقات کے فرمایا کہ ہم تمسے ایک خبر طلب کرتے ہین مینے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجہسے طلب کیجیگا جو کچہہ

کہ بنارس چلا جاوے اسکے رفقا اور اقربا جو ہر ایک علاقہ اور کام پر تعین تھے اپنی جزا کو پہونچے خاندان کورین
تسلط کے داخل قلعہ ہوا اور مرلیدہر کو بھی جوان روانہ جہانگیر نگر فرمایا اور رام نراین کو مع اوسکے باقیماندہ اتباع کے
حضور مین محبوس رکھا اور شدید تحصیل کرنیوالے راو شتاب رائے پر تعین کیے کیونکہ یہی رام نراین کا شریک تجارت تھا
چونکہ راو مذکور شخص اور مرد با استقلال تھا مع چند رفقا کے آمادہ ہوکر اپنے گہر مین بیٹھا اور چندان معاملہ او
میر قاسم خان کا بہی نہتہا لیکن چند روز بڑی تکلیف مین گذری اور میر قاسم نے رہتاس کی قلعداری کی سند اور
عظیم آباد کی دیوانی اور صمصام الدولہ کے محالات کی جاگیر لیکے نام بادشاہ سے کرالی اور اپنے قبضہ تصرف مین
آیا اور اسی غفلت سے اوسکے ساتھہ محاسبہ کرتا تھا چونکہ راو مذکور کی حقوق ریاضت جو کہ خادم حسن خان کی
لڑائی مین کیے تھے انگلشیہ کے بار گران تھی اور اوسکی پاسخاطر بہی منظور تھی بہر صورت میر قاسم علیخان سے
نجات دلوائی اور اوسکا انفصال حضور گورنر اور کونسل کلکتہ پر موقوف ہوا اور میر قاسم خان بہی باعتقاد [illegible]
شمس الدولہ کے راضی ہوا اور راو موصوف میجر کرنگ وغیرہ کے ہمراہ کلکتہ گیا چون کہ فی الحقیقت کوئی
تقصیر اوسکی ثابت نہتی شمس الدولہ اور اصحاب کونسل نے حکم دیا کہ میر قاسم علیخان انکے مدد وسے [illegible]
اور راو ممدوح ہمراہ مسٹر ایلس اور مسٹر کرشیٹن کے جو کوٹھی عظیم آباد کے چھوٹے بڑے صاحب ہوکر بعد معزولی
مسٹر مکوبر کے آئے تھے عظیم آباد آیا اور عظیم آباد مین مسٹر کرشیٹن ایک کمپنی تلنگہ لیکر راو شتاب رائے کو راہ
چھپرہ اور سرکار سارن کو اپنے ہمراہ لیگیا اور دریاے سرجو سے جسے دیوہ اور گھاگرا بہی کہتے ہین اوس
حدود عظیم آباد اور اودہ کے واقع ہے پار کرا کر حدود ملک شجاع الدولہ خلف صفدر جنگ مین پہونچا کر
واپس آیا اور میر قاسم علیخان نے خوب سا روپیہ تحصیل صوبجات اور لوگون کی ضبطی سے جمع کیا اور
[illegible] مہدیخان کو جو کہ کسی قرابت سے اوسکا بہائی ہوتا تھا سرکار ترہت کی فوجداری پر مقرر کیا وہان پر [illegible]
[illegible] اور راجہ رام نراین کا عامل بسبب جہالت اور جرات ذاتی کے آمادہ رزم و جنگ ہوا اگر سید امین
مارے گئے [illegible] نے فتح پائی میر قاسم خان ہمیشہ توپخانہ اور بندوق قیماقی فرنگی اور دیگر آلات کی درستگی مین
سعی کرتے تھے [illegible] ن کو اس کارخانہ کا مدار المہام اور اپنا سپہ سالار بنایا تھا بلکہ خود اوسکا ہاتھہ گویا اسکا ہاتھا
سوائے اسکے [illegible] تا کہ کرتا تھا اور سرداران ہندی بہی بہم پہونچا کر ہر ایک کو جیسے لایق مامور کرتا تھا
[illegible] سے مرزا محمد تقی خان تبریزی کو کہ کلائی تھا جسکو بہر بہوم کا فوجدار کرکے
[illegible] کی ہرقی کا دیا تھا اور وہ اپنی طاقت سے زیادہ کار مرجوعہ مین جد تھا
[illegible] اور جد و کوشش سے تہوڑے دنون مین فن سپہ گری مین ایسا آراستہ
[illegible] تھا فی الحقیقت سرداری کی لیاقت وہ رکہتا تھا [illegible]

اوسکے مافی الضمیر میر قاسم خان کو لکھہ بھیجے لیکن جو ہم شمس الدولہ کی طرف مضبوط نہو میر محمد قاسم خان سے
التماس کونسل مین قبول ہوسے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا
مناسب سمجھے تعمیل کرئے بندہ مورخ مِس ماجراسے واقف ہو کر مستر اسیٹ سے رخصت ہوا اور مرشد آباد کی راہ لی
اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشد آباد مین مقیم ہو کر عظیم آباد کو روانہ ہوا

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفونکو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بیشمار کا

میر محمد قاسم خان کہ جزو رسی اور فہمید کاغذ مین نہایت صاحب فہم تھا اور جملہ کاروان کی مصاحبت مین رہا
کرتا تھا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے فہمید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع وخرچ طلب کیا اور جو روپیہ
بنام جاگیرداروں حضور کے لکھا تھا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تھا
اوسکے تعیحہ کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پر تھے
نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یارون سے شورہ کرنے لگا اور میجر کارناک وغیرہ کو ملامت کرکے
اپنی رفاقت پر نادم ہوا آخیر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کی خواستگار ہوئے اور کم جرأت
نامرد اطاعت وفرمان بری مین صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرأت ذاتی نرکہتا تھا اور تقدیر بہی خراب
اعمال پر رجوع تھی کوئی تدبیر سوا اطاعت وفرمان برداری کے منظور نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متعمدیون کو
مانند سردار سنگہ وغیرہ کے بہگا دیا تھا تاکہ سررشتہ محاسبہ کم ہو جب میر قاسم خان نے اوسپر دسترس پایا
ملازمان معتمد مانند برکت علی وغیرہ کو اوسپر تعین کرکے نظربند کیا اور خیانت کثیر اوسکے ذمہ برآمد کرکے
اوسکے گہر کی نقد وجنس ضبط کر لیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تھی سات لاکھہ روپیہ نقد اور اسی
قیمت کی جنس اوسکے گہر سے برآمد ہوئی اور جو کچھہ اوسکی عورتون نے اپنے معتمدون کے پاس مخفی کیا تھا
وہ علیحدہ ملا اور مشارام ساہو جو عمدہ مہاجن اور اوسکا معاملہ دار تھا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بعلت تہمت
خیانت گرفتار ہو آیا اور اونکے گہر برباد ہوئے کسقدر روپیہ اونسے بہی حصول آیا اور راجہ مرلیدہر کہ وہ
جو رام نراین کے برابر اوسکا شریک حال تھا مع محمد آفاق کو توال کے کہ یہ بہی کوچک مرلیدہر تھا اسیر
شکنجہ عقوبت ہوا اور کتنے برسون کا اندوختہ برباد ہو گیا مصطفے قلیخان برادر محمد ایرج خان اپنی خبث طینت سے
گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلی خان بندہ مورخ کے خالو جو اون دنون مین بنارس سے مضطر ہو کر عظیم آباد
آیا تھا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہو کر بسر کرتا تھا مورد عتاب ہوا حضرت نے بنارس کے آنیکا مزہ پایا
خلاصہ یہ کہ ہر ایک جو کسی کام مین مامور تہا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خروج صادر ہوا

جب دریاچہ کرمناسہ سے گذرا شجاع الدولہ نے انکی ملازمت حاصل کی اور بٹھانے
لایق گذرانا انکے ہمراہ رکاب اپنے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کیطرف سے وجمعی کرکے رام نراین کی
فکر مین ہوا اور کونسل کلکتہ خصوص شمس الدولہ کو جو اس کا صاحب طرفدار تھا استدعای امر مذکور کی
تحریر کی اور مسٹر مکویرٹ بھی جو رام نراین سے بد دل تھا انکو لکھوایا اور مسٹر لکوبر کو انواع انواع قسم
سلوک کرکے راضی اور خوشنود رکھا تھا اس ضمن مین جرنیل کوٹ جو قبل ازین میجر اور ہمراہ کرنیل کلیف
ثابت جنگ کے بوقت انقلاب سراج الدولہ انکے موسیو لاس کے تعاقب مین بکسر تک گیا اور بعد ازان
ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ مین مرتبہ جرنیلی اور فوج انگلشی کی سالاری پر پہونچکر عظیم آباد آیا
راجہ رام نراین نے بعجلت بلایا اور سخنان دروغ اوسکے کانین بھر دیئے اور اوسکے جاسوسون سے
موافق ہوکر اوسکو تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادہ چڑھائی کا تمہارے لشکر پر رکھتا ہے مخفی اوسنے فوجکو
طیار کرلیا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے اول صبح کو چند ہمراہیون کے ساتھ اوسکے خیمہ مین آیا اوسکو
خواب مین پایا اور ساری فوج کو غافل تب تو آنے سے شرمندہ ہوا اسکی اہلشی کو معذرت خواہی کیواسطے چھوڑکر خود لشکر کو
واپس آیا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کہدے کہ ہم آپکی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سوتا پاکر لوٹ گئے
میر قاسم خان یہ خبر پاکر فوراً بیدار ہوا اور عذر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص دوڑے دوڑے آ
عذر خواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکور سے نہایت شکایت کرکے کونسل کلکتہ کو تحریر کیا اور
جرنیل کوٹ نے کونسل مین شرمندگی پائی غیر ولایت چلے جانے کے تدبیر مد نظر ہوئی اور رام نراین کی
فتنہ انگیزی ظاہر ہوگئی بندہ جو کہ کلکتہ مین دو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط کے حالات
جو کونسل مین آئے اکثر معلوم ہوا اور اوسکے نتیجہ شایستہ ظہور مین آئے اس ضمن مین بندہ نے مختلف تقریب
درباب موافقت میر قاسم خان کے مسٹر ونسیٹ کا استمزاج کیا مگر وہ ہان ہون کرتا رہا اور ایکروز صاف
کہدیا کہ تم خوب جانتے ہوگے مجکو رام نراین سے کچھ اخلاص نہین بلکہ اوس سے متنفر ہون مگر جب سے شمس الدولہ
اور بندہ کے درمیان مخالفت ہوئی اوسنے میر قاسم خان کی طرفداری کرنا شروع کی اور بندہ نے رام نراین
اور جعفر خان کی اور اس بارہ مین ہم دونون کے مراسلات ولایت انگلنڈ اور کونسل لندن تک پہونچے
اور ایک دوسرے کی تضعیف رای اور رد و قدح مین ساعی ہے اور اب بھی یہی ہے پس اب بدون انہ ممالک
میر قاسم خان کا طرفدار نہین ہوسکتے کیونکہ اگر اوسکی طرفداری ہوگی تو اپنے تئین جھوٹا اور رو سیاہ بنا لینا
اور شمس الدولہ کی کہنگو ولایت مین پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان سے رجوع ہوگا اور اگر ہماری رائے
منظور ہوئی اور ہمارا کہنا قبول ہوا اوسوقت اگر میر قاسم خان آشتی پر رجوع ہوگا کچھ مضایقہ نہوگا بندہ

اوسنے بانی الضمیر میر قاسم خان کو لکھہ بہیجے لیکن چونکہ شمس الدولہ کی طرف مضبوط تہی میر محمد قاسم خان کے
التماس کونسل مین قبول ہوئے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا
مناسب سمجہے تعمیل کریئے بندہ مورخ اس ماجراسے واقف ہوکر مسٹر اسیٹ سے رخصت ہوا اور مرشدآباد کی راہ لی
اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشدآباد مین مقیم ہوکر عظیم آباد کو روانہ ہوا۔

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفونکو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بیشمار کا

میر محمد قاسم خان کہ خبر رسی اور فہمید کاغذ مین نہایت صاحب فہم تہا اور جملہ کاروان کی مصاحبت مین رہا
کرتا تہا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے فہمید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع و خرچ طلب کیا اور جو روپیہ
بنام جاگیرداروں حضور کے لکہا تہا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تہا
اوسکے تصحیح کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکہنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پر مبنی تہے
نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یاروں سے مشورہ کرنے لگا اور میجر کارناک وغیرہ کو ملامت کرکے
اپنی رفاقت پر نادم ہوا اخیر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کی خواستگار ہوئے اور کم جرأت
نامرد اطاعت و فرمان بری مین صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرأت ذاتی نہ رکہتا تہا اور تقدیر بہی خراب
اعمال پر رجوع تہی کوئی تدبیر سوا اطاعت فرمان برداری کے منظور نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متصدیوں کو
مانند سردار سنگہ وغیرہ کے بہگا دیا تہا تاکہ سررشتہ محاسبہ کم ہو جب میر قاسم خان نے اوسپر دسترس پایا
ملازمان معتمد مانند برکت علی وغیرہ کو اوسپر تعین کرکے نظربند کیا اور خیانت کثیر اوسکے ذمہ برآمد کرکے
اوسکے گہر کی نقد و جنس ضبط کرلیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تہی سات لاکہہ روپیہ نقد اور اسی
قیمت کی جنس اوسکے گہر سے برآمد ہوئی اور جو کچھہ اوسکی عورتوں نے اپنے معتمدوں کے پاس مخفی کیا تہا
وہ علیحدہ ملا اور منسارام ساہو جو عمدہ مہاجن اور اوسکا معاملہ دار تہا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بعلت تہمت
خیانت گرفتار ہوآیا اور اونکے گہر برباد ہوئے کسیقدر روپیہ اونسے بہی حصول آیا اور راجہ مرلیدہر کا زہ
جو رام نراین کے برابر اوسکا شریک حال تہا مع محمد آفاق کوتوال کے کہ یہ بہی کوچک مرلیدہر تہا اسیر
شکنجہ عقوبت ہوا اور کتنے برسوں کا اندوختہ برباد ہوگیا مصطفے قلیخان برادر محمد ایرج خان اپنی خبث طینت سے
گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلی خان بندہ مورخ کے خالو جو اون دنون مین بنارس سے مضطرب ہوکر عظیم آباد
آئے تہا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہوکر بسر کرتا تہا مورد عتاب ہوا حضرت نے بنارس سے آنیکا مزہ پایا
کیونکہ ہر ایک جو کسی کام مین مامور تہا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خروج صادر ہوا

کی تقصیر قاسم خان کیطرف سے ہوئے فوراً سزا دین بمجرد اس حرکت کے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کہ سید غلام حسین
ہمارا آشنا در فرستادہ تھا اگر درحقیقت ایسی سرگذشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاویگا امیر عبداللہ کے
ہوش اوڑگئے اور جلد المنا اس اخبار کا تنخ کرکے کہا اول خطوط سید مذکور یعنی بندہ اور صاحب قاسما بازار کو تحریر
فرمایئے بعد تحقیقات ولیے منصوبہ فرمایئے القصہ اونہون نے اپنی مصلحت لینے کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
سبب توقف اور در صورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دی اور اگر ممکن ہو صاحب کلان قاسما بازار سے ہوکہ
اونہون مین مسٹر اسٹین لک مانس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک چٹھی بخط ولایتی صاحب موصوف کے نام
لکھکر کسی اقربا سے بندہ کے ہاتھ روانہ کی اور آنا اوسکا پہونچنا موجب سرور ہوا بندہ نے قاسما بازار سے ملاقات
کرکے دستک راہ اور ہرکارہ او کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہوا اور مع الخیر پہونچکر دیدار احباب سے شادمان اپنے
گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اون دنون مین عجب اتفاق مائل تھا قلعہ مین
بادشاہ اور بہار ابھائی اوسکے ہمراہ اور مرلیدہر اور رام نراین ہمسے آزردہ اور میر قاسم خان رام نراین کا
دشمن اور بادشاہ کے قلعہ مین ہونے سے بے اطمینان اور انگلشی بھی باہم سرگرم تنازع مسٹر لکویر صاحب
مختیار کوٹھی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور میجر کرنگ اور مسٹر جی
سنراسیٹ سے یکدل اور رام نراین کی حمایت مین تھا اور مسٹر جی اور میجر کرنگ بندہ کے مخلص تھے
یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور مسٹر لکویر کا رام نراین سے ہوا اور اسی سبب سے
جو دیکھنا پڑا دیکھا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگلشی سے تھے اور
نیز رفاقت ہر اور بندہ سے بادشاہ کے حضور مین اور نیز تعارف سابقہ جو رام نراین سے حاصل تھا نیز سے
بدگمان تھا اور رام نراین اور مرلیدہر بسبب نام نوکری میر قاسم خان کے اس فکر سے کہ مبادا اپنے والد کو
صوبہ عظیم آباد کی نیابت میر قاسم خان اوسنے بتوسط انگلشی سے دلوا دے بندہ کو متہم کرتے تھے اس عرصہ مین قاسم علی
اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا مشتاق ہوا اور بکرر طالب حضوری ہوا بندہ عذر بیجا کرتا رہا
جب اصرار بڑہا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت مین لیجاکر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے کلکتہ کی دی اور
فرمایا کہ مسٹر اسیٹ رام نراین کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشنا ہو پس وہان جاکر ایسی سعی کرو کہ
مسٹر اسیٹ ہمسے متفق ہو اور رام نراین سے منحرف ہوکر کونسل سے ایسا حکم بہیجے کہ بندہ اوسکو قابو مین
لاکر تدارک بہم پہونچائے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون مزاجی سے
ڈرتا تھا لہذا عرض کیا کہ آپکا کام جو بندہ سے ہوسکے مین متعذر نہین لیکن آپکے مزاج سے جو اکثر بے سبب
منحرف ہوجاتا ہے ڈرتا ہون چنانچہ بندہ گناہ مین کون تقصیر مجہسے سرزد ہوئی کہ آپ یکبارگی بندہ سے ناخوش

بادشاہ نے حسب الاستدعا اوسکے سوار ہوکر گیا کی طرف جہان لشکر میجر کرناک کا تھا نہضت فرمائی
اور میجر کرناک ایک میل تک ٹوپی سر سے اوتارے بغلین لیکر رکاب بادشاہی مین پیادہ باگام فرسا ہوا البدا ازان
بموجب حکم شاہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تنہا ہاتھی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلے سے چلا جاتا تھا اور
والد بندہ بادشاہ کے پشت پر مع تھوڑی فوج اپنے فیل پر سوار نہایت تھوڑے فاصلے سے گرم روان تھا آخر
دریاے ممنی پر جو گیا سے ڈیڑہ کوس پر ہے پہونچے اور بادشاہ کا لشکرگاہ وہان پر ہوا و بنگاہ فرنگی
اور بادشاہ مع والد مرحوم کے جریدہ مردم سواری کی ساتھ حسب استدعاے میجر کرناک کے باغ گیا مین جاکر
نزول فرما ہوا اور میجر کرناک نے تمام اپنے ہمراہیان کو مع رام نراین اور راج بلبہ وغیرہ سرداران ان دونون
ہندوکان کو بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور عنایت کرکے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم
مع فوج باغ کے دروازے پر سوار کہڑا رہا جب بادشاہ وہان سے برآمد ہوا والد نے اندر جاکر میجر کرناک
وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہون نے تواضع کی رسومات تقدیم کی اور بعد تکلفات رسمیہ کے
والد بھی برآمد ہوا اور مع بادشاہ کے اپنے لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے آکر آرام فرمایا دوسرے روز
بادشاہ نے کوچ فرمایا کرکے گیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے باتفاق میجر کرناک کے کوچ کرکے عظیم آباد مین داخل ہوا
لشکر بادشاہی تالاب اسیٹی مین اوترا اور فوج انگلشی باقی پور کی چھاونی مین اور رام نراین اپنی مقامات مین
اور راج بلبہ بدستور باغ جعفر خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خبر کو سنکر براہ کوہستان بیربوم
اور کھڑک پور سے یلغار کرکے عظیم آباد آ پونچا اور شہر کے مشرقی طرف جعفر خان کے باغ مین مع فوج فروکش ہوا
رام نراین اور راجہ بلبہ نے استقبال کیا رام نراین بدستور قلعہ مین رہتا تھا اور راج بلبہ مع اپنے لشکر کے
خیمہ زن لشکر میر قاسم خان کا ہوا میجر کرناک وغیرہ سرداران انگلشی نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ سے
کرائی اسکا سوال جواب ہونے لگا میر قاسم خان براہ خوف یا کہ اپنے غرور سے راضی نہوتا تھا کہ بادشاہ کے
گھر پر جاوے لاجرم صاحبان انگلشیہ کی کوٹھی مین ملازمت کی ٹھہری اسپر بھی میر قاسم خان راضی تھا کیونکہ
میجر کرناک سالار فوج انگلشی طرفدار مسٹر امیٹ اور شمس الدولہ لشرٹ سے منحرف تھا القصہ انہون نے
اپنے مکانکو فرش مع فروش آئینہ و تصاویر سے آراستہ کیا اور لیے کھانے کے میز پر مسند پر تکلف
بچھا کر بجاے تخت کے مقرر کیا وہان بھی میر قاسم خان والد اور دیگر ہجوم کے آنیکو راضی نہوا لاجرم
بادشاہ حسب التماس میجر کرناک کے جریدہ کوٹھی مین آیا اور مسند معہودہ پر جلسہ فرما ہوا کل انگلشیہ جمع ہوکر
دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کرکے پیادہ پا تخت روان کے ہمراہ ہوکر بیٹھے میجر کرناک
نو مکان نشست ہوا بعد تھوڑی دیر کے میر قاسم خان آکر شرف نیاب مجرا ہوا اور ایکہزار اشرفی نذر کی حضرت ظلی

حال مین ہو گیا ہے کامگار خان سے متفق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھاتا تھا کہ کامگار خان نزد
اوسکے بہاگنے کا شمار نہین لیکن اسطرحکا فرار وگریز سبب مجبوری کے موجب کسر شان خاندان
بہی ہے کہ اب بہی راو شتاب رائے کو طلب کیجئے اور صلح کی تدبیر فرمائی اسی ضمن مین ابدالی سے
مرہٹہ کے ساتھ جو مدار المہام سلطنت ہند کے اگر شاہجہان نام بادشاہ دست نشان عماد الملک کو اوٹھا کر قلعہ
اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ بیاک راے کو تخت ہند مین جلوس کراے باتفاق شجاع الدولہ ا
نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بنگش کے لیے اقامت کے نو مہینے گذرے اور مر
گویا بالکل مستاصل ہوے ابدالی مظفر و منصور ہو کر قندہار و ہرات کو واپس ہوا انشاء اللہ تعالی
اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال مین ہو گا **الغرض** ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
اور جمیع افاغنہ کی سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بنا کر اوسکی اطاعت کرین کیونکہ شاہ عالم کی بہن
اوسکے عقد مین تہی اور شاہ عالم نے بعد قتل اپنے والد کے منیر الدولہ کو بہیجکر ابدالی سے اسی امر کی
استدعا کی تہی اور منیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ آکر وہان پر امراے مذکور سے بخت وزیرزلی شاہ عالم کے
فرزند جوان بخت نامے کو بطور نایب کے قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو
تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسواسطے شجاع الدولہ کے عرایض بطلب بادشاہ کی بہونچے
اور بادشاہ بہی فرار متواتر کامگار خان سے تنگ آیا انگلشی کے مصالحہ اور شجاع الدولہ کے
پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور التماس والد کو قبول فرما کر راو شتاب رائے کو شقہ خاص لکہکر
طلب کیا شتاب راے نے بعد صلاح و اجازت میجر کرناک وغیرہ رؤساے انگلشی کے حضور مین حاضر ہوا
اور سوال جواب منقح کرکے میجر کرناک کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ مین مستحکم کر آیا کامگار خان
مصالحہ انگلشی خلاف اپنی مرضی کے پاکر مع لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کسیقدر مسافت
طے کرکے فوج انگلشی کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت میجر کرناک وغیرہ کو مقرر تہا بادشاہ نے
اور آگے جانیکا ارادہ کیا میر حسین خان نے بہی بادشاہ کے قید کا گمان کرکے اپنی راہ لی اوسکے
آدمی عین لشکر مین منادی کرتے تہے کہ بادشاہ کو سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ انگلش کے
قید مین ڈالتا ہے جلد اپنی عزت آبرو جان عزیز ہو لشکر سے نکل چلے اکثر احمق اس صدا سے نکل گئے
اثناے راہ مین بنیاد سنگہ کے لوگون نے لٹکاری سے نکلکر میر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بہر صورت
نکل گیا بعض لوگ یہ حال دیکہکر لشکر کو واپس آے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار تہی کہ دوپہر گئے وقت
میجر کرناک تمام بچاین پر جو گیا سے سات کوس پر اور خیمہ بادشاہی سے تہا آکر ملازمت حاصل کی بعد ازان

اونٹوں پر سوار بلا تکلف اور برق اندازوں کے پیشتر کو قدم بڑہایا جب موسیو لاس پر نظر پڑی
تعظیم کیا اونکو اور ترک اپنی ٹوپیاں برسم سلام سر سے اوٹہائیں اونسنے بہی اوسیطور سے عمل کیا اور
بالکل گفتگو کی جیکرنک نے موسیو لاس کے ثبات عزم اور فرط شجاعت اور غیرت مین تعریف کرکے کہا
جو کچہ تمسی شجاعت سے ظاہر ہوا تعریف تمہاری دفتر اخبار اور تواریخ مین ثبت ہوگی اب حال موافق ضابطہ
کے کمر کہولو اور ترک منازعت کرکے ہمارے پاس آؤ اونسنے جواب دیا کہ ہم کمر سے کمر نکہولینگا اسیطرح سے
آؤ مین مصالحہ ہوگیا منصفانہ اطاعت اختیار کرلینگے ورنہ ذلت مین کمر کہولنا نہوگا اپنی جان اس سید این
نثار کرونگا جماعت انگلشیہ نے جو اوسکی شجاعتین ماسبق اور حال کی دیکہی تہین اوسیطور سے راضی ہوئے
اور بابجہ کہ حسب دستور ایک ہاتہ سے مصافحہ ہوا پالکی اپنی منگوا کر موسیو لاس کو اوسپر سوار کرایا
اونسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے پالکی کے پردہ چہوڑدئے تاکہ آشنا لوگ اس حال کو نہ دیکہین اس خبر کے
سننے سے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفی قلی خان واسطے ملاقات کے آئے جیکرنک نے
عذر کیا کہ چند روز معذور رکہئے کیونکہ ابہی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہین احمد خان قریشی
جو کہ وہان موجود تہا اوسکے دیکہنے کو گیا اور بنابر خوشی آمد کے سرداران انگلش سے حسب ضابطہ اپنے
ہم عصروں کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا لی لی لاس کہان ہے جیکرنک وغیرہ سرداران
نے اس کلمہ سے آشفتہ ہوکر نہایت تلخی اور تندی سے جواب دیا کہ ہم لوگونمین یوں کوئی کا ضابطہ نہین ہے
اور شجاع و جوانمردوں کو درشتی سے یاد کرنا نہایت عیب ہے وہ مرد میدان رزم اور آشنائے
دوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درائی ہمکو پسند نہین یہہ ضابطہ بیہودہ تمہارے ملک کا ہوگا
کہ مردوں کا نام ہرچند دشمن ہون درشتی سے یاد کرین احمد خان خجل ہوکر خاموش ہوا مگر تہوڑی دیر
بیٹہکر منفعل اوٹہ گیا انگلشیونمین سے باوجودیکہ خان موصوف سردار تہا اور ہر وقت مین اوس سے بہ ترحم پیش آتی تہی مگر
ایسی بات کرنا ماجاتی عالیشان ملتفت نہوا اور الحق یہہ صفت اور ضابطے ہم انگریز کے کل نہایت خوب اور لایق عمدہ ہے القصہ بعد
اس جنگ کے اختیار ذات کو پادشاہ کے پاس بہیجکر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی پادشاہ
بدعقل کامگار خان کی تعلیم سے راضی نہوا اور مذکور بے نیل مرام واپس ہوا اور بادشاہ زمین کی کہ حضرت
خود بخود بہت مدعی مصالحہ کے ہونگے لیکن اسوقت اسی خوبی سے میسر ہوگی ابہی ہم لوگ خود مستغنی ہین
مگر بس زمین سے بہی کچہ سود نہوا شتاب رائے واپس آیا جب والد مرحوم پہونچا اور اس بات سے
آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن فائدہ نہوا کیونکہ کامگار خان اور اسیطور پر جنگ کیواسطے مصر تہا
اور کہتا تہا کہ دوبارہ لوگ جمع کرنا چاہیے اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا ذکر معہ قلیخان کے

کہ سہل سا عارضہ لاحق ہوا بندہ نے اوسی عارضہ کو وسیلہ کرکے درخواست رخصت کی اوسنے ترش ہوکر کہا
عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اودہر کا انکار کرکے مرشد آباد کا ارادہ ظاہر کیا بت نہایت کراہت
سے رخصت دی مگر کچھ خرچ راہ نہ دیا بندہ مورخ بہزار مصیبت مرشد آباد میں پہونچکر کسی دوست کی مکان میں
منزل گزین ہوا بعد پہونچنے مرشد آباد کے تھوڑا سا خرچ معرفت خواجہ اشرف کشمیری کے جو برادران اور نیز
بنی اعمام خواجہ واجد سے تھا اور اوس زمانہ میں میر قاسم خان کی مصاحبت رکھتا تھا بہیجا بعد چندے خبر پہونچی
کہ میجر کرنگ نے عظیم آباد میں جاکر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ مع کامگار خان کے پس پا ہوا
اور موسیو شیر لاس لضابطہ ولایت انگلشیہ از زمرۂ سپاہ کے جو فیما بین مستمرہ رکھتے ہیں با عزت قید ہوا اور بعد
چند روز کے بادشاہ کو میجر کرنگ نے سفیروں کے ذریعہ سے مصالحہ میں راضی کرکے ملازمت کی اور اپنے
ہمراہ عظیم آباد لیگیا میر قاسم خان اس خبر سے مضطر ہوکر براہ کوہستان بکمال اضطراب یلغار کرکے روانہ
عظیم آباد ہوا بندہ نے بہی ارادۂ عظیم آباد کیا مگر سننے میں آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جواب کرگیا ہے
حکم ہوگیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خطۂ عظیم آباد اور کلکتہ کو جانے پاوین اور نہ کوئی شہر سے
باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز و حیران ہوا آخرکار کوٹہی قاسم بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد
سے برآمد ہوا اور عظیم آباد آیا اب تفصیل اس اجمال کی لکہی جاتی ہے تاکہ منتظرون کو دریافت حال ہونے میں تردد نہو

ذکر ہے جانے میجر کرنگ کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا موسیو شیر لاس کو اور مصالحہ ہونا بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد کو آنا بضرورت مع سپاہ کے

جب میجر کرنگ نے بندہ مورخ کو بطلب میر قاسم خان کے بہیجا بعد ازان رام نراین اور راج بلبہہ کو مع
فوج صوبہ اور میرن کے اپنے ہمراہ لیا اور بمقابلہ بادشاہ جو کہ نواح گیا مانپور میں تہا گیا جب دونوں لشکر
قریب ہوا بادشاہ نے مکرر سہ کرر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریر فرمائے اور اپنے پاس
طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو مگر انکے آنے سے قبل محاربہ شروع ہوا موسیو شیر لاس نے
جرأت و شجاعت سے پیش قدمی کرکے قلیل ہمراہیوں سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج
ہمراہ تہی بادشاہ اور کامگار خان کے سر پر جا پہونچی تزلزل پڑگیا اور کامگار خان کی مجال پائداری نہ پائی فرار کیا
بادشاہ نے بہی اسکی متابعت کی میدان سے روگردان ہوا ہمراہیان موسیو شیر لاس نے اس حال کو دیکہا
اور نیز اپنی قلت اور برسوں کی محنت یہ سب چہوڑ کر بادشاہ اور کامگار خان کے ہمراہی میں قدم اوٹہایا
کپتان موسیو شیر لاس جب تنہا رہگیا کسی اپنی توپ پر گہوڑے کے مانند سوار ہوکر آمادہ قتل ہوا اور
عار خواہ فرار اختیار نکی میجر کرنگ اور کپتان نکسن نے اس حال سے واقف ہوکر مع چند نفر سرداروں کے

اور اخراج جماعہ الگلشی سے وغیرہ ہوا تھا لہذا اول بندوبست پرگنات صوبہ بنگالہ وغیرہ کا کرکے
ضلع بردوان وغیرہ کو تنخواہ الگلشی مین مقرر کیا اور بعض جواہرات کو بھی الگلشی کے دین مین جماعہ مذکور کے
ہاتھہ رہن کردئیے اور موجودات سپاہ کو علی ابراہیم خان بہادر وغیرہ معتمدین نے دیکھکر دفتر بخشی گری کا
تغلب اور تصرف نکالا اور شمار ملازمین کا بعد تصحیح صحیح کے جو کچھہ ثابت اور تنقیح ہوا اونکا حساب کیا
اور اونکی تنخواہ کسیقدر نقد دی اور کسیقدر اماہرائی کردی اور بعض کی تنخواہ اینده پر موقوف رہی سپاہ
جو کہ میر جعفر خان کے ہاتھہ سے بجان تنگ ہوئی تھی جو کچھہ مقرر اور میسر ہوا اوسی مین راضی اور شاکر ہوئے
شاید جگت سیٹھ سے بھی جیسا کہ وعدہ ہوا تھا کسیقدر قرض لیکر تقاضای گوناگون سے رہا ہوا اور آئندہ کو
اپنے مداخل اور مخارج خیال کرکے بقدر مناسب جسے عہدہ برائی ہوسکے مقرر کی اور اکثر اخراجات بیفایدہ
کو جو بطور ملاہی اور بلاغت کی تہی لغو وعبث سمجھکر موقوف کردئی مانند دنبہ خانہ اور بلبل خانہ اور بربری خانہ
وغیرہ کی برخاست کردئیے بعض بعض جانور رکھہ لئے اور باقی زمینداران صوبہ کو دیکر اونکی قیمت تشخیص کرادی
اور عملہ دیوانی نے اونکی وکلا سے وہ روپیہ لے لیا اور چینی لال اور منی لال اپنے خرابی اعمال کو پہونچے
اون کے پاس سے زر کثیر عاید سرکار ہوا مخفی نرہے کہ میر قاسم خان آغاز طفلی سے بسبب دامادی *
میر جعفر خان کے خاندان مہابت جنگ مرحوم مین واجب الرعایت رہا اور شہامت جنگ کی سرکار مین
مع چند سوار کے ہمیشہ بپاسخاطر اوسکی سالس کے نوکر رہا اس سبب سے اوسکی آمد و رفت ہر ایک گھر اور
عملہ شاگرد پیشہ اور ہر ایک کے ملازمان دولتخانہ سے اور ہر ایک جماعہ کے احوال سے بخوبی آگاہ تھا جب
بیاوری التقدیر مسند نشین امارت ہوا ہر ایک جماعہ مذکور پر جسپر گمان زر اندوزی تھا کسی نہ کسی
طور سے عتاب و خطاب کرکے جسکی جسقدر پونجیان تہین چہین لین حتی کہ بعض کسبیون سے بھی جو کہ میرن اور
میر جعفر خان کی نوکر تہین اور دفتر خالصا مانی سے معلوم ہوا کہ اسقدر جواہرات اور فلان ظروف اور
فلان فلان تحفہ لینگئی ہین ہر ایک کو بجنسہ بلکہ مع شئے زواید واپس کیا اور کنیزان اور خواجہ سرایان خانہ
مہابت جنگ اور شہامت جنگ سے بھی جو گوشہ عافیت مین بلا اتفاق شخصے بسر کرتے تھے
ستیزہ کرکے جو کچھہ ممکن تھا اور غمازون نے کہا تھا فراہم لایا گویا یہ شعر حضرت سعدی کا سینہ خرچ گنجینہ مین
نقش کرلیا تھا کہ اسکا ترجمہ یہ ہے اگر بادشاہ نہ لیوے نہیں لیتا ہی تو ہر ایک سے کیون ایک جو چاندی کہ ہو جاوی خزانہ واسطے تیری فراہم اے بادشاہ نیک ہر سال
جو پرانا متصدی سرکار مہابت جنگ اور پیشکار راجہ جانکی رام اور راجہ دولبھہ رام کا تھا نقد و جنس اوسکی گھر کی
سیاہہ کرکے بے کم و کاست میر قاسم خان کے حوالہ کیئو وہ ایک مبلغ خطیر تھا میر قاسم خان نے ہتھوڑا
اوسمین سے راجہ کو معاف کیا باقی خود لے لیا اور سنگت سنگہ سے راضی ہوکر اوسکی بہت عزت کرنے لگا

وظیفہ یابی مین ہوشیار تھا تنخواہ سپاہ کی کم وکیفت مین بالتخمیس مامور کیا اور سوای اسکی اور کلیات
امور بہی اسپر لئے پر محول رہی سیتارام نے اگرچہ ضوابط دیوانی کو درست کرکے اغذ سے کرائے
مگر سخت گیر اور بدطینت تھا یہ شخص دریافت خیانت دفتر دیوانی اور بیوتات اور تفتیش خیانت دیگر متصدیان پر مقرر ہوا
اور قدیم منشی جو معتمد تھا میر منشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا تفحص
اور تجسس اسکے بہی سپرد ہوا خواجہ گرگین برادر خواجہ پیدروس ارمنی توپخانہ کی دارو غگی اور آراستگی
توپ وغیرہ اور قواعد سکہلانے پیادہ ہائے برقنداز کے حسب قاعدۂ فرنگ مقرر ہوا اور کمال تقرب بلا
گرگین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا تقرب ایسا ہوا تہا کہ اوسکا دوسرا ہمراز تہا کہ میر قاسم خان مین کوئی جو ہوتا
اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دلمین وہ جگہ تہی جو آجتک کسی نوکر اور آقا مین نہین سنی گئی
گویا شیطان کے مانند میر قاسم خان کے رگ و پے مین اپنا اثر کر گیا تھا شیخ مسند علی لکہنوی جو کہ اجلاف
قصاب لکہنو سے ہیکبارگی محض تھا زمرہ سپاہ مین درجہ عالی کو پہونچا یہ شخص منشی گرگین خان سے کچہ کم نہ تھا
بعد ایک مدت کے بیٹا اسکا بخشی رہا اور ہر ایک کے ہمراہ چار یا پانچ ہزار سوار رہا کی چنانچہ اوسکا بہتیجا
فرحت علی کہ رسالہ مین کئی سو سوار سہی علی ہذا القیاس برکت کا بہی یہی حال تھا اور لڑکا اوسکا
محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تھا کہ بعنا دیۂ انگلشی کے حوالدار
اور جمعدار از قسم صوبہ دار اور کپتان رکہتے تہے اور اٹہارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتھ راہ چلتا تھا
کیونکہ اگر لڑائی مین کوئی روگردان ہو یہ برہنہ شمشیر والے بدون اجازت کے اوسکا سر اوڑا دین
اور میرزا شمس الدین کو جو کہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا یار اور مرد خوش اخلاق اور
ہوشیار تھا اور عظیم آباد مین قلوب مردم شہر اور لشکریرن کے رؤسا کی تالیف کرتا تھا مصاحب اور
[illegible] خدمات مثل ملبوس خاص اور وکالت حضور بادشاہ اور معاملہ جاگیرات مردم حضور وغیرہ پرگنات کے
[illegible] بندہ کو مرشد آباد سے خط تھا قبل جلوس امارت کے لکہکر دور ہوا جب تنخواہ
مقرر [illegible] تھا کہ بندہ ارباب انگلشی کو بہی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکور سے جو کہ آشنا ہون
سی کرتے [illegible] عظیم آباد کی بہی اوسکو دلا دی اور یہ خبر نہ کہتا تھا کہ یا دری بخت اوسکو نگاہ رکہ

تخت پر بٹہائی دالے

محمد قاسم [illegible] کرنا البتہ معاودہ کے مرحوم مرشد آباد سے اور پہونچانا
[illegible] اوسکا اور کل کارخانہ کا انتظام کرکے جمعی آسودہ ہونا

[illegible] دانی ررین متغیر ہوا جو کہ ابہی سپاہ اور نیز لوازمات

مع عورات مدخولہ اور اونکی خدمہ اور اطفال صغیر جو کہ تین لڑکے اور کئی لڑکیاں تہیں راہ
کلکتہ کی لی چنانچہ کمپنی تلنگہ کی حفاظت سے اوسیطرح دہوکہ دار الامارۃ مذکور میں پہونچا دیا اور میر جعفر خان نے
اوس شہر کے چوک کے متصل ایک جدید زمین خرید کر کے طرح عمارت اپنی سلیقہ اور رائے سے ڈالی اور
متعدد مکانات کی تعمیر کرائی اوسکی رفقا سے میرزا غلام علی بیگ پسر حاکم بیگ نے وفاداری کی
اس سفر و حضر میں ہمیشہ ہمسفر و رفیق ہوا حقیقت تو یہ ہے کہ بجز اوسکے اور کسی دوسرے نے ہمراہی پر قدم نہ رکھا
اب یہان کا حال سنئے میر محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدولہ میر محمد قاسم خان بہادر
نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاہ سے اپنے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا اسی قرب
جلوس میں حاصل ہوا تہا اوسکے مقدم کو مبارک سمجھا چونکہ علم نجوم میں بہی کسیقدر شعور رکہتا تہا
اور اس علم کے حکم پر معتقد تہا اوس لڑکے کے بڑے تنقیح سے منجمون سے بنوا کر اوسکے عروج کا معتقد ہوا
لیکن اوسکی عمر نے وفا نکی دو تین برس کا ہوکر فوت ہوا صوبہ عظیم آباد اوسکے نام مقرر کر کے خطاب مظفر الملک شمس الدولہ
میر شمس الدین علیخان بہادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو ہفت ہزاری قرار دیکر
چہوٹے چہوٹے ہاتہی گہوڑے مع زین و عماری مناسب قد و قامت کے آراستہ کیا اور چہوٹی
عمر کے لڑکے شاگرد پیشہ نباؤ اور ہر فرقہ میں بہرتی کی گویا ایک تماشا تہا اور اپنے چچا میر ابو تراب
کو بہی کہ اول میں مرد مفلوک تہا معز الدولہ اب علیخان بہادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کر کے
منصب شش ہزاری اور عطائے پالکی جہالردار اور علم اور نقارہ اور جاگیر اور رسالہ سے معزز فرمایا
اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بہادر خطاب اور رسالہ دیکر عزت بڑہائی لیکن چندان
اسکا اعتماد نہ تہا دراصل لیاقت بہی کم تہی اور چچا ہر چند محض عامی اور استعداد سروری کی ذرا نہ
رکہتا تہا مگر اپنے حقوق دیرینہ اور نیز دوستی کا جو لوگون کو اوس سے اور اوسکو لوگون کے
ساتہہ تہا مرعی رکہتا تہا اور بقدر مرتبہ کلمۂ خیر کے کہنے میں بحضور میر قاسم خان کے قصور نہیں کرتا تہا
القصہ بعد تمہید و تشیید مبانی عہود اور مواثیق کی جو کہ کونسل کلکتہ اور جماعۃ انگلشیہ سے انعقاد
اور انفصال پایا طرفین سے محرر اور مرقوم ہوا اور وضع سر مہر لانے کی باہم اتفاق خاص سے تخصیص پایا
میر قاسم علیخان رتق و فتق ملکداری میں مصروف ہوا متصدیون سے محاسبہ اور میر جعفر کے عملہ کے کاغذ کی
خیانت نکالنے میں مصروف ہوا ان لوگون میں بعض قدیم اور بعض جدید ملازم کردہ میرن اور میر جعفر خان
کے تہے بعض متصدیان قدیم کی بہی تالیف و ترغیب کر کے اس کام میں شریک کیا اور بعض اپنے متوسلون کو
جنپر اعتماد رکہتا تہا ناظر کیا علی ابراہیم خان بہادر کو جو دیانت اور امانت میں یگانۂ روزگار اور وفادار بہی تہا

کا ملک مین خلل اور سپاہ اور وظیفہ خوار مختل ہین دو تین ملوک ہند و مالک ملک گرد شہ ہین
نجیب مثل زین خان طلب مین تمران باتون سے کچھہ سود ہنوا اوس جاہل مطلق نے فہمایش سردارون
انگلشی کی کچھہ نسنی اس بابین جواب سوال مین کہ عرصہ دراز ممتد ہوا آہستہ آہستہ تلنگون کی کمپنیان گرد
ہوتی جاتی ہین اور توپ بہی طیار رو بہ دیوار دارالامارہ تہی محمد میر جعفر خان کے رفیق جو دارالامارہ
کے اندر اوسکی بموجب حکم حراست مین آمادہ تہے افواج انگلشی کی رعب اور ہراس سے جو کہ خدا تعالی نے
اس ملک کے لوگون کی دلونمین مستولی کر دیا ہے ہر ایک حیلہ و بہانہ سے اپنے اپنے گہر کی راہ
لینے لگا آخر شمس الدولہ نے تنگ ہو کر کہا ہر گاہ یہ مجہول امر معقول کو نہین سمجہتا اسکی استدعا سے
کچھہ ضرور نہین جسمین رفاہ خلق کی صورت ہو تعمیل کرنا چاہئے چند سرداران انگلشی جو حاضر تہے اونہون نے
تصدیق کلام کیا اور ساتہہ اسکے ہمداستان ہوے پس اونہے میر قاسم خان کو حکم دیا کہ بر سر صوبہ کی
مسند ایالت پر بالاصالت بیٹہہ کر فرمان روائی کیجیے اور رعایاے مظلوم کی دلجوئی مین کہ مدتی معروف ہو چکے کیونکہ
یہ بیچارہ شہر اور نخیان دونو ہندیون کی ہاتہہ سے نہایت تنگ ہو رہے ہین اور اندرون دارالامارہ
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصون مین رہے تہے اونہین بہی دور کرکے کارخانون کے دروازون
اور نیز حرم سرا کے راستون پر تلنگون کی حراست مین مقرر کر دیا اور خود داخل دارالامارہ ہو کر علیحدہ
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کرکے زیر شامیانہ کار چوبی جو دیوان عام کے ایوان مین کہنچا تہا نشست گیا
میر محمد قاسم خان دوشنبہ کے روز دسوین ربیع الاول ۱۱۷۴ ہجری کو نیابت سے گذر کر بالاصالت
بر سر صوبہ کی ایالت پر سرفراز ہوا اور نقارۂ شادمانی بلند آوازہ کیا ہوا خواہان حاضر نے ہجوم کرکے
تہنیت و کہلائین شاید شمس الدولہ نے تین چار روز تک سمر ہشتنگ عماد الدولہ کو مع افواج انگلشی کے
اوسکی حفاظت پر رکہا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتون در کے نزدیک تہا
شمس الدولہ نے پیغام بہیجا کہ اگر مرشد آباد مین رہنا ہو کوئی مزاحم نہین جس مکان یا جس حویلی مین
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائے اور اگر کلکتہ کا چلنا منظور ہو کچھ مضایقہ نہین بالضرور اُسنے کلکتہ کا جانا منظور کیا
بجرہ اور کشتی کی درخواست کی جملہ سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان مع کچھی تمام خزانہ
کمال اور جواہر نفیسہ جو کہ نوادر تحفۂ تاج الدولہ اور علاء الدولہ سرفراز خان اور سیف خان اور مہابت جنگ
اور شہامت جنگ اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کے تہے اور حرم سرا مین اونہین دنون
میر اسے منی بیگم کی تحویل مین جو کہ جعفر خان کے گہر مین سرخانہ ہتی رکہتا تہا اور پارچہ ملبوس خنجر
جو کہ بہی اونہین امرا کا اندوختہ تہا مع دیگر تحایف اور نوادر کے جو لوگون سے مستور تہا ہمراہ لیکر

ہمارا رہنا لشکر مین محال ہی پس اب رخصت کا امیدوار ہون بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور لاچار ہوکر رخصت دی فرمایا اگر بضرورت رخصت ہوتے ہو اچھا ہی علحدہ ہوکر جسقدر ممکن ہو ملک تسخیر کرو اور رفقا فراہم کرکے بروقت حاضر ہو اور نیز چند ہزار روپیہ کامگار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والد کے ارسال کیے والد نواح جاگیر مین پہونچکر امر مامورہ مین معروف ہوا

ذکر مرشدآباد مین جلوس کرنے میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند ریاست بنگالہ وغیرہ صوبجات کی تائید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان بموجب ذکر بالا کلکتہ پہونچا اور شمس الدولہ مہری ولسٹرٹ سی ملاقات اور سلام و پیام کیا اثنای کلام مین میر محمد جعفر خان کی غفلت ورزی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جملہ امورات سررشتہ فوج وغیرہ کا بیان کیا اور چند لوگون کو مانند چینی لال اور منی لال اور انکون سنگہ ہرکارہ وغیرہ کی جو غفلت اور عدم لیاقت خاوند کو رستے اوسکی سرکار مین مدار المہام اور مختار کار تھے شمار کرکر انکی رسوائیان بیان کین شمس الدولہ نے جوکہ فرقہ انگلستی مین عقل و دانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ یابی مین سرفراز تھا میر محمد قاسم خان کو لائق ملکداری اور ہوش و سلیقہ مین فائق دیکھکر اور میر محمد جعفر خان اور اوسکے حالات مین غور بہت کرکے متردد ہوا کیا کرے آخر اوسکے دلمین یہ ارادہ مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو نیابت کل سرکار کی دیکر مختار کرلے اور میر محمد جعفر خان کو روزمرہ کو کچھ مقرر کردیجے تاکہ قاسم خان وجہ مذکورہ بلاتامل اوسکو پہونچایا کرے اور یہ ارادہ اپنے احباب سے ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا رای اکثر ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر مستر امیٹ جوکہ بدرجہ لاچاری کونسل کا چھوٹا صاحب اور بعد مرتبہ شمس الدولہ پر تھا اور دو تین شخص اور مانند پیجرکرنگ اور مستر السن اور مستر باسن کے جو اوس سی متفق تھے اس رای سے راضی ہوئے اور چند قباحات اسمین بیان کیے اور جس امر مین رای شمس الدولہ کی قرار پائی اوسکے برخلاف رد و قدح کرتا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونون شخص ہمدیگر کی رای کے بابت ولایت لکھتے تھے اور ہر ایک دوسری کی مخالف رای کی شکایت تحریر کرتا تھا اور اس باہمی نے ایکعالم کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا **القصہ** جب رای شمس الدولہ کی مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جا کر مرشدآباد مین اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوش ہوکر مرشدآباد کو معاودت کی شمس الدولہ نے مع عماد الملک مستر ہاسٹنگ کہ جو انڈلون مین ابتدا سنہ ۱۱۸۴ ہجری سے آجتک کہ روز سہ شنبہ ۲۳ تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۴ ہجری ہے کلکتہ کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدار المہام ہے مع بعض

اوسکی ہمراہ تھی اور فوج انگلشیہ بھی وہین پر مقیم تھی برسات کے سبب یہ کل فوجین جس جگہ
تھین وہین مقیم رہین اور اس عرصہ مین بادشاہ داود نگر بہار کے قریب و جوار تک برابر سیر و تفرج کرتا رہا
جو سبب کہ اسکے لشکریون کی معاش منحصر کمپنیون پر تھی اور اوسکی چارپایہ اور حیوانات ہمراہی کو بھی
چرا[illegible] ضرور تھا مدت [illegible] تھا اور چونکہ صوبہ مین تسلط درست نہوا تھا باوجود سلطنت کے
مشغل [illegible] غارتگری کرتا تھا دانہ گھاس وغیرہ ماکول مشروب اوسکے ہمراہیون اور چارپایون کو
مطلق نملتا تھا راجہ بنیاد سنگہ برادرزادہ راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ بسبب تسلط کامگار خان اوس
حادثہ عجیب کے روبرو بادشاہ کی نہین آتے تھے اور چونکہ کامگار خان کینہ دیرینہ سندر سنگہ اور اوسکی
اولاد و اقربا سے رکھتا تھا اونکے ملک کو محفوظ رکھکر اوسکے ملک کی پامالی کا روادار رہتا۔ اکبر پور بنیاد سنگہ
ملوہ لکھاری سے قلعہ گوردہ جہان متعلق چھوڑ آیا تھا جاتا تھا یہ خبر بادشاہ اور کامگار خان کو پہونچی فوج متعینہ
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کرلانیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جاکر قید کرکے حاضر کیا
وہ چند روز نظر بند رہا اور والد مورخ کے نام عرائض و پیغام ارسال کرتا رہا کہ اگر آپکے وسیلہ سے میری رہائی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مبذول فرمائے بندہ اپنی فوج جمع کرکے کار بادشاہی کامگار خان سے بہتر انجام دے
اور فتح سنگہ میرا بھائی جو بنگالہ مین ہے فوج جعفر خان کی بادشاہ کیطرف رجوع کرکے حاضر حضور ہو اور نوکر بادشاہ
کامگار خان کی خاطر کرکے اوسکے وسیلہ پر چھوڑیگا چونکہ اس وجہ مین ہمارا ننگ و عار ہے ہمسے کچھ بد خواہی
اور رفاقت بادشاہ کی نہوگی والد نے یہ مدارج بادشاہ کو سمجھاکر بنیاد سنگہ کو رہا کرایا اور اوسنے
والد کی ملازمت کرکے انکے وسیلہ سے شرفیاب حضوری بادشاہ ہوا اور آمادہ جانفشانی اور رفاقت ہوا
اپنی فوج طلب کیا اور غلہ کو حکم دیا کہ اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی مین کوشش کرین
کامگار خان نے بعد ایک دو دن کے اظہار ملال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر بنیاد سنگہ نے اسطرح پر غلامی بالی
معلوم ترک رفاقت کرتا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب بنیاد سنگہ مجرے کو گیا قید کرلیا والد اس حرکت سے
آزردہ ہوگیا اور بادشاہ سے یہ کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگار خان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
[illegible] خان کو اس صوبہ مین بجز آپکی اطاعت کے کوئی تدبیر نہین ہے بجز اس دربدولت سے کہ اوسکا
[illegible] نہین ہے لیکن بادشاہ کو کامگار خان کی برہمی کا ایسا رعب چھایا تھا کہ کچھ سود نہوا والد
[illegible] اختیار کی کامگار خان نے بنیاد سنگہ کو رہا کرکے اپنے زیر احسان کیا اوسنے والد کو
[illegible] رفاقت نہ کرسکا بندہ دو تین روز مین آپ کنارہ کرتا ہے آخر ایسا ہی ہوا
[illegible] کو بھیجکر والد سے عذر خواہی کی والد نے جواب دیا کہ کامگار خان کے تسلط مین

اس سبب سے میر جعفر خان اکثر اپنے داماد میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بضرورت اب مور د الطاف کرنے لگا اور خدمت پورنیہ کی علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکی مقرر کی اور بعض سوال وجواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بھیجا چونکہ میر قاسم خان اسکے خاندان مین نہایت کردکاری اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اونکی لوح خاطر مین منقش کر دیا اور کونسلیو کے دلمین یہ بات قرار پائی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جعفر خان کے میر قاسم خان کی لیاقت سروری کی زیادہ ہے الغرض میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کرکے مراجعت کی میر جعفر خان بھی کسیقدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتاً میر محمد قاسم خان مرجع امور ہوا اور اس ضمن مین بسبب مرگی میرن اور تغافل میر محمد جعفر خان کے تنخواہ سپاہ مین عرصہ بسیار منقضی ہوا اور انکا تقاضا شدید ہوا چندبار مساحبت کرتے گذرا بعدہ دار الامارۃ کو محاصرہ کیا میر قاسم خان نے اصلاح کرادی اور اسی عرصہ مین چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا پڑا میر جعفر خان اس بارہ مین پس وپیش کر رہا تھا لیکن تقدیر سے نہو سکا کہ ممانعت کرے ناچار ناچار مرخص کر دیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت مین مستر منری ونسترٹ المعروف نصیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہونچے اور وہان کے گورنر ہوئے میر محمد قاسم خان چونکہ اوس زمانہ مین پورنیہ جانیکا بھی خیال رکہتا تہا کہ فوج بہرتی کرے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکا ذکر خوبیونکا بر سبیل اجمال مہابت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال مین لکہا گیا ہے اور اندنون مین میر محمد قاسم خان کا رفیق تہا حکم دیا کہ باراده پورنیہ اور تالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے کاربار اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض سوانح عظیم آباد بنا بر انتظام واخبار کے حال لکہا جاتا ہے

ذکر ہی احوال عظیم آباد مین پہیر کرنیک کا باتفاق راجہ رام نراین اور راجہ سیتاب رائے کا ساتہہ بادشاہ اور ہوشیر لاس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست ہوشیر لاس کا محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہان ہوئے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا اور سرداری صوبہ مرشد آباد کے تائید خالق العباد سے

میرن تو شروع موسم برشگال مین سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اس نظر سے کہ بادشاہ اور کامگار خان سرمایہ فساد موجود ہین متعینہ صوبہ مذکور ہوکر مقیم تہی ریاست اوسکی راجہ راج بلبہہ دیوان میرن سے متعلق تہی اور رام نراین خود اوس صوبہ کا نائب تہا اوسکی فوج ملازم

کہ عظیم آباد کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگون پر ظاہر ہوگیا کہ مردہ کو صورت
مین کیا ہو کر باسم الدولہ کی تشہیر کا انتظام ہوا ہر صورت کرنیل صاحب نے تلو بیتا کی شخص بہونچکر حسب الالتماس
وکلائے رام نراین کے توقف کیا اور وہان کے زمیندار سے پیغام انفصال معاملہ کا نہایت تاکید سے
دیا اور سند نوید انگلشی کی خوف سے انقیاد و اطاعت اختیار کی اور دونون لشکر بیتیا سے کلکتہ
کرنیل کی ریاست مین آئے اور جنازہ میرن کا طیار کرکے جلدی سے کہدون پر دریای گنگا کے
کنارے پہونچایا اور وہان سے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعفن اور خرابی مین راجمحل پہونچی جسجگہ اوسکا
اب بہی مقبرہ موجود ہے مدفون ہوا (فاعتبروا یا اولی الابصار) اور لشکر و دیگر سرداران کو عظیم آباد
پہونچکا مقیم ہوا راجہ راج بلبھ بنگالی جو بیشتر ثابت جنگ مرحوم کا دیوان اور اسوقت میرن کا تھا
لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نراین تو خود عظیم آباد کا نائب تہا اور اوسکا بہائی جو میرن کے ہمراہ تہا اگرا...

ذکر ہے مسٹر ایمیٹ کے کلکتہ جانے کا اور اوسکے بعد کرنیل سیف جنگ کی برواد اور سرداران انگلشیہ کی باہم نفاق شروع ہونا

جب تک کرنیل سیف جنگ کلکتہ مین تہا فوج اور گورنری کی دونون ریاست اسکے متعلق تہین جب وہ
اپنی ولایت کو قاصد ہوا کام بنگالہ اور نیز اس جماعہ کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد جو بنگالہ و اوڑیسہ مین
حسب سابق کے داخل تہا سو گیا تہا کرنیل مذکور نے مسٹر ایمیٹ کو کل ریاست کے لائق سمجہا کیونکہ شمس الدولہ
ہنری ونسٹرٹ جو مدراج کا صاحب کلان تہا کونسل کلکتہ کی سردار مین تجویز کیا اور نیز کونسل مین
بہی یہ رائے تجویز ہو کر مقرر ہوئی کہ بالفعل بعد جانے ثابت جنگ کی مسٹر ہلویل کو کلکتہ کا صاحب کلان کیا
بعد ازان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار المہام ہو اور باعتبار ایام سابقہ اور نیز درجہ
نوکری اور قاعدہ کمپنی کے مسٹر ایمیٹ اس عہدہ کا امیدوار تہا اس تقرر کی خبر سے مکدر ہو کر عظیم آباد
میں بذریعہ تحریر گفتگو کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت چلا گیا اور مسٹر ہلویل کرسی گورنری پر بیٹھا
تو نہایت ملول ہوا کہ ایک بار عظیم آباد کا چہوٹے صاحب کے سپرد کرکے عازم کلکتہ ہوا اور بعد چند مدت کے
کرنیل سیف جنگ بہی یہان سے چلا گیا اور شاید ان سے کوئی تقصیر ہوئی تہی کہ ریاست فوج سے
معزول ہوا اور اوسکی جگہ پر میجر کرنگ مقرر ہوا میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو موہن گیا تہا
[illegible] بیتا ایسے وبال خرچ و سپاہ کے کاروبار مین مختل ہوا میر قاسم خان کو سید محمد خان
[illegible] عہد گذشتہ مین دیوان بادشاہی عظیم آباد کا تہا [illegible]
[illegible] کی صحبت ہمیشہ ناموافق رہی اور میرن زیادہ تر اوسکے حامی سابق تہا

منہزم لیے چونکہ فوج خادم حسین خان کی آتوہی تہا ابتدا مغلوب و منہزم ہو گئی جب استقلال مین فرق آیا لوٹ جانا ضرور ہوا تاکہ بندوقون سے محفوظ رہے اور کپتان نے جب دیکھا کہ میدان خالی اور خادم حسین خان مع فوج کے برگشتہ ہوئی کوس تک تعاقب کرکے توپ اور ارابہ اور مجروحون کو میدان سے لیکر احتیاط کی کہ باروت وغیرہ جو کچھ ہاتھ لگی اوسکو آگ لگا دی وہ شعلہ جو نمود ہوئی تہوا اوسی باروت کی جو آئی تہی بعد ازان وہان کی رہنے مین کچھ فائدہ نہ دیکھکر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہین چھوڑا اپنا سنحاطر راو شتاب رای کی جو کہ ادب نہایت کرتا ہی اوسکو بہی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نراین کو کچھ تعجب نہوئی اور دیگر اشخاص بہی مطمئن ہوئے صبح ہوتی جو یہ خبر چار طرف اوڑی اور تحقیق ہو گئی خادم حسین خان بتیا کیطرف چلا گیا اور افواج انگلشی مع مردمان شتاب رای کی چند روز بعد دریا عبور کرکے عظیم آباد آئی اور شتاب رای کی حقوق لیاقت اہل انگلشی کی دلمین جاگزین ہوئی اسی ضمن مین آمد آمد میرن کی مع کرنیل کی سفر جنگ کی گرم ہوئی

آنا میرن کا اور خادم حسین خان کی سر پر جانا اور برق کا گرنا میرن کے سر پر آسمان سے واسطے مکافات اعمال کی اور زہائی پانا خادم حسین خان کا اسکی خجگل سی اور باقی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہونا بادشاہی پر اوسکا شیت [illegible]

جب میر جعفر خان اور میرن کو یہ خبر ملی کہ عظیم آباد مین خادم حسین خان جا پہونچا نہایت اضطراب ہوا کیونکہ اول تو عظیم آباد مین فوج کی قلت تہی دوسری بادشاہ دریا طرف موجود تہا لاجرم میرن کا چلنا ضرور ہوا عزم سفر گرم ہوا اور عرائض رام نراین کی بہی متضمن اضطراب اور مسٹر امیٹ کی خطوط انہی توم کی روساکی نام کیفیت مذکورہ مین اور نیز تاکید عزیمت مین پہونچی آخرکار میرن سپہ سالار مع فوج بیشمار و سامان ہزار ہزار کے ہمراہی کرنیل کی سیف جنگ اور افواج انگلشی شیر جنگ کی آخر تابستان مین عظیم آباد کی نزدیک آیا و سمت خادم حسین خان گنگا پار تہا اس داخل شہر ہوا شروع غرہ اول ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو عبور [illegible] خادم حسن خان نی صدمہ جنگ کپتان ناکس خوب دیکہا تہا اب اس فوج بیقیاس ہزاری میرن [illegible] تاب و توان سے باہر سمجھکر ظاہر مین تو بلند پروازی اور دون کی لیتا تہا مگر [illegible] منصب [illegible] تہا اور کسی وجہ سے باہر نکلنے کا پہلو سوچتا تہا کیونکہ جو دریا چہ گنڈک [illegible] پور کی غربی طرف گنگا مین ملا تہا اسکا سد راہ مجبور تہا بدون کثرت [illegible] داو تر تا مقدور تہا [illegible] چند کوچ متواتر کرکے خادم حسین خان کی لشکر کی [illegible] رپناہ روانہ کردی اور خود دو دستہ برید و فوج میرن

طرفین سے آتشباری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج برابر گولہ برسا رہا تھا کپتان اور شتاب راے
مستقل استادہ ہو کر حکم شلک نہین دیتے تھے مگر جو لوگ متصل پہونچتے اونکا دفعیہ کرتا تھا کبھی سواران شتاب رای کو
آگی بڑہا کر اونکی تیر و گولی سے منہدم کراتا کبھی توپ انگریزی سے وہ ہوئین اوڑاتا اسیطرح دو پہر تک گرمی بازار
رزم رہی آخر کار میر افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے بموجب حکم آقا اپنی فوج کو دو حصہ کر کے حملہ آور ہوا اب
توپ کی نوبت ہو چکی اور اکثر لوگ خادم حسین خان کے مجروح و مقتول ہوئی تہوڑون کو یکبار جہت دو رائے ہوئی
صفوف کپتان پر اگر ہوا اوسوقت توپ بند اور بندوق کی باڑہ شروع ہوئی بندہ لب دریا کوٹھی انگلشی کے
غرفہ سے مغرورون کا تماشا کر رہا تھا اور مستر امیٹ دوربین سے پالکی کو دیکہتا اور کہتا ہے کہ پالکی انگلشی ہی
شاید کوئی سردار یا انگلشی مجروح ہوا اور بندہ کو بھی معاینہ کرایا بھاگنے والی جو نکہ خادم حسین خان سے
ہاتھہ سے مضطرب فراری ہوئی آتی تہی جو کوئی آتا خادم حسین خان کا غلبہ ورادہر کی مغلوبی کی خبر پہونچاتا تھا
تمام لوگ عظیم آباد کی و سرداران کوٹھی اور راجہ رام نراین گوش بر آواز تہی کہ کیا خبر آتی ہے بندہ مستر امیٹ
اور میر عبد اللہ وغیرہ دوستون کی تسلی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گروہ بھاگا ہوا آتا ہی سو یون کہتا ہی اور
باروت کا دہوان اب تک اوڑ رہا ہی اگر کپتان مغلوب ہوتا لڑائی کون کرتا اسی عرصہ مین عبد اللہ کی گہر مین
بندہ آیا اور لب دریا بندہ مع دیگر لوگون کی منتظر کہڑا تہا کہ دیکہی کیا ہوتا ہی ناگاہ شلک کی آواز بار بار کان مین آئی
تب بندہ نے کہا الحال اگر پھر توپ کی آواز آئی تو سمجھو کہ کپتان غالب ہی ورنہ مغلوب پھر توپ کی
صدا آئی ہو چکی بعد ازان چند لحظہ تک آواز بند رہی لوگونکو تشویش ہوئی تہی پھر توپ کی آواز آئی بندہ نے کہا
کپتان غالب ہوا اور خادم حسین خان نے شکست پائی لوگ باور نکرتے تہی حیران تہی بعد چند آواز دیگر
توپ کی صدا موقوف ہوئی ایک شعلہ سا بلند ہوا اور پھر فرو ہو جاتا تہا اسیطرح مگر معلوم ہوا تا آنکہ جو تہا تہا نہ
باقی رہا تہا اوسوقت کپتان کا رقعہ مستر امیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غنیم کی آیا مستر امیٹ نے
فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنے دوست کو کہلا بھیجی بندہ کوٹھی مین جا کر گرم اختلاط تہا کہ ناگہان گہڑی دن رہے
کپتان نکس مع راو شتاب رای کی اوس ہیئت سے گرد و غبار آلودہ اور عرقناک آپہونچا اور لڑائی کا
حال اور فتح یابی کی کیفیت اور شتاب رای کی شجاعت بیان کی اور ہر دم شتاب رای کی تعریف کر کے
کہتا تہا کہ مین ایسا جوان نہین دیکہا در حقیقت نواب بھی ہی رام نراین اور مصطفی قلیخان اور محمد آفاق کوتوال
وغیرہ مع اعیان شہر کہ اس خبر کے سننے سے حاضر ہوئی خیال یہ تہا کہ دونو سردار بھاگ آئی ہین کیونکہ شکست
خادم حسین کی اوس جماعت کثیر سے کسی کے خیال مین نہ آتی تہی مستر امیٹ نے اسمقدمہ مین بہت لوگ کیا
لیکن رام نراین وغیرہ معقول نہین ہوتے تہی مستر امیٹ نے کہا کہ جسوقت کپتان نے میر افضل کو لڑائی مین

اور سب لشکر میں داخل ہوا فوج رام نراین کی بمقابلہ زمانہ سوم تک روز جاری نہ کی تنخواہ و بار اسباب درست
نہو نہ اور یہ بھی تھی کہ شیخ حمید الدین نے کہ فوج بہاری کو سپرد کیا تھا دو تین کوس ادہر فرود کش ہوا اور یا کہ راو
راو شتاب رائی سے قبل جنگ ہونے کے کہا کہ کیا آپ دیوانہ ہوئے ہیں راجہ رام نراین تمہارے وجود سے ناراض
اور فوج کا خواہان ہے کیونکہ دوسرے کا دخل اس صوبہ میں نہیں چاہتا ہے اور مجھے بھی واسطے ہضم کرنے
ملک و کہہ روپیہ بیرق تنخواہ کی چاہتے ہیں لہذا اس خیال میں ہیں اور تمہیں بھیجا ہے خادم حسین خان کو دعوی برابری جعفر علیخان کرکے
اور کیونکر ہو کہ چہ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقنداز آتش بار منتخب اور چالیس ضرب توپ ہمراہ ہیں کپتان
جو پانسو پیادہ رکھتا ہے اسے کیا ہو سکتا ہے اگر فرض کرو کہ آہن اور روئین کا ایک ایک پیادہ ہے لیکن کچھ نہ کچھ
سارے ہلاک ہونگے ہرگز تم رفیق نہو کوئی عذر کر کے کنارہ گزین ہو اور بندہ ہرگز شریک نہوگا یہ کہکر رخصت ہو
اور صاحب داد خان خود ہنوز شہر میں تھا کہ خادم حسین خان کپتان نکس کے لشکر سے چہ سات کوس پر آرہا

کپتان نکس اور راو شتاب رائی کی لڑائی خادم حسین خان سے اور فتح پانا اور متفرق لشکریان

جب کپتان نے خبر سنی کہ خادم حسین خان چہ سات کوس آگیا شام کو راو شتاب رائی کے خیمہ میں آکر شبخون کا
مشورہ کیا کہ ہر چند ہماری فوج کم اور غنیم کی کثرت ہے اس ملاحظہ سے ہمراہی لوگ خوفناک ہو جائینگے بہتر یہ ہے کہ شبخون کیجے
تاکہ انتظام برہم ہو اور لوٹ ماریں اوسکی طاقت جو بڑہی ہوئی ہے گہٹ جائے شتاب رائی نے قبول فرمایا
کہا ہم بہر صورت آپکے مطیع و ہمراہ ہیں کپتان نے کہا بہت اچھا آپ بھی طعام تناول کرکے آرام فرمائیے اور
رفقا کو بھی آسودگی کا حکم کیجئے نصف شب کو روانہ ہونگے الغرض شتاب رائی نے حسب الاستدعا عمل کرکے
نصف شب کو طیار ہوا اور کپتان نے بھی ایک کمپنی لشکر میں چھوڑ کر مع باقی فوج شتاب رائی کے ہمراہ لیکر
ہرکارہ کی رہبری سے جو کہ راہ دیکھی ہوئی تھا لشکر غنیم کو راہی ہوا اتفاقاً تاریکی شب کے سبب سے ہرکارہ راہ
بھول گیا لشکر کو بیچ و پوچ دو گہڑی [illegible] کم و بیش رات رہی تھی کہ کپتان نے مجبوری الغرض
روشنی میں دیکھا کہ رات بہت تہوڑی باقی ہے شتاب رائی سے کہا کہ اب وقت نہیں ہے کہ شبخون کریں پس دونوں لشکر کو
تھے کہ صبح ہوگئی ہنوز ہاتہ منہ نہ دھوئے تھے کہ خادم حسین خان کا لشکر نمودار ہوا کپتان نے
شتاب رائی کو بھی مطلع کیا شتاب رائی بھی جلد حاضر ہوا باہم شریک ہو کر مع فوج استادہ ہوئے
فوج بہیر کپتان کی بہیر اونٹ تباہ و غارت کر دی اور نیز جو لوگ عظیم آباد سے کپتان کے
بخوف ہزیمت راہ فرار لی کہ باروں نے بعض کپتانوں کی پالکی اور اسباب و خیمہ
کشتی پر بار کر دیا تھا کہ ایسے ہی وقت کیواسطے ہمیشہ کنارے پر رہتی تھیں
فوج خادم حسین خان کی چند گروہ ہو کر ہر طرف سے فوج کپتان پر آوری

شکر خدا کا کہ بندہ کو منظور نہین رہی اور اتبک بھی نہین ہے اور اللہ تعالیٰ نے اتباے اپنے فضل و کرم سے ساتھ
کام و آرام سے رکھا اور اکثر لوگونکو دیکھا کہ براہ دعوے دانائی اور فہمید کی کار کشی کی مگر مبتلاے انواع بلیات ہوے مصرع
من ہمان شبدہ یارینہ کہ بودم ہستم ٭ القصہ والد مرحوم حسب ذکر بالا حسین آباد سے مع منجھلے بیٹے نقی علیخان کے
لشکر بادشاہ مین آکر مورد الطاف ہوا اور دستار سر بستہ اور یارقب ملبوس خاص کا خلعت ملا اور بدار المہام
سرکار شاہی اور صاحب دستخط ہوا الہٰی اور ارکان لشکر کا مرجع ہوا کامگار خان بھی مجرے کو آیا اور موسیو لاس نے
بھی ملاقات کی اور بادشاہ مع کامگار خان اور موسیو لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگہ اور بہرت سنگ وغیرہ کے
ملک مین قابہ ٹکاری کے گرد و پیش اہون بسر کرتا تھا اور احکام ابدالی کے اصدار حکم کے انتظار مین رہتا تھا
اسی اثنا مین خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا
ملک پورانیان کو حسب دلخواہ غارتگر کے اور رعایا برایا کی لوٹ مار سے روپیہ جمع کر کے منتخب فوج کے ہمراہ مع سامان
لاؤ کوچ کر کے اپنی جگہ سے متحرک ہوا مع پانچ چھہ ہزار سوار اور سات آٹھہ ہزار پیادہ بندوقچی اور چالیس توپ
خورد و کلان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح مین جو عظیم آباد کی مقابل
اور شہر کے اوتر رخ گنگا پار لب دریا واقع ہے پہونچا اگرچہ آنا انکا قبل پہونچنے کپتان نکس کی جب کہ بادشاہ
عظیم آباد گھیری ہوئی تھا ہوتا تو قلعہ مفتوح اور خادم حسن کی واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی

پہونچنا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کی اور رام نراین کا مضطرب ہونا اور کپتان نکس کا لشکر فتحیاب ہونا

جب قریب پہونچے خادم حسن خان کی خبرین پہونچین رام نراین نے کوٹھی مین آکر مسٹر امیٹ سے قلت فوج ظاہر کر کے
چارہ جوئی کی مسٹر امیٹ نے یہ صلاح دی کہ بالفعل بادشاہ حصار سے دور سرگرم سیر و شکار اور تحصیل زر مین ہے
تھوڑی سی فوج اپنی ساتھہ رکھکر باقی کپتان نکس کے ساتھہ مقرر کر دیا کپتان مذکور خادم حسن خان کی
لڑائی کا مستعد ہوتا ہی رام نراین قلت فوج کپتان اور ارادہ جنگ سے حیران ہوا جب عزم جزم سمجھا اپنی فوج بھی
رخصت کو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنی جماعہ دارون کو معین کر کے تاکید
عبور فرمائی صاحب داد خان نے اپنا علم مع اردو کے درمیان دوابہ گنگا کی جو در و بیرون شہر کی تھا بھیجا
اور شیخ حمید الدین خود اوسطرف گنگا کی رہتا تھا بنابر اطاعت آقا حاضر ہو کر ساتھہ لشکر کرا دیا اور کپتان
مع تین چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا چونکہ راو شتاب رای
انکی دوستی کا دم بھرتا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمعیت سے مسٹر امیٹ اور کپتان نکس نے اسکو بھی
صلاح رفاقت دی اور اسنے کشادہ پیشانی سے بہ اقبال کیا بلا تامل ہمراہ کپتان کے عبور کر کے

اور تحصیل ہونا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھتا تھا چونکہ بادشاہ کو کسیطرف سے اطمینان نتھی ناچار
اوسکی رضا جوئی کرتا تھا والد کو مکرر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد آزردہ ہونگے
عذر خواہی کرتے نہ آیا اس باعث سے کسیقدر بادشاہ آزردہ خاطر ہوا کامگار خان نے عرض کی کہ شیو بھٹ
ہر چند کہ حکم ہوا کہ اوسکی جاگیرات میں یورش برپا کرے اوسوقت ضرور حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیدیا
لاچار والد نے شیو بھٹ کو اس کام سے باز رکھکر عزیمت حضوری کی رام نراین نے جو اس عزیمت کی
خبر پائی جانا کہ بندہ کی صاحبان انگلشیہ سے آشنائی ہو اس حال کو بترتیب طور مسٹر امیٹ سے ظاہر کیا
اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگون کے پاس انگریزان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
الحال اوسکا باپ باوجود واگذاشت جاگیر کے ارادہ رفاقت بادشاہ کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
تاکید کیجے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو مسٹر امیٹ نے بندہ سے بنابر تحریر خود مخالفت والد کے لیے
ارشاد فرمایا بندہ نے جواب دیا کہ بخدا جسوقت سے بندہ حاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہیں بھیجا
جو کچھ رام نراین نے آکر کہا کچھ غلط ہے اور بعض راست ہے قال اینک بہر حیلہ ترک رفاقت بادشاہ
کر کے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اظہار ناخوشی کر کے ایذا رسانی پر کمر باندھی آپ فرمائیے اسکی
کیا تدبیر ہے جسوقت کہ رام نراین باوجود اقتدار نظامت کے عہدہ برآ نہوا والد بندہ جو عیال و اطفال
میں پڑا ہے کیونکر حکم بادشاہ سے سرتابی کر سکتا ہے رام نراین اس خیال سے کہ مبادا والد یہاں آکر
آپ صاحبون سے ملاقی ہو اور آپ لوگ اوسکی لیاقت سے راضی ہوکر بہار کی صوبداری اوسکے
واسطے تجویز کریں اوسکے آنیکا روادار نہیں اور والد باوجود ہونے سید ان کے عدم التیام وصلاح ان
کی تاب نہیں رکھتا البتہ ضرورتاً بادشاہ کے پاس جاویگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
نجاوے تو شہر میں آنیکا حکم دیجئے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے ٹلنے کی نہیں ہے
مسٹر امیٹ جو کہ مرد عقلمند تھا میرے حرف مدعا کو بوجہ بخیر لولا کہ در حقیقت تمہارا کہنا درست ہے
المرقوم لکھنے میں کچھ مضایقہ نہیں بندہ نے اوسی جگہ خط لکھدیا اور بکرر اتمام حجت کیواسطے کہا کہ رام نراین
کو ایسی گفتگو سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی مخالفت سے کچھ اثر نہیں ہو سکتا
کہ والد بادشاہ سے نملیں اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلا بھیجئے ورنہ جسطرف اپنی عزت و آبرو
جان و مال کی حفاظت نظر آویگی اوسکی تعمیل کریگا فی الحقیقۃ ایسا ہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
اور رام نراین اور دوست اور دشمن سے کبھی خط کیا پیغام تک نتھا بلکہ اگر دوسرے طرف سے ایسی حرکت
[illegible] نہ آنے دیتا کیونکہ دغابازی اور بیوفائی اور جو کچھ اس قول سے ہو

بجزہ فرنگی اور کپتان روانہ ہوئے ہین بروقت جستجو معلوم ہوا کہ کپتان نکس کسقدر فوج سے عظیم آباد کی مدد کو
تیرہ روز مین سردوان سے آیا مسٹر امیٹ صاحب کلان کوٹھی نے اوسکے لانے کو کشتیان بھی بہیجی ہین بعد ازان
بندہ اور میر عبد اللہ باتفاق رام نراین کے پاس جو کہ اسمعیل قلیخان کے باغ مین قلعہ کی سفیل پر واسطے حصار مین
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اوسکے اونٹھ خشک پڑے حواس پژمردہ بیٹھا ہے اور ڈاکٹر فلرٹن بھی متوحش ہے کیونکہ لوگون کو
یقین ہوا تھا کہ آج کی رات ایسی گذری اور فوج شاہی کی راہ ہو گئی کل کی رات بھی یہی ہوئی بزل خان اور اوسکے ہمراہی مجروح ہو
دوسرے کی تاب نہین پڑتی جو محافظت کرے اگرچہ وہ سوراخ مٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگون کے
دلمین بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہین کرتا اگر یہی حال ہے تو صبح آیندہ کو قلعہ مفتوح اور رام نراین مجذوب و
مغلوب ہوگا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر صاحب سے اخلاص تھا وصول فوج انگلشی کی بشارت بندہ نے دی
متعجب ہو کر بولا خانصاحب کہان سے بندہ نے جملہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نراین نے
گویا دوبارہ حیات پائی ہرکارہ بھی تحقیق کو جا کر یہی خبر لائی بندہ مع میر عبد اللہ اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی مین آیا
مسٹر امیٹ اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تھی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی
ہے لیکن جو کہ اونھین منزل راہ پندرہ روز مین طے کی تھی نہایت ماندہ تھے کپتان بھی اکثر انکی ہمراہ
پیادہ پا چلا تھا تا کہ تلنگون اور گورون کو عذر نہو اور دریا عبور کر کے آنیکی وجہ یہ تھی کہ مبادا فوج بادشاہی استقبال
کر کے فراہم نہو اور عظیم آباد پہونچنا میسر ہو اور اگر ہو بھی تو بمدت ملنی کی دراز بسبب محاربہ ہو جائی اور کیونکر انجام ہو خیر مسٹر امیٹ نے
اوسیوقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو پہونچا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اونھون نے
آرام کیا شام کیوقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فوج کو آراستہ کر کے مع دہل و کرنا جمعیت تمام مجمع سے دروازہ
مغرب سے نکلکر شہر کے راستہ ہو کر بڑے شوکت و شان سے داخل قلعہ پختہ بادشاہی ہوا شہر والونکو
تسلی ہوئی فوج بادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسی شب کو کپتان نکس نے مع دو کپتان
دیگر اور ایک ہرکارہ کے مخفی باہر نکلکر راستے دیکھے اور سمجھے کہ کسطرف اژدحام ہے اور کامگار خان
کدہر ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت کامگار خان عریان خواب مین تھا اور مردم ہمرکاب بموجب آسایش و
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام مین غافل مشغول تھے کپتان نے تھوڑے آدمی سے نکلکر ایک شلک
ماری مورچہ والے مضطرب ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے کامگار خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ نہ پاتا تھا بہزار خرابی
تنگی باہون سے بزور اوس مخمصہ سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسطرف کے مع دیگر سامان کے لی آیا اسکے
بعد کامگار خان نے وہان پر اقامت مناسب نہ جانی شہر سے باہر میدان مین خیمہ برپا کیا لیکن آبادی سے
دور تر تا کہ ایک شبخون رات کو دشمنون پر ماری اور چند روز کے بعد وہان سے طرف گیا پور کے آیا اور شروع بندوبست

وہان سے ناظم اور ارکان دولت انگلیسیان کو نہایت تشویش تھی رام نراین سے ترتیب سپاہ وغیرہ مین سستی کی
اور در حقیقت کسیقدر جمعیت اور اژدحام ہو گیا اور ہمیشہ رشد آباد کو کم فوجی کے عرائض ارسال کیا کرتا تھا
کیونکہ اسکا بھائی مع فوج کے میرن کے ہمراہ تھا اور جو لوگ کوٹھی انگلشی کے اطراف مین منتشر تھے اونکو سنر سیت
بہار نے طلب کرکے اپنے پاس تاکہ کمپنی کا سر رتب کرین اسی ضمن مین بادشاہ مع کامگار خان کے آپہونچے اور
قلعہ کو گھیر لیا اس طرف سے بھی مدافعہ ہونے لگا تھوڑی سی فوج جو قلعہ مین تھی وہی ہر طرف محافظت مین
مامور ہوئی راو شتاب رای بمقتضای شرم سالفہ کے جو رام نراین کی رفاقت مین باقی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
مع ناظم کے اوس جلسہ مین شریک تھے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کرنے لگا راتون کو بدد
برج و دیوار حصار پر پائداری مین رہتا اور اپنے ہمراہیون کی دلیری بڑہاتا تھا بادشاہ اور کامگار خان کی
مشرق رویہ قلعہ کی تھی اور کامگار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی پانچ چھہ روز کے بعد کسی شب کو
موشیر لاس مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ کے جنوبی طرف مین غفلت مین زینہ لگا کر دیوار حصار پر چڑہ گیا
ڈاکتر اور نیز بعض کپتیان جو مع تھوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہان پر تھے مافوق طاقت سد راہ ہو
کسی کپتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تھا حقہ بان مین ہاتھ لگا کر کسی فرانسیسی کے سینہ پر مارا کہ زینہ سے
نیچے گر اور اعلو بچا یا مر گیا اور شتاب راے نے اپنے بندوقچیون کو اونکے پہلو سے بہکا کر دلی
فرانسیسیون کو حصار پر پہونچنا نصیب نہوا دوایک روز کے بعد موشیر لاس مذکور نے غربی قلعہ کیطرف
تہوڑی رات گذرنے پر توپ اندازی شروع کی شہر والون کے دلمین نہایت خوف چھایا اور
اوس طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیخان کے بیان مین ہو گیا ہے دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
فرانسیسیون کے ضرب سے شکستہ ہوا تھا زینہ لگا کر اور حملہ اپنی کو شریک کے بالای حصار آیا اور چند دیگر
[illegible] اوسکے برابر جا پہونچے بندوقون سے نگہبانون کو جو نیز دیوار پر تھے بھگا دیا چونکہ
[illegible] لگائے اور اس تعمیل مین دیر لگی کہ بیر دل خان بلوچ جو بنور ہی نگہبانون کی
[illegible] جو ڈاکٹر فلرٹن بہی مع تلنگون کے آگیا بندوق کی مار شروع ہوئی ناگاہ زین العابدین
[illegible] ساق کی ہڈی چور ہوگئی اور رفقا نے اسکو نیچے اوتارا اسکے ادہر
[illegible] سوچنے لگا کسی کی جرأت نپڑی بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
[illegible] کے دیوانخانہ مین آیا اور سونت طرفین کی یورش پر آگاہ
[illegible] دیوانخانہ کے صحن سے اوس طرف گنگا کے کنارے
[illegible] نے یکبار معبر کوہی سے جو قریب تھا کر

طالب آسایش ہوئی اطراف بردوان مین اگر منتظر ہوئی تھی کہ مرہٹہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ
کی منقح خبر دریافت ہوجب کہ بادشاہ اور کامگار خان بردوان مین تہا بموجب انکی طلب کے موسیو لاس
چہپرپور سے عظیم آباد پہونچا اسکی خبر سنی چونکہ عظیم آباد مین نہ فوج انگلشی تھی نہ ہندوستانی نہایت اضطراب ہوا
اعیان شہر سرداران کو بہی مستر امیٹ وغیرہ اور رام نراین سے ملحق ہوئی ہر چند انگلشی بموجب ضابطہ
ولایت کے شاد ان تھے مگر اپنی معلولی اور تسلط موسیو لاس کا یقینی جانتے تھے اور رام نراین اور
مصطفی قلیخان نام کو بہی دونو ہمراہ رکھتے تہے اغرہ شہر سے میر جعفر نامی کو جسکے مکانات مین فرانسیسے کرایہ
دیکر فروکش ہوتے تھے اور اوسکو کسیقدر موسیو لاس سے تعارف تھا بہیجکر استفسار حال کیا جب وہ
والیس آیا معلوم ہوا کہ بالفعل اوسکا ارادہ رزم کا نہین یہ اسی سبب سے تھا کہ چونکہ راہ دور سے آیا تھا
اور نیز احوال لشکر عظیم آباد سے مطلع نتہا ورنہ اگر مطلع ہوتا شکار مفت جانتا ہرگز تسخیر مین تقصیر نکرتا ایکمرتبہ
سابق مین رام نراین کی فوج شکست پا چکی تھی اسکے یورش کی متحمل نہ تھی اور کوٹھی انگلشی مین بھی
ایک کمپنی اور چند سرداروں کے سوا کچھ فوج نتھی خلاصہ یہ ہے کہ میر جعفر خان نے اسکے مضمر پر آگاہ ہوکر
سکنائے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی و جمعی نہ تھی تا آنکہ موسیو لاس مذکور نے لہانی پور سے کوچ
کرکے نزدیک حصار سے تلسی منڈوی ہوتے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس پر جاکر اقامت گزین ہوا
انکے جانے سے گویا عظیم آباد والون نے جان تازہ پائی میر جعفر خان کہتا تھا کہ اوائل ارتحال آبایان عظیم آباد کا مثل عبد العبد
اور مصطفی قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرتا تھا انکا سلام کہکے پہر انکا حال کہا جب مینے اوسکا حال
استفسار کیا اسنے ایک بیت پر جواب مختصر کیا **بیت** از ما حذر کنید کہ با دل شکستہ ایم * خاکستر یم
و بر سر آتش نشستہ ایم * القصہ بہار مین پہونچکر باروت وغیرہ کی طیاری مین مصروف ہوا ہنوز اوسکے
سامان و سرانجام کی خبرین عظیم آباد پہونچتی تہین تا آنکہ کامگار خان مع بادشاہ کے بردوان سے مراجعت
کرکے اپنے ملک مین پہونچا اور موسیو لاس بہی اوسے ملحق ہوا اور خادم حسین خان کے عرائض متضمن اخلاص
اور رسوخ اور بحزم خبر مدد دہی اور وصول زر راجہ دو لبھ رام سے آنے لگے اسیطرح میر افضل کشمیری
بہی بادشاہ کی اعانت زر و شورہ سے کرتا تہا لیکن خادم حسین خان نے پہونچنے مین دیر کی اگر جلد بہی پہونچتا فتح
عظیم آباد مین بادشاہ کو بڑا وسعت قدرت ہوتا

**محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار توڑنا
مگر فتح نہونا بسبب نامردی بعض رفقا کی اور کپتان نکس کا پہونچنا واسطے رام نراین کی مدد کے آنا**

چند روز بادشاہ اور کامگار خان نے بہار مین پہونچکر واسطے آسایش سپاہ کے قیام کیا اور عظیم آباد مین چونکہ سپاہ کم تہی

جوانی سے اپ کو شجاع اور دلیر بے امثال جانتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بہسرتی کی تھی اوسے اوسپر اعتماد تھا
باین دعوی کہ بلا اطاعت فرقہ انگلشیہ کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ بروقت جنگ کے
کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہین کرتے تاکہ انتظام درہم نہوئے اگر کوئی سردار زیادہ چاہے تو کچھ مضائقہ نہیں
کرتے بناءعلیہ دو نو فوج جیدا جدا اگر متصل چلی آتی تہین جس تاریخ کو کہ واقع میدان جنگ مقابلہ ہوا میرن نے
معہ اپنی فوج کے علحدہ سوار ہوکر صف آرائی کی اور کرنیل نے معہ دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیون کو مستعد کرکے روبہ مخالف ہوئی ادہر بادشاہ کے لشکر مین کوئی ایسا نہ تھا
کہ دلیر خان کی جگہ لیوے لہذا کامگار خان نے اپنی فوج دو حصہ کی اور قادرداد خان ولد خالق داد خان ترین
الہ آبادی اور غلام شاہ کو ہراول کیا اور خود معہ باقیماندہ فوج کے انکی پشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
بادشاہ معہ اپنی فوج کے ہنود کیواسطے سوار ہوکر سب سے پیچھے تماشائی ہوا جب طرفین سے مقابلہ ہوا قادرداد خان
نے معہ غلام شاہ کے فوج انگلشیہ کو چھوڑکر بلاے ناگہانی کے مانند میرن کے سر پر جا پہونچا مجرد یورش کرنے کے
میرن کے چھکے چھوٹ گئے اور رو بفرار ہوا اور دو درتاب بہاگا چلا گیا ہمراہیون کو بھی چارناچار بہاگنا پڑا بعض
جو شجاع اونہین تھی باوجودیکہ اون فراریونکو ملامت کرکے لوٹ آنی کو کہتی تہی اور نامرد لوگ آقا کا بہاگنا اپنے حق مین بہتر جانکر بہیری
فوج انگلشیہ نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے دلجمع ہوکر معاودت کی سوجہی اور اسکے آنے تک
قادرداد خان مقابلہ پر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی نانا میرن کا
اوسکے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اوسی تیر سے اسکے مرغ روح نے گوشہ کالبد سے پر پرواز کیا بعد ازان
ایک تیر میرن کے کلہ پر لگا جو بن دندان تک سوراخ کر گیا اور اوسی گرمی مین دوسرا تیر گردن مین پہونچا
گر موت مین دیر تھی جان سلامت رہی قادرداد خان کے ہمراہی میرن کے ہمراہیون سے بہڑکر طرفین سے
مجروح و مقتول ہوے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ ترکش سے تیر نہین نکال سکتا تھا کمان ہاتھہ مین لیے ہوے
سرہلا رہا تھا کہ مبادا کوئی دوسرا تیر پہونچکر کام تمام نکرے نزدیک تھا کہ اس مرتبہ بھی شکست کہاوے مگر
فوج انگلشیہ نے قادرداد خان کے پہلو سے سر اوٹہاکر باڑہ مارنا شروع کی اور گولی کے لگتے ہی قادرداد خان نے جان دی
کامگار خان نے جو اسکے پشت پر تھا مدد پر پہونچا اپنی فوج کی قلت اور انگلشیہ کی آتشباری کی کثرت دیکھکر پایداری
مناسب نجانی لاچار واپس ہوا غلام شاہ اور عزیز اللہ خان بخشی شاگرد پیشہ بادشاہ مجروح اور اسیر غنیم ہوکر
مقتول ہوے اور اسیطرح پر میرن کو فتح ملی کامگار خان نے بادشاہ کو لیکے پہاڑ کی راہ لی میرن نے بعد شادیانہ فتح
اپنے جراحات کا التیام کر دیا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چند روز اوسی میدان مین رہا شہر کے لوگ بجز
ہنود کے سب حاضر ملازمت ہوئی مگر میر عبداللہ اور رام نراین بسبب جراحات کے حاضر نہو سکے فقط

بہی بہائی کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر در دست اور سپر بالای سر لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تیز لرل گیا بھگدر پڑ گئی دلیر خان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشیہ کی گولی برس رہی تھی دوڑ کر صفوف مخالف کو پریشان کردیا اسی ضمن مین دلیر خان کی گولی اس
توڑ سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہوکر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بھی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بہی زخم کہائی قریب تیس۳۰ نفر ہمراہی کے شربت شہادت نوش کر کے گل شگفتہ روی سے عقبے
کے راہی ہوئی اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن رو کش ارغوان بنایا انمین بہی اکثر
تندرست ہولی اور اکثر سرداروں کی خدمتگذاری کو اجل آپہنچی دلیر خان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشیہ کی بہار ہی موقوف ہوئی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تھی دوڑ کر رحم خان
اور غلام شاد کو ملازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلیدہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمد خان
قریشی اور مراد خان بلوچ بہی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکہا کہ انگلشیہ کی شلک موقوف ہے اور رشید خانی
رام نراین کے سر پر جو چند لوگون سے لڑ رہا تھا جا گرا اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کاکرن کو
کہلا بھیجا کہ آدھے آدمی آپنے میری کمک کو بہیجے اول کپتان نے کہا تہا کہ تم فوج انگلشیہ مین رہو مگر اس مغرور نے
نہ سنا تہا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تہا اور اوسکی فوج مین بھی کچھ حال باقی تہا لیکن فوج کے
دو حصہ کئی اس تجزیہ نے اور بہی بد انتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے پہونچکر غبار رزم اوڑایا تہا پیادے
بہاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ مستر واچہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تہا اوسکی رفاقت کی مگر خود بہی چند زخم تیر و نیزہ کے
کہائی رام نراین نے تختہ ہودج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے بن نیزہ سے خوب چہید العبد از ان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان ہی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کاکرن اور مسٹر بار دل وغیرہ سرداران
انگلشیہ مع سپاہیون کے ادنی تفرقہ بیوقت مین تباہ و تلف ہولی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تہی واکر ولیم فلر
کی سرداری مین آئی بہر حال اس شخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رہ گئی تہی اوسکے پیالی مین میخ جڑ دی
اور مع ایک ضرب توپ ماقیماندہ اور پیٹی باروت کی راہ عظیم آباد کی لی بروقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڑی مین نقصان آیا واکر نے بالاستقلال لکڑی ہوکر اوسی درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشیہ
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچھ شک نہین جیسا کہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار ہین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بہی متوجہ ہون اور
بندہای خدا کے ماجرا کو پہونچکر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جزو زمان مین کوئی فرقہ ان سے بہتر بگر

بھی بھائی سے کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر در دست اور سپر بالای رخ لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تزلزل گیا بھگدر پڑ گئی دلیر خان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشی کی گولی برس رہی تھی دوڑکر صفوف مخالف کو پریشان کردیا اسی ضمن مین دلیر خان کی گولی اس
تور سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہو کر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بھی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بھی زخم کھائی قریب تیس نفر ہمراہی کے شربت شہادت نوش کرکے شگفتہ رو ہی سے عقبے
کے راہی ہوئی اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن رو کش ارغوان بنایا انمین بھی اکثر
تندرست ہوئی اور اکثر سرداروں کی خدمتگذاری کو اجل آ پہنچی دلیر خان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشی کی ہاری موقوف ہوئی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تھی دوڑکر رحم خان
اور غلام شاہ کو ملازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلیدہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمد خان
قریشی اور مراد خان بلوچ بھی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکھا کہ انگلشی کی شلک موقوف اور میدان خالی ہے
رام نراین کے سر پر جو چند لوگون سے کثر اتنا جا گرا اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کاکران کو
کہلا بھیجا کہ آدھے آدمی آپنے میری کمک کو بھیجے اول کپتان نے کہاتہا کہ تم فوج انگلشی مین رہو مگر اس مغرور نے
نسنا تہا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تھا اور اوسکی فوج مین بھی کچھہ حال باقی تہا لیکن فوج سے
دو حصہ کی اس تجزیہ نے اور بھی بد انتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے پہونچکر غبار رزم اوڑایا بانیام
بہاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ ستبر ولیجہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تہا اوسکی رفاقت کی مگر خود بھی چند زخم تیر و نیزہ کے
کھائی رام نراین نے تختہ ہودج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے بن نیزہ سے خوب چہید العبد از ان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان سے بھی بد حواس فراری ہوا اور کپتان کاکرن اور مسٹر بارول وغیرہ سردار ان
انگلشی مع سپاہیون کے اوسی تفرقہ کیوقت مین تباہ و تلف ہولی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تہی واکر ولیم فلرٹن
کی برواریمین آئی پہر جسوقت اس شخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رکہی تہی اوسکے پیالی مین میخ جڑدی
اور مع ایک ضرب توپ باقیماندہ اور پیٹی باروت کی راہ عظیم آباد کی لی ہر وقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڑی مین نقصان آیا ڈاکٹر نے بالاستقلال کہڑی ہو کر اوسکو درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچھہ شک نہین جیسا کہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار ہین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بھی متوجہ ہوتے اور
بندہای خدا کے ماجرا کو پہونچکر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جزو زمان مین کوئی فرقہ ان سے بہتر نہ

بندہ مسٹر امیٹ جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ڈاکٹر فلرٹن حکیم متعین کوٹھی عظیم آباد سے کہ طرف کونسل
کلکتہ سے متعین تھا آشنائی اور دوستی رکھتا تھا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تھی پس اونسی ملکر اپنا اجرا
اظہار کیا اونہون نے میری دلجمعی کی بلکہ ڈاکٹر نے فرمایا کہ میرے بنگلہ پر فروکش ہو بندہ بدلجمعی تمام ساکن عظیم آباد
ہوا اسی اثنا مین شاہزادہ کی آمد آمد رام نراین کو ملی لشکر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداروں کو
طلب کرکے متفق کر لیا اور رحم خان روہیلہ جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تھا حسب الامر میر جعفر خان کہ مرشد آباد سے
اسکی کمک پر آیا رام نراین نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت منجمین و برہمنون سے دریافت کرکے مقرر کیا
اور پہاڑ کی طرف چار پانچ کوس پر جاکر خیمہ گاہ کیا قریب بارہ ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق اور جزایر اور
بان وغیرہ کے ہمراہ تہا اور اسکے علاوہ فوج انگلشی کپتان کاکرن وغیرہ کی سرداری سے مع چند سارجن اور سواران
ولایتی اور پیادہ نہری قواعد دان کے کل ایکہزار سے مع بندوقون چقماقی اور دو ضرب توپ اور پیٹی باروت
اور گولہ کی کمک پر آمادہ ہوئی

آنا شاہزادہ کا حدود عظیم آباد مین اور جلوس کرنا تخت عظمت پر اور رام نراین سے لڑکر فتحیاب ہونا

جب شاہزادہ دریاے کرمناسہ سے حدود عظیم آباد پر داخل ہی گذر ا چند قدم پیشتر گوش زد خبر ملی کہ والد بزرگوار
عالمگیر ثانی اس تقریب سے مارے گئے کہ مردم عماد الملک نے بموجب سکہلانی اپنے آقا کی ظاہر کیا کہ ایک فقیر صاحب کمال
و کرامت کوٹلہ فیروز شاہ مین وارد ہوا ہے بایل زیارت ہی بادشاہ نے اجل جو نزدیک تہی مہدی علیخان کشمیری برادر
علی قلیخان سے کہ ولایت سے سوار ہو کر کوٹلہ مذکور کو روانہ ہوا اور مہدی علیخان ہمراہ ہو کر جس حجرہ مین قاتلون کو
بٹہلایا تہا وہان تک گیا اور پردہ اولٹایا اور بادشاہ کے ہاتہہ سے سیف لے لی جب بادشاہ حجرہ کے اندر گیا
باہر سے دروازہ بند کر لیا چند نفر قاتلن نوا لی نے بزخم کارد اوسکو ہلاک کیا اور اوسکی نعش کو دروازہ شرقی سے
دریا مین جسکا ریگستان اوسوقت خشک تہا ڈالدی مرزا بابر پسر اعز الدین داماد اور برادر زادہ عالمگیر ثانی
نے جو ہمراہ گیا تہا تلوار کہینچکر دو ایک کو زخمی کیا مردم مہدی علیخان نے ہجوم کر کے قید کر لیا اور پالکی مین سوار کرا کر
قلعہ سلیم گڈہ مین کہ مسکن سلاطین مقید کا تہا قید کر دیا اور محی السنہ بیٹے کام بخش کو لقب شاہجہان ثانی سے تخت نشین کیا
اور عالمگیر رحمہ اللہ کی لاش کو لیجاکر مقبرہ ہمایون مین دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطر ہو کر والد کی ماتم جو حسین آباد
اپنی محالات جاگیر مین رہتا تہا اور اہل و عیال کی مقیم تہا شقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا ہے
والدہ عجالتا جو وکلمہ جواب مین لکہے کہ بمجرد ورود اس عریضہ کی بضابطہ مستمرہ جلوس کیجیے اور قلمدان وزارت کا
شجاع الدولہ کو بہیجکر اونکی نیابت پر کسی متعلیہ کو جو حضور مین اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو
امیر الامرائی خدمت دیجیے اور منیر الدولہ کو ابدالی کے پاس بہیجکر درخواست اعانت اور نیز تحریر کمک مدد دہی بنام

تو بندہ بھی ادہر سے بجرے پر سوار ہو کر وہین آکر ملاقات کرے تاکہ
سر نو عہد پیمان بالمشافہہ بسوگند ہو جاین اور پھر باطمینان تمام
خدمت والا مین زندگی چند روزہ بسر کرون اور کوئی اندیشہ اور پریشانی دل اور خلجان
اور تشویش خاطر باقی نہ رہے اور یہہ اطمینان باعث تسکین اور سبب
تشفی اس مسکین کا ہو جائے اور ہر چند یہہ امر خلاف راے میرن کے
تھا مگر کرنل صاحب نے پسند فرمایا آخر حسب معہود میرن اور خادم حسن خان
کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پہر مضبوط ہوے از سر نو بحسن
وساطت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیف بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب
محمد قلیخان نے خبر قربت لشکر پائی اولٹے پائون پہرا اور اپنی راہ لی اور جسوقت
یہہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نراین نے مع ارکان دولت کے
بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم
کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد
الطاف بے پایان صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نراین نے
بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چاپلوسی شاہزادہ
کے پاس بہیجا اور خود بھی گیا حاضر ہو کر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ
توسل کا اوسکے ساتھ کیا بعد ازان جب اوسکی ملاقات کو گیا اور وہان جاکر کچھہ دلیل
سمجھا اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان جانا اور اپنے دلمین برا سے جبرلی دہر
کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بدگمان ہو کر زبان شکایت
ہر ایک کے روبرو کہولی اور جو جو دل مین آیا وہ ہرزہ درائی آغاز رکہی جب یہہ حال
بندہ کے ساتہ اوسکا پہونچا اور بندہ نے دیکہا کہ پاے رفتن نہ راے ماندن
ہے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک کے
روبرو یون کہتا اور میرا ذکر کرتا کہ اسے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہے غلام حسین خان
نے کیا بدی کی تھی کہ انہون نے میری رفاقت ترک کرکے اور میرے احسان اور
نیکیان فراموش کرکے باپ سے ملحق ہوے الغرض ایسی ایسی طلاقت لسانی اور زبان درازی
اور اسیطرح کی اور ایسی ہی روباہ بازیان کرکی اپنی نیکنامی مین ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکنام بنا

راقم الحروف

پہونچنے میرن کا عظیم آباد مین اور نکلنا راجہ رام نراین کا باتفاق کرنیل کلیت بہادر بابت جنگ کے بدا عجمہ شیم نمائی پہلوان سنگ کر

محمد جعفر خان اور میرن فرزندگان اوسکے نے سنا کہ راجہ رام نراین اور محمد قلیخان
شہزادہ سے مشرف ملازمت ہوے اول یہ دونو اندیشناک ہو کر جیا غنہ مخلصی
سے رجوع لاے اور کرنیل کلیت بہادر کو بہ مباجت طلب کیا بعد اونکے آنے کے
شور برآسنے فوج کا ہوا جماعہ انگلشی کو روسا ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تھا
شہزادگی کے نام ونشان اور آبرو اور حرمت وعزت سنکر ارادہ رزم سے پہلو تہی کی
جب دوبارہ بہم ہی مصالحہ اور رام نراین کی محصوری آور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار
گہیر لینا دریافت ہوا میرن اور کرنیل کلیت دونو باتفاق با فوج انبوہ مرشدآباد سے
نہضت فرما ہوے اثناے راہ مین خادم حسن خان مگر کہ میرن کو بسبب گمان خلش خاطر
ورنجیدگی دل صفائی نتھی یہہ خیال کرتا تھا کہ مبادا اس مقدمہ مین وہ بھی غازرادہ ہو موہم
کہ موقع سے دلکو بہت دل سے راہ + عین راہ مین مقابل پورنیہ پہنچی کے مقام پر مقیم ہو کر
تعہد کیا کہ اوسے اپنے زیر قابو کرے اس ارادہ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان
نراجالاک مرد عیار تھا اور میرن کی طرف سے اندیشہ بیکتا تھا بہ ستعدی تمام اسباب
فوج واسباب لیکر کیک دہی کا اشتہار دیکر پورنیہ سے نکلا اور لب دریاے گنگ
واقعہ کنندہ توابہ پر متوقف ہوا اور کرنیل کلیت کے پاس نامہ پیغام ہونے لگا آخر کار
ایسا ہوا کہ کرنیل مذکور نے میرن کو لڑنے بھڑنے سے منع کیا اور اپنے سر سے مہدد
پیمان ہوگئے ۔ خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ ظاہر کرکے میرن کے لشکر مین آنے
سے معذرت خواہ ہوا اور یہہ تصور کیا کہ میرن کے قول وفعل کا کچھ اعتبار نہین ہے
اور بظاہر صاحب لوگ بھی اوس کا پاس خاطر کرتے ہین پس اس
صورت مین دیدہ ودانستہ آپ کو خود دام بلا مین پھنسانا ہے مقتضاے وقت
دور اندیشی یہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی نجات ہو اور
کے غرض یہ ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ بجرہ پر سوار ہو کر نصف گنگا مین آ

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشتہ اور ملازمین بلوندسنگہ کے برق انداز
موجود ہوکر مزاحم ہوے بندہ نے آدمی بھیجکر بلوند سنگہ کو اطلاع دی کہ آپ نے
براہ عنایت پروانہ راہ داری مجکو مرحمت کیا اب یہ نگہبانان طرق مزاحم ہوتے
ہین براہ الطاف حکم بھیجئے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کرین چنانچہ
بلوندسنگہ نے بمجرد اطلاع اپنے چوبدارون کو بھیجا چوبدارون نے آکر مزاحمون
کو ممانعت کی اور بندہ کو مرزاپور مین مکان مناسب پر قیام کرایا رات
کو اوس مکان مین رہے صبح کو ایسی فضل و اعانت حافظ حقیقی کی ہوئی کہ
اوسکے عملہ کے لوگ کشتی لاے اور ہمراہیون کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا
شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس مین حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت
صحبت مین کہ پہلے اونکا ذکر آچکا ہے مشرف رہا اور نیز اپنے خالوے معظم سید
عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے سعادت اندوز ہوا اسی اثنا مین
بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح اللہ خان کہ بخشی الممالک اورنگزیب
تھے جس طرح سے ہو سکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس مین آیا اور وہان پر سکونت کی
جہان کہ اوسکے اعیان و اطفال بھی مقیم تھے بعد چند روز کے سنا گیا کہ محمد قلیخان نے
چند ہمراہیون سے شجاع الدولہ کے حضور مین جانے کو مزاحمون سے اجازت
مانگی اور اونہون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمق نے
بامید صلہ رحمی اور قرب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص خدمتگار سے
عبور گنگا کرکے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہ سمجھا تھا کہ بروقت مقابلہ
اور مصافحہ کے سب رنجش خاطر اور کبیدگی دلی برطرف ہو جاویگی یہ جو کچھ فتور
ہوتا ہے دراندازی مفسدان خانہ برانداز سے ہے اور ادہر سے حکم ہو چکا تھا کہ جب
وہ روانہ ہوا اور چند روز گذرین اوسکے لشکر کو غارت کرکے سب مال و اسباب
ضبطی مین لاوین اور منتظر تجدید حکم ثانی نرہین اسی حکم کو حکم قطعی سمجھین اور
جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہوان سے آگے دونون سید یعنی بینی بہادر
اور راجہ بلونت سنگہ سوار ہوکر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوے جزع
وفزع محشر کے آثار لشکر مین پیدا ہوے ایک خلق کثیر عجب بلا مین مبتلا ہوئی

بعد میرا التماس فرزند ہوئے بوندیلاہند کی بوجہ اقامت تیترپور سے گذر راہ لی اور محمد قلیخان
بامر مرزاپور ہوتے ہوئے پر لشکر رکتا تھا جو کوئی اوسکے لشکر سے الگ
سید راجی کی سرائے کسی قدر فاصلہ پر اٹہاتے تو زمیداران اطراف بلوند سنگہ کے شکار
کے ہمت سے آگے کو قدم اٹہاتے کہ اسکے لشکر سے جدا ہوکر چند روز بلوند سنگہ
ہوجاتے تہے خان والد زکریاخان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہوکر گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
کی اجازت سے مرزاپور مین مقیم رہکر شاہجہان آباد مین گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
اسیر دام تہیر ہوا سوال وجواب اوسی مین سب کرتا تھا اور رفع الوقتی سے اپنا کام
نکالتا تھا اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید
نمودار ہوجائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرأت تہے صلاح جنگ
جینی بہادر اور بلونت سنگہ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تہا کیونکہ جو کچہ مقدر
مین ہوتا عزت وناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اسکے حواس باختہ
کو جرأت نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ پہلوان سنگہ کے ناموس کے
جانب سے دلجمع ہوکر بدین سبب کہ اوسکے ہمراہ تہے اور بنارس مین
لے جانے کا ارادہ رکہتا تہا سید علی خان کو بہی ہمراہ لیکر کرمناسہ آیا
سنا کہ غالب علی خان برادر حقیقی بندہ دو روز قبل اسکے مع اپنی بی بی اور
خوشدامن کے بالخیر بنارس پہونچا اور اب گہاٹ مین کشتیان نہین ہین راجہ بلوند کے
حکم سے سب کشتیان پچکرا رام نگر کے نیچے جہان اوسکا مکان ہے جمع ہوئے ہین کوئی
بہی ادہر سے جاتا ہے بلوند سنگہ کے لوگ اوسکو غارت کرتے ہین لاچار دہشت
ہوا اور پناہ حفظ وحمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے
ایک خط پہلوان سنگہ سے بنام بلوند سنگہ کے لکہا بہیجا تاکہ میرے ناموس کو نکلجانے
مین اعانت اور مدارات کرے جانے مناسب ہے بآرام تمام فروکش کردے
اور والد بندہ نے بہی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ مذکور تحریر کیا پس بندہ مع اہل
ناز مین راجہ پہلوان سنگہ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چین پور کے راہ سے
جو دامن جنگل اور پہاڑ کا ہے راہی ہوا اور رفقی علیخان والد کے ہمراہ ہوا اثنائے
راہ مین بلوند سنگہ کا نوشتہ بہ شرفہ عدم روک ٹوک اور بجالانے خدمت اور لوازم ضیافت
اور مخالفت کے بنارہ ہا تہ دہ نفر نازمین سے پہونچا بندہ جب مرزاپور سے نزدیک

والد نے بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھ تیرے دل مین آسکے لکھ. لہذا جو کچھ طبیعت نے قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگون کو پسند ہوا اور جو مسودہ حسب منا لطبہ حاف ہوکر بعد دستخط شاہزادہ کے کرنیل کلیف کو پہونچا یا آپ پر بنا برانشاہ ہم اینقدر حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موسشیرلاس اور بانیر وبنگال لانا اسپنے نامون کا ہزار ہا جستجو سے اوس محنصہ پرہراس سے بہ حرمت و عزت تمام لکھکر احوال ورود میرن اور فوج انگلیشی کا مع احوال رام نراین پرگنہ سسرام اور پلین پور مین اور رجوبی الفضال کرتا معاملہ والدماجدا ور پہلوان سنگہ وغیرہ کا اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگہ کی کادش سے اور دیگر حال ابتری تحریر ہونگے —

ذکر بے نکالے جانے شاہزادہ اور موسشیرلاس کا چھترپور بوند یلکھنڈ کو اور آشفتگی محمد قلیخان کی اور اوسکے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگہ کے ہاتھہ سے

جب شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ نے محمد قلیخان اور شہزادہ کی مراجعت کی خبر سنے حاصل کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور ایمان چھوڑکر راجہ بینی بہادر اپنے نایب اور راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلیخان کے روبرو جاو اور ایسا کچھ بندوبست کرو اور اوس حسن تدبیر دپیش آو کہ اوسکو الہ آباد نہ آنے دو جسطرح ہو اسپنے قابو مین کرو راجہاے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریاے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلونت سنگہ کا آباد کیا ہوا اور اوسکا موطن قدیم تھا وہان پر جاکے خیمہ زن ہوے اور توپین مقابل لشکر محمد قلی خان لگاکر مستعد مزاحمت ہوے شاہزادہ اور موسشیلاس کو پیغام دیا کہ ہمین آپ سے کچھ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جائیے بلکہ محمد قلیخان کو مجال حرکت نہ دیوینگے کہ اپنی جگہہ سے ایک قدم آگے بڑہا وے شاہزادہ نے اپنا نکلنا ایسے بلاے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجہا موسشیرلاس کو اپنا رفیق

ت کوئی امر شایستہ ہوا امر خفیہ سے پایا کہ دولتمندان مشہور مانند شجاع الدولہ اور عماد الملک
یاارادہ نیہ دولت مجال اور حوصلہ تنگ الخلقیہ ہو گر کیا کہ توجہ نہوئی اور حسن وخوبی نیو
چہ نہ ہونتنگی النفسہ جب وہ نکل گیا بادشاہزادہ اور محمد قلی خان اوبیناہ بیگم والدہ مرحوم
تھے تنہا لیکن ایسے سردارون کی رفاقت سے نہایت نادم تھے جس گھر مین ہم تھے
مین آوے اور دونون سرداران نے عقل کی شکایت کرکے بندہ سے مشورہ طلب کیا کہ اب
یاکرنا چاہئے بندہ نے عرض کیا کہ شاہجہان آباد کو بسبب عماد الملک کے نہین جا سکتے ہو
اور شاہزادہ کو یہ مقدور نہین کہ مع عیال واطفال اور دیگر متعلقان کے آپکی خبرگیری کرکے
اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے اطلاع نہین اور ہم لوگون کی صحبت ارباب مشرق
سی بسبب آپکی رفاقت کے جو شاہزادہ کے ہمراہ ہونے برہم ہوگی بندہ کے زعم مین ایک
تدبیر ہے اگرچہ اوسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان سنگھ
ہو اور راجہ رام نراین اور مرلی دہر سے عجب ربط رکھتا ہے اور صاحب دولت استعداد ہے
سبکا حساب نہین ہوسکتا اور کسیقدر فوج بھی اوسکے پاس ہے اسوقت مین اوس سے
موافق ہونا چاہئے البتہ اوس سے کچھ کام ہوگا درصورت اوسکی موافقت کے جبتک آپکو
کچھ کام نہوگا وہ اپنے حق مین روا نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر آپکے
اور بسر اوقات کو گوشہ لے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور مقدمہ نہایت گران
اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر مین چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کرکے دریاے دکاوتی پر
باتفاق پہلوان سنگھ کے خیمہ کیا پہلوان سنگھ نے ملاقات کو اکر بکمال فروتنی مانی الضمیر
دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا مین یہ واعیہ رکھتا تھا کہ
اگر شاہزادہ میرن سے مقابلہ کو مصمم ہوا اور موسیو لاس کو بھی لڑا دی مبلغ کثیر سرانجام
سپاہ اور دیگر ضروریات مین خرچ کرکے اعانت شاہزادہ کی کرونگا چنانچہ بندہ نے جاکر
انکو یہ پیغام دیے مگر موسیو لاس اور شاہزادہ نے اوسکی پیشہ زمینداری پر نظر کرکے
اعتماد نکیا آخر بضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہزادہ نہین آتا ایک خط کرنیل کلایو کو
بوجوہات معقول بنابر اپنے واپسی کے لکہے تاکہ کسیقدر اس خفت سے جو باعث
کی ہوئی ہے کم ہوجاوے شاہزادہ نے زوبت خان کو مع مہر اور اپنے منشی کے سپرد
ایک مسودہ کرکے جو مضمون مناسب جانے لکھکر روانہ کرنے جب کسی نے خاطر خوا

ہوش و حواس بر جا نرہے بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف تب مراجعت کی کیونکہ یہ شخص اسکا بنی عم اور قرابتی تھا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ سخت تدابیر تھا اور اجل آگئی تھی جو بات بیجا تھی وہی کرتا تھا پس عزم مراجعت بالجزم کر کے یورش کی تاکید بہت کی اور قریب شام صبح کا وعدہ لوگوں سے کر کے واپس خیمہ گاہ ہوا اور قرب وصول افواج مشرقی اور نیز ایکے ارادہ سے شاہزادہ کو اطلاع دی شاہزادہ نے دو تین مرتبہ پایداری کا پیغام دیا مگر جواب دلخواہ نہ سنا لاچار خود بھی کسیطرف چل نکلنے کا ارادہ کیا آخر شب کو بتادیل وضع لشکر سے ہر شخص متحیر تھا صبح کو ارادہ مضمر ظاہر ہوا ہر چند پہلوان سنگھ وغیرہ رفقا نے محمد خان کو سمجھایا کہ الحال ارادہ آشتی شجاع الدولہ سے نامعقول ہے بہر صورت اسی جگہہ لڑنا چاہیئے یا کوئی دوسری تدبیر کرنا چاہیئے مگر کچھہ فائدہ نہوا صبح ہوتے کوچ کا ڈنکا بجا کر اپنے ملک کی راہ لی

ذکر آنے موسیٖر لاس فرانسیسی کا مشکر ہین اور لوٹنا اوسکا شاہزادہ کی ہمراہ نہایت حیف و حسرت مین

پھلواری کے قریب موسیٖر لاس فرانسیس آملا اوسنے سمجھایا کہ بڑی بے عزتی ہے اسقدر محنت کی گئی دو روز توقف فرما کر میرے حسن تردد کو کہ چھپرہ سے افغان وغیرہ ان حاضر ہوا ہون ملاحظہ فرمائیے بعد ازان جو مناسب ہو عمل کیجئے ادہر سے کچھہ بھی سماعت نہوئی لاچار موسیٖر لاس مذکور نے بھی خدا کی قدرت کا تماشا کر کے عزم بازگشت فرمایا لیکن شاہزادہ کی ملاقات مناسب سمجھکر پیغام دیا شاہزادہ نے توقف کیا اور موسیٖر لاس نے حاضر حضور ہو کے مکنون ضمیر استفسار کیا شاہزادہ نے واقعی حال بیان کر دیا کہ محمد قلی خان کے اعانت سے مصارف ضروریہ جو کچھہ ہوتا سر انجام ہو سکتا تھا اور اب مجھکو اوسقدر زر و اسباب نہین کہ فوج مشرقی کا مقابل کردن ضرور تا چھتر پور کو جاتا ہون تاکہ بعد ازین کیا ہو لاس مذکور بھی چونکہ وہین رہتا تھا رفیق ہوا لیکن شاہزادہ سے پیشتر چلا گیا چنانچہ بندہ بھی جب وہ سہسرام مین وارد ہوا ملاقات کو گیا اور احوال دریافت کل امراے ہند کا جو کہ چند احمق ہمارے عہد مین ملک اللہ کی خرابی کو موجود ہوے ہین کرنے لگا اور یہ کہا کہ یہ امر خالی غریب آزاری سے نہین اور محمد قلیخان کی عجلت کو حماقت سمجھا اور کہنے لگا کہ ہم بنگالہ سے شاہجہان آباد تک گھومے ہین بجز غریب آزاری اور بسا ولوٹنے

تتمہ

ور محمد قلی خان فرار ہو گئے اور بندہ سہسرام مین قدمبوسی والد سے مشرف ہوا

حال محمد قلی خان اور شاہزادۂ عالی گہر کا جو بندہ کی غیبت مین سہر
ہوئی اور سپہر جانا دونون کا نا آباد سے تحریر کیا جاتا ہے

ازان بندہ لشکر سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اوسکے ہمراہی اور رفقاے شاہزادہ نے ت
ہ مین اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار مین سورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور
ں مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشقت محض بیجا تھی کچھ فائدہ نہوا محمد قلی خان نے
جو برج کہ مہدی گنج کی طرف تھا اوسپر اژدحام کرکے بیلدارون کو حکم دیا کہ برج مذکور کی
بنیاد کو کاوک کرین تو تین روز مین چار بیلدار برج کے نیچے کام کر رہے تھے یکایک وہ برج
نیچے کو دھسا ایک مزدور نے تو بھاگ کر جان بچائی باقی دو تین نفر زمین دوز ہو گئے البتہ
اوسپر راہ جانے کی ہو گئی محمد قلی خان کے لوگون نے ہجوم کرکے یورش کیا محصورین نے
بھی اپنی کی چکی اور بسبب باروت مین آگ دیکر مارنے لگے اور اوسکے پہلو کے برج سے
بندوق کی گولیان اوسی مرتبی تھین اکثر اونمین سے ثبت یا لدمت دیوار تک پہونچین بعض
سوختہ باروت اور بعض گولی سے مجروح ہوکر نیچے گرے اوپر آنے کی تاب نہ پائی اور باین
برج مین بعض جمع کثیر صدمۂ بندوق سے مجروح و مقتول ہوئے کہتے ہین کہ دو سو آدمی
سے زیادہ اس آگ مین جل بھن گئے اور شمع مراد روشن نہوئی تا کہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ
اس اوباو شدت سے کچھ آسودہ ہوئے اور اوسکی صبح کو بسبب بعض سوال و جواب کے محمد قلی خان
شاہزادہ سے ملول ہوا اور اوسنے اپنی فوج کو پایین حصار سے حکم رجعت دیا اور خود عازم مراجعت ہوا شاہزادہ
زادہ کے خیمہ مین جاکر معذرت کی اور اوسکے بشیر و پیشگاہ کو جو آگے کو نکل گئے تھے واپس کرایا اور
دوسرے اوسکو محاصرہ کی ترغیب کی چونکہ اس جھگڑہ مین متوقف ہو گیا تھا یورش کی نوبت
نہ پہونچی لوگون کو جابجا اپنے اپنے خیمہ کے حفاظت پر معین کرکے یورش دوسرے روز پر موقوف کی
سبب ہوتے وہی ماجرا شروع ہوا راجہ رام نراین کو مع حارسان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا
نزدیک تھا مفرور ہون اسی اثنا مین محمد قلی خان کو آخر روز کو خبر ملی کہ راجہ بشرقی نزدیک آئے
اور نیز شیرا کے معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ الہ آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دغا اسکے قلعہ دار سے
لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹھا ان دونون جونی خبرون کے سننے سے محمد قلی خان

ہماری چچا کے عیال و اطفال بھی اسی بلا مین مبتلا ہوئے حتی کہ ایک کوڑی اور ایک گز پارچہ تری بھی نہ رہا
لیکن کسی شخص فرشتہ خصلت نے اوس ہنگام مین اونکے سر پر پہونچکر حفظ آبرو مین شرکت کی
ہوا اور اپنے ساتھہ لشکر کے متصل پہونچا گیا اور گوشہ مین گر گیا ہر چند بیچارے چچا تمام شب اونکی
جستجو مین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ
مین گمشدون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال و عیال کا شکر بجا لائے اور اپنے
بات نہ سننے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تھا جب اسیطرح پر معاملہ گذرا بندہ کو اگرچہ
پیشتر سے امید تھی اوز زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس مین مشوش
ہوا کیونکہ جس روز راجہ رام نراین نے محمد قلی خان کے آدمیون کو نکالکے داعیہ رزم کیا تھا
اوسیدن عصر کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان بندہ اور نیز دیگر برادران کے ایک
ایک خادمہ اور لباس پوشیدنی سے واسطے ملاقات والد کے آئین تھین اور حصار عظیم آباد
کی دروازہ مشرقی کے محافظون نے وقت آنے سوارون کے مزاحمت کر کے راجہ رام نراین
کو اطلاع دی اور اوسنے حکم دیا کہ کوئی تعرض نکرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ
خدا جانے کیا کہ میرن بعد ورود کے کیا کیا خدا ناترسی کرتا آخر کار خیمہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے
باغ جعفر خان سے اوکھڑ کر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہان گولہ پہونچ سکتا
تھا زمین خشک شدہ جلہ پر جا نصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لڑکر کے انکی جہالت سے
ناراض ہو کر والد سے کہا کہ چند خاندان کے پاشکستہ یہان پڑے ہین طاقت پیادہ پائی کی
نہین رکھتے اور یہ قلعہ ان تدبیرون سے جو ہو رہی ہین مہینون مین بھی فتح نہوگا اور عنقریب
جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشی کے آتا ہے محمد قلی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوینگے
پس ان بیچارون کے حق مین اگر ابھی فکر کیجاوے اور کہین کو روانہ کرد بہتر ہے ورنہ چندروز
کے بعد جب لشکر کا عبور ہے پھر جانا متعذر ہوگا والد نے آزردہ ہو کر فرمایا ہمسے کچھ تدبیر نہین ہوسکتی جو
تمہاری راے مین آئے تعمیل کرو بندہ نے چند بہل سواری اور ایک دو ارابہ باربرداری عالم چند
سیجبگہہ کرگاوہی بانون کا چودہری رہتا تھا اور بندہ سے آشنائی تھی طلب کر کے اور چند نفر
کہار بھی طلب کر کے مع والدہ اور جمیع ناموس کے جو متعلقان مہدی نثار خان اور وہاب علیخان
وغیرہ برادران کے بھی ہمراہ لیکر کلور سے عبور کیا اور بالو پہلوان سنگہ کے ملک مین جا پہونچی
چند روز قصبہ سہسرام اور حویلی شاہ قیام الدین نوہ شاہ کہلن مین مقیم رہا کہ یکبار شاہزادہ

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بہ سلیقگی سے اور خائف ہوکر برگشتہ ہونا بادشاہ اور وزیر کا سوء تدبیر سے

بیت ہرچہ دانا کند کند نادان * لیکہ بعد از خرابی بسیار * جوکہ دانا کرین کرین نادان * ہون خرابی میں جب
بہت حیران * کیا خوب جب اول عقلمندون نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ
نوبت ہوئی کہ افسوس ہی ہاتھ لگا جب راجہ رام نراین نے اسکے آدمیون کو شہر سے نکال دیا اور
پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجھا ہے جو ایسا تحکم کرتے ہین ہم آپکے نوکر نہین کہ محاسبہ دیوین ناظم
بنگالہ کے مطیع ہین تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور ضیافت کر دی اب جسمین اپنی بہتری
سمجھو کاربند ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچھلا اور ہاتھ پیر کی لینے لگا کہ کل صبح اسکو
ہر بار کو ایک سناٹے مین اسیر پنجہ غضب کرتا ہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فردا کہ قیامت
ہے فوج سرکار بھی مددگار ہو شاہزادہ نے والد بندہ اور دیگر رفقا کو حکم دیا کہ صبح طیار ہوکر تابع
فرمان عمادالدولہ ہون یحیی خان ولد زکریا خان جو کہ خواہرزادہ اور داماد قمرالدین خان وزیر کا
تھا بمجرد استماع حکم اپنی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمراہیون کے ہتیار بند ہوکر حیدر نواز خان
مرحوم کے باغ کے متصل جہان کہ والد ٹھہرے تھے گیا اور بزعم خود گویا مورچہ بندی کی یہ
سمجھا کہ بے موقع تکلیف کھینچا کیا ضرور القصہ جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہوکر
دربار شاہزادہ مین حاضر ہوے اور ہمراہیان محمد قلی خان اوسکے دولت سرا مین آے بندہ
بھی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار مین گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت پائی میدان کی راہ لی
میر حسین خان خواہرزادہ ذوالفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رفقا مین بزعم خود سپہ سالار تھا
مع اپنی جمعیت کے راجہ رام نراین کے باغ مین جاکر کٹہرکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا اسیطرح
ہر ایک نے بجاے مناسب روبروے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم و جاں نثار
کے مقابل برج نخاس کی طرف میدان مین استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ مین بھی جو لوگ
کسیقدر اسکی خدمت مین توسل اور اخلاص رکھتے تھے والد کے رفیق ہوئے اسی عرصہ مین
عبدالوہاب خان بندہ کے چچا خورد جو سن و سال مین برابر تھے بہاگلپور سے باوجود ممانعت
پیران محمد قلی خان کے جنگی رفاقت مین تھا بہ آرزوے ملاقات والد بندہ اپنے بڑے
بھائی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ جملہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہون اور باغ لون گولہ مین جو مقبرہ والد ہے

غبار ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نراین کے معین ہوئے تھے اوسوقت مین
اونکا تغیر مناسب اور متعذر تھا اونمین سے میرزا اسحق کشمیری مخاطب بہ اسیر قلیخان جو واسطہ
سوال و جواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج مین دخیل اور اپنے شعور پر مغرور تھا اسکی
سفاہت اور نیز اوس اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اوسکی نادانی کے اوسکا کرتا تھا
محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیت ہمشین تو از تو بہ باید * تا ترا عقل و دین
بیفزاید * القصہ راجہ رام نراین فوج شاہزادہ کی خبر سنکر جس باغ مین کہ خیمہ زن تھے
وہان سے اوٹھکر حصار عظیم آباد مین آیا اور برج بارہ کی مضبوطی مین مصروف ہوا
اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا بعد ازین مدار الدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا اسحق
باتفاق پہونچے شہر کے دروازہ پر آبادی سے دور کسی میدان مین منزل گزین ہوئے اور بعد
اجازت تین چار سوار سے داخل حصار ہو کر ملاقات کی رسوم متعارفہ کی عمل ہوئی گفتگو سے
مدعا شروع ہوئی اور انہون نے اوربھی شان و شوکت شاہزادہ کی اور نیز محمد قلی خان کی اس
آن و بان سے بیان کی کہ راجہ رام نراین سابق سے زیادہ مسلوب الحواس ہو گیا اور حاضری کو
راضی ہوا اور استدعاے امان کی فرستادہ لوگون نے کاغذ دستخطی سیران محمد قلی خان کا لیجاکر
سپرد کیا جب اوسکو دلجمعی ہوئی اور ہنوز افواج مشرقی کی کچھ خبر نہ آئی ساعت معہود کو ہمراہ
مدار الدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اوسکے لانے کو گئے تھے اطراف پھلواری مین
محمد قلی خان کے مکان مین آیا شاہزادہ نے حسب الاشعار محمد قلی خان نے خیمہ و خرگاہ فرش
و اشیاے موجودہ سے آراستہ کر کے امرا و ارکان کو گرد جمع فرما کر بڑے تجمل و احتشام سے
تخت نشین ہوا بندہ نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ رام نراین
نہایت عیار ہے ابھی شاہزادہ کا نام سنکر ارادہ حاضری پر عازم ہے جب یہان آیا اور
حال ملاحظہ کیا اور واپس مفلس گیا پھر نہ آویگا لہذا مناسب ہے کہ یہان آکر رخصت ہو اور نیاوے
چونکہ اونکا کچھ اختیار نہ تھا آشفتہ ہو کر فرمایا کہ خاندان تیموریہ مین ابھی تک کسی سے بے دغا
نہین ہوئی بندہ نے کہا کہ بندہ کب دغا کو کہتا ہے جو عہد کیا ہے اوس سے تجاوز نفرمایئے
راجہ رام نراین کو ہمراہ لیکر داخل حصار ہو جیئے اس صورت مین بھی وہ ناچار رفیق ہے
اور افواج مشرقی اس حال کو دیکھکر سمجھہ لوجہہ کر قادم ہر ہانہ ہونگے تب اونہون نے فرمایا
اسکا اختیار محمد قلی خان کو ہے بندہ نے کہا اوس سے اطلاع دیجیے اونہون نے جواب دیا

ت بہائیون کو رخصت نامکہ والده اور اون لوگون کو بهی اطلاع دینے دی وو لون بہائی
بن بہ آرزوے ملازمت پدر بنده کے پاس آپہونچے بنده مع اونکے روانه ہوا راه آ
مین ورود شاہزاده کی خبرین پہونچتی رہین بنده جب اردو آیا معلوم ہوا کہ شاہزاده
ان طرف سے مدار الدوله اور محمد قلی خان کی جانب سے میرزا محمد علی موسوی آہیون ک
مع ہمراه کے برسم رسالت راجہ رام نراین کے پاس جاتے ہین بنده کو نہایت
حیرت ہوئی کہ باوجود محبت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی وے دون کو
رسالت ہوا کس وجہ سے ہے اون مین سے کسی نے پوچها کہ کون سے کہان
جاتے ہو لوگون نے نام و نشان بتلایا مدار الدوله نے سلام کہلا بہیجا خیریت مزاج
دریافت کی جواب دیکے پیشتر کوچ سے شمشیر نگر کو پہونچے وہان سنا کہ علی نقی خان
بہی والد کی خدمتمین آیا ہے بنده کو رنج ہوا کہ اس عزیز نے ناحق اپنے کو
ناظم بنگاله کے روبرو بدنام کیا ساعتی روز باقی رہا تها کہ شاہزاده مین ج
وا او شمشیر نگر کے میدان مین مشرق رویہ پڑا تها ہم لوگ پہونچے تهوڑی رات گذری تم
والد کی قدمبوسی سے سرفراز ہوے دونون طرف سے سلسله کلام شروع ہ
معلوم ہوا کہ والد صاحب نابر ترفہ کے جو اپنے نفس مین رکہتا ہے بطور مدار الدول
او منیر الدوله وغیره کے محمد قلی خان سے پیش آیا اور مدار المہام مذکور سے اجنبیت
مخفی رکہتا ہے اور شاہزاده مع لشکر اور اپنے جاه کے قبضه اقتدار محمد قلی خان مین
تہو اور کیونکر نہو کہ بناے اوسکی دغا لی ہوئی ہے بنده کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اسطرح یہ حال ہے تب آپکی تشریف آوری سے بجز
ہماری آشفتگی اور برہمی وجہ معاش اور نکل جانے محالات جاگیر کے اور کیا فائده ہوگا معلوم
ہوکر کوئی عقده کشائی ہوگی اور اس جواب آشفته سے جو کہ بنده نے گستاخانه عرض کیا
نہایت آشفته ہوا لیکن درحقیقت شنیده اور متاثر ہوا اب وه بات حالی رہی کہ ادراک ہو
اور محمد قلی خان کو تابع راے اور مطیع کرے طرفہ یہ کہ چونکہ شاہزاده نہایت بے سیر تها اونکی
حرکت جو برخلاف محمد قلی خان کے سرزد ہوتی وه والد وغیره کے منافقون کی تحریک سے
جانتا اله ایک روز کے والد مع منیر الدوله اور بنده کے محمد قلی خان کے ملاقات کو گئے
ہم نے گلہ شکوه شروع کیا اسیطرح ادہر سے بهی بسروده خودخواہی کی کئی ر

شکر حق شناسی ادا کیا اور ہمراہ رام نراین کے تھا کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے پہونچنے کی
خبر پہونچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل بنارس شاہزادہ سے ملحق
ہوگیا اس خبر سے بھی رام نراین کو اطلاع ہوئی اسوقت تک فوج بنگالہ کی خبر نہ ملی تھی اور
مسٹر امیٹ بھی چند انگاشی سے جو کوٹھی عظیم آباد میں تھا بجرہ کی سواری پر کہ مثل برق تیز رفتار ہوتا ہے
بہ ترتیب کوس عرب وہ چلا گیا اور کوٹھی اسپنے ملازمین تلنگہ کے سپرد کر گیا اور نیز سفارش حفاظت کی بھی
کی رام نراین سے بھی کر گیا جب رام نراین نے یہ کیفیت دیکھی شاہزادہ سے صلح کا قاصد
ہوا اور مرلیدہر کی رائے پر چھوڑا مرلیدہر شاہزادہ کی اطاعت پر راضی نہوتا تھا اور افواج
انگلشی سے افواج مشرقی کو بنا بر اتفاق کے مناسب جانتا تھا اور فی الحقیقت ایسا تھا مگر
رام نراین دبدبہ شاہی کو سنکر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا چنانچہ
ذکر ہوتا ہے مخفی نرہے کہ مرلیدہر باوجود کور استعدادی کے عجب برہمن پر فطرت اور متین اور
صائب رائے اور سرانجام امور ملکی اور مالی میں بے نظیر اور نہایت جوانمرد اور دلیر تھا
الا خباثت بھی مزاج پر غالب تھی اور روپیہ پیسا جمع کرنے کی زیادہ حرص تھی القصہ جب
اوسکا ارادہ مصمم ہوا بندہ کو خلوت میں طلب کر کے کہا کہ شاہزادہ کے لشکر میں جاکر والد کی
وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مہربان کرو اور شاید کہ دوسرے شخص کو محمد قلیخان
کے پاس بھیجا ہو مگر مجھے اطلاع نہیں اور تاکید کی کہ راجہ مرلیدہر اور کوئی اس راز سے
ماہر نہو لیکن اسی گفتگو میں تھے کہ راجہ اپنے حقوق والد کو یاد دلاکر تاکید راز داری کرتا
تھا کہ مصطفی قلی خان برادر محمد ایرج خان آ گیا چونکہ یہ شخص ماموز تھا کہ بلا اجازت و تعرض
جسوقت چاہے آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسلوک تھا لہذا کسی نے تعرض نکیا اور
اوسنے آنکر دیکھہ لیا کہ راجہ میرے کان میں اور پردہ کچھہ کہ رہا ہے اب راجہ نے مخفی کرنا
میں موجب رنج سمجھکر اوس سے بھی سب ماجرا کہدیا اور کہا کہ تم بھی جو کچھہ سمجھو خانصاحب
کو تعلیم کردو اور بندہ کو مرخص کر کے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلیدہر اسے نجا ـ لیے
اور باقی لوگ کی راہ سے جلد نکل جاؤ مصطفی خان نے بندہ کے خیمہ تک ہمراہ آکر اپنے
ہوشنک ذوانی اور آشفتہ کرنے فوج بنگالہ اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے
میں کیفیت ظاہر کی اور نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نراین نے تھوڑا
زادراہ بندہ کو کسی معتمد کے ہاتھہ بھیجدیا بندہ نے سید علیخان اور غالب علی خان

او لکھا کہ جو کہ شاہزادہ اور ہیچ اس فساد کا سید ہدایت علی خان ہوا ہے اور اوسکے لڑکے
جو یہان ہین اونہون نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی ہے اونکی جراءت سے غافل نہ رہنا
حالانکہ ہم لوگون کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر آگاہی نتھی بلکہ برسین گذرین
تہین کہ والد سے خط و خطوط بہی جاری نہ تہے کیونکہ اونہون نے مہابت جنگ کی قرابت
کی بعد جو کہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرما کر شاہجہان آباد مین بطور امرا کے نکاح کرنا عورتونکا
اور خرید کرنا لڑکیون کلاونت اور قوالونکا اور نیز اقربا سے لال میان کشمیری سے کسی
عورت کے ساتھہ نکاح کر لیا تھا مطلقاً ہم لوگون سے سروکار نرکہتے تہے سولہ برس
کی مدت مین کہ اکثر حکومت کر کے ہزارہا سوار و پیادہ ملازم رکہے اور ہر مہینے مین لاکہون کا
خرچ ہوتا رہا ہم لوگون کی خبرگیری ایک حبہ سے بہی نکی اور ہم لوگون کو بہی رزاق مطلق نے
مہابت جنگ کے گہرانے سے آپنا کچھ حصہ وغیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پدر کی نہوئی
اور نہایت کام آرام اور عزت و آبرو سے بسر اوقات ہوتی تہی کبہی اگر ایسی ہی ضرورت
داعی ہوتی برسون کے بعد طرفین سے ایک خط آنا جانا تہا پس بندہ نے ایک خط بنام
رام نراین متضمن عذر خواہی تحریر کیا اور اوسمین یہی سب امر کہ اوپر حوالہ قلم کر چکا ہون درج کئے
رام نراین نے وہ خط پڑہ کر رکہہ لیا اس عرصہ مین بندہ بہی پہونچ گیا اور کہا خدا شاہد
ہے کہ اگر ہم کو کچھہ بہی ان امور مین دخل ہو اور زوال کو کیا مقدور ہے جسکے اعتماد پر ایسا
ارادہ عظیم کرین اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب فوج اور قلعہ الہ آباد کا ناظم
اور وزیر کا برادرزادہ اور شجاع الدولہ کا برادر زادہ ہے اور قطع نظر اس امر بالا کے تمام دنیا پر
روشن اور ظاہر ہے کہ ایک مدت سے والد کے خط و کتابت سے غرض نہین یہ سررشتہ
بالکل مفقود ہے ہم لوگ کسطرح اس بارہ مین مجرم نہین اگر آپ کے ولینعمت ہماری
قید و بند و ضرر رسانی مین ہین اور انکا بہبود ہو ہم حاضر ہین ہین اب نہی تاب مقاومت
نہین جو کچھہ منظور ہو تعمیل کرے رام نراین اور دو لبہ سردار و مختار کار نے جو اعظم ارکان
عظیم آباد مین تھا اور رام نراین بہی اوسکا مطیع تھا فرمایا کہ آپ دلجمعی رکہین اور ہرگز ایسا ادخال دل مین
نہ لائین ایسے کچھہ غرض نہین ہے بندہ نے پہر کہا کہ اسوقت آپ ایسا فرماتی ہین اگر میران ایذا رسانی پر
مائل ہوا تو پہر آپ سے کیا حمایت ہو سکتی ہے اونہون نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے
مطمئن رہین اگر حمایت کر سکین گے دکہا دینگے ورنہ آپکو سلامت نکال دینگے بندہ نے

ذکر آنے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے صوبہ عظیم آباد مین اور اوس درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کو بنارس سے آگے کو بڑہا راجہ رام نراین کو بڑی فکر ہوئی کہ اتبک نہ تو فوج انگلشی نہ اوسکے آقاے نعمت کے ملازمین مین سے کسی نے مرشدآباد سے جنبش کی اودہر سے یہ لوگ بلاے ناگہانی کی طرح سے اوپر سر کے پہونچے اور بسبب نام سلطنت اور فوج ممفدر جنگی کے جنکی عظمت اور شوکت کی شہرت تھی اوسکی فوج مین ہراس و اندیشہ پیدا ہوا گاہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ مشہور کرے اور فتح باغ مین متصل تلاب وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر بنگالہ کی فوج آگئی تو اپنی جانفشانی کا اظہار ہوگا اور اگر میر جعفر خان نے خوف کہا کر مدافعہ شاہزادہ کا عزم نکیا اور فرقہ انگلشی نے بہی کسی خیال سے پہلوتہی کی شاہزادہ سے ملجائیگا کہ استقبال کو برآمد ہوا تہا جب تحقیق ہوا کہ ہنوز میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرشدآباد سے متحرک نہین ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ کی دریاے کرمناسہ پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جانکر مسٹر امیٹ سے کہا کہ اتبک کسی نے میری خبر نہ لی مجہہ تنہا تاب جنگ نہین اب آپکو کیا منظور ہو اور کیا کرنا ضرور ہے مسٹر امیٹ نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجاے خود مقیم ہین ورنہ چند منزل مشرق جاکر مقیم ہونگے تاکہ جو کچھہ حکم کونسل صادر ہو ویسا تعمیل کرین اور تمہین بہی لازم ہے کہ کر لطایف الحیل مین بسر کرو اگر کوئی حکم یا مدد آگئی بہتر ورنہ جو کچھہ اوسوقت اپنے حق مین بہتر سمجھو عمل کرنا رام نراین نے جواب باصواب پاکر طرفین مین سازش شروع کی میرن اور کرنیل ثابت جنگ کو اپنی آمادگی سے آگاہی دی کہ لڑائی کو آمادہ ہو چکے مگر تنہائی مین عہدہ برآئی دشوار اگر جلد عزیمت فرمائیے شرط رفاقت ملاحظہ کیجیے لکہہ بہیجا تہا اور فوج مغربی سے تحریر کے سلسلہ مناسب نہ جانے لوگون کی زبانی اخلاص و عقیدت کے مضامین کہلا بہیجا تہا بندہ مورخ مع برادران و والدہ کے اوسوقت مین بڑے تردد سے بسر اوقات کرتا تھا مگر نقی علی خان جاگیر مین ایسے خوف و تردد سے بری تہا بندہ کی ہراس و وسواس کا سبب یہ تہا کہ بندہ کے والد کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہونچی بنابر اپنی عادت جبلی کہ میرن موشش طبع ہمارے ایذا رسانی اور کشیدگی بناے مرافقت پر آمادہ ہوا راجہ رام نراین

ہی محمد قلی خان کم فہمی سے اوسکا مضمون فریب و مکر نہ سمجھا ترجمہ اوس دستخطی مرزا نجف خان قلعدار
کو نام مرقومہ کر شجاع الدولہ کے حوالے کیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان وغیرہ کو مزید تاکید
سپرداری دی کیونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین برادر عم زاد ہین حاضر
وغائب ہمارے ورثہ کے مالک ہین جو کچھ کہین اوسکی تعمیل کرنا بہرحال شجاع الدولہ
نے خاطر خواہ کیدواکر مساودت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہوسکا سامان طیار کیا اور دو
ضرب توپ کلان برنجی قلعہ کے تہ مین قلعہ الہ آباد سے اوتار کر اور تخت سواری آراستہ
فرما کر ہمراہ لیا ۱۱۷۳ ہجری کو ساعت سعید مین قلعہ سے نکل کر داخل لشکر ہوا اور باتفاق
شاہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہوکر متواتر راجہ رام نراین کو پہونچی اوسنے حسب ضابطہ
مسٹر امیٹ صاحب کوٹھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیای نعمت کو متواتر اطلاع دی میر محمد جعفر خان
اور میرن بے رفاقت اور اعانت افواج انگلشی کی کچھ کر سکتے تھے کرنیل کلیف بہادر
ثابت جنگ کو اطلاع دیکر مستدعی رفاقت ہوے اگرچہ اس فرقہ مین بہ پاس حزم
وہوشیاری کے ہرقسم کا اسباب رزم ہر وقت طیار رہتا ہے لیکن باربرداری وغیرہ
کی تلاش فراہمی مین البتہ توقف ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج مخصوص بنگالہ مین
میر رفقاے جدید میرن کی ہرطرح کی بدانتظامی مین سے مشکل تھا کہ قرض خواہون کے
ہاتھ سے ہاتھ پیر ہلا سکین بارے بضرورت نہایت اہتمام ہوا تب صورت آمادگی تیاری
جلوہ گر ہوئی اور محمد قلی خان مع شاہزادہ عالی گہر کے کرمناسہ پر جو کہ دریا معروف سرحد
عظیم آباد کی ہے جا پہونچا اور انتظار مین تھا کہ درستی فوج ہمراہی کی کرے اور یہان افسون مکر
شجاع الدولہ بسبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہوچکی تھی اور میرن اور
محمد جعفر خان سے کہ دونون باپ بیٹے دغا شعار اور بدکردار تھے کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ
سے اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہم شاہزادہ سے کسیطرح مقابل نہین
ہوسکتے اور حال راجہ رام نراین بھی تذبذب مین تھا کہ مین کیا کرون کہ یہ بلاے آسمانی
اور آفت ناگہانی میرے سر سے ٹلے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم دو زبان ہوگا
کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیسا ہر ایک کو رنگ اور بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
اور انجام کار جیسا کیا ویسا دامن مین لیا موافق قول مشہور و صحیح اکبر نامہ کے
سے بد المواردت رسم ہر روزگار موافق نہین رہتی لیل و نہار [illegible] تفاوت [illegible]

ت قاصر نہین ہوا اب بہی اگر نام منتسبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصر نہو منیر الدولہ
ہمیشہ ملازم انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ ولد قمر الدین خان داروغہ فراش خانہ کا تھا
الدکے واسطہ سے بادشاہ کے حضور مین پہونچکر مورد عواطف ہوا اور ہمیشہ تابحیات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حق ملحوظ رکہا نہایت آداب اور فروتنی مین بسر کرتا تھا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن وسال مراعات کرتا رہا القصہ شاہزادہ
قصبہ متعینہ سے کوچ کرکے سادات بارہہ کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسی جگہ پر
چہوڑا تاکہ بعض اسباب ضروریات فراہم کرکے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کرکے مردم کار آمدنی کو بہم
پہونچاوین اور عقب سے اپنے ہمراہ لاوین اور شاہ عالم مع ہمراہیون کے سیران پور سے
کوچ کرکے شجاع الدولہ کے حدود مین پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کرکے ملازمت
حاصل کی اور جو کچھ مناسب سمجہا پیشکش کیا اور نیز حیلون اور مکر سے وہ ارادہ ہمراہی کہ جسکی
کچھ اصل نہ تہی زیادہ دلیر کرکے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کرکے سعادت دارین حاصل کی اور اوس جگہ کو اول
سے واسطے نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کر رکہی تہی نہایت تعظیم سے اوتارا اور
چند روز باہم مشورہ مین گذرے اپنے مافی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی کماہی دی
شاہزادہ مین سے مدار الدولہ جنگ ظفر رعنا زیبش اور سلیقہ اخذ جرز راور نیز امتحان
کس وناکس مین بعدیل تہا محمد قلی خان سے توسل بہم پہونچاکر سب رفقا مین سر آمد
ہوا امیانچی گری شاہزادہ و محمد قلی خان کی اسکے ذمہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلیخان
سے دنیا منظور تہی اوسوقت مین بہی محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکہو اور کسیطرح
متعاقب ہم بہی پہونچتے ہین لیکن جیساکہ تمکو اچہا معلوم ہو پہونچکر قلعہ چنارہ کے جہان کہو ناموس کو
پہونچاکر اپنے دشمنون عماد الملک اور احمد بنگش وغیرہ افاغنہ سے اطمینان خاطر ہم پہونچاوین
اور دلجمعی کرکے ملک شرقیہ کی تسخیر کرین مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی
اور چنارہ مین بہی کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین ہے اور اوسکی آب ہوا
بہی بسبب پہاڑون کے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو پروانگی اور رقعہ اپنی
دستخط و مہر سے لکہکر بطور دست آویز کے مجھے دو کہ بعد کارسازی کے اپنے متعلقان
کو مع تمہارے منتسبان کے ایک آبرو سمجھکر ایک جگہ رکہکر اعانت کرونگا مناسب صلاح

زبان سے نکلتا تھا کہ غلام نا فرجام مذکور نے ایک ہاتھ سے کام تمام کر دیا دوسرے سنگہ کشتری
ہوا اسکا مصاحب تھا دوڑا مگر اوسنے بھی ٹھوکر کھائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی بنیاد سنگہ
بھی جو سندر سنگہ کا بھتیجا تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر
دریا سے پن کی راہ لی اتفاقاً صورسنگہ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہونچکر
آواز دی کہ او نامرد کہان بھاگہ جاتا ہے شرط مردی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہو اوسنے
مقابلہ کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑکر برہمن سے کشتی مین لپٹ گیا اور اوسی
زمین پر دے مارا مردم دیہات جو عقب سے آئے تھے صورسنے للکارا کہ کیا دیکھتے
ہو کہ اسی نے مہاراج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور
لٹھہ و تلوار سے اسکا کام تمام کر دیا سندرسنگہ کے ہوش جان کے ساتھہ چلے گئے
القصہ شاہزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہین یہ چند لوگ ہین اول
والد مورخ کہ یہ مخاطب بخشی الملک نصیر الدولہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ
تہے دوم مدار الدولہ کہ اوسکا خطاب یاد نہین سوم فضل اللہ خان ممتاز الدولہ نبیرہ
[illegible] کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجم منیر الدولہ رضا قلی خان
بہادر نادر جنگ ششم بہادر علی خان ہفتم ناظر خواجہ سرا ناظرین این اوراق یہ گمان
نکرین کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل مین جو لکہا بمقتضاے فرزندی ہے بلکہ
فی الحقیقت یہ ہے کہ شاہزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نام جو کی یہ مجال اور
طاقت نہ تہی کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شاہزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی بنے عماد الملک
کی غیبت مین احمد بنگش وغیرہ افغان کی طرف بارادہ مہم ہمراہی شجاع الدولہ وغیرہ کے نکلا تہا اسکا
بیان بیچ احوال سلاطین اور بعضاے شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبر آباد اور اودہ اور سوانح صوبہ
[illegible] وغیرہ کے محل مین انشاء اللہ دفتر سوم مین تحریر ہوگا القصہ والدہ بندہ [illegible] زینت محل اپنی بی بی
[illegible] ہے جو کہ شاہزادہ عالی گہر کی والدہ تہی دروازہ پر طلب کر کے شاہزادہ کا ہاتہہ اونکے ہاتہہ مین
[illegible] نیشن کر زمین [illegible] پیمان لیا والد مغفور نے اسکی رفاقت مین کہ ہر بیت کی چنانچہ حال سر
[illegible] وقت انشاء اللہ بروقت موقع ذکر ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ بیر والد کو اپنا
[illegible] سمجہتے [illegible] صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہوتا تہا اور باوجود کہ شاہزادہ [illegible]
[illegible] خدا مین حاضر و غایب ساتھی رہتا تہا اخوان و اولاد کے مراعات مین [illegible]

الہ آباد سے بد ہواب اور زیادہ ترغیب دیتے اور اپنی رفاقت کی عزیمت اظہار کرنے لگا
اور کہا کہ آپ مجھسے پیشتر جاکہ مصدر شورش ہوں متعاقب بندہ بھی آتا ہے شاہزادہ عالی گہر
کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولیعہدی پر مشہور رہے اور اعتماد الملک کے خوف سے
آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس میران پور کٹھورہ میں
ہے طلب کرنے کے سردار بنائے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جیئے محمد قلی خان نے عرایض
نیاز متضمن استدعا سے نہضت اور مشعر ارادہ عزیمت بنگالہ کے مکرر شاہزادہ کو تحریر
کیں شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقا کے عازم الہ آباد ہوا بنا برا راجہ سندر سنگہ
کی عرایضات والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور میں بدرخواست تشریف آوری اس
ملک کے کی تہیں راجہ کو بھی فوج و غیرہ سامان حرب کے سرانجام میں رغبت
تھی تاکہ جو کوئی آوے اوسکی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان
سے لے پہلوان سنگہ کو بھی اس مقدمہ میں اپنا شریک کر لیا تھا درحقیقت نہایت
شجاع اور غیرت دار اور حق شناس تھا اگر اجل سے امان پاتا اور متانت سے کام کرتا
گو جو کچہ مقدر تھا ہوا مگر کچہ نہ کچہ ضرور ظاہر ہوتا افسوس کہ موت نے فرصت نہ دی
راجہ رام نراین کے دیکھنے کو قلعہ لگاری سے برآمد ہوا اور تعبیہ سپاہ کر رہا تھا ناگاہ
بسنت پنچمی کا دن آیا شیخ غلام غوث جماعہ دار قدیم جو کہ شیخ عاصم قدوائی لکہنوی تھا
اسکو سندر سنگہ بہت عزیز رکھتا تھا اور اوس سے اکثر معرکوں میں جرأت دیکھنے میں
آئی اوسنے اکثر حسب تدبیر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو اوسکو خواہش ہوتی
فرزندانہ ناز سے لیتا تھا کچہ روز گذرے تھے کہ ایسی ہی سماجت کرنے پر سندر سنگہ
نے اپنی مجلس میں کہا تھا غلام غوث باپ کیطرف سے بڑے شجاعت اور دیگر خوبی رکھتا ہے
لیکن یہ سماجت کرنا اپنی ماں کے جانب سے سیکھی تھی اور ماں اوسکی کنچنی تھی یہ کلمہ
غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہتا تھا کہ اس برہمن کی موت میری ہاتھ ہے
خیر وہ گذر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا سندر سنگہ نے کہا یہ سماجت خوب
نہیں ہے مجھے مہلت دو میں روپیہ تجھکو ملیگا اوسنے کہا کہ آج ضرور لونگا جب روپیہ ملجائیگا
اوٹھنے دونگا سندر سنگہ نے چاہا کہ اوٹھے غلام غوث نے دامن پکڑکر کہا کہ بیٹھ اور روپیہ
دے سندر سنگہ نے کہا کہ کیوں دماغ پریشان کر رکھا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کا

کی امانت پر رہی اور بخشی اشرف خان بھی سہمن یہ نوبت ہوئی کہ بڑی ذلت و خواری مین مقید ہوا اگر
کوتوالی گہین میر کاظم خان کے قتل کو دو تین برس گذرے تھے کہ آمد آمد شاہزادہ عالی گہر عالمگیر ثانی
کہ جو بعد احمد شاہ کے عماد الملک نے اسکو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تا ہنوز کہ شہزادہ
مذکور مع محمد قلیخان معروف مرزا کوچک ولد مرزا محسن برادر زادہ صفدر جنگ یہانتک کہ ناشتہ سپاہ
فوج لازم عظیم آباد کو ایک جربہی ندیا تھا اور جینا آپنا ساری شیبلکہ دار الامارة کا محاصرہ بھی ہو گیا تھا جب یہ خبر
پہونچی میر محمد جعفر خان گہبرا گیا فوراً تسیقدر وجہ تنخواہ تقسیم کر کے شورش برخاستہ کو فرو کیا

ذکر آمد آمد شہزادہ عالی گہر کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مراجعت کرنا بی نیل مقصود محض نادانی سے اور بحال اور برقرار رہنا حکام اس دیار کا بتائید یزدانی سے

رام نراین نایب ناظم عظیم آباد چونکہ پیدائشی مکر و تذویر اسکے مزاج مین تھی میر محمد جعفر خان اور اوسکی
اولاد سے صاف تھا لیکن بنظر توسل انتشی کے ظاہر مین کوئی امر موجب نقض عہد ہو نہین کر سکتا
تھا اور باطن مین خوش تھا اور وقت فرصت ڈہونڈہتا تھا راجہ سندر سنگہ اور بہادر سنگہ
بہی بمقتضاے حق پرورش مہابت جنگ کے خاندان کو رستے راضی تھے اور جوانان اسمعیل
خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کج خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا مین سراج الدولہ
کی نادانی سے استخفاف اسکا کہ امانت اعزہ اسکیکو پہونچائی ساتھہ ازال اوسکے راضی ہوئے
اور گمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان کہ زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھے ہوئے ہے کہانتک
اوسکی خوے بو کہ اسمین نہو گی اس سے آلئ تھے جب اسکے اور اوسکے بیٹے میرن کے وضع اور
اطوار دیکھے عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت و افسوس کہاتے تھے اور رحمۃ اللہ علیہ ناشر
اللہ دل کی شکل کہتے سب ہر نوع لطیفہ و نانیون اور نظارے محمد جعفر خان کی سخاوت مہابت جنگ کی مال دہی مین جو وقت
جنگ مشہور تھی سب جاتی رہی قدر دون کا نام اسکے بخل کے رو برو دکھ گیا کہتے ہین کہ کسی نے کہا
کہ بواعث آپکا جود و کرم جو مشہور تھا کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ مین مال
بیگانہ مفت تھا کرم داشتن کا بہانہ تھا اب اپنے مال کو برباد کرنا دل نہین قبول کرتا غرض
سے کہ یہ کیفیت مفصل محمد قلیخان ناظم الہ آباد برادر زادہ صفدر جنگ کے کان مین
پہنچی تھی ہر چند یہ بھی بے مغز تھا مگر جرأت بہت تھی سنتے ہی بنگالہ عظیم آباد اوڈیسہ کے تسخیر
شجاع الدولہ پر ظاہر کیا وہ مدت سے یہ چاہتا تھا کہ کسی طور محمد قلیخان

اوسکا کام تمام کرنا لہذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی
تتنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ بہی اوسوقت حاضر تھا وہ بہی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابہی اجل نہ آئی تہی حق تعالی
نے ایسا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نرکہتا تہا
لیکن باندیشہ اظہار حال کے ممانعت بہی نکر سکتا تہا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ نجادونے اوسوقت
نہایت متحیر ہوا کچہ نسوجہی کہ کیا کرون تاآنکہ میر کاظم خان دو تین قدم پر جاکر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل
راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ تتنگ
اوڑائیے جبتک کہ وہ یہان آوین مرزا عبد اللہ نے باہر جاکر تتنگ اوڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر
نے یاوری کی ورنہ یہ تیدہ خدا بہی عبث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ
از دل بیرحم تو تقصیر نبود؛ بہرحال میر کاظم خان نے اوس تہوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل
کی ملازمت کرائی بعد ازان آمدہ ہوا افاغنہ لکہ کو واسطے قتل کرنے اسکیکے کہڑے تہے منہہ تکنی رہگئے اور جب وہ
سی لکلکر پالکی مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کرکے نیچہ اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری
طرف سے نکل گیا بعد ازان تلوار وچہری سے اوس بیچارہ تن تنہا کا بدن پارہ پارہ کر دیا اللّٰہم الحقہ
بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ ماجرا سنکر متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے آغوش مین لیکر زندگی
دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تہا کہتا تہا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو
اس حال سے واقفیت تہی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کرکے کہتا تہا کہ جناب عالی
جو جاہین فرماوین مگر فی الحقیقت مجہے تو کچہ اطلاع نتہی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات
نجف اختیار مین سے ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی
بہن کے بطن سے تہا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہائے ایران سے تہا سلسلہ اسکا میر میرانان
سے ملتا ہے اور ہندوستان مین بہی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی
نعمت اللہی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تہا میر میرانان
صاعدیان باوشاہ ہند و باوشاہ نشان بعد اس سانحہ کے مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گہسیٹی
اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النساء زوجہ سراج الدولہ اور
دختر سہ چہار سالہ اونکے مقید ہوئین باوجودیکہ سوائے حقوق سابقہ کے حال مین بہی جبکہ
سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو معتوب کیا تہا بی بی گہسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی اسیر جعفر خان

اوسکا کام تمام کرنا لہذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی
تشنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ بھی اوسوقت حاضر تھا وہ بھی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابھی اجل نہ آئی تھی حق تعالی
نے اپنا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا
لیکن باندیشہ اظہار حال کے ممانعت بھی نکر سکتا تھا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ بجا دے اوسوقت
نہایت متحیر ہوا کچھ نسوجی کہ کیا کرون تا آنکہ میر کاظم خان دو تین قدم میر جا کر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل
راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ تشنگ
اوڑائے جبتک کہ وہ مہمان آدین مرزا عبد اللہ نے باہر جا کر تشنگ اوڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر
نے یاوری کی ورنہ یہ تیدہ خدا بھی عبث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ٭ ورنہ ہیچ
از دل بے رحم تو تقصیر نبود ٭ بہرحال میر کاظم خان نے اوس تہوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل
کی ملازمت کرائی ہنوز آدم ہوا فاخنہ لگ کر واسطے قتل کرنے اسکیکے کہڑے تھے منہہ تکتے رہگئے اور جب وہ
بھی لنگکر پالکی مین سوار رہا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کرکے نیچہ اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری
طرف سے نکل پڑا بعد ازان تلوار وچہری سے اوس بیچارہ تن تنہا کا بدن پارہ پارہ کر دیا اللہم الحقہ
بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ ماجرا دیکھ متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے آغوش مین لیکر زندگی
دوبارہ کی مبارکبادی دی اور اسپنے کامیابی پر خوش تھا کہتا تھا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو
اس حال سے واقفیت تھی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کرکے کہتا تھا کہ جناب عالی
جو جا بین فرماوین مگر فی الحقیقت مجھے تو کچھ اطلاع نتھی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات
نبی مختار مین سے ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی
بہن کے بطن سے تھا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہائے ایران سے تھا سلسلہ اسکا میر میران
سے ملتا ہے اور ہندوستان مین بھی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی
نعمت اللہی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تھا سے میر میران
صاحب دیوان ٭ بادشاہ هند و بادشاہ نشان ٭ بعد اس سانحہ کے مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گھسیٹی
اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النساء زوجہ سراج الدولہ اور
دختر سہ چہار سالہ اونکے مقید ہوئین باوجودیکہ سواے حقوق سابقہ کے حال مین بھی جبکہ
سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو معتوب کیا تھا بی بی گھسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی امیر جعفر خان

سے ملازم سرکار گرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر رشد اور تمیز کے جو کہ جبلے اوسکو حاصل تھے
مراتب اعلے پر فایز ہوا صمصام الدولہ کی سرکار کا مدار المہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد
کا آشفتہ اور وہان کی وضع کو برہم پایا اوس شہر مین اپنی سکونت لائق حال نہ دیکھی
دیوانی عظیم آباد اور قلعہ داری رہتاس اور خدمت محالات جاگیر صمصام الدولہ
مذکور کو اپنے نام سے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد ورود میر محمد جعفر خان
عظیم آباد مین آکر اول راجہ رام نراین سے ملاقی ہوا اور اوسکے توسل سے میر محمد جعفر خان
کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا دریافت کر لیا کہ راجہ رام نراین دوسرے
کا دخل اس صوبہ مین بسبب دوستی خواجہ محمدی خان کے جو کہ پیشتر جاگیرات
صمصام الدولہ کی اوسکے سپرد تھین نہین چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان ہر امر سے غافل
ہی لہذا بر وقت معاودت میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی رفاقت
اختیار کی اور تحفجات کے پیشکش کرنے سے اتحاد پیدا کرکے اوسکے ذریعہ سے خاطر خواہ
مراد حاصل کی اور سندا ور احکام اس بار مین کہ دخل دلانے و مدد کرنے مین معذور
ہوا بنام راجہ رام نراین کے بمہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان
کی بھی مہر حاصل کرکے عظیم آباد آیا اور اپنے امور مین جیسا کہ چاہیے دخیل ہوا اور اپنے
حسن سلیقہ ذاتی سے رام نراین کو بھی چند روز مین راضی کر لیا اور اوسکے دل مین ایسا کہب گیا کہ
وہ کسی امر مین بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا الغرض ساتھ کام اور آرام اور احتشام
تمام سے بسر کرنے لگا ــــ

باقی حکایت معاودت کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کی کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی پاس سے اور اور حالات کا بیان

نقی علی برادر بندہ بپاس اخلاص بہار تک مشایعت میر محمد جعفر خان کی کرکے واپس ہوا اور بندہ کو ہر چند میر کاظم خان
بخشی نے سماجت کی اور کہتا رہا کہ ہمکو واسطہ ناظم وقت اور اوسکی اولاد سے نہوگا مگر کبھی کبھی ایکمرتبہ دربار
جانا پڑیگا پانسو روپیہ مدد خرچ ماہواری آپکو دونگا لیکن منظور نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان ناقدردان تھا
اوسکی حضور مین جانیکو دل نہین چاہتا تھا جو کہ راجہ رام کی امید تھی بہر صورت چونکہ مقدر تھا بندہ بکیمہ پورتک
میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کی خیمہ مین جاکر اور دوستوں سے مرخص ہوا جس دن کہ لشکر کا کوچ بارہ کو اور
میر محمد جعفر خان قصبہ بہار کو عازم ہوا بندہ اپنی غریبخانہ کو لوٹ آیا منجملہ سرداران انگلشیہ جو میر محمد جعفر خان کی ہمراہ آئی تھی

ین ناکہ دستخط کردون تقی علی خان سے اونکا مافی الضمیر دریافت کرکے سوال
پیش کیے اوسنے راجہ رام نراین کے نام دستخط کردیے دونوکو خوشنود رکھا
اور چند روز چہل ستون مین آکر رہا اور رسوم ایام ہولی کے انجام ہوے
جب دوتین روز اوسکے موسم کے باقی رہے ریگستان دریاے گنگا
کے درمیان مین جہان ایک چھوٹا سوتا بہتا تھا عبور کرکے سراپردہ برپا کیا
اور ہولی کا زور و شور مثل روز محشر قایم کیا اور روز معہودہ کے آخر روز تک
جیسا کہ اہل ہند عبیر و گلال اور خاک اوڑاتے ہین اور اوپر روے و سے
ایک دوسرے کے خاک ملتے ہین اور اس روز کا اور خاک اوڑانے کا
نام دہولینڈی رکھا ہے اسی طرز و وضع پر روز معہودہ تک اوسنے بھی کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور یہہ امر بھی جو ہندوستان مین ہے کہ سوانگ وغیرہ نام
ہین کمال سرخروئی سے ہوا اور داد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی خوبیان
عظیم آباد آیا اور وہان سے عازم مرشد آباد ہوکر اول بہار کے قبرون کی زیارت
خصوصا شاہ شرف بن یحیے منیری کی مزار کی زیارت کی یہہ شخص ہمیشہ سے
آرزوے کباب گوشت گاو روغن سرشف کے تلے ہوے کہانے کی تمنا
کرتا تھا جو وہان کے تاڑی نوشون کی غذا تھی کہاتا تھا اور کہتا تھا کہ وہان جاکر
خاطر خواہ خورد و نوش ہوگی سنا گیا کہ بعد پہونچنے قصبہ بہار کے سکان
قصبہ مذکور سے جو کہ پخت و پز کباب مین شعور دار تھے فرمایش کی اور ہر ایک
نے بنا بنا کر حاضر کیا اور بعض نے اونہون مین سے تحسین و آفرین
اور شکر گذار ہوے

تذکرہ راجہ راو شتاب راے کا احوال سابقہ سے اور اون
کا بیان اس دنیاے دون ناپایدار مین

... اول بیوتات نویس خانہ آقا سلیمان خدم گزین فاندوا ...
... مرزا غلت الصدق امیر الامرا مذکور کا تھا اور نہایت ...

خلاصہ یہہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضا جوئی کرنیل کلیف اور بحالی رام نراین کی کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اپنے اظہار ارادہ سے نادم ہوکر رام نراین کے دلجوئی مین مصروف ہوا ہرچند اوسکے دلمین کوئی کینہ اور قصد عزل و نصب نا ہو ولیکن خوب سمجھتا تھا کہ مقدمہ ہندوستانیان ناانجام بین نہین ہے اس امر مین اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہوگا خدا معلوم کہ طول کہان تک ہوجاے اور انجام کار میرا بھی سر اس سودا مین جائے لہذا اپنے بہائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ وحسب طریق بزرگانہ جیساکہ چاہیے وعدہ عطایا سے خوشنود کرکے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران مین سے لیا اور کامگار خان اور میر جعفر خان کی تئین ابتداے تسلط سے بامید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو عرائض نیاز ارسال کیا کرتا تھا بامید داد یاسنے راجہ سندر سنگہ کے مقدمہ مین حسب الطلب حضور مین آیا اجکل کا وعدہ ہوا کرتا تھا راجہ سندر سنگہ نے اپنے دانائی سے رام نراین کے توسل مین میر جعفر خان کو بھی مثل دیگر عوام کے جانتا تھا اور ہان کبھی کبھی دربار مین اوسکی آتا جب رام نراین کا مقدمہ ظاہر ہوا اور اوسکا استحکام بخوبی ہوگیا کامگار خان بموجب ایماے رام نراین کے اور بموجب مرضی راجہ سندر سنگہ کے مقید ہوگیا اور عجب مخمصہ مین پہنسا دیکہیے یہہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو نہین دیکہہ سکتا ہے اور خوشی مین سامان رنج کے دکھلاتا ہے اور طرح طرح کی غم دکھاتا ہے میر محمد جعفر خان نے جیساکہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہوکر فقراے قلندر کا ہجوم کیا اور اچھا اچھا طعام کہلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور بعد ازان جشن ہونے کی طیاری ہوئی کپڑے رنگین سنے لہو ولعب شروع کیا اس عرصہ مین رام نراین نے جو کہ بندہ سے متوجہ تھا دربارہ واگذاشت جاگیرات قدیم پرگنہ چپلا اور داماے مونگیر اور دیہات بنی نگرا اور مولا نگر کے عرض کیا میر جعفر خان نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ کو جو ہمیشہ دربار مین آمد رفت رکھتا تھا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضاے آشنائی سابقہ کے توقع تعظیم رکھتا تھا اور بالفعل بھی سر نو مصاحبت مین امیدوار کار رہتا چاہا کہ دفع کرے پس نقی علی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جاگیرات کے بارے مین کچھہ منظور ہو سوال

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان بخشی کے مکان مین رہنا اور دلگی مین عمر
گذارنا ہر چند اوسوقت مین عسرت اور تہیدستی بدرجۂ نہایت تھی لیکن یہہ شعر جناب
شیخ علی حزین اسکنہ اللہ تعالے نے اعلے علیین کا ورد زبان تھا ؎ مطرب سماع
برکش و ساقی شراب دہ + ایام را بمال و فلک را جواب دہ + میر جعفر خان کو میرزا شمس الدین
سے پرانی آشنائی تھی بلکہ عہد سراج الدولہ مین جب میر محمد جعفر خان مضطرب
ہوا اسیقدر روپیہ بھی قرض دلوایا تھا اسوقت مین کہ میر جعفر مالک خزائن و
دفائن سراج الدولہ ہوا مرزا جی متوقع ہوے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ
اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ جو ہاتین ہمنے میر صاحب سے کین اگر والد بزرگوار
انکے زندہ ہوتے تو وہ بھی شاید کہ اسقدر سلوک انکے ساتھ کرتے مگر
برعکس دیکھنے مین آیا دینا لینا درکنار خلوت مین بار رنیا تا تھا بدین خیال کہ چونکہ
مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع تپاک تھا ایسا نہو فرصت پاکر کلمات کسرشان گو
کہہ اوٹھے ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان نے عذر کیا
تاکہ اول سے اوسکی زبان بند کرے کہا کہ مرزا صاحب ہمنے آپکے احسانات
فراموش نہین کئے اور تمہارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھڑی غافل نہین
ہین لیکن کیا کیا جاوے کہ زر موعود صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات
سرانجام دینا ضروریات سے ہے جسوقت اس مہم سے فراغ ہوتا ہے آپکی
خدمتگذاری سے قاصر نہونگا مرزا کہ دل سوختہ اور تنگی چند ماہ مین اسیر تھا کہنے لگا
نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمائیے کہ مجھے رقت آتی ہے کیا کرون
افسوس اور صد افسوس کہ سراج الدولہ نے میرا گھر لوٹ کر بیچراغ کردیا ورنہ مین اسوقتبین
بھی خدمتگذاری سے مقصر نہوتا۔ میر محمد جعفر خان کو جواہرات سے نہایت سود تھا کیونکہ مدت
ایک مدت کے ہوس کرتے گذری تھی اب سراج الدولہ کے خزانہ سے ہاتہ لگا نہایت گران تھا چنانچہ دونو ہاتہ
مین جواہر ین سمرن ایک ایک ہاتھہ مین چھہ چھہ سات سات پہنتا تھا اور مالہ مروارید بھی تین
چار گردن مین ڈالتا تھا اسی ہئیت سے اوس روز بھی بیٹھا تھا مرزا نے کہا کہ چند سنگ ریزہ
جو دست و گردن مین حمایل ہین آپکی بہا بیہ قیمت نہین کہ خود بدولت کے کام آوین
ہان اسقدر رہین کہ اگر نہین ہاتہون سے اس مخلص کے طمانچہ لگاتے نہایت

اوسنے سنا کہ حافظ عظیم خان کے واسطے بھی ساعت سعد بتلا کر روانہ کیا تہا اس کلام سے شخص مذکور منفعل ہوا بمجرد شرمندگی کے اوسنے حکم دیا کہ اسکی ناک کاٹ لو تا کہ اسکی خود بینی لوگون پر ظاہر ہو بمجرد حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے مع کل لشکر کے عزیمت عظیم آباد کی۔

ذکر مراجعت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیف وغیرہ سے اور محفوظ رہنا اوسکے شر و فساد سے اور پھر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال مسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اوسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور یہ سمجھا کہ اوسکی بہلائی فرقہ انگلشیہ کے موافقت ہین ہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے توابعین کے قول و فعل کا اعتقاد تہا اور یہ بھی جانتا تہا کہ یہ سب محسن کش ناقدر شناس ظالم خدا ناترس ہین کچہ اپنے قول و فعل کا انکو خیال و پاس نہین ہے جو اطوار تو دولتان بدکردار کے ہوتے ہین اور بد وقت جسطور پر اور روش پر قدم دہرتے ہین ویسا ہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لاچار گنیدا مل کو اپنا وکیل بنا کر کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیف کا دستخطی اور مہری خط میرے واسطے لا دو تا کہ بندہ مطمئن ہو کر اوسکے خدمت مین حاضر ہوا اور مسودہ درست کرکے اوسکے حوالہ کیا گنیدا مل نے میر جعفر خان کے پاس جا کر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہین ہوتا اگر انکی طرف سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ مقدمہ جلد فیصلہ ہوتا ہے اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گنیدا مل نے منشی سے ملکر مسودہ درست کرا کر دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نرکہتا تہا اور نیز نشہ بنگ علاوہ اوسپر کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کسیطرف متوجہ نہین ہوتا تہا اوسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر بیدماغی کرکے متوجہ دیکہنے اور پڑہنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو اونہون نے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیف سے لکہوالاؤ گنیدا مل نے جلد جا کر کرنیل کلیف سے موافق مسودہ خط لکہوالیا اور کرنیل نے مسودہ اپنے پاس رکھہ لیا اوسکا مضمون یہ تہا کہ آپ دلجمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور عہدہ

اوسنے سنا کہ حاضر علیخان کے واسطے بھی ساعت سعد بتلا کر روایا تھا اس کلام سے تخفیف مذکور
منفعل ہوا بمجرد شرمندگی کے اوسنے حکم دیا کہ اُسکی ناک کاٹ لو تا کہ اُسکی خود بینی
لوگون پر ظاہر ہو بمجرد حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے مع کل لشکر کے عزیمت
عظیم آباد کی۔

ذکر ہے نہضت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیف وغیرہ سے اور محفوظ رہنا اوسکے شر و فساد سے اور پھر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال حسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اُسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور یہ سمجھا کہ میری بھلائی فرقہ انگلشیہ کے
موافقت مین ہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے توابعین کے قول و فعل کا اعتبار نہ تھا
اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہہ سب محسن کش ناقدر شناس ظالم خدا ناترس ہین کچھ اپنے قول و فعل کا انکو
خیال و پاس نہین ہے جو اطوار تو دولتیان بدکردار کے ہوتے ہین اور بد وضع جس طور پر اور
روش پر قدم دہرتے ہین ویسا ہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لاچار گلینڈامل کو اپنا وکیل بنا کر
کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیف کا دستخطی اور مہری خط میری واسطے لادو تا کہ بندہ مطمئن ہو کر اوسکی
خدمت مین حاضر ہوا ور مسودہ درست کر کے اوسکے حوالہ کیا گلینڈامل نے میر جعفر خان کے
پاس جا کر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہین ہوتا اگر انکی طرف
سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ مقدمہ جلد فیصلہ ہوتا ہے
اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گلینڈامل نے منشی سے ملکر مسودہ درست کرا کر
دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نرکہتا تھا اور نیز نشہ بنگ علاوہ اوسپر
کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کیطرف متوجہ نہین ہوتا تھا
اوسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر بیدماغی کرکے متوجہ دیکھنے اور پڑہنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو
اونہون نے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیف سے لکہوا لاؤ
گلینڈامل نے جلد جا کر کرنیل کلیف سے موافق مسودہ خط لکھوا لیا اور کرنیل نے مسودہ
اپنے پاس رکھہ لیا اوسکا مضمون یہہ تھا کہ آپ دلجمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور وجہ

کہ متعہد ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور مدہوش تہا خصوص اِسوقت مین کہ دولت و اقبال سے نے سازگاری کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا تہا لہذا راضی ہوگیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالدار قدیمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قرابتی ہے چنانچہ ذکر اوسکا لڑائی شوکت جنگ اور سراج الدولہ مین تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے بنابر تالیف قلوب افزائش رسالہ اور بعض افواج بخشیگری پر زیادہ کرکے خادم حسن خان کی مددپر مقرر فرمایا—

ذکر ہے جانے خادم حسن خان کا پورنیہ مین اور حاضر علیخان پر فتحیاب ہونا اور جمانا وہان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود تو راج محل مین مقیم ہوا خادم حسن خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسنے فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کرکے عبور گنگا کیا اور اپنی مہرخاص سے مراسلات بنام روساے سپاہ اور رعایاے پورنیہ کے جنکو وہ شناس رکہتا تھا متضمن وعدہ و تہدید اور تالیف قلوب تحریر کیئے حاضر علیخان اور اچل سنگہ مغرور ذبملاحظہ اژدحام چہہ سات ہزار پیادہ برق انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ کے جوکہ بمنزلہ عالبا اور اوس دیار کے تاثیر آب ہواسے چین اعلی رکہتا تہا بارادہ مدافعہ خادم حسن خان کے جاے مناسب پر سنگر اور مورچے بنواے اور رتن پان ناشہ نجومی نے اپنے علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا نوید بہیجکر اطراف مورچال کے بتجویز خود مقرر کردی اور حاضر علی خان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے سنگر مین جا ٹہرا رفقا کو زر و مال دیکر تالیف قلوب کی جب خادم حسن خان قریب آیا دونو طرف خوف چہایا خادم حسن خان نے خود استمداد فوج کی میر محمد جعفر خان سے کہا اور جابجا عرضی لکھکر اطلاع کی کہ حسب وعدہ کسیقدر فوج اعانت پر روانہ کیجاوے سپاہ پورنیہ کے قلوب مین تزلزل پیدا ہوا کسیقدر براہ فرار مفتوح ہوئی اور اکثر لت کو خوف کہا کہا کر اسپنے گہر کی راہ لینے لگے تا آنکہ جماعہ حاضرین مین قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

ہو بلکہ بعض کو جنہ تحریر کیا کہ سراج الدولہ کے جانی کو جبلرت ممکن ہو مجھ تک پہونچا ورنہ اگر
میر محمد جعفر خان نے جو دیکھا کہ رجوع سپاہ کا رقبہ دولبہ رام کی طرف ہی اور فراوانی زر سے بھی گروا اسکی
مضبوط تر او سے چارہ کو قتل کا روادار ہوا بہرحال اسکو قتل کرکر اس بزم مین فارغ البال ہوا میرن مذکور نے
اسے نہین بجاے شہامت جنگ کے سمجھکر اوسکے محلہ کو اپنا محلہ بنایا چنانچہ جا بھی معدی حرم
کو داروغہ دیوانخانہ اور راجہ راج بلبہ بنگالی جہانگیر نگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان
جو کہ اسے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تھا حقیقت مین کچھ نہ تھا کیونکہ اسکی
قرابت کی صورت یہ ہے کہ سید خادم علیخان ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے
خواہر کا شوہر تھا اور خادم حسن خان اوسکے بطن سے نہین بلکہ دوسرے کسی
عورت سے جو کشمیری تھی پیدا ہوا اسوجہ سے اوسکی خواہرزادگی مین مفاخرت کرتا تھا
اور بواسطہ پیوند قرابت اور یگانگیت اوسنے میر محمد جعفر خانکے ساتھ بسبب امارت اور حکومت
کے قرار دی تھی والا جیسا کہ بندہ مورخ نے لکھا ہے اوسیقدر ہے کچھ اسکی اصل نہین ہے
اور یہ ہر مجلس مین میر محمد جعفر خان کو کاموکے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج
او رمبنی تھا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشا بینی اور عیاشی مین دونوا ہم شریک
اور جو کام کہ نہ کرنے تھی اور مطعون زبان خواص وعوام ہونے کے ان دونو کو ربط ضبط تمام تھا
لیکن یہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب مین ہوشیار اور
سبک سری اور ہمیزی مین غالب اور حرکات بیجا نہ زیادہ رکھتا تھا چونکہ صولت جنگ کی
کے نوکری مین مدتون پورنیہ مین رہا اور وہان کے داخل وخارج اور راہ ورسم سے
بخوبی ماہر تھا وہان کی حکومت کا آرزومند تھا اور اوس رفاقت کے عوض مین جو
یہ وقت خوف سراج الدولہ کے میر جعفر خان سے ہوگئے تھے اور فی الحقیقت اوسکی
پناہ مین لب کیا کیونکہ سراج الدولہ خادم حسن خان سے بھی بدگمان اور اوسکے
اوراخراج کا خواہان تھا توقع رکھتا تھا کہ چون خداوند تعالے نے تمکو یہ ملک و دولت
عطا فرمایا ہے گوشہ پورنیہ بندہ کو عطا ہو جب حاسنر علیخان کا ہنگامہ شروع
ہوا اور میر جعفر خان افغانے کی نائرہ فساد کو آب ہوا خادم حسن خان نے جو
معدود رکھتا تھا اسباب امارت بقدر حاجت آراستہ کیے کہ میر جعفر خان سے
جا ملا اور بشیاخطا کرے کہ حکومت پورنیہ کے اس شور و فساد کے فرو کرنے کا

پرگنہ تاج پور اور دہرمپور اور گوندوارہ اور گندہ گولہ وغیرہ کا متعہد ہو کر زر و نام حاصل
کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جسکو البتہ نو برس منقضی ہوے
دونون سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے نہ تھے پورنیہ کے لوگ
مانند رعایا سے بنگالہ کے نہایت ناصبر اور ہر شخص کے مطیع ہوتے ہین حاضر علیخان اور
اچل سنگھ نے نہایت سفاہت سے وہان کی سپاہ کو متفق کرلیا اور نایب موہن لال
دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کرلیا اور حاضر علیخان کو مسند ملی اور اچل سنگھ اوسکا
دیوان اور مدار المہام ہوا فی الحقیقت حاضر علیخان کو نام کے واسطے مقرر کیا باقی کل کار
و معاملات اوسی ہندو کے اختیار مین تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نراین نایب ناظم
عظیم آباد پر اعتماد نتھا وہان کا جانا اور ازجانب دلجمعی بہم پہونچانا مناسب سمجھتا تھا
کہ اسپنے ہی راے پر کار بند تدبیر ہو لیکن خدا تعالے کو منظور نظر نہ تھا
کہ اس عرصہ مین پورنیہ کے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دو تو جگہ کے انتظام کو باگ اوٹھائی
اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہے اصل یون ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے
واقع ماہ صفر سنہ ۱۱۷۱ ہجری نبوی کو نہضت کرکے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو
مرشدآباد مین نایب رکھا اول منزل مین میدان بہمنا مقام ہوا میرزا محمد مہدی برادر حقیقی
سراج الدولہ سے جو کہ قید سخت مین تھا اندیشہ ناک ہوکر حکم قتل صادر فرمایا مشہور ہے
کہ اوس بیچارہ کو تختون مین جو کہ شال دوشالہ پر لگا کر باندھتے ہین شکنجہ کیا اور اوسی کشاکش
مین مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور یہہ بھی سنا گیا کہ زہر قاتل سے
مسموم ہوکر مرا تھا خواہ اسطرح سے اوسکی روح نے تن کو چھوڑا خواہ اوسطرح سے زہر دیا گیا وبال اس بیچارہ بے جرم کا اس شقی کی گردن پر رہا
اور بعض معتمدین کہتے ہین کہ اسکے قتل کا سبب راجہ دولبہ رام کا انحراف ہوا جو کہ اندک
مدت مین صحبت ہندگر ناچاق ہوئی شاید سبب یہہ ہے کہ راجہ دولبہ رام چونکہ متصدی عمدہ
مہابت جنگ اور مثل راجہ جانکی رام کا فرزند تھا اور اپنے آقا کے عہد مین صاحب پالکی
جھالردار اور نوبت کا تھا اور میر محمد جعفر خان نے اسکے زیر سایہ حمایت رہکر اسے خیانت
بخشی گری سے حفظ پایا سپاہ پر احسان رکھکر خود نفع اوٹھائے راجہ مذکور اپنے جان و آبرو
کے خوف سے جو سراج الدولہ کے جانب سے تھا اول میر محمد جعفر خان سے شریک
نہوا اور آخرکار اپنے دل مین میر جعفر خان کی اطاعت سے نادم ہوکر میرزا مہدی کی فکر مین

دیوان شوکت جنگ سے ذخیرہ پورنیہ مین فروخت کرکے ولد موہن لال یا اوسکا نایب وقید
کیا اور خود وہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خبر آمد آمد میر محمد جعفر خان کی مرشدآباد سے
گرم ہوئی اور شہرت عام ہوا اور دریافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ اٹھانے نائرہ فساد اور
تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوے ہین جسکی تفصیل آیندہ تحریر ہوتی ہے۔

میر محمد جعفر خان کا عزیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر انتظام عظیم آباد اور تالیف راجہ رام نراین وغیرہ کے

جب مرشدآباد مین انقلاب عظیم اور فتنہ جسیم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال مین مصروف
ہوا راجہ رام نراین کو بھی پہلوان سنگھ اور راجہ سندر سنگھ وغیرہ نے بہ دلالت اور
ترغیب دی کہ اپنے ولی نعمت اور خداوند زادہ کے انتقام پر لشکرکشی کرے مگر توفیق
وجرات نے رفاقت نکی ہرچند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تھا
مگر مصالحت مین زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان
مع اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھا بے خبر اور بے وقت اول صبح کو
رام نراین کے باغ مین داخل ہوا نے کے سے بے پرسش مانند بلاے ناگہانی اور
قضاے آسمانی رام نراین ایسے حرکات اور جرأت اور دلیری سے بے وقت
سے متوحش ہوکر دوسرے باغ کی عمارت مین جو اسکے ضمیمہ مین تھا جا بیٹھا اور دونون
ہواخواہ بھی وہان مجتمع ہو گئے اور گلہ اس طرح کے آنے کا کیا اور رام نراین نے بھی ندخواہی کی
اور اس امر کی معذرت کہ اسوقت ملاقات نہوئی زبانی کسی شخص کے کہلا بھیجا اور میر محمد کاظم خان
اور اوسکے جانے سے بدگمان ہوکر اپنی مجلس مین انکی شکایت کرنے لگا تا آنکہ میر شرف الدین
بہانہ دار جو کہ شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے ملازمین مین تھا اور بعد اونکے مہابت جنگ او
سراج الدولہ کا رفیق رہا اور نیا رفیق میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور رسمی آیندہ امل جگت سینہ کا
گماشتہ رام نراین کے دعوی مین مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے ہوگیا
اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا درم خریدہ اور اوسکا داروغہ دیوانخانہ تا بعد
گماشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط میر موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پیشہ
... کرتا تھا اور نیز اجب سنگھ کایتھ دیوان شوکت جنگ نے خلف موہن لال کو مدینا

جواب عرضی قلم انداز کر کے راجہ رام نراین کے بے خبری پر بڑی ملامت کی اور حکم دیا کہ نقی علیخان کو مع ہمراہیون کے بنارس لوٹا دے اوس وقت نقی علیخان کو میری نصیحت یاد آئی اور ندامت اوٹہائی بحسب قسمت میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان چند سال سے راجہ مذکور کی بخشگری پر مامور تھا اگرچہ مرد ساده تہا اور زمانہ سازی اور خوشامد کی باتین مثل دیگر ابناے زمان اوسکو نہین آتی تہین مگر حق تو یہ ہے کہ بزرگانہ خصایتین خوب رکہتا تھا بندہ کے تیسرے بہائی سید علیخان نے بھی اوسکے پاس جاکر یہہ ماجرا ظاہر کیا کہ راجہ رام نراین نے اپنا چوبدار بہیجا ہے اور ہلوگون کے بنارس لوٹ جانے کا حکم تاکیدی دیا وہ اس حال کی دریافت سے نہایت آزردہ ہوا اور رام نراین کو لکہا کہ ہم ان سے شریک ہین اگر انکا اخراج شہر سے منظور ہے ہمارے بھی نکالنے کی فکر کرو راجہ مذکور نے نہایت عذرخواہی کرکے کہا کہ مجہے ان لوگون سے کچہہ کام نتہا مگر آپ کے برادر صاحب کی بموجب حکم یہہ تعمیل ہوئی اوسنے جوابدیا کہ اونہون نے پوچ تحریر کیا ہے اور سراسر لغویت کی طرف مائل ہوئے ہین اور احسان فراموشی اور نمک فروشی اپنا شعار کیا ہے اوسکا تدارک ہم کرتے ہین تم سے کچہہ کام نہین وہ خاموش ہوگیا اور اس بزرگ نے جو کچہہ اوسکے دل مین آیا زبان قلم کے حوالہ کرکے میر محمد جعفر خان کو لکہہ بہیجا جب خط پہونچا وہ متنبہ اور نادم ہوکر اپنے ارادہ فاسد سے باز آیا اور یہہ بہیجا کہ برادر عینی ہو اور بھی ان لوگون سے ذی مروتی کر نہین سکتا ترحش حاصل ہوگی لہذا درگذر اور سکوت ایسے امر مین مناسب ہے متعاقب بندہ بھی پہونچکر اس ماجرے سے مطلع ہوا اور نقی علیخان نے میرے پہونچنے سے گہبرا آیا کہ مبادا میرے پہونچنے سے میر محمد جعفر خان کو نئے سر سے ملال ہو بندہ نے انکی تشویش دیکہکر دلجمعی کی کہ بندہ اپنے ورود سے رام نراین کو مطلع کرتا ہے اگر اجازت دے مستقیم ہون ورنہ ابھی واپس ہوتا ہون پس رقعہ لکہکر روانہ کیا راجہ نے کمال خوشی مین جواب تحریر کیا بلکہ ملاقات کے واسطے طلب فرمایا اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی بندہ مع برادران اور والدہ کے مقیم ہوا کبھی کبھی راجہ مذکور کے دربار مین آمدورفت کرتا تہا تاآنکہ حاجی علیخان غلام صولت جنگ مرحوم کے شورش کا غلغلہ پیدا ہوا کہ باتفاق اچل سنگہ کایتہہ

اور [illegible] بیشتر ہی اوسکا نام مٹادیا یارون کہ ہم مین بھی تو مہابت جنگ کی ہمشیرہ
کا چراغ ہون پس کیونکہ یہ ایسے امر کے غفلت اور کاہل الوجودی کو کام دون —
خلاصہ یہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشت وخواند شروع
کی کہ دلیر ہوکر اطاعت مین رجوع ہوا اور وہ بھی زمانہ سازی کے جوابات لکھنے لگا
اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حکیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے
لکھکر اپنے پاس طلب کیا مرزاے مذکور بسبب الحکم سراج الدولہ کے قید تھا بیچارہ مبر
میر محمد جعفر خان کے پاس آیا یہ شخص سابق سے بہ تقاضاے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان
سے ربط اتحاد رکھتا تھا اندنون مین کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ
جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اوسکے قرب سے مجبور و اخراجی تھے
اور عظیم آباد مین گھر تھا اور صغرسنی سے جیسا کہ چاہیے میر محمد جعفر خان سے ربط و
منسوب تھا امیدوار ہوے کہ ضرور عظیم آباد کو جاوینگے کیونکہ خانمذکور والد بندہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا اب بندہ کسی تقریب سے روانہ مرشد آباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان
بندہ کی ملاقات کو آتا بعدہ بندہ اوسکے بازدید کو جاتا تھا اور مین بسبب [illegible]
سن کے جو بندہ سے کہتر تھا خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگون کی طرح
تعلیم اور تکریم سے مجکو مانتا اور پیش آتا تھا جیسا کہ سعادت مندان خرد ہوتے ہین ویسا ہی ہمیشہ
زیادہ ادب سے میرے روبرو حقہ نہین پیتا تھا علاوہ برین نقی علی خان بندہ کو جو [illegible]
بھائی سے میر محمد جعفر خان کو اوس مرتبہ دوستی تھی جسکا ذکر ممکن نہین لہذا اوسکو
یہ گمان ہوا کہ گویا یہ دولت اوسکے گھر آے اگرچہ ہمیشہ بھی نہو تو نیابت صوبہ عظیم آباد
کی البتہ اوسے ملیگی اسی وجہ سے خوشی مبارکباد لکھکر ارسال کی اور خود بھی بنابر
اعتماد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ ملاقات کرکے والدہ اور جمیع اہل وعیال
ولیکن روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ مین اور ہی
ہوا سمائی ولیکن امید تھی کہ بالکل تباہی آئی [illegible] نہایت ذلت مین آیا نیز میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہین کہ
آدمیت کی بو رکھتا ہو اور اوس سے امید اتقاے حقوق سابقہ رکھے جاوے
اسقدر تامل کرکے بنارس مین ٹھہر گیا اور نقی علی خان کو بھی مانع ملازمت ہوا اگر اونکو
نسبت اخوان و شناسان سے کہ عظیم آباد آے جب اونکے ورود کی خبر ناظم وقت کو ہوئی

اور شہامت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیبت جنگ
مرحوم کا واسطے اپنے بہائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور ممالک محروسہ کے ہر سہ
صوبجات مین اکثر جگہہ خطوط دلجوئی اور استقلال کے بنا بر مصلحت تحریر کر بہیجے اور
اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو مع مردمان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری
کیواسطے بہیجا اور میر داوود اپنے بہائی کو بہی جو راج محل مین تہا نہایت تاکید سے تحریر
کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری مین جہد بلیغ عمل مین لائے سراج الدولہ کو تو
دام قضا نے اولجہا رکہا تہا جب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا
داتا شاہ کے تکیہ مین ایک گہڑی کے لئے ناؤ سے اوترا اور کہچڑی پکوانے کا ارادہ اپنے
واسطے اور رنیز اور لوگون کے لئے جنہون نے دو تین روز سے کچہہ کہایا تہا کیا
تقدیر کے کہیل دیکہئے کہ کہان پہنچ لائی ہے اور قضا کے تماشے پر نظر
کرنا چاہیے کہ کس دشمن کے ہاتہہ مین لقمہ کرنے کو دیا ظاہرا اس فقیر
مذکور سے زمانہ دولت و اقبال مین کچہہ ضرر رسانی کی تہی فقیر مذکور کو جو زخم
کہنہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدڑی بچہا کر نہایت تملق اور دلجوئی سے پیش آیا
اور طبخ طعام مین اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادہر انہون نے
آرام کا سرانجام کیا اودہر اوسنے کسی مستعجل کو دشمنون کے پاس بہیجا چنانچہ وہ سب
آگاہی پاتے ہی یہہ مژدہ خدا کی طرف سے سمجہکر بعجلت و سرعت تمام
مانند میر داوود اور میر قاسم خان مع ہمراہیون کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو مع
عیال و اموال کے جو کچہہ پاس تہا گرفتار کر کے شادمان لوٹے بیت ہمینت بسند است
اگر بشنوی ۞ کہ گر خار کارے سمن ندروی + الغرض جب سراج الدولہ نے مکافات
کو بچشم پیش نظر دیکہا جن لوگون کو قابل خطاب نہین جانتا تہا ان کے عتاب کا
متحمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تہا میر محمد قاسم خان نے اوسوقت
مین صندوقچہ زیور لطف النسا کا جو کہ لاکہون کو منفعت تہا وعدہ وعید سے لے لیا
اسیطرح سے جسکو جو ہاتہہ لگا لے گیا اور لوگون نے بہی لوٹ کہسوٹ مین
حتی الامکان کوتاہی کرنے مین دست کو تاہ کیا موہن لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی مین قرب
کی لیتا تہا اور افتخار اور اقتدار کی پہنچا تہا زیادہ موجب عناد و عداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنی

کہ افتد کہ در پایش افتی سے کسے * عدو را بکوچک نباید شمرد * کہ کوہ گران دیدم از سنگ خرد * نہ بینی کہ چون باہم آیند مور * ز شیران جنگی بر آرند شور * نہ موئے ز ابریشمی کمتر ست * چو پر شد ز زنجیر محکم تر است ۔ اب اسوقت کی زر افشانی سے کیا ہوتا تھا پہلے خبر لی جب منعشا کی دل آزاری کرکے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے سب یار ومددگار تمام روز منصور گنج مین بسر کیا اور ہفتم شوال شنبہ کے شب کو جسقدر رکھہ ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النسا اور نیز دیگر عورات کے جنکو دوست رکھتا تھا رتھہ اور رمیانہ کے سواری مین ہمراہ لیکر آخر شب کو گہر سے برآمد ہوا اور راہ نادانی اور احمقی اور جہل کی خشکی کی راہ چہوڑکر بہگوان گولہ کی راہ لی اور وہان سے کشتی پر سوار ہوکر عظیم آباد کی راہ لی اگر کچہہ بہی قوی دل ہوکر مع جماعہ ریزہ کے جنسے گمان رفاقت تہا پیغام بہیجکر اونکو بلانا اور اونکی تسلی دلجوئی اور داد دہش سے مطمئن کرتا اور جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویسا ہی یہان بہی دیتا اور براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطمع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکے ہمراہ ہوجاتے اور چند ہزار جرار سے باہر نکلجاتا تو کوئی راستہ مین مزاحم نہین ہوسکتا تہا بلکہ ہر منزل ومقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور بکثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن کسکی مجال اور تاب اور قدرت وتوانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقدور کہ تقدیر کے کارخانے مین دخیل ہو غرض سراج الدولہ نے بجرہ اور کشتی پر عظیم آباد کی راہ لی ۔ قبل اس ماجرا کے بروقت سننے خبر عزیمت انگاشیہ کی اپنے مقابلہ مین سنکر ایک قطعہ خط بنام موسیو لاس رئیس فرانسیس کے لکہکر کمال اضطراب اور عجلت مین بہیجا تہا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق ضابطہ اہل ہند کے جب تک اوسکے خرچ کو راجہ رام نراین کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گذرا بعد ازان لاس مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام اور اوسکے آدمیون کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑکے انتظام کیا تہا موسیو لاس نے سراج محل کے قریب پہونچکر جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹالین میجر کوٹ جو کہ اب ولایت سے جنرل ہوکر آیا ہے اوسوقت عہدہ میجری مین کرنل کلیف کے ہمراہ تہا لاس کی تعاقب پر

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب تیری باتین برخلاف پائی جاتی ہین اوسنے
التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دولتخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا ہے جسوقت
یہہ مغلوب ہوسے جو کچھہ بندہ سنے کہا ہے اوسکا اثر ظاہر ہوگا زشتی اعمال سراج الدولہ
کہ اپنی اور بیگانی سے بسبب نہ سننے نصیحت اور بخیلی کے کہ بہت بدترین اعمال سے ہے اور کاروبار
اوسکے نہایت درجہ کو پہونچ گئے تھے میرمدن جو نہایت دلسوزی سے سراج الدولہ
کی خیرخواہی مین ثابت قدم تھا گولہ توپ سے جانبر نہوا اوس حالت نزع مین
لوگ سراج الدولہ کے حضور مین لائے ایک کلمہ اپنے حسن ارادت کا کہہ کے جان
شیرین نثار رفاقت کی سراج الدولہ اسکے مرنے سے جیتے جی مرگیا میر محمد جعفر خان
کو طلب کیا اور وہ آنے مین درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگ بھیجے وہ کمال
تملق اور سماجت سے لے آئے میر محمد جعفر خان نے اپنے متوسلان اور منشیان
مانند خادم حسن خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کے حاضر ہوا
یہہ محمد جعفر خان بظاہر مین بسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تھا اور باطن مین صاحبان
انگلشیہ سے بخوبی سازش تھی سراج الدولہ نے پس نہایت عجز و خاکساری کی جیسا کہ سننے مین آیا
کہ اپنی پگڑی اوتار کر اوسکے آگے رکھدی اور کہا اب ہم اپنی کل خطایون سے پشیمان
ہین اور جو کچھہ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپکے ہو خواہ نہو اب منفعل
اور خجل ہو کر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہو کر حقوق پرورش
مہابت جنگ کو شفیع کرتے ہین اور تمہین اوسی مرحوم کی جگہہ پر سمجھتے ہین امیدوار
ہین کہ قصور بندہ کے معاف فرما کر جو کچھہ لازمہ نجابت اور مقتضاے
حقوق سابق ہو تعمیل سے کیجیے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائیے میر محمد جعفر خان
نے اوسوقت موقع دیکھکر جو کہ بچا ہوا تھا ملحوظ رکھا اور دغابازی سے عرض کیا کہ
الحال روز تمام ہے وقت [illegible] بیشتر جو لوگ سے چلے گئے ہین اونہین حکم واپسی
دیجئے فردا انشاء اللہ تعالے بہت مجتمع ہو کر اس لڑائی کا تدارک کیا جاویگا سراج الدولہ
نے کہا کہ شب خون کا خوف ہے میرن کو [illegible] نے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے
شب خون نہین کر سکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو بیشتر جا کر
مع میرمدن کے جنگ توپ مین مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متفرق تھے

جسکا کسیقدر حال پہونچا نے بی بیان فرنسات کا جہاز پر مذکور ہوا بہیجکر سراج الدولہ
کی بدسلوکیان جو کل عملہ کے ساتھہ ہوئین جماعہ انگلشیہ سے ظاہر کین بلکہ جو محضر
میر محمد جعفر خان کے سعی سے کل امرا کی دستخطی اس مضمون سے مرتب ہوا تھا
کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان تنگ ہے اوسی مرزا امیر بیگ کے ہاتھہ
ملاحظہ کو بہیجدیا اور خواہان حرکت صاحبان انگلشیہ کے ہوئے اور پیغام دیا کہ اگر
آپ لوگ سہل سی لڑائی سراج الدولہ سے کرین اوسکا تدارک بھی ہملوگ
کرینگے اور آپ کی خفیف سے توجہ مین بندگان خدا جور و ظلم سے رہائی
پاوینگے اور نیز وعدہ ادائی کرور روپیہ اور دیگر توا ضعات وغیرہ کا ہوا کہ
بندۂ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہین اور ضامن اوسکے وہی دونون صاحبان
مذکورہ ہوئے ــ اور جو ظلم تعدی کہ سراج الدولہ نے بی بی گسیٹی دختر مہابت جنگ
وغیرہ لواحقین پر کیتہی وہ چند اوسکے ہر ایک نے ظاہر کئے ــ جماعۂ انگلشیہ نے جو کہ
زور و شجاعت مین اپنا ہمسر نہین رکہتے اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور و زر کے
اور میسر ہونے اسباب رزم و بزم خواہان نام و جویاے مرام ترقی نہو اور کوئی ایسا
نہین کہ گو دولتمند ہو اور فارغ حاجتون سے اندرا وسکو مفت دولت ملے اور وہ
حصول دولت مین ساعی نہو باستماع اس اخبار کے التماس میر محمد جعفر خان اور
راجہ دولبہہ رام کا قبول کرلیا مہیاے رزم سامان جنگ ہوئے لیکن چونکہ اس فرقہ
دانا اور نیز کل عقلا کا نہین ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی سے آویزش کرین البتہ سراج الدولہ
سے سوال جواب کرکے کوئی سبب پیدا کرلیا ہوگا مگر بندہ مورخ کو اطلاع نہین
اغلب کہ ادائی زر معینہ مین جو درنگ و توقف ہوا ایسی وجہ بہ ظاہر فی عہد پیمان مین منضبط
کرلیا ہو کیونکہ سنا گیا کہ اول تو سراج الدولہ نے بضرورت ایک کرور روپیہ
دینا قبول کرلیا بعدہ اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تھا یا کوئی اور بھی وجہ ایسی ہی
ہوئی ہو یا ان سب دراندازون کی باعث سی ایسی فتور جنگ برپا ہوئی ہون بہرحال بعد قرار پانے
ارادہ جنگ کے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع فوج و اسباب موجودہ کے آمادۂ رزم
ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گھبرایا عجز و عاجزی بہت سی کی مگر کچھہ
سودمند نہوا بیت بسا کے زجورت جگر خون کنم ٭ بیک ساعت از دل بدر چون کنم

سراج الدولہ سے منحرف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ کی شکایت کراتا
اور اپنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پرورش کی یاد دلاتی تھی اور ہر ایک
کو تاکید کرتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کی رفاقت کرنے مین پہلوتہی نکرو اور
حمایات قدیمہ کو یاد کرا کر اوسکی حمایت مین مصروف رہو خود بھی نقد اشرفی جو بروقت [illegible] کے معرفت
خواجہ [illegible] ایان وغیرہ معتمدون کے رشید کرا کر مین میر مذکور کو ذیکر مدد دیتے اور
میر مذکور کے رفقاے قدیم کو ایکسو کر کے اونکے معرفت فرقہ سپاہی کو جو بیکار
ہو رہا تھا اپنی طرف رجوع کر لیا اور بکمال اخفا مین اوسکے گھر پر ازدحام
ہونے لگا۔

منافقون کا اغوا کرنا اور فرقہ انگلشیہ کو فساد پر اوبھارنا محاربہ سراج الدولہ اور گذرنا عہد و پیمان کا ساتھ باغذ مذکورہ کے اور لشکر کشی کرنا سرداران انگلشیہ کا سراج الدولہ پر اور برآمد ہونا راجہ دولبھ رام کا واسطے استحکام مورچال کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطے ارادہ جنگ کے اور ہزیمت پانا افواج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان بہادر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم سے ساتھ دوسرون کے

جب اس نوبت کو معاملہ ہو گیا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا
[illegible] انگلشیہ کو بہتر کا تماشہ پیش کیا اور جسطرح ممکن ہوا خوب تحریص و تحریک
[illegible] جگت سیٹھ نے اپنے گماشتون کی معرفت اپنی چند روزہ کو جو مدد
[illegible] انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر
[illegible] تھا اس کام پر لایا کہ [illegible] مقرر فرمایا جسکا
[illegible] راجہ دولبھ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر [illegible]
[illegible] ساعت مین نہین آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا [illegible]

دولت تھے بر سر مبالغہ ہوئے کہ ان بھاگے ہوؤن کے واسطے صاحبان
انگلشیہ کی دل آزردگی مناسب نہین انکو جواب دینا چاہیے ۔ سراج الدولہ
سبارت مین موسیو لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا
کہ اگر آپ ہماری حمایت کمپنی فرانسیس کے معاملات مین کرین تو البتہ
بر خلاف عہد ہے اور جب کہ جہان پر ہزارون نوکر ہین اس فرقہ کے
بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقض عہد نہین ہوتا سراج الدولہ نے
یہی مضمون وکلاے انگلشیہ کے جواب مین کہدیا وہ لوگ حسب اشارہ
بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار کرتے تھے اور دوراندازی کہتے تھے
کہ چند فرانسیسیان مفلوک کے واسطے فرقہ انگلشیہ سے بگاڑ کرنا مناسب نہین
تا آنکہ سراج الدولہ لاچار ہوا اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب
دی لاس مذکور نے بروقت رخصت عرض کیا کہ اکثر آپ کے نوکر تمام
بیوفائی مین ہین انگلشیہ سے متفق ہوکر ارادہ نمک حرامی رکھتے ہین اور اپنے
حصول بدی کے لیے ہمکو حضور سے جدا کراتے ہین ہمارے جانے کے بعد
فرقہ انگلشیہ سے لڑا کر آپ کو مغلوب کرا دینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ و مستعد
ہین لڑنے مین اون سے قاصر نہون گے اور تمہارے نوکر کبھی قابو نپاوین
پا سکتے بیشتر آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ کو تو نہایت خوف چھا گیا تھا
جواب دیا کہ بالفعل تمہارا جانا حضور سے قرین مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب
کر لیوینگے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھین کہ پھر ہمارے
آپکے درمیان مین ملاقات نہوگی یہہ کہکر عظیم آباد کو چلدیا جب وہ مرشد آباد
سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کے درمیان
مین منازعت ہونے لگی اور ان دونون نے جگت سیٹھ وغیرہ کو جو سراج الدولہ
کے ہاتھ سے جان بلب تھے اپنے سے متفق کرلیا اور اسکے انہدام بنیاد
دولت مین فکر کرنے لگے ۔ بی بی گھسیٹی جو سراج الدولہ کا کینہ دیرینہ
اور ضبطی مال و متاع کا تازہ داغ دل مین رکھتے تھے مخفی میر جعفر خان کے
اعانت کرنے مین مصروف ہوئے اور کسی طرف ذرا بھی خیال ہوا کہ شخص

…ے وجوہات سے جب طبیعت کا مالیخولیا ہو رہا تھا جب قہر و غضب کا
مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کی روبرو توپ لگواتا راجہ دولبھ رام کو زیر
…یان موہن لال مقرر کرتا کبھی جگت سیٹھ کو تنزل اور استہزا سے رنجیدہ
کرتا کبھی اوسکے فتنہ کرانے کا وعدہ کرتا اسی اثنا مین فرانسیسی اور انگلشی کی
جنگو فساد اور ہنگامہ کرتے تو پانچ چھ سو برسین ہوئین کبھی مصالحہ کرکے استعداد
حرب برپا کرتے کبھی جنگ و جدل مین مصروف ہوتے تو مدت مصالحہ جب
گذر چکی نائرہ فساد و فتنہ دکن مین باہم لڑتے تھے فرقہ انگلشیہ غالب آیا
انگلشیون کا جنگی جہاز ارمرال دلیر جنگ بہادر کی سرداری مین واسطے تسخیر
فرانس ڈانگہ کے جو کہ متصل ہوگلی اور چنچڑہ آبادی اولندیزیہ کے ہے
اور موشیہ رنو کے رہنمائی سے جنے اپنے قوم کے ساتھ دغا کی تھی اب
بھی حقوق ہم قومی فراموش کرکے آپ کے جہاز کو اوس راہ سے جہان
فرانسیسیون نے کتنے جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کے راہ رکھی
تھی لیجا کر قلعہ فرانس ڈانگہ مین مسخر کرا دیا اور فرانسیسی مغلوب ہوئے
جو کوٹھی کہ قاسم بازار کے قریب رکھتے تھے وہ بھی اونکے ہاتھ سے نکل گئی
موشیہ لاس جو کہ عمدہ رئیسان جماعہ فرانسیس سے تھا ساتھ سراج الدولہ
کے توسل ڈھونڈ کر بہ حرمت باقیماندہ اپنی جماعت اور توپ و بندوق اور پیادہ ہائے
برقنداز تربیت کردہ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہو کر جماعہ انگلشیہ
کے شکست یابی اور اشعار سرداران منافق کے کہ ظاہر مین سراج الدولہ
سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے شریک ہین اور باطن مین اسکے شریک
یا تو آپ انکے کہنے سے اور یا اپنے خواہش سے آپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا
کہ مصالحہ فیما بین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے
…ط ہوا ہے کہ ہمارا دوست دشمن بعینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال
ہے اور فرانسیسیون سے جنگ ہوئی اور وہ خارج ہوئے نواب نے
اور مین اپنے زیر سایہ جگہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقض عہد اور
…الزام کے ہے اور بہت سے پیغام ہوا اور جو منافق لوگ خواہان زوال

نکلے اور اپنے محل اقامت مین جا پہونچے سراج الدولہ اور اوسکے کم جرات لشکری اس رستخیز کو دیکھکر جی کہو بیٹھے نہایت خوف سے جی چہوٹا ہو گیا بلکہ ایسا رعب چہایا کہ اوس مقام پر نہ ٹہر سکے سراج الدولہ نے اسپنے سسر محمد ایرچ خان کو بلاکر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے اخر لوگون نے اوسکو مضطرب پاکر دور لیجا کر خیمہ گاہ کر دیا اور صلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلشیہ نے اُنکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی اوس مال کا دعوے کیا جو بروقت غالب آنے اول معرکہ کشتی کلکتہ میں سراج الدولہ کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ سراج الدولہ اوسکے عوض مین کسیقدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر کے عوض مین یہ مقرر ہوا کہ چہہ پرگنہ متصل کلکتہ جنکے نام بندہ مورخ کو یاد نہین سپرد انگلشیہ ہون اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اونکے ہاتھ مین رہین بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہون جب اسطرح کی مصلح ہوئی مسٹر واچھ جو کہ بعد مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہو کر واسطہ سوال جواب ہوا تھا طرفین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر عہد نامجات طرفین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منصور گنج کے عمارات مین نزول فرمایا بسبب غرور کے اپنے کام مین نہایت متحیر تھا کہ کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع نامناسب سے نادم ہو کر سمجھا کہ آخر کوئی خدا بھی ہے کہ جسنے ہم سب کو پیدا کیا ہے اوس سے رجوع کیون نہون دوست محمد خان واسطے علاج اور شہر چہوڑ اسنے عیال و اطفال کے رخصت سہسرام جانے کی لیکر قصبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر رفقاے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کو اپنی طرف سے دگرگون دیکھکر سمجھا کہ چونکہ سررشتہ دار اور رئیس فوج ہین اُنکے اطفاے نائرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چندان جرات اور طاقت نرکہتا تھا اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل مین موجود تھا نہ تو غرور اور جہل فطری چہوڑتا تھا نامردی و بد دلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئین نالائق سمجھکر امور ریاست سے دست بردار ہو اور اعیان دولت اور ملازمان مہابت جنگ کو راضی کرکے

بعد فتح پورنیہ کے سراج الدولہ دو ہفتے بائیس روز کامرانی مین رہا کہ ناگہان
خراب اعمال کے ایام جس آرزو برو کہرے ہوے آثار زوال نے ترقی کری
مانک چند کے فرار کی خبر گوش زد ہوئی پس دوشنبہ کے روز ۱۲ ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو مرشدآباد سے واسطے محاربہ انگلشیہ کے اسباب جنگ مہیا
کرکے روانہ کلکتہ ہوا اور وہان پہونچکر بہمراہ سپاہ صف آرا ہوا تسخیر مین نہایت
اہتمام رکہتا تھا رات دن جنگ تھی گاہ گاہ آمدرفت لوگون کی بیچ مین بسبب صلح
بھی ہوا کرتی تھی جب انگلشیہ کو منظور ہوا کہ چھاپہ ماریں ایک شخص کو اپنے فرقہ سے
جو زیور شعور اور شجاعت سے آراستہ تھا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے
پاس بھیجا تاکہ مخفی اوسکے لشکر کے گرد و نواح اور اوسکے خیمہ کی علامت اور سمت
دریافت کرکے خبر دے شخص موصوف نے جو نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور
تیز فہم ہمہ صفت سے موصوف تھا بعد ابلاغ پیغام اور حصول مراد دلی تو
اطمینان کرکے لوٹا معلوم نہین کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب
کے بعد ارادہ شبخون مضبوط کیا ظاہرا آخر شب کو چند کشتیون پر اپنی فوج کو سوار کرا کر
انتہاے لشکر سراج الدولہ کی طرف اکثر مستعد مسلح ہوے جب تہوڑی رات
باقی رہی اکثر کشتی سے اوترے اور لشکر کے پشت کی طرف سے بندوق مارتے
ہوے داخل قلعہ ہوئے اور شلک کرنے مین کچہ بھی متزلزل نہو کر قدم بقدم
آگے آتے تھے اور بندوق کی گولی مانند ژالہ کے چارون طرف سے برستے
تھے اور دریا کنارے سے بھی جو لوگ تالو پر چڑہے ہوے تھے بھی آتش باری
مصروف تھی جو لوگ اس شرر ریزی کے روبرو پڑ گئے اپنے منہ کی کہا گئے
سنا گیا کہ شجاعان انگلشیہ کا یہ ارادہ تھا کہ اس شبخون مین اگر سراج الدولہ ہاتہ
لگ گیا اوس بسبب کہر پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہوگئی تھی کہ باہم
دو شخص متصل ایک دوسرے کو نہین دیکہ سکتے تھے اس وجہ سے اوسکے
خیمہ کی سمت نہ معلوم رہی اور ان لوگون کا عبور دوسری طرف
سے ہو گیا سراج الدولہ کی تیرگی بخت نے اسے اندہیری مین بچا لیا
نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق فیر کرتے ہوے لشکر کے سرے سے

نام سے مشہور اور مقام الحاق دریاے بھاگیرتی کا دریاے شور سے ہے پہونچکر لنگر کیا چونکہ اس زمانہ کے سردار لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہین سراج الدولہ کو پیغام صلح دیکر مسٹر دریک نکے تقصیرات کا عفو چاہا اور بشرط دینے حکم تعمیر کوٹھی کے حسب ضابطہ سابق مقام کلکتہ مین کئی لاکھ روپیہ دینا قبول کیا سراج الدولہ جو کہ سفیہ تر اور لوگون سے کمینہ تھا اور مصاحب بھی رزیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر مغرور تھا اور کار آگاہان دانش ور کو مجال نتھی کہ دم مار سکین بلکہ خود اوسکی اعیان دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی مصالحہ کی صلاح ندیتا تھا اور اگر احیانا کوئی اس بارہ مین عرض کرتا مصاحبان بے شعور اور نالایقان خود مغرور اوسکا گلا پکڑتے کہ وہ شرمندہ ہوکر اپنا سا منھہ لیکر رہجاتا تا آنکہ ثابت جنگ اُن کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتظاری جواب سے دلتنگ ہوکر عازم رزم ہوا اور توپخانہ جہازی کو روبروے محل مانک چند کے لگادیا دریا سے آگ برسانا شروع کی مانک چند کے لشکر پر بدحواسی کی ہوا چھائی خاک تدبیر کارگر نہو سکی اور ثابت جنگ نے جو مخالف کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور توپخانہ لایق جہاز بھی نیچے اوتار کر جاے مناسب مین اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق مانک چند تاب نلاکر بخت رمیدہ کے مانند بھاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمراہیون شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون مین نزول فرمایا اور بکمال اطمنان شادیانہ فتح و ظفر کے بجائے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہوکر کسیقدر بیدار ہوا اور خود عازم حرب و تادیب جماعہ مذکورہ کا ہوا۔

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بعزم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے اور مغلوب ہونا خوف شبخون سے اور متردد او متفکر ہونا برگشتگی وقت اور واژونی طالع سے اور بکمال عجز اور زبونی کے ساتھ مصالحہ کرنا

عظیم آباد کا میر سامان تھا زیارت شاہ ارزان کے حیلہ سے بکر بندہ مورخ کی دید کو آیا اور بندہ مورخ نے حدود سراج الدولہ کے نکلجانے کی تدبیرین پکھہ قصور نکیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر و صحت مع اسباب و عیال و اطفال کے کوچ کرکے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزین اور اپنے خالو سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندنون یہین بیکار بحالت افلاس یہین بسر کرتا تھا مشرف ہوا اور نقی علی خان بہادر کی ملاقات سے جسنے سراج الدولہ کے ہاتھہ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونو بہائیون سے جنھون نے پیشتر حکم اخراج پایا تھا ملاقی ہوکر مسرور الوقت ہوا۔ الغرض موہن لال نے تھوڑے دنون پورنیہ مین مقیم رہکر صولت جنگ مرحوم کے آل و عیال کو جو شوکت جنگ کے بہائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو صولت جنگ کا داماد تھا اور اوسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جو کہ بر وقت جنگ محمد خلیل زمیدار کہگرہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تہی باعزت و احترام سراج الدولہ کے حضور مین روانہ کیا اور خود ضبطی مال و متاع مین مصروف رہا اور بعد واپس لینے وصولی انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے کو وہان پر نائب چہوڑکر خود سراج الدولہ بہادر کی خدمتمین آیا اور سراج الدولہ نے اپنے بنی اعمام کو مورد مراحم کرکے ہر ایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کردیا اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشد آباد مین معاودت فرما ہوا۔

جماعۂ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استرداد کلکتہ کے اور مانک چند کا فرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا اور بخوف انگلشی کے تعاقب سے واپس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان کا اور صلاح کرنا باہمہ گر بخوف زبونی

رستم دوران تھا خواصی مین پھر کر بیٹھا اور شمشیر عریان کر کے دشمن سے کہا کہ دغا و غفلت مین تو نے برچھی ماری اسی بہادری مین ہتھیار مانگتا ہے مرد اسواسطے ہتھیار نہین باندھتے کہ اسلیے وقت مین سنت ہتھیار اور تیغہ اسلیے کو دیدین پیشتر قدم بڑھایا اور ہتھیار لیے میر مرتقنے کی جرائت نہوئی کہ پیشقدمی کرے بدستور رہا اپنی جگہہ پر قایم رہا اور فیلبان بطور سابق ہاتھی کو روان سلے چلا گیا شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب نکیا اور رعایاے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرائت نپائی لوگ اپنے اپنے خیمون مین جا رہے بندہ اور برادر بندہ دونو طرف سے مغضوب تھے شوکت جنگ کہتا تھا کہ بعد فتح ان لوگون سے سمجھونگا اور سراج الدولہ کہتا تھا کہ شوکت جنگ کچھ خبر نہین رکھتا نہین دونو بھائیون نے فساد اوٹھایا ہے بعد ظفر سزا دیجاوے گی ایک مرتبہ سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر مین ہم دونون بھائیون کے نام متضمن ترک کرنے رفاقت شوکت جنگ کے اور نیز اوسکے طرف موافق ہونے کے پہونچا تھا اوسکا جواب ہمنے غمازون کے ڈر سے تو نہ لکہا تھا مگر زبانی پیغام بھیجدیا تھا کہ اگر اسوقت مین ہم ترک رفاقت کرین آپکو ہم سے کیا امید ہوگی خلاصہ نقی علیخان اور حبیب بیگ کو دو تین روز کے بعد زادراہ دیکر اور چوپایۂ سواری مرحمت فرماکر حکم دیا کہ کرم ناسہ سے خارج ہوے اور راجہ موہن لال کو نیابۃً ضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کر دیا میر محمد کاظم خان نے چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا عرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و عیال و اطفال اسیر اور اپنے بھائی علی نقی خان کے ضرور وہان ہوگا اونکے بارہ مین کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارشاد ہو جاے تاکہ بندہ اون لوگون سے متشرمندہ نہو بفضل خدا موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی مان تو بہی ہے جو میر محمد کاظم خان سے قرابت رکھتی ہے میری بھی چچی ہے اور ہم اوسکو عزیز سمجھتے ہین چاہیے کہ کچھ تعرض نکرے اور دستک دیکر بخوبی رخصت کرے جہان ارادہ ہو فارغ البال لے جاوے انہو نے بندہ جب میدان جنگ سے گھر آیا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا اشکنین کی جسباد سنکے حواس جمع ہوے عرض کیا کہ بالفعل گوشہ مین بیٹھنا چاہیے آیندہ جو منظور ہو

شبرعا اور یورش کرنے کی مجال نہ پائی اور اودھر سے مرزبان سراج الدولہ
سے دلیری سے بندوق برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوئے اور اکثر ہلاک کر
ہمارے لشکر سے آئے اور ایسا مخوف ہوئے کہ یہان بھی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر
محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر اعظم خان اور عمر خان مع اپنے
رفیقون دلیر خان اور رسالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد برادر اوسنے آگے
لوٹ کر شوکت جنگ کے دونون لشکر کا کام تمام کرکے پیشتر کو چلے شیخ
عبدالرشید نواسہ شیخ جہان باز اور محمد سعید خان ولد ابوتراب خان تورانی
نے داد جوانمردی دیکر ملک عدم کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بھی
اسی سفر آخرت مین ساتھ دیا تقی علی خان اور حبیب بیگ جو اوس میدان مین
استادہ رہے کہ تیغہ زنی مین ہے جب لوٹی تربانا چار شیخ جہان باز بھی مجروح و
سالم اور کارگزار خان مجروح و بیہوش میدان سے لوٹے اور سیام سندر
بھی زخمی ہوکر مفرور ہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجروحی
اوسکے بڑے بگردا اوسکے پہنچے روبروے شوکت جنگ کے میر مردانعلی مع
خاص برادران اور شمن لال تا برسالہ خاص اور میرزا رمضانی برادر شوکت جنگ
مع ہمراہیان کے بدون ہاتہ پیر ملانے کے راہ فرار لی اور سیف الدین محمد
خان قایمقام لالی زخمی ہوکر گرنا اور برق اندازون سے کسی نے اوسکا ساتہ دیا
شوکت جنگ سینہ پر گولہ تفنگ لگا تہا سے مسلوب الحواس کہڑا تہا کہ گولی بندوق
نے سر میں پہونچکر بیجان کردیا ساری شوکت اسی جنگ مین تمام ہوئی مرحوم
یمنی اور دستار زعفرانی جو آپکے سرمبارک پر زیب افزا تہا خاک پر گرا
کسی نے اوٹھا لیا بندہ نے اپنے گہر کی راہ لی اور اسی لمحہ ہر ایک اپنے
اپنے مسکن کو سدہارا امیر مرتضی برادر کرم اللہ خان امیرخانی جو میر محمد جعفر خان کا
رفیق تہا شوکت جنگ کے فیل کے پاس پہونچا اور وہ جسے میرزا رستم علی
والد آقا صادق ہمشیرہ زادہ امام قلیخان نے نزدیک اوسکے خواصی کا [illegible]
بے خبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچہا کا مارا کہ اوسکی گردن
کی شہرگ مین پہونچا اور کہا کہ ہتیار دے مرزا سے مذکور جو فی الحقیقت

کی صبح نمود ہوئی دو گھڑی دن چڑہتے شوکت جنگ آپہونچا ملازمین نے پاس پہونچکر
سلام گذارہی کی اونمین بندہ مورخ بھی شریک تھا اوسوقت مین بھی اس سردار
نابکار کے گرہ پیشانی جو نا حق نوکرون کے جانب سے رکھتا تھا نہ کھلی جو لوگ سلام
کو آئے تھے اونہین حکم دیا کہ اپنے مقامات کو واپس ہون بیچارہ دست راست
کے طرف ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پرجہان تھے جاکر مستعد ہوگئے اور خود بدولت مع
سواران یکہ متفرقہ اور معتمد کے مانند میر مرد انعلی ولد رستم علی خواہر زادہ خواجہ معتصم
برادر صمصام الدولہ خان دوران جو داروغہ خاص برادرا اور نشان زرتار کا مالک تھا
اور موہن لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ آقا عظیما جو للی ہزاری کی جگہ
مقرر ہوا تھا اور راوسی معصوب کے بہیلہ برق انداز اسکے زیر سرداری تھے اور اوسکا
حقیقی بھائی رمضانی نام جسکا خطاب ہادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین چار سو
سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید مست ٹہلنے لگے اپنے زعم مین گویا انتظام
کررہے تھے عمر خان نام جماعہ دار جو کہ افغان سالخوردہ اور ریش اوردہ یہ سلطان خلیل خان
سردار کا تھا مع اپنی جمعیت کے جو قریب دو سو سوار کے ہونگے اتفاقاً اوسوقت
ہمراہ تھا اسوقت مین ہر قسم کی بدخلقی اور زرشتی ہمراہیون سے کرتا تھا جب
ایک ثلث روز منقضی ہوا اور سنہاری کے میدان مین لشکر سراج الدولہ کا راجہ موہن لال
دیوان کی سرداری مین پہونچا اور اوسکے علم کہلے دونو لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کوس کا ہوگا
شیام سندر مشرف توپخانہ دستی نے اپنی سپاہ مستی سے باظہار شجاعت مورچال
سے باہر مغرب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا
وہان پر کوئی جھیل با سد جا پہونچنے کی نتھی کیونکہ مورچہ سے تو باہر نکلکر استادہ
ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنی طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار
جنوباً شمالاً مقابلہ مین دو کوس کا مفاصلہ اور درمیان مین جھیل تھی راجہ موہن لال
باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دلیر خان اور امالت خان
ولد عمر خان اور شیخ دین محمد وغیرہ سردارون نے لب دریاے گنگ خیمہ استادہ کرکے
خود مع کل سپاہ اور توپخانہ کے درست وچست ہوکر محافظت کو آمادہ ہوسکے اور
توپ مین بتی دینا شروع ہوئی گولے بسبب بعد مسافت کے اکثر جھیل مین جاگرتے تھے

بندہ کو یہہ تقریر ناپسند ہوئی ایک مرتبہ ورق اولٹ کر کہا کہ تمہاری عقل کہان
تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگر یہہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھے ہرگز
اسکا کہنا منظور نہین اور راس بہاری سے کے ہرکارون کو طلب کر کے بیچارون کے
ناحق گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سند ریاست تھی طلب کر کے دربار عام
مین حکم پڑہنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون
سے لکہنا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوئی
ہے چونکہ واسطہ اخوت و برادری درمیان ہے تمہاری جان سے درگذر کر جو مکان
جہانگیر نگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کر کے سند دیجاوے
تاکہ وہان جا کر بیٹھو اور دارالامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کرو کہ آنجانب
منتظر ورود جواب بابرکات ہے۔ ہرکارون نے واپس ہو کر یہہ کیفیت
راس بہاری کو جا سنائی اوسنے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکہا تہا سراج الدولہ
کے پاس بہیجدیا سراج الدولہ نے اوس مزخرفات کو سنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج
بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمینداران
اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا او دہر سے راجہ رام نراین مع راجہ
سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بہائی سوتہر سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے
کہ تعداد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تہی اور اگر کچہہ نہین تو کچہہ زیادہ مساوات
البتہ ہونگے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے
نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بہیجا
کہ براہ بستت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صداسے کے شوکت جنگ کے سر پر جاوے
اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکے عقب راجہ
رام نراین نے مع فوج کے عبور کیا۔

فوج سراج الدولہ کا منیاری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج کا نوابگنج مین مورچہ باندہنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح اور شوکت جنگ کا مارا جانا

بندہ کو یہہ تقریر ناپسند ہوئی ایک مرتبہ ورق اولٹ کر کہا کہ تمہاری عقل کہان تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگر یہہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھے ہرگز انکا کہنا منظور نہین اور راس بہاری کے ہرکارون کو طلب کرکے بیچارون سے ناحق گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سندر یاست تھی طلب کرکے دربار عام مین حکم پڑہنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون سے لکھا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوچکی ہے چونکہ واسطۂ اخوت اور برادری درمیان ہی تمہاری جان سے درگذر کر جو مکان جہانگیر نگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کرکے سند دیجاوے تاکہ وہان جاکر بیٹھو اور دار الامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کرو کہ اینجانب منتظر ورود جواب بابرکات ہے ۔ ہرکارون نے واپس ہوکر یہہ کیفیت راس بہاری کو جا سنائی اوسنے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکھا تھا سراج الدولہ کے پاس بہیجدیا سراج الدولہ نے اُس مزخرفات کو سُنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمینداران اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا اودہر سے راجہ رام نراین مع راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بہائی سوتہر سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے کہ تہاد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچہہ نہین تو بھی زیادہ مساوات البتہ ہون گے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بہیجا کہ براہ بستت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صداب کے شوکت جنگ کے سر پر جاوے اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکی عقب راجہ رام نراین نے مع فوج کے عبور کیا ۔

فوج سراج الدولہ کا دنیا ری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج کا نوابگنج مین مورچہ باندہنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح اور شوکت جنگ کا مارا جانا

پیر نگر اور کوئند وارد کے اوسکے نام لکہکر روانہ کیا اور راس بہاری نے مقابل
راج محل کے کشتی لنگر کر عرضی شوکت جنگ کو لکہی اور خط سراج الدولہ کو بہیجکر خود
منتظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا یہ تہا کہ دونون پرگنے
بکور حضور مین دوسرے کی جاگیر ہوتی تہی ہم نے ہنگامہ کا دخل وہان پہونچاب
جانا اپنے جاگیر مین لے لی چونکہ جنگ و جدال درمیان نہین رہا اس بہاری کو جب وہان
کے کوم پر مامور کیا ہے دخیل فرما کر اوسکا دخلنامہ عنایت فرمائیگا شوکت جنگ
منطور بکہ رو کے پہونچنے سے متغیر ہوا اور اپنے دولتخواہون کو جمع کرکے بندہ کو
طلب کیا میر معلی خان اور حبیب بیگ اور کارگذار خان وغیرہ اعیان و معتمدین
حاضر تہے کہ بندہ بہی پہونچا خطوط کو کہولکر دکہلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک
بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بہی شورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے
از رفتہ خاطر تہا التماس کیا کہ جو کچھ خاطر عالی مین گذرا ہو عین صلاح ہوگا
جب بڑی ساجت کی بندہ نے عرض کیا کہ چونکہ عرصہ قلیل برسات مین باقی ہے
اور جنگ و بار کی راہ جو معاربات مین ضرور ہے ہنوز مسدود ہے ایسا مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر مدت کو رفق و مدارا مین بسر کرو اور راس بہاری کو الطف
و مدارات و دستک و عمال دلانے کا متوقع کرکے حضور مین طلب کرو اور سراج الدولہ
کو لکہے کہ جو کچھ تحریر فرمایا نہایت مناسب و بموقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بہی اپنے
تین چار سال دامن دولت سے جانتا ہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور
بندہ کے تفویض رکہے اور اوسکی مالگذاری کیا دیگی ۔ اس مضمون کو لکہکر منتظر رہے
کہ کیا جواب لکہتا ہے اگر راس بہاری حاضر ہو بلطایف الحیل مین رکہنا چاہیے
اور اس ترکیب مین جسقدر بارش کے دن ہون بسر کرنا ضرور ہے اور نیز اسبا
عرصہ مین سامان حرب سرانجام کرین بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے شورش
اسکا احتمال ہے اوسکو اپنے طرف متفق کرکے صد بہر دل مین آوے نرم کیجیئے
بارے اس صلاح کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکہنے کو ایما فرمایا
اور بندہ کے اس دستہ پر تحسین فرمائی خوشامد گویون نے حسب مدعا اوسکی
پیروی مین بندہ کی ستایش کرنا شروع کی گفتگو کر اس مخصوص ذکر بیجا دل ازا

لباس و یراق اوتار کر کہا کہ تا ہنگامۂ جنگ کے رفیق ہون بعد ازان فقیر ہوجاؤنگا اور فی الحقیقت اگر ایسا کرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہو کر اوس جگہہ اوسکی تخویف و تحقیر کا ارادہ رکہتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگون کو اپنے حال سے منحرف دیکھکر کل سپاہ سے کنارہ کیا اور رتو بچا یہ دمبنی کے درمیان مین جہان بعض بعض پر اعتماد تھا یلغار کر کے داخل خانہ قلعہ مین ہوگیا اور دروازہ ہاے قلعہ پر محافظ نگہبان کیے کہ ہتہیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوسپر اعتماد نتہا سب لوگون نے ترک آمد و رفت کر کے اپنے گہرونمین جا بیٹھے آخر کار ناچار ہو کر ہتہیار بند آنے کی اجازت دی اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ علی ہزاری حسب طلب سراج الدولہ کے بیرنگر سے مرشد آباد کو روانہ ہوا نہایت معقول قول ہو کر کہا کہ اگر للی سے جو میرے باپ کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نرکہنا چاہیے اسکی حماقت دیکہنا چاہیے اپنے حقوق کو تو للی کے نسبت یاد کرتا تہا اور جو سلوک کہ خود بدولت نے اوسکے ساتہ کیے یاد نہین کرتا کہ کوئی برائی بہوڑے بندہ نہین جانتا ایسا کون سلوک تہا جسکے عوض مین امید و فالی سے رکہتا تہا خلاصہ یہ کہ اوسکی سفلہ منشی کی تحریر کو دفتر چاہیے روشنائی اور قلم کا مفت مین خون ہوتا ہے سراج الدولہ نے انتشار حواس اور تنکظرفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجھکر چاہا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ لڑائی کو آمادہ ہو۔

پہونچنا سراج الدولہ کا راے راس بہاری چہوٹی لڑکی راجہ جانکی رام کو فوجداری کو ہدارہ اور بیرنگر پر اور بہڑک اوٹہنا شعلہ فساد کا اور گل ہونا چراغ دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ ذاوسکے حرکات عجیبہ کے سننے سے باوجودیکہ خود بھی اعجوبہ تہا متنبہ ہو کر اوسکے بداقعہ کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا راے راس بہاری برادر خوردبرا بہ دولبہ رام بہادر کو مع ایک قطعہ خط موسومۂ شوکت جنگ و سند فوجداری

دروازہ پر جاکر ہاتھہ اسکا پکڑکر لائی جایا کہ اوسپر سیزا ئی تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ نی شفاعت مین
مبالغہ کیا مگر کچھہ نسنا آخر محمد سعید خان آشفتہ ہو کر کہا کہ مالک نوکرون کی ساتھہ ایسا نہین کرتی بخوف
آزردگی عامۂ سپاہ اور نیز اس کی وہ لوگ اللی کی حمایت پر جاویں تھے چوب تازیانہ سی بچا کر مقید کیا او
اوسکا مال و متاع ضبطی مین لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات و اطفال کی جملہ اسباب سی
محروم کرکے تیس روپیہ زاد راہ دیکر کشتی پر سوار کرایا اور دریای کوسی سے پار کرا کر بیرنگر کی
طرف چھوڑ دیا اسطرح زبان بادہ گو سی ہر ایک کو آزردہ کرتا تھا بزرگون کو بدی سے یاد کرتا تھا
ایکروز کار گذار خان بختی سے عین دربار مین جب کہ بہت سی ملازمین جمع تھی فرمایا کہ بعد فتح بنگالہ کے
کارگذار خان اپنے سپاہ کا دو ماہہ میرے نذر کریگا کارگذار خان بیچارہ کہ جوان
ہوشیار تھا متحیر ہو کر بولا ہان خداوند نعمت لوگون کو بنگالہ کے لوٹ سے اسقدر
ہاتھہ لگیگا کہ لوگون کو اپنا روپیہ دینے سے کچھہ گرانی نہو گی فرمایا تجربہ کام مہابت جنگ
احمق کا تھا کہ لوگون کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم یہ کاہ تک تو کسیکو معاف نکرینگے
دوسرے روز میر معلی خان فوجدار نواب گنج و سرینہ وغیرہ کا جو بشرط تسخیر رنگ پور
وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تھی اوسمین تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت
اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوش ہوا اور حاضر باشان داروغۂ دیوانخانہ
کو حکم دیا کہ چوبدار لوگ اپنے اسی خطاب سے مجرا لوگون کا کرادیا کرین اور عجب تریہ
کہ منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ عماد الملک کو عرضی کرے کہ چونکہ جناب عالی کو لوگ
نواب عالمیان مآب خطوط و اخبارون لکھتے ہین اور مجھے آپ کی فرزندی کا دعوے ہے
اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کرکے امیدوار ہون کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤن اور
اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیارہ ہزار اشرفی عماد الملک کے واسطے ارسال کین اور
ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اوسکے مربی تھے لکھا کہ جو کوئی اس خطاب
سے مجھے نہ لکھیگا اوسکا خط چاک ہوگا جواب نپاوے گا سبحان اللہ
آپ کی عقلمندی کا یہہ حال تہا باوجودیکہ زنانہ نہتا لیکن گفتگو اور وضع زنانہ رکھتا
تھا جب تک اقبال یاری پر رہا بار عام فواحش کا ہر ایک کے روبرو دیتا
تھا اور لوگ اس حال کو سنکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معلی خان احمق
نے عرض ضد اشت کی کہ بندہ تسخیر رنگپور کا ارادہ رکہتا ہے اور کمک کا

کو متضمن اجازت جنگ کے
امیر آیہ کو منصور کیا تھا اوس نے دو قلی اور مرتی ملا داننگ
اور نیز خیمین لینے ملک بہار اور اوڑیسہ اور بنگالہ کے اوس کے ہاتھ
سراج الدولہ سے اوس کے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب
اور ضبط اموال کے کرور روپیہ نقد پیشکش اور اوس
سے اور سرداران قدیم جو ذی اپنی
رتبہ بکو رہ پہونچا اسکی نخوت دو بالا ہوئی اور بموجب کو وشین
پروردہ نعمت اور معتمد علیہ تھے کر تہ اکثرون کو نسبت بعض عمدہ طفلی کے ذلیل اور آزردہ
خاطر کیا اور میر منے خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم اوس کے عہد طفلی کے جو کہ سب
سند اوس سبب سے تھے اور افزہ کے ذلت مین اپنا عروج جانتے تھے اوس کام مین ترغیب
اور تحریک دیتے تھے اور ہمیشہ خلاع فاخرہ اور جواہر اور اقبال کے لینے مین مشغول رہتے
بعض وقت مین اونکو سمجھاتا کہ اول اپنے آقا کی پاسداری دولت کی فکر کرو بعد ازان فیل و جواہر کی
امیدین کرنا اکبر و زارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران توپخانہ وستی کا سردار اور
صاحب جرات اور اوس کے باپ کا نمک پروردہ تھا اور بندہ کے بھائی علی نقی خان کو بے وقت
خلوت مین بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری مین مشورہ چاہا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا
اور سوگندہ دی کہ جو کچھ نیک مصلحت ہو اطلاع دو اوس وقت بندہ نے کہا کہ اسقدر سمجھ لینا
چاہئے کہ سبب نفرت مردم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق صاحبت جنگ کے جو رہون کو
یہی ہے اور رجوع ہونا اونکا آپ سے خالی اس سے نہین کہ سراج الدولہ کے ہاتھ سے لوگ
عزت و جان کے جانے مین فکرمند ہین اور آپ کو ایسی بدی سے بری جانتے ہین جس وقت
آپ کی بدسلوکی نسبت خانہ زادین والد مرحوم کے اون لوگون کو معلوم ہوگی تو آپ سے سب
ہزار اور سراج الدولہ کی سلامتی کے خواستگار ہونگے اوس وقت بندہ کے کلام کی تصدیق
کر کے ایک زنجیر فیل ساتھ علامت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چند روز کے مصاحبان
ناداران نے پھر یہی منصوبہ شروع کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیون کو لالچ دیکر
پراگندہ کر دیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو مین التین
محمد خان کے ہمراہی مین سپرد کیا اور اکبر وز خود سوار ہو کر اوس کے مکانیہ چڑھ گیا بعض
برادران ہمراہی جو اوس کے ساتھ رہ گئے تھے باہر نکلکر علی کو تنہا چھوڑ کے محمد سعید خان
اور نقی علی خان برادر بندہ اوس کے دروازہ پر جا کر ہاتھ اوس کا پکڑ کر لے گئے جا بکر
اوس سے ہزار سے تازیانہ کی مس ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ وغیرہ

نصرت ہوئی میر جعفر خان کو مطلع کر کے کشتی جاپک رواں پر بی بیون کو سوار کرایا اول آہستہ آہستہ
محافظان سراج الدولہ کی نظر سے دور جا کر جلد رواں ہوا اور بارہ کوس پر جہاز مسٹر ڈریک کا ملا
اونہین سوار کر دیا بی بی لوگون نے اسکے حسن دیانت و بیان شرافت مسٹر مذکور سے کی صاحبان مذکور نے
چاہا کہ اوسکے معاوضہ مین کچھ رعایت کرین مگر امیر بیگ نے اوسکے قبول کرنے سے منکر ہو کر کہا کہ مینے یہ کام
بطمع زر نہین کیا بلکہ بدین خیال کہ آپ لوگ بھی اپنی قوم کے سردار اور شریف ہین اور ہم بھی مرد آدمی
نجیب الطرفین ہین پس اپنی یادگاری کو ایسا عمل کیا اور شباشب واپس ہو کر میر جعفر خان سے آملا
فی الحقیقت ایسا کام کیا کہ جو نجابت کے سامان تھے اُسکو مسلمان بے ایمان خیانت پسند نے نام غدر کیا ہے
اور اپنے زعم مین پیروی سید انبیا اور خلفا اور اوصیا کا جانتے ہین۔ درحقیقت یہ امر سرکشی نفس امارہ
اور دلالت شیطان اور شہوات طبع اور دنیا پرستی سے ہوتا ہے کیونکہ عمل ابرار سے دنیا طلبون کے کام تک
بڑا فرق ہے ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر۔ ہان اگر پیغمبر
ہمارا یا وصی زندہ ہو جو کچھ حکم دے مسلمانون کو اوسکی فرمانبری واجب ہے اور غیبت مین ایسی امور جائز نہین
یعنی اگر کوئی قصد ہمارے جان و مال کا کرے اور کسی طور سے نمانے تو البتہ جو کچھ ہمسے ہو سکے تعمیل
کرین نہ یہ کہ بے سبب ملک و مال کی طمع مین جھگڑے فساد او ٹھادین اور اپنے ساتھ خلق خدا کو بھی
تہلکہ مین چھوڑین تا نہ مفتیان بے ایمان خراب ہو کہ اونکی طمع اور بدعقلی سے ایکعالم بلا مین قید ہوتا ہے
اللہم احفظنا و سائر المومنین من شرور الذین یوسوسون فی صدور الناس من الجنۃ و الناس
القصہ سراج الدولہ چند روز کلکتہ مین مقیم رہکر جو امور موجب ضرر اور ایذاے خلق اور خرابی
معمورہ کی نہین اور جنہین وہ بجاے خود حسن خوبی سمجھا تھا بجا لا کر مرکز دولت کو واپس ہوا
اور مانک چند دیوان راجہ بردوان کو جو بجاے خود مغرور اور کل امور مین بے شعور اور
جوہر شجاعت سے معذور تھا جیسا کہ جب بردوان کی لڑائی مین مہابت جنگ مرہٹون کا محصور
ہو بیچارہ بھاگ کر اپنے راجہ کے پاس چلا گیا باوجود اس امتحان کے حفاظت کلکتہ پر مقرر کیا اور
پانچہزار سوار اور آٹھہزار پیادہ ہمراہ دئے اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور رحم خان و
عمر خان اور اونکے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور راجہ دولبہ رام وغیرہ سرداران
ابر و طلب اور جگت سیٹھہ وغیرہ کے ساتھ اہانت سے پیش آتا تھا ہر ایک کو اسقدر جان تنگ
کر دیا تھا کہ ہر ایک اپنی زندگی سے بیزار تھا اور سراج الدولہ کی موت کا امیدوار جسکو ذرا
بھی سراج الدولہ سے آزردہ اور رنجش مین پاتے اوسسے پیغام دیتے کہ بغاوت کرو ہم بھی شریک حال ہین

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایالت بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار پر

سراج الدولہ نے بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تھوڑی فوج کو حکم دیا کہ اوسکی
خالہ بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر مہابت جنگ کو جو موتی جھیل مین اقامت پذیر تھی نکال کر
کسی گوشہ مین بٹھاوین اور اونکا مال و اسباب وغیرہ ضبط کرکے داخل سرکار کرین رفقای بی بی گھسیٹی
نے بمجرد موت ہونے مہابت جنگ کے باوجودیکہ بوعدہ جنگ سراج الدولہ کے اوس احمق عورت سے
مبلغ خطیر لیا تھا راہ نافیست نکالکر ہر ایک نے اپنی راہ لی کچھہ تھوڑی سی جو رہگئی تھی محاصرہ سراج الدولہ
سے گھبراکر منتشر ہوگئی میر نظر علی نے جوکہ سرمایہ فساد اور بی بی گھسیٹی کا مدار المہام تھا اور دوست محمد خان
اور رحیم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ دیکر سراج الدولہ کے حضور مین اپنی عفو تقصیر کراکر نکل گیا اور
بی بی گھسیٹی کا جو کچھہ تھا سب ہوکر داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا اور وہ عورت بدسیرت اپنی شومی
عداوت کے نتیجہ مین جوکہ باوجود لاولدی کے اپنے خواہرزادہ سے رکھتی تھی گرفتار ہوکر گوشہ نشینی کرائی گئی
اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سے دہشت دیکر مع اوسکے دختر بیوہ کے جو اوسکی بیاہی اکرام الدولہ کی بی بی
تھی اپنے عقد مین لایا اور میر محمد جعفر خان کو بخشی گری سے معزول کرکے میر مدن نامی کو جو رفیق حسین الدینخان
برادرزادہ حسین قلیخان کا جہانگیرنگر مین تھا طلب کرکے عمدہ بخشی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنے دیوانخانہ کی
پیشکاری موہن لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جھالردار عطا فرماکر مدار المہام
اور مرجع انام بنایا درشت گوئی اور فحش اور استہزا اور تمسخر کرنا اپنے ارکان دولت سے ابتدا سے
اوسکا شیوہ تھا اور اسی باعث سے لوگون کی طبیعتین متوحش و ملول تھین اب جو دونو آدمی بر سرکار
ہوئے موہن لال مغرور نے مہابت جنگ کے رفقا اور روساے دیرینہ سے تنفر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا
غیر چند سفلہ منش کے جنہون نے سراج الدولہ کے بدولت اقتدار پایا تھا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہوگیا
اور دعا اور دغا سے خواہان عدم ہوئے اسی ضمن مین سراج الدولہ نے ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ
ولد صولت جنگ سے تسخیر کرے پس راج محل کو نہضت فرمائی اس خبر سے شوکت جنگ اور اوسکے اولیاے
دولت کی نہایت تشویش ہوئی شوکت جنگ کہ اب تک مستحکم الارکان نہوا تھا صلحا اور
علما سے رجوع ہوا تا کہ دعا سے اس بلاے ناگہانی کا مدافعہ کرین ناگہان سراج الدولہ کو خبر پہونچی کہ لوگ اسکے
بگڑنے کشن بلبھہ ولد راجہ راج بلبھہ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیرنگر کی طرف گئے تھے کشن بلبھہ کلکتہ کو بھاگ
گیا اور مسٹر ڈریک صاحب کلان نے اوسکی حمایت کی ہے سراج الدولہ نے اس خبر سے شوکت جنگ کا ارادہ
مقابلہ ترک کیا اور مرشدآباد کو معاودت کرکے مسٹر ڈریک سے مخاطب ہوا تا آنکہ مکالمہ ہر اہلکار سے

ی ٹہراہی لشکر ظفر پیکر بے آبی کی وجہ سے اقامت نہین کرسکتا نادرشاہ نے جواب دیا کہ اگر کہ آسمان پر ہوگا
بہی پیراوسکی کو نیچے گرا دونگا اور اگر زمین مین گہسا ہو بال پکڑ کر نکالونگا شاہنواز خان اوسکا لڑکی
مع تہوڑی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو حکم دیا کہ طعام اور شراب سہ روزہ ہمراہ لیوین
رشام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور مین قلیل فوج سے جا پہونچا باقی فوج پیچہے گرتی پڑتی چلی آتی تہی
رشاہ نے شاہنواز خان سے فرمایا کہ اے فرزند پانی لا سکتا ہی اوسنے عرض کیا کہ پانی بجز قلعہ کے
رنہین ہی جیساکہ پیشتر عرض کردیا تہا اسقدر لشکر پانی لانیکو مع چند سوارون کے متوجہ اندرون
ہ ہوا بمجرد اسکے کہ وہ فوج شاہی سے برآمد ہوا قلعہ امرکوٹ سے نداے الامان بلند ہوئی اہالی قلعہ حسب
ستور بندگی جادر سر سے لپیٹ کر عذر خواہی کو برآمد ہوے شاہنواز خان نے پہونچکر نور محمد خان سے
کہ تیری رستگاری اور پایداری اطاعت پر منحصر ہی اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کے ہمراہ عازم
ت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نے حسب قاعدہ ولایت بطور گنہگاران مع تیغ و طشت و کفن کے اوسکو
ور مین حاضر کیا نور محمد خان نے عاجزی کرکے قدمبوسی کی نادرشاہ نے عفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
ان رہکر دوسرے روز اوسی روش سے مع لنی کے اپنے بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفراغ انتظام کے
روز نور محمد خان کو خلوت مین طلب کرکے تنہائی مین کہا کہ تجہسے ایک بات استفسار کرتا ہون
رراستی مین جواب دیگا رہائی پائیگا ورنہ سزایاب ہوگا اوسنے کہا کیا مجال بجز راستی کے خلاف التماس
ون اوسوقت فرمایا کہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کے بلا توقف فرمان برداری کرلینا
ن وجہ سے تہی اوسنے حسبطور سے کہ بادشاہون کے روبرو خوشامد کرتے ہین جواب دینا شروع کیا شاہ پہر
شفتہ ہوا اور فرمایا کہ مینے پیشتر کہدیا ہی کہ حقیقت مین کچہہ تکلف نکرنا ورنہ سزاے لایقہ کو پہونچوگی
ب اسنے عرض کیا کہ نفس الامر یہ ہی کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمان بردار
وسنے مجہسے ارشاد کیا تہا کہ اگر شاہ ایران یعنی حضور عزم تسخیر قلعہ کرین ہرگز استحکام قلعہ اور
مان حرب پر اعتماد نکرنا کیونکہ اوس سے عہدہ برائی نہوگی بندہ نے کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
پاہ میرے پاس ہی اور وفور غلات وغیرہ یہ کیا مجہی کفایت نکرینگی آخر فوج ایران اور نادرشاہ
انسان ہی اوسکے بہی انسان و حیوان محتاج ماکول و مشروب ہین اور اس جگہہ مایحتاج
ہونچنا مسافات سے ہی اوسنے جواب دیا یہ سب سچ ہی مگر اندنون نادرشاہ کا وہ اقبال ہی کہ اگر تمام
ا اور پہاڑ اور جنگل سگے فوج اوسپر ٹوٹ پڑی تو بہی اوتہین کا نقصان ہو پس بندہ درگاہ نے
ا وجہ سے اختیار اطاعت کی نادرشاہ نے اس حکایت کو سنکر کہا کہ اوس بزرگ سے ہماری کبھی

مع جزئیات کی پیش افتادہ ہی لیکن باوجود اوصاف مدرسی اور پیش نمازی اہل دول سی ضرورت سے
زیادہ اختلاط کا روادار تہا اصفہان مین سلسلہ مشکی سی تاہل اختیار کیا اور وہ بی بی دو سال کی بعد جان بحق
ہوے دوبارہ پھر مبل مناکحت نفرمایا اور احادیث کی اجازت مانند اصول کافی و من یحضرہ الفقیہ
میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میر زین العابدین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی سی لیکر قران اور احادیث
کی اسرار جو مخصوص خواص عرفا ہین حاجی نصیر سے شیراز مین اور میر محمد تقی مشہدی سی اصفہان مین سیکھی
اور کتب حکمی اور کلامی ملا محمد صادق اردستانی سی سیکھی الحاصل ایران سی حج کا عزم کیا جہاز تباہ ہوکر سندہ
پہونچا چند مہینے وہان رہا اور احمد آباد آکر چند مہینے بعد سورت آیا وہان سی اورنگ آباد ہر چند نام جنگ
ناظم دکن نی تکلیف قیام دی لیکن بنابر اوسکے وضع مفسد کی قبول نکیا وہان سی حیدر آباد آیا بعد قیام
چندروزہ سبکاکول ہوتی ہوے بنگالہ مین اور تہوڑی دنونمین بموجب استدعای خواجہ محمد حامد سہگلی
کے ہوگلی مین مقیم ہوکر شاہجہان آباد گیا اسی سفر مین پورنیہ ہوکر گذرا وہان کی حاکم سیف خان
برادر عمدۃ الملک امیر خان کی حسب استدعا چندروز قیام فرمایا آخر اوسکے صحبت سی کہ جنون اور خبط
سی خالی نہ تہی عظیم آباد آیا یہان عبد العلیخان بہادر مورخ کی خال کی صحبت مین رہا وہان سی عازم لکہنو ہوا
آخر بنابر انسداد راہ جو نسبت نکلنی محمد شاہ سے کے علی محمد روہیلہ پر ہوا تہا فسخ عزیمت اوسطرف کی فرمائی
اور حسب استدعای ہیبت جنگ کی عظیم آباد آیا ہیبت جنگ نی اپنے معتمد استقبال کو بہیجے اور اوسکے آنی
پر نہایت خوشی فرمائی اور مشرف خدمت ہوکر راتدن رضاجوئی مین بسر کرتا تہا تا آنکہ شمشیر خان کی حادثہ مین
ہیبت جنگ نی عدم کی راہ لی اور اوسی انقلاب مین سید کا مکان بہی تاراج ہوا اور سید نی خبر پائی
کہ قرب وجوار مونگیر مین مہابت جنگ کا لشکر آپہونچا بمقتضای الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین پس
اپنے کو مہابت جنگ کی لشکر مین پہونچایا مہابت جنگ نی اوسکا پہونچنا اقبال کی یاوری سمجہی کوئی دقیقہ
آداب وخدمت سی فروگذاشت نفرمایا اونہین دنونمین واقع سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو دوبارہ عازم زیارت
آستانہ سید الانام اور عتبات علیہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہوا پہر وہان سے بعد چار برس
کی شرف یاب طواف مکہ معظمہ اور عتبات مکرمہ ہوکر اور سرمایہ سعادت حاصل کرکی مرشد آباد کو معاودت
فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کی سراج الدولہ نی بمقتضای سفاہت کی ایسے بزرگ واجب التعظیم سی
بہت بری طرح پیش آیا جبکہ زہراتہا بزبردستی بلا مہلت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اسوقتمین کہان جاتے
اور کیا کرے کہ چند ماہ پراہ کی ملک کا والک ہی اسی عرصہ مین حسن رضا خان دختر زادہ حاجی احمد نی
جو کہ محرم خاندان مہابت جنگ کا ہی باوجودیکہ خود بہی بسبب درشتی مزاج کی سراج الدولہ سی خوف تہا

برقرار رکہا مگر انہون نے خود نہ دیا اور شہامت جنگ کو لکہہ بہیجا کہ مہابت جنگ سے زین الدین خان کو ملامت کی اور روزینہ بند جاری ہوا تب حضرت بہی اپنا روزینہ لینے لگے مصطفے خان کی ہنگامہ کے زمانے مین جبکہ بہاگلپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اڑانے لگے اور بہاگلپور کے متعصب لوگون نے اسکے تشیع کی خبر مردمان مصطفے خان کو لگا دی خبر پہونچی کہ مصطفے خان کو داعیہ رزم ہے مگر وہ متصل اپنی جگہہ پہ آمادہ شہادت بیٹہا رہا کسیطرف کو حرکت نکی اور وہ بلا خود بخود دفع ہوگئی سراج الدولہ کی شادی مین ابہے رام فوجدار بہاگلپور نے جو عطا احمد خان کی طرف سے تہا بعوض گاوکشی کے ایک سید کے ہاتہہ کٹوائے ہر چند سید مذکور نے فریاد و استغاثہ کیا کسی نے نسنا آخر شاہ جعفری اوسکا شریک حال ہوا اور بلوا عظیم برپا ہوا نزدیک تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عطا اللہ خان کو جو اوس پر جابر ہے لوگون نے چاہا کہ اوسکے مکان پر چڑہ جاوین چونکہ اوسوقت سردار خان اور شمشیر خان برطرف ہوگئے تہے عین سانحہ مین شہامت جنگ نے آنکر شاہ جعفری سے پوچہا کہا کہ مہابت جنگ درمیان ہے اور تما جاتا ہے شاہ جعفری نے کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچہہ کام نہین ہیبت جنگ نے روپیہ اور زر کے دینے سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اسقدر ایمان کی حفاظت اور شجاعت کمتر کسی نے دیکہی ہوگی ایکمرتبہ ہمین شکار مین کہ شروع شباب تہا ایک شیر نر برآمد ہوا محمد قطب ولد کلان غوث خان مانع ہوا کہ شاہ جعفری اوسکے روبرو گئے مگر اوسنے گہوڑا بڑہاکر سر پر آپہونچا اور پیادہ ہوکر اتنے کوڑے شیر کے مارے کہ شیر لومڑی کی طرح روبرو سے بہاگتا تہا اور یہ کوڑے لگاتا جاتا تہا اور محمد قطب سے کہتا تہا کہ شیر کو اسطرح سے شکار کرتے ہین درحقیقت صلاح اور سداد اور مہمان نوازی مین یکسان تہا مومنین کی حاجت روائی اوس درجہ تہی جسکی انتہا نہین میر محمد قاسم خان کے عہد مین واقعہ مونگیر جان بحق ہوا لاش اوسکی بہاگلپور مین جس زمین کو خود پسند کر رکہا تہا وہین مدفون ہوئی۔ اللہم الحقہ بآبایہ الصالحین۔

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ بانام و نشان اور صاحب اسباب شیخیت کے ہوئے ہین مگر اونکی کیفیت مورخ کو واضح نہین کہ اوسکو درج کتاب کرتا ازانجملہ یہ چند لوگ ہین شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنات ارول اور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین یحیٰی منیری بہار مین اور شاہ کہیلن سہسرام مین اور شاہ محمد مسیح للیا مین جو سرکار مونگیر کا مضاف ہے اور شاہ نجم الدین معروف شاہ مبولی پرگنہ سورج گڈہ مضاف سرکار مونگیر مین یہ شخص کمال عزت مین متصل سورج گڈہ

خاموش ہوگئی اور بندہ نے واسطے جناب آقا عبد اللہ فاضل کے پانچہزار روپیہ اور ہزار روپیہ نزاسطے جلیل القدر میر سید محمد کے لیکر دونوں کو بھجوا دئے اور بعد چندی خود بھی رخصت ہوا دایہ مذکور نے بعد
انقضای امید کے پانچہزار روپیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بھیجا یہ عورت بڑی عقیلہ تھی حافظہ ایسا تہا کہ
گاہ بگاہ تک فراموش نکرتی تھی ایسی ہفت ہزاری کے مکان کی مدار المہامی کرتی تھی ہر قسم کے ملازمین مین شاید
ایسا ہی کوئی ہو جو اوسکا ممنون احسان نہو بندہ کوچ کرکے گندہ گولہ مین آیا تاکہ عازم عظیم آباد ہو
اسی ضمن مین مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کے جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ مین متوقف
ہوا تاکہ سراج الدولہ کے حسن سلوک سے ماہر ہو اسی عرصہ مین خبر ملی کہ اپنے چھوٹے بہائیون کو مانند سید علیخان
اور غالب علیخان اور چچا و باپ علیخان جو مورخ کا ہمسن تہا اور یہ تینون عظیم آباد مین تہے خارج کیا
آمد اس خبر سے روانگی مین زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کے وہانپر متعذر رستے
ناچار بور نیہ کو معاودہ ہو کر حویلی سابق مین مقیم ہوا - الحال بنا بر انتظام سررشتہ وقایع کے احوال انتقال
مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کی امیر فرمائی کا تحریر ہوتا ہے

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سے اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات ایزد پرستی مخدود مانکی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادثات کا ظہور ہونا تمام ملک کی بربادی

مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول ۱۱۶۹ ہجری کو عارضہ استسقا مین اسی برس کا
ہو کر شروع ہوا چندروز دوا معالجہ پر پرہیز مین بسر کیا بعدہ فرمایا کہ اس عمر مین جسکو عارضہ ہوتا ہے ایل
مین ہوتا بس پرہیز توڑ دیا بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر کلان مہابت جنگ کی مع احمال ذا انتقال
کے موتی جھیل مین جا کر سکونت گزین ہوئی اور اپنے شوہر کے ملازمین کو لکھو کہا روپیہ اور ہاتھی دیکر اپنی
رفاقت مین بنا بر مدافعہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کہتے ہین کہ جب مہابت جنگ کے ایام زیست
نزدیک انجام کے پہونچے بعض عورات نے مہابت جنگ سے درخواست کی تاکہ اونکا ہاتہ سراج الدولہ کے
ہاتہ مین دیوے چونکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف تہا متبسم ہو کر کہا کہ وہ اگر تین روز اپنی دادی کو
راضی رکہے اوسوقت تم گروامید کرنا تا آنکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گھڑی دن باقی رہے بہشت نصیب
ہوا اور خواص و اصحاب نے اوسکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہو کر دہم تاریخ کی نصف شب کو حسب
وصیت اوسکی ماں کے پایین مرقد خوش باغ مین دفن کیا - مہابت جنگ کو ابتدای جوانی مین کبھی
ناچ رنگ صحبت نسوان سے پرہیز تہا اکثر اوقات نماز اور تقوی اور وظیفہ قرآن مین بسر ہوتا تہا
تمام عمر شراب کے گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سے اجتناب رکہتا تہا ہمیشہ دو گھڑی رات رہے بیدار

...طرف متوجہ ہوا اور نسخۂ فقیر کی طرف دیکھا جب باہر آیا پھر ایک تو اندیشۂ عظیم اور امید...
معلوم ہوا کہ فساد مادہ نے باطن دماغ مین رجوع کیا ہے جب ثلث حصہ شب کا گذرا صولت جنگ
اپنا حال دگرگون پاکر حکم دیا کہ قیدی آزاد کیے جاوین اور صدقات ادا ہون مستورات حرم
...یہ وزاری شروع کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کے حواس سلب ہوے جب کچھ...
...چہار ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری کو جان بحق ہوا مصرع جہان ماند خو ناپسندیدہ برد
...س گھڑی او تشویش اور رنج جملہ حرم سرا مین لاحق ہوا کہ جملہ علما اور رفیق کو بلا کر مستدعی ہے
...دعا کرین یا کچھ آیات قرآنی پڑھین تا کہ صحت حاصل ہو صولت جنگ بیہوش غشی مین تا دو تین دم
...زندگی کی جو باقی تھی پوری کر رہا تھا جو دیکھنے کو آتا گھبرا کر واپس چلا جاتا میر عبد الہادی روشن تخلص
جو صاحب دیوان اور نظم و نثر مین مہارت تمام اور علم عربی اور عروض کو خوب جانتا تھا بمجرد ملاحظہ
اوسکے حال کے غشی طاری ہوئی خواجہ سراون نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا اور مردم بالا کو بلا کر اوسکی حفاظت
مین اوسی اوسکے گھر کو روانہ کیا چند پہر اوسی غشی مین گذرے تین پہر یا چار پہر رات گذری ہوگی
کہ وہ صاحب کمال بھی جان نثار ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ سید مذکور کا مولد جہانگیر نگر عرف...
تھا اور شاہجہان آباد مین نشو و نما پایا تھا علم متداولہ وہین پر تحصیل کیا رغبت نظم و نثر کی ہوئی والد
مورخ نے دو برادر خورد سید علی خان اور غالب علیخان کی تعلیم کو شاہجہان آباد سے عظیم آباد روانہ کیا
جب ہیبت جنگ نے سید علی خان کو اپنی مصاحبت مین سرفراز کیا سید مذکور کو بھی اونکی تربیت
کو اپنا ملازم بنایا اور بعد گشتہ ہونے ہیبت جنگ کے صولت جنگ نے اپنی رفاقت مین بلایا اور جملہ
فضلای عظیم آباد مین جنکا ذکر بالا ہو چکا اسے بھی قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور قاصر طبیعتون کی
آمیزش سے دور رہتا اکثر لوگون سے کم آمیزش کرتا تھا اور فکر شعر و سخن مین بسر کرتا عظیم آباد اور
پورنیہ مین جب تک زندہ رہا فقیر حقیر سے ہمکلام رہا کہ ہماری تمہاری مثل اوس مثل سے موافق ہے
کہ اگر تو نہی میرسے شعر مین معنی نہ رہنگے الغرض صولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد ترمتی نے
جسکا مذکور ہو گیا اور تازہ کربلای معلی سے آیا تھا اور کلکتہ ہوتی ہوے باتفاق آقا عبد اللہ کے پورنیہ
پہونچا متوجہ ہوکر غسل دیا اور جو کفن کہ وہان سے لایا تھا پہنایا اون دونو بزرگ نے مع دیگر جماعت
حاضرین کے نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ ہے ساتھ تجمل اسباب کے جنازہ اسکا لیجا کر جعفری باغ مین دفن کیا چونکہ فوت
ہونا دونو بہائیون صولت جنگ اور شہامت جنگ بلکہ مہابت جنگ کا چند ماہ کے فاصلہ سے ایک ہی سال مین واقع ہوا تھا
کلمۂ خدا ایشان بیامرزد مادۂ تاریخ مشہور کیا اس سانحہ کے بعد شوکت جنگ نے زمام کلان صولت جنگ

باقی ہے کبھی بائین پہلو مین درد عارض ہوتا ہے بعد چندے خود الم روز فرمانے لگا کہ شاید اس تدبیر
جونک لگانا مفید ہو بندہ نے عرض کیا کہ ازالۂ سواد کا اگر کسی عضو دور کے فصد یا حجامت سے کیا جاوے تو
بہت بہتر ہوگا بعد دو تین روز کے مین نے دیکھا کہ جونک لگانا اوسکو منظور ہوا بندہ نے دوبارہ جسارت
کرکے ممانعت کی جواب دیا کہ عورتون کا قول ہے کہ جب جونک کا ذکر آوے ضرور لگوانا چاہیے بندہ نے
عرض کیا کہ عورتون کی کیا عقل ہے جو حضور اوسپر اعتبار کرتے ہین جواب دیا کہ واقعی ایسا ہی ہے لیکن
ہمارا ان قباحت نہین جب بندہ نے اسقدر مبالغہ دیکھا خاموش ہوا القصہ دیر سے تو چارہ نہین آپ نے
جونکین لگوائین ورم نے شدت کی اور ہر ایک جونک کے زخم نے ورم کرکے ریم پیدا کی جراح سے رجوع
ہوا آہستہ آہستہ تمام گردن آماس ہوئی درد کا زور ہوا گمان ہوا کہ مادہ گردن مین رجوع ہوا
اور پختہ ہو گیا مستعد اخراج ہے بندہ نے ملی جراح کو طلب کرکے کہا کہ نشتر سے حرکت دیوے قضا نے اوسکو
بھی اندھا کر دیا بلا تامل اور تحقیقات کی بذریعہ نشتر چار پارہ کر ڈالا مگر گمان پختگی کا باطل ہوا مطلق ریم
برآمد نہوئی موافق قاعدہ جراحان کے برگ نیم مشوی کرکے اوسپر باندھا اوسی رات کو غش کے آثار پیدا
ہوتے برگ نیم جو بندہ ہی تھی کھول ڈالا اور گلاب وغیرہ مقویات قلب اور دماغ کا استعمال فرمایا
مزاج بحال ہوا مگر تشویش دلی کو افزایش تھی اطبا اور کل نوکر عمدہ اور روشناس حاضر آئے بعضی دیوان
تمام اور بعضی اوسکے محل مین خیمہ کھڑا کرکے ہر وقت حاضر باش رہے بندہ نے بھی متصل بردہائے عمارت کے
زیر درخت خواب بجا کرکے بسر کرتا تھا اور زین الدین حسین خان خلف سیف خان مرحوم جو صولت جنگ کا
نستر تھا اور رفیق علی خان برادر بندہ اور حکیم محمد سید مع چند دیگر لوگون کے بندہ کی قریب وہ تمام
مقیم ہوتے ایک بزرگ افاضل ایران سے آقا عبد اللہ نام کہ فی الحقیقت نہایت استعداد فنون ریاضی
وغیرہ کی علوم مین رکھتا تھا شروع بیماری ہی مین سید مرتضی خراسانی کے جو کہ نہایت قابل اور پر در کار و بین تھا
وارد پورنیہ ہو کر صولت جنگ کی ملاقات کرتا یا اور مورد الطاف لائقہ ہوا اگر ایسے قدردان کی حیات
وفا کرتی جو سلوک کہ ان بزرگون کے لائق ہوتا ظاہر فرماتا دو تین دن کے اکثر اوقات سیرکے پاس بیٹھ دعاہائے
یہ بجنے زنانون ماثورہ مین مصروف ہوتے لیکن تقدیر کے روبرو کسی کی نہین چلتی کچھ اثر ہوتا آخر شروع
شام کے سے بیسوین جمادی الاول کو حواس مین نقصان ظاہر ہوا ایکدو کلمہ بطریق ہذیان کے اوسکی زبان سے
برآمد ہوے جو شیخ محمد حسن ہمراہ اگرچہ جامہ داران سپاہ سے تھا مگر طبابت مین دست قدرت رکھتا تھا
اور بیسہ پیشہ بیمہ مرات کو جانتا تھا کیونکہ اوسکا باپ طبیب حاذق و بہرہ رس التجارب کے نام کتاب ہے اوسکی تصنیف
اور سوتھے اطبا اور جراحان سے تھا اوسکے معالجہ مین شریک تھا جب اوس نے کہ ہذیان کا سنا

پروردگان دولت سے کیا ہو سکتا ہے اللّٰہم انا لا نعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا اللّٰہم ان کان محسنا فزد فی احسانہ وان کان مسیئا فتجاوز عنہ۔

رحلت فرمانا ناصر الملک مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کا دار ناپایدار سے

جب تقدیر ربانی مقتضی ہوئی کہ بنیاد دولت خاندان مہابت جنگ کی منہدم ہو اور جولانی ریاست اور سزاوار امارت ہوں وہ قبل اوس سردار پر شجاعت کے فانی ہوں واضح ہو کہ بعد مہابت جنگ کے تینوں بہائی کے لڑکے یعنی شہامت جنگ اور صولت جنگ اور ہیبت جنگ اس زمانے کے موافق سراج الدولہ سے بہتر لیاقت فرمانروائی کی رکھتے تھے اگر انکے اختیار مین سررشتہ کار پڑتا شاید احوال مردم بنگالہ اور بہار کا اس جلدی سے خوار وزار نہوتا لیکن تقدیر ربانی نے قبل مہابت جنگ کے اونکی نشاط حیات اولٹ دی احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ نے جوان تینوں بیٹون مین شجاع اور پر تدبیر تہا اول ہی سے ارم کو قدم اوٹھایا اور مہابت جنگ نے اس شنوائی کے بعد کہا کہ اگر دولت کو ہمارے خاندان مین قیام کرنا منظور ہوتا تو ہیبت جنگ پر یہ حادثہ نہوتا بعد ازین ناصر الملک احتشام الدولہ نوازش محمد خان بہادر شہامت جنگ نے راہ آخرت لی بندہ مورخ کو بعد انتقال شہامت جنگ کے مہابت جنگ سے ملاقات دستیاب ہوئی اوسکے مرنے پر نہایت حیرت اور افسوس کرتا تہا اور فرماتا تہا کہ اوسکا مرنا بعینہ لڑکون کی نہین ہے بلکہ بجاے باپ سے ہے تمام خاندان کا پرورش کنندہ تہا بعد ازان صولت جنگ کو پیغام دیکر کہا کہ اب کوئی طاقت اور ہوش باقی نہین اگر زندگی نے وفا کی سال آیندہ کی رہائی جسکو چہہ مہینے باقی ہین راج محل مین صرف آپکی ملاقات کو آؤنگا اور آپکے دیدار کو جو نہایت مغتنمات سے ہے حاصل کرونگا اور اگر زندگی نے جواب دیا معذور رکہنا اور اس قطعہ کو ضمیمہ پیغام کیا قطعہ گر بماندیم زندہ بردوزیم ÷ جامہ کز فراق چاک شدہ ÷ ورنمردیم عذر ما بپذیر ÷ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ÷ بعد انتقال شہامت جنگ کے دو مہینے اور بارہ[۱۲] روز گذرنے پر صولت جنگ بہی ملک بقا کو قدم زن ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ نزدیک وفات شوکت جنگ کے اسکے سر مین ایک آبلہ برآمد ہوا نہایت حدت اور درد کرتا تہا لیکن کسیکو گمان نتہا کہ سبب قضا کا ہوگا چنانچہ مورخ بہی زمانہ مین تقریب ملاقات والدہ اور غمگساری جناب موصوفہ کے صولت جنگ سے مرخص ہو کر مرشدآباد آیا اور مہابت جنگ سے ملاقی ہوا اور اوسنے صولت جنگ کو پیغام بہیجی جب بندہ معاودت کر کے پورنیہ مین پہونچا اور پیغام پہونچایا سنا کہ ابہی غلش آبلہ کی

معاود ہوا یہ بھی اپنی مرکز دولت مین داخل ہوگیا اور ایکمرتبہ واسطی تنبیہ شیخ محمد خلیل زمیندار
پرگنہ ٹلکناڑہ کی جو بعض جفا کی دراندازی سی سرکشوریش ہوا تھا عین برسات تھی کہ یہ بندہ
دریپش ہوا اول نصایح و موعظت کرتا رہا مگر اوسکا تمرد اور غرور گردنکشی سے زیادہ ہوتا گیا چنانچہ
بندہ بھی واسطی اتمام حجت اور دفع بلا کی ساعی ہوا اور بذریعہ معتمدین کی دلجوئی کی اور صولت جنگ
کو بھی اوسپر مہربان کیا اور عہد بھی لیا کہ اوسکی ساتھ بدی نہ کریے لیکن کچھہ مفید نہوا اور بدرجہ
لاچاری عین برسات مین صولت جنگ اوسکی مدافعہ کو برآمد ہوا اور اوسن مدبر کی ہمراہی رفاقت
سی منہ موڑ گئی اور وہ خود آوارہ دشت ناکامی ہوا اور آخر کو مع عیال و اطفال کی اسیر پنجہ تقدیر
ہوا اور بعد چند روز کی محبس مین قید زلیست سی آزاد ہوا مبلغ خطیر منجملہ زر سرکاری کی اوسکے ذمہ
بر آمد ہوا بعد اوسکی مرنی کی اوسکی لڑکی سے طلب کیا لڑکی کا نام غلام حسین تھا بندہ نی شہادت جنگ
کی عہد مین جو چند ماہ مرزبان پورنیہ کا رہا تھا باقیات مذکورہ کو بپاس ایمان اور نیز اوسکی
یتیمی اور بیکسی کی معاف کرایا تھا اور اوسکو باپ کی راج پر مستقل کرایا۔ نقل ساتوین یہ ہے
کہ نقی علیخان برادر مورخ عہد جوانی مین نہایت تندمزاج تھا مطلق مآل اندیش نتھا ایکروز صولت جنگ
کی حضور سے اوٹھکر کچہری دیوانی راجہ مین عجائب رائی کی پاس آبیٹھا اچل سنگہ قوم ہندو
تھا جسکی نامہ اعمال سی شور و شر کے آثار دیدہ ظاہر مین نمودار تھی اور وہان کی اذیت پہنچانیوالونمین
تھا اور شوکت جنگ کی دیوانی پر سرفراز تھا اور اوس روز راجپوت تک شوکت جنگ کی ذمہ حضور
اسکی پدر سی تھا اور نیز توپخانہ و دستی کی داروغگی مہابت جنگ کی تقلید مین جو سراج الدولہ کو دیا تھا
صولت جنگ نی بھی اپنی لڑکی شوکت جنگ کو عطا فرمائی تھی اور جماعت ہزاریون کی ریاست بھی
اوسی سی متعلق تھی اتفاقاً بندہ و مذکور راینچ امور متعلقہ کی سوال جواب کو راجہ عجائب رائی کی کچہری
مین آیا تھا چونکہ نہایت متکلف اور صاحبزادہ کی دیوانی سی مغرور تھا چاہا کہ جو فاصلہ برادر
بندہ اور راجہ مذکور کی درمیان تھا اوس سی بیشتر کو جاوے نقی علیخان نی ممانعت کی مگر
کچھ نسنا اور بیباکانہ جواب دیا نقی علیخان نی آشفتہ ہوکر اپنی ملازم سی کہا کہ اوسنے ایک دہول
اوسکی سر پر ماری کہ اوسکی سر سے پگڑی گر گئی وہ اوس صورت سی شوکت جنگ کی روبرو جاکر
شاکی ہوا شوکت جنگ نی نہایت پژمردہ ہوکر ہزاریان وغیرہ جماعہ برقندازان توپخانہ وغیرہ کو حکم دیا اور
ہنگامہ جنگی کا ارادہ مصمم کیا نقی علیخان کا مکان شوکت جنگ کی محل کی مقابل تھا اور درمیان سی
شارع عام وسیع بعض دوست مانند مرزا رستم علی اور مرزا حیدر اور مرزا منیر علی وغیرہ

عاطفت رہکر جسوقت اوسکی سواری کا وقت آویگا عنایت کیجیگا اس طرز التماس کو نہایت پسند فرمایا اور زیر لب ہنسکر خاموش ہوا بعد چندی جب صفدر جنگ کی ورود کی خبر ملا دیگیا مین بسبب اسکے بنارس چلا آنیکے تہی اور مہابت جنگ نی صولت جنگ کو لکہا کہ اسطرح پیرا نواہ اوڑی ہے ہم اسطرف سی آتی ہین اور آپ اودہر سی مع اسباب حرب کی منعت کیجیئے بندہ دیسی ار تہا فرمایا کہ چند سوار و پیادہ عمدہ بہم پہونچانا چاہیے بندہ نی عرض کیا آدمی اسجگہہ میسر آوینگی کیونکہ یہ ملک گوشہ ہی مردم ملک دیگر کا گذرادہر کو بمشکل تر ہوتا ہی فرمایا کیا مضایقہ انہین سی منتخب کر کے نگاہداشت کرنا چاہیے حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا مین صفدر جنگ کی معاودت کی خبر پہونچی اور مردم کی جستجو سے کم ہوئی جماعہ دار لوگ جو اس روز کیلیے دست بدعا تہی اپنی لوگون کی نوکری کو ملتجی تہی نواب نی آزردہ ہوکر جواب صاف دیا مگر بائیس ۲۲ پٹہان جو کہ خوش اسپہ تہی اپنی خواہش سے مقرر فرمائی بندہ نی اظہار کرنا اجتماع مردم کا حسن طلب سمجہکر اسطرح پر عرض کیا کہ الحمد للہ شورش دفع ہوگئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہوگئی ہین برطرف کیے جاوین عرضی پر دستخط فرمایا کہ اوس عالیشان کو اس سی کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ مین حاضر کرین آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو دیکہکر مقرر کرلیا اور اون بائیس ۲۲ افغان کو بہی حکم دیا کہ رسالہ بندہ مین مقرر ہون جب ستر اسی سوار کی قریب اور دو ڈہائی سو پیادہ کی بندہ کی رسالہ مین مامور ہوی فرمایا خانصاحب اب تو شاید ہاتہی پر سوار ہونا نامناسب نہوگا بندہ آداب بجالایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر ہاتہی فیلخانہ سی منتخب فرماکر عطا فرمایا۔ **نقل** خوبتر یہ ہی کہ مورخ نی ایکمرتبہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہنڈوی بنام اپنی والدہ کے شاہجہان آباد کو بہیجی اوسنی اس امر سی واقف ہوکر کہا کہ خانصاحب سُنا گیا کہ اسقدر روپیہ کی ہنڈوی آپنی شاہجہان آباد بہیجی ہی چونکہ چہپانا مناسب نتہا مورخ نی اقرار کیا فرمایا کہ ہمین اطلاع نہ کی ورنہ ہم بہی شریک ہوتی مورخ نی عرض کیا شریک ہونا کیسا یہ سب کچہہ حضور کی دولت کی بدولت ہی ورنہ بندہ ملازم کی دست قدرت ظاہر یہ سنکر ہنسا اور خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب مین مجرا کرے اور رسید فقیر کو دیوی مورخ اس عطا یا سی باہر ہوکر شکر خداوندی بجالایا۔ **نقل** پانچہ چہ مہینا یہ ہے کہ خدمت پرگنہ سری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکہہ اور اسی ہزار کی روپیہ پر منتج ہوا تہا چاہا کہ رعایتاً مورخ کو تفویض فرمائے بلا اطلاع مورخ کی اپنی دیوان مدار المہام کو جو دیوان سیف خان مرحوم کا بہی تہا اور راجہ عجایب رائے اوسکا نام تہا مورخ کا نائب بہیجا وہ مع سند اور شیخ امان اللہ نام جو مرد عامل پیشہ اور اوس ضلع کی عمال مشہورہ مین تہا مع دو قطعہ خلعت کے آکر ملتمس ہوا کہ

بعد فجر سے فراغت کرکے نماز صبح اول وقت پڑہتا تھا اور بعد بار خاص کرتا ہفتہ مین پیشتر بار تمام تک اور یوم جمعہ تعطیل کی عمارت نمد خلوت
مین بیٹھتا اپنے مقربین کو بلاتا بعد ازان انکے ساتھ قہوہ پیتا بعد ازان مجرائی لوگ سلام سے مشرف ہوتے
اور تھوڑی دیر بیٹھکر اوٹھ جاتے اور بعض بعد سلام کے رخصت ہوتے دو گھڑی کے بعد اندرون محل سرا تشریف
لیجاتا لیکن بعض لونڈیون اور خواجہ سراؤن کے وہان پر کوئی نہوتا ہر سررشتہ کے متصدی اپنے کاغذ
خواجہ سراؤن کی معرفت بھیجتے اور وہ اوسی خلوت مین کاغذات جانچکر دستخط فرماتا عملہ وغیرہ دربار کی
بیرون پردہ حاضر رہتے منشی لوگ تحریرات کے مسودے بھیجتے بعد اصلاح صاف ہوکر خواجہ سراؤن کی معرفت
لفافہ مین آتے تب ملفوف اور ممہور مہر لگاکر منزل مقصود کو روانہ ہوتے ہزار وغیرہ ڈاک کے
خطون کو لیکر روانہ کرتے تھے جب ایک پہر اور کسیقدر دن گذرتا خوان طعام خاصہ اونکے موائد احسان سے
اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو ایکروز کے بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کمتر بلا پرسش حسب دستور
پہونچا کرتے جب بکاول خوان طعام وقت معہودہ پر پہونچاتا عملہ دربار بوساطت خواجہ سراؤن
کے غرض سلام کرکے اپنے گہرون کو رخصت ہوتے اور نواب بعد فراغ طعام قیلولہ
کرکے اول وقت ظہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ بول و براز اور وضو کے نماز ظہر ادا کرکے ایک جزو قرآن کی
تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس مین علما لوگ مانند ملا غلام یحیی اور مفتی ضیاء اللہ اور
میر وحید اور مولوی لال محمد و شیخ ہدایت اللہ و سید عبد الہادی حاضر ہوتے دو گھڑی تک تذکرہ
علمی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کے پڑہتا اور ملا غلام یحیی اوسکے مشکلات حل کرتے اور
کبھی گفتگو اوسمقدمہ مین کرتے تھے مکرر فرماتا تھا کہ الحال تحصیل علم متعذر ہے اور جسقدر استعداد جو مجھے
ہے کچھ اوس سے افزون نہوگی اتنا لذت فہمید سے مجھکو جان تازہ ملتی ہے اسقدر اسکا پابند ہوا ہون
اگر کسیدن میسر نہ آئے ایسا معلوم ہوکہ شاید کوئی بڑی دولت مجھسے مفقود ہوگئی ہے اور خاطر مشوش
رہتی ہے چونکہ بندہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تھا تاکید کی تھی کہ اوس وقت بھی حاضر ہون اور میری
بات خوش ہوتا تھا اور سفر اور حضر مین بضرورت اور لوگون سے مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت
درخ سے متوجہ رہتا تھا اسقدر کہ اوسکے پرانے رفقا متحیر تہے کہ اس نوجوان نے کیا افسون پڑھ دیا ہے
اسکے دوسرے سے ملتفت نہین ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان
ن پسر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسین خان ولد سیف خان
جنگ کا خسر تھا اور نقی علیخان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمشیرہ زادہ
خان اور آقا عظیما اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عجائب رائے اور بعد اوسکے

نیت سنتین معہذا والدہ اوسی صاحبت
تھا ز ابھی اور پیشتر ایسا زمانہ آیا اور درست کیا ہو کہ ہم لوگی
پہنچی اور مرشد ثابت جنگ نے باوجود بزرگی اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہ سے اوٹھکر
روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچھا بندہ تقصیر وار ہے لالال تیری قدمون پر گرتا ہون تقصیر میری معاف
کر اوسوقت والدہ شرمندہ ہو کر دست بدعا ہوئی اور مرشد آباد کو رہنے پر راضی ہوئی اور اب
اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کر کے زار زار روتی ہے اور درگاہ ایزدی سے اوسکی مغفرت چاہتی ہے
اسیطرح بعد آقا میرزا مرحوم جو پوتون اور نواسون سے حاجی احمد شجاع الدولہ بیوی وارث مبارک الدولہ کے اور مرتضی
تھا اور ثابت جنگ سے داشنائی رکھتا تھا اوسکی اولاد اور بی بی کے ساتھ جو تقی خان کی دختر تھی سلوک
قرار واقعی کرتا تھا کہ کمتر ویسا سلوک کسی شخص نے کسی کے ساتھ کیا ہوگا بلکہ جس وقت کہ خبر ارتحال کی جو کہ بر وقت
اوسکی آنے کے جہانگیر نگر سے مرشد آباد کی نزدیک جو مین راہ مین بسواری کشتی واقع ہوا الملا جا کر
اوسکے گھر اوسکی تعزیت اور بازماندون کی تسلی کو بیٹھا اور بعد چند روز کے اوسکے عیال و اطفال کو طلب حضور
فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکے دونون پوتون میرزا باقر اور میرزا عبد الصمد کو اپنی تربیت خانہ مین رکھا
اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم ہو تربیت کیواسطے متعین فرمایا اور ہمیشہ وجہ مصارف کا خبر گیری کیا ماہ بماہ سو
روپیہ ماہواری دونون کی والدہ کو ماہ بماہ پہنچاتا تھا اور استعداد رہا ہے دونون بھائیون کو علٰحدہ
بیٹا اور ملا تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تھی اور بارہ جلد بیاض خاص بیگم بھی ہند کرتا تھا کہ یہ ہدیہ مختصر
نذری لونڈیون کو بھی شایان عزت نہین گویا اسی کی بارہ مین یہ شعر شیخ اکبر نامہ نے کہا ہے ایسا دنیا سے
کہنہ یاد کرین ہمکو سب + خوبیان تیری کرے خلق خدا ورد لب + چونکہ بندہ مورخ دونو بھائیونکی
خدمت مین اخلاص و اتحاد بدرجہ غایت رکھتا تھا لہذا یہ ماجرے جو ان کے گو چشم دیدہ مین ایک
ہزارون کے ساتھ سلوک کرتا تھا جنکے نام و نشان کی خبر بندہ کو نہین ہے +

مجمل احوال صولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر وغیرہ کا

صولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکو خطاب نصیر الملک صمام الدولہ سید احمد خان بہادر صولت جنگ
اپنے بھائیون مین صورت و سیرت برگزیدہ سے آراستہ بعض وجہ مین البتہ کمینہ تھا اور ہیبت جنگ سے
باعتبار نفاست طبع اور آزادگی کے مین اعتبار دولتمین زیادہ اور شجاعت مین بھی زیادہ اور صولت جنگ
ابتدای جوانی مین کھیل کود مین مائل تھا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان مین راغب تا بعد ہو جانے
ساتھ مسرہ جنگ کے عالمہ پیری کبھی اسطرف راغب ہوتا کسیقدر عادات باقی رہی بیدار ہوتا اور طہارت

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشد آباد آیا اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہوی مگر صولت جنگ کو بھی اپنے چچا اور برادرزادہ کا اعتبار نہ تھا اپنی فکر مین رہا اور اسباب انتقامات الٰہی اسیوقت واسطے آمادگی جنگ کی جمع کر لیا۔ چونکہ وقایع نگاری کو ادب راست تحریری ستے لہذا طرفداری جس جگہ جیسا گذرا ہی ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھ سخن سازی اور خوش آمد پردازی کو دخل نہیں دیتا ہون انصاف پسندون سی امید ہی کہ عیب جوئی نکرین اور جہان کہین خطا واقع ہوئی ہو اسکو پردہ نہان مین پوشیدہ رکھین۔

ذکر اشتداد امراض شہامت جنگ اور انتقال کرنا اوسکا اس خانہ تاریک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اکرام الدولہ کی وفات سی نہایت ردی ہو رہا تھا کہ کبھی خوشی اور خوری سے بات نکرتا تھا جب حسین قلیخان کی مرنے کو عرصہ گذرا عارضہ استسقا مین گرفتار ہوا حکیم علی تقی اصفہانی قبل اسکی کہتا تہا کہ مواد اس مرض کا جمع ہو گیا ہی اگر آپ سی اصلاح کیجاوی مناسب ہی مگر شہامت جنگ بوجہ مذکورہ اپنی حال سی محض بیخبری رکھتا تہا مان اوسکی بی بی اور دیگر توابع وغیرہ حتی المقدور دوا معالجہ سی مقصر نتہی تا انکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نی شہامت جنگ کو مع زن مخدمہ اور دیگر متعلقان کی حتی کہ مانند بہاگ بائی کے اپنے گھر مین لاکر معالجہ مین مصروف ہوا قضا کو روک کیا معلوم نہین جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آپہونچا اوسکے بی بی کو سراج الدولہ کا خوف سوار ہوا باوجود دیکہ اوسکے باپ کا مکان تھا مگر اپنی شوہر کو ڈولی مین سوار کرا کر اپنی گھر لے آئی جس روز شام کو انتقال ہوگا اول روز کو شہامت جنگ نی پوچھا کہ آج کون دن ہی لوگون نے کہا دوشنبہ اس اظہار سی آثار بشاشت ظاہر کرکی کہا کہ عجب روز ہی کہ اپنی معشوق سی وصل ہوگا غالبا یہ وصیت کی کہ اکرام الدولہ کی پہلو مین مدفون کرین لوگون نی بمجرد مشاہدہ محبت کی حاجی مطلوب پر دفن فرمایا القصہ تیرھوین[۱۳] ربیع الاول ۱۱۶۹ھ ہجری روز سہ شنبہ کی رات کو حسین قلیخان کے قتل کے سال بعد عالم جاودانی کو سدہارا اور اوس مرحوم کی منشی نی کلمہ (خدایش بیامرزد[۱۱۶۹]) سی تاریخ رحلت کا تازہ نکالا صبح کو تجہیز و تکفین کی شہرت تہا سید الافاضل میر محمد علی ابدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدار سی مہابت جنگ اور جملہ اعیان شہر نی نماز جنازہ ادا کی اور بڑی شان و شوکت سی اوسکا جنازہ باغ موتی جھیل مین جو اوسکا بنایا ہوا تہا لیجا کر بیچ صحن مسجد کہ وہ بھی اسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جوار قبر اکرام الدولہ مین دفن کیا بروقت لیجانے جنازہ کی بڑا ہجوم گریہ و زاری کا تہا کہ کمتر کسی کی دید و شنید مین آیا ہوگا

سے روبرو دیگیا شہامت جنگ کسیقدر اوس سے مانوس ہوکر اکرام الدولہ کا یادگار سمجھنے لگا اور اوسی
مشغولی میں رہکر اوقات گذاری کرنے لگا کہ رفتہ رفتہ امارت اوسی لڑکی کیواسطے جمع کیا عملہ خدم
وحشم و اسپ و فیل اوسکے سن و سال کے لائق جمع کردیے لوگون کیواسطے ایک تماشا تھا اور
ایک گروہ مستاجرین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمتگذاری کو اپنا توسل
عظیم جانتے تھے باوجود اس حال کے بھی شہامت جنگ کو ملال اکرام الدولہ کا کم نتھا۔ چونکہ بعد ظفریابی
سرفراز خان حاجی احمد مع اولاد صولت جنگ کے سرافراز خان کی ناموس کی بیعزتی کی تھی اور کسیقدر
اوسکے مدخولون کو براہ جبر خود تصرف مین لایا تھا اور صولت جنگ باوجود قدرت کے اغماض کر گیا
اور نیز بہت سے جور و ستم سرافراز خان کے اولاد اور ناموس پر ہو چکے تھے لہذا غیرت الٰہی اسکے
منتقم ہوئی کہ ایام دولت کے اوس خاندان مین بعض افعال زشت جنکا ذکر کرنا مناسب نہین اوسکے خانہ امین
ظاہر ہونے لگے اور سراج الدولہ وغیرہ کی عزت و آبروریزی کوسون دور رہی جو جو کام نالائق تھے وہ
کرنے لگے ہر ایک زنانہ مردانہ کرنا شروع کیا اور بسبب کثرت محبت اور نیز واسطے مزید تسلط ہونے
سراج الدولہ کے صولت جنگ اوسکے ہر ہر حرکت کو سہل سمجھکر شنودہ ناشنودہ ٹال جاتا اس سبب سے دلی ارادہ
اور بھی بیباک ہوا اکثر بزرگون کو تضحیک دی ہرزہ درائی کی عادت آگئی خدمتگار مصاحب رذیل
جمع کیے اور تمسخر کیا ظلم و جفا کی رذالی خود بیجا نیکی سر اوٹھایا ایسی دلمین کھوٹ الی آئی کہ کسی
امیر و تعلق ہو یا قدیم ہو تا او ساتی وغیرہ کے درمیان مین منافقانہ بسر کرتا اور بیچ بیچ کا اسکا اصلانہ کہتا اور دلمین
حقیقت موافق ہروان و نسوان کے مضمون منافقت شیون اس قول کا ظاہر ہوا کہ انا ربکم الاعلی اقوال فرعونی پر زبان لایا
اور شیخی سے پیر آیا اور مستقر بر غرور پایا اور فرامیش کرکے بعض ہنگامہ بلایا اور بجائے رواج انصاف ظلم و ستم کو پیدا کیا

مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کے ظلم و جور سے

سراج الدولہ کی جہل جوانی اور شباب کی نادانی سر پر تو تھے ہی ہوئی تھی شہامت جنگ
اسکے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت و اقتدار دیکھکر حیران تھے بلکہ حسین قلیخان
رفیق شہامت جنگ کو اپنا عدو سمجھتا تھا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ بمقتضائے
جہل فطرتی جو عورتون مین ہوتی ہے کینہ نہانی اپنے دلمین رکھتی تھی اس احمق نے حسین قلیخان
کو بانی فساد سمجھا اور حقوق چندین سالہ فراموش کرکے اوسکی اور اوسکے بھائی حیدر علیخان
کی فکر مین ہوا۔ ایک شخص ولد آقا باقر زمیندار جو بعض زمینداری جہانگیر نگر کا تھا اور جسکا نام محمد باقر
اور عرف حشمت محمد خان لقب تھا بسبب ناموافقی حسین قلیخان کے مرشدآباد مین آیا صولت جنگ

حاصل کرکی سونپدہ گرمین آیا متعمدی اور برہمن فوج مرہٹہ کی میر مذکور کی فرمانبرداری سی ناراض ہورہی تہی جانوجی کو جو کہ جوان خودسر اور رستیاندر باپ کی اطاعت سی بھی باہر تہا میر حبیب کی جانب سی ورغلانا اور محاسبہ کی خواہان ہوسئی جب یہ مصلحت ہوالی جانوجی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کرکے نہایت سلوک و مدارات سی بٹہایا اور تمام دن لطف و عنایت سی شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کسیقدر مرہٹہ سی دور اوترا کرتا تہا ہمراہیان میر کے طول نشست سے گہبرا کر اکثرون نے اپنی راہ لی تہوڑ ہے سے لوگ وہان حاضر رہی جب شام ہوئی جانوجی پوجا کی حیلہ سے کسیطرف چلا گیا اور اوس بنگلہ مین مرہٹہ ہجوم کر آئی میر مذکور کو پیغام دیا کہ بدون حساب زر اور لکہہ دینے دست آویز زر متصرفہ کی جانے نپاویگا میر مذکور تو رگہو کی عنایت اور اپنے حسن رفاقت پر اعتماد رکہتا تہا جانوجی کی کہنے پر سر خمیدہ نہوا اور اپنی رہائی اس مکان سی چاہتا تہا کیونکہ جانتا تہا کہ جب اس مکان سی نکلا کوئی ہاتہ نپاویگا ہر چند تقریرات دلپذیر کین مگر قضا کی پنجہ سے رہائی نپائی جب آدہی رات گذری اور دیکہا کہ کچہہ اپنی گفتگو کو اثر نہین ہوتا مردانہ کمر باندہی اور چالیس پچاس آدمی سی جو ہمراہ تہی آمادہ جنگ ہوا اس کو یہ بھی خیال تہا کہ بدون حکم رگہو جی کی کوئی مزاحم نہوگا مگر تقریر سی نوبت گذری تیغ و تبر کی باری آئی یہ تو قلیل تہی اودہر مرہٹہ کی کثرت تہی باہر نکلنی کی راہ نپائی اکثر رفقا کی ہمراہ مقتول ہوا البعض مجروح ہوئی ہر چند رگہو اس خبر کی سننی سے اپنی لڑکے سی نہایت آزردہ ہوا مگر میر حبیب بیچارہ کی مفت جان گئی جب وہ وقت آیا تہا کہ اپنی شجر جفاکشی کا پہل چکہی بیگناہی مین جان سی گیا اسکے بعد مصالح الدین محمد خان جو کہ واسطہ صلح ہوا تہا کٹک کی نیابت پر مہابت جنگ کی طرف سی اور نیز مرہٹہ کی طرف سی سرفراز ہوا بکام آرام بسر کرنے لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تہا وہ اسکو میسر نہوا مگر کج فہمی سی اپنی کو زمرۂ نوکران مرہٹہ سی سمجہتا تہا۔

جانکی رام کا عظیم آباد مین فوت ہونا اور راجہ رام نارائن کا صوبہ دار ہونا اور اکرام الدولہ کا مرنا

اسی عرصہ مین واقع آخر ۱۱۶۵ھ ہجری یا اوایل ۱۱۶۶ھ ہجری مین جانکی رام نائب صوبہ عظیم آباد اجل طبیعی مین فوت ہوا اور راجہ رام نرائن ولد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سی پروردۂ خاندان مہابت جنگ تہا اور جانکی رام کے عہد مین عظیم آباد کی نیابت پر سرفراز تہا بحقوق سالخوردگی اور دیرینہ ہونیکی اور نیز شعور مندی کے جو کہ بسابق اور معاملات مین رکہتا تہا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطای خلعت اور سرپیچ مرصع اور شمشیر و فیل سی سرفراز ہوا اور راجہ دولبہہ رام ولد کلان راجہ جانکی رام کا جو اپنی باپ کی نیابت مین دیوان تن تہا اور زمرۂ معتمدین مہابت جنگ مین تہا عطای خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سی سرفراز ہوا

فرستادۂ میر حبیب بتوسط میر محمد جعفر خان کے جسوقت کہ مہابت جنگ کٹوہ مین رونق افزا تھے اونکی ملازمت مین فایز ہوا اور ہمرکاب ہو کر مرشد آباد مین وارد ہوا —

ذکر وقوع مصالحہ فیمابین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کی درمیان ہونی کا

جب مہابت جنگ مرکز دولت مین پہونچا میرزا صالح نے اظہار اطاعت و فرمانبری کر کے عہد و مواثیق سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب درپیش رہے شروع ۱۱۶۵ ہجری مین اس طرح صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب مذکور کے طرف سے صوبہ کٹک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اوسکے حاصلات کو فوج رگھو کی تنخواہ مین دیوے اور علاوہ اوسکے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رگھو کو دیا جاوے کہ پھر قلمرو مہابت جنگ مین ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نرکھے متصدیان بنگالا اس سرکار کے نوکر اونکو دینگے اور فوج مرہٹہ رود خانہ سون ایکا کو اپنا حد و سد سمجھکر اوسکے پار آنیکا عزم نکرین جب میر حبیب نے اس قول و قرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضامندی کی ارسال حضور نواب کی اور میرزا صالح کو خطاب مصالح الدین محمد خان کا عطا فرما کر مع سند و خلعت و فیل وغیرہ کی بنابر میر حبیب کے رخصت دی جب اسطرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مدنظر ہوئی اور آبادی دیہات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور مید نی پور جو کہ بعد مصالحت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگہ کو جو ہرکاروں کا جماعہ دار تھا اوس جگہ کا فوجدار کیا اور اوسکا بھائی نراین سنگہ اپنے بھائی کی جگہہ حضور مین مقرر ہوا —

ذکر معاودت رابعہ بیگم برادرزادی مہابت جنگ کا لکھنو سے چچا کی خدمت مین

انہین دنون مین پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کی رابعہ بیگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جو شوہر کے ہمراہ لکھنو گئی تھی بعد کشتہ ہونی شوہر کے جو راجہ نول رای سے اور احمد بنگش کی لڑائی مین واقع ہوا بوسیلہ نام قرابت اور برادر زادگی مہابت جنگ کے روسای شہر مذکور اور روشن خان زمیندار صوبہ اودہ سے موافقت کر کر انہون کو عطای لایقہ اور اکرام فایقہ سے ممنون و مرہون احسان منت فرما کر مع مال و اسباب و اولاد و غیرہ کے عظیم آباد پہونچا کی اور وہان سے بکام دل مرشد آباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی —

ان میاں بی بی نے مراتب ادب ملحوظ کرکے اپنے کار و بار خانگی کے اختیارات اوسکو دئے تھے اور بیگم مذکور علاء الدولہ کے جملہ نوکروں سے ایک کو جوکہ اوسکے قتل کی رات کو پیدا ہوا تھا اور شکر اللہ خان نام ہوا اپنی فرزندی میں لیا تھا اوسکے وصلت کا ارادہ صولت جنگ کی کسی دختر سے رکہتی تھی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکور کے توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے اول تو انکار کیا مگر پھر شہامت جنگ کے مبالغہ اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سرانجام اس کار خیر کا بدون جمع ہونے قبایل اور عشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کے نہیں ہوسکتا تھا اور رہانا تمام عورت اور مرد کا پورنیاں میں ناممکن تھا بنا سے شادی مرشد آباد میں قرار پاکر مقرر ہوا کہ بعد مہیا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہو اوسی وقت صولت جنگ مرشد آباد کو آوے باقی امکاحال وقایع آیندہ میں تحریر ہوگا بعد چند روز کے صولت جنگ خدمت عم بزرگوار سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک کو عازم ہوا۔

میر حبیب اور مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تفویض صوبہ کٹک اور کسیقدر زر نقد کے اور بسبب ضعف پیری کے قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کی رفاقت میں جو فوجیں میدنی پور میں مقیم تھیں اگرچہ بحسب کمیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا کٹک اور بالیسر سے ممکن تھا لیکن بسبب قصور جرات اور سعی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ کے کہ متواتر رہتا میر حبیب کی خبریں مشتہر ہوتیں مگر دوست دشمن دونو حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تہے سپاہ ملازم بھی دشمن سے لڑائی کرنیکو جسارت نہیں کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسے خیالات سے متوحش ہوکر دلیر ہوتے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کے ۱۱۶۴ھ ہجری میں مع فوج انجم شمار کے حرکت کرنا ضرور ہوا مرشد آباد سے میدنی پور کو چلا اور راہ میں سے میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام برسم استقبال برآمد ہوکر درمیان بردوان اور میدنی پور کے مشرف پابوسی ہوے اور مرہٹہ اور میر حبیب نے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت سنکر سیر سے ہاتھ اوٹھا اور میدنی پور کی جانب آنے کو آمادہ ہوئے مہابت جنگ نے مع فوج ہمراہی اور لاحقہ کے بقصد مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا قصبہ مذکورہ میں فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت معہود کے میر حبیب اور مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج دکن خدمات بہادران مہابت جنگی کی

اندر کر لیا میدان مذکور خس و خار عدو سے صاف ہوا مہدی نثار خان جامہ یکتا تھی پہنے ہوئے تلوار حمایل
کیے مع رفقاے معتمد کے سراج الدولہ کو بیچ مین لیے ہوئے آہستہ آہستہ آگے چلا آتا تھا تا آنکہ بدر محلسرای
والد مرحوم سکے دروازے پر جو حاجی گنج کے مقابلہ مین معمور ہے اور دونون سکے مقابل شارع عام
دروازہ بیگم پورہ کا واقع ہے پہونچا اور جانکی رام نے مع اسباب حرب مانند توپخانہ دستی اور بان
وغیرہ سکے فیل سوار ہوکر حسن علیخان کو ہراولی پر مقرر فرمایا اور دروازہ قلعہ پختہ کے سر چوک
پر حیران کھڑا تھا کہ دیکھیے کیا نتیجہ پیش آتا ہے البتہ تین چار ہزار آدمی اوسکے ہمراہ تھے اور راجہ رام نراین
بھی حاضر تھا اسی عرصہ مین امانت خان نے جو مہدی نثار خان کا رفیق شجاع تھا ہاتھہ مین برچھی
لیے ہوئے اپنے گھوڑے کو کداتا ہوا بکمال جرات و بہادری و دلیری سے در آیا اور حسن علیخان
کے اژدحام مین جو دروازہ جنوب رویہ چوک مین متصل مسجد حاجی تاتار کے غلبہ اور جماو کیے
ہوئے تھے جا کھڑا ہوا طرفہ رستخیز پیدا ہوئی کسی کی تاب نہوئی کہ اوسکے مقابل ہو بان دوکانونکی
گوشون مین چھپ چھپ کر مانند حیزون اور نامردون کے بیچارہ پر دست درازی کرنا شروع
کی اور زخمی کر دیا اور وہ جرار شیرانہ حملہ کنان تھا تا آنکہ کسی برج یا کسی مکان سے اون
بد سرشتون کی گولی آ کر لگی اور نقد روح اوسکا رنجک کے طرح پیالہ کالبد سے اوڑ گیا
جو لوگ کہ مہدی نثار خان کو پیشقدمی سے ممانعت کرتے تھے مہدی نثار خان نے برآشفتہ ہوکر جواب دیا
کہ ایسے مقام مین اسطرح کی خیر خواہی سے بندہ رضامند نہین جو کوئی مجھے عزیز رکھتا ہو میرے
آگے چلے امانت خان کے متعاقب مرزا مدار بیگ دکھنی مع اپنے لڑکے اور داماد اور دو تین
اور آدمیون کے امانت خان کی مدد پر دوڑ اوٹھے مگر امانت خان تو اس جہان سے چل بسا تھا
مدار بیگ نے بھی تیر و شمشیر کے زخم اوٹھا کر گولی کھائی اور زندگی سے ہاتھہ اوٹھایا اوسکے
لڑکے اور داماد میدان سے عنان ریز ہوئے اور انہون کے سبب سے مہدی نثار خان کی انتظام
مین خلل واقع ہوا چونکہ راہ تنگ تھی پانچ چھ سوار سراسیمہ لوٹے اور عنان ریز گریزان ہوئے
لوگون نے بھاگنے والون کو راہ دی مہدی نثار خان دوکان پر کھڑا ہو گیا اسیطرح ہر ایک الگ
الگ جا لگا جب فراریان کا شور کم ہوا مہدی نثار خان بدستور شمشیر در دست استادہ ہوا
لیکن سابق کے طرح سے جماو نہوا کیونکہ لوگ ظاہر مین بھی پریشان تھے اور باطن مین بھی مدار بیگ
کے اولاد و رفقا کے گریز سے ششدر ہو رہے تھے متعاقب مہتہ جسونت ناگر کے فراری سلیح
اور مستعد آ پہونچے اور مہدی نثار خان کو پہچانکر کہا خانصاحب اپنے ہمارے مورچال سے اکثر

اسنے والدہ کے سمجہتا تہا اپنے مکانمین بلاکر اظہار مافی الضمیر سے آگاہ کیا والدہ مورخ نی
ممانعت کی مبالغہ فرمایا کہ اے بہائی تو مہابت جنگ سے عہدہ برآنہوگا اور بالفعل یہ ہندو
نایب ہرچند ہندو اور مفلوک ہی مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہی اودہر سراج الدولہ مہابت جنگ
کا فرزند ہے اور وہ اسپر مرتا ہے اوسکے آئینمین کچہ مضرت نہین انجام کار بہر شیر وشکار بچنگ جنگ خواہی تم مفت
مین اسپنے قتل کے روادار نہوگشتی موجود ہی زن وبچہ کو روانہ کردو اور خود گہوڑے کی
سواری پر نکل جاو مہدی نثار خان کو تو اجل اور غیرت دامنگیر تہی ہرچند والدہ مہربان
نے سمجہایا کچہہ نہ سنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب ایمان ہو سکتا
کہ کنارہ کرون اور نامردی سے مشہور ہون اگرچہ حیات مستعار اور اقبال کا مگار یاری
کی اس ہندو بنگالی پر فتح پائی فبہا اگر ایام زندگی برابر ہوچکے ہین کیا مضایقہ ہے۔ القصہ
اسپنے ناموس کو روانہ غازی پور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا ونقرہ اسپنے لڑکے کا
حق سپرد والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہوکر صبح ہوتے ہوئے عازم خدمت سراج الدولہ
ہوا قصبہ غیاث پور مین جو بارہ کے نام سے معروف ہے آکر ملاقات کی جو جماعہ دار اطراف
دربہنگا اور گنگا کے اوس پار تھے اونکے نام خطوط بہی مشعر وعدہ دلخواہ سراج الدولہ کی
طرف سے لکہہ لکہہ بہیجے اور لوگون کی عرضیان مشعر زودرسی کے ملاحظہ مین گذرین بلکہ اکثر لوگ
جو چلے تہے حسب اثناے راہ مین مہدی نثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست
کی خبر سنتی واپس ہوگئے الغرض مہدی نثار خان مع سراج الدولہ کے جعفر خان کے باغ مین
پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف اور اکناف وغیرہ کے مزاحم ہوے سراج الدولہ
نے جانکی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہوکر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے بحر تحیر اور تفکر مین
غریق ہوا کہ کیا کیجے اگر سراج الدولہ کے ملازمت مین جایئے مبادا مہابت جنگ مورد عتاب
فرمائے یہ مقدمہ نمکداری کا ہی اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کرلیے اور خدانخواستہ کوئی
چشم زخم پہونچے تو مفت مین زندگی سے آنکہہ چرانا پڑے کیونکہ جو کچہ مہابت جنگ کو سراج الدولہ
کی محبت مدنظر تہی اوسکا حال سب پر روشن تہا اور حیران ناچار اسیے کشمکش مین پیچ رہین۔
مصطفے قلیخان کو جو محمد ایرج خان کا بہائی اور اوسکا خسر تہا بہیجا تا کہ ارادہ صحیح سے آگاہی بہم پہونچائی
مصطفے قلیخان حاضر حضور ہوکر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی نثار خان نے سراج الدولہ
کو سمجہا دیا تہا کہ جانکی رام کے مقرب حضوری مین جانے نپاوین ورنہ مضمر حضور کو وہان ظاہر کرکے

مقابلہ و مقاتلہ مرہٹہ سے معذرت خواہ ہوا مہابت جنگ نے مکان اور دولتخانہ خاص کا حکم دیا اور متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوے تھے اور قرب برسات کے آنے سے مرشد آباد لوٹنے کے امیدوار تھے حکم چھاونی کرنے کا صادر فرمایا لاجرم ہر ایک نے مایوس ہوکر اپنے حسب مقدور سائبان وغیرہ بنوالیا سراج الدولہ اپنے حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر و تفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کر کے رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکاروں کے ہاتھ روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کے جو اوسکی پرورش کردہ تھی سوار ہی رتھہ پر جسکے بیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کر سکتے تھے عظیم آباد کو چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان روشناسما تقرب اساس کے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہوکر پالکی پر سوار ہمراہ معدودے ملازمان بے اختیار کے درپے دادیہ ہوکر سرائے دیوان تک دوڑا جب نپایا بعض معتمدان کو پیشتر روانہ کیا اور در بارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی باتون پر کچھہ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کرکے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہرچند ہاتھہ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ اگر میرے واپس لیجانے مین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھہ سے دیدی اور نبابر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتھہ رکھتا تھا مضطرب ہوگیا اینار ہنا مید نی پور مین محال سمجھا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کو مشمول عواطف فرماکر اور دفع غنیم کی بارہ مین تدبیرین سکھلاکر مید نی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور راستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھہ دن کی راہ چار روز مین طے کرکے دارالامارۃ مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کرکے دوسرے روز پھر عظیم آباد کو راہی ہوا اور ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور نیز ترغیب

مقابلہ اور مقاتلہ مرہٹہ سی معذرت خواہ ہوا مہابت جنگ نی مکان اور دولتخانہ خاص کا حکم دیا اور
متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوے تھے
اور قرب برسات کے آنے سی مرشد آباد لوٹنے کے امیدوار تھے حکم چھاونی کرنے کا صادر فرمایا
لاجرم ہر ایک نے مایوس ہوکر اپنے حسب مقدور سائبان وغیرہ بنوالیا سراج الدولہ اپنے
حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر
وتفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کرکے
رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکارون کے ہاتھ
روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کی جو اوسکی پرورش
کردہ تھی سوار ہی رتھہ پر جسکے بیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کرسکتے تھے عظیم آباد کو
چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان روشناس
تقرب اساس کے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہوکر پالکی پر سوار ہمراہ معدودی ملازمان
بے اختیار کے در پے دادیدہ ہوکر سراے دیوان تک دوڑا جب نپایا بعض معتمدان
کو پیشتر روانہ کیا اور در بارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی
باتون پر کچھ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کرکے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ
نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہر چند ہاتھ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا
البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ
اگر میرے واپس لیجانے مین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار
وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھ سی دیدی
اور بنابر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتھ رکھتا تھا مضطرب ہوگیا اپنا رہنا میدنی پور مین محال
سمجھا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کو مشمول عواطف فرماکر اور دفع غنیم کی بارہ
مین تدبیرین سکھلا کر میدنی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد
کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور راستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی
مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھہ دن کی راہ چار روز مین طے کرکے دارالامارہ
مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کرکے دوسرے روز پھر عظیم آباد کو راہی ہوا اور
ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور نیز ترک

لشکر مرہٹہ کو توقف بیچ جوار مرشد آباد کے نرہا غزلی خنگلون کو بہاگ گئے اور فخر الدین حسین خان
خلف سیف خان جو کہ مرشد آباد مین حسب الحکم نظر بند تہا نگہبانون اپنے کو غافل پاکر
یا سنابتہ طمع کے انسے اتفاق کرنے کے لشکر مرہٹہ سے ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکے ہمراہ نکل گیا
انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز و نعم مین پلا تہا کبہی سفر کی سختی نہوچی نتہی اور اس
سفر مین بجز گہوڑے کی دو بیری کا سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سے عاجز ہوکر شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا جب وہان جا پہونچا جو زر وجواہر کہ والدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ
کا معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا اونہین سے جو کچہ ہاتہہ لگا اوسی سے گذر اوقات
کرر ہا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سر سام مین اسیر ہوکر جہان فنا سے چل بسا
اسی وقت مین کسی زمیندار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج
کی رہنمائی بندہ کے متعلق ہو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کی بہیر بنگاہ پر پہونچا تا ہون
یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منتجہ سرکاری سوار ہوکر رہنماے فوج ظفر موج ہوا
اور قطع راہ بطور ایلغار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہو ئین ایکرات کو تمام شب قطع
راہ کرکے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور نے عماری کے اندر اپنا شکم چہری سے
چاک کر ڈالا بمجرد اس خبر کے نامبردہ کو طلب فرماکر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا مکافات
یا داش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہا ہی راہی ملک
عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور ہرکارون نے اوس
راہ سے خبر نہ دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوانمین آنکر تا لچند دیوان راجہ
بردوان کے باغ مین مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنون مین میر محمد جعفر خان
جو کہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشد آباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہوکر باغ مذکور مین
قدمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بملاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملہ کے میر جعفر خان سے بہی کسیقدر
ملال رکہتا تہا اوسکے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوے اور حکم ہوا کہ اپنی
نیابت اپنے بہائی سے تغیر کرکے خواجہ عبد الہادی خان کو دیوے ہر چند خان مذکور راضی نہ تہا
مگر بندگی بیچارگی طوعاً و کرہاً حسب الارشاد نیابت عبد الہادی خان کو تفویض کیا چند روز کے
بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے میدنی پور کے جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تو اونکے

لشکر مرہٹہ کو تو قضیہ جوار مرشدآباد کے قریب عربی جنگلون کو بہاگ گئے اور فخر الدین حسین خان
خلف سیف خان جوکہ مرشدآباد مین حسب الحکم نظر بند تہا گمہا یون اپنے کو غافل پاکر
یا ساتہہ طمع کے انسے اتفاق کرکے لشکر مرہٹہ سے ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکے ہمراہ نکل گیا
انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز و نعم مین پلا تہا کبہی سفر کی سختی پہونچی نتہی اور اس
سفر مین بجز گہوڑے کی دوسری سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سے عاجز ہوکر شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا جب وہان جا پہونچا جوزر وجواہر کہ والدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ
کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا اونہین سے جو کچہ ہاتہ لگا اوسی سے گذر اوقات
کرتا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سرسام مین اسیر ہوکر جہان فانی سے چل بسا
اسی وقت مین کسی زمیندار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج
کی رہنمائی بندہ کے متعلق ہو تو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کی بہیڑ بنگاہ پر پہونچا دون
یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منتہیہ سرکاری سردار ہوکر رہنماے فوج ظفر موج ہوا
اور قطع راہ بطور ایلغار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہوئین ایکرات کو تمام شب قطع
راہ کرکے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور نے عماری کے اندر اپنا شکم چہری سے
چاک کر ڈالا بمجرد اس خبر کے نامبردہ کو طلب فرماکر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا اسکی
پاداش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہا ہی راہی ملک
عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور رہبرکارون نے اوس
راہ سے خبر نہ دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوانمین آنکر تلکچند دیوان راجہ
بردوان کے باغ مین مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنون مین میر محمد جعفر خان
جوکہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشدآباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہوکر باغ مذکور مین
قدمبوس ہوا مہابت جنگ جوکہ بملاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملہ کے میر جعفر خان سے بہی کسیقدر
ملال رکہتا تہا اوسکے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوے اور حکم ہوا کہ اپنی
نیابت اپنے بہائی سے تغیر کرکے خواجہ عبدالہادی خان کو دیوے ہرچند خانمذکور راضی نہ تہا
مگر بندگی بیچارگی طوعاً وکرہاً حسب الارشاد نیابت عبدالہادی خان کو تفویض کیا چندروز کے
بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے میدنی پور کے جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تو اونکے

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ دولبھ رام کے رسالہ مین جملہ غربا سے مجہول الاحوال مین تہا
کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاودت مین نہایت عجلت تہی اور
بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کے قرب وجوار مین منتظر فرصت کمین مین لگے تہے اور مرشدآباد سے
بسبب طغیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تہا کوئی شخص وہان کی نیابت قبول نکرتا تہا اور
شیخ مشار الیہ جسکے ولین کبہی ایسی ترقی کے خیالات نہین گذرے تہے بروقت تقرر کے موجب
اس شعر کے سلطنت گرچہ بہ بازی ہا میسر نشود لیکن اینجا جو میسر بشد نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی
عجلت لوگون نے مشاہدہ کی کیونکہ جسوقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشدآباد کو
عزیمت کی باوجود آفتاب برج جوزا مین اور شروع ماہ اساڑہ بلکہ آخر جیٹہ تہا بارش متواتر ایسی
برستی تہی کہ کوئی روز ناغہ نہوتا تہا اور ندی نالہ جو بروقت آنے کے نہایت کم آب تہے جاتے وقت
طغیانی پر ہوگئے ہر چند بعض دریاؤن مین پانی کمتر اور چہائی تنگ تہا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے عبور نا ممکن
تہا اکثر نالون پر بہت انسان و حیوان ہلاک و تلف ہوے جیسا کہ ترجمہ یوسف علیخان بن غلام علیخان
مین مذکور ہے کہ نالہ ترہان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہے باوجودیکہ پاٹ اوسکا نہایت کم تہا
لیکن شدت بہنے اور عدم میسر ہونے ناو سے اور گہرے کے اور ترا ذات جو کہ فقط انسان اور
اسباب اسمین اوترتے ہین اور حیوان وغیرہ تیر اکر پار ہوتے ہین لہذا جنس حیوانات سے
صدہا گاو بیل گہوڑے وغیرہ تلف ہو گئے اور جس گہاٹ سے خان مذکور نے عبور کیا تہا شترہ راس گہوڑے
غرق ہو گئے اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے رود خانہ گہنسا سے پر جو میدنی پور کے متصل جاری ہے کل لشکر کو بمشکل تمام
عبور کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ تین چار کشتی سے میسر تہی نہایت سختی اور تکلیف مین ان دریاؤن
سے عبور ہوا تفصیل وار کے تحریر مین بجز درد سر کے کچہ سود نہین خلاصہ یہی ہے کہ راہ کی طغیانی
اور کیچڑ اور دلدل سے نہایت تکلیف عائد لشکر ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کر کے چلا میر حبیب
جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ مین چہپا تہا نکلکر قلعہ اور شہر مذکورہ کے استخلاص کا عازم ہوا جب
کہ مہابت جنگ کی عزیمت کو چہہ سات روز گذرے گئے میر حبیب کٹک کے نزدیک پہونچا اور
شیخ عبد السبحان نے باوجودیکہ اس فوج مرہٹہ سے عہدہ برائی غیر ممکن جانتا تہا بمقتضا ے
عزت کے باوجود قلت میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا عزم کیا اور بروقت مقابلہ اپنے طاقت سے
زیادہ جنگ آور ہوا جب زخمی ہو کر با تمدبیت بیکار رہوا اسیر مخالف ہوا اس حدوث غیر ممکن کے
حال الطرف بالیسر بندر مین مہابت جنگ کے گوش زد ہوا چونکہ وقت تنگ تہا تدارک اسکا

بجوانے جاوین تاکہ اوسکے آواز پر آملینگے آخر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک تہی آواز پر آپہونچی
اور شادمانی بی پایان نصیب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرہٹہ کا نام و نشان اور میر حبیب کے نقش قدم
تک پیدا نہین اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو درہ جنگل پر تعینات فرمایا اور دو ہزار نفر ہمراہی
رکاب سے سر شام بعزم تسخیر قلعہ بہارا بہائی کی لمبا ہوا اور تمام شب اور صبح کو دو پہر تک طی مسافت
کرتا ہوا دریا سے مہانده سے جو قلعہ بہائی کے نیچے رواں ہے پار ہوا اور قلعہ کے پاس جاکر اعلام نصرت آیات
استادہ ہوئے۔ مخفی نہ رہے کہ مہابت جنگ کا جنگل مین جانا اور فوج کی گم گشتگی اور نقارہ بجاکر
ڈہونڈہ نکالنا ضرور درپیش ہوا ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ اسی سفر مین یا کسی دوسرے وقت۔ القصہ
چونکہ فوج ظفر موج نے برابر چہ پہر قطع راہ کی منجملہ دو ہزار سوار کے دریا اوترتے اوترتے تین سو نفر
کل حاضر رکاب رہا مگر لشکر راد سے کسی مین یہ دم نتہا کہ لڑائی درکنار ذرا دم لے فی الحقیقت یہ امر
خلاف شان ایسے سردار سے معلوم ہوا اگر ایسے وقت مین محافظان قلعہ مقصد فساد و فتنہ پر آجاتے سارا
نام و نشان مٹا دیتے بحکم تائید غیبی ہوئی کہ قلعہ والون کے دلمین ایسکا رعب چہا گیا اور اطاعت
کی راہ مین قدم زن ہوئے اوس روز بسبب نہ پہونچنے خیمہ اور عدم موجودگی سایبان گرمی آفتاب
سے اور نہ میسر آنی سایہ کی نمونہ محشر ہو رہا تہا آخر روز کو سید نور اور دہرم داس مشرف ملازمت ہوئے
اور رخصت کے وقت معہود ہوا کہ کل صبح کو مع سرانداز خان کے حضور مین آکر قلعہ تسلیم کرین
لیکن چونکہ اونپر اعتماد نتہا اپنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو جسوقت حاضر ہون زیر
تیغ بیدریغ کرین اور وقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو
مہابت جنگ خیمہ مختصر مین جو اسوقت پہونچا تہا بیٹہا اور سراج الدولہ قنات کے باہر مع چند
اصحاب معینہ کے سایہ مین ٹہہرا ہوا تہا کہ سید نور اور دہرم داس نے آنکر مجرا کیا اور مہابت جنگ
کے روبرو گیے اور مجلس مین جاکر اہتمام لوازمہ وغیرہ مین مامور ہوئے کہ سرانداز خان بہی
مع چند نفر کے چوبدارون اور دربانون کے برابر پہونچکر گہوڑے سے اترا سراج الدولہ نے
بمجرد اوسکے اوترنے کی قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تہی فوراً لپٹ گیے اوسنے بہی
باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش و حواس درست کر خنجر ہاتہ مین لیا اور بقدر امکان زد
و کشت کرکے عازم تہا کہ مہابت جنگ کے برابر جاوے مگر موت نے مہلت ندی اوسی ہنگامہ و شور مین کسی کی دستار
سے جان نے کالبد سے فرار کیا سید نور اور دہرم داس اس سانحہ سے مضطر ہو کے بہت سا
تڑپے مگر نہ چہوٹے گرفتار ہو کر کشور خان کی کہ شقی بیباک اور سخت دل نگہبان زندان خانہ تہا سپرد ہوئی

ہر وقت اپنے عبور کے تیلیا گڈہی سے اوسکے سفیرون کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
کسواسطے تا ظمان سابق کے طور پر مرشد آباد نہین آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہوکر
پورنیہ مین کہ استحکام گرز دولت تھا واپس گیا اور مریض ہوکر صاحب فراش ہوا اور تہوڑی مدت سے
مین بعارضہ اسہال مبتلا ہوکر شروع ۱۱۶۲ہجری مین جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بڑا بیٹا
فخرالدین حسین خان جسے اصلا لیاقت سروری اور اخوان پروری کی نتہی بجاے پدر مسند آرا
ہوا اور کل متروکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور امتعہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہوکر دیگر بہائیون کو
محروم کیا بلکہ سنا گیا ہے کہ جوکچہ اورون کی قبضہ مین تہا اوسکو بہی طمع کرکے چہین لیا اور کسیقدر
اونکے حصہ مین دیا جب یہہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لائق اپنے شان کے
بنگالہ مین نرکہتا تہا سند فوجداری پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کی بدستور معاین الدولہ سیف خان
بہادر کے واسطے مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کی مع خلعت اور عطایا ے لایق کے
حضور سے طلب کرکے اوسکی قامت سراپا لیاقت کو عطا ے خلعت اور جیغہ اور سرپیچ مرصع
اور کلغی اور مالہ مروارید اور فیل سے آراستہ فرمایا اور ہوگلی کی فوجداری اوسکے تغیر مین سراج الدولہ
کو بخشی میرزا بیارن اپنے برادر حقیقی کو جو محمد یار خان کی لقب سے مشہور تہا دیکر اوسکی نیابت پر
مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسن خان کو بطریق معزولی والاالی کے قبل اپنے روانگی کی روانہ کیا اور
سال مذکور کو اخر ربیع الاول کو خود بہی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
تہی مع دو تین ہزار اور تین چار ہزار پیادہ برقنداز ملازم کی ہمراہ ہوئے فخرالدین حسین خان نے
جب کوئی جاے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے نہ دیکہی قطعہ عرضی مشعر اظہار اطاعت ارسال کی
مہابت جنگ نے لالچ مین آکر درجواب تحریر فرمایا کہ ہماری طرف سے مطمئن ہوکر ادہر تشریف
لائیے اور ملاقات سے مسرور فرمایئے انشاءاللہ انجاح مرام مین کوئی تقصیر نہوگی چونکہ ابلہ اور مترصد
حراب ناسزا کامون کا تہا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشد آباد ہوا ورنہ جسطور سے کہ سپاہ
و اسباب سفر آمادہ رکہتا تہا اگر دریاے کوسی عبور کرکے نکلجاے زمیداران ترہٹ وغیرہ کا
مقدور نتہا کہ اوسکی مزاحمت کر سکتے اور اگر اوسیا ناکوئی طمع کرتا تہوڑی سے انعام مین اپنا خیرخواہ
اور رزادہ بنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بہائیون کی فریب کہایا مع اسباب بی پایان اور لشکر بیکران
کے عازم مرشد آباد ہوتے راستہ مین صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے بڑے
بیٹے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کی جسمین صبور تیغ بہی

لکھنؤ اور فیض آباد کے عبد العلیخان اپنے خالو سے ملاقی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور
اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ بسبب بہانت اور نادانی زوجہ کے کچھہ تفرقہ پڑا
نوبت تو جان تک پہونچی تھی مگر چونکہ ہنوز کسیقدر زمانہ معہود میں توقف تہا زندہ رہکر بلای
غربت میں مقید ہوا حالا شاہجہان آباد کو عازم ہون یا زینہار از قرین بد زینہار ربنا وقنا ربنا
عذاب النار؛ اور اسی اخراج کی بابت مورخ کی والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا
سوال جواب پیش آیا جسکی عہدہ برائی مردون سے دشوار ہو نہ کہ عورتون سے اور درگذشت
کرنا ایسے موقع پر بعد ایسے جواب سخت کی باوجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا
نفس بشری سے نہ دور تہا اور اس سبب سے جو نسبت کہ ہیبت جنگ نے سید علیخان
مورخ کے بہائی سے ہوئی تہی اور چاہتا تہا کہ اپنی لڑکی برادر مذکور کو بیاہ دون برہم ہوگئی
اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا در حقیقت اسقدر پاس اقارب
بجز مہابت جنگ اور اوسکی بیٹیون بہتیجون کی دوسرے سے ہونا متعذر ہے اللہم اغفر لہم و الرحمہم
جب مورخ عظیم آباد پہونچا ظاہر ہوا کہ مہدی نثار خان اور نقی علیخان وغیرہ اقربا اور اکثر احباب
مانند غلام رضا خان خلف مرتضوی خان اور آقا عظیما سے مشہور برادر مالک محمد خان اور
خادم حسن خان اور رحب علی خان اور میر اسد علی اور میر فضل علی اور فضلای عظیم آباد سے
ملا غلام یحیی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبد الہادی وغیرہ
صولت جنگ کی رفاقت میں عازم مرشدآباد ہوئے ہیں مورخ کو انکی مفارقت میں عظیم آباد
کا ٹہرنا ناگوار ہوا بدون سررشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بہائی کے
گام فرسا ہوا عید الضحی کا دن تہا کہ نواح مونگیر میں صولت جنگ اپنے کشتی سے جسوقت
کہ کوئی غیر حاضر تہا اوترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمائی مورخ کی دل میں
گذرا کہ عید کا دن ہے اور عین خلوت پس اسی جگہہ اوسکو دیکہا چاہیے لہذا کشتی سواری سے مع
سید علی خان اپنے چہوٹے بہائی کے اوترکر روبرو گیا اور سلام کیا بعد مبارکباد عرض کی اور
نذر گذرانی از بس خوشنود ہوکر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بر وقت روانگی کمال
اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور حضر میں ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور نیز برادر خورد
کی مقرر کرکے دستخط فرماے مورخ سے اوس مرحوم کی صحبت خوب گذری انشاء اللہ بر وقت
موقع بیان ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے پانے

اس رقعہ کو خود اوسکے گھر مین جاکر دلجوئی کی اور در ضمن گفتگو فرمایا کہ فرط محبت بار بار لجاجت کراتی
ہے ورنہ جانتے ہو کہ ایکمرتبہ بندہ عذر کرتا ہی اور مخالفت کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نسنا دوبارہ
گفتگو نہین کرتا مگر بزبان شمشیر۔ تمہین اگر کوئی عرض اس ارادہ سے ہو ظاہر کرو تاکہ برطبق اسکی
تعمیل ہو اگر۔ دیرونکو حکیم بیگ وغیرہ حاضرین سکے توسل سی عرض کرو پس زیادہ طرفین کو
رنج کمانا ضرور نہین صولت جنگ نے محواے گفتگو معلوم کرکے ہمنشینون کی وساطت سے مقصد اپنا
ظاہر کیا اور مہابت جنگ نے بعض وجوہ مداخل اوسکے مصارف کیواسطے اضافہ فرماکر اوسکی
آشفتگی کی تسلی فرمائی اور عبد العلیخان بہادر مورخ کے خالو کی صحبت جو مہابت جنگ کی رفاقت
مین تہا اوسکی بی بی کی حماقت سی ناچاق ہوئی مقدمہ یہانتک طول ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض
پریشان گفتگو اوسکی بی بی کی مشعر جانب ناموس مہابت جنگ کے ہوئی مگر مہابت جنگ وہی شفقت
کرتا رہا اور قتل سی درگذر کرتا رہا یہانتک اپنے ملک محروسہ سے بدر کیا عبد العلیخان ناحق کو اپنی بی بی کی
حماقت اور لجاجت سے لاعلاج جار ناچار شاہجہان آباد کو چلا اور ذکر اسکا آگے موقع پر آئیگا ——
زن بد جو در نیک سکے گہر + اسی عالم مین ہووے اوسکو سقر۔

تفویض ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانکی رام کو نیابت اور معاودت کرنا مہابت جنگ کا جانب مرشد آباد

چونکہ ایام برسات قریب تہی مہابت جنگ نے بنا بر انتظام صوبہ کے رہنا اپنا اختیار کرکے زوجہ
سراج الدولہ کو مع راجہ جانکی رام کے بقصد دینے نیابت عظیم آباد کے مرشد آباد سی طلب فرمایا
اور بعد پہونچنے کے صوبہ داری عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیابت کا خلعت راجہ جانکی رام
کو مع نوبت اور پالکی جہالردار کے عنایت فرماکر بپاس خاطر صولت جنگ کی جانکی رام کو صدر الحق خان
کے ہمراہ اوسکی خدمتین بہیجا تاکہ اداب خدمات مذکورہ کی تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ
کمال ملال ہوا تہا لیکن ظاہر مین بنا بر ادب اپنے چچا کی مہربانی فرماکر بقاعدہ ہندوستان پان عنایت
فرمایا بعد انقضاے برسات کی جانکی رام کو کار امور پر چہوڑ کر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو
ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہضت فرماکر مرشد آباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سی عطاء اللہ خان کی طرف بدظنی
تہی اور اب جو اوسکے خطوط مع حامل خط کے پکڑے گئے زیادہ تر مظنہ بدخواہی کا ہو گیا ہر چند مستحق سزا
تہا مگر بنظر خویش اور نیز بپاس خاطر اوسکی بی بی کے انتقام سی گذر کر شہامت جنگ کے نام حکم صادر

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنابر کثرت اتباع کے مقید ہوکر قلعہ چنارڑہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف مدفون کیا گیا اونکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی اوسوقتین نہایت پررونق تہا اب بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسکلیے بے رونق ہوگیا افاغنہ نے بہی طاقت اوٹہانے مصارف مین نقصان دیکہا درپے بربادی ہوئی تو دوسرون سے کیا ہو

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اوسکے پاس اور دیگر کوالف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جوکہ ابتداے مقابلہ مرہٹہ سے مرشدآباد مین محفوظ تہے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس روانہ کرو اسی اثنا مین محمد شاہ بادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تہی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تہا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند جو اوسکو لایق نہتین ظاہر کین اور یہ اول اسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر شکار کے آخر رجب کو معاودت ہوکر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا مین عبور ہوا اسیقدر تعارف سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تہا فخر الدین حسین خان برادر کا سیف خان کا جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی ملفوف مہابت جنگ کو لکہبہی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع ندی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ کے نظر سے پیش کریئے ان بے عقلون نے عصر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط دکہلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جیسا فرمائیگا تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتہی متحیر ہوکر کہا مجہے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہی مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے لکہا ہی کہ اگر کچہہ بہی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین سراج الدولہ نادان نے آقای عظیما سے جو مرد صالح تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان بنابر رفتہ سابقہ کے کہ زمانہ نوکری سیف خان سے ہمراہ آقای مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک مناسبہ سے پیش آتا

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنا بر کثرت
اتباع کے مقید ہوکر قلعہ چنارگڑہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف
مدفون کیا گیا اونکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی او سوقتین نہایت پررونق تہا اب
بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسلیکے بے رونق ہوگیا
افاغنہ نے بہی طاقت اونہانے مصارف مین نقصان دیکہا درپے بربادی ہوئی تو دوسرون سے کیا ہو

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اوسکے پاس اور دیگر کوائف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جو کہ ابتداے مقابلہ مرہٹہ سے
مرشدآباد مین محفوظ تھے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس
روانہ کرو اسی اثنا مین محمد شاہ بادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ
مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تھی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا
اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تہا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند
جو اوسکو لایق نتھین ظاہر کین اور یہ اول اوسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر شکار کے
آخر رجب کو معاودت کرکے داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا
تفصیل اوسکی یہ ہی کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا مین عبور ہوا اسیقدر تعارف
سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تہا فخر الدین حسین خان بڑا لڑکا سیف خان کا
جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی ملفوف مہابت جنگ
کو لکہہ بہیجی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع ندی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ
کے نظر سے پیش کریئے ان بے عقلون نے عصر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط
دکہلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جیسا فرمائیگا
تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتہی متحیر ہوکر کہا مجہے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہی
مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے
لکہا ہی کہ اگر کچہہ بہی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین
سراج الدولہ نادان نے آقا ہی عظیما سے جو مرد صالح تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان بنابر معرفت
سابقہ کے زمانہ نوکری سیف خان سے ہمراہ آقا ہی مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک مناسبہ سے پیش آتا

بلدہ کا قصد کیا ۔

شمشیر خان کی عیال و اطفال کو طلب کرکے مشمول نوازش فرمانا

چند معتمد لوگ واسطے ضبطی مال اور اسباب شمشیر خان وغیرہ سرکشون کے دربھنگا کو جو اوسکا وطن تہا بہیجے گئے زمیندار چپانی جسکے حمایت مین متمردان مذکور کے عیال و اطفال تہے عرض کیا کہ باعث مذکور فدوی سے امان خواہ ہین اگر مطلق العنان فرمائے جاوین تو بالکل روپیہ نذر حاضر حضور کرون یہ التماس منظور نہوا بلکہ دولت خواہون کو حکم تفتیش صادر ہوا اور خود بہی بنا بر مزید تاکید تاکہ زمیندار مذکور کچھ حیلہ نکر سکے متعاقب عبور گنگا کرکے کنارہ کو بانسے دو تین منزل چلا اور صولت جنگ بہادر حسام الدولہ کو شہر مین نایب مقرر کیا جب زوجہ اور لڑکیان شمشیر خان کی زمیندار مذکور نے صلابت جنگ کے عملہ کو تفویض کین حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ مین لیجاوین اور کسی طرح کی تکلیف و ایذا نہونے پاوے اور بعد اندر شہر کے مغربی دروازہ سے دولت سرا مین داخل کرین اور حرم سرا مین بجای لایق ٹہراوین حسب الحکم تعمیل ہوئی سراج الدولہ کو بہی جو بمنزلہ جان و جگر تہا حکم ہوا کہ برقع پردہ کرا نے اول اور خبر کرا نے کی اندر نجاوے اور ہر قسم کے فواکہ اور خوردنی جو خود کہاتا تہا اونکو واسطے بہیجتا تہا اور بروقت ضرورت بی بی کی خطاب سے گفتگو کرتا تہا یہ بہی عقل و جبل کے کارخانی ہین سردار خان وغیرہ کو نمکون ز آقا ے نعمت کی ناموس کی نہ تمیز و لطف خدمت فرمایا اور صلابت جنگ ذیہ خلق و عنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تہا کہ سبب دشمنون کی ناموس و ننگ کی پردہ دری سے کچھ غرض نہین شبہ یہ حرکت فقط اسیواسطے کی گئی تاکہ شمشیر خان سے اون حقوق رفاقت سے ادا ہون جو اوسنے میرے عیال و اطفال کے ساتھ نہایت ذلت و رسوائی کی ہر حال آنکہ ہیبت جنگ نے کچھ بدی اوسکے ساتھ نہین کی تہی اور نہ سبب کبہی کچھ خیال کیا اور علاوہ برین اگر عداوت تہی تو ہیبت جنگ کو مار ہی ڈالا تہا عورتون سے کیا بگڑا تہا کہ اونکی رسوائی کا خواہان ہوا ۔ القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے جو قاسم سلیمانی کے اولاد مین تہا شمشیر خان کی لڑکی سے شادی کر دی اور اونکے وجہ معاش کو عیف موضع جاگیر مقرر کر دے اور اون کو وطن اصلی دربھنگا جانے کی

جا پہونچا میر محمد کاظم خان نے چاہا کہ اوسکے تختہ ہودج کو پکڑ کر اوسکے ہاتھی پر کود جائے مراد شیر خان اگرچہ زخم کہائے ہوئے تہا لیکن تیغہ کار د افغانی ایسا مارا کہ میر کاظم خان کی بعض اونگلیان کٹ گئیں قبضہ سے تختہ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کود کر اوسکے ہاتھی پر جا پہونچا اور جیاتی پر چڑہ بیٹھا اور میر محمد کاظم خان بہی اوسی جانب اوسی حالت مین کود کر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی اعانت کی باہم متفق ہوکر اوسکا سر اوڑا دیا لیکن اوس دار وگیر مین شمشیر خان نہ معلوم کس طرح سے ہاتہی سے زمین پر آیا اور حبیب بیگ کہ جو سرکار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خان پسر عمر خان کے مصاحبت مین تہا اوسکا سر کاٹ لایا اور مہابت جنگ کے ہاتھی کے زیر پا پہونچایا اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گذاری رب قدیر فرمائی اپنے سر دے سے تہا دیا نہ فتح بجایا فوج مرہٹہ کہ یسار کی طرف امیدوار فتح وظفر تہی کمال اضطراب و پریشانی مین فرار ہوئی اور مہابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتہ اونکی بہنگاہ مین اپنا آرامگاہ بنایا۔

ذکر آمنہ بیگم دختر مہابت جنگ کی ملاقات ہونے کا مع اولاد اور پدر والا گہر سے اور باہمدگر سے کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مہابت جنگ کی اور بی بی زین الدین احمد خان کی جو مع دختر اور پسر اپنے کے کہ میرزا مہدی نام تہا نہایت ذلت ورسوائی مین اسیر افغان تہی حاضر ہوکر مشرف ملازمت مہابت جنگ اپنے باپ کے ہوئی دو نو طرف خوشیان ہوئین شکر گذاری مالک الملک ادا کین اس نوید سے شہر عظیم آباد کے خورد وکلان کو خوشیان ہوئین ہر ایک دیدار فیض اثار سے کامیاب ہوا ہر طرف بہجت و انبساط کی شادیانی بجنے لگے دو ایک مقام کے بعد طے مراحل فرما کر عظیم آباد مین وارد ہوئے اور منتظران دولت دیدار کو لقائے جمال بیمثال سے فارغ البال و خوشحال کیا نذرین ادا ہونے لگین سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زر بیشمار سے مالا مال کردیا اور شہامت جنگ بہادر کو مہابت جنگ نے لکہا کہ الحمد اللہ فتح وظفر بتوفیق داور جاور نصیب ہوئی جو کچہ کہ نذور اور صدقات واسطے مردم مرشد آباد کے مقرر ہوئی چاہئین ارباب استحقاق کو دیدو اور دلجوئی ضعفا و اقربا کو کہ جور افاغنہ سے احوال ان سب کا یکسان تہا پیش نہاد خاطر عنایت ذخائر اپنے کا کر کے مومیائی الطاف سے تدارک شکستہ حالون اس

اور سردار خان کی نام مشتمل استدعای موافقت اور ترغیب اخلاص کی اُسکے ساتھ ہاین جبکہ
مہابت جنگ بہاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کی جنگل سی نکلکر نالہ چینیا نگر مین کسیقدر فوج کی ساتھ
سے گذرکر اور بعض مردم بیگناہ کو رنج پہونچا کر بعجلت دفرار ہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر
پہونچی راجہ سندر سنگہ زمیدار ٹکاری جو مہابت جنگ کا پروردہ تہا مع کامگار خان مین میدان
ترہٹ کی ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین دنون مین پہونچکر نزدیک زبدۃ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم
خفی وجلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلالہ فضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ
کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسن خان بہی جوکہ مہدی نثار خان کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تہا پہلواڑی مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کی مرنے کا حال
سنا مگر چند وجوہات سی باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کی ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تہا جب مہابت جنگ
کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر افاغنہ سے بہاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا
اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تہا معذور ہوکر مہابت جنگ کی خدمت مین آیا مگر نظر سی گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کی باغ سی کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سی ملاقات ہونا باہمدگر مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

اودہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمدہ پچاس ہزار سوار کے برہمونی اد بار غلط کار کی
باغ جعفر خان کی سمت سی قصبہ بارہ کے طرف کوچ کنان ہوی ادہر سی مہابت جنگ نی بعد چند قیام
کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنا بر آرام سپاہ لایق کہ تہا ئید ربانی اور بلند کرنی اعلام ظفر ارتسام سے کوچ فرمایا
اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کی عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنی پہونچنی
سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور پٹہان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سی عازم ہوے تہے بقصد
ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نی جسکے مزاج مین فتنہ و فساد مخمر تہا اور بنگالہ اور
مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تہا سردار خان اور شمشیر خان کو بعطای خلعت سرفراز فرمایا
اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور
مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی
کے جو خیمہ کہ اُنکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تہا بٹہلاکر اپنے مقامات کو چلے گئی اور کسیقدر
جماعہ افغان کو بہیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کی گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

اور سردار خان کی نام مشتمل استدعای موافقت اور ترغیب اخلاص کی اسکے ساتھ ہاین سبب
مہابت جنگ بہاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کی جنگل سی نکلکر نالہ چینا نگر مین کسیقدر فوج کی ساتھ
سے کڑکر اور بعض مردم بیگناہ کو رنج پہونچا کر بعجلت و نفرار ہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر
پہونچی راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری جو مہابت جنگ کا پروردہ تہا مع کامگار خان مئین میدار
ترہٹ کی ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین کی پہونچنے کی نزدیک بدۃ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم
خفی و جلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلالہ فضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ
کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسن خان بہی جو کہ مہدی نثار خان کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تہا پہلواڑی مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کی مرنے کا حال
سنا مگر چند وجوہات سی باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کی ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تہا جب مہابت جنگ
کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر افاغنہ سے بہاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا
اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تہا مفرور ہوکر مہابت جنگ کی خدمتمین آیا مگر نظر سی گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کی باغ سی کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سی ملاقات ہونا باہمدگر مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

اور ہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمدہ پچاس ہزار سوار کے برہمونی ادبار غلط کار کی
باغ جعفر خان کی سمت سی قصبہ بارہ کے طرف کوچ کنان ہوی ادہر سی مہابت جنگ نی بعد چند قیام
کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنا بر آرام سپاہ لایق کر تہا ئید زبانی اور بلند کرنی اعلام ظفر ارتسام سکے کوچ فرمایا
اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کی عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنی پہونچنے
سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور پٹہان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سی عازم ہوسے تہے بقصد
ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نی جسکے مزاج مین فتنہ و فساد مخمر تہا اور بنگالہ اور
مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تہا سردار خان اور شمشیر خان کو بعطای خلعت سرفراز فرمایا
اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور
مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی
کے جو خیمہ کہ اُنکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تہا بہلا کر اپنے مقامات کو چلے گئی اور کسیقدر
جماعہ افغان کو بہیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کی گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرماکر اوسط فصل زمستان مین واقع امانی گنج خیمہ زن تہا اس حادثہ
ہیبت جنگ کی خبر پہونچی اگرچہ تسلط ہوجانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارے جانے فرزند یکرنگ اور
گرفتاری دختر وغیرہ ناموس و ننگ سے نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہر استقلل مزاج رکہکر ساری
سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبون سنگ آمد وسخت آمد ایسا لخت جگر کشتہ ہوا اہل وعیال
دام مخالف مین بستہ ہوی کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہی مارنے اور مرجانے پر عہد وقرار
ہے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کرین کوئی ایسے رفیق غمگسار ہین جو ہمراہی مین عزم پیکار کرین
ہر ایک نے متفق ایک زبان ہوکر عرض کیا بمصداق بیت ”دلوی صاد قتہلی ع ہم بندہ بدام ہین سرکار تمہارے ہمسر اپنے فدا پاون پہ ہر بار
تمہارے ہی“ اسی حج اب سے مہابت جنگ نے کہا کہ چونکہ تمہاری رفاقت کا حق برسون سے میرے ذمہ ہی جو میری رفاقت کریگا اوس سے
جان و مال دریغ نہین اور جسے توجہ نہو اوسکا متعرض بھی نہونگا کیونکہ جسوقت خواہان مرگ ہون
مدد کی طلبگاری بھی نہین دوبارا حاضرین نے التماس کیا کہ ہملوگ حق نمک مین اسیر ہین بجز
جانفشانی کے کوئی دوسرا ارادہ نہین تب فرمایا کہ قول وقسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سوگند کہائی
بعد ازان فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہی جب کہ تمہین اپنی جان دینے سے دریغ نہین بندہ بھی
زر و مال کے عطا کرنے سی مقصر نہوگا لیکن چاہیی کہ آہستہ آہستہ طلب فرمائی کل سپاہ نے قبول کیا
تب مہابت جنگ زر کی فکر مین ہوا کسیقدر روپیہ شہامت جنگ اور اپنی بی بی اور جگت سیٹھ وغیرہ
مہاجنون سی قرض لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسیقدر باقی رہگیا کہ فوج مرہٹہ نے نواحی شہر مین ہجوم کرکر شورش
اوٹہائی چونکہ مرہٹہ کی لڑائی یکجائی نہین ہوتی تہی اکثر مارتے کہاتے لڑتے بہڑتے ہین اس وجہ سی عظیم آباد کی
عزیمت سے تردد ہوا آخر کار امانی گنج سی تعاقب شروع کیا اور تا سر انجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب
و سامان کے اوسی جگہہ مقیم ہوا صولت جنگ کو بہگوان گولہ بہیجا کہ وہان سی شہر تک مرہٹہ کا سد راہ ہو
اور رسد وغیرہ پہونچنے کی راستے بند نہونے پاوین تاکہ گرانی نہو اور فرمایا کہ مجہے قوم افغان کی لڑائی اور
عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد و نواح مین ہنگامہ آرا ہی اسکا تدارک بالفعل مجہسے
ناممکن ہی جو شخص جہان چاہی چلا جاے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت گنگا پار شمال رویہ جابجا
چلے گئے اور جو محض بے استعداد تہے توکل بخدا اپنے گہرون مین بیٹہے رہے مہابت جنگ نے فراہمی سامان
لائقہ اور تالیف قلوب سپاہ فرماکر اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور
قریب آٹہہ ہزار برق انداز کے عز و جلال سی جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور امانی گنج سے نہضت کرکے
موضع چہیائی مین جو مرشد آباد سے تین ۳ کوس پر عظیم آباد کی راہ مین تعمیر نو منزل کی شہامت جنگ بہادر

ستون مین ازدحام ہولیا ہر ایک ندر گذار
بندگی بجالا کر ہیئت مجموعی روبرو آیا عمارت چہل ستون مین ازدحام ہولیا ہر ایک نذر گذارتا
نذرانتا تہا اور مراد شیر خان روبرو کہڑا ہوا ہر ایک افغان کا نام و نشان عرض کرتا تہا ہیبت جنگ نے استفسار
کیا کہ شمشیر خان کب تک آویگا ہر کاروں نے التماس کیا کہ راہ مین ہے عنقریب آستانہ دولت مین پہونچتا ہے
تا آنکہ شمشیر خان چبوترہ کوتوالی کے نزدیک جو قلعہ پختہ بادشاہی کے دروازہ پر چہل ستون سے دو تیر کے
فاصلہ پر تہا پالکی پر سوار آ پہونچا اور قریب تین چار ہزار افغان کے ہتہیار بند مسلح شمشیر خان کے گرد آہستہ
آہستہ چلے آتے تہے دروازہ چہل ستون سے جو کہ رستہ بازار تک ان بدنیتون کا ہجوم تہا جب مقام مذکور
تک شمشیر خان کے پہونچنے کی خبر ملی مراد شیر خان نامراد نے ہمراہیون سے کہا کہ رخصت ہو کر پان لو تا کہ
شمشیر خان آ کر ملازمت حاصل کرے افغانون نے ہیبت جنگ کے سر پر ہجوم کیا پان لینے لگے تا آنکہ عبد الرشید خان
کے آنے کی نوبت پہونچی چونکہ باہم کرار اقرار تہا کہ یہ شخص سبقت کرے اسکے بدکمین لرزہ سوار ہوا ہاتہ کانپنے
لگے جب ہیبت جنگ نے پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتہ لرزے سے کانپ رہا تہا پان ہاتہ سے گر گیا ہیبت جنگ
نے ہنسکر فرمایا کہ تمہاری قسمت کا پان گر گیا غیر دوسرا نو متوجہ پاندان ہوا ہنوز نظر نیچے ہی تہی کہ رشید
نا رشید نے کمر سے کٹاری نکالکر ہیبت جنگ کے پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سے کارگر نہ ہوئی
محمد عسکر خان نے یہ حال دیکہنے سے فریاد زن ہوا لیکن ہان ہان سہہ کیا کو رنگی ہے اسی گرما گرمی مین ہیبت جنگ نے
سر اونچا کیا اور یہ حالت دیکہکر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتہ مین پکڑے مراد شیر خان نے جو ہاتہ
مین تلوار لیے تہا سر بدست ایسا مارا کہ ہیبت جنگ کے شانہ سے گذر کر تہیگاہ تک جا پہونچا اور ہیبت جنگ
مردہ نقش بسند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسرے بدکار نے اوسکا سر اور سید ہا پیر کاٹکر اوسکی چہاتی پر
رکہدیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجہا کہ اوسکے خون خواہون کو اس بازدید سے بیہوشی طاری ہوگی
پہ نکر سکینگے میر مرتضی خان نے بگمان زندگی دوڑکر اوسکی سینہ سپر ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نے
ہیبت جنگ کی تلوار عریان کر کے مقتول ہوا اور مہتاب رای اوسکا ہمراہی راست یا چپ کی شقیقہ یعنی
کنپٹی مین زخم شمشیر کہا کر عسکر خان کی لاش کو سر زانو مین رکہکر اوس جگہ بیٹہہ گیا اور لاش کے ساتہہ تہا
شاہ نواز خان نام منصبدار کہنہ جو کہ عظیم آباد کے مشاہیرون اور فخر الدولہ کے عہد نظامت مین صاحب
رتبہ تہا اور ان دنون ہیبت جنگ سے تقرب بہم پہونچایا تہا امیدوار مراتب عالیہ تہا اس معرکہ مین کام
آیا اور رمضانی داروغہ سلاح خانہ اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی نے بقدر تاب و توان حق نمک
ادا کر کے سرخ روئی دنیا حاصل کر کے عقبی کی راہ لی سمر لیدہر اور میر بدر الدجی ہاتہ کٹا کر باہر نکل گئے
راجہ رام نراین مع دیگر متصدیون کے بعض مجروح اور بعض سلامت تاخت تاراج ہو کر باہر آئے

اندرون خیمہ مسند پر لا بٹھلایا اور خود مودب استادہ ہوا جب نہایت اصرار سے ہیبت جنگ
نے بیٹھنے کا حکم دیا تب بیٹھہ گیا اور مراد شیر خان وغیرہ نے بہی حاضر ہوکر نذر دکھلائی اور مراد شیر خان
اور شمشیر خان شمشیر دردست مستعد پیکار ایک پاس بیٹھہ گئے پٹھانون نے زبان پشتو مین ہیبت جنگ
کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیر خان زبان پشتو کی سوقت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے
جواب دینا مصلحت نہ جانا داڑہی کھجلانے کے بہانہ سے اپنا سر بطور ممانعت کے ہلایا سید علیخان نے
اس ماجرے چشم دیدہ کو بعد سانحہ کے مورخ سے جب شاہجہان آباد سے لوٹا تہا بیان اعادہ
کیا تہا لیکن ہیبت جنگ کچہ اس راز سے ماہر ہوا قضانے تو آنکہون مین پردہ چہوڑ دیا تہا شمشیر خان
نے حسب ضابطہ ہاتہی گہوڑے پیش کئے مگر ہیبت جنگ نے اقبال سے معذرت کی اور دلدار ہی
اور اطمینان خاطر کرکے حکم عبور دیا عملہ میر بحری نے کشتیان حاضر کین افغانون کا عبور جعفر خان
کے باغ مین شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیون کے اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تنہا پالکی پر
سوار ہوکر کٹرہ نجم الدین کے باہر جا بیٹہا سردار خان مع ہمراہیان کے آکر مستفیض ملازمت ہوا
مشہور ہے کہ یہ شخص اس دغا و فریب سے واقف اور خبردار نہ تہا چنانچہ خود شاہ محمد امین اور شاہ رستم علی
کے روبرو جو کہ اوس زمانہ مین درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی مین تہے ظاہر کیا
اور قسم کہائی کہ بندہ ان دونون سفلون سے یعنی شمشیر خان اور مراد شیر خان کے اس فعل بارے
محض بیخبر ہون و الا اگر خبر ہوتی رفاقت چہوڑ دیتا اور اب لاچار ہون کہ کوئی میرا اعتماد نکریگا
اور بپاس ننگ ہم قومی ترک رفاقت بہی نہین ہو سکتی کہ لوگ نامردی اور بیحمیتی پر گمان کرینگے اس باعث سے
کہ شرم آبرو اور ہمقومی دامنگیر ہے شریک ہون لیکن ایک معتبر سے سُنا گیا کہ یہ خبر دونو سرداران
مذکور کی اسرار سے ہے چونکہ مقدر مین تہا ہی نہین لیکن کچہ ظہور ہوا یہ دونو بدبخت قاصد تہے کہ بعد قتل ہیبت جنگ
کے دوسرے شریک کو بہی قتل کرین اور بلا شرکت ملک پر دخل یاب ہون واللہ تعالی اعلم —
القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا
ان دنونمین مورخ ہذا کا چچا مہدی نثار خان جو کہ نہایت معتمد ہیبت جنگ کا تہا اور ایسے وقت مین
نہایت پشت پناہ اوسکا تہا سرس کٹینہ کے پرگنہ کی خدمت اور بشن سنگہ زمیندار کے گوشمال کو مامور ہوا
اکثر سرداران معتمد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہین لوگون کے
مع راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری کے ہمراہ کردئے کوئی حاضر حضور نتہے اور جو تہے اونکی ممانعت ہوئی کہ کوئی
شخص فرقہ سپاہ سے روز ملاقات کو حاضر دربار نہو چوبدارون نے یہ حکم گہر گہر ہر ایک کو پہونچایا اور یہ حکم

سکے دربار مین آمد و رفت رکہتا تہا مہابت جنگ نے جب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کی قرب آپہونچا
مع فوج طرف سوج کی مقابلہ افواج مرہٹہ اور افاغنہ کو روانہ ہوا اور تہوڑی دور جاکر جانوجی اور میر حبیب سے مقابلہ
واقع ہوا ولاوران ہمراہ مہابت جنگ نے تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجہائی اکثرون کو راہ عدم دکہائی
جانوجی اس سانحہ جانگاہ کو دیکہکر مرشدآباد کی تاخت تاراج کو دوڑا مہابت جنگ نے اس حال کی خبر سنکر اسکی تعاقب مین
ایسا چست چالاک روانہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزار دے جانوجی نے جو مسلمانونکا دست زور دیکہہ رکہا تہا مہلی
مرشدآباد مین حرکت مذبوحی کر کے خایف و پریشان ہوکر مدنیپور کی راہ لی اور مہابت جنگ نے بہی ایسا پیچہا پکڑا کہ کہین اقامت
کی مہلت نہ دی جانوجی اپنی جان چرائے ہوئے دمقابلہ سیدہی بانہہ بہاگا چلا جاتا تہا مہابت جنگ نظر بہ قرب ایام برسات مرشدآباد
کو معاودہوا راہ مین متواتر شہامت جنگ کے نام حکم بنا بر اخراج میر علی اصغر کبرے کی روانہ فرمائے
شہامت جنگ بپاس خاطر عطاء اللہ خان کے مسامحہ مین تساہلی کرتا تہا جب مہابت جنگ نزدیک پہونچا شہامت جنگ
کے نام رقعہ تاکیدی ارقام فرمایا کہ رحیم خان اسی کام کو پہونچتا ہے اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر ورنہ رحیم خان
زبردستی سے نکال کر اپنے جہادلی مین داخل کریگا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہامت جنگ نے
بجنسہ وہ رقعہ مہابت جنگ کی ملاحظہ کو بہیجا تہا مضطرب ہوکر میر مذکور کو طلب کیا اور عنایات لایقہ کر کے رخصت کردیا
اور اوس عزیز بے تمیز نے کسی پرچہ کاغذ مین وعدہ فریب لکہکر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اسقدر مدت کے
بعد تمکو نیابت بنگالہ کی حاصل ہوگی لبعد تکلفات بیشمار کے عطاء اللہ خان نے میر مذکور کی حتی الامکان
خاطر مدارات جیسا کہ چاہیے کر کے رخصت فرمایا میر مسطور براہ گرو تردید بعد رخصت قطع منازل کر کے
عظیم آباد آیا مگر ہیبت جنگ نے بسبب آزردگی خاطر کے اودخال شہر سے ممانعت فرمائی کہ جسطرح پہلے
شہر کے باہر باہر مرشدآباد کو گیا تہا ویسا ہی اب بہی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے چونکہ
برسات مین طغیانی ندی اور نالہ کی سبب سے فقط شہر کی بازار کا راستہ کہلا ہوا تہا میر مذکور شش و پنج فکر
و تردد مین گرفتار رہا کہ کس سبیل سے راہ مقصود طے کرے آخر الامر مہدی نثار خان اور عبد العلی خان
کی سعی و التماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذر کر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسیطور
دریاے سوہن پر پہلوان سنگہ حسب الایماء ہیبت جنگ کے آکر بعزم تاراج لشکر میر مذکور کے مقیم ہوا
میر علی اصغر کبری نے مضطرب ہوکر دوبارہ حاجی احمد اور مہدی نثار خان اور عبد العلیخان سے ملتجی ہوا
یہ لوگ نہایت درجہ ہیبت جنگ کی خدمت مین ملتمس و رساعی ہوے اور پروانگی صادر کرائی کہ پہلوان سنگہ
سر راہ چہوڑ دے اور عبور کیواسطے دریاے سوہن مین کشتیان ملجاوین اور نیز ہیبت جنگ
کی مرضی پاکر مہدی نثار خان اور عبد العلیخان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کو بہیجے

...یا کمپا فرتی مین تبدیل دو ہوا کرنے لئے صابت جنگ نظر دلجوئی عطا اللہ خان کے قریب ساڑھے کیا درخ
اوسکے مکان پر گیا و ہان پر میر علی اصغر کبری بھی اگر شرف ملازمت ہوا لیکن صابت جنگ کے جو عادت
کے برابر سمجھکر آقائی اور تابعداری کا پابند نہوا صابت جنگ نے آزردہ خاطر و کشیدہ دل ہوکر مدد
ہمارا مانی الضمیر اپنے زمانہ مبارک کو ساود جو اعطا اللہ خان نے میر علی اصغر کبری کی نگاہداشت کی
بارہ مین مع ہزار سوار کے استدعا کی صابت جنگ نے جواب دیا کہ اپنے رسالہ مین جسقدر آدمیوں سے
چاہو مقرر کرو لیکن اجناب تمہارے رسالہ مقرری کی زیادہ و بہرتی نہین کرسکتا - میر اصغر کبری نے
اس جواب سے آزردہ ہوکر لشکر سے جدا ہونیکا عزم کیا عطا اللہ خان نے صابت جنگ سے عرض کی کہ بدون
روانگی میر صاحب مذکور کے بندہ بھی نہین رہ سکتا صابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تمکو اختیار ہے
عطا اللہ خان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض بنگالہ عالم بالا سے دیا تھا عطا اللہ
کو اوس پر اعتماد تھا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے نکلکر مرشد آباد کی راہ لی -
صابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کرکے میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کرکے دلاسا دیوے مگر
دنون مین کوئی شخص میر مذکور کا خانہ ان فوت ہوا تھا لہذا بتقریب فاتحہ کے صابت جنگ اونکے گھر گیا خانہ مذکور سے
بسبب نہ پہنچنے ... اور برابر ... سات ہزار سوار وغیرہ و سامان امارت کے استقبال وغیرہ مین پیش آیا
صابت جنگ نے اسکی تمرد اور سرکشی سے واقف ہوکر اپنی کمر کی نادلی اور رجالہ کا محاسبہ کرنے واسطے
سجان سنگہ کو جو اوسکا نائب تھا اور بہنگام مدد چین خانہ مذکور کے ساتھ برابر بازی بانفشانیان کی تعین
طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اوسکی روانگی مین عدول حکمی کرکے کہلا بھیجا کہ اوسکا ہونا
میرے سر کے ساتھ ہے صابت جنگ نے اس سراسر سرکشی اور جواب ناصواب سے سمجھا یا اور مد
یساول کو مع چند آدم ہر اوسکے روانہ کیا کہ سجان سنگہ کو اپنے ہمراہ لاوے مشار الیہ کہ کسیقدر
خشونت مزاج مین رکھتا تھا میر جعفر خان کے حضور مین جا کر اور چند کلمہ سخت سنا کر سجان سنگہ کو
پکڑ لایا - صابت جنگ نے براہ مصلحت ہگلی کی فوجداری سجان سنگہ کو اور بخشیگری نور اللہ بیگ خان
برادر نصیر اللہ بیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تغیری مین دیکر میر محمد جعفر خان کے رسالہ کو برطرف کردیا
اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا خواہان ہو سررشتہ حضور اور بنیہ سراج الدولہ کے رسالہ مین آکر نوکر
رہے بمجرد اس عزل و نصب اور ... رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت مین بجز ...
... کوئی ہمراہ نہ رہا ... مین جو خود سری سمائی تھی وہ کافور ہوئی ناچار شرمندہ ہوکر ...
... صابت جنگ سے متفق ہوا ... عظیم آباد سے مرشد آباد پہنچا اور صابت جنگ

سات ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے حسب الامر مہابت جنگ کے بنا بر انتظام صوبہ کٹک اور
تادیب مرہٹہ کے راہی ہوا اور بعد قطع منازل جو میدنی پور کے جوار مین پہونچا اور وہان پر جسقدر
مرہٹہ اور افغان تھے اونکو لڑکر فرار کی راہ دکھلائی کہ بالیسر کو بدحواس فرار ہوئے اور خانمذکور نے وارد میدنی پور ہوکر
رودخانہ کہنسائی کے اسطرف چہاونی کا حکم دیا اور ہنجیال اپنے دوسرے فوج غنیم کے کٹک کا عزم نکیا یہانتک
کہ جانوجی ولد رگہوجی کے آنے کی خبر کٹک کے اطراف مین مشتہر ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے بمجرد گوش زد ہونے
اس سانحہ کے مضطرب ہوکر بلا حکم مہابت جنگ کے میدنی پور سے کوچ کرکے بردوان کا قصد کیا جانوجی
کی فوج نے میر محمد جعفر خان کی بدجراتی جو دیکھی چند زنجیر فیل وغیرہ لوٹ لیا اور خانمذکور باوجودیکہ سولہ سترہ
ہزار سوار و پیادہ ہمراہ رکہتا تہا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور بغیر لڑے بہڑے کے بردوان کو راہی ہوا مہابت جنگ
نے جب یہ خبر پائی عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو مع فوج کے مدد پر بہیجا اور میر علی اصغر کبری نے بعد
نکلجانے عطاء اللہ خان کے مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کے روانہ لشکر خانمذکور ہوا کیونکہ اسکا
بلایا ہوا آیا تہا اور بعجلت جاکر لشکر سے ملحق ہوگیا عطاء اللہ خان پیشتر سے بموجب تحریک وزیر خان کے
اسکا قیدی ہوچکا تہا بعد اسکے پہونچنے اور اسکے مکر و فریب کے مشاہدے سے زیادہ تر معتقد ہوگیا باہم
ملکر بردوان پہونچے اور اودہر سے میر محمد جعفر خان بہی لوٹکر اوسی قصبہ مین وارد ہوا اور جانوجی مع میر حبیب
اور دیگر افغان و مرہٹہ کے پہونچا عرصہ رزم مہابت جنگ سے خالی دیکہکر سخت لڑائی کی عطاء اللہ خان نے
بہی خوب کوشش کی خصوص میر علی اصغر کبری نے جو اوس روز فوج عطاء اللہ خان کا ہراول تہا اور
فوج رو بروش اپنے ہمراہ رکہتا تہا جست کرکے مورد تحسین آشنا و بیگانہ کا ہوا عطاء اللہ خان میر علی اصغر
کبری کے ورغلانے سے اپنے تئین بہی حساب کرنے لگا چاہا کہ میر جعفر خان کو متفق کرلے اور جب مہابت جنگ پہونچے
فریب کرکے اوسے بہی ہلاک کرے چنانچہ میر معلی خان کے وسیلہ سے جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب سفلہ منش
تہا پیغام دیا خانمذکور بہی بمقتضای رزالت کے شریک ہوگیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدعا صوبہ عظیم آباد
سید جعفر خان کو اور بنگالہ عطاء اللہ خان کو ملے میر عبد العزیز وغیرہ میر محمد جعفر خان کے دوست اس ماجرا سے
آگاہ ہوئے اور خانمذکور کو اس ارادہ سے بہت سا باز رکہا کہ آخر الامر نا سپردہ منکر ہوکر خانہ نشین ہوا لیکن
مہابت جنگ جو کسیقدر اس صلاح و مشورہ سے ہوا پہونچے دونو کی طرف سے بدظن ہوا اور اس عرصہ مین
مہابت جنگ بردوان آپہونچا عطاء اللہ خان اور میر محمد جعفر خان کے فرودگاہ کے متصل خیمہ زن ہوا
میر محمد جعفر خان نے حصول ملازمت کی مہابت جنگ نے چند حرف بطور موعظت تنبیہ آمیز درباب میدنی پور
کی معاودت کرنے میں فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کے لئے گران ہوا

کے ہمراہ رہا کرتا تھا چونکہ مہابت جنگ اسکے محامد اور محاسن سے بخوبی آگاہ تھا سراج الدولہ کو وصل کا پیغام اوسکی لڑکی سے کے ساتھ بھیجا جب ایک بات قبول ہو گیا بسبب محمد ایرج خان کی پرورش اور ترفیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک بنگالہ کی افزایش رسالہ کے ساتھ اوسکی تفویض کین نکاح کی رات کو فوجین طیار اس امر کی محافظ تہین کہ افغانیان لوگ کچھ فریب کرنا چاہتے ہین انسداد کرین بعد فراغ شادی سراج الدولہ کے ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مع دیگر متوسلون کے مہابت جنگ سے رخصت ہوکر مرشد آباد سے نہضت کر کے عظیم آباد مین جگہ سکونت اور مسکن مالوف اونکی تہی مع الخیر اپنے دولتخانہ نکو پہونچے اور بعد رخصت اور نہضت انکی کے شمشیر خان اور سردار خان جنکے ہمراہ چہ سات ہزار آدمی تہا اپنی تنخواہ از روی حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دربہنگا مین تہا روانہ ہوئے اور مونگیر کے گہاٹ سے کشتی کے ذریعہ پار اوترکر اپنے وطن کو پہونچے اور کچہ دنون آرام کرکے ایکدو مہینے گذرے تہے کہ میر علی اصغر کبری بموجب طلب عطا اللہ خان کے عظیم آباد پہونچکر مرشد آباد کو عازم ہوا

میر علی اصغر کبری کا آنا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ اور عطا اللہ خان کے درمیان نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا تنزل درترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کا مع دیگر حالات

میر علی اصغر سے داستان سیکرتا ہون سادات سے سادات کے سادات سے عمدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عمدۃ الملک صوبہ دار کابل کی نوکرون مین تہا اسکے باپ کا نام میر غلام محمد نہایت عیار اور ہوشیار شجاعت اور دلیری مین معروف تہا ابتدا سے جوانی مین کسی درویش کی خدمت مین پہونچکر اکثر اشغال اور اعمال فقیری کے سیکہے بعدہ نام ونشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دامنگیر ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچہایا اکثر نادانون اور احمقونکو پہنسایا ایک اپنا لقب کبری رکہا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار مراتب معنوی سے ظاہر کیا لوگون نے بعض تحلیل وتحریم کی بدعتین بہی بیان کی ہین کہتے ہین کہ تخم مرغ کو حرام جانتا تہا بعض ہوشیار دن کو کہ جنہون نے اس امر کی حقیقت کا اثر یہ چہڑا کیا جواب دیا کہ مجہہ مرغوب نہین کچہ میلئے حرام نہین کیا اسیطرح بہت سے عجایبات لوگ کہتے ہین چنانچہ ایکروز کنوئین مین گر پڑا جب لوگون نے تلاش کی دیکہا کہ کنوئین کے درمیان مین ہوا پر استادہ ہے اس خبر کے مشتہر ہونے سے اسیوقت پانچ چہ سو آدمی مرید ہوئے اول مین یہ شخص جاہل تہا ایک طالب علم کو موافق کرکے خلوت مین صرف ونحو پڑہتا تہا اور چند لغت عربی کی یاد کر لیے تہے کہ وہ مجلسون مین ذکر کرتا تہا اگر کوئی تحصیل علم کے بارہ مین ذکر کرتا کہتا تہا کہ ہان ملکتب عالی جنابی مین اپنے مرشد زادون کے ہمراہ تحصیل کیا تہا در پردہ یہ اشارہ کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی مین حسنین علیہما السلام کے ساتھ تحصیل کیا ہے اور بیگانون کی محفل مین

رخصت فرمایا اور اونہین کی تعنیاتی مین مکرر گاوان آرندہ غلہ کی لوٹ و مار ہوئی مہابت جنگ کو
توہم نے جو گہیرا صولت جنگ کو حفاظت پر مامور فرمایا یقین ہوا کہ اوسوقت مین یہ عمل درآمد رگہو کی بتا خاطر
کیاہی اب بہرطور مہابت جنگ کی دل نشین ہوگیا کہ افغان مذکور داعیہ بغاوت رکہتی ہین ملازمین معتمد کو
حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تہا کہ انکی تمرد اور سرکشی بموجب ایمای رگہو کی ہوگی اور جو بیندہ
کہتی تہی کہ رگہو مخالف نی شرط اتفاق دینی کی عطا اللہ خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
شمشیر خان کو لاکھہ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کی نوکری کا وعدہ کیا تہا اور بشرط مارڈالنی زین الدین احمد
خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہوجانی عظیم آباد مین دو لاکھہ روپیہ نقد اور دربہنگا کی فوجداری علاوہ
اوس نوکری کی وعدہ ہوا تہا اور رگہو کی خطوط بہی اسی مضامین سی پہونچ گئے تہی - بعض کہتی ہین کہ
ان لوگون نی خود بنظر باقتدار اپنی ذات خاص کی رگہو کو موافق کرکے عزم فاسد کیا تہا بہرحال مہابت جنگ
نے پایا کہ متمردین نی استعفا دیا یا کہ بخیال مذکورہ موقوف کردیا شروع برسات ۱۱۵۹ ہجری مین اور
اسی موسم مین ہیبت جنگ اور عبد العلی خان اور حاجی احمد وغیرہ متوسلان کو حاضر دربار کرکی واسطی شادی
کتخدائی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کی چہوڑا حاجی احمد چند سبب سی عذر کرکی نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
عبد العلی خان مع عیال و اطفال وغیرہ کی حاضر ہوی فی الحقیقت جس زینت اور تکلف سی چاہتا تہا یہ جلسہ خوشی
بخیر انجام ہوا ابتدای شادی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ سی کی بدین سبب کہ عطاء اللہ خان جو لڑکی
سراج الدولہ کی ساتہ بیاہی تہی دو تین برس پیشتر بحسب تقدیر فوت ہوگئی تہی اور اکرام الدولہ کی بی بی انہون
زندہ تہی مہابت جنگ نی واسطی دلدہی اور دلداری رابعہ بیگم عطا اللہ خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی مین قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی مین
دو ہزار خلعت تمام قبایل اور عشائر اور رفقا اور مصاحبین اور ارباب نشاط کو عطا فرمائی خلعت مذکورہ
سو روپیہ سی ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تہین بلکہ بعض ان سی بہی زیادہ قیمت دارتہی اور بعض لوگون کو
فراخور حال جواہرات بہی عطا ہوا ایک مہینے سے زیادہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ کی سرکار مین
سامان دعوت طیار رہا اعلی اور ادنی شہر والون مین کوئی ایسا نہ تہا کہ جو دو دو تین تین مرتبہ اس
اس ضیافت مین شریک ہوا تہا اور ہر حصہ جو کہ تورہ کی نام سی معروف ہی پچیس روپیہ کی لاگت کا تہا
اسیطرح کی ہزارون تورہ تقسیم ہوئے اور روشنی پرنور کا اور آتشبازی بی غبار کی کثرت
اور تجلی کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشدآباد رشک افزای فردوس برین سے
ہمداستان تہا اسی عرصہ مین صولت جنگ نی اپنی دختر عزیز کے نکاح مین جو فخر الدین حسین خان

کی مخالفی سی خواب و خیال ہوا مہابت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑی ہوے قطع راہ کرتا تہا متہبہ
جسونت ناگر اور میر غلام اشرف جو کہ دو نوجامعہ دار نوکر مہابت جنگ کے اور صاحب جرأت تہی کسی کام کو
شہر عظیم آباد مین دو یا تین روز متوقف رہی چونکہ مرہٹہ کے ترک و تاز سی راہ مسدود تہی بپاس عزت اور نیز ارادہ
رفاقت اپنے آقای نعمت کے باتفاق ہمدیگر براہ جہالت جمعیت قلیل سی رہ سپر ہوی راستے مین مرہٹون
نے چاہا کہ لوٹ لین انہون نے ہاتہ پیر نکالے مرہٹہ کی کثرت انکی قلت بدرجہ تہی پس مرہٹون نے گہیر کر بدم تیغ
و تیر ہنایا دونو کو نہایت زخمی کر کے گرا دیا یہی ناگر مذکور زخم شمشیر سی اول کٹ گئی پہر راہی عدم ہوا دونو آدمی کا اسباب غارت
ہو گیا عریان تباہ گرد راہ کی صورت ہیئت جنگ کے لشکر مین جا پہونچے اور مہابت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ
رگہو مرشد آباد کی پہونچنے مین نہایت عجلت کرتا تہا مہابت جنگ نے بلا توقف تعاقب پر کمر باندہی بہاگلپور
کی منزل مین واقع پیپاہتی پہنچا مگر مہابت جنگ اپنے کے درختون مین استادہ ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایما
واسطے دیکہنے جانے فرودگاہ کی آہستہ آہستہ پیش تر روانہ ہوی بڑا فاصلہ درمیان فوج اور مہابت جنگ
کی ہمود ہوا رگہو نے اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ چہ ہزار سوار سی مہابت جنگ کی محاصرہ کو شتابان ہوا
مہابت جنگ نے استقلال کو کام فرمایا انہین پانچ چہ سو ہمراہیون سی غنیم کے مدافعہ مین دیر تک سرگرم
رہا دوست محمد خان بنگش کو جو کہ نیا ملازم تہا اور ظاہر وضع بانکہ کی تہی اور روز اول جب نوکر ہوا ہی بڑی
شجاعت کا مدعی ہوا تہا طلب فرما کر ارشاد کیا آج اوس اگلی دعوی کی شہادت دکہلانا ضرور ہی نامبردہ نے بھی
درحقیقت اپنی بات نباہی گہوڑے کو رگہو کی جمعیت کثیر مقدمہ الجیش کیطرف بڑہایا اور مع دو آدمی کے
سارے جہاد کو پریشان کر دیا اون دو مین ایک کو مار ڈالا دوسرے کو پکڑ لایا دوسرے سرداران مہابت جنگ
جو کسیقدر دور تہی لشکر مخالف پر آ گرے اور خنجر و تیر سی غنیم لڑپیر کو مغلوب کیا جب رگہو نے جہل خام
عقل کو تاب نہ رہی چار ناچار خانہ استقامت سے بھی کہا کر ششدر فرار مین گرفتار ہوا بہاگ نکلا اسی ہنگام
مین بہی بہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگل کی راہ سی بارادہ زود رسی بمقام مرشد آباد کی راہ لی مہابت جنگ
نے بنام شہامت جنگ کے اطلاعاً تحریر کیا کہ حفظ شہر مین مصروف ہو یہ اطلاع نامہ ڈاک پر بہیجکر خود راہ معروفہ
معتبرہ سی بعجلت تمام گام فرسا ہوا رگہو کی پہونچنے کے ایکروز بعد پہونچا۔ رگہو نے اوس عرصہ مین جب کہ
مہابت جنگ نہ پہونچا تہا اطراف مرشد آباد کی دیہات کو مانند چہپارہ بلی اور میر جعفر خان کی باغ کی تاراج
کر کے جلا دی بمجرد پہونچنے خبر ورود مہابت جنگ کی جی ہار گیا بزدلی سی مع کل فوج شہر کو جنوب و مغرب
کی رخ منہ کیا مہابت جنگ کی بعد تین چار روز کے چہاونی سی کوچ فرمایا اور شہر سی نکلکر امانی گنج پہونچا مگر چونکہ
اور کنو کی اوسطرف تالاب رانی پر دریاے مغان نے جوشش کہا یا رگہو نے اس مرتبہ بڑی موج سے

اور تہا کر دفن کیے گئے

باقیماندہ رفقاے مصطفی خان کا بیان اور دلشیر خان و الف خان و عیسی خان و مرتضی خان کا احوال اور معاملہ رگہو کا راجہ دولبہ رام سے اور اخیر سوال و جواب مہابت جنگ کا

مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان آخر وقت جنگ مین مع باقیماندون کے بمقتضاے بیت مشہور کے بیت
تن زندہ و خندہ ہمگنان بہ ز مردہ گریۂ دوستان
بچ نکل کر چلا گیا اور پکری گہو مین پناہ لی اور عیسی خان جو مرتضی خان کا خالو اور مصطفی خان کا سالا تہا کوہ دالی سے جہان پوشیدہ ہوا تہا گرفتار ہو آیا چند روز مقید رہا بعد ازان عطاے جامہ اور لباس اور کچہ زاد راہ سے سرفراز ہو کر خلاص کیا گیا۔ دلشیر خان خواہر زادہ شمشیر خان مراد شیر کا چہوٹا بہائی دو یا تین گولیان کہا کر بیہوش میدان مین پڑا تہا مہابت جنگ طفلی سے اسکا قدرشناس تہا اسنے پالکی پر اوٹہا لایا اور جراحون کو معالجہ کیا مگر اجل نے نہ چہوڑا دو روز کے بعد زخم حیات کا اندمال ہوا اور الف خان داماد سردار خان مرتضی خان کے ہمراہ سلامت نکل گیا مہابت جنگ ساز سجدہ گذاری رب قدیر کر کے مصطفی خان کے خیمہ مین نزول فرمایا مبارکباد کی نذرین قبول فرمائین شام کے وقت عبد العلی خان کے خیمہ مین آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کا حق فرمائی چونکہ اس میدان مین اسباب نوبت اور نقارہ خانہ وغیرہ عبد العلی خان کے ہاتہ لگا تہا نواخت نوبت کا حکم دیا اور مہابت جنگ کے حضور مین مبارکباد کی عرضی بہیجی اور سے یہ بہی لکہا کہ حضور شاہی سے خان مذکور کو علم و نقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ نے اس اہتمام کے جلدو مین جو مہابت جنگ اور عبد العلی خان سے سرزد ہوئی خلعت فاخرہ اور جواہرات اور شمشیر اور ہاتہی عنایت فرمائی اور جعفر خان کے باغ مین دونو شخص باتفاق تمام آداب گذار ہوے اور کورنش عنایات بجا لاکر تزک جاہ و حشم سے اپنے گہرونکو روانہ ہوے اور بعد چند روز کے محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے علم و نقارہ عبد العلی خان کو مرحمت

ہوا اسلئے مرحمت ہوا

آنا رگہوجی بہوسلہ کا کٹک مین اور مقید ہونا راجہ دولبہ رام کا قلعہ بارہ بہاٹی مین اور میر عبد العزیز کا مقابلہ کرنا رگہوجی بہوسلہ سے

دوسری لڑائی مین جبکہ مہابت جنگ بہی پہونچکر مصطفی خان کے تعاقب مین شریک ہوا تہا شہامت جنگ کے لکہنے سے رگہو بہوسلہ کے کٹک مین آنیکا حال معلوم ہوا اسکا ماجرا یون ہے کہ جب عبد الرسول خان بسبب ناچاقی صحبت باہمی مہابت جنگ اور مصطفی خان کے کٹک سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر راجہ دولبہ خلف راجہ جانکی رام جو وہانکا پیشکار تہا مقرر ہوا دولبہ رام نے موافق اپنے عقیدہ کے اکثر برہمن اور سناسیون کی ہم صحبت رہتا اور مسلمانون کی جماعہ دارون سے نہایت کراہیت رکہتا تہا اکثر اوقات برہمن اور سناسیونکی مصاحبت

کمال و فصاحت سے لکہتا ہون۔

مصطفی خان کا پرگنات سرکار شاہ آباد مین پہنچنا اور ہیبت جنگ سے لڑائی قصبہ کرہنی مین اور ہیبت جنگ کی فتحیابی

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایان گرمی اور شروع برشکال تہی مصطفی خان کی عزیمت سنکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کر کے گوشمالی اوس بدمآل کو عازم ہوا اور مصطفی خان نے اپنی قوم کو قصبہ جنارہ مین فراہم کر کے جو کچہ روپیہ تہا خرچ کیا جب دیکہا کہ موسم برسات سر پر آگیا اور رگہو جی آپہونچا اسنے تئین صوبہ عظیم آباد کے حدود مین پایا اور دیت سنگہ اور جیون لال جگدیس پور کی حدود مین خبر کہ ہیبت جنگ کا مزاحمت تہا پہونچا اور خیال کیا کہ اگر ہیبت جنگ نے آکر فتح پائی مارا جاؤنگا ہوگا اور اگر مارا گیا صرف ملی قصبہ گیا پہونچا سب پاد لوگ ... لی طاقت نہ رہی تہی اور اگر ہیبت جنگ نے توقف کیا تو پہر دریاے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہو جائیگا پس وہان سے کے زمیدار بدکار ست ملک سرکار شاہ آباد کسیقدر روپیہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کسیقدر روپیہ کے طریق کے طور پر دیا جاویگا بعد انقضای برسات رگہو کو موافق کر کے لڑونگا۔ ہیبت جنگ نے نور باطن سے اس تیرہ اختر کی مافی الضمیر پر آگاہی پائی کچہ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار تہے شیخ دین محمد جو شیخ مجاہد سر بلند خان کا تبعی اور جسکو ہیبت خان ناظم پورنیہ نے مہابت جنگ کی مدد پر بہیجا تہا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسے مہابت جنگ چہوڑ گیا تہا عظیم آباد سے کوچ کر کے کوپور کے گہاٹ سے دریای سوہن پایاب اوتر گیا اور دوسری روز میدان کرہنی مین جو کہ جگدیس پور کے قریب ہی کسی جہیل پر اقامت فرمائی جو کہ لشکر مصطفی خان کا قریب تہا تمام روز و شب حفاظت رہی صبح ہوتی بعد نماز سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنگر بنا کر لڑائی کیجاوے لیکن مہدی نثار خان وغیرہ رفقانے عرض کیا کہ اول ہم مغلوب اور غالب تہا اب ہم غالب ہین اگر سنگر بنا کر جنگ آور ہون تو اوسکو فائدہ ہوگا نصف صوبہ سے زیادہ قبضہ مین لایا ہے آپ کی حکومت بہت کم رہگئی ہے دوسری برسات مین کیچڑ ولدل جب ہوا تو کیونکر مدافعہ غنیم ہو سکے گا اگر اوسنے برسات گذاری تو مرہٹہ سے باہم ہو کر لڑیگا اوسکا انتظام کیا کرتے ہو ہیبت جنگ نے اس مراتب کو خوب سمجہکر عبد العلی خان بہادر کہ ہراول و مقدمۃ الجیش تہا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنگر بنانے کے حیلہ سے اقدام کر کے لڑائی شروع کردے آخر الامر اسطور تعمیل ہوئی ایک گروہ لشکر کا پیشتر گیا تہا کہ غنیم کا نمود ہوا مصطفی خان نے فوج کے دو حصہ کئے ایک حصہ پر بلند خان کی سرداری ہوئی دوسرا حصہ خود بدولت کے زیر حکومت رہا اودہر سے توپین سر ہوتین ایک گولہ سر بلند خان کے فیل سواری پر جا گرا مجروح فوج مین سراسیگی آئی مصطفی خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جہٹ پٹ ہاتہیون کو ڈبٹایا اور سواران ہمراہی نے بہی گہوڑے پہینکے

صبح مصطفیٰ خان ڈکوچ کی خبر پاکر خود بھی سوار ہوا تا ب ایشی مین جو کہ زخم زن ہوا اور مصطفیٰ خان
نوبت پر پہونچا اسیلئے دو صحب علی پور تک تعاقب ہوا تھا کہ صابت جنگ عظیم آباد پہونچا رگھو جی بھوسلہ
کے حملے کی خبر بموجب طلب مصطفیٰ خان کو سُنی پس ہیبت جنگ کو لکھا کہ احوال اسطور پر ہے اگر خدانخواستہ
مصطفیٰ خان اور مرہٹہ متفق ہوگئے تو مدافعہ مشکل ہوگا پس نہ مجھ مین اتنی طاقت اور نہ تم مین اتنی وسعت
بہتر یہ ہے کہ چونکہ الحال وہ مغلوب ہے تم اوسکی مدافعت مین رہو اور ہم مرشد آباد کو معاودت کر کسی مرتبہ
مرہٹہ کو متوقف کرین ہیبت جنگ ذاس خبر کو سنکر لشکر کی سرداری عبد العلیخان کو سپرد کی اور کہدیا کہ
جو مناسب جانو عمل کرو اور خود وقت شب عبد العلیخان کی پالکی مین سوار ہوکر اور بہت سے کہار ہمراہ
لیکر شبا شب راہ طی کی کہ صبح ہوتے صابت جنگ کے پاس پہونچا اور چند منزل سے آگے اوندہ لیکر
بمعیت خان سراج الدولہ کو ہمراہ در پیش لشکر کو آیا صابت جنگ بھی دو ایک روز کے بعد پہونچا اور
مصطفیٰ خان کو تعاقب مین تنبیہ کی یہانتک جو کہ خانہ پور کے مقابل لب گنگا واقع ہے اور صفدر جنگ
کے محال کی سرحد ہے لیا اور تنبیہ بہ ذلو کی تاخت و تاراج کرکے معاودت کی مصطفیٰ خان وقت جنگ
مین جو تلمیات مشہورہ بنا مین ہے باکر تیار ہی لشکر اور سباب سالح وغیرہ مین سائی ہوا اور
ہیبت جنگ اور صابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاودت کرکے وہان سے صابت جنگ بارادہ
مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین متوقف ہوکر تالیف رعایا اور فراہمی
سامان حرب اور اجتماع لشکر مین مصروف ہوا —

جانا صابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا مرہٹون کا بردوان مین اور انجام و [illegible] ہیبت جنگ کی

صابت جنگ مصطفیٰ خان کے بارہ مین بعض امور ضروریہ کا انتظام کر کے میر حبیب نام ایک شخص کو جو عہد نائب
آور تنابرتہ رسالت رگھو جی بھوسلہ کے پاس بھیجا اور خود متعاقب اوسکے مرشد آباد جا پہونچا اسے نظم و نسق
بجا نہ دارد۔ ودمیر حبیب ذکو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگھو جی بردوان پہونچا تا کہ شمشیر علی خان کی
موقاتی اور پیغام صلح کا ذکر شروع کیا رگھو جی اس پیغام صلح آمیز سے مغلوب اور مسلوب الحسی ہو کے
لیکر آخر مین قرار پیغام دیا کہ اگر تین کڑور روپیہ پیشکش کرے البتہ مصالحہ منظور ہے اور صابت جنگ
بمقتضائے وقت ہان ہون مین چند روز تک اسسلسلہ تحریر مین الیسا ادلیا کہ حرکت کی نوبت
نہوئی تو تو حضے اسی رنگ مین قلعے ہوتی جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوش زد پہونچی
[illegible] سے رگھو جی کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی بتقریب [illegible] مین

جمعیت چلی گئی اوسوقت میں عبد العلی خان نے ہیبت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمیر وقت تنگ ہے مدد پیشقدمی نہیں ہو سکتی اگر آپ جنبش کریں ہماری پشت گرمی ہوتی ہے ورنہ جو گذرتا ہے وہ ہمپر گذریگا الا لڑائی کا انتظام بھی برہم ہو جایگا ہیبت جنگ چاہتا تا کہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اونکا باپ اسکو مانع ہوا اور ہم لوگ یہ خبر سنکر نہایت مایوس ہوے مدد ایزدی سے رجوع کیا اسی ضمن میں مصطفی خان کا نشان بردار ہاتھی عقب سے سے برآمد ہوا یقین ہوا کہ غنیم کا حملہ ہوا چاہتا ہے واہ واہ قدرت ایزدی دیکھیے کہ اوسیوقت مرزا فتح اللہ نے تفنگچیوں کی ہوچکر پاڑہ مارا ایک گولی نشان بردار پر پہونچی اوسکا کام تمام ہوا دوگز برمع نشان اوچیل کر جا گرا اوسوقت مورخ ہذا کی زبان سے نکلا کہ وہ مارا۔ چار پانچ سرداروں نے دلیر ہوکر ہاتھیوں کو بڑہایا اور سدسے گذر کر مرتضی خان کی فوج سے کہ سامنے تھی جا ٹھہرے اسی عرصہ میں ہیبت جنگ نے عبد العلی خان کی راسے اور اوسکا پیغام مذکورہ پسند کیا بدون اپنے والد کی مرضی اقدام کرگیا پیغامبر کے واپسی کے بعد تہوڑے سے عرصہ میں ہاتی کو پیشقدمی پر لایا مکلی وغیرہ بھی ہمراہ لیے گولہ اندازوں نے راہ چلنے میں بھی پہر مار شروع کی ہمارا حملہ اور ہیبت جنگ کا پہونچنا غنیم کی سر پر ایک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سے ہنگامہ رزم گرم تھا چالیس آدمی جرار غنیم کے ہماری روبرو مارے گئے تھے کہ یکا یک امداد غیبی نے اپنا کام کیا بموجب اس آیت کی تعز من تشاء وتذل من تشاء ہوا یعنی مغربی سے مشرقی ہوئی ہیبت جنگ کے کسی پیشقدم کی گولی مصطفی خان کی چشم راست میں جا پہونچی اور دہن گوش سے نکل گئی مردہ کی طرح سے ہاتی پر لیٹ گیا رفیقوں کو یقین ہوا کہ یہ تیرہ باطن جہان گذران سے چشم پوشی کر گیا اس چشم زخم سے ہر ایک کی شوخ دیدگی دور ہوئی طرفۃ العین میں بہاگ نکلے مرتضی خان نے جب باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوش وحواس گم ہو گئے مصطفی خان نے چونکہ بڑا دبی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اور محبان آنجناب تصور کی تہی اوسکے باعث سے اس سزا کو پہونچا اور جو کچہ کہ دیکھا خوب دیکھا ہیبت جنگ اور عبد العلیخان وغیرہ سرداران منصور نے شکر گذاری باری کی احترام الدولہ نے حکم نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ غنیم کے ہمراہ ناموس بھی تہا وہان لوگ بلا اضطراب کمال استقلال سے ہر ایک کو مزاحم لئے جاتے تھے اگر گاڑیاں پیچھے رہجائیں دو تین ہزار جرار کھڑے ہو جاتے جب وہ آگے کو نکل جاتیں یہ بھی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد نے تاکیدی حکم دیا کہ تعاقب میں شتابی نہ کیجاوے حتی کہ دوپہر میں ایک کوس تعاقب ہوا بعد ازان قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہے اور تالاب اینٹھی پر اقامت گزین ہوا بعد افاقہ کے پوچھا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سے خبر پائی بخت واقبال کی نامساعدت پر حیف کیا ہیبت جنگ کی خیمہ میں پہونچے ہی مبارکبادی کی نذریں گذریں ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف وآفرین ہوا اور مورخ کو آغوش میں لیکر تمام رات خیمہ میں رکہا

فتح خیالی کی جو جس جگہ نامزد ہوا مع اپنی عیال و اطفال کی ساکن ہوئے۔ مورخ نے نہایت مشوش ہو کر دیوان لسان الغیب
حافظ شیرازی مین فال دیکہی یہ شعر برآمد ہوا حافظ ۔ تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار ۔ کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
اور شکر اللہ ہے کہ اسیطرح یہ امر گذشت ہوئی القصہ جب مصطفی خان مونگیر پہونچا عبد الرسول خان اپنے بہائی کو
مع فوج ہمراہی کی قلعہ مونگیر کی تسخیر پر مامور کیا حسن بیگخان قلعدار مع بندوقچیان محافظ کی کہ ساتھ حراست کی قیام
رکہتے تھے ہر چند مدافعہ ہوا مگر اسقدر کام اونکی نظر مین کچھ حقیقت نرکہتا تہا تنگی پاون ساتھ جماعت رفقا وغیرہ کی
قلعہ مین پرسش کی اور لوگون کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چہین لیا لیکن تقدیر کو دیکہئے جبکہ عبد الرسول خان
قلعہ کی دروازہ پر کہڑا ہوا لوگون کو لڑائی پر تحریض کر رہا تہا کسی قلعہ والے نے ایک پتہر مارا اس سنگدل کا سر جو پر
ہوا شیشہ حیات کو ٹھیس لگی بادہ روح بہہ نکلی اگرچہ فتح ہو گئی مگر اس حادثہ کی مکافات کا تدارک الہی قلعہ نے پرسان نہ تہا
ہر چند ظاہر مین مصطفی خان نے بزرگیہ اشتعال ملایا مگر کمر قوت کمزور ہو گئی چار و ناچار وہان پر تین مقام کیے تعزیت مین نوبت نہ بجائی
چوتہے روز توپخانہ وغیرہ جو سامان ضروری تہا قلعہ مذکور سے لیکے آگے کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اسکی نزدیک
آپہونچنے کی خبر ملی رات دن لشکر کی حفاظت مین مصروف ہوا اور مہدی نثار خان کو حکم دیا کہ رات دن گرد لشکر
گشت کرکے تالیف قلوب لشکریان مین مصروف رہے تا آنکہ پنجشنبہ کی روز ۲۰ یا ۲۱ ماہ [illegible] سب لوگ طیار ہو کر
بیٹہے تہے کہ دو گہڑی دن نکلنے پر مصطفی خان لشکر کی قرب آگیا اور باغہای انبہ کی درمیان مین سکونت کی اور فوج کی دو حصہ
کئے ایک حصہ بلند خان روہیلہ کی سرداری مین اور دوسرا اپنی ہمراہی مین لیا اور اون باغات سے نکلکر بلند خان
کو بیت بستی مین بہیجا تاکہ اوس طرف سے مخالف کی لشکر اوس لشکر کی عقب سے آوے اور ہیبت جنگ کی لشکر کی پشت پر آ پڑے
تدبیر کرکے خود بہی آخر لشکر سے کہ راجہ سندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ اوسطرف محافظ تہے گہس جانے کا ارادہ کیا
بلند خان حسب الامر خاص ہو کر جعفر خان کی بڑے باغ سے جہان بچارہ تیار ہو رہے تہے نکلکر ناصر علیخان مجروح
اور اوسکی بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کی داماد مرزا رمضانی سے جا بہڑا ناصر علیخان زخمی ہو کر بیکار ہو گیا اور
سید علی اور مرزا رمضانی جان سے گئے اور ناہر خان مواتی زخمی ہو کر رو بفرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ کے
لشکر مین جا پہونچا اوسکے ہمراہی روہیلہ لشکر کی معموری دیکہکر لوٹ مار مین راغب ہوئے ادہر سے مصطفی خان
نے راجہ سندر سنگہ پر حملہ کرکے جماعت کثیر مانند غازی خان بابوزئی اور سندر سنگہ کی داماد وغیرہ کو میدان
ہلاک مین مار ڈالی سندر سنگہ چند نفر کے ہمراہی مین فوج مصطفی کی ازدحام مین جو چہ سات ہزار سے کم نہ تہی
اوسکی تلاش کرنے لگا اور مصطفی خان کچہہ بہی اوس سے خبر نہوا آگے کو بڑہا بمجرد دخول لشکر کی ذوالفقار خان مواتی کی
تیر باران سے گلہ پر اور راجہ کیرت چند کی پہلو مین زخم آیا اور بمجرد مجروح ہونے کے پیر اوٹہہ گئی اور
لشکر مین عجب بی انتظامی کی بہگدڑ پڑ گئی ہیبت جنگ کے روبرو میدان خالی پاکر مصطفی خان مع ہمراہیان

ستر ہ لاکھ روپیہ بہیجا اور مصطفی خان سنے اپنے آدمی بہیجکر جو دہری سو گاڑی وغیرہ بار برداری منگوا کر اسباب لدایا اور تاریخ معہود کو کوچ کیا جب مرشد آباد سے دور نکل گیا شہر والون سکے جان مین جان آئی مہابت جنگ سنے رحیم خان کی دلجوئی قرار واقعی کی اور شمشیر خان اور سردار خان کو بہی مشمول عاطفت فرماکر بہو شنود ومطمئن کر دیا اور باوجودیکہ دل شیر خان برادر مراد شیر خان خواہر زادہ کہتر شمشیر خان اور الف خان داماد سردار خان کی مصطفی خان کر رفیق ہوے مگر اسکا ذکر جب عقل مین آتا مہابت جنگ کہتا کہ یہ اونکی جہل جوانی ہی جب مصطفی خان سنے راج محل پہونچکر بعض توپین اور ہاتہی جو وہان تہے مع نشان و سر انجام منتخب کر کے سلے لیے اور صاف باغی ہو گیا۔ مخفی نرہی کہ جب مصطفی خان نے ایفاے عہد مین مہابت جنگ کا حیلہ دیکہا تہا اسپنے بہائی چچا زاد عبد الرسول خان صوبہ دار کٹک کو باہمی رفاقت کیواسطے بلایا تہا لہذا عبد الرسول مذکور سنے مسمی داود خان افغان کو نائب اپنا مقرر کر کے مع اپنے رسالہ کے مصطفی خان سے آملا۔ اسکا باپ عبد النبی خان شیعہ مذہب محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا رفیق تہا میر عبد العزیز جوکہ بناوات سمانہ مضاف صوبہ لاہور سے تہا اور سرکار مہابت جنگ کی رسالہ دار وطن منجملہ افواج متعینہ کٹک کے ہمراہ تہا مورخ سے نقل کرتا تہا کہ عبد النبی خان ہمارا ہم وطن ہمراہ تہا جسوقت کہ مصطفی خان سنے داعیہ مخالفت کیا ایکروز خلوت مین بندہ سے کہا کہ سید صاحب کو خبر نہو گی مصطفی خان کو داعیہ بکھرامی ہوا ہی بندہ عجب مخمصہ مین گرفتار ہی اگر مصطفی خان سی شریک ہو جاؤن رسم اپنے خاندان سے بکھرام ہوتا ہون اور اگر مہابت جنگ کا رفیق ہوا آشنا و بیگانہ کی طعنہ سننا پڑینگے لوگ کہین نگے کہ مہابت جنگ کی رفاقت مین دولت و آرام پاکر بیٹہہ رہا جسکے بدولت اس رتبہ کو پہونچا اونکا ساتہ نہ دیا۔ کیا خوب ہو کہ قبل اس حادثہ کی حضرت ملک الموت تشریف لاوین تاکہ دونون مذمتون سی رہائی پاؤن اور پنجشنبہ کے روز قدم شریف مزار پر جو کٹک مین ہی جاکر یہی دعا کی اور بلاناغہ روز پنجشنبہ کو یہ معمول ہوا تا آنکہ دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت مصطفی خان کی ایک عارضہ مین مبتلا ہو کر پنجشنبہ کے روز روانہ ملک عدم ہوا اور اوسی قدم شریف مین مدفون ہوا۔ اور واسطے زیارت قبر اوسکی کے کہ روز پنجشنبہ معین ہوا تہا الی الآن موقوف نہین ہوا ہی۔ القصہ جب مصطفی خان نے ترک رفاقت مہابت جنگ اختیار کی اور عبد الرسول خان جو زور بازو بہی برادر تہا رفیق ہوا مہابت جنگ سنے کٹک کو اسپنے نایب سے خالی پاکر راجہ دولہہ رام پسر راجہ جانکی رام کو جو پیشتر عبد النبی خان کے عہد سے اوس صوبہ کا پیشکار رہا اور اسکے بعد عبد الرسول خان کا بہی نیابت مین اوسی عہدہ پر بحال رہا صوبہ داری کٹک پر مقرر اور منصب سہ ہزاری اور پانچ ہزار

بھولجاتے ہین خصوص اگر کوئی افغان مارا جائے او سکے انتقام مین نہایت سخت ہوئی ہین ہر چند
مہینون گذرجا ئین بغض و عداوت اونکے دل سے نہین دور ہوتی مصطفی خان ہر چند عقل سے خالی
تہا مگر لالچی تہا دولتہاے بنگالہ کو دیکھکر ہمیشہ حسد مین رہا کرتا تہا یہانتک کہ استعداد جماعہ افغان بہی
اور مہابت جنگ کے مقابلہ مین برابر بلکہ اوس سے بڑہکر نظر آئے آتش دیرینہ مشتعل ہوئی اور
مہابت جنگ سے ایفاے عہد کیواسطے جو بر وقت عزمن واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقرار کیا تہا
مہابت جنگ نے اوسوقت تو بموجب مثل مشہورہ کے صاحب الغرض مجنون باؤلا ہوکر مقر ہوا
تہا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چہوٹا داماد احترام الدولہ بہادر وہان کا صوبہ دار تہا چاہا کہ حسن
بیان اور سحر سازی سے ایسے امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلجوئی کرتا رہا لیکن جب
اسکے کہ مستقی کی پیاس اوس سے نہین بجہتی خان مذکور اپنی تدبیر مین رہا آخر کار آہستہ آہستہ بد اخلاقی
پر کمر باندہی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام ۱۱۵۸ ہجری مین آمد و رفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ
یہ ہوئی کہ مصطفی خان کے آنے سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا یہانتک کہ مہابت جنگ
ظاہر مین اسکی دلجوئی کرتا اور باطن مین اسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے غافل نتہا چنانچہ ایکروز مصطفی خان
نے اور دل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونون رفیقون کے کہنے سے بموجب قاعدہ مستمرہ کے دربار پہنچکر
خود بہی آنے کا ارادہ رکہتا تہا کہ وہ لوگ دربار مین پہونچ مجرا کرکے بیٹہے تہے یوسف علی خان بہی حاضر دربار
ہوا اور یہ حالات دیکہہ رہا تہا اوسکے زبانی ہی کہ سواے چند نفر کے اور کوئی شخص حاضر نتہا جب وہ
دونو آکر بیٹہے اور اونکے بیٹہتے ہی کسی خواجہ سراے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیگم کو کہ مہابت جنگ کی
بی بی تہی ظاہر کیا کہ ہیضہ ہوا اور اس خبر کے ساتہ قریب پہونچتے مصطفی خان کی خبر لگی مہابت جنگ مجلس اٹہکر
چلا گیا اور دل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ ٹہرو اسی حال مین ان دونون کو دولت سراسے کوئی حرکت
متوہمہ احساس ہوئی تو وہم ہوا کہ شاید کچہہ مسلح لوگ محفوظ ہین تاکہ مصطفی خان کا کام تمام کرین یہ
خیال کرکے اپنے اپنے گہرونکو چلدئے اور راستہ مین مصطفی خان سے تمام سرگذشت کو بیان کردیا خان
مذکور جو مدت سے متمرد اور مہابت جنگ سے غیر مطمین تہا فوراً اس صدا کے سنتے ہی اپنے ملک کو گیا مہابت جنگ
کو یہ خبر پہونچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بہیجا کہ ہر نوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کرکے حضور مین لاوے
شہامت جنگ فوراً اسکے پاس پہونچا اور راستہ مین ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہر چند چاہا
کہ دم دلاسے سے رضامند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہان پہونچکر اپنے
رسالہ کو جو نو ہزار سوار و پیادہ سے تیار تہا متفق کیا اور باغی ہوکر استعفاے نوکری اور استدعاے

توسل ڈھونڈنے تھی خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جسکا حسد ہونے انکا یا تشکک کہ حاجی کی
مہابت جنگ کا بڑا بھائی باوجود یکہ تین لڑکے ہفت ہزاری تھی مگر مصطفی خان کا اقتدار سی عاجز اور
حیران ہوا لاچار بھائی سی رخصت ہو کر وطن دیرینہ اپنے سے کہ عمار شجاع الدولہ مرحوم سی وہان مقیم تھا اور
اختیار کلی رکھتا تھا ہجرت کی اور اپنے چھوٹے سے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
ہیبت جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آزردگی کا باعث ہوگلی کی خدمت ہوئی جو
صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی جیسا کہ حاجی احمد اسنے واسطے چاہتا تھا اور صولت جنگ جو نائب بنگالہ
کلنک کے بعد تھوڑی سی بھی فایدہ کی خدمت نرکھتا تھا مہابت جنگ نے اسکا پاس خاطر کیا اور حاجی احمد
کو کسیقدر محال سائر مرشد آباد سے بقدر ضرورت حاجت کی میسر تھا دنیا خدمت ہوگلی کا مضمون جانا
جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد آیا اس سال بعد انقضای برشگال کی [illegible]
بہاسکر پنڈت نے علی قراول کو جو کہ سرداران مشہورہ ممالک دکن مین تھا اپنی رفاقت مین لیکر
چھ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور مین حسب الحکم رگھوجی بہوسلہ کی نہایت اقتدار
مین بیس ہزار سوار سے اوڑیسہ اور بنگالہ مین داخل ہوا مقصد یہ تھا کہ اگر مصالحہ ہو جاوے فبہا ورنہ
عزم رزم ہو مہابت جنگ جو کہ متواتر سفر اور حرب و قتل سی ملول اور عاجز ہو رہا تھا اس مرتبہ یہ تجویز
چاہی کہ بے جنگ کی بہاسکر کا کام تمام کرے اور باطمینان تمام بسر کرے اور مصطفی خان سی مشورہ
کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرہٹہ کی بہاسکر راو کی جان جاوے لیکن یہ کام مہابت جنگ
سے ناممکن تھا لہذا مصطفی خان کو کہا کہ اگر تیری تدبیر و تذویر سے بہاسکر راو مع سرداران ہمراہی کے
جاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوی مصطفی خان تو نہایت صاحب عزم اور دلاور
اور ہوشیار اور زبان آور تھا طمع مین آکر آمادہ کار ہوا جب بہاسکر نے اسکی دام مین آکر استدعای
حضوری مہابت جنگ کی کی مہابت جنگ نے مصطفی خان کو مع راجہ جانکی رام کے جو اوسکا معتمد علیہ تھا
رازدلی سے واقف فرما کر بہاسکر کے پاس بہیجکر کہا کہ اوسکو مع سرداران لشکر کے لانا چاہئے
تا کہ یکبارگی ہر ایک کا بار گران اوتارا جاوے ہشیار الیہ بہاسکر کی پاس جو کہ جوالی کٹوہ مین وارد تھا حاضر ہوئے
اور ادھر مہابت جنگ بارادہ اپنے مافی الضمیر کے خود مرشد آباد سے نہضت کر کے محال منکرا مین
کہ کنارے دریاے بہاگیرتی کی ہے آکر خیمہ کیا تھا اودھر مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے تمہید مصالحہ سمجھکر
کتنے افسانہ و افسون ایسے پڑھے کہ بہاسکر ملاقات کو مہابت جنگ سے راضی ہوا اور علی قراول کو
جو اوسکا معتمد تھا مہابت جنگ پاس بہیجا قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول مطمئن ہو کر واپس ہو بہاسکر بہی

ہیبت جنگ اوسکی نہایت دلجوئی کرتا اور اپنے دولتخواہون جانتا تہا مگر اپنے بڑے بہائی کی مفارقت
سے شکستہ دل ہوکر بخشی گری سے مستعفی ہوا ہرچند ہیبت جنگ نے بہت کچہ ترغیب رفاقت
دی اور معتمدون سے بہی نصیحت و پند کہلا بہیجے اور چاہا کہ خود اوسکے مکان مین آکر ہمراہ لیجاے
مہدی نثار خان نے معذرت کرکے گوشہ گزین ہوا چونکہ یہ اندیشہ تہے کہ ایسا نہو بہوجپور سے زمیندار
کہ نہایت سرکش اور حرام زادہ ہین درمیان راہ دشمنون کا خواہی والد کا بہا تہ کچہ مکر و فساد کرین
مہدی نثار خان نے صوبہ عظیم آباد کی حد یعنی بکسر تک والد کو پہونچا کر لوٹ گیا اور والد عین برسات
مین طے مسافت کرکے فیض آباد صوبہ اودہ مین کہ دار الملک صفدر جنگ کا تہا آئے اور اوسی
روز صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی چونکہ صفدر جنگ کے بدولت والد کی معاش مین خلل
ہوا تہا اسی شرم سے نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے خوشخبری دی لیکن اوسی روز اوسکے کوچ
کی ساعت محمد شاہ کے حضور مین جانے کی مقرر تہی دو تین گہڑے کے بعد داخل پیش خیمہ ہوا انشاء اللہ
باقی حال والد اور صفدر جنگ کا محمد شاہ اور احمد شاہ اور امراے شاہجہان آباد کے ذیل مین
درج ہوگا اب ایسا مناسب ہے کہ خاندان مہابت جنگ وغیرہ کا حال جو کہ اس ملک بنگالہ بکمبہ
مین عروج پاکر ایک زمانہ دراز کا انکو گذر ناپایا تہا امروز کہ ۱۱۹۴ ہجری مین سلسلہ انتظام
بسیار ایک دفتر مین تحریر ہو اور باقی حال محمد شاہ اور احمد شاہ اور عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کا
مع امراے شاہجہان آباد و لاہور و اودہ و الہ آباد و اکبر آباد کا دوسرے دفتر مین اور دکہن کا حال
جسقدر مجملاً معلوم ہوا دونون دفتر کے موقع مناسب پر بیان کیا جاوے اللہ سے مدد پہنچی گی اور اسی پر اعتماد
ہے سب کا

ہیبت جنگ کا حصار بنانا شہر عظیم آباد مین اور لوگون کا رنج و خوشی اوسکے بنانے پر

جب ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین وارد ہوا اور مرہٹہ کی آمد کی شہرت پکڑی ہیبت جنگ نے بنانا ایک
رہی کا واسطے حفاظت عموم سکنہ اور رعایا کے مصلحت وقت و مناسب سمجہکر حکم دیا کہ حصار قدیم کے
بنا پر نئی دیوارین بنائی جاوین اور اوسکے گرد خندق کہود کر اوسکے مٹی سے دیوار کا پشتہ بنادین
حصار قدیم کا یہ حال تہا کہ مدتون سے افتادہ تہا اور لوگون نے وہان پر مکانات تعمیر کر لیے تہے حصار کا کچہ بہی
آثار باقی نرہا تہا اب اس عمل کے شروع ہونے سے اکثرون کے مکان منہدم ہوے جن لوگون کے مکان
رکہے باوجود ضروری کہودنے کے زیادہ کرنا شروع کی چونکہ غرض تو حفظ عام سے تہا کچہ بہی شنوائی نہوئی تعمیر
ہونی شروع ہوئی تہوڑے ... قلعہ متین نہایت استوار بن کر طیار ہوا بعد ازان مرہٹہ کی ہیبت کا خطرہ بہی

واقع ہوا۔ القصہ بالاجی راو کے بعد جانے کے مہابت جنگ وغیرہ کی خاطر جمع ہوئی چونکہ رگہوجی بہوسلہ اور بہاسکر پنڈت کے معاودت کرنیکا خیال تہا مہابت جنگ عازم مرشدآباد ہوکر اپنے مرکز دولت پر پہونچا اور ہیبت جنگ مرشدآباد سے رخصت ہوکر اپنے دارالملک عظیم آباد کو چلا انہین دنون مین گوکل چند نے جو سرکار حسین قلیخان کا بڑا کہوار تہا اونکے وسیلہ سے جہانگیر نگر کی پیشکاری پائی اپنے مربی کو بازی دیکر شہامت جنگ کے پاس آیا حسین قلیخان کے نام مبلغ کثیر لکہے حسین قلیخان معزول و معتوب ہوا اور جہانگیر نگر کی نیابت یسین خان فوجدار کے نام مقرر ہوئی اور فوجداری میر قلندر نے پائی حسین قلیخان؛ وارد مرشدآباد ہوکر اپنی تدبیرون کی اصلاح مین پڑا اور بہت سا روپیہ دیکر گہسیٹی بیگم زوجہ شہامت جنگ کا مزاج جو مہابت جنگ کے لڑکی تہی اپنے طرف متوجہ کرلیا اور اوسنے حسین قلیخان کے کام کی اصلاح اپنے ذمہ لی اور اپنے باپ اور شوہر سے اوسکی قصورات کی عفو کی خواستگار ہوئی اور پہر جہانگیر نگر کی نیابت مع خلعت و پارچہ وغیرہ کے دلوادی اس مرتبہ حسین قلیخان ایسے مربی مستحکم کے مسند پر بکمال استقلال و استبدال روانہ منزل مقصود ہوا یسین خان جو کہ رنجیدہ خاطر ہوگیا تہا عطاءاحمد خان کو اپنی طرف سے بہاگلپور کا فوجدار بنایا اور حسین قلیخان نے جہانگیر نگر پہونچتے ہی گوکل چند کو معزول اور معتوب فرمایا اور اوسکی بیخ و بنیاد کہود کر بلبہہ کو پیشکاری پر مقرر فرمایا بعد انتظام اپنی نیابت پر حسین الدین خان اپنے بہتیجے کو مقرر کرکے رکہا اور خود مرشدآباد چلاآیا اور جب تک رہا بکمال اقتدار رہا تاآنکہ نصیبون سے پلٹے کہائے اور سراج الدولہ نے ناحق مار ڈالا اور اوسکے خون نے مانند خون سیاوش کے کہ اسوقت مین واقع ہوا۔ تمام بنگالہ اور خاندان مہابت جنگ کا برباد کردیا۔

آنا ہیبت جنگ کا عظیم آباد مین اور قطع ہونا سررشتہ رفاقت والد مورخ کا اوس سے مع دیگر سوانحات کے

جب ہیبت جنگ نے بعد اطمینان حدود عظیم آباد مین آکر بنابر انتظام پرگنات سنوٹ اور ٹکاری کی اقامت کی بدین وجہ کہ چونکہ والد مورخ سے سرگران تہا اور پرگنات مذکورہ پلاتون تاکیور کے کوہستان تک اونکے زیر علاقہ تہی اور سرس اور کٹنبہ اور جرگانوان اور شہرگہاٹی اور کوٹہی کنڈہ بہی انہین کے تعہد مین تہی اور وہان کے زمینداروں کو آپ کے ساتہ توسل تہا مخصوص راجہ سندر سنگہ نہایت اخلاص رکہتا تہا ہیبت جنگ چاہتا تہا کہ ان لوگون کو اپنی طرف رجوع کرنے

خط ملائمت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آیئے اپنی صوبہ کو معاودت فرمائی اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کے مدد کی حاجت نہیں باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کو حکم واپسی صادر فرمایا جاوے ورنہ میرے اور اونکی صحبت موافق نہوگی بادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کی صفدر جنگ کو شقہ خاص علحدہ کیا کہ بہت جلد اپنے صوبہ کو معاودت ہو ۔ اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید سخت ہوئی خط مہابت جنگ اور عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہو جانے کا حال قبل ورود شقہ بادشاہی کی تحریر وکلا سے صفدر جنگ کو معلوم ہو گیا اسی عرصہ مین صفدر جنگ کی ہرکارون نے اطلاع دی کہ بالاجی راو بہ ارادہ کمک مہابت جنگ کے اپنے مقر دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا بر سابقہ جھگڑے کی جو کہ باجی راو والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تھا اور چندے سرداران مرہٹہ عین جنگ مین برہان الملک کے قیدی ہوکر ہنوز صفدر جنگ کی قید مین تھے صفدر جنگ تو بالاجی راو سے اندیشہ رکھتا تھا صفدر جنگ نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گھاٹ منیر سے پل باندھکر اوتر گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کر دیا ۔

ذکر آزردگی مہابت جنگ اور ہیبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو کا عظیم آباد کی نواح مین اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد مین پہونچکر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

دراندازون اور غمازون نے ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تہا ساتھ صفدر جنگ کی وساطت مرید خان سے حسب تحریر ذکر ہو چکا ہے بطور دیگر ارادہ فاسد سے کہ بیچ خیال والد مورخ کی یہ تھا ہیبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہا کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کی وساطت سے صفدر جنگ کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز صفدر جنگ سے بوقوع اوسکے چند حرکات کی ملال رکھتا تھا چغل خورون کی بات مان لی اور ہیبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزردہ ہو گیا لیکن مصلحتاً چند روز ظاہر نفرمایا بعد ازان جبکہ مہابت جنگ نے اپنے چچا کو جنگ مرہٹہ پر مستقل پایا اور دوسری کی مدد سے مستغنی ہوا اراز دلی ظاہر کرکے رائے چنتامن داس کو صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر بھیجا اور وہ چند روز کے بعد سہل سے عارضہ مین فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد مین کوئی حاکم نرہا کہ ناگہان

کے سبب سے والا دمورخ سے دل آزردہ ہوکر اخلاص سابقہ فراموش کر دیا تفصیل اسکی آیندہ زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آباد مین اور چند روز کی بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راو کی اپنے صوبہ کو واپس ہونا

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ماہ شوال یا اول ذی قعدہ ۱۱۵۵ ہجری کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسیقدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کی جو سات ہزار کے قریب ہونگی اور ہندوستانی دس ہزار اور دیگر سامان توپخانہ وغیرہ کی اپنے صوبہ فیض آباد سے کوچ کر کے عمدۃ الملک بہادر کو عرضداشت کی کہ یہ فدوی بموجب حکم حضور مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہی مگر مرہٹونکا جنگ و جدال آسان نہین اور میرا صوبہ زمینداران متمرد اور مفسدون کا آرام گاہ ہی اونکے خیال سی ناموس کے بارہ مین بڑا اندیشہ ہی نہ تو صوبہ چھوڑ جا سکتا ہون کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبہ مین نہین اور نہ ہمراہ لے سکتا ہون پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنہارہ عنایت ہو تاکہ عیال و اطفال کے طرف سی دلجمعی کر کے سرکوبی مرہٹہ مین مصروف ہون عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکہا کہ بادشاہ کو عرض کرے اور اوسکے مطابق مین بہی تحریک کرونگا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ رہتاس اور چنہارہ کی قلعداری کی سند صفدر جنگ کی نام لکہی اور قلعداران سابق کو حکم پہونچا کہ قلعہ مذکورات اوسکے حوالہ کرین صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندہ کر دریاے گنگا سی اوترا اور قلعہ چنہارہ مین عیال و اطفال کو چھوڑ کر اپنے طرف سی کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقون کو عظیم آباد تک ہمراہ لیکیا اس ارادہ سے کہ اگر احیاناً عظیم آباد کی گرد و نواح مین مرہٹہ سی ملاقی ہو بہر صورت متعلقون کو قلعہ مذکورہ مین پہونچا سکتا ہی اور ہیبت جنگ کی طرف سی والا دمورخ کو حکم پہونچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہین بر وقت قرب استقبال کیا جاوی تاکہ کسی طرح انکو ملال نہو۔ عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سے عجب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تہا گویا ایک قیامت برپا تہی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی مین ہوا تہا یہان کے لوگون نے سنی تہی۔ الغرض والا دمورخ ہر چند اسباب اور فوج لایق نظامت کی ہمراہ رکہتا تہا مگر صفدر جنگ کی ساز و سامان فوج کی آن بان کے روبرو کیا حقیقت تہی چونکہ سابقہ

خیمہ مین اس رو پر اپنا مقام کیا دریا مین جو لوگ ڈوبے تھے اونکے ورثا نے لاشین نکلوالین اور
اور ہتھیار اور لباس علٰحدہ کرکے بعد تجہیز اور تکفین کے دفن کیا اور مُردون کا رنگ زرد اور تمام بدن کا
کا کبود تھا ظاہرا سبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت مین تھی اور اخیر موسم برشکال ہند و بنگالہ تھا اور ہتھیار
بھی تو بر تو پہنے ہوے تھے اور مرنا بھی علت عزق سے ہوا تہا زیادہ خدا آگاہ ہی حقیقت حال اون سب
طعمہ عزق آجال ہی یہ فتح ماہ شوال ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ہوئی بہاسکر پنڈت نے زیادہ ٹھہرنی کی تاب نلاکر
پچھمہ کی راہ لی اور اوسکی فوجین جو کہ بردوان اور ہوگلی اور ہجلی وغیرہ اطراف کی تہین اس خبر سے
متوحش ہوکر اپنی اپنی راہ لگین اور مہابت جنگ تعاقب سی گھڑی بہر بہی باز نہین رہتا تہا اور بہاسکر
پنڈت خوار جنگلون مین سات آٹھہ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تہا چند روز تک ایسی جگہہ ہوکلے جہان
انبوہی درختان سی وہم وخیال کا گذر دشوار تہا نہ کہ فوج کا بہاسکر بہی اوس درخت زار مین تنگ آکر
لاچار میر حبیب کی رہنمائی سے جنگل بشن پور کو چلا اور وہان سی چندر کونہ لیجا کر میدانی پور سے
نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے دفعیہ کو کٹک روانہ کی اور فوج مذکور رہ نوردی کرکی شیخ
مسطور کو جو قلیل لشکر سے حاجی پور مین تہا جا گہیرا شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی کی اطاعت مرہٹہ کی
نامنظور کی اور بمقتضاے شجاعت اوسی قلیل فوج سی مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب مہابت جنگ کو میدنی پور مین بہاسکر کے پہونچنے کی خبر ملی اطراف بردوان
کے جنگل سے نکل کر میدانی پور کی راہ لی بمجرد پہونچنے مہابت جنگ کے بہاسکر کٹوہ ہوتی ہی مضطرالاحوال
میدنی پور سے بالیسر کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ نے بلا توقف پیچہا پکڑا بہاسکر نے میدنی پور سے
دو کوس پر جاکر لڑائی پر استقبال کیا جب کسیقدر لوگ طرفین سے کام آئی بہاسکر پیٹہ دکہا کر
بہاگ نکلا اور مہابت جنگ مع صولت جنگ اور ہیبت جنگ اور عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ اور
عطاء اللہ خان بہادر نایب جنگ اور مصطفیٰ خان بہادر ببر جنگ اور میر محمد جعفر خان بہادر اور شمشیر خان
اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علیخان بہادر اور فقیر احمد بیگ خان بہادر اور نور اللہ بیگ خان
بہادر وغیرہ فوج ظفر موج اور توپخانہ قیامت آشوب کی لایق تعاقب کنان ہوا بہاسکر کے پیچہے چلا جاتا
تہا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نرہی اسیطرح سی برابر مرہٹہ کو سرحد کٹک بلکہ سرحد دکن تک بہگایا اور
خود دریاے چکار تک پہونچا جب مرہٹہ کا نشان نپایا معاودت کی اور کٹک مین کہ صوبہ اوڑیسہ کا
دار الملک ہی چند روز تک مقیم رہا مگر شیخ معصوم کی مارے جانی پر کہ آبرو و رفاقت سے جان دی
بہت متاسف ہوا عبد النبی خان عموے مصطفیٰ خان کو جو کہ حسب الطلب اپنی بہتیجی کے قصبہ سامانا

بادشاہ نے نہایت جلد شقہ خاص متضمن تاکید زودرسی اور کمک دینے کی بنام ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار اودہ کا تہا صادر فرمایا اور عمدۃ الملک بہادر صوبہ دار الہ آباد کو بھی تحریر کیا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے حیلہ نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تہا صادر ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کلی بابتہ چوتہہ کی عنایت ہوا کرتا ہے الحال رگہوجی بہوسلہ نے مفسد و فساد ہوکر بہاسکر پنڈت کو مع مفسدون کے صوبہ بنگالہ مین بہیجا ہے اور انہون نے فساد اوٹہایا ہے لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور مین پہونچکر بہوسلہ مذکور کو سزا دے تاکہ آیندہ ایسی گستاخیون سے باز رہے

مہابت جنگ کا مرشد آباد سے آنا بہاسکر کی رزم کو اور بہگانا پنڈت کو بلاد کٹک سے جلکار تک اور آنا رگہوجی اور بالاجی راو کا

مہابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجین جرار آراستہ کر کے بعد ایام برسات کے باتفاق ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور عبد العلی خان اور جمیع ہمراہیان وغیرہ فوج جرار اور سامان بیشمار کے متوجہ رزم بہاسکر پنڈت کا ہوا ہنوز دسہرہ نہوا تہا کہ یہ عزم کیا اور شہامت جنگ کو مع اوسکی فوج کے شہر مین چہوڑا اور خود دریاے بہاگیرتی کٹوہ کے برابر آپہونچا اور بہاسکر کی اقامت گاہ کے مقابلہ مین خود بھی مقیم ہوا آٹہہ روز تک توپ کی لڑائی رہی بہاسکر کے لشکر کو دو طرف سے دریا گہیرے ہوے تہا اور مقابل کی طرف سے مہابت جنگ کی دریا اور پہلوے چپ پر لشکر مرہٹہ اجی نام نالہ اور میر حبیب کی سعی سے ایک بجرا مقابل لشکر مہابت جنگ کی ٹہرا ہوا تہا اور اوسپر جو توپین تہین اونکی گولی برابر مہابت جنگ کے فوج پر برستی تہی اور مہابت جنگ عبور کی راہ ڈہونڈہ رہا تہا تا آنکہ یہ صلاح ٹہری کہ شب تاریک مین دریاے بہاگیرتی سے پار ہوکر دریاے اجی پر پہونچے اور وہان ناو کا پل باندہ کر بے خبر اوترجاے چونکہ دریاے اجی سے دو نو طرف کنگارے دریاے بہاگیرتی کی مرہٹہ کی ہاتہہ سے دور اور مہابت جنگ کے قبضہ مین تہے لہذا بڑی بڑی ناونکا پل باندہ کر بدلجمعی تمام مع فوج دریاے بہاگیرتی سے عبور کیا اور متوسط کشتیان جو پل باندہنے کو مرتب کی تہین آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو فوج سنے کہینچکر کنارہ بہاگیرتی سے دریاے اجی کے کنارے تک کہینچ لائے تقدیر سے کسی مرہٹہ کے آنکہہ نہ کہلی اور اگر کسی نے بیدار ہوکر پوچہا بہی تو اہل کشتی نے جواب بنا سب دیکہ وہ سنکر غافل ہو رہے یہانتک آخر ہونے آدہی رات تک دریاے اجی پر پل طیار ہوا اور مہابت جنگ بادر

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تہا خط لکہا اور ایک خط عبد العلی خان بہادر مورخ کی خالو کے نام بہیجا کہ جسقدر
فوج ہو ارسال کرو اور خود بہی مدد کو آو اور گوشہ خط مین عبد العلی کی نام یہ فقرہ بقلم خاص تحریر کیا کہ اگر
توفیق رفیق ہو اسپہ صنیعت ہیجا کی ایسے وقت مین رفاقت کرو ہیبت جنگ اخبار مذکورہ کے سننے سے
متحیر اور مضطر ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سے استیصال بہوجپوریون کا میسر ہوا تہا اور اب نفع اوٹہانے کا
وقت نزدیک آیا تہا کہ مایوس ہوا اور اوسپر مزید یہ ہوئی کہ تنخواہ سپاہ کی بیباقی کی فکر زنجیر تجویز ہے
بہرحال عظیم آباد آیا اور بعد چندے بارادہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہوا والد مورخ ہدایت علیخان
بہادر نے اپنے دولتخواہ سے مشورہ کیا کہ کسطرح اداے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کیطرف سے کیونکر دلجمعی
ہاتہہ لگی کوئی صورت نظر نہ آتی تہی آخر ایکروز خلوت مین والد مورخ سے ارشاد فرمایا مجہے اوس بزرگ
کی کمک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بہت تنخواہ چاہیے اور صوبہ کا انتظام کیطرف سے
طبیعت کو نہایت ہراسانی ہوئی اسمقدمہ مین تمہاری صلاح کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت
سے ہر طرح دلجمعی ہوکر کمک کو جانے کی صورت ہو جاوے نہایت احسان ہو والد مورخ نے جواب دیا
کہ بندہ دولتخواہ ہے جو کچہ حضور ارشاد فرماوین اوسکی تعمیل مین حتی المقدور قاصر نہوگا ہیبت جنگ نے
فرمایا کہ مجہے اسوقت مین دو امر سے زیادہ کوئی سختی نہین اول اداے تنخواہ سپاہ دوم بندوبست صوبہ
اگر ان دونون امرون کے طرف سے میری دلجمعی کر دیجیے بخاطر جمع مہابت جنگ کی اعانت کو روانہ
ہون والد مورخ نے جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ کا متکفی نہو ظاہر ہے کہ فدوی کو میسر نہین ہان
اسقدر ہو سکتا ہے کہ کسیقدر مالگذاران صوبہ اور کچہ قرض و وام سے سرانجام کر دیا جاوے اور باقیماندہ
تنخواہ کا فدوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بندوبست صوبہ انشاء اللہ جبتک جان باقی تن مین ہے مخالف کا
گذر مشکل ہوگا ہیبت جنگ نے اس تدبیر سے خوشنود ہوکر فرمایا کہ اسیقدر خواہش ہے کہ جسطرح ممکن
ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کر دیجیے اور صوبہ کی حفاظت اور حراست اپنے ذمہ لیجیے والد مورخ
اوسکی تعمیل کا متعہد ہوکر گہر آیا اور مہدی نثار خان اپنے بہائی سے جو فوج کا بخشی اور سالار تہا اس مقدمہ
کی گفتگو جو ہیبت جنگ سے درمیان مین آئی تہی بیان کی اور باتفاق ہمدیگر سرداران فوج کو بلاکر باکین
مناسب ہر ایک کو ہیبت جنگ کی رفاقت مین راضی کیا اور مالگذار اور مہاجنون سے روپیہ لیکر سپاہ کو
تقسیم کیا اور باقیماندہ کا تمسک لکہہ دیا اور خود ذمہ دار اوسکے پہونچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے
ایک ایک سند سپرد زر کے واسطے لی تاکہ اوسکو روپیہ دیکر رسید حاصل کرلے جب ہیبت جنگ
کی اسطرف سے دلجمعی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی لطف فرمائی اور خود تیاری مین

اوسکے ہمراہی اُسکے پاس جا پہونچے سے نہایت خوش و از سر نو زندہ دل ہوئے اور غلہ وغیرہ سامان ضروریہ کے ملنے سے اور بھی اطراف و جوانب سے غلہ پہونچنے کی بامن و امان تمام شکر خدا بجا لاکر قصبہ کٹوہ مین مقیم ہوئے بھاسکر پنڈت قریب ایام بارش کہ مہابت جنگ کے دست ضرب کھائی ہوئی تھا ممالک بنگالہ مین ٹہرنا دشوار سمجھا اور بیر بھوم کی راہ سے اپنی ملک کو عازم ہوا میر حبیب نے شدت عداوت سے جو مہابت جنگ کی ساتھ رکھتا تھا مانع معاودت ہو کر کہا کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار میرے ہمراہ کرو تاکہ مرشد آباد جاکر چونکہ شہر بے حصار ہی اور مہابت جنگ کٹوہ مین لہذا جگت سیٹھ کی کوٹھی وغیرہ لوٹ مار کر مال فراوان حاضر کرون بھاسکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جرار خوش آئیہ ہمراہ کر دیئے اور مہابت جنگ نے جو اس راز سے آگہی پائی اور خوب جانتا تھا کہ شہامت جنگ وغیرہ سے حفاظت نہو سکے گی جلد یلغار کر کے مرشد آباد کو مراجعت کی مرہٹہ نی قبل اُسکے پہونچنے کے ایکروز مین پہونچکر جگت سیٹھ کے کوٹھی سے تین لاکھ روپیہ کے قریب نقد اور کسیقدر جنس لوٹ لیا اور نزدیک محلون مین بھی دست بردی کی اور میر حبیب نے اپنے بھائی میر شریف کو گھر سے ہمراہ لیکر باہر چلا چونکہ دارالامارۃ اور شہامت جنگ اور عطاء اللہ خان کے مکانات بسبب ہونی فوج کی نہایت حفاظت مین تھے وہان پر ہاتھ اونکا نہ پہونچا بمجرد استماع خبر آپہونچنے مہابت جنگ کی مرہٹہ نی راہ فرار لی اور جس روز کہ مرہٹہ نے لوٹ مار کر راہ فرار لی تھی اوسکے شام کو مہابت جنگ داخل مرشد آباد ہوا یہ ساری سرگذشت ۱۱۵۵ھ ہجری مین واقع ماہ صفر عاید ہوئی۔

بھاسکر پنڈت سپہ سالار مرہٹہ کا کٹوہ مین مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر جو بنگالہ کی عمدہ بنیاد ہے مین بھی تسلط پانا

جبکہ مہابت جنگ مرشد آباد آیا بھاسکر پنڈت بارادہ معاودت بیر بھوم کے طرف روانہ ہو گیا تھا میر حبیب بھی اوسکی پاس جا پہونچا اور عزم کرنے جانب دکن کی سرزنش کی اور مہم بنگالہ کی اپنی کفالت مین لیکر بڑے اصرار و مبالغہ سے واپس لاکر کٹوہ مین آیا اور بھاسکر کو کٹوہ مین مقیم کرا کر کہا کہ غلات وغیرہ ضروریات کے بھیجنے سے غافل نہوا اور مردم ہوگلی اور زمیداران اطراف سے راہ رسم پیدا کی واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سی خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا تاآنکہ میر ابوالحسن اور میر ابوقاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جو کہ محمد یار خان مہابت جنگ کے برادر علاتی سی جو اوس بندر کا حاکم تھا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکھتے تھے میر حبیب کے اشارہ بموجب ایکروز وقت شب سی بندرہ آدمیون کی دروازہ قلعہ ہوگلی پر آئے دروازہ بند پاکر پیغام دیا کہ کچھ

الحال تمہاری فوج مین تاب مقاومت نہین رہی اور تمامی لشکر محصور ہے پس مصالحی
لیکن چونکہ تم امراے ہند مین شمار کیے جاتی ہو لہذا اگر اس تہلکہ سے نجات منظور
رکل ہاتھی موجودہ لشکر تسلیم کیجی اور مرشدآباد کی راہ لیجیے اس صورت مین
اجہانکی رام جو کہ دیوان تن اور صاحب اختیار سررشتہ سپاہ اور دولتخواہ معتمد تھا بمشاہدہ حقیقت
اور باقی رہا نہین ہزار سوار کی رکاب مین جنہین بھی اکثر خوف وہراس
من پیدا ہوا کہ دشمنون کا غلبہ نہایت درجہ ہی اور جو کسیقدر
یافت سے مخالف کے طرفدار ہین پس ایسی صورت مین
بنگالہ مین کچہ قدر نہین اس سے عمدہ فیل خانہ مین
مین ہی باقی ساٹھہ لاکھہ جس طرح سے ہوگا بندہ فراہم کرکے
بمقتضاے عزت شجاعت کے نامنظور فرماکر فرمایا کہ تا زندگی اسطرح کی
ہین ہون انشاءاللہ مخالف مغرور کو سزا دیتا ہون خفت مین روپیہ دینی سے
انشاءاللہ بعد فتح وظفر جانثارون کی معاوضہ مین عطا فرمایا جاویگا جو لوگ اس معرکہ مین ساعی
ہون دس لاکھہ روپیہ انعام پاوینگے ہرصورت دن تمام ہوا شام ناکامی نے سیاہی کی رات
کی سیاہی مین اکثر سیہ بخت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالا منہ کرکے مرہٹون مین جا ملے
غیر جماعہ داران مشہور اور عزیزون وغیرہ وندبا اور چند رفیق کی کوئی نرہا جب میر خیراللہ مذکور کے
مکرر آمد و رفت ہوئی اور لوگ بھی اپنی فکر مین ہوی میر حبیب اللہ بھی مع بعض روساء مرہٹہ کی جو کچہ
مہابت جنگ سے ناراض تھا مگر ارادہ گریز رکھتا تھا مرہٹون نی شام کیوقت نشان دہرم دہار محصورون
کے مقابلہ مین نصب کرکے منادی کی کہ جو کوئی اسکے نیچے آئیگا سلامت جان پاوے گا نامردون نے
حیلہ اور بہانہ سے اوسکے زیر سایہ جاکر پناہ لی اور مرہٹون نے اونکو غارت کر دیا اور اس حرکت سے
وہ راہ بھی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہرطرح سے لاچار ہوکر جان دہی پر آمادہ ہوا ایکرات کو تنہا بے
خدمتگار اور مشعلچی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوی مصطفی خان کی خیمہ مین آیا اور کہا مجھے تمسے کچہ
کہنا ہی مصطفی خان اس وضع مین دیکھکر نہایت حیران ہوکر اوٹھکہڑا ہوا اور لیجاکر دوسرے خیمہ مین بٹھلایا اور
کہا جو ارشاد ہو بجا لاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہین مجھی اس
اسوقت جنگ مین جان بھی پیاری نہین ہی اگر تمکو کسی امر سے جو درحقیقت ملنے کیا ہو اور تمکو
میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہی شوق سے سر جدا کیجے اور اگرچہ میرا

صولت جنگ کے ہمراہ مرشدآباد گئے تہے زیادہ تین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برقانداز
سے ہمراہ تہا قصبہ بردوان جو کثرت غلہ اور معموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکہتا ہے اپنا
مسکن قرار دیا کہ یہانتک ٹہرکر مدافعہ غنیم مین ساعی ہوا اس ارادہ کے ساتہی دوسرے روز کوچ کرکے
بردوان کے اوسی موضع مین مخیم ہوا اور مرہٹہ نے بہی ہابد ہو نچکر بعض آبادی مین آگ لگا دی اور
بعض محفوظ رہی اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیان ہوکر اپنے خیمون کو لوٹ آتے تہے اسی ضمن مین مہابت جنگ
کی شجاعت اور اسکے لشکریون کی تہور و جلادت دیکہ کر بہاسکر نے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچہہ
ملجاوے لیکر والپس ہو اور اسی غرض سے مہابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سے محنت کھینچکر
اس جگہہ آئے ہین اگر دس لاکہہ روپیہ برسم ضیافت عطا فرمایا جاوے ابہی والپس ہوتے ہین یہ کہنا
اسکا نواب نے بمقتضاے غیرت اور مصطفی خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہان جنگ و جدال رہتا تہا
سراسر نامنظور فرمایا اور جواب صاف کہلا بہیجا کہ ہمکو نہین منظور ہے جب چند روز اسی رنگ مین
گذرے مہابت جنگ نے عزم کیا کہ زوائد سامان مانند رتہہ اور ارابہ اور باربرداری اور باروت
وغیرہ لشکر مین چہوڑکر جریدہ مرہٹون پر ترکتازکرے اس خیال سے اول صبح کو سوار ہوکر تاکید کی کہ مزدم
بنگاہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دلونمین سار تہا بے اختیار داخل فوج ہوگئی
جب کسیقدر راہ طے ہوئی اور خیمہ گاہ دور چہوٹا فوج مرہٹہ نے چارون طرف سے گہیر کر حملہ کیا طرفین
سے کشاکش ہونے لگی چنانچہ مصاحب خان جو کہ بڑا لڑکا عمر خان کا اور مرد جوان صاحب نام و نشان و
آبروے خاندان تہا میدان رزم مین خونفشان ہوکر مردمی دکہائی آخرکار جان نثار ہوا اسی وتیرہ سے
قطع مسافت بنگاہ مرہٹہ سے ہوئی تاآنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفی خان اور سردار خان
اور رحیم خان سے جو پشت پناہ مہابت جنگ کے تہے جیساکہ چاہیے کچہہ جانفشانی نہ کرسکے جب تو مہابت جنگ
متحیر اور خبردار ہوا کہ سرداران ہمراہی مجہسے سرگران ہین اور ارادہ دیگر رکہتے ہین چونکہ اپنا لشکرگاہ تو
دور رہا تہا اور ادہر مرہٹون کا بہی مخیم دور تہا دیکہا کہ نہ تو لوٹ جانے کی طاقت ہے نہ آگے بڑہنے کی مجال
ناچار جس جگہہ کہ پہنچے تہے اور حسب اتفاق وہ جگہہ نہایت ناپاک کیچڑ دلدل ہو رہی تہی بجز اقامت کی چارہ
ندیکہا چار پانچ پالکی اور خیمہ مختصر ستر کو سوا مہابت جنگ کیواسطے اور رکہہ نہ رہا تہا اوس خیمہ کو بلندی پر بردوان
سے پانچ چہہ کوس پر نصب کیا اور بہمہ تر تمام لشکر کا مال و اسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچہے
رہگئی تہی اونمین سے بہی اکثر مجروح و مقتول ہوے اور بعض صحیح و سالم نے اپنی راہ لی اور مہابت جنگ
کی ہمراہی فوج پہنچنا مجموعی مرہٹون کی محصور ہوئی شام تک وار دشمنون کے روکتے رہے جب

شکر مین جاملا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چابکی پر اوسکی تحسین کی بالاخر دلیر خان نے اپنے گھوڑے پر سوار کردیا فوج مہابت جنگ کی متواتر آرہی تھی تھوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی کے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان نے آگے بڑہکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد جعفر خان بمجرد دیکھنے کے اپنی ہاتھی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جابیٹھا واہ رے قدرت یا تو کچھ دیر مین جان کی خیر دشوار تھی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگے بموجب اس حکم جلیل خداوند قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہی دیتا ہے ملک جسکو چاہے اور چھین لے ملک جس سے چاہے توقیر و عزت دے جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے جسکو چاہے اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر چیز ہے اور وہی کل چیزون پر قادر اور توانا ہے غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی مخبرون نے یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی اور ستاوقت صولت جنگ بھی پہونچا چچا کی ملازمت سے سرافراز ہوا مہابت جنگ نے آغوش پدری مین لیکر زیادہ حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑہا کر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینے کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ و خیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بہاٹی روانہ ہوی جو لوگ باقر علیخان کی طرف سے محافظ تھے اونمین سے جنہون نے خدمت کی تھی بامید عنایت وے کفایت برقرار رہے اور ایذا رسالون نے بنظر تشدید براہ فرار لی مردم متعین نے اہل و عیال متقیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا صولت جنگ اور خرم سرائے کے واسطے جو خیمے نصب کیے گئے تھے لیجا کر اوتارا مہاجرت کشیدہ باہم وصل مہابت جنگ کی ہوی بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرور تھا مانند ہاتھی گھوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کے اپنے پاس سے دیکر روانہ مرشدآباد فرمایا تاکہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوص اپنی نیم جان منتظر مان کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشدآباد ہوا اکثر اسباب اور فوج مہابت جنگ کی اوسکے ہمراہ مرشدآباد روانہ ہوی اور مہابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اور پانچ چھہ ہزار سوار کے جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر مقرر کرکے وہان پر متعین فرمایا بعد چند روز کے اثنائے راہ سے حسب التماس مصطفی خان کے شیخ محمد معصوم بالائی تی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تہوری مین موصوف و مشہور تھا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوانحات کے ہمراہ رکھا بعدہ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

لشکر مین جاملا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چابکی پر اوسکی تحسین کی بالآخر دلیر خان نے اپنے
گھوڑے پر سوار کردیا فوج مہابت جنگ کی متواتر آرہی تھی تھوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی
کے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان نے آگے بڑھکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد
جعفر خان بمجرد دیکھا سنے کے اپنی ہاتھی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جابیٹھا واہ رے قدرت یا تو کچہ دیر
مین جان کی خیر دشوار تھی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگے بموجب اس حکم جلیل خداوند
قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہی دیتا ہے ملک جسکو چاہے اور چھین لے ملک جس سے چاہے توقیر و عزت دے
جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے جسکو چاہے اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر چیز ہے اور وہی کل چیزون
پر قادر اور توانا ہے غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی مخبرون نے یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی اور
متعاقب صولت جنگ بھی پہونچا چچا کی ملازمت سے سرافراز ہوا مہابت جنگ نے آغوش پدری مین لیکر زیادہ
حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید
کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑھا کر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینے کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم
تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ و خیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج
واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ ہاٹی روانہ ہوئی جو لوگ باقر علیخان کی طرف
سے محافظ تھے اونمین سے جنہون نے خدمت کی تھی بامید عنایت کفایت برقرار رہے اور ایذا رسانون
نے بنظر تشدید راہ فرار لی مردم متعین نے اہل و عیال متقیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا
صولت جنگ اور حرم سرا کے واسطے جو خیمے نصب کیے گئے تھے لیجا کر اوتارا مہاجرت کشیدہ باہم
وصل مہابت جنگ کی ہوئی بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرور تھا مانند
ہاتھی گھوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کے اپنے پاس سے دیکر روانہ مرشد آباد
فرمایا تاکہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوص اپنی بیگم جان منتظر ماں
کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشد آباد ہوا اکثر اسباب اور فوج مہابت جنگ کی اوسکی
ہمراہ مرشد آباد روانہ ہوئی اور مہابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اور پانچ چھ ہزار سوار کے
جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر
مقرر کرکے وہان پر معین فرمایا بعد چند روز کے اثنائے راہ سے حسب التماس مصطفی خان کے شیخ محمد معصوم
پانی پتی کو جو سپہ سردار دیرینہ اور شجاعت و تہور ہی مین موصوف و مشہور تھا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور
کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوانحات کے ہمراہ رکھا بعدہ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

عیال اطفال صولت جنگ کی قلعہ بارہ بہاتی مین قید ہوئے اور صولت جنگ حضور مین مقید رہا۔
صولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تہی اور مہابت جنگ نے
شہر سے باہر خیمہ کیا تہا قصد تہا کہ عنقریب صولت جنگ کی مدد کو جاؤنگا ناگہان قید ہو جانے کی خبر آئی
اور ہرکارون سے بھی اوسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی مین توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی
حرکت بدون تحریک آصفجاہ کے نہین ہو سکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل سے ہوگا لہذا مشورہ ہونے لگا
صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تعشق رکہتی تہی اور مہابت جنگ اونکی رضامندی اپنی مان کی
برابر جانتا تہا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ صوبہ اوڑیسہ باقرعلیخان کو دیا جائے
اور اوسکے عوض مین صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقرعلیخان کی پیروی مین موجب
سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تہا اور مصطفی خان نے جو عمدہ سردار اور دولتخواہ مہابت جنگ تہا
راسے آقا کی پسند کی آخر الامر چند روز کے بعد سرانجام سامان فوج و سپاہ ہونے لگا۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب کٹک آنا صولت جنگ کی رہائی کیواسطے قبضہ باقرعلیخان سے

چونکہ یہ خیال تہا کہ باقرعلیخان کی شان وشوکت آصفجاہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے
ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تمہارے دوست وبہائی عزیز جو موجود ہون ملازم کرنا چاہیے اور جو لوگ
کہ چند روزہ راہ پر ہین ہون طلب کرکے رفیق بناؤ اسیطرح مصطفی خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر
کا حکم دیا اور شمشیر خان کو تین ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیواسطے اور عمر خان کو
تین ہزار کے لیے اور عطاء اللہ کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اللہ بیگ کو ہزار سوار اور میر جعفر خان
کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان وغیرہ نارنولیان کو
ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خان کو دو سو سوار اور بہادر علیخان داروغہ توپخانہ جلسی کو پانچ سو
سوار کیواسطے حکم دیا اور فتح راو حبشی اور چندن بہلیہ وغیرہ ہزاریون کو مع پچاس ہزار پیادہ تفنگچی
بہلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرض کیا
کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہہ دکہلاویگا ورنہ خیر شہامت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تقریباً دس
ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشدآباد مین چہوڑ کر ساعت سعید کو مع بیس ہزار سوار کے روانہ ہوا
اور آہستہ آہستہ مع توپ و توپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تہا تمام دم ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو شخص اول
صولت جنگ کے پاس پہونچکر اوسے رہا کریگا لاکہہ روپیہ انعام پاویگا اور اگر صاحب رسالہ ہوگا

اگرچہ نوجوان تہا مگر جنبان جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سے بخوبی
واقف تہا جب تسخیر مرشدآباد کو گیا تہا اوسکے حسن سلوک اور احسانون سے اکثر زمیدار صوبۂ عظیم آباد
کے مانند راجہ سندر سنگہ برہمن زمیدار پرگنات مگہہ اور زمیداران پرگنہ ترہوت سہاے جہان قوم
سٹ اور نومسلم تہے اوسوقت چارون بہائی نامدار خان و سردار خان و کامگار خان ونمست خان کی
رفاقت کی اور فرقہ سپاہ سے بہی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہو لیئے بعد فتح و ظفر کے جب واپس
آئے استدعا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو ہاتہی گہوڑے خلعت فاخرہ عطا فرماکر رخصت فرمایا اور
وہ لوگ اپنے وطن مالوف مین پہونچکر ہیبت جنگ کی ملازمین مین مقرر اور معتمد ہوئے درحقیقت ہیبت جنگ
کے خاندانیون مین جیسا کہ چاہیے حسن اخلاق اور سلوک بہت تہا اور پاس حقوق ایسا تہا کہ راقم نے
اپنے زمانہ مین کسیکو نہ دیکہا ہیبت جنگ کو والدہ مورخ سے سررشتہ رضاع تہا بدین وجہ کہ جد مادری
مورخ نے ہیبت جنگ کو صغیر سنی مین مبتنی اسے شفقت کبہی کبہی دودہ پلایا تہا بپاس سررشتہ مذکور
محبت برادرانہ مورخ سے ایسی کرتا تہا کہ برادران حقیقی بہی اوس مرتبہ نکرینگے ایتک ہیبت جنگ بکمال
جاہ و جلال باتفاق والد و عم و خال مورخ کے نہایت عدل و داد مین بسر کرتا تہا اگر ادنی ادنی اوسکے
بیٹون بہتیجون کے صفات و حالات تحریر ہون سررشتہ مورخی جاتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے —

صولت جنگ کا قید ہونا باقر علیخان کے ہاتہ سے اور مہابت جنگ کا رہا کرانا

جب مہابت جنگ بہادر مرشدآباد پہونچا اوسکا بہتیجا صولت جنگ جو اوڑیسہ کا صوبہ دار تہا لالچ مین آکر
چاہا کہ تنخواہ سپاہ مین تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشدآباد سے ہمراہ آئے تہے
قبول نہین کرتے تہے اور شہر کٹک وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اوڑیسہ کے رہنے والے تہے مکان کی نوکری سمجہکر
اوسیقدر مین راضی تہے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کے ملازم ہوگئے اور رفقا سے دیرینہ
برطرف ہوئے اور بعض دیگر سرداران مرشد قلیخان کے شہر کٹک مین سے نوکری صولت جنگ کے متعہد
تہے اور باقر علیخان کی تخم محبت اپنے دل مین بوتے تہے شاید کہ نام درویش جو صولت جنگ کی ہمراہ
دہلی مین ہم پیر تہے اسوقت مین دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بدسرشت تہا اور
صولت جنگ شرارت جوانی مین سرگران اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہر والون کو ضرر پہونچانے لگے حسین
و جمیل عورتون کو ہر ایک گہر سے بولا لئے اکثر سپاہ سے مرشد قلیخان کا بچا ہوا روپیہ جبر و تعدی سے وصول کیا
ایسی ایسے امور سے مردم شہر اسیقدر نالان و جان بلب ہوئے کہ صولت جنگ کے عدم وجود کی

حاجی محسن نام ہمراہ اس لڑائی مین تہا قضارا اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بہرا ہوا دریا
کنارے آمادہ روانگی تہا عملہ جہاز نے دریا کنارے ہجوم دیکہکر واسطے خبر لانے مرشد قلیخان اور
اپنے آقا حاجی محسن کے فلس یعنی پلسوئی جو اکثر کنارے پر آ جاتے کہ جہاز کے ہمراہ رہتی ہین بہیجا
حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دیکر کہا کہ کشتی کا اسوقت مین آنا موجب آبرو بخشی غیب سے ہے
مرشد قلیخان بلا تامل بہانہ سیر و تفریح مع باقر علیخان داماد اور حاجی محسن اور بعض خدمتیہ ضروری
کشتی کے توسل سے جہاز پر جا پہونچا بارے چہہ روز کے عرصہ مین خیلی بندر آ پہونچا لیکن تمام خاندان
اور زر و مال خطیر تہی جو کہ کٹک مین چہوڑ آیا تہا نہایت تشویش رکہتا تہا اوسنا باقر علیخان کو واسطے
خبر لانے اور نیز تدارک کرنے کی سباکاکول اور گنجام کی طرف جو کٹک سے نہایت نزدیک تہا بہیجا —
تقدیر کی کارسازیان دیکہی رتی پور خوردہ راجہ مالک تہخانہ جگرناتہ جو ہنود کے مشہور معابد سے ہے تہا
محبت مرشد قلیخان کی کرانباری سے جبکہ خان مذکور کی عزیمت بطور سرگذشت سنی محمد مراد
کو بہیجا اور اوسنے بیگم اور اوسکی لڑکی زوجہ باقر علی خان کو مع جمیع توابع اور لواحق اور خزاین
اور اسباب کے حدود کٹک سے اچہاپور مین جو سیکاکول اور گنجام کے تابع تہا پہونچایا اور بکرار
اور آرام ہر گونہ مقیم کرایا انور الدین خان وہانکا حاکم نے بہی بپاس معرفت سابقہ کی مہمانداری
لیکن اسی ضمن مین باقر علیخان آ پہونچا اور حفظ ناموس وننگ کی دیکہنے سے شکر گذار خدای برحق
ہوا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کٹک کے چندی مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال
وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور مین روانہ کیا سسر اور داماد نے دار الملک آصفجاہ مین پناہ لیجانا
غنیمت سمجہا مہابت جنگ نے کٹک پہونچکر چند روز قریب چالیس روز کی اقامت کی چونکہ ابتدای
عہد شجاع الدولہ سے اسطرف کے زمیندار و حکام بیگانہ تہا ہر ایک سے جیسا کہ چاہئے سلوک اور دلجوئی
سے پیش آیا اور اپنے برادر زادہ منجہلے ہمام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو وہانکا صوبہ دار
بنایا اور گوجر خان جماعہ دار کو مع سرداران رسالہ کے وہان معین فرمایا اور صولت جنگ کو
حکم دیا کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کرلے اور مہابت جنگ بعد بند و بست صوبہ اوڑیسہ کی
مرشد آباد کو جو عہد جعفر خان سے دار الحکومت صوبہ دار مقرر تہا معاودت فرما ہوا اور آرام و راحت دیتی حال
رعایا مع موافقت کی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیگر ناتیان خاندان مہابت جنگ کا
مع امرای دولت مرشد آباد مین بحضور مہابت جنگ حاضر ہوے اور باقیماندگان سرافراز خانی کو
شہامت جنگ نے زیر سایہ خود کرلیا اور نفیسہ بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو بعزت تمام اپنے گہر بلالیا

صوبہ اوڑلیسہ مرشد قلیخان سی لیا جاوے پس نہضت کٹک مصمم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ کا مرشد قلیخان پر اور صوبہ اوڑلیسہ اپنی بہتیجی مہام الدولہ صولت جنگ بہادر سعید احمد خان کو دینا

استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کر کے چاہا کہ مرشد قلیخان کی حقیقت دریافت کرے اس اثنا مین مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑانا اپنی طاقت سی زیادہ سمجھکر درخواست مصالحہ کی آقا محمد تقی سورتی کو برسم رسالت بہیجا مہابت جنگ نی بنظر حقوق سابقہ اور اپنے حسن اخلاق کے قبول کیا لیکن مرزا باقر خان اصفہانی نے جو ماں کے طرف سی علویہ صفویہ سی نسبت رکہتا تہا اور مرشد قلیخان کا داماد تہا سرداری بنگالہ کی طمع سے باوجودیکہ اسکے لائق نتہا معالحہ پر راضی نہوا اور اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کر کے متمرد ہو گیا مہابت جنگ نی اس امر سے مرشد قلیخان کو لکہا کہ مین کسیطور سے ایذا رسانی آپ کی نہین چاہتا لیکن قیام کرنا اس دیار کا طرفین کے موجب اعتبار نہین لہذا لازم ہے کہ اوسطرف سے دکن کو تشریف لیجائیے مرشد قلیخان نے جو کہ مردمآل اندیش تہا مقابلہ مہابت جنگ کا قرین صلاح نسمجہا چاہا کہ ترک عناد کرے مگر مرزا باقر نے اسقدر لڑائی کی تحریک کی جسکا بیان نہین ہو سکتا اور نیز اوسکی بی بی نے طعنہ اور تشنیع کرنا اپنی شوہر سی شروع کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ اگر نمانی تو شوہر کو ریاست سی خارج کر کے خزانہ وغیرہ مال دامادکے مفوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے چار ناچار نقض کرنے عہد اور آمادہ کارزار ہونے سی مہابت جنگ کو اطلاع دے۔ مہابت جنگ نے اطلاع پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشدآباد مین چہوڑ کر دس بارہ ہزار سوار سے اوائل ماہ شوال مین کٹک کو نہضت فرمائی۔ مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقا سے مجلس آراستہ کر کے اپنی تلوار رکہکر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے والا بندہ اپنی راہ لے عابد خان وغیرہ نے عہد و پیمان سے اسکی دلجمعی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران لشکر نے اونہکرا وسکی تلوار کمر سے لگادی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مع باقر علیخان کے کٹک سے برآمد ہوا اور بالیسر بندر سے گذر کر اوسکے رود خانہ کے قریب موضع بہلوار مین پہونچا اور ایک مقام شوار گذار مین جسکے اطراف مین ندیان اور جنگل گہرے ہوے تہے اور مخالف کا عبور وہان پر غیر ممکن تہا مقیم ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چہوٹی بڑی توپین لگادین ادہر مہابت جنگ بعد قطع راہ

عرض کیا کہ جو کچھ تقدیر میں ہونا تھا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطے اس بدنامی کا داغ مجھی نصیب ہوا لیکن اسوقت سے تا بہ زندگی کسی ادنی ملازم سرکار کی خدمتمین بے ادبی نہوگی امید ہی کہ قصور اس غلام پیر کے صفحہ خاطر سے محو یا فراموش فرمائے بادمینا بعد ازان دار الامارۃ مین آکر داخل ہوا (تتمہ) شجاع الدولہ مرحوم مین اگر مسند آرا ہوا نذرین مبارکباد کی گذرین اول تو بندگان خدا کو بسبب اس حرکت قبیح کی کہ آقاکشی کی مہابت جنگ سے نہایت نفرت ہوئی آخر کار اسکی غربا پروری اور اخلاق عام اور پاس حقوق خورد و کلان سے لوگون نے قبول کیا اور مہابت جنگ نے بھی اپنی قدرشناسی اور ترحم و عفو جرائم و پاس حقوق کو لگا ہا ہمت سے اسقدر اتحاد بڑہایا کہ جس سے زیادہ متصور نہین حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقازادہ تھا نہایت برائی کی مگر سرفراز خان کو ملکداری کی لیاقت کچھ بھی نتھی کچھ عجب نتھا کہ اگر اوسکے زمانہ دولت کو درازی ہوتی تمام صوبجات مین خرابی پیدا ہو جاتی مہابت جنگ ہی کا یہ کام تھا کہ حوادث عظیمہ کو فرو کیا جسکا بیان انشاء اللہ کیا جاویگا

تسلط پانا مہابت جنگ کا اور ارسال پیشکش مع ضبطی سرفراز خان وغیرہ

جب مہابت جنگ نے تسلط پایا اور خزاین و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کو جو کرورون پر پہونچی ضبط کیے حضور سے بخطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے سرفراز ہوا زین الدین احمد خان بہونے داماد کو جو عظیم آباد کی نیابت پر تھا اوسکو اصالتاً اوسی صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع ماہی و مراتب و پالکی جھالردار و نوبت و علم اوسکے سیلے طلب کیا اور بڑے داماد نوازش محمد خان کو جکلہ جہانگیر نگر اور فوجداری سلہٹ اور اسلام آباد چٹگانون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی بکر منصب ہفت ہزاری اور سراپے مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بہادر کی طلب کر کر دلا دیا اور تیسرے بہتیجی منجھلا سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد مین رنگپور کا فوجدار تھا مراتب مذکور مع خطاب صمصام الدولہ بہادر صولت جنگ کے دلوایا اور نیز صوبہ داری اوڑیسہ کی امید بعد انتزاع مرشد قلیخان کی دی — مرشد قلیخان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان کا بہنوئی تھا مرد سخن فہم شاعر تھا سرشار تخلص اور رستم جنگ بہادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ مہابت جنگ کا پوتا اور ہیبت جنگ کا پسر کلان تھا اور جسے مہابت جنگ نے فرزندی مین قبول کیا تھا سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر کا خطاب مع خدمت نوارہ جہانگیر نگر ڈہاکہ کی لی اور اوسکے

ابت جنگ کی فوج ہر اول نہایت کر و فر سے نمایان ہوئی محافظ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا
سامنا کرین مصطفی خان نے بانگ ماری کہ خبردار اگر کچہ حرکت کی سزا کو پہونچوگے اس صدا سے
ہیبت سے پیادہ بیحواس ہوگئے اور مردم مصطفی خان کے دروازہ کہولکر مستعد ایستادہ ہوئے فوج
ہلکر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جگت سیٹہہ کے خط پہونچنے کا عہد تہا اوسنے اوس روز خط نپایا
ر جگت سیٹہہ نے یوم روانگی کا حساب کرکے سمجہہ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تلیا سے گذر کر پانچ
یہ روز مین مرشد آباد پہنچا چاہتا ہی پس نہایت مضطرب سوار ہوکر سرفراز خان کے پاس
اور مہابت جنگ کا خط دکہلایا اور اوسکے پہنچنے کا حال راج محل کے قرب بیان کیا اور جو خط
مہابت جنگ نے سرفراز خان کو بہیجا تہا پیش کیا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ چونکہ میرے بہائی
خفت اور مذلت حد کو پہونچی فدوی بپاس ناموس و عزت کے لاعلاج ہوکر اس جاگہ تک آپہونچا
فراز بندگی اور فدویت کے کوئی غرض نہین امیدوار ہون کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علائق کے
خصت فرمائیے بمجرد اس اطلاع کی حیرت عظیم ہر ایک خورد و کلان کو لاحق ہوئی سرفراز خان نے
داران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بھی بلایا جب سب جمع ہوئے
ر ایک کو باریاب کرکے حاجی احمد کو تہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضاے وقت
ض کرکے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤن مہابت جنگ کے پاس جاکر اوسے واپس کرون بعضون
نے یہ تقریر حاجی احمد کی مکر و تزویر سمجہکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضون نے اوسکا کلام سچ جانا
خر اوسکی رخصت تذبذب مین رہی محمد غوث خان رفیق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان مخمور
شجاعت نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچہ حاصل نہین اور حاجی احمد کو قید کرنے
کے ارادہ سے فوج مہابت جنگ لڑائی کی باز نہین آتی ہی اگر رخصت کیا جاوے اور برخلاف وعدہ
میل کرے کیا ہوگا پس جب کہ مہابت جنگ سے آنیکو آمادہ ہوون حاجی احمد تنہا سے کیا سروکار مہابت جنگ
حاجی احمد کے ہونے نہونے سے کچہ کم و بیش نہین ہوتی یہانا اسکا موثر ہوگیا سرفراز خان نے حاجی احمد
کو رخصت دی اور وہ اپنے بہائی کے پاس گیا اور بوسیلہ عرض کیا کہ محمد علی وردیخان بجان و دل
مطیع و فرمان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے وہ خود حاضر حضور
ہوکر اظہار اطاعت کرے گا اگر احیانا برخلاف التماس فدوی کے نمک حرامون کی ورغلانے سے برآمد ہوئے
تو خوف ہی کہ بنابر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا اور عقبیٰ کی روسیاہی کا موجب ہو چونکہ محض
حاجی احمد کے لکہنے پر اعتماد تہا اس امر مین چند راے لی گئین آخر کو برآمد ہونے کی راے ٹھہری

تھی حاجی احمد سے لیکر میر مرتضی کی سپرد کی اور چاہا کہ راج محل کی فوجداری عطاء اللہ خان سے لیکر اپنے
داماد حسن محمد خان کو دی حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنون کے طرف سے متوہم ہو کر مہابت جنگ
کو ایک کی عوض دس لکھکر بھیجا کرتا تھا اور سرفراز خان کو دولتخواہی ظاہری دکھلا کر سرطرفی سپاہ کی اشتعالک
کی اور سنے کسیقدر باوجود عدم اعتماد کی پذیرا کیا اس عرصہ مین کہ زین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور
سعید احمد خان رنگپور سے حضور علاء الدولہ مین حاضر ہوے منوچہر خان نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی
کہ حاجی مذکور کو مع دونو لڑکون مذکورہ بالا کے محبوس کرے علاء الدولہ نے یہ امر نامنظور کر کے حاجی احمد
سے ظاہر کر دیا اور اپنی دانست مین اسکا اظہار موجب صفائی اتحاد سمجھا انہین حالات سے عطاء اللہ خان
کی لڑکی کو جو کہ حاجی احمد کے بھانجے اور سراج الدولہ نواسہ مہابت جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تھا منسوب
تھی چاہا کہ فسخ عقد سابقہ ہو کر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ چاہتا تھا
اور جو سپاہ کہ مدتون اور حضور پدر سے متعینہ ہمراہی مہابت جنگ تھی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا
جب اونہون نے آنیمین کسیقدر تعلل کیا ارادہ استرداد مانند اوس عطا کے جو شجاع الدولہ نے اونہین
عطا فرمایا تھا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو منفعل بلکہ مع کچہ اور بھی گڑہ گڑہا کر لکھا اور سعید احمد خان
نے بھی موید ہو کر اپنے چچا مہابت جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالا سے مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسے سلوک
کرنے کے امیدوار وفاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بھائیون اور لڑکون سے تھا بموجب اس مصرع
کے سنہ زہی تصور باطل زہی خیال محال ÷ مہابت جنگ نے جب اس خبر کی تصدیق و تحقیق پائی درنگ
کرنیمین اپنے مضرت دیکھی موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آشنائے دیرینہ اور تقرب حضور مین
نہایت درجہ تھا لکھا اور عیاری سے درپردہ یہ اقرار کیا کہ اگر تینون صوبون کی سند عنایت ہووی ایک کرور روپیہ
پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور مین پہونچاوے اور نیز یہ کہ شقہ بادشاہی اس حکم
مین کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتھ سے صوبجات نکال لینے کا اقرار کرے فقط یہ تدبیر کر کے خود تیاری
فوج مین آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمیداران بھوج پوریہ کے جو صوبہ عظیم آباد مین نہایت متمرد و سرکش
مشہور تھے تادیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہرداری کر کے دفع الوقت کرتا تھا تا آنکہ دس مہینے
نادر شاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایکسال وفات پدر سے گذرے اور حسب خواہش شقہ بادشاہی
پاس مہابت جنگ کے صادر ہوا مہابت جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی
اور اس ہوشیاری سے مرشدآباد کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نجانے پاوے اور کسی اپنے
معتمد کو مع خط جگت سیٹھ فتح چند کے نام بھیجا کہ فلانے تاریخ کو کوچ کرے اور اوسے سمجھا دیا کہ فلان

ر حلت برہان الملک سے کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اور اس شخص سے نے بڑا اقتدار
۔ زکریا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان مین زیر حمایت نادری بے خوف رہا اوسکا چھوٹا لڑکا
چندان دلیر و بیباک تھا نور محمد خان لٹی کی تادیب مین شاہنواز خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور
پنجاب مین اپنے علاقہ کا انتظام مین مصروف رہا۔

ت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جگر اوسکا مہابت جنگ نائب صوبہ عظیم آباد کا علاء الدولہ
راز خان پسر شجاع الدولہ سے اور مہابت جنگ کو حاصل ہونا فرمان سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ
موتمن الدولہ اسحاق خان کی توسل سے

ع الدولہ کہ صوبہ دار بنگالہ تھا جب کہ شاہجہان آباد مین نادر شاہ آیا تھا اجل طبعی مین جان بحق
اسکے محامد کی بیان مین زبان قاصر ہی کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نہتھا جسکے ساتھ مراعات شایستہ
ہوں مرتے وقت سوار و پیادہ و عہدہ وغیرہ زادہ اور خدمہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو تقصیرات
اسکے ایام دولت مین جو کسیقدر اوسکی خدمت مین بھی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی
ایا بر ہا پنور کی چھیان وغیرہ جو اسکا مولد تھا وظیفہ سالیانہ پاتی تھین عدالت ایسی کرتا تھا کہ لڑکی بھی
داری کا روا دار نتھا باز و کبوتر ایک آشیانہ مین آبدانہ کرتے تھے ہوشیاری اور انتظام اور خبرداری
نوبت تھی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تھا اور کسیقدر اوسکی لیاقت جیسی پائی ہوتی اس شخص کو اوسکے
خبر کی اطلاع فوراً ہوجاتی اور جسوقت وہ شہر مرشدآباد مین پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا
ہ شخص اس ملک مین کسی ارکان دولت سے توسل رکھتا ہی یا نہین اگر متوسل کسیکا ہوا اور کسیقدر
سکا ذکر حضور مین کیا اسپنے مجلس مین بلاکر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتھے روز
پنے محفل مین اوسکا ذکر کرکے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعرف نہین رکھتا ورنہ ضرور تم لوگون مین
سکا ذکر ہوتا اگر اس پر بھی کسی نے دم نمارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بروقت ادہر آنے کے ہماری حج
فات کیجیو اور اوسکی وجہ معاش اور مقدار و مصارف وغیرہ کی خبر بھی مخبرون سے لگاتار رہتا اوسکے
زمون کی مجال نتھی کہ کوئی دروغ امر اظہار کرین اس ہند مین یہ رسم لغو ہی کہ جو شخص کسی ارئیس
مراو بادشاہ کے دربار مین کسی چیز یا دوسرے وسیلہ سے کچھ انعام حاصل کرے اوسکی عملہ وغیرہ
س شخص سے خواہان رشوت بطور انعام کے ہوتی ہین شجاع الدولہ کے نوکرون خصوص انفار اور
[illegible]

اور تمام امیران نادر کو خلعت عطا ہوئے اور بتاریخ ملکداری کرکے ساتوین تاریخ ماہ صفر کو ۱۱۵۲ ہجری تبریز معاودت فرما ہوا۔

بعد جانے نادر شاہ کے واقعات ہند کا بیان ہوتا ہے

جب نادر شاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے عمدۃ الملک و موتمن الدولہ اسحق خان بہادر تازہ وارد کے جو نسبت کارگذاری جنگ کرنال کے نصرت یاب ہوا تھا سرگرم کار سلطنت ہوا اور روز جمعہ بستم ماہ صفر سنہ مذکور کو امیر خان عمدۃ الملک کے خطاب اور بخشی گری سوم میں سرفراز ہوا اور دیوانی خالصہ اور خطاب موتمن الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم اللہ خان کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ - ماہ مذکور کو میر توزکی کی خدمت مرتضی خان کو اور قراول بیگی نعمت اللہ خان کو عنایت ہوئی اور دوشنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شش پارچہ کے ہادی علی خان برادر عمدۃ الملک کو اور احدیونکی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو مرحمت ہوئی اور داروغگی گرزداروں کی عظیم اللہ خان کو اور داروغگی توپ خانہ کی تربیت خان کو اور بخشی گری [illegible] شاہیان کی عمدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئین روز پنجشنبہ ہفتم شعبان مذکور کو ماہی و مراتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ [illegible] ماہ مذکور کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا۔ محمد شاہ کو ابتدا سے بدطینتی تورانیون کی ساتہ تھی اب اس سانحہ نادر شاہی کے ظہور سے اور بھی زیادہ بڑہ گئی اب نادری تقویت پر آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی تذلیل کا قصد کیا عمدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سے مشورہ طلب کیا کرتا تھا۔ عمدۃ الملک نے جو کہ مرد صاحب جرات و فطنت تھا بادشاہ کی ولایت کرکے اوسکی عزل پر اعتماد الدولہ کو وزارت سے اور دلیر کر دیا خلوت مین عرض کیا کہ اگر سایہ الطاف جہاں پناہ ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سرانجام ہوگا چونکہ بادشاہ اسکی عقل و دانش پر اعتماد رکھتا تھا ارادہ عزل قمر الدین خان کا وزارت سے مصمم کیا بروقت معاودت آصفجاہ کے پیش نہاد خاطر کیا ایک برس چند مہینے کے بعد آصفجاہ تجدید بند و بست دکن کیواسطے کہ باعث آنے نادر شاہ و ظہور فساد شاہجہان آباد کا ناصر جنگ خلف آصفجاہ نایب اوسکی تھا محمد شاہ سے رخصت ہوا اور اپنے بڑے لڑکے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تھا نیابت امیر الامرائی کی خلعت حضور سے دلائی اور خود عازم دکن ہوا اور کوچ کرکے داخل خیمہ ہوا ادہر بادشاہ نے مخفی قلمدان وزارت عمدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تھا کہ جب آصفجاہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کرے

جانب غنیم و طلا سنے لگا اسوقت اس طوفانکی طغیانی سے آتش انتظار برہان الملک بہی بجہہ گئی —

برہان الملک کا لشکر محمد شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجانی کی خبر بادشاہ اور امیر الامرا کو معلوم ہوئی روز سہ شنبہ پانزدہم ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو خاندوران لشکر سے نیم کوس پر استقبال کو گیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملازمت شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیر الامرا کی خیمہ زن ہو برہان الملک وہان پہونچکر انتظار لشکر اور بنگاہ کرتا تہا ناگہان خبر آئی کہ بعضے نادر شاہیون نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطر ہو کر امیر الامرا کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج و اسباب کی حمایت کو جاتا ہے یہ کہکر حرکت کی صمصام الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفجاہ سے کہلا بہیجا آصفجاہ نے جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے باقی رہگئی ہے اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہین ہوا لڑائی کی صلاح نہین اوسے حکم دیجئے کہ شتابی نہ کرے صبح کو ہیئت مجموعی دشمن پر حملہ ہوگا محمد شاہ نے بہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بہیجا صمصام الدولہ نے آصفجاہ کی سہل انکاری پر خیال کر کے کہلا بہیجا کہ اب برہان الملک دور نکل گیا کچہ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بہی اویزش ہوگئی ہو ایسے جان نثار مستعد مرد جرار کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہے اور رکو لی جاے یا نجاسے بندہ اوسکی کمک پر روانہ ہوتا ہے یہ کہکر ہاتہی پر سوار ہوکر مع ہمراہیان اور توپخانہ موجود جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پیشتر ان رہا تہا کہ برہان الملک کی پاس جا پہونچا برابر آدہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹہرا نادر شاہ نے لشکر کی دو حصے کیئے بعضے کو اپنے ہمراہ رکہکر ان کے مقابلہ پر بہیجا اور لشکر سواری کے تین حصے کر کے ایک اپنے ہمراہ لیا اور دو حصے دونو امرا کی جنگ کو روانہ کئے قزلباش امیر الامرا کے سر پر جا پہونچے دو گہڑی مین تمام لشکر برہان الملک اور صمصام الدولہ کا بہڑ گیا اور ہمراہیان امیر الامرا مین اکثر نامور مانند اوسکے بہائی مظفر خان کی سے مارے گئے اور تین سے بڑا لڑکا صمصام الدولہ کا اور علی حامد خان اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا عاقل بیگ کمل پوش مع اپنے رفقا کی اور میر کلو بیسر میر مشرف اور رتن چند خلف راے خوشحال چند پیشکار میر بخشی وغیرہ تہے اور امیر الامرا مجروح مع چند رفقاے باقیماندہ کی تلوار میدان رزم سے لوٹکر سر شام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی خوبی دیکہیے قبل اسکے دیکہنے کے خیمہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہوگیا تہا جب یہ پہونچا کوئی جگہہ نتہی کہ اسکی لاش پہنچا ن استراحت پذیر ہو آخر کہین سے چپوترہ لا کر استادہ کیا اور امیر الامرا نے وہین شب بسر کی اعتماد الدولہ و آصف جاہ و خواجہ سرایان محلی بادشاہ پرسش اور عیادت کو آئے اور نہایت

ـــکے کوتوال کابل کو پیغام دیا کہ ہمین محمد شاہ کی ملک سی کام نہین لیکن جو اسطرف پٹھانون کا مسکن
ہے اور کسیقدر مفرور بھی ادہر آملے ہین پس غرض اونکی سزا سے ہی لہذا چاہئیکہ سب اس ہوکر رسم
مہمانداری بجالائیے اور خود کنار شہر کابل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیون نے نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار
ہوئے قزلباشون کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین بموجب حملہ ہونے کے امان خواہ ہوئے اور پناہ
پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کردیا اوس سرزمین مین جہان جہان قوم افغان فراہم ہوئے تھے
تیغ نادری جانفشان ہوئے ـــ نادر شاہ محمد خان ایلچی کی زیادہ توقف سی نہایت آزردہ ہوا چند نفر
کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہوتے ہوئے شاہجہان آباد آئے
ایلچی نے انکی بات نہ سنی اور جسنے سنی اوسنے کچھ نہ سمجھا معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جسوقت کابلیان
مذکور کے زبان سی دوسرے مسافر باشعور جو اوسطرف سی آتا تھا اور کوئی اخبار اور پیغام نادر شاہ
کا سنکر امیر الامرا تک پہونچاتا تھا خاندوران کچھ ملتفت نہوکر بطور استہزا کہتا تھا کہ یہان کی آدمیونکی
کو بھی اوسنے ہین کہ مغل اور قزلباش کو دیکھتے ہین اور اوسکے مصاحبین اور رفقا کو ـــ کابلیون
کو بھیجا اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کا قریب سمجھا تھا اور نادر شاہی ایلچی کو فرستادہ زکریا خان تورانی جو کہ
اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا پرنہ تھا جانتا تھا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے استہزا مین ٹالتا
جب کہ امیر الامرا کی یہ فہمید تھی جسکے اختیار مین کل پیغام سلطنت تھی تب اورون کا خدا حافظ غور سے
دیکھو ای صاحبان بنائی خیر نادر شاہ نے پھر کابل سی کسی لشکری کو مع دس سوار کی سفارت مین بھیجا جب
جلال آباد پہونچکر فرود آئے جماعۂ حرامیون نے گھر کو گھیر لیا اول ہتھیار رکھائے اور آخر کو دس آدمی مار
ڈالے ایک نے بھاگ کر یہ ماجرا اظہار دیا کابل مین سات مہینے نادر شاہ مقیم رہا جب اپنی دس سوار
کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہوکر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر مین پہونچکر قتل عام کیا
خلق کثیر رائیگان ہوئی ایک غریب وعجیب امر یہ کہ جنہون نے اون دس نفر ہمراہیان سفیر کو مارا تھا
اونکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہوکر ارادہ تھا کہ ارسال ہو مگر قتل عام جلال آباد
کے باعث توقف ہوا جس روز سی کہ ہندوستان مین ورود نادر شاہ کی خبر کابل مین پہونچی تھی خاندوران
اور نظام الملک اوسکی لڑائی پر ناحرد ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم تھے اور آوازہ عزیمت کابل مشتہر کرتی تھی اور اسکو
سمجھا تھا کہ ہمارا آوازہ عزم سنکر نادر شاہ جلال آباد سی پیٹھا ورکو چلا جاوے ـــ

لڑنا ناصر خان کا نادر شاہ سی اور مغلوب ہونا اور نادر شاہ کا لاہور آنا اور زکریا خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کی فیما بین کے معاملہ

ناصر خان حاکم صوبۂ کابل مع فوج موجودہ سدراہ ہو بیٹھا اور بہت سی افاغنہ کو فراہم کرکے مسالک دشوار گذار کو

صمصام الدولہ نے اوسکا بہیجنا بیوجہ جانکر مسدود کیا اور راوسکی راہتون کی خبر اور دردناہے گذارہ کی
کیفیت سے نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامرا کو پروا ہوتی اس سبب سے محافظ راہ سے برخاستہ ہوے
سستی کار سلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسیکو خوف جزا پرخاش سزا نرہا ہر مخفر
اپنا من مانا قول و فعل کرنے لگا راہ سے جو جاہتا آتا جاتا بادشاہ و امرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تدارک
تہا کہ کیون خبر رسانی نہین ہوتی عجایب واقعات سے یہ ہی کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقاً
سلاطین ہند سے کسی مقدمہ مین رجوع نہین رہا اور بابر بادشاہ اور اوسکا لڑکا ہمایون جو مورد الطاف
خاقان صفویہ ہوے ظاہر اور انکار نہ او دہر سے بلاغرض استحکام رسم صوری کی سب لیے سلسلہ ارسال
رسل ورسایل مصمم تہی و نوبت متحرک تہا اور ادہر سے نسبت فقدان ادمیت کی یہ سلوک مبذول نہوتی
تھے چنانچہ باوجود ظاہر نہونے حوادثات کے ملک ایران مین اور متسلط ہونے شاہ طہماسپ ثانی کے
تخت موروثی پر بعد تنبیہ مفسدان کے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہرگز رسم پرسش اور تہنیت کی یاد نہ آئی
بلکہ پیر دلیس افغان سے لطف آشنائی خرچ ہوا اور اوسکی لڑکی حسین کے ساتہ بھی اواخر مین
جھک قدر مار پر ضابطہ ہوا تہا باوجودیکہ ملتان پر چڑہکر موجب غارتگری ہوا خط بہیجوایا گیا ہے اور شاہ
طہماسپ نے بلاغرض باوجود مسافت دور کے بعد فتح اصفہان اور استیصال افغان کی کسی امیر کو
ہندوستان بہیجا اور اوس ایام کا سارا وقایع لکہا اور یہ بہی خط مین اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان
بقیۃ السیف یہان سے فرار ہوے ہاین بجز ہندوستان کی کوئی ٹہاون انکا نہین اگر وہان آئین
راہ نپایئن - اسکا جواب چند روز کی بعد محمد شاہ نے سخنان مضرع سے لکہکر ایلچی کو مرخص فرمایا اور
جب شاہزادہ عباس مرزا بجاے پدر تخت نشین ہوا ایک ایلچی ہند کو آیا اوس خط مین بہی ایسے
ہی کلمات درج تہے اوسے بہی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تخت نشین ایران ہوا کسی معتمد
قزلباش کو برہان الملک کے پاس جو اعظم امرا تہا بہیجا اور اوسکے اور پیر محمد شاہ کے نام خطوط
لکہے تہے فرستادہ مذکور کو بعد پہونچنے ملک ہندوستان کے چورون نے غارت کیا اوسنے
ہزارون خوشامد سے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہونچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نپائی -
محمد شاہ اور امراے ہند ایلچی ایران کے بار بار آنی اور حسین افغان کے بادشاہ ہوتی اور قلعہ قندہار
کی ضبطی اور صوبہ ملتان کی چڑہائی سے مشوش ہوکر آصفجاہ کو اوسکے صوبہ مین نجانے دیا حضور مین رکہا
تاکہ بروقت ضرورت بموجب اوسکے صلاح دید کی تعمیل ہو یہ آصفجاہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم
روزگار چشیدہ تجربہ کار مرد ہوشیار محمد اورنگ زیب کی عمدہ اقرباون سے تہا جب نادر شاہ نے

فوج یار ہو کر جاونگا پس سارا سامان ضروری فراہم کرکے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعدا سے اور جلوریز پہنچنا ان بد ذاتوں کا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرأت اور تہوری اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شرمندہ ہو کر چاہا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہو کر بدنام کرے لہذا شتر سوار انکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بھیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتی ہین تا ہمارے پہونچنے تک توقف کرو تا کہ ہم تم باتفاق ہمدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کی متوقف ہو گیا تین چار روز کی بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تہا اور امراے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تہا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کی دار الخلافت سے تیس کوس پر صوبہ اجمیر کی راہ پر تہا اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کی کسیطرف مامور تہا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہو چکین اس عرصہ مین چہ سات روز کی دلجمعی غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھکر اوسہ روز اسہ شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو باجی راو سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد مین پہونچکر شاہجہان آباد کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوے تہے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور دوپہر کی قریب قصبۂ بالم کو تاراج کیا کالکا کے بہاگے ہوے لوگ شہر مین جا کر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر اگر دی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید وبیم پیدا ہوا بادشاہ نے عجایب سپاہ امرا اور آراکین جانفر کو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بخمل اور میر حسن خان کوکلتاش اور منور خان برادر روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی سراے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہہ مناسب متصل شہر کی دیکہکر صفین آراستہ کرکے روبروے غنیم استادہ ہوے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جرأت بے تجربہ اونکی عقل رکہتی تہی قدم بیشتر کو بڑہایا ہرچند عمدۃ الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تہا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی خصوص ایسے وقت مین پیش رفت مناسب نہین یکجائی خوب ہی مگر ان دونون مغرورون بے شعورون

فوج پار ہو کر جاونگا پس سارا سامان ضروری فراہم کرکے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعدا سے اور جلوریز پہچنا ان بد ذاتونکا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرأت اور تہوری اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی اُسکو رشک ہوا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہو کر بدنام کرے لہذا شتر سوارونکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بھیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتے ہین تا ہمارے پہونچنے کے توقف کرو تا کہ ہم تم باتفاق ہمدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہوون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بمجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کے متوقف ہو گیا تین چار روز کے بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تھا اور امراے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تھا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کے دار الخلافت سے تیس کوس پر صوبہ اجمیر کی راہ پر تھا۔ اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کے کسیطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہو چکین اس عرصہ مین چھ سات روز کی دوڑ اسے غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھکر اوسکے کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوے تھے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور دوپہر کے قریب قصبۂ بالم کو تاراج کیا کالکا کے بھاگے ہوے لوگ شہر مین جا کر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر اگر دی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید و بیم پیدا ہوا بادشاہ نے عجایب سپاہ امرا اور آراکین حاضر کو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بخت مل اور میر حسن خان کوکلتاش اور روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی کے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہ مناسب متصل شہر کو دیکھکر صفین آراستہ کرکے روبرو ایستادہ ہوے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جرأت بے تجربہ اونکی عقل رکھتی تھی بیشتر کو بڑھایا ہرچند عمدة الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تھا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی خصوص وقت مین پیش دستی مناسب نہین یکجائی خوب ہے مگر ان دونون مغرور ولنا [illegible]

پرجہورا اور جہانگیر نگر ڈہاکہ پر مرشد قلیخان بہادر رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور رنگا پور کی فوجداری سعید احمد خان اپنے بہتیجے کو جو مہابت جنگ پسر حاجی احمد تہادی اور زین الدین احمد خان چہوٹے بہتیجے کو اکبر نگر راج محل کی فوجداری اور جنگی فوج کی نوازش محمد خان بہتیجے اور داماد کلان مہابت جنگ کو تفویض کی اور کل امور ملکی و مالی مین محمد علے وردیخان اور حاجی احمد اور رائے رایان عالم چند او جگت سیٹھ فتح چند صاحب بمشورہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تاآنکہ فخر الدولہ تغیر ہوا صوبہ عظیم آباد بہی ضمیمہ صوبہ بنگالہ ہوگیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی سند شجاع الدولہ کے نام صادر فرمائی

صوبہ بنگالہ مین عظیم آباد کا ملنا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کی نام ہونا اور شروع دولت اقبال

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز مین دولتخواہون سے مشورہ طلب کیا چند نفر کا گذر ہوا شجاع الدولہ نے کسیکو لائق نہ دیکہا چاہا کہ اپنے دونون لڑکون مین سے کسیکو وہاں کی نیابت پر مقرر کرے مگر سرفراز خان کی ماں زوجہ شجاع الدولہ نے جدائی گوارا نکی اور نیز محمد تقی کی جہاں جرئت لی بہی جسکو بیگانہ سمجہتے تھے روادار نہو ئی آخر الامر شجاع الدولہ کی رائے ہوئی کہ اوس ملک زرطلب کو صوبہ اودہ اور الہ آباد اور برار اور اورنگ آباد سے ملحق کرکے اوسکا سوال جواب اور اوسکا بند و بست کرنا بہتر محمد علی وردیخان سے دوسرے سے ممکن نہین اور دولتخواہان بیغرض نے بہی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع اضافہ منصب پنجہزاری اور خطاب مہابت جنگی اور بہادری اور عطائے پالکی جہالردار اور علم و نقارہ کے محمد علی وردیخان کے واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور مین التماس کیا کہ بتدریج عنایت ہوا اور امیر الامرا کو بہی لکہا شجاع الدولہ نے اظہار احسان کیواسطے خان مذکور کو حرم سرا مین بلاکر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت اپنی طرف سے دیا اور اپنی فوج ملازم سے کسیقدر ہمراہ کردیا چند روز قبل اس عروج کے حسب مہابت جنگ کی لڑکے سے جو زین الدین احمد خان کو بیاہی تہی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لاولد تہا اس لڑکے کو اپنی ولدیت مین قبول کرکے پرورش کرتا تہا اب کہ اس دولت کو پہونچا اوسکا یمن قدم سمجہکر زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونون داماد ون کو مع دیگر بعض اقربا کی ہمراہ لیکر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا ایکسال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا بعدہ اپنے صوبہ کو چلا گیا انہیں دنون مین سابق منصب پنجہزاری مع پالکی جہالردار و نقارہ و علم وغیرہ کے جسکے درخواست شجاع الدولہ نے کی تہی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد ہوشیار تجربہ کار تہا شروع انتظام کرکے آراستگی فوج اور تالیف قلوب رعایا اور سپاہ اور تادیب مفسدین متمردین مین مشغول ہوا تہوڑے سے زمانے مین عمدہ سامان سروری پیدا کرلیا جسکی طرف سے ذرا بہی تمرد پایا فوراً تادیب کرنا شروع کی عبدالکریم خان

عدلت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے موصوف تھا وجعفر خان برخلاف اوصاف اسکی شجاع الدولہ
بی بی زیب النسا بیگم مع اپنے لڑکے علاء الدولہ سرفراز خان بہادر حیدر جنگ کے باوجودیکہ شایستہ اور حمیدہ اطوار
تھی براہ اطاعت پدر یا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بہی رغبت تھی اپنے باپ کے گہر مین رہا
کرتی تھی شہر مرشد آباد مین جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق مین اسکا نام مرشد قلیخان تھا مقیم تھی چونکہ
محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ کی مان بہی قوم افشار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مہابت جنگ
مع اپنے باپ مرزا محمد اور اوسکے بہائی حاجی احمد کے اعظم شاہ مغفور کی رفاقت مین تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی
کی بدولت افلاس مین اسیر ہوا عہد محمد شاہ کے اوائل لیکن اول مہابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے
پاس آیا اوسنے مرزا محمد کا آنا غنیمت جانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا رفیق بنایا اس خبر سے مہابت جنگ
مرزا محمد علی بہی بنگالہ اور اوڑیسہ کا عازم ہوا نہایت صعوبت مفلسی سے شجاع الدولہ کی خدمت مین گیا یہ شخص
نہایت ہوشیار مزاج شناس آداب دان شجاع دلاور تھا شجاع الدولہ نے اسکا پہونچنا مددگاری اقبال سے
سمجھا رفاقت مین رکہا اب روز بروز ترقی پائی اور ترقی پاتا ہوا مدارج علیا پر پہونچا جب شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کو
ہمدگر کمال درجہ کے اتحاد ہوے اپنے بہائی حاجی احمد کو مع متعلقان وعیال و اطفال کے بلا لیا دونون بہائی
شجاع الدولہ کے ترقی دولت مین مصروف ہوئے بندوبست صوبہ اوڑیسہ کا نہایت توقیر سے کیا مرزا محمد علی
جو جوہر شجاعت اور کاردانی سے نہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بہائی اور دیگر رفقاے شجاع الدولہ سے زیادہ
نام آور ہوا شجاع الدولہ نے اسکے لائق منصب اور خطاب محمد علی وردیخان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان
شجاع الدولہ سے کسیقدر سرگردان تھا چاہا کہ علاء الدولہ کو جو اوسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظامت اور دیوانی صوبہ
بنگالہ کی ہی اس مقدمہ مین اپنے وکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہو کر محمد علی وردیخان
اور حاجی احمد سے مصلح ہوا اونہون نے تدبیر مناسب وقت تجویز کر کے اپنی تجویز سے چند نفر زبان آور ہوشیار
حضور کی وکالت مین بہیجے اور عرائض کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے بانداز عجیب و لطافت غریب
تحریر فرمائے اوسمین یہ استدعا کی کہ سند صوبہ بنگالہ و اوڑیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کی عنایت
ہوا اور مردم معتمد فرقہ سپاہ رفقاے دیرینہ شجاع الدولہ کو ظاہر مین برطرف کرا کر رخصت کیا کہ مرشد آباد جا کر
مشرق دار الامارہ کے نزدیک منتظر خبر ورود شجاع الدولہ کے رہین چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ
اندیشہ تھا کہ کٹک سے مرشد آباد کا انسداد راہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے کشتیان مہیا کرکے
بہت سے ملاح بہی ملازم رکہے تاکہ جسوقت جعفر خان کی نہضت کی خبر دریافت ہو فورا روانہ مرشد آباد
ہو جاوین اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹہائی تہی تاکہ جسوقت اسناد صوبہ داری صادر ہو

استغاثہ کو اوسکی لاش بہی کہین پڑی رہی ایک دن نہوئی خدا معلوم کیا سبب ہوا سستی ایمان یا کسی کی طرفداری ہوئی جو کسی نے اولکا مدارک اور داد رسی نا چار اونہون نے ہجوم کرکے مانع نماز جمعہ ہوئے قاضی کو بہی خفت دی دوسرے جمعہ کو بہی وہی حال ہوا لہذا قمر الدین خان وزیر اور روشن الدولہ نماز جمعہ کو مع اپنی جمعیت کے سوار ہوئے مستغیثان دل سوختہ نے فریاد مچائی اور ایسی جسارت کی کہ روشن الدولہ مع اپنے رفیقون کے جماعت مین شامل ہوگیا فریادیون دل سوختہ نے اول نفرین وملامت بہت کی اور غیرت و حمیت دین دکہلائی امرائے مذکورہ کو کچہ خیال نہوا یہانتک کہ مستغیثان مذکور نے روشن الدولہ اور ہمراہیون اوسکی کو زیر پاپوش کاری وکلوخ اندازی رکہہ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے اندک پای استقامت جمایا اور زبان بے دستہ سر کرائے اوسکے تخویف سے ہوا ئیون کی ہمت گہٹی کسیقدر ہوا فرو ہوئی اندکی ہیبت وہم اور اندکی تالیف اور تسلی فرمائی بلوہ کی آتش مشتعل بجہائی لیکن اس ہنگامہ مین اکثرون کی عزت خاک مین ملگئی اس سال مین شوال کے آخر سے تمام ذیقعدہ تک ہوا متعفن ہوگئی سکان شاہجہان آباد تپ کے عارضہ سے کانپ اوٹہے ایسی حالت ہوئی کہ بازار و دکان خالی تختہ بند ہوگئین رونق شہر کی جاتی رہی لوگ کہتے تہے کہ کبہی ایسی گرم بازاری اس بیماری کی نہین ہوئی تہی کہتے ہین کہ شروع اس عارضہ کا پٹنہ آلہ آباد و اکبر آباد سے ہوا آخر کار دہلی اور شاہجہان آباد سے پانی پت او سہرند اور لاہور مین جا پہونچے الحمد للہ کہ آغاز بد کا انجام بالخیر ہوا ہر ایک نے شفا پائی مگر کسیقدر جنکی اجل ہو چکی تہی کچہ عرصہ نرہا تہا جان فشان ہوئے ۱۱۴۲ ہجری مین واقع ماہ رجب پنجشنبہ او رجمعہ اور سنیچر اور اتوار کی راتون کو جاڑے کی وہ شدت ہوئی کہ شاہجہان آباد اور دہلی کہنہ مین جسجگہ گہڑے وغیرہ مین پانی رکہا تہا برف کی صورت یخ بستہ ہوا اور آسمان سے بہی کوٹہون او مکانون پر برف گری

بادشاہ کی عزیمت اعز آباد اور بیروتہہ کیطرف بطریق سیر وشکار اور وہان سے دریای جمن کے پار ہونا مرہٹہ کی تنبیہ کو روز سہ شنبہ پانچوین رجب ۱۱۴۵ ہجری کو وقت طلوع آفتاب محمد شاہ بادشاہ بطالع سعدی قلعہ دار الخلافت شاہجہان آباد سے سیر وشکار کے لیے طرف اعز آباد و بیروتہہ کے کوچ فرمایا ہوا ایک مہینے کے قریب بیچ سون پت اور بیروتہہ کی مع اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ وغیرہ امرا کی سکار مین مشغول ہا بعد ازان باغ تالکٹورہ مین مقیم ہوکر چند روز سیر وشکار مین گذارے اور دریائے جمن کے پار ہوکر فرح بخش مین بارہ روز قیام فرمایا مرہٹونکی شورش اکبر آباد کی گرد و نواح تہی گوشمال کی ارادہ سے ایکدو منزل کوچ کرکے بکنار دریاچہ ہنڈل بقریب سرای ہنکیل مین خیمہ کیا سات آٹہہ مقام ہوئی جب دس گروہ کی نکلجانی کی خبر ملی حدود مذکور سے تلپٹ کے نزدیک فریدآباد آکر شوال کے مہینے مین اوسی سالکو داخل دار الخلافہ ہوا

صمصام الدولہ مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ پر جانا

۱۷ رمضان ۱۱۴۶ ہجری روز یکشنبہ کو ساڑہے تین گہڑی دن نکلے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ نے خلعت پایا اور تنبیہ مرہٹہ کی نیت رخصت ہوا اوسیوقت بارہ پلہ کی نزدیک جیوندا اس کی باغچہ مین بدون گہر آنے کی اقامت کی بدین سبب کہ مرہٹہ سفیہ

پانچ لاکھ روپیہ ماہ بماہ برسبیل ہنڈوی کے حضور سے بمعرفت ناظر فتنگار خان اور اپنے
مرتبے ناظر کے معرفت تحویلی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھ پہونچتے تھے تاکہ
خلل تسلط اسکے آبیچ اس ملک کے نہو اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک بندوبست صوبہ ہذا
قرار واقعی نہووے مداخل صوبہ مذکور کا پھرنے والا سرکار مبارز الملک کا نہو جب عرضی مذکور کی
حضور مین پہونچی صمصام الدولہ کی صلاح بموجب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور موقوفی
دربارہ سربلند خان کے نام صادر ہوا۔

گرجانا روشن الدولہ کا مرتبہ اقتدار سے بسبب خیانت کے اور کوکی اور شاہ عبد الغفور کا اور معزولی سربلند خان کی گجرات سے باعث سعی صمصام الدولہ کے اور منصوب ہونا ابہی سنگہ کا اور قوی ہونا مرہٹون کا بسبب سستی ابہی سنگہ کا اور معاودت کرنا سربلند خانکا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ بہادر بہمہ صفت موصوف تھا لیکن جو بنای کار اسکی اوپر رشوت کی تھی بارہ لاکھ روپیہ
نقد بابت صوبہ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف پر خود متصرف ہوکر نصف باقی
ارسال کرتا تھا اور اسیطرح اکثر امورمین دخل خیانت ہوتا رہا امرا لوگ بھی کشیدہ ہوئے پردہ کھل گیا بادشاہ نے
عتاب فرمایا حکم فہمید حساب صادر ہوا متصدیان حضور کی دو کرور روپیہ اسکی ذمہ برآمد کئے بحسب الحکم بادشاہ وہ
روپیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اوسنے جارناچار داخل سرکار کیا نظر سے گرا یہ کارروائی صمصام الدولہ
کی ہیرد ہوئی امیر الامرا کی ساری قدر جاتی رہی اور شاہ عبد الغفور جو دخیل مزاج شاہی ہوکر مختار بحالی و برطرفی
تہا الصدہ کا اور مرتشی تہا فی الحقیقت الیسی اثر نا شایستہ بہ فراغرور عبد الغفور غافل سے ظاہر ہوئے تھے مرتبہ اقتدار
سے خارج ہوکر محبوس روانہ بنگالہ کیا گیا اوسکے مکانکی ضبطی سے دو کرور روپیہ نقد سوای جنس کے داخل خزانہ ہوکر
اور کوکی بھی دونون راشیونکی شریک اور مختار دستخط تہی اس غضب مین اسیر ہوئی اسکا بھی اندوختہ بیت المال
حضور مین آیا صمصام الدولہ کو جب اقتدار کلی حاصل ہوا سربلند خانکو جو روشن الدولہ کا متوسل تہا معزول کرکے راجہ ابہی سنگہ
راٹہور کو گجرات کی صوبہ داری پر بہیجا اور تاکید کی جلد تر گجرات پر پہونچکر سربلند خانکو روانہ حضور کرے ابہی سنگہ نے
از راہ کم طلبی اور عزرہ قدامت سے نایب اپنی کو گجرات بہیجا مبارز الملک نے نایب کی اچھی طرح گوشمالی دیکر بہگا دیا ابہی سنگہ
نے دوسری بار دوسرا نایب بہیجا وہ بہی بے نیل مرام ناکام واپس آیا تب ابہی سنگہ نہایت نادم ہوا اخود بذات پچاس
ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار کے گجرات آیا مبارز الملک ہر چند بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تشویش

اس سال مین مظفر علیخان جو اجمیر کی صوبہ داری پر مامور ہوا تھا بسبب عسرت و بے سرانجامی کے ہنوز قصبہ داری سے
کہ جو بیس کوس پر دار الخلافت سے واقع ہے نکلنے نہ پایا تھا کہ خبر پائی کہ راجہ جودہپور تیس ہزار سوار سے اجمیر کو آتا ہے اس خبر کو سنکر
چند روز مقیم رہا اور اجیت سنگہ نے اجمیر مین داخل ہو کر منادی کرادی کہ قصائی وغیرہ اہل پیشہ بلا اندیشہ اپنے اپنے
کام مین مصروف رہین اور اظہار بیعت اسلام کیواسطے موذن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر
مسجدین تعمیر کرائین بعد ازان عملا اور ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا متضمن نشان پنجہ دکھلایا
جسمین یہ عہد تھا کہ دونون صوبہ اجمیر و احمد آباد کے بقاے عمر دولت محمد شاہ تک بحال رہینگے اور نہ فرمان عہد نامہ اوسوقت
[illegible] رفیع الدولہ اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر براینکہ راجہ کو جو سادات کا رفیق ہے اسطرف
بلانا چاہیے والدہ بادشاہ نے لکھوا کر بھجوا دیا الغرض بعد دکھلانے کے اوسکی نقل مع اپنے عرائض کے مصحوب دیوان
بادشاہی صمصام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس مع عرضی حضور بھیجی اس مضمون سے کہ اگرچہ دونون صوبون کا تغیر
خلاف عہد و پیمان ہے مگر صوبہ داری احمد آباد کی بنا بر مرضی حضور نذر ہے مگر صوبہ اجمیر میری عزت و آبرو کیواسطے بحال رہے مین
خاوندی سے در صورت بے آبروئی اہل غیرت کو جان تک عزیز نہین امیدوار ہون کہ دونون صوبہ مجہی معاف ہون ذی الحجہ کی
مہینے مین بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جسکا نام زیب النسا تھا اس جہان فانی سے گذر گئی بعد ورود عرائض راجہ کی صمصام الدولہ
نے بنظر قلت زر اور صرف کثیر کے صلح کری اور کہا کہ چونکہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار اوس دار الخلافت سے ملحق ہین راجہ کو
تمام صوبہ گجرات بحال رکہنا چاہیے اور اجمیر کسی مسلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ حضور مین حیدر قلیخان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی
تادیب و تنبیہ کرنا چاہیے بعد مصلحت بسیار کے کہ کسی امراے حضور نے اوسکی مہم منظور نکی حیدر قلیخان کی تجویز سے سعادتخان بہادر کو
اکبرآباد سے بتاکید بلایا سعادتخان بموجب حکم پہونچنے کے جرأت کر کے آخر ذیقعدہ کو حاضر ہوا اور اپنے کارکنان لشکر کو حکم دیا کہ سرائی
کا سامان انجام جلد پہنچے سے پہونچے بعد ملازمت چاہا کہ استدعاے اسباب مہم کی درمیان لاے لیکن بعض امرا نے
رفاقت مین سستی کی اور حضور سے بہی کسیقدر اعانت مین قصور ظاہر ہوا لاجرم فسخ عزیمت ظاہر ہوئی اسی ضمن مین خبر پہونچی
کہ مظفر علیخان نے بسبب عسرت اور تہیدستی سپاہ کے تقاضاے تنخواہ سے مجبور ہو کر ذلتین ہو مع معتبر نواح اجمیر کے لوٹ لیے
اور لوگونکا مال اور مواشی بہی غارتگران لشکر لیگئے اور تقاضاے تنخواہ بدستور جاری رہا تب بیچارہ نے ہاتہی گہوڑے دیکر نجات
حاصل کی اور سپاہ ملازم کے خوف اور راجپوتانہ کے غلبہ سے انبیر مین نایب راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور
خلعت اور فرمان صوبہ داری صمصام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت مین دونون لڑکون راجہ اجیت سنگہ نے
مع فوج کثیر پانچ چار دیہات بادشاہی لوٹ لیے اور اوسی قرب مین مفسدان اور زمینداران اوس نواحی نے آشوب
زمانہ اور اجیت سنگہ کے کارخانہ پر نظر کر کے قصبہ نارنول پر دھاوا کیا بایزید خان وہان کا فوجدار جو گشت کے واسطے
نکلا تھا اونکے مقابلہ سے بہاگا اور اوسکا بہانجا جو قصبہ بند کو مین بیٹھا تھا کیت مذبوحی کر کے ماموں کا رفیق ہوا نارنول کے شہر

صوبہ داری پر مامور ہوا امراے حضتی سلام کو جاتے تھے نعمت اللہ خان مرحوم ولد روح اللہ خان بسبب ایام عاشورہ اور اشغال مراسم تعزیہ داری کے چندروز نہ پہونچ سکا بعد انقضاے ایام مذکور حاضر ہوا اتفاقاً محمد امین خان حاضر مجلس تھا ایک طرف میر جملہ تھا اسکے بائین جاکر بیٹھا دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی قصور غیر حاضری معاف فرمایا جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یزید اور حسین بن علی دونون صاحبزادے تھے ہمین کب پہونچتا ہے ایک کا ماتم کریں اور دوسرے کا نکرین نعمت اللہ خان نے جواب مین کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا اوسکا ماتم ہم کرتے ہین اور تمہارے صاحبزادہ نے فتح پائی تم خوشیان کرو اس گفتگو مین خانہ جنگی کی نوبت ہوئی مگر میر جملہ نے درمیان مین آکر اصلاح کردی

عنایت اللہ خان کا وزیر ہونا اور اوسکے عہد کی کیفیت

بائیسوین ربیع الثانی ۱۱۳۳ ہجری کو عنایت اللہ خان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرنیکے بعد عہدہ وزارت ملا اسی عرصہ مین بحضور بادشاہ خبر لگی کہ نظام الملک بعد انتظام اورنگ آباد کے بعزم حضوری روانہ ہوکر نزدیک نرداپور کے پہونچا تھا کہ خبر فساد بیجاپور اور کرناٹک و افاغنہ وغیرہ کی سنکر لوٹ گیا اور عرضداشت راجہ ساہو کی مع پانسو اشرفی نذر مبارکباد کے ملاحظہ مین گذری سیف الدولہ عبد الصمد خان اپنے صوبہ لاہور کو مرخص ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اعتماد الدولہ سے مخاطب ہوا معز الدولہ حیدر قلی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب ناصر جنگ کے عوض مین عطا ہوا اور سعادت خان بہادر جنگ اکبرآباد کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور محمد خان بنگش الہ آباد کی صوبہ داری کو رخصت ہوا شہر سے باہر نکلنے کے بعد کہ بوجہ زیادہ طلبی جاگیر اور دیگر تکالیف مالا یطاق کی مکرر معتوب ہوکر مورد تفضلات ہوا اسی عرصہ مین از روے اخبار حیدرآباد کے معلوم ہوا کہ ضلع کرناٹک مین ہشتم ماہ صفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسم بارش ہوئی کہ ندی نالے چڑھ گئے اور اس طغیانی بارش کے بدولت بارہ کوس تک اکثر موضع اور قصبا ور جانوروں کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ مین ایک پہاڑ پھٹ گیا جسکے صدمہ سے اکثر جانور ضایع ہو گئے اثر آبادی باقی نرہا ایکروز بادشاہ نے شکارگاہ مین بزبان ترکی اغرخان کی تعریف کی اور دو تین روز کے بعد اسکی دوسری کے اضافہ ہزار و پانصدی ہزار سوار اور نقارہ و سرپیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار سوار اور بہادری کا خطاب ملا صوبہ اکبرآباد کے سوانح سے آگہی پائی کہ دلیر خان جو محمد خان بنگش کا منشی تھا ماہ رجب کے اخیر مین مع دو ہزار سوار کے واقع سودہ مودہ تعلقہ بوندیل کھنڈ جبکہ وہان کے زمیندار سے معاملہ جاگیر مین گفتگو ہو رہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دلیر خان مع سات آٹھہ سو سوار پیادہ کے مارا گیا پسر محمد خان بنگش کو خلعت اور سرپیچ ماتمی لطف ہوا

راجہ اجیت سنگھ راٹھور سے منازعت کا ظہور مین آنا اور بلا زبان شاہی کا ستی کرنا

صوبہ اجمیر اور گجرات اور احمد آباد کی رعایا راجہ اجیت سنگھ کے ظلم وجور سے دربار حضور مین مستغیث ہوئے چونکہ اول تو وہ کہنہ تھا جو

جب افاقہ ہوا اُنکے کی خبر پوچھی لوگون نے عذر تشویش بیماری کا بیان کیا آپ نے حکم دیا کہ کُل حکم کو فوراً تعمیل ہوا دیہ موت سے گرم بازاری
کی ہیچ ہوتے تمام مہمات کی تباہی ہوئی نمود کو ہادی علیخان وغیرہ گھڑی گھڑی کی خبر دیتے تھے اوسنے ارادہ کر لیا تھا کہ صبح کو
روانہ ہو جائے بلکہ اپنے مریدون کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ وزیر بنی دلشاد ہو کر بد لجمعی تمام ہیچ مسجد کہ برابر دروازہ مکان اوسکے
تھی بیٹھا فقرا وغیرہ معتقدین نے گرد ہجوم کر لیا قمر الدینخان ولد محمد امین خان نے باپ کی حالت ردی دیکھکر عورتون کی تنخواہ سے اپنے
دیوان کو مع پانچہزار روپیہ کے نذر کے واسطے اور عفو جرائم اور طلب تعویذ مین بھیجا وہ مکار اوسوقت خبر جانکنی تو سن چکا تھا
حاضرین جلسہ سے کہہ رہا تھا کہ مینے ایک تیر اسکے جگر مین مارا ہے ہرگز جان بر نہوگا اور مین بھی شہادت کے انتظار مین چونکہ
میرا دادا بھی مسجد مین شہید ہو بیٹھا ہون ہرچند بسبب اسکے کہ ایکمرتبہ شہید ہو چکا ہون امید شہادت کی نہین رہی اسی ضمن
مین دیوان قمر الدین خان کا پہونچا اور کیسہ زر نذر گذرانکر استدعاے تعویذ کی اوسنے درجواب کہا کہ تیر از شست جستہ و آب
از جوی رفتہ باز نمی آید جب زیادہ لجاجت سماجت کی دوچی بار مریدنے کہا کہ لکھہ (ونُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ
وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا) جب لکھہ چکا دیوان کو دیکر کہا لیجا مگر یقین جانتا ہون کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا دیوان
نذر قبول فرمانے مین بہت سا اصرار کیا اوسنے کہا مجھے منظور نہین ہان فقراے حاضرین اگر چاہین لے لیوین آخر
ان لوگون نے لے لیا دیوان نے راستہ مین سنا کہ محمد امین خان جہان گذران سے چل بسا جب یہ خبر نمود کو پہونچی خوشحال ہو کر
مسجد سے گھر گیا اور یہ کرامات اوسکی شاہجہان آباد مین مشتہر ہو کر موجب اعتقاد ہوئے

نمود کا مرنا اور اوسکے اولاد کے باہم گھر مناقشت کا ہونا

تین سال کے بعد نمود جہنم واصل ہوا اوسکا بڑا لڑکا نما نمود گدی پر بیٹھا لا ایچ تو بڑی بلاے ہوتی ہے اس شخص نے
انہون حصہ جو نمود نے حین حیات رازداری کے واسطے دوچی بار اور نما نمود وغیرہ کے مقرر کئے تھے جھگڑا کھڑا کیا ہرچند
دوچی بار نے سماجت کی کہ مجھہ چند روزہ سے لڑائی اچھی نہین نما نمود نے کچھ التفات نکیا دوچی بار نے کہ اوسکا دوسرا بڑا مجرم
ازتھا لاچار ہو کر ایکروز جماعہ فقرا دونون باین کھری مجے ہو کر فرمایا کہ یارو تم لوگ نمود کا اور ہمارا خط جو پہچانتے ہو جو لوگ پہچانتے تھے
اونہون نے اقرار کیا جب اقرار ہو چکا جو مسودات کہ دونون نے باہم گر کی صلاح سے مرتب کئے تھے اور باہم صلاح ومشورہ
مین کم وبیشی دونون کے قلم سے ہوئی تھی نکالکر دکھلائی اور کہا کہ اس مذہب کی بنیاد نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا
کی طرف سے ہوتا کم وبیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے کاغذ کو دیکھکر دوچی بار کی باتین سنین جنہین کچہ شعور تھا متنبہ ہو کر منحرف
ہوئے اور حاضرین جلسہ نے غیر حاضرون کو خبر پہونچا کر منحرف کر دیا کساد بازاری ہو گئی اوسوقت ضرورتاً نما نمود نے دوچی بار کو
ہنا یار بنایا لیکن وہ بات جاتی رہی چند روز کے بعد نمود ہادی علی خان کے موضع مین جو اوسنے اپنی جاگیر مین دیا تھا
جا بیٹھا اور وہین پر مر گیا اوسکے بعد شاہ غفار سجادہ نشین ہوا

برابر اسکے پڑہنے مین آتے اور وہی قرص نورانی اسپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتا ہے اور ایک وحی اس قسم کی کہ لا ازاقی اوسکی
ہی فرخرفات سنتا اور اسلام مین بموجب رسم اسلام کے السلام علیک کہتا اور کلمہ خفشان نمود نمود ال زیادہ تر بڑہاتا اور جس روز کہ
اول اول بموجب اوسکے اعتقاد کے اوسپر وحی نازل ہوئی اوسکا نام روز جشن کر لیا تھا اور اوسی روز عوام کے ہجوم ہوتی
عبیر و خوشبو اوسکے اُمتی اوسپر چہرک تے تھے اور درد علم اور خود دکلاہ مانند گنبد دلہراسنہ کے مکرر سفید اوس بید طویل سر سبز کرتا ہونگی
زرد دن کے اون پہاڑون کے طرف جہان دیول رانی کی عمارت وہ ہی بھٹیارون کی جھلونکے نام سے مشہور ہین جاتا تھا اوسکا
اظہار یہ ہے کہ اول مرتبہ نزول وحی کا اوس پہاڑ پر ہوا ہے اور چند روز قبل روز جشن کے غرہ ذیحجہ سے روزہ رکہتا اور گونگا ہوجاتا
کچھ کلام نکرتا اور کسی دن کا نام روز رسولان پر کہا تھا اسدن بھی اژدحام ہوتا تھا مگر اسکی کیفیت یاد نہین ہے

ذکر اوقات و آداب جو بمنزلہ نماز مقرر کیے تھے

ہر روز سوا ے نماز پنجگانہ کے تین مرتبہ وید مقرر کی تھی کہ تعمیل ہو اوسکی اوقات اول وقت طلوع آفتاب بعد نماز صبح
دوم نصف النہار سوم وقت غروب کہ ہنوز شفق کی سرخی مشرق مین ہو اور تعمیل وید کے آداب کی یہ تھی کہ خود مع خلیفہ
کے درمیان مین استادہ ہوتا اور جسقدر آدمی حاضر ہوتے چار سمت مربع چلہ دیواری کی طرح سے باہم متصل ہوتے اور ہر سمت اسکی
طرف رخ کر کے چند کلمہ جو اسکے اختراعی تھے پڑہتے اور بعد خواندن اوسطرف سر جھکا کر دست چپ کی طرف پہر جاتے تاکہ سمت
شمال مغرب وغیرہ ہو اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب مقابلہ چارون سمت کا چار و کنج کر چکے
زمین کی طرف دیکہتے بعد ازان آسمان کو بعد ازان شش جہت تکنے بعد وید تمام ہوتی جمیعت متفرق ہو جاتی ایک دوسرا دعوی
یہ تھا کہ مین وہی محسن ہون جو حضرت فاطمہ زہرا کی شکم سے اسقاط حمل ہوا تھا اسکے علاوہ اور بھی کفر ہو گا مگر فقیر کو معلوم نہین اسقدر
جبکہ راقم اواخر عہد محمد شاہ اور آغاز احمد شاہ مین شاہجہان آباد آیا تھا اوسکی اولاد اور ذریت ان کو اسیقدر سنا گیا تھا الغرض اوس
کافر نے چار خلیفہ بمقابل خلفاے اربعہ اپنے واسطے مقرر کیے تھے اونمین سے ایک وہی شاکر درشید تھا جسکا نام وحی یار رکہا تھا
دوسرا اسیر باقر اوسکا سالا اور دوسرے اور بہی جنکا نام تمود السد اور نمود داتھا اسیطرح اپنی اولاد و اقارب کی نام مخترع موافق جی
اپنی کیے تھے اور جو کوئی اوسکا فرزند ہوتا سوائے اوسکے پہلے نام کے اپنی طرف سے بہی لقب دیتا تھا اسکے لڑکے تین تھے اول تما سود
دوم فغار سوم وید اور دو لڑکیان نمانہ کلان اور نمانہ خورد اور اقربا ے بی بی کے نام حق نما اور نما یا اور نمود یا اور نما فرد نمود فر
تھے القصہ لاہور سے آکر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا چونکہ بہادر شاہ لاہور مین تھا کم کم ابلہ فریبی کر کے لوگون کو دام
تزویر مین اولجہاتا تھا اور بے پروائی اپنی بوجہ مالداری کے ظاہر کرتا کسی سے کچھ سوال نکرتا اسی استغنا سے اور بہی
لوگون کو مریدی کی تمنا ہوئی رفتہ رفتہ بڑا ہجوم ہوا اسی ضمن مین بہادر شاہ کا انتقال ہوا اور شاہزادون مین مخالفت ہوئی
اس لئے ہندوستان مین اس تیرہ دل نے نکسدے خزانہ جال پہیلایا جو کوئی مناظرہ کرتا چونکہ خود بدولت معقول و منقول مین کسیقدر

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور لتی بمسافت سے پہونچ نسکی تھے شرف یاب ملازمت ہو کر عطائے خلعت و جیغہ و سرپیچ مرصع
وغیرہ سے سرفراز ہوئے زکریا خان نے ہزاری اضافہ پنجہزاری پر پایا اور راجہ جے سنگہ اور راجہ گردہر صوبہ دار اودہ بروقت
نہ پہونچا آخر ماہ صفر مین حاضری سے مشرف ہوا جزیہ شرعیہ کی تحصیل کا حکم ہوا تھا مگر جے سنگہ کی عذر ریسے معاف ہو گیا
نظام الملک کی عرضی در جواب فرمان مبارکباد نظر سے گذری اور صوبہ دار بنگالہ مرشد قلی خان کی عرضداشت متضمن
مبارکباد و نیز کسیقدر نذر نقد کی پہونچی حیدر قلی خان کو معز الدولہ کا خطاب ناصر جنگ پر اضافہ عطا ہوا مظفر خان بہادر
روشن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیون کی داروغگی ملی اور زکریا خان عنایت اللہ خان
کی جگہہ صوبہ دار کشمیر ہوا منگل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ نیلہ گاو کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ ہرکارہ نے خبر
دی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز بشدت مرض سے عجیب حالت ہوئی
تھی کہ منہہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور عدم کو سدھار تین مہینے بیس روز اس شخص نے وزارت کی اوسکا مال
و اسباب جو کروڑوں سے زیادہ کا تھا ورثا کو معاف ہوا اور خلق خدا اوسکی ایذا رسانی سے بچ گئی کہتے ہین کہ سات سو گہر اوسکی
ہمسایہ تھی جب اپنا گہر زیادہ کرنا چاہتا تھا ایک حکم مین خالی ہو گئے اور لوگ قفل لگا کر چلدیے بعد وفات اوسکے لڑکے
قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکون کو اونکے گہر دلوا دیے محمد شاہ اگرچہ بخیل و ممسک مشہور ہے مگر بعض
تحریرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور ہے نہین تھا چنانچہ اسوقت مین محمد امین خان مرا اور چندان خزانہ
بھی تھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہو گیا تھا اور جو کچہ خزانہ مین باقی تھا وہ لوٹ مین جاتا رہا تھا
بادشاہ کو کچہ نہ تہا حتی کہ دیوان خاص و عام کے پتھر جو طلائی و نقرئی تھے مسلوک ہو گئے تھے انکی بہی تعمیر کی ضرورت تھی اور
مخبرون نے بہت سا مال و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچہ طمع کی نہ با وجودیکہ خاندان بابریہ بلکہ
تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوے جو کہ اونکا ترکہ سرکار مین داخل کرتے اور ورثا کو محروم فرماتی تھی
ان بعد پسند لیاقت ورثا کسیقدر اپنی طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھی مگر یہ رسم نہایت مذموم تھی کہ کسینے اپنی محنت
و مشقت سے تمام عمر مین کسیقدر روپیہ پیسا جمع کیا اوسکی بعد مرگ اوسکی اولاد اوس دولت آبائی سے محروم اور
دردر بدر مظلوم کیجاوے کہتے ہین کہ اس مرہ مین محمد اعظم شاہ کو اس امر سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ
کہ اس بدعت کا ذکر حضور مین نہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نمود و انمود اور اتحاد کرنا مذہب باطن کا

میر محمد حسین نامے رہنے والا مشہد مقدس رضوی کا ظاہرا سید تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے اشتہار
اقتدار سے جسکے احسان و فضل کی شہرت اہل ایران کے ساتھہ بہت کچہ تھی بامید رفاہ اور افزائش جاہ وطن سے
چلکر کابل آیا چونکہ علوم منطق اور عربیت سے محروم نتھا اوسکی لیاقت مشہور ہوئی منشی امیر خان کے لڑکے نے استفادہ

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنوار مفسد اور میواتی اور ہنر دنون نے متفق ہوکر بروقت قابو پاکر جو اسباب
سپاہ و خیمہ کہ راہ مین پاتے لوٹنا شروع کردیا ہر چند تادیب اور تنبیہ بہی اونکی ہوتی جاتی تھی مگر اس حرکت سے باز نہ آتے تھے ایکروز ہمراہیان پیش خیمہ
کوئی جماعہ دار مع اپنی جماعت کے مقتول ہوا اور ایک قافلہ شاہجہان آباد کا جسمین بعض اسباب حسین علیخان کا تھا
اتبہ جو لشکر سے دو تین کوس پر تھی پہونچا تھا تمام مال و اسباب اوسکا غارت ہوگیا عمال محالات جاگیر نے زمینداران
کرکے محصول خریف کا خورد و نوش کر لیا سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خانکو مع میر تقی خانکے اس غرض سے شاہجہان آباد
تحنب کرین اور نیز اپنے بہائی نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اوسکی مدد سے اور
سپاہ اور سامان جنگ مین ساعی ہو آخر روز تاریخ آٹھوین ذی الحجہ کو یہہ خبر نجم الدین علیخان کو پہونچی قبل
اسکے کہ یہ خبر مشتہر ہو ایک جماعت کوتوال کی ہمراہ محمد امین خان کے مکان پر پہونچی ایک ثلث رات گذرنے تک اوسکا مکان گہیر لیا
اور اسکے آدمی بنا بر اطلاع یا بخیال وفاداری اپنی جگہہ پر تہمے رہے دروازون کے نگاہبان رہے آخر بموجب ممانعت عبد اللہ خان
بطور خود متنبہ ہوکر اس حرکت سے باز آیا اور نجم الدین علیخان نے عید قربان کی روز عیدگاہ جاکر نماز پڑہی بعد ازان عبد اللہ خان
پیچہے ہوئے لوگ معز الدین کے لڑکونکی دروازہ پر آکر مستدعی اندر آنے کے ہوئے مگر اونہون نے نامنظور کیا اور شاید نیکو سیر سے
بہی یہی معاملہ ہوا بعدہ سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو راضی کیا

چند روز کیواسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

[illegible] ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو سلطان محمد ابراہیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب مقرر کیا سید عبد اللہ خان
[illegible] در روز کی بعد شاہجہان آباد مین آکر ملازمت شاہ محمد ابراہیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی
[illegible] میر بخشی کی خدمت مقرر ہوئی اور نجم الدین علیخان بخشی دوم اور صلابت خان بخشی سوم اور بیرم خان بخشی چہارم مقرر ہوا
[illegible] طلب امرائے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدرجات کے عہد مین معزول ہوئے تھے طلب ہوکر بعطائے منصب
[illegible] نقد خوشنود ہوئے اکثرون کو حکم ہوا کہ اسّی روپیہ درماہہ پر رسالے بہرتی کرین اکثرون کے ساتھہ چالیس پچاس ہزار
[illegible] روپیہ سے لاکہہ تک کی مدد ہوئی اور چاند خان عموی نظام الملک کو محال جاگیر اور عطائے نقد سے تسلی دی بعض امرائے فرخ سیری مانند
[illegible] اعتقاد خان و عنایت خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو وظیفہ پاتے تھے طلب کرکے امیدوار مکارم فرماکر رفاقت
[illegible] ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد یار خان نے معذرت ناسازی مزاج ظاہر کی اور اعتقاد خان و سیف خان نے قبول منصب کرکے مدد خرچ
[illegible] بقدر روپیہ بہی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصب داران شاہی نے خیانت کی جو ایک منزل ہمراہ جاکر لوٹ پڑے اور اپنے منصبداران کم
[illegible] منصب کی ساتھہ مانند جلوخانہ وغیرہ کی سفت ہمدری اور ہزاری تک بہت سی رعایات تھین اور نوکران قدیم جو پچاس روپیہ کی تنخواہ رکہتے تھے ستّا در روپیہ درماہہ
[illegible] خوشنود کئے گئے لیکن اب اس اسّی روپیہ مین پانسو سوار اور جدید بہرتی کے بہی شریک ہوے اس سبب سے ملازمان

گرے تھے اوسوقت قلیل جمعیت قوم مغل محمد امین خان کے ہمراہیون سے اور کسیقدر مردمان سعادت خان کے رکاب شاہی مین تھے حیدر قلیخان جسنے حسن بیاقتی سے آج کے واسطے مردم توپخانہ کو مشغول کر رکہا تھا مین آشوب و رستخیز مین آیا عزت خان بہادر نے جو کہ دو ہزار سوار سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردم اور توپخانہ اور فیل خانہ بادشاہی مین تدبیر کی اور عین اضطراب مین درستگی فوج کر کے مستعد ہر اولی ہوا اور عزت خان شمشیر زنان کہ طرح جان سے ہاتھ دہوکے نہایت بیقراری سے چلا آتا تھا گویا کڑی کمان کا تیر تھا اوس بہادر کو مد نظر یہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرے بادشاہ اور محمد امین خان اور حیدر قلیخان کو بچے حیدر قلیخان کی کارفرمائی سے گولہ اولہ کی طرح سے برستا تھا اور حیدر قلیخان نے معرکہ کارزار کو ایسا گرم کیا کہ چار سو سے صدائے احسنت احسنت آنی لگی امرائے بادشاہی متواتر مدد کو پہونچتے جاتے تھے اور کم کم لوگ عزت خان کی مدد کو بہی پہونچتی تھی خلاصہ عزت خان نہایت نزدیک حیدر قلیخان اور بادشاہ سے آگیا تھا عزت تناول تیر کا کرکے اجل تو دور نہی ایسا پشت سپر تیا نہیں ہوا کہ بعد فتح نہایت دشواری سے برآمد ہوا تھا قمر الدین خان اور سعادت خان حیدر قلیخان کی مدد پر پہونچے شرط وفا ادا کی بادشاہ اپنے دست مبارک سے شیر افگن تھا اس عرصہ مین لوٹیرون نے امیر الامرا وغیرہ سادات کے خیمون مین آگ لگا دی اور اوسکے مال و اسباب کو جو کروڑ سے زیادہ تھا لوٹ لیا اور صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا عزت خان نے بعد دو تین زخم تیر کہانے کے حیدر قلی خان کے خواص کی گولی کہا کر راہ عدم لی خزانہ وغیرہ اوسکا خوب لوٹا گیا اور جو کچہ راہ مین رہگیا تہا لوٹ سے محفوظ رہکر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر الامرا کے اوسکے ہمراہیون پر خرابیان آنیکا اظہار

بعد فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے محکم سنگہ کو پیام مخفیانہ جان و عزت کا بادشاہ کی طرف سے دیکر اپنے پاس بلایا اور گوش عفو تقصیر کی بعد منصب شش ہزاری پر سرفراز کر دیا اور تن چند کو اعتماد الدولہ کی طرف سے کرر پیام پہونچے کر اوسکو یہ خیال ہوا کہ جان کا بچنا محال ہے پس ایک شقہ متضمن ماجرا قطب الملک کے نام لکہکر شتر سوار کے ہاتہ روانہ کیا اور خود سواری پالکی اپنے گہر کو چلا گروہ مغل اور لچہائے بازاری نے جو کہ اوسکے اطوار ناشایستہ سے بیزار تھے اوسکے سر پر پہونچکر پالکی سے اوتارا اور عریان اور احوال خستہ سے محمد امین خان کی پاس لاکر حاضر کیا اوسوقت جان کا امان خواہ ہوا محمد امین خان نے لباس پہنوا کر قید مین رکہا رائے سرو بند داس جو قطب الملک کا وکیل تہا وقت کی نیرنگ سازی دیکہکر ڈاڑہی مونچہہ منڈوا کر صورت مخنث بنائی اور کسیقدر مال و اسباب لوٹا کر بقدر حاجت نقد و جنس ہمراہ لے آشنایون کے گہر و مین بسر کرنے لگا اور سروقت قابو پاکر چلا گیا اور عبد الصمد خان کے پاس جا پہونچا میر علیخان خدمتگار مقرب حسین علیخان جو صاحب فیل اور داروغہ دلیغ قصیحہ اور لڑائی کے دن عزت خان کا رفیق ہوا تھا دو تین روز تاخت تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و آبرو دونو برباد ہوئین قید ہو گیا اور میر مشرف باوجود وعدہ عطائے اضافہ اور رعایت نقد کی پاس نمک عذر کر کے جدا ہو گیا اور حیدر قلی بیکار رہکر ایک مدت کی رفیق بادشاہ رہا اور محمد امین خان

پہونچا و وہین بابون کے بعد بخشی کسی کام کے حیلہ سے اوٹھہ گیا پوشیدہ لوگون پر جب یہ موقع ظاہر ہوا لکا کمرا وال ونیدار خان کی
گرد سرداو سکے لڑکے مارے پہر اوسکو بہی عذاب زندگی سے رہائی دی دوسرے روز اوسکی پیرو کارون نے بلوہ مچادیا جدی پل
مین جشتر برپا ہوا و تین ہزار آدمی اوس محلہ کے مارے گئے لاکھون کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی عزیمت
ہوئی قاضی اور بخشی کے گہرون پر جا پہونچے بخشی تو روپوش ہوا اور قاضی جی بہی برہنہ بہاگ گئے باغیون نے اینٹ سے
اینٹ بجادی مومن خان نایب حضور نے پہونچکر میر احمد خان کو میمن آباد روانہ کیا اور چار ناچار زمیندار ان کشمیر
کی ساتھہ موافقت پیدا کرلی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے لڑنا اور انجام کار شکست کہانا

جب دلاور علی خان برہانپور سے چودہ کوس پر پہونچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ
سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بناکر روانہ کیا اور خود بہی مع عوض خان وغیرہ کے برہانپور سے نکلکر اس تفاوت
سے کہ بروقت غیاث خان کے مدد کرسکے جا ٹھہرا جب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا
اور بموجب حکم نظام الملک کے توپخانہ دستی اور شتر جن توپون مین چہرہ بہرتے ہین اپنے معتمد بہادرون کے ہمراہ نالہ مین
بطور مناسب بٹھلایا و دلاور علیخان بمقتضاے شجاعت ذاتی اور جہالت فطری کے جو اکثر مردم بارہہ مین ہے گیارہ ہزار
سوار ہمراہی اور نیز فوج راجپوتیہ ہمراہی راجہ بہیم سنگہ و راجہ گج سنگہ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہوکر صف آرا ہوا طرفین
سے بان اور توپ کی شتر زنیان ہونے لگین غیاث خان مردمان کمین گاہ کے پیچہے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے کو
آئے کہڑا تہا آخر دلاور علیخان کو تو اس گہات سے آگاہی نہ تہی چند قدم جاکر دفعتہً حملہ کیا اور ہمراہیون کی ساتہہ توپخانہ
کمین گاہ کے برابر جا پہونچا مردم کمین گاہ نے پایداری کرکے یکبارگی توپ اور بندوق دستی فیر کی ایک ہی فیر سے جمع کثیر
خاک ہوگئے جو پیچہے رہگئے تہے اس حال کے دیکہتے متزلزل ہوئے بارود کے دہوئین مین روسیاہ کرکے بہاگے دلاور علیخان
اور دونو راجہ چار پانسو سوار سے ٹہر رہے چونکہ راہ ناہموار اور روبرو توپخانہ آتشبار تہا گہوڑے ہاتہی کے قدم نہ اوٹہہ
سکتے تہی اسی عرصہ مین اکثر بارہہ اور راجپوتیہ اور دوست محمد خان افغان بہی نام و ننگ خاک مین ملا کر بہاگ نکلے بہر حال
نصیبہ تو جواب دے چکا تہا بہادران نامی کی بہادری کچہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اور جمعیت باقیماندہ کے اوسی
میدان مین پیوند فنا ہوئے بادری سخت اسے کہتے ہین نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شادیانہ بلند آواز ہوئے
شہر مین لوٹ کر رعایا بے خانمان کی دلجمعی اور لشکر کی تسلی کی مجروحون کو مرہم نوازش سے چنگا کیا اس اخبار فتح سے
بادشاہ اور محمد امین خان معتمد الدولہ وغیرہ باطن مین خوش ہوکر شکرانہ بجالائے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نہایت
ملال ہوا اپنے چارہ کار کے فکر مین اسیر ہوے کبہی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بہائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر دکن جاوین اور نظام الملک

خواجہ کتابو شاہ ٹھہک سے جوکہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا ہے اسی عرصہ مین جانی خان اور حفظ اعلیخان نے ترددات نمایان کیے
اور اغرخان نے اوسوقت اوسکی کمر پر چوٹ کی اوسی حال مین حسین خان کا فیلبان مع پیر و مرشد شاہ ٹھہک کے مارا گیا اور بعد توپ کا
گولہ حفظ علیخان کے ہاتھہ سے حسین خان کے چھاتی پر لگا کہ جان بحق تسلیم کی عماری مین آگ لگ اوٹھی عبد الصمد خان نے فتح پائی اور
خوشحال ہوکر ہمراہیون کی مراعات فرمائی اور اغر خان کو فیل و خنجر و شمشیر مع اضافہ بالقصدی اور دو سو سوار کے خدمت کے
اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہوکر عبد الصمد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا ٭

نظام الملک کا حدود دکن مین پہونچنا اور قلعہ اسیر اور برہان پور کو قبضہ مین لانا

نظام الملک نے جب عزم سرکشی کیا دریاے نربدہ سے عبور کرکے گدر اکبر پور سے اوترا قلعہ اسیر کے ہزاری غالب خان قلعہ دار
نے صلاح بموجب بطمع انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے اکبر شاہ نے برسون کے محاصرہ مین فتح کرپایا تھا اور
بالفعل امیر الامرا کے حکام یہان مامور تھے عطاے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کرکے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا
اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بھی قبضہ مین آیا عوض خان صوبہ دار برار جو مرد جرار اور شجاع نامدار تھا مع سامان عمدہ کے
نظام الملک کی مدد کو آپہونچا اور ربنہا سردار مرہٹہ جوکہ راجہ ساہو سے مخالف تھا دو ہزار سواروں سے نظام الملک کی فوج مین ملحق ہوا
اور بعض زمیندار وغیرہ اوس نواح کے پہونچ کر موافق ہوے انور خان جوکہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک
کا پرورش یافتہ تھا حق نمک فراموش کرکے بے اسکے کہ عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا کے حضور مین جو صاحب صوبہ کل
ممالک دکن کا تھا تقیم ہو نظام الملک کا اقتدار سنکر حراست حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت مین
آگیا مرہٹہ لوگ جو چوتھہ کیواسطے جا بجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بھاگ کر سرداروں سے جا ملے اسی ضمن مین سیف الدین علیخان
کی والدہ مع چھوٹے چھوٹے بچون کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہونچی تھی نظام الملک کے بھائی نے اطلاع پاکر
اصلا اوسکی آبروریزی کی فکر نکی اور اوسکی مان نے اسکے اقتدار کو سنکر پیغام دیا کہ اگر زر و جواہر کی طمع ہو بھیجے مگر خدا را
حفظ آبرو کیجیے اسنے جواب مین حسب مناسب عرض کیا اور محمد علی پیغامبر کو عطاے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکون کو
میوہ جات وغیرہ بھیجے اور دو سو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہونچا دین بعد پہونچنے اس خبر کے
امیر الامرا نے دلاور خان کو جنگ نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہوا انتظار خبر دلاور علیخان کی کرتے
تھے اور رتن چند بمعاینہ چند در چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچھا ہے مگر
حسین علی خان راضی نہوا ٭

محتوی خان کی شومی کردار سے کشمیر مین آشوب فساد برپا ہونا

ملا عبد النبی کشمیری جو کہ محتوی خان کے نام سے ملقب تھا مدتون سے وہان کے ہنود کے ساتھہ متعصبانہ پیش آتا اور عداوت

[illegible]

نظام الملک اور سادات کے عدم اتفاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کے [illegible]

عبد الصمد کی فتح پانی حسین خان خویشگی پر اور اس کا کشتہ ہونا

[illegible]

نجب الدین علی خان اپنے بھائی کو اور بقول دیگر غلام علیخان ولد سید خانجہان کو واسطے لانے روشن اختر ولد خجستہ اختر
شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی بھیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے ہمراہ گیا ہو
اور یہ بھی کہ نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ
مذکور معز الدین کے وقت سے شاہجہان آباد کے قلعہ میں مع اپنے والدہ کے بسر کرتا تھا یہ شخص نہایت ذہین اور
خوشرو تھا قبل پہونچنے روشن اختر کی اکبر آباد میں رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے پہونچنے تک رفیع الدولہ کا مرنا
ایک ہفتہ عشرہ تک چھپا رہا اور روشن اختر پہونچا اودھر رفیع الدولہ کا تابوت خواجہ قطب الدین کے جوار میں
بموجب وصیت اپنے بھائی کے دفن ہوا

ذکر جلوس ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارھوین ذیقعدہ کو روشن اختر فتحپور میں رونق افروز ہوا ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری روز شنبہ چار گھڑی دن گذرنے پر
سریر آرا ہوا نام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کا پایہ بلند ہوا ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شادیانہ فیروزی
بجنے لگے غلہ ارزان ہوا نواب قدسیہ حضرت کی والدہ نہایت دانشمند اور باشعور تھیں بمقتضاے وقت دونون بھائی
مدار المہام کی خاطرداری کرتی تھین ایک مہینے کے بعد لڑکے کے ساتھ دار الخلافت سے لشکر میں آئین پرانے جہان شاہ
کے نوکرون نے استقبال کرنا چاہا اسنے مطلع ہوکر ممانعت کی کہ استقبال درکنار بلکہ ملازمت بھی نکرین اور کورنش
کے ارادہ سے حرم سرا کے دروازہ پر نہ آئین مقرر ہوا کہ محمد شاہ کے آغاز سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکھین
پندرہ ہزار روپیہ نواب قدسیہ کے ضروریات کے رفع کے واسطے ماہواری مقرر ہوا اور کھلال باڑہ اور نظارت اور عہدہ
داران کا انتظام بدستور رہا اور خواجہ سرا اور خواص اور فیلبان اور مردم خاص اور باورچی اور رکاب دار اور فراش وغیرہ
سید عبد اللہ خان کے نوکرون سے منصوب رہے ہمت خان بادشاہ کے اتالیق اور صاحب اختیاری دیوان خاص و
عام میں سادات کی طرف سے مقرر تھا رفق و مدارا کرتا تھا کوئی کام اوسکے خلاف مرضی نکرتا کبھی کبھی ایک دو مہینے
سیر و شکار کے لیے کوس دو کوس لیجا کر واپس لاتے تھے القصہ چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کے طرف سے بعض
اطوار ناہموار دونون بھائیون مدار المہام سلطنت کو معلوم ہوے امیر الامرا نے اوسکے تنبیہ کا ارادہ کر کے الہ آباد کی
طرف پیش خیمہ نکلوایا اوس وقت چھبیلہ رام کے وفات کی خبر پہنچی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی
کارگذری سمجھی مگر افسوس کیا لوگون نے اوسکے سر پر غرور کو نوک سنان پر نہ دیکھا پایا متعاقب اسکے معلوم ہوا کہ گردھر بہادر
چھبیلہ رام کا بھتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد میراث نشین ہوکر فراہمی سپاہ اور استحکام قلعہ میں مصروف ہے اس خبر
کے سننے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو فتحپور سے اکبر آباد میں لاکر تسخیر الہ آباد کی شہرت دی اور حکم دیا کہ دریاے جمن میں [illegible]

دوسرے کوٹھے پر محبس خانہ سے دور جا پہونچا افغان نے بعد آگاہی تاکی کے ہر طرف نگاہ کرنا شروع کی ناگاہ نظر پڑا کہ ایک
شخص ستر دیوار میں چھپ گیا افغان نے اوس طرف دوڑ کر ہاتھ کھینچ لیا اور بٹھانے کے وقت ایک طمانچہ مارا فرخ سیر
نے اس ذلت کا کچھ خیال نہ کیا اپنا سر دیوار پر دے مارا ہیبت گرپا فوراً دیا زندگانی کی راہ لی اور محمد ہاشم بن خواجہ میر مورخ
فرخ سیر کے کشتہ ہونے کی علت ایجادی سادات سے لکھا ہے ہر چند ایسا ہو مگر احتیاطاً آدمی کی عبارت لکھتا ہوں تاکہ بنا بر
ثابت ہو کہ سادات کی یا سدارتا ہوئی اس زمانہ میں جب کہ بادشاہ کے قید ہونے کو دو مہینے گذرے اور ایک روایت
یون ہے کہ باوجود سلائی پھیرنے کے تجلی نور بصارت سے معذور ہوا تھا غرض کہ اپنے بیادہ ہوجانے اور طمع ریاست سے
اس قید شدید میں بھی یہ خیال تھا کہ اپنے مدعیوں سے معذرت کرتا اور اسند جائے سلطنت میں ناک رگڑتا کبھی عبداللہ خان
افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا چاپلوسی کرتا اور اعلیٰ درجہ کی مرتبے کا وعدہ فرما کر اشارہ کرتا کہ مجھکو راستہ سے راجہ
جے سنگھ سوائی تک پہونچا دے یہ حق اور چاپلوسی جان کی عداوت کرنے لگی عبداللہ خان نے سب ماجرا دونوں بھائیوں کے
گوش گذار کیا لہذا آخرکار سادات موصوف نے اسکی جان لینے کی فکر کی اور دو مرتبہ زہر کھلایا مگر موثر نہ ہوا تیسری مرتبہ
ثالث بالخیر کا معاملہ ہوا اسم قاتل نے اپنا زور دکھلایا یعنی جان کندنی در پیش آئی اوسوقت اون دونوں برادران کے
نمک حرامی پر غصہ آیا اور جو کلام الٰہی کی قسم ہوئی تھی اوس پر گران بار خاطر ہو کر سخت و سست کہنا شروع کیا کہ کلام اللہ ایسے
روسیاہوں کی سزا کیوں نہیں دیتا اور اسیطرح جناب احدیت میں بھی زبان درازیاں کہنے لگا مثل مشہور
ہے مرتا کیا نہ کرتا امیر الامرا و قطب الملک نے یہ گفتگو سنکر حکم دیا کہ گلے میں پھانسی ڈالدیں جسوقت گردن میں پھانسی
ڈالی فرخ سیر نے دونوں ہاتھ سے پکڑی اور بیفائدہ ہاتھ پیر ٹیکنے لگا جلادوں نے لکڑی سے ہاتھ پر خوب بید سے
کھینچتا گیا القصہ حسرت و یاس اس دنیائے فانی سے درگذرا مقتضیٰ نیستی در رسید ہر کس ۔ تماشا کند ہر یکے یک نفس بعضے
کہتے ہیں کہ بروقت جان کندنی کے دو زخم چھریوں کے بھی مارے تھے لیکن جو کہ راقم سیر المتاخرین نے ایک ثقات گو
مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت زخم چھری کی محض غلط ہے بہر حال بارہ پہر کے بعد تجہیز و تکفین کر کے مقبرہ
ہمایون میں تابوت پہونچایا گیا شہر کے لچے قریب تین ہزار عورت و مرد کے تابوت کے آگے آگے گریان چلے اور مخالفین
پر طعنہ زنان چلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیخان برادر بخشی قطب الملک حسب الحکم جو بادشاہ کے ہمراہ
تھے رفت کنان روان تھے اکثر لوگ ان کی سواریوں پر اینٹ پتھر کھینچ مارتے اور گالیاں سناتے تھے اور ان لوگون
کی جرأت کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گروہ لچون کا اوسی چبوترہ پر جمع ہوا جہانکہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا
تھا اور مولود کی مجلس تیار کی اور تمام رات بیداری میں صبح کی مشیت ایزدی دیکھا چاہئے کہ معاندات فرخ سیر
میں کیسے کیسے عجائبات دیکھنے میں آئے جبکہ اسقدر عداوت تھی لازم تھا کہ اوسی روز جب وہ قید ہو گیا تھا قفس
عنصری سے رہا کیا جاتا لیکن آخر وبال کہاں جاوے اوسنے بھی پھانسی لگانا سر کیا تا آنکھیں نکلوانا اور ایسی ہی [illegible]

شاداب خان مع اپنے لڑکون کے بادشاہ کی نصرت یابی کو پہونچے دوسری طرف سے اعتقاد خان اور سید صلابت خان
داروغہ معزول توپخانہ شاہی اور سو سو ہزاری مع دو تین ہزار سوار کے سعد اللہ خان کی بازار مین معرکہ آرا ہوئے امیر الامرا کو
رفقا اور لشکر خبر قتل عبد اللہ خان کی سنکر نزدیک تھا کہ مفرور ہو جاوین تا کہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر تحقیق
ہوئی اور امیر الامرا کے حکم کے بموجب رفقاے ولاور چاندنی چوک مین شاداب خان اور غازی الدین خان سے
مقابلہ پر گئے اول ہی حملہ مین بان کے صدمہ سے غازی الدین خان کا ہاتھی رو گردان ہوا اور ساتھی بھی سارے ہمراہی
گریزان ہوئے شاداب خان مع فرزند دلبند کے جو زخمی ہوا تھا بجاے خود آبیٹھا اعتقاد خان نے حرکت مذبوحی کی گرجرأت
نے آگے قدم نہ بڑہایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندہکر بیٹھا اوسکی حماقت سے چند دوکان چوک کے راستے کی لٹ گئین
اعز خان مع اپنے جمیعت اور انبوہ معاون کے دروازہ لاہوری کے روبرو نمایان ہوا حسین علی خان کے آدمیون نے
دروازہ بند کرکے مزاحمت کی وہ لاچار واپس ہوا ہنوز اسطرح وآگیر ہو رہی تھی کہ فرخ سیر اسیر ہوا شادیانہ جلوس
رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہر چند قطب الملک اور اجیت سنگہ نے چاہا کہ فرخ سیر برآمد ہو تا کہ انفصال سوال جواب کا کرکے بیمورد مین مگر وہ نہ نکلا ادہر
ہنگامہ قتل نے درازی پکڑی امیر الامرا نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ عنقریب بلواے عظیم ہوا چاہتا ہے جلد تدبیر کا کرنا
چاہیے چونکہ فرخ سیر کے نکلنے مین دیر ہوئی لاچار قطب الملک سے فدائی وغیرہ قوم بنگلیہ اور نجم الدین علی خان کی پشت گرمی
سے حیلہ محاسرا ے مین جاگھسے جنتینین اہلہ کنین جو دروازہ پر مانعت کو استادہ تہین دفع کرکے جستجو کرنا شروع کی آخر زجر و
توبیخ سے نشان ملا فرخ سیر کو برہی بیحرمتی سے نکالا اسکی مان بہن لڑکیان سب بیگمات نہایت الحاح و زاری کرنے
لگین مگر اسوقت یہان رحم کہان کشان کشان بیدرد حرم لائے اور ترپولیہ کے اوپر جاے تنگ و تاریک مین محبوس کر دیا
اسکی ایام سلطنت مواے حکمرانے معز الدین کے چھہ برس چار مہینے رہی بعض لوگون نے اس سانحہ کی تاریخ کا مادہ یہ لکھا ہے
(فاعتبروا یا اولے الابصار) لہذا فقیر نے ایک کتاب سے دیکھکر اسکو نقل کیا

شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجمعی ہوئی اوسوقت کہ شہر مین سراسر شور و شر برپا تھا ۹ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۱۳۱ ہجری
کو پہر دن چڑھے شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خورد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو جو کہ اکبر خلف عالمگیر کی
دختر سے بست سالہ تھا قید سے نکالکر شہر والون کی سراسیمگی کے باعث شتاب بغیر اسکے کہ حمام اور تبدیل لباس اور زینت

نہ بنسبت مخالفت کے دو چند ہے ابہی اونکی سزا ہو جائیگی اگر بادشاہی ارادہ اونکو ثابت ہو ہمراہی ابہی ترک رفاقت کرتے ہین بعض امراے جان نثار خصوص جماعت مغلیہ بادشاہ کے تلون مزاجی اور اوسکے مصاحبون کے سبکسار نفسی سے احتیاط کرتے تھے لیکن نہ توجے سنگہ کی مصلحت قبول ہوئی نہ طریقہ آشنائی مین قدم رکہا غرض کہ دولتخواہان دانشمند کی بات فرخ سیر خود پسند اور مصاحبان ابلہ نے نسنا آخر کار ہاسے غفلت کہکر بنا امراے متعدد اس ملاحظہ سے خون جگر کہاتے تھے لاچار بیچارے کچہہ کر نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامرا کی ملازمت کو گئے اور اوسکا اقتدار اور استنبار دیکہکر بالامال حسرت اور شکایت کے ہوکر نادم معاود ہوئے تاکہ قطب الملک نے بہائی کی طرف سے یہ پیغام بہیجا کہ اگر جے سنگہ کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہو اور خدمات حضوری مانند توپخانہ اور داروغگی دیوان خاص اور دیگر عہدہ جات اصالتاً ہمارے متوسل مقرر ہون اور قلعہ مین بہی ہمارا بندوبست ہو اوسوقت بلا وسوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ بالفعل خدمات مذکورہ اصالتاً قطب الملک کے نام مع دیگر سادات اور اوسکے ہمراہیون کے مقرر کرتے ہین اور نیابت مین اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جشن نوروزی تقریب انکا یہ نیابت موقوف ہو جائیگی ۳ ربیع الثانی کو جے سنگہ سوائی نے ایکہزار کی فہرست نیابی بموجب حکم شاہجہان آباد سے روانہ آنبیر اپنے وطن کا ہوا

آنا حسین علیخان کا دربار مین اور بادشاہ کا قید ہونا زمانہ نیرنگ کی مکر و فریب کا نمونہ

چونکہ فرخ سیر فطرتی شجاعت سے معرا تہا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال سادات کے کچہہ نکرسکا لاچار قلعہ مین سادات کے بندوبست ہو جانے کو راضی ہوا مردم بادشاہی کو دروازون سے اوٹہا دیا ۵ ربیع الثانی سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجیت سنگہ کے داخل قلعہ ہوکر جابجا اپنا بندوبست کرلیا مردمان عمدہ بادشاہی سے سواے اعتقاد خان اور امتیاز خان مشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدولہ کے جنکا عدم اور وجود برابر تہا مع دیگر چند خواص اور خواجہ سراؤن کے بادشاہ کے پاس اور کوئی قلعہ مین نرہا اور امیر الامرا شوکت وشان شاہانہ سے آخر روز کو داخل قلعہ ہوا اور ملازمت سلطانی مین چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا حمایت خاص عنایتی سے اسپ و فیل و جواہر کسیقدر لیکر باقی کے حق مین عذر کیا اور تقدیم آداب مین بہی سہل انگاری کرکے لشکر مین لوٹ آیا اسپر بہی بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نفرمایا کوئی تدبیر نکی دوسری مرتبہ ۸ تاریخ سہ شنبہ کے روز قطب الملک اور مہاراجہ ذ مع معتمدون کے قلعہ مین آکر بندوبست قرار واقعی کیا اور بدستور اول روز مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اپنے آدمی دروازون پر تعینات کیے اور دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس کرلین بعد دلجمعی جب حسین علی خان کو خبر ملی اوسی تجمل و کر و فر سے مع لشکر کے آنیکا ارادہ کیا اوسکی فوج نے اول روز سے آنا شروع کیا

نقل معدلت افزا متضمن اوصاف امیر الامرا

ایک معتمد سے سنا گیا کہ سفر دکن مین امیر الامرا کے ہمراہ آدمیون کی کثرت تھی بر وقت ورود لشکر کے چند دیہات لشکر کی درمیان مین واقع ہوئے کسی کی تاب نتھی کہ وہانکے رہنے والون پر جور و جفا کرے اتفاقاً ایک گانون لشکر کے روبرو واقع تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عفیفہ پیرزن کی فلک زدہ محتاج کسی سپاہی سے قوت روزانہ کی سایل ہوئی اوسنے کہا میرے پاس رہیگی احتیاج تو بری شے ہوتی ہے یہ ہمراہ ہو گئی سپاہی نے بلا کسی طرح نیک و بد سمجھنے کے خیمہ مین کہا صبح کو باربرداری پر سوار کرا کر روانہ ہوا اوسکی والدہ ضعیفہ تمام رات بیتاب رہکر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس آکر فریاد خواہ ہوئی کہ آپکے لشکر کے سپاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجئے دختر دلوا دیجئے امیر الامرا نے وہان پر ٹھہر کر حکم دیا کہ جب تک لڑکی حاضر نہوگی یہان سے سیر نہ اوٹھا وُنگا قسم یاد کی لوگون نے ڈہونڈہ نکالا حاضر حضور لائے امیر الامرا نے حال پوچھا اوسنے کہا کہ ملازم سرکار کا کچھ قصور نہین میری احتیاج نے بلا جبر و اکراہ راضی کر دیا تمام رات بہر خیمہ مین رہی اوس ستمگر نے عصمت دری نہین کی امیر الامرا نے اوسکے ملجا سے اور عصمت برقرار رہنے کے شکریہ مین دوگانہ ادا کیا اور لڑکی کو چند اشرفی جو جیب مین تھین دیکر کسی ملازم کو فرمایا کہ اسکے مکان پہونچا دے جب تک لشکر نکل نجائے وہان ٹھہرا رہے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا شاہجہان آباد کو اور فتنہ و فساد کا اوٹھنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بھائی سیف الدین علیخان کو پانچہزار سوار سے اسباب حرب کے سرانجام کو واقعہ ۱۰ شوال ۱۱۳۰ہجری کو برہانپور جو سر راہ واقع ہے بھیجکر خبر بانی کے پہونچنے کی انتظار کرتا تھا جب اخبار فتنہ بار اور نیز قطب الملک کے متواتر خطوط آئے اورنگ آباد سے نکلکر چند امور ضروری کے سرانجام کو ایکہفتہ قیام کیا اور اوایل محرم ۱۱۳۱ کو فرخ سیر بالاتفاق سید اسد اللہ خان عرف نواب اولیا چچا زاد بھائی اور جانثار خان اور عوض خان نایب صوبہ برار اور سید اسد علیخان تکیہ پرست عالم مردان خانی اور دل دلیر خان پانی پتی اور بہادر خان صادق اور اختصاص خان نبیرہ خانعالم اور حاجی سیف اللہ خان اور ضیاء الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی جو باقی سادات بارہہ مین سے تھا اور راجہ جت سنگہ بوندیلا اور راجہ محکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اسکے سوا بایس ۲۲ نفر نوکران شاہی بھی مع فوج دریا موج جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے ٹھہرے تھے متحرک ہوا بعض مجبور اور بعض بضرورت چار و ناچار ہمراہ ہوئے علی ہذا القیاس پیادہ ہائے برقنداز اور اکثر منصب داران دکن جنکے ہمراہ کوئی امیر نہ آیا تھا بضرورت چار و ناچار ہمراہ ہوئے قلعہ احمد نگر وغیرہ مین اپنے قلعدار مقرر کئے اور بعض کو مرہٹون کے قبضہ مین چھوڑا برہانپور پہونچکر چند امور کے انصرام کو چار پانچ مقام ہوئے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی طے مسافت کرتے ہوئے

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ اکٹھا ہونا راجہ اجیت سنگہ اور سربلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگہ کو
مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیخ کنی کرے مگر اوسنے بنظر نامردی فرخ سیر
کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمداستان ہوا نظام الملک اور سربلند خان بامید وزارت اور بخشی گری کی
سادات کی جانستانی پر راضی ہوئے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اسکے جواب مین
فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کیواسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہین ہوتا اس کلام کے سننے سے دلتنگ ہوکے
اسی ترغیب امرا اور اشتہار ہونے پر فکر اسیری قطب الملک مین عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار سوار کے مع
ہمراہیون راجہ اور فوج بادشاہی کی حضور مین تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا پچھ ہزار سوار سے زیادہ نتھے عوام مین
مشہور ہوا کہ آج قطب الملک قید کر لیا جائیگا باوجود اس شہرت کے کسیطرف سے کچھ صدا نہ اوٹھی اور قطب الملک
کبھر اکر سپاہ نوکر رکھنے مین مصروف ہوا سوائے مردم بارہہ کے جنپر اعتماد رکھتا تھا اور فرقہ کم نوکر رکھتا تھا آخر اس امر کو
نے تخصیص سے گذر تعمیم قبول کی فرمایا کہ بیس ہزار سوار تک جس قوم کے ہون بھرتی کرین جب یہ اخبار حسین علی خان کو
پہونچی بھائی کی فکر اور دشمنون کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان اباد کے عزیمت کا دہیان آیا قبل اسکے معین الدین نام
مجہول النسب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگ زیب کے ولدیت مین مشہور ہوکر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی
بہیجکر بشان وشوکت تمام اسطرحپر کہ کوئی اوسکی صورت نہ دیکھے اپنے پاس بلا کر اوسکا حال حضور مین لکہا تھا اور ایک
عرضی مشتمل ارزوے ملازمت اور ناموافقت آب ہوای دکہن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فوج نوکر رکھنے سے جو کہ
قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے ڈرا قطب الملک سے عذر خواہ ہوا مہاراجہ اجیت سنگہ
جو کہ عبد اللہ خان کی آعانت سے سرفراز ہوکر ہمراز وہمدم ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر ماہ شوال کو فرخ سیر
باتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخاصان کے قطب الملک کے مکان پر آیا اور باہم عہد وپیمان محبت
قسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے مزاج مین تلون تھا کبھی صلح کبھی فکر عداوت تھی اور باوجود ارادۂ ثانی کے
جو لوگ اس کام کو کر سکتے تھے اونکی راے نہ مانتا تھا کمینون کو صاحب اقتدار اور مردان کاری جرار کو ذلیل وخوار
کرتا تھا ایسے ہی سمجھنا چاہئے جیسا کہ سربلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگہ سوائی
اور مبارز الملک سربلند خان کہتے تھے کہ اگر پردہ ازروے کار اوٹھائے اور کمر ہمت چست کیجئے قطب الملک کو
برخاست کر دیجئے اب وہ بے تاب وتوان ہوگئے ہین جب عذر تقصیر کرینگے بادشاہ نے انکا کہنا نمانا اور جو کہ
وعدہ وزارت اور امیر الامرائی کا کیا وہ درکنار بلکہ اصلی عہدہ سابقہ یعنی مراداباد کی فوجداری نظام الملک سے
لیکر اور کچھ اضافہ کرکے اعتقاد خان کو دیدی اور سربلند خان کو صوبہ عظیم آباد سے بوعدہ مذکور طلب کرکے کوئی کام
بالعوض نہ دیا اور اوسکی جاگیرات سیر کی تغیر کرکے بیرحملہ کو عطا فرمائی جب کہ قطب الملک کے گہر جاکر عذر تقصیرات اور

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ لاہور مین آیا مرہٹون کو فرصت ملی اپنے فتوحات کی تسخیر مین شوخیان آغاز کین بادشاہی مالک مین لوٹ کھسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتھ مارا جسنے جوتھہ دی اوسے اونکے ہاتھہ سے نجات ملی ورنہ بربادی ہوئی جہان کچہ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہو جاتے عالمگیر کے زمانہ مین رام راجہ کی بی بی تارا بائی تمام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکہہ حصہ صوبہ دکھن بدستور فیصدی دہ روپیہ پر عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تہا بہادر شاہ کی عہد مین رانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رانی اور راجہ مذکور مین کچہ بندوبست بہادر شاہ کے مدنظر تہا نہ ہو سکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے دیوان اتوت تہا شرط یہ تہی کہ تنہا ہر دون اور اسکی جاگیر مین فراحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان پر امن نایب داود خان سے بموجب استصواب جوتھہ لیوین نظام الملک کی صوبہ داری مین جو کل ایک برس پانچ مہینے رہی اول صلح اور آخیر مین لڑائیان رہین ایکمرتبہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین مادہ فیل لوٹکر مرزا بیگ کے ہاتہہ حضور مین بہیجین بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہ داری سے جو فساد و عناد مین بادشاہ سے گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب بدمکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے بیر انبدوبست بخوبی نہین ہو سکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے بہائی اور خاص اپنے حق مین اطمینان تہی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچہ داود خان پنی کے عہد مین مقرر تہا باضافہ دیس مکہہ فیصدی دس روپیہ کے قبول کرکے صلح کرلی اور مقرر کیا کہ شش ہزار سوار جناجی مع جمعیت شایستہ بطور نیابت اور وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر الامرا کے حضور مین حاضر ہوئے اور عمال وارکان سے حسب مقررہ جوتھہ لین اور دیس مکہہ رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا لیکن عمال اور حکام اور مال گذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل جوتھہ سوم عامل دیس مکہہ کے بڑا رنج ہوا العید تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل یابی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دو لیخواہان ہمتیہ کے بہڑکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل در آمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم اور بہادر و دانا اور عبید اللہ خان کے ساتھہ رشتہ برادر خواہری رکہتا تہا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہان پور مع خلعت و فیل و سر پیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند و موعظت فرمائی اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصایح سے حسب خواہش بادشاہی کارنبد ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ لاہور مین آیا مرہٹون کو فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر مین
شوخیان آغاز کین بادشاہی ملک مین لوٹ کھسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتھ مارا جسنے چوتھہ دی اوسے اونکے ہاتھ
سے نجات ملی ورنہ بربادی ہوئی جہان کچھہ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہوجاتے عالمگیر کے زمانہ مین
رام راجہ کی بی بی تارا بائی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکہہ حصہ
صوبہ دکھن بدستور فیصدی دہ روپیہ ہمیں عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تھا بہادر شاہ
کے عہد مین رانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رانی اور راجہ مذکورین
کے جو سند و لسبت بہادر شاہ کے مدنظر تھا نہ ہوسکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ
انوت تھا شرط یہ تھی کہ شاہزادون اور اسکی جاگیر مین خراحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان ہیر امن نایب
داود خان سے بموجب استصواب چوتھہ لیوین نظام الملک کی صوبہ داری مین جو کل ایک برس یا پنچ
مہینے رہی اول صلح اور آخر مین لڑائیان رہین ایکمرتبہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین مادہ فیل لوٹکر مرزا بیگ کے
ہاتھہ حضور مین بہیجا بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہ داری سے جو فساد وعناد مین بادشاہ سے
گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب بدہمکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی
صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے بیر انبد و لسبت بخوبی نہین ہوسکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے
بہائی اور خاص اپنے حق مین اطمینان تھی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچھہ داود خان ہنی کے عہد
مین مقرر تھا باضافہ دیس مکہے فیصدی دس روپیہ کے قبول کرکے صلح کرلی اور مقرر کیا کہ لشکر باتھہ اور جمعاج
مع جمعیت شایستہ بطور نیابت اور وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر امرا کے حضور مین حاضر ہون
اور عمال و ارکان سے حسب مقررہ چوتھہ لین اور دیس مکہے رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا
لیکن عمال اور حکام اور مال گذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتھہ سوم عامل
دیس مکہے کے بڑا رنج ہوا العبد تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل پانی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب
درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دو لتخواہان معتمد کے بہکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم
کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل درآمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم
اور بہادر و دانا اور عبید اللہ خان کے ساتھہ رشتہ برادر خواہرگی رکہتا تھا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہان پور مع
خلعت و فیل و سرپیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند و موعظت فرمائی
اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصایح
سے حسب خواہش بادشاہی کار بند ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

خدمت گزار تھے ناگہاں انکی برطرفی کا حکم ہوا بخشیون نے اوس گروہ کو جواب دیا اونہین دنون مین میر جملہ جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا اسکی بد انتظامی و بے تدبیری سے سپاہ کی طلب ملی جماعہ مغلیہ نے رعایا پر جور و جفا شروع کی میر جملہ کی بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا مگر تنخواہ سپاہ کینہ خواہ کی باقی تھی بسکال جرم اپنے ملازمان سے پوشیدہ محافہ مین بیٹھ کر دار الخلافہ کو بھاگا اور عظیم آباد سے سیدرہ روز مین وقت شب قلعہ شاہی کے دروازہ پر پہونچا اتفاقاً اون دنون مین خبرین متوحش بشعر فتح کرنے قطب الملک کے اوڑی تھین اور فی الحقیقت بادشاہ ارادہ بدی کا سادات سے رکھتا تھا اور عوام مین شہرت تھی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو بھی اس کام کے لیئے طلب کیا تھا اسی وقت مین آشوب خار یاد ہر بادشاہ کی بدنامی اور میر جملہ کی مطعونی ہوئی میر جملہ اسس حرکت سے عفو تقصیر آذر پایا قطب الملک کے پاس جاکر عجز و انکسار کیا اور عفو جرایم کا خواستگار ہوا لیکن یہ سب باتین مکر و فریب تجویز ہوئین تاکہ وزیر امیر ہو ہمیشہ آٹھ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو برطرف ہوگئے تھے فراہم ہوکر محمد آمین خان بخشی اور خاندوران نایب امیر الامرا اور میر جملہ کے مکان پر جاکر تقاضائے طلب کرتے تھے ان لوگون کے ہتیار بند امرائے مذکور کی حویلی پر جانے سے لوگون کو شک ہوئی کہ فتنہ جویون کی سازش سے ہے ایسے شور شغب سے قطب الملک فوج جمع کرنے مین مصروف ہوا اسکا بھائی عزت خان جو اوسوقت مین نارنول کا فوجدار تھا مع فوج بارہہ تازہ لازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چھہ روز تک برخاست شدہ اور مغل کے افواج کا ہجوم بازار و نمین تھا قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح پہرا کرتے تھے میر جملہ نے از بسکہ خوف کھایا محمد امین خان کی پناہ مین جا چھپا سررشتہ کار ہاتھ نہ آتا تھا ہر طرف سے گھبرایا تھا باوجودیکہ میر ذوالفقار خان بہادر اور حسین علیخان بہادر اور قطب الملک سے دعوے برابری تھا مگر نامردی سے گھبرایا سب کچھ بھولا چار ناچار فرخ سیر نے رفع اتہام کے لیئے میر جملہ کو معتوب اور صوبہ عظیم آباد سے بدل دیا سربلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میر جملہ نے پنجاب کو رخصت پائی چونکہ باطن صاف تھا مکر و فریب کا خیال دلون سے دور نہوتا تھا جسوقت بادشاہ سیر و شکار کو جاتا قطب الملک کو پکڑنے کا غلغلہ پڑجاتا اور قطب الملک متوحش فوج کی بھرتی مین مصروف تھا

جملۃ الملک اسدخان آصف الدولہ وزیر عالمگیر کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے چھٹوین جلوس کو مطابق ۱۱۲۹ ہجری کے اسدخان آصف الدولہ جو رانوے برس کا ہو کر جنت کو راہی ہوا یہ شخص خاتم الامرائے ہند تھا صفات حمیدہ و مراحم الخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھ چاہیئے رکھتا تھا آخیر وقت تک کسی امر اسکے لیے دست بسر نہوا کافۂ انام اوسکے مشکور رہے دنیا مین نیکنامی سے بسر کرتا گیا عمدہ بات ہے سنئے اسطرح جی کہ بعد مرنے کے یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے مشہور ہے کہ ذوالفقار خان امیر الامرا محمد فرخ سیر کے

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بہیجا کہ دونوں کو گرفتار کر کے حافظ آدم کو اٹک اوس پار رکے اوسطرف چہوڑ دین اور یہ لکہین کہ پہر اسطرف عود کر سکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکہین حسب الحکم تعمیل ہوئی مگر تیغ بہادر کے ہمراہی فقیرانہ وضع سے گہومتے تہے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عہد عالمگیری مین گورد گوبند تیغ بہادر مذہبی باپ کی جگہہ پر مسند آرا ہوا مشیران مذہبی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور سلاح اور گہوڑے فراہم کر کے ہمراہیون کو حصہ لگا دیا کسیقدر ہاتہہ پیر نکالنے لگا جب حکام شاہی فوجدار لوگ اوسکے تنبیہ پر آمادہ ہوئے اوسنے بہاگ کر پناہ لی دو لڑکے اوسکے قید ہو کر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال و اطفال کے پاس پہونچے حکام سہرند کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افاغنہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر مکان پہونچادین زر خطیر معاوضہ مین دیا جائے افاغنہ اوسکو اپنے طریق پر لباس پہنا کر اور ڈاڑہی مونچہہ کی وضع بنا کر راستہ مین باحتیاط لے چلے جو کوئی پوچہتا کہتے ہمارا پیر راجہ ہے جب جاے مقصود مین پہونچے اور دلجمعی حاصل ہوئی اوسکا چال و چلن اختیار کیا اور اپنے مریدون کو بہی بتا کیا کسیقدر بیہوشی طاری ہوئی اور اسی حال مین انتقام فرزندان کے گہات مین رہکر جان بحق ہوا اسکے بعد بندا بجاے گورو گوبند کے خاندان افروز ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل مین قتل تیغ بہادر اور گورو گوبند کی اولاد کا تہا مسلمانون کے سر پر تباہی لانا شروع کی جسے پایا قتل و خوار کرتا حتی کہ مسلمانی حاملہ عورتون کے شکم پہاڑ بچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سنکر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی یکبار خانخانان منعم خان نے تیس ہزار سوار سے کوہ کرہ مین محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی نہوئی دوسری مرتبہ محمد امین خان و اعز خان و رستم دلخان وغیرہ نے محصور کیا الا ناکام رہے بندا بہت کم فوج شاہی سے مقابل ہوتا تہا اکثر بطور قطاع الطریق کے گہوما کرتا تہا جہان قابو پایا استیصال اسلام مین قصور نکرتا ہنوز یہ جہگڑا تمام نہوا تہا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جہگڑے سے خلاصی پائی لاہور مین جیسا کہ ذکر ہوا شاہزادون کے باہم مقابلہ رہا کسی کو سکہون کی خبر نلی اس سبب سے بندا کا اور بہی اقتدار ہوا جب عز الدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ مین عنان سلطنت آئی تنبیہ بندا کے واسطے اسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا اسلم خان اوسکے لڑنے کو نکلا مگر شکست کہا کر لاہور کو واپس ہوا اب بندا کو نخوت ہوئی بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزاری پر کمر باندہی اسی عرصہ مین بایزید خان نام فوجدار سہرند باراده درستگی بندا کے قصبہ مذکور سے برآمد ہوا اپنے لشکر مین ٹہرا تہا اور نماز مغرب کے وقت چند آدمیون کے ساتہہ خیمہ علیحدہ مین نماز پڑہتا تہا کہ کسی سکہہ نے صبح کے وقت عین غفلت مین خیمہ مذکور مین آکر بایزید خان کو مار ڈالا اور خود صحیح و سالم ہمراہیون سے جا ملا جب یہ خبر حضور مین آئی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندا کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑکے زکریا خان کو عطا ہوئی اور قمر الدین خان ولد اعتماد الدولہ محمد امین خان و اعز خان وغیرہ فوج مغلیہ اور رسالہ شاہی اور احدیان اور

زمین بوس ہوتے ہین ہمارا کیا قصور ہے بہری یار کی ہر جگہہ رنگ دبو ہے ❊ جدہر دیکھتا ہون اودہر توہی تو ہے ❊❊
قوالون نے جو کچہ اپنے استاد سے پایا گاتے ہین محکو منع سے کیا سو داب تم جو اشعار مناقب صحابہ کی تبلاؤ گا یا کرین اس جواب
سے شیخ نے سمجہا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزردہ ہوگیا اور جامع مسجد مین مشغول وعظ کہا کرتا کہ جناب امیر المومنین
علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا داخل آل عبا نہین اور غازی کو سید لکہنا چاہیے اور پنج تن پاک جو کہتے ہین خلاف عقاید اہل سنت
ہی کیونکہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تھے اسیطرح مذمت مذہب امامیہ کی کیا کرتا خواجہ جعفر نے اطلاع پاکر پیغام دیا کہ وعظ
مین ایسی قیل وقال برخلاف رسم مذہب اہل سنت وجماعت کی ہے اگر فقیر خانہ مین آئیے یا دوسری جگہہ تجویز فرمایے
روبرو فضلا کے کلام شریف مین دلیل کیجاوے جو کچہ آپکو دعوے ہوا زروے کتب تصدیق کیجے شیخ عبید اللہ نے
درجواب کلمات سخت کہلا بہیجے اتفاقاً اسی قربت مین چند مغل زاد و باش وضع مع تسبیح اور خاک کربلا گردن اور
بازو مین لگائی جب وہ وعظ کہہ رہا تہا بہیئت مجموعی حاضر مجلس ہوے اور نگاہ بد سے جانب شیخ نظر کرنے لگے اور
تین ہزار آدمی اوسکے ہیر کار جو وعظ سن رہے تہے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل واعظ کو آئے ہین کلمات
رفض زبان پر لائے مغل زادون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اونکے پیچہے ایک متہد اجل رسیدہ
سپاہی وضع جو وعظ سننے کو آیا تہا اکر لوٹ گیا ایک مغل نے اس گمان سے کہ اونہین کے ساتہیون مین سے
ہے اوسپر حملہ کیا متہد مذکور کو لوٹا اور موذن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اوسکی لاش اس تحقیق کو
زیر مسجد پڑی رہی کہ کسکی لاش اور بہیجا ہوا کسکا ہے بعض متعصبان اور ہوا خواہان شیخ عبید اللہ نے بوسیلہ بعض
مقربان درگاہ استغاثہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اباحیت کے دین مین خلل انداز ہوا اور بہادر شاہ کے عہد مین کلمہ
وصی سے جو ہنگامہ ہوا تہا اسحال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کرایا جاوے شاہجہان آباد
کی گذرگاہون اور بازارون مین جہان مناقب ایمہ طاہرین پڑہ کر اوسکے فضایل بیان ہوتے تہے اس واقع کے
بعد ورق اولٹا بجز دم روافض کے زبان پر نہ آتا تہا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتھ جو کہ قاضی حضور تہا
اس بارہ مین سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بد اعتقادی شرعاً ثابت نہین ہوتی اور جو کچہ شیخ عبید اللہ نے
کہا ہے مطابق کتب معتبرۂ اہل سنت کے نہین ہے مگر رفع گفتگو کو اگر خواجہ نقل مکان کرین مضایقہ نہین
خاندوران نے اس بات مین جو کچہ مناسب تہا خواجہ کی جناب مین عرض کرکے صلاح دی کہ چندے مزار خواجہ نظام الدین
پر ٹہہرے تا کہ معاندان کی زبان ساکن ہوا اور شیخ عبید اللہ کو کہا کہ کس مدعا سے اس شہر مین آیا اور بعد دریافت
مدعا دو تین روز میں سرانجام کرکے روانہ ملتان کیا

عبد الصمد کا بندا پیشواے فرقہ سکہان پر فتح پانا اور اس فرقہ کا مجمل حال

سال پنجم جلوس مین مطابق ۱۱۲۵ھ ہجری عبد الصمد کے زور بازو سے بندا نام اپنی سزا کو پہونچا تفصیل یہ ہے کہ فرقہ سکہہ

بعد ولیت ہوا اوسکے بعد دونون سہائی حاضر حضور شاہی ہون چنانچہ ایسی ہی تعمیل ہوئی قطب الملک
اور امیر الامرا حضور مین آئے عذر تقصیر کیا اور جو شبہہ کہ بادشاہ کیطرف سے دو تین متنفی نے پیدا کرا دیا
تھا بیان کرکے کمر سے تلوار نکالکر روبرو رکہدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیر وار ہین سر و شمشیر حاضر ہے اور اگر
بابر حقوق خدمت ہمارا قتل نامنظور ہو منصب سے برطرف کیئے جاوین کہ اپنی راہ لین حج بیت اللہ کو
جاویں اور اگر خدمت مین رکہنا منظور ہے ورانداز ون کے کلام اور حاسدون کی سخن انگیزی پر توجہ
نفرمائی جاوے آخر بنائے فساد اس پر رفع ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کا صوبہ دار ہو اور امیر الامرا صوبہ ہائے
دکن کے انتظام پر رخصت ہو لہذا امیر جملہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر مین تو تنافر دو اہی سادات کی ہوئی
اور باطن مین گویا مایہ فساد کو اشتعال کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور
نظام الملک کے برخاستگی کو بہی دکن سے تحریر کی نظام الملک کو حضور مین طلب کیا اور لکہا کہ داؤدخان یعنی
برہان پور مین جاکر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہونچے جس کام کو حسین علی حکمدے بجالائے اوسکے
استیصال مین ساعی ہو بعد فتح کل صوبہ ہائے دکن کا ناظم اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ مین
شادی بادشاہ کی اجیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا
لکہا جاتا ہے جو کہ بسبب داؤدخان کے عدم تدین سے درمیان ہندو مسلمان کے واقع ہوا

بلدہ گجرات مین ہندو مسلمان مین فتنہ عظیم کا برپا ہونا داؤدخان افغان کی عدم تدین سے

سنہ احد جلوس فرخ سیر مین داؤدخان گجرات کا ناظم تھا آخر سال کو اسکی صوبہ داری مین یہ فتنہ ہوا جس رات کہ
ہندو لوگ ہولی جلاتے ہین کسی ہندو نے اپنے صحن خانہ مین جو کہ مسلمانون کے گہرون سے ملحق تھا ارادہ کیا
کہ ہولی جلاوے مسلمان مانع ہوئے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہولی جلائی دوسرے روز مسلمانون نے
وہی جہت اپنے گہر کی ہندوون پر کرکے ایک گاؤ ذبح کی تمام ہنود محلہ مسلمانون پر ہجوم کر آئے مسلمان چونکہ
کم تھے بیتاب ہوکر گہرون مین جا گہسے ہندوون نے ایک قصاب بچہ کو جو چودہ برس کا تہا قید کرکے گاؤ کے
عوض مار ڈالا شہر کے مسلمانون نے جب یہ دیکہا غداے عام دی ہزار پٹہان جو داؤدخان کے ملازم تھے مع سکنائے
شہر کے بے اجازت داؤدخان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داؤدخان کے خوف سے جسکو رعایت ہنود
کی منظور تھی دروازہ بند کرلیا لوگون نے قاضی کا دروازہ توڑکر گہر مین آگ لگادی اور شریعت پناہ کو ہمراہ لیکر
دوکانات پہانک چوک سے آگ لگانا شروع کردیا رفتہ رفتہ کپور چند جوہری کے مکان پر جو داؤدخان کا مصاحب
تھا چڑہ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کرا کر برقندازون کو لڑنے بہیجا طرفین سے چند لوگ مارے گئے شدت فساد سے

زنانہ لاش کے پیچھے پہر اکر خانخان بہادر کے مکان مین قید کرین اور کل زر و مال ضبط سرکار ہو راجہ سبہا چند دیوان ذوالفقار جو کہ آدمیون سے زبان درازی کرتا تھا حکم ہوا کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہین کہ باوجود زبان بریدگی کے لکنت یا ین تا نہ تھا الغرض بالزام شرکت و تہمت سے تسمہ زیب گلوگیر کر روانہ عدم ہوے اعز الدین ولد معز الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اور ہمایون بخت برادر خورد کی آنکھین نکلوا لین اس بادشاہ کی اسقدر خونریزی سے ہر ایک نہایت مخوف ہو گیا تھا گھڑی گھڑی کی خبر منگاتا تھا

شروع ہونا منازعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان مین مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنابر بندوبست شہر قلعہ دار الخلافہ کو بھیجا لطف اللہ خان صادق کو بھی ہمراہ کر دیا قطب الملک شہر مین پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور کل کی صدارت سید امجد خان کو مقرر کی ادہر فرخ سیر نے بعد چلے جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ وطن بچھیلہ رام ناگر کے نام اور افضل خان اوستاد کو صدر الصدور مقرر کیا جب بادشاہ شہر و قلعہ مین آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر مین درمیان شاہ و وزیر کے عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تھا کہ اگر آغاز کار مین میری بات مسلم نہ رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا اور میر جملہ بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تھا کہ ہر چند بادشاہ بندگان درگاہ کو صاحب مقدرت فرماتے ہین مگر ان کو چاہیے کہ اپنی حد پہچانے رہین فی الجملہ ہر چند وہ جھگڑا اس طرح پر فرو ہوا کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے دلمین گرہ پڑ گئی اور اصل سبب آشفتگی ارکان سلطنت اور بدنامی قطب الملک حسین علیخان امیر الامرا در جماعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق عقل سے بے بہرہ لولیت بہت و نامرد تھا کمینہ بے ہنرون کو غیر لایق الانام دیتا تھا اسی سبب سے فرخ سیر بازاریون لچون کے روبرو مانند اعتقاد خان وغیرہ کے ممدوح تھا ورنہ لیاقت صوبہ داری کی کچھ بھی نہ تھی اور میر جملہ بنابر کثرت طمع او حسد کے کم لیاقتی مین کل افراد سے فوق رکھتا تھا اسد خان اور ذوالفقار خان کی سو برس کی کمائی برباد کر کے سادات کے پیچھے پڑا انہین چاہتا تھا کہ مرجع خلایق او معتمد سلطنت رہے اور قطب الملک بھی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تھا عنان اختیار راجہ رتن چند اپنے دیوان کے ہاتھ مین پکڑا دی تھی وہ شخص بسبب اقتدار اپنے کی اور وزارت مین پہونچتے ہی روز بروز از حد عداوت کرتا گیا جسکے نتیجہ سے چار سو برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات بارہہ کو داغ بدنامی لگا القصہ میر جملہ اور بادشاہ اور دیگر ہواخواہون نے دونو بھائیون کے منافق ہونے مین تدبیرین کین امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو راجہ اجیت سنگہ راٹھور کے تنبیہ کو جسنے بعد وفات عالمگیر کے جودہپور کی مسجدین کھود کر بتخانے تعمیر کرا دیے تھے اور بہادر شاہ مع اپنے بھائیون کے اوسکے لڑنے مین مصروف ہوا تھا اور بعد ازان واسطے استیصال جماعہ سکھان کے جنھون نے سرحد لاہور مین سرکشی کی تھی نہضت کی تھی مقرر فرمایا حسب الحکم مع بعض دیگر امرا کے

اور اسیر سامانی اور دار الانشا سے سرفراز فرمایا گیا سیف اللہ خان بیوتات مین مامور ہوا سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان قطب الملک کے بھائی مع دیگر رفقای بادشاہی اور سادات بارہ کے جنکے خدمات جانفشانی ثابت ہوئین حسب تقدیر ولیاقت انعام وخلعت سے معزز ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت مین مشغول ہوا ✣

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان کا حاضر ہونا اور ذوالفقار خان کا جان کہونا ✤

آصف الدولہ اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر بارہ بلہ پر خواہان ملازمت ہوئے میر جملہ عبید اللہ خان خانخانان نے جو کہ مزاج بادشاہ مین دخیل تھا اور یہ دعوے رکہتا تھا کہ سابق اور حال کے کل امرا سے اوسکا مرتبہ زیادہ اور اوسکا الفرنسی اثر پذیر ہے اول اول ذوالفقار خان کی قطع حیات چاہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کر دیا امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے اس شورہ سے آگہی پاکر ذوالفقار خانکو پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کرو گے کسیکی مجال نہوگی کہ سر دتمہین از روے میر جملہ اس راز کے مطلع ہونے سے سمجہا کہ درحقیقت ان دونوںکے ملجانے سے کسیکو تاب عدول نہوگی پس تقریب خان کو جو اہالی ایران مین سے تھا بسبب ہم جنسی کے ذوالفقار خان کے پاس بہیجکر نہایت دلجوئی کی اور کلام خدا کی قسم کہائی چونکہ بادشاہ باطن مین سادات سے خوش نہین لہذا تمہاری ملازمت معرفت امیر الامرا کے بے سود ہے بجز نقصان جان کے حاصل نہین اور تمہین دوسرے کی اعانت کیا ضرور بعد مستور قع طلال کل امرا اور خداوندان دولت اقبال کے مرجع ہوگے ایسی ایسی باتونسے آصف الدولہ کا دل بیچ کر دیا کسیقدر ذوالفقار خان کو وہم باقی تھا کہ خود میر جملہ نے جاکر تشفی کر دی اور نئے سر سے سوگند یاد کی جب حضور فرخ سیر مین لائے ہاتھ ذوالفقار خان کے باندہے تھے روبرو کہڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کیئے فرخ سیر نے ظاہر مین بڑی مہربانی خرچ کی ہاتھ کہلواکر خلعت اور جواہر عطا فرمایا بعدہ آصف الدولہ کو بحیلہ ضعف رخصت کر کے فرمایا کہ ذوالفقار خان خیمہ مین رہے کچھ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ متوہم باہر نکلا اور ذوالفقار خان جان سے ترسان ٹہرا نا مردم مامورنے چار دنطرف سے گہیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دعوے کیا ذوالفقار خان نے موت کی گرم بازاری دیکھی زبان پر لایا کہ مین محض بقصور رہون مجرم بادشاہ ہے جب دیکھا کہ فرخ سیر میرے خون سے باز نہی سکینی چھوڑ کر سخت جوابی پر آیا اسی عرصہ مین لاچین قلماق بہادر دل خان نے پیچھے سے اوسکے گردن مین تسمہ ڈالا اور لوگون نے ہجوم کر کے قتل کر ڈالا اور اوسی روز کہ اتوار اور ۱۶ محرم کی تہی بموجب اشارہ فرخ سیر کے لوگون نے قلعہ مین جاکر معز الدین کو تسمہ سے پہانسی دیکر مار ڈالا فرخ سیر دوشنبہ کے روز ۱۷ ماہ مذکور ۱۱۲۵ کو بہ تجمل تمام داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ معز الدین کا سر نیزہ پر اور لاش ہاتھی پر اور ہاتھی کے دم سے ذوالفقار خان کی لاش اولٹی لٹکا کر تمام شہر مین تشہیر کرین اور بعد تشہیر دروازہ قلعہ پر ڈالدین اور آصف الدولہ کو پالکی میں سواری

فتح فرخ سیر کی خبر سنی جان رفتہ تن مین آئی اور ہوش بہی بجا ہوے عبد اللہ خان نے اپنے بہائی کو زندہ پایا اور فتح یابی سے سجدۂ شکر بجالایا ذو الفقار خان باپ سے شورہ کر کے عازم تہا کہ پہر معز الدین کو لیکر تدارک سپر کمر باندہی زیراکہ فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذو الفقار خان اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ عداوت رکہتا تہا اور معز الدین کی حمایت کی تہی اطمینان نرکہتا تہا آصف الدولہ نے مبالغہ کر کے اس ارادہ سے باز رکہا لاچار ذو الفقار خان نے عزم دکن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا غرضکہ جب اقبال اسد خان اور ذو الفقار خان کا تمام ہوا اور اجل موعود ذو الفقار خان کے نزدیک تہی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہوتے عداوت کے بدین امید کہ حقوق ہمارے خاندان تیموریہ مین بہت ہین اور نیز عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تہا آصف الدولہ نے ذو الفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضوری فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانا فرخ سیر کا سلطنت مین اور بھیجنا عبد اللہ خان کو بندوبست دار الخلافہ کیواسطے

جبکہ فرخ سیر مدد غیبی سے مرادیاب ہوا لڑائی کے دوسرے روز ستہرہوین ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو وقت صبح بار عام فرمایا اول چین قلیچ خان اور عبد الصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران توران سید عبد اللہ خان کی وساطت سے بعد آداب و کورنش مورد مراحم ہوئے اور عبد اللہ خان نے مع لطف اللہ خان صادق وغیرہ امراء کے بنا بر بندوبست دار الخلافہ اور دولتخانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بہی ایکہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کو عازم ہوا ۱۴ محرم کو بارہ پلہ متصل شاہجہان آباد مین نزول اقبال ہوا سید عبد اللہ خان قطب الملک سے مخاطب ہوکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور مرتبہ وزارت اعظم کو فائز ہوا اور حسین علیخان بہادر خطاب امام الملکی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی اول مقرر ہوا محمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و خطاب اعتماد الدولہ سے متخر ہوا اور چین قلیچ خان نے پنج ہزاری سے ہفت ہزاری سے ہفت ہزار سوار نظام الملکی کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری داؤد خان نایب ذو الفقار خان کے عوض مین پائی اور صوبہ داری برہان پور کی کہ داؤد خان کو بالاصالت تہی صوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ عاصم نے خطاب صمصام الدولہ خاندوران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہ معز الدین کا رفاقت کے عوض مین غازی الدین خان بہادر غالب جنگ سے مخاطب اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ بخشی گری درجہ سوم سے متخر ہوا اور قاضی عبد اللہ تورانی کو جو جہانگیر نگر ڈہاکہ کی قضاۃ رکہتا تہا میر جملہ خانخانان سے مخاطب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار دستخط خاص کا اوسکے قبضہ اختیار مین دیا گیا لیکن ظاہر مین داروغگی خواص اور ڈاک کی رکہتا تہا محمد جعفر منشی جسنے بعض خدمات سابق مفوض تہی نصرت خانی کے خطاب

کردیا تھا ایکسو سوار ہمراہ تھے اوسوقت سید عبد الغفار مذکور اوسکے ہاتھی کے پاس آیا اور اپنا نام لیکر عبد اللہ خان
پر تیر مارا اسکے ہمراہیون نے اوسکا پیچھا کیا اور عبد اللہ خان نے بھی تیر سے زخمی کیا سید عبد الغفار زخمی ہو کر جان بچا گیا
سید عبد اللہ خان کثرت مخالف سے نہین جانتا تھا کہ کدہر جاتا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کسیقدر رفقا
کے ملنے سے قدری تقویت ہوئی اونچی جگہہ پر پہونچکر معز الدین کو مع ہمراہی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری
سے دور پاکر بہیئت مجموعی اوسکے زنانہ سواریون کے ہاتھیون پر جا گرا تیر باران ہونے لگا عجب قیامت مچی معز الدین
نے اپنے تئین درست نکیا تھا کہ فیلان سواری زنانہ کے باہمدیگر یورش اوٹھائی لال کنور اور اوسکے ہمراہی خواجہ سرایون
کے ہاتھی صدمۂ تیر سے گریزان ہوئے معز الدین نے ارادۂ مدافعت کیا اوسکا بھی ہاتھی بگڑا فیلبان کا کچھ بس نہ چلا
عبد اللہ خان نے قدم جرات بڑہایا غلغل عظیم معز الدین کے لشکرمین نمود ہوا باوجودیکہ شادیانہ فتح بھی بجایا گیا مگر
فوج نہ جمی چل نکلی کوکلتاش خان نے اس واویدہ سے جانا کہ معز الدین تک پاس پہونچے خانزمان اور چیلہ رام جو
گہات مین لگے تھے کمین گاہ سے نکلکر کوکلتاش پر جا گرے زخمہائے متنوعہ سے بیدست و پا کردیا اور رضا قلیخان
داروغہ توپخانہ کام آیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ مین کشتہ ہو چکے تھے اعظم خان برادر
کوکلتاش خان مجروح ہوکر معز الدین کے پاس پہونچا معز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور
دن آخر ہوتے ہوتے اکبرآباد کی راہ لی ذوالفقار خان باوجود ہجوم مخالف کے پہر رات تک میدان وغا مین مستقیم رہا
آدمیون کو تفحص جہاندارشاہ اور اعز الدین کو فرمایا تا کہ اگر پتا پاوین تو اسکے تجرو اقبال لو بادہ کرین مگر نشان ان کشتہ بختون کا نہ لگا فرخ سیر
کے لشکرمین شادیانے بجے رسم مبارکباد تہنیت ہونے لگی فرخ سیر ذوالفقار خان کی استقامت سے پریشان پوچہتا
تھا کہ اگر میری فتح ہوگی ذوالفقار خان کیون ٹھہرا ہوا ہے جب مدعیون کی فراری تحقیق معلوم ہوئی ذوالفقار خان
کو پیغام دیا کہ دعویدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر برائے خود شاہی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری
مین معز الدین نہین تو ہم ہین اس پیغام سے ذوالفقار خان نے اکبرآباد کی راہ لی جہاندارشاہ نے اکبرآباد مین رات
کاٹی داڑہی مونچہ مونڈوا بتبدیل لباس آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر معتمد کے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور آصف الدولہ
کے پاس پہنچکر قید ہوا اسی کے پیچھے ذوالفقار خان دار الخلافہ پہونچا اور عبد اللہ خان نے بعد فتح اپنے بھائی کے تلاش
مین ادمی دوڑائے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشون کے درمیان مین مجروح و بیہوش پایا ایک نے
عبد اللہ خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جواہرات جو اوسوقت زیب تن تھا مخبر کو عطا فرمایا بعضون سے سنا گیا کہ شکر اللہ خان
اور ماہیار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمراہیون کے اوسکی حفاظت مین مصروف تھے محمد ہاشم بن خواجہ
میر خافی کی تحریر سے دریافت ہوتا ہے کہ تنہا میدان رزم مین مجروح بیخبر گرا پڑا تھا لچے اوسکا لباس تک اوتار
لیگئے تھے بہرحال عبد اللہ خان نے اپنے معتمد بھائی کے پاس بھیجکر اوسے اوٹھا منگوایا جب حسین علی خان نے

امید نہ تھی لیکن عمدہ ارکان دولت معز الدین کے یعنی کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت متفق تھے اور ر
انہین کے نفاق سے کارہاے بادشاہی برہمی پاتے جاتے تھے دونو برخلاف ہمدیگر صلاحین دیا کرتے تھے حتی کہ دریاے
جمن کے عبور کے مشورہ پر ہنوز اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الحواس لال کنور کے عشق مین بیہوش تھا سید عبداللہ خان نے
ایک مقام پر پایاب پاکر رات کیوقت معز الدین کے لشکر سے چند کوس پیشتر کوچ کر کے جمنا کنارے جا پار اوتر گیا اور سراے
روز بہانی مین جو اکبر آباد سے چار کوس اوو ہر ہے جا ٹہرا اور تہوڑی دیر مین فرخ سیر بھی مع ہمراہیون کے پار اوتر کر عبداللہ خان
کی برابر پہونچا اور دشمن کی راہ داری اور مغالطہ دہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہہ تہا اوسی جگہہ بمقابلہ دشمن ٹہرا کہ جب
دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور راے چہبیلہ رام ناگر کے دریاسے پار ہوا تقدیر کی پردہ داری دیکھیے کہ معز الدین اور
کل امرا اوسوقت خبردار ہوے جب لشکر فرخ سیر اوسکے عقب مین نمایان ہوا ترتیب فوج جو اول مقرر ہوئی تھی بحال
نرہی نئے سر سے درستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی معز الدین کے ساتھہ اور فتح پانا

بتاریخ ۱۴ ذی الحجہ سنہ مذکور طرفین سے مقابلہ ہوا معز الدین مع فوج اور توپخانہ اور تجملات خسروانہ کے قول
مین ٹہیرا اور ذوالفقار خان معتمد علیہ سلطنت اگرچہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اپنے نام کا خیال کر کے مع سامان
عمدہ ہراولی پر جا اور کوکلتاش خان مع اعظم خان وجانی خان وغیرہ ہمراہیان کے دست راست اور
محمد امین خان وعبد الصمد خان وحسین قلیچ خان اور جانثار خان وغیرہ تورانیون کے جانب چپ اور راجی محمد خان
واسلام خان ومرتضی خان وحفیظ اللہ خان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ اسیطرح ہر ایک
بجاے مناسب مامور ہوا ادہر سے فرخ سیر ہم آئینون کے ساتھہ قول مین اور عبداللہ خان ہراولی مین اور حسین علیخان
وصف شکن خان وحسین بیگ دست راست مین ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چہبیلہ رام
ناگر مع چند دیگر سپاہ زورون کے کوکلتاش خان کے برابر صف آرا ہوئے اول عبداللہ خان نے آہستگی
سے تورانیون کے مقابل جاکر جہاندار شاہ معز الدین کے توپخانہ پر پہونچا اچہی کوشش کی قول خاص کے قریب
جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شکن خان مع فتح خان داروغہ توپخانہ کے دوڑا اسی حملہ مین صف شکن خان
اور فتح علی خان اور زین الدین خان ولد بہادر خان روہیلہ اور میر شرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران نثار رفقا جے
حسین علی خان جان بحق ہوے چہبیلہ رام اور خانزمان منتظر قابو تھے حسین علیخان اپنے رفقاؤن پر وقت تنگ
دیکھکر بمقتضاے غیرت عنہد دستانی کے ہاتہی سے کودکر جا ٹہرا اور تیر وبندوق کے زخم کہا کر سیدان مین گر پڑا
سید عبداللہ خان فوج معز الدین کے درمیان ہلچل تہا تیر کون کے تیر وبندوق کی بوچہار نے رفقاؤن کو پراگندہ

عبداللہ خان کی تادیب اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو روانہ کیا خواجہ حسن خان بیرنہ کو کلتاش خان کو جو کہ پنجہزاری تھا
ہفت ہزاری اور خاندوران کے خطاب سے سرفراز کرکے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی
ورچین قلیچ خان کو بھی عقب سے روانہ فرمایا اعزالدین اکبرآباد سے کجھوہ تک پہونچا تھا کہ فرخ سیر اور عبداللہ خان
اور حسین علیخان کے الٹی ہو جانے کی خبر ملی بزدلی سے اوسی جگہہ مقیم ہوا اور خندق کھودنے اور مورچال درست
کرنے کو حکم دیا بمجرد خبر پہونچنے نزدیکی فرخ سیر کی باوجودیکہ وہ ہنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات
ناشالیستہ سے دشمن کو دلیر کر دیا تا آنکہ فرخ سیر آپہونچا عبداللہ خان ہراول اطراف مورچہ اور موضع کی
دیوارین پکڑ کر آخر روز تین پہر تک توپ اندازی کرتا رہا شہزادہ اور مدار المہام دونون دل باختہ ہوکے بھاگنے
مین ہم سخن ہوے آخر کار جسقدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کارخانہ خزانہ توشکخانہ وغیرہ ولیاہی چھوڑ کر
پہر رات رہے باہم متفق ہوکر اوٹھ بھاگے جب یہ حال کہلا لشکر مین عجب طرحکا دغدغہ پڑ گیا لوٹ مچا دی
آقاے نامدار کا مال خوب ہاتھ لگا اور بعدہ سرکار فرخ سیر کی ضبطی مین آیا چین قلیچ خان کہ مدد کو شاہزادہ کی
عقب سے آتا تھا اکبرآباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی نصیحت دیکھی آخر فرمان معزالدین کا منتظر تھا جب دارالخلافہ مین اعزالدین
کی شکست کی خبر پہونچی معزالدین مایوس ہوکر عازم ہوا

سلطان معزالدین کا مع ذوالفقار خان اور کوکلتاش وغیرہ ارکان شاہی کے کوچ کرنا اور اکبرآباد کو آنا

محمد معزالدین جہاندار شاہ دوازدہم ذیقعدہ دوشنبہ کی شب کو ساڑھے تین گھڑی گذرنے پر واقع ۱۱۲۴ ہجری
مدافعہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان کے ہراولی اور کوکلتاش خان کی معاضدت
تھے اعظم خان و حیانی خان و محمد امین خان وغیرہ سرداران ایران و توران وغیرہ مع اسباب جنگ و جدال
کے ستراسی ہزار سوار اور پیادہ بیشمار ہمرہ سپر ہوئے اثنائے راہ مین سربلند خان جسنے فوجداری کھیری سے کسیقدر
روپیہ جمع کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے برخاست ہوکر مع زر نذر کو معزالدین کے حضور مین آکر مورد تحسین و
آفرین ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر مرخص کیا گیا اور چھبیلہ رام فوجدار کورہ اور علی اصغر خان ولد کاظم خان
فوجدار آیا وہ اعزالدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوے جب معزالدین قصبہ سموگر متصل اکبرآباد مین پہونچا
فرخ سیر کی بھی رایات ظفر طراز مع رفقا کے جو اوسی قصبہ کے نزدیک جا پہونچے تھے نمودار ہوئے چونکہ معزالدین کی
زشت حرکات سے اکثر عوام خصوص تورانی امرا بھی بجز عبدالصمد خان کے متنفر اور کشیدہ ہو گئے تھے اکثر ونکے
نوشتہ مشعر ارادہ احضار فرخ سیر کے لشکر مین پہونچے اگرچہ معزالدین کے دیکھتے ہوئے کسیکو فرخ سیر کے فہمائی کی

فرخ سیر نے آگاہی پاکر راج محل مین ٹھہرنا مناسب نہ جانا چونکہ یہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم صوبہ عظیم آباد
مرد مروت اور خاندان نجابت سے ہے اوسیطرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان مین جو کہ لب دریا
شہر کے اوتر طرف واقع ہے خیمون مین جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیاز پیغام دیا اپنی
بیکسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ مین آپکی تاب نہ تھی اول تو انکار کرکے کہا کہ تمہارے حق مین
حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ کسیطرف کو سدہار و بنا رہ کسی حیلہ
سے اپنی نجات کر لیگا دوسری روایت سے بطور دیگر جلوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بھی مذکور
ہوگا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیگ مخاطب بغازی الدینخان کو ستہ نے دربار مین آکر اپنی
حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آنیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اوس سلوک سے
پیش آیا جو کسی آقا نے نوکر کے ساتھہ نکیا ہوگا حکم بیٹھنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال الحاح عرض کیا
اور پردہ حرم سرا سے اوسکی چھوٹی لڑکی مالکہ زمانی نکلکر حسن علیخان کی گود مین بیٹھہ کر کمال شیرین زبانی
سے اپنے باپ کی مدد خواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد نامور ہو اگر تمنے بھی ہماری دستگیری
نکی تقدیر یا نصیب لیکن خلق اللہ آپکو کیا کہے گی دیگر محرمان نے اندر باہر سے اس کلام کی پیروی کی
فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خلافت اپنے کا حسن علیخان کو بنایا تھا اوٹھکر شمشیر خاصہ بھی حسن علیخان
کی کمر مین کر دی حسن علیخان نے شریک بیان ہوکر عرض کیا کہ جو کچہ حضور سے میرے حق مین صادر ہوا
شان خداوندی سے بعید ہے حالا بجز سر کے کوئی چیز لایق نذر نہین تیر اب سامان فوج جمع کیجیے اور جلوس
فرماکر دشمن کو فرصت ندیجیے مقدر کی تحریر امٹ ہے جو ہونا ہے ہوگا پس بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک جیو بابرا
جان و مال سے حاضر درگاہ ہوا اس حال کے دیکھتے ہی منجم اور رمال بھی حاضر ہوکر نوید سلطنت دینے لگے اور
وہ بھی ہر ایک سے مسلوک ہوکر پایان کار کی خبر دریافت کرتا تھا لوگ اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی الحقیقہ
بروقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی پرورش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب
مین مصروف تھا اپنے بڑے بہائی عبید اللہ خان ناظم الہ آباد کو لکہا کہ فرخ سیر کی رفاقت مین عزم بالجزم ہے
عبید اللہ خان صاحب اس ارادہ سے متحیر ہوکر بہائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہو جائیگی اسنے پہر جواب مین
لکہا کہ آپ بزرگ ہین معز الدین کے رفیق رہین اور بندہ اس عہد سے سنکر نہین ہو سکتا تب عبید اللہ خان نے
بہائی کی عزیمت صادق پر آمادہ ہوکر لکہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جسقدر سامان منظور ہو لیجیے دوسری روایت
یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعز الدولہ خان جہان بہادر کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور مین بلایا
لیکن چونکہ اوسکی بہائی سلطان کریم الدین اور ہمایون بخت باپ دادی کے نظرین بڑا اعتبار تھے اسکو حضور مین

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ اوٹھا کر گوشہ گزین ہوا تاہم کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمد و رفت
جاری تھی ایکروز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیونکو
اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت ذلیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے
ہمخانہ بیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے
کہا چین قلیچ خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیچ خان ولد کور تو ہمی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے
اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے مردمان ہمراہی زہرہ کو لکدکوب کرکے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر مار پیٹ ڈالا ہر
اس تہدید کے بعد سمجھا کہ بادشاہ سلب الحواس ہے مبادا اس عورت کے بہکانے سے کوئی فتنہ کھڑا کرے باوجودیکہ
عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گھر نگیا تھا چارنا چار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہوکر سبب
تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہئے دلجوئی
کرکی ہمت و جرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ آبرو ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فدوی
قلیچ خان سے متحد ہوکر نہ پہچانی لال کنور کے پاس ہوبجکر زاری ونالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب
تھا کہ کوئی حادثہ پیش آوے مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور
ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے
پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ جابر ہوتے اسقدر پٹوایا
کہ سارا غرور اوتر گیا اور مقید کرکے سلیم گڈہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر مین منافقت ہوئی
مگر پاس احسان بادشاہ اوسکے رضاجوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معزالدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تھا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور
اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڈیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد
حسن علی خان اور عبد اللہ خان کو اور صوبہ اوڈیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئے تھے اور بعد رحلت
عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے
ہمراہی چند منصبدارون کے اکبر نگر عرف راج محل مین بھیجا اور بعد فتح پدر اور مدت سلطنت کے بعض سوانح
ابھی ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معزالدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے
اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے بپاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی فکر کیجے

بھی اکثر شہر کو سند ہارے دو تین ہزار آدمی سے زیادہ ہمراہ نرہا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کیا فیلبان
نے ہرچند کوشش کی رام تہوا لاچار دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا نعمت اللہ خان مع دس سوار اور امین الدولہ
مع بیس سوار اور راجہ راج سنگہ مع ہزار سوار کے بہیئت مجموعی دو ہزار حاضر تھے لڑائی مین پہونچے قضارا بادتند
کے چلنے شروع ہوئے اور دریاے راوی کی باو اوڑنے لگی صداے توپ کے سوا کچھہ سن نہ پڑتا تھا انکھین
بند تہین فوج مغل نے تیرباران شروع کیا بعضون نے زخم پوستہ مال کہایا چونکہ عظیم الشان کو نہ پہچانا خزانہ لوٹنے
کو گئے بعد اونکے گذرنے کے ایک گولہ مینک و تمبر سواری پر پہونچا تکیہ مین آگ لگ اوٹھی اوسکا دہوان چہاگیا
عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرادیا امین الدولہ نے پوچھا حیرت ہے عظیم الشان نے جواب دیا آرہے اسوقت امین الدولہ
کو رقت آئی رونے لگا عظیم الشان بحال استقلال ہنسے بولا کہ بے صبری و بیقراری عبث ہے امین الدولہ نے
کہا کہ اپنی تباہی نظر آتی ہے بجز سر پہوڑنے کے کیا کرون جیسی جسقدر کوشش کو عرض کیا منظور ہوا اسمین حضرت کا بہی قصور
نہین تقدیر کو کیا کیجیے اعلے یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گہوڑے پر سوار ہو کر بنگالہ مین مرشدزادہ اور روشن
مین داود خان پنی ہے جلد بر طبعت جاتے ہے سند ہارے بعد درستی سامان تدارک فرمائے اونسے جواب دیا کہ بعد
ہزیمت دارا شکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر مین ہے فتحیابی ممکن ہے پہر امین الدولہ نے
التماس کیا کہ بائیس ۲۲ سوار میرے ہمراہی مین رہگئے ہین عظیم الشان نے کہا دس سوار مجہے دو تاکہ معزالدین پر
دوڑ کرون اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر چڑہو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوران
نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بنگالہ جاتے ہین میرے ہمراہ ہو جیے اونسے جواب دیا کہ عظیم الشان سے
عین حیات مین جدا نہین ہو سکتا خاندوران نے سلطان پور کی راہ لی اسیوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کی ہاتھی
کے خرطوم مین لگا فیل میدان سے بہاگا مانند برق دریاے راوی کو جہکا فیلبان گر پڑا جلال خان شخص
خواص ریسمان پکڑکر کود پڑا چند نفر ہاتھی کے پیچھے دوڑتے تھے مگر پاس نہ پہونچے اونمین امین الدولہ بہی تھا
ناگاہ دیکہا کہ فیل نے اپنے تئین اونچے کنارہ سے دریا مین ڈالا اور گرداب مین الٹا جا گرا کہ نہ اوبہرا جب
کسیقدر نزدیک پہونچا دیکہا کہ دریا کی کیچڑ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسیقدر پانی کی حرکت سی ہے حدلے موہوم
اوٹہتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان مع ہاتھی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکہنے ہی اپنے رستگاری کی تلاش ہوئی
لیکن امین الدولہ گرفتار ہوگیا فرخ سیر کے پہونچنے اور معزالدین و ذوالفقار کے شکست پانے تک قید رہا
جب فرخ سیر کا شقہ محمد یار خان قلعدار شاہجہان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا ان
فتح کی نوید ماہ مذکور کی ۹ تاریخ کو جہاندار شاہ جو بانی القاب سے عہد ہوا اسی جہگڑے مین تیر و تلوار کی نوبت پہونچی اسکا
سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی ارابہ خزانہ جسمین اشرفی اور سو ارابہ روپیہ سے بہرے تھے جہاندار شاہ کی

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیون کے لیے بہی آپ سالار نے کہا خانہ زاد او
زی اپنے لشکر مین اگر جو کچہ روپیہ اور اسباب درکار تہا بعز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
بہی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امرائے موافق کے مستقل ہوکر مستعد وقت ہوا
کہ جب ممیز جنگ لڑائی کریگا مقابلہ کرونگا شہر کے گرد خندق کہود کر چارون طرف توپین لگادین اور
چند روز کا توقف بہتر سمجہا اس خیال پر کہ چونکہ اون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود
سپاہ متفرق ہو جائیگی مگر تقدیر مین تو کچہ اور ہی تہا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش
تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی ہی
نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
شاہ نواز خان نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچہ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے
ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تہا کہ چوڑامن جاٹ او بیچارہ
نے غلہ ارزان کیا ہے مخالف مفلسی سے جان بر نہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور
سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا جاتا تہا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے تو دشمن کو
کہا صبر کرو یہ جواب ہوا آٹہوین روز ذوالفقار خان نے مع ہر سہ شاہزادہ کے جو توپین کہ لاہور سے
لایا تہا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے ادہر لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی
راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تہی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا براہ فرار لی
اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبروے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریادی
کہ اب ہمکو تاب خفت نہین متہور جاکر مخالفون سے بہڑتے ہین حضرت اگر خبرداری کر سکین تعمیل کرین والا خیر
میر بہی یہی حکم ہوا کہ ٹہیرو مگر دونون بہادرون نے جو کچہ زبان نے یاری دی کہہ سنایا اور مخالفون نے جا بہڑے
عدو کو شکست دی اور بلندی پر جاکر توپین چہین لین شاہ بے نصیب نے کچہ اعانت بہی نکی بلکہ بعض [illegible]
کہ عدو کو جا دین اونکو قراول بہیجکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جنگ کیا
کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑ کر لڑ گئے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہ لوگ کثرت سے تہے
غول آئے سر دو راجہ مذکور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے تقیہ السیف
بہی لاہور ہو گئے سلیمان خان برادر داود خان پنی بعد مغلوب ہونے دونو راجہ کے ہزار سوار سے وہان ہو چکا
تہ تیر خیمہ [illegible] ہوا امراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچہے ساتہہ ستر ہزار سوار
تہ بچہ [illegible] نا ہم نہ سکیے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا اتفاقا نذر

دم دباے نکلتے تھے مگر دم نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگہہ پر رہتے تھے صبح کو دریاے راوی تیر کر جنگلون مین
گذرانتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی سے کے کاتو سے جواتنے والد کے نام
لکہا تھا اوسکے منشی کے پاس بیٹے لکہا دیکھا ہے ملازمان نجابت خطیب کی قتل کے عوض مین مغضوب ہوئے
بعض قلعہ گوالیار مین اور بعض کوتوال کے حوالات مین قید ہوے ناگاہ سہل سا عارضہ عارض بہادر شاہ
ہوا بہتر برس کے سن مین ۱۹ محرم کو دو گھڑی دن رہے جان بحق ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تھا
یہ حال دیکھکر مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہان جاکر پایان کار کی خبر لانا ضرور ہے
جب بادشاہ نے قضا کی اوسنے لوٹ کر خبر دی کہ جو کچہ مقدر تھا ہوا عظیم الشان رونے لگا اوسنے رومال
خاص سے آنسو پونچھکر عرض کیا کہ وقت درنگ نہین جلوس فرمایئے نوبت بجنے لگی مخلصان ہوا خواہ نے حسب ضابطہ
نذر گذرانی اسوقت مین امین الدولہ اور نعمت اللہ خان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذوالفقار خان کی
مخالفت ظاہر ہے فرصت غنیمت سمجھو اور اسوقت مین کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان سے
مشغول تجہیز وتکفین بادشاہ اور تنہا جاتی کلال بارہ مین ہے قید کرنا چاہیے عظیم الشان نے جواب دیا
کہ ناموس بادشاہی غارت ہوجائیگا ذوالفقار خان کیا کر سکتا ہے ہمین فضل الہی پر نظر ہے مشیرون نے
خاموش ہوکر زیر لب کہا کہ خدا خیر کرے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نعمت اللہ خان باوجود ممانعت کے
حضور سے رخصت ہوکر مع فوج اوسکے دوڑا اوسوقت ذوالفقار خان اپنے خیمہ گاہ مین جا پہنچا تھا لاچار الٹا واپس آیا
عظیم الشان جو باپ کی نہایت مین امور ضروری کاغذات پر دستخط کرتا تھا اور ایام حیات پدر سے کل کارخانجات
شاہی پر قابض تھا جٹ پٹ کل اسباب پر قابض ہوکر جلوس فرما ہوا لشکر مین سراسیمگی ہوئی مآل اندیشان
کم جرأت جسکے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے باربرداری کی فکر کرکے شبا شب شہر کو گئے اور بعض گلالی بارہ
مین جاکر سکونت پذیر ہوئے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مہابت خان اور شاہنواز خان اور
حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملحق ہوئے اور رستم دل خان اور دیگر امراجہان شاہ سے جا ملے
ذوالفقار خان بہادر سپہ سالار جسکے ساتھہ عظیم الشان کو شکر اب تھا وہ بہر وجہ نکہ کے معز الدین کے پاس
گیا اور جاکر مرضی دریافت کی اوسنے کہا کہ اسباب اور زر ہمراہ نہین آیا جو کچہ میسر ہے صوبہ ملتان مجھسے متعلق
ہے مین تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تھا چاہتا ہون کہ نکل جاؤن وہانسے جسقدر بہم ہو سامان وغیرہ
فراہم کرکے جو کچہ ہوسکے تعمیل کرون ذوالفقار خان نے اس عزیمت سے باز رکھکر زر واسباب اپنی
سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہان شاہ اور خجستہ اختر کو فی الحال شریک کر لیجیے بعدہ جب
عظیم الشان پر دسترس ہوجائے جو کچہ مناسب ہو کیا جاویگا معز الدین جہاندار شاہ نے اس امر کو غنیمت جانا

اداب نوکری کی ساتھہ کاغذات پر آصف الدولہ کے دستخط کرا یا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی ذوالفقار خان امیر الامرائی
کے عہدہ پر مع صوبہ داری کل صوبجات دکھن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد ہندکی عزیمت فرمائی
د ذوالفقار خان بہادر نے داؤد خان کو جو کہ قوم پنی اور مشہور امراے دکھن سے تھا نیابت صوبجات پر مخصوص فرما کر
خود ذوالفقار خان ہمراہ بادشاہ کے امور سلطنت کے بندوبست کو چلا اور صوبجات بنگالہ و اوڑیسہ و عظیم آباد
و آلہ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعوض جانفشانی کے جو سید میان کی اولاد سے
اعظم شاہ کی لڑائی مین ظاہر ہوئی صوبہ آلہ آباد عبد اللہ خان کو اور صوبہ عظیم آباد اوسکے بھائی حسین علیخان کو
اور بنگالہ اور اوڑیسہ جعفر خان کو سپرد فرما کر خود صاحب اقتدار حضور پادشاہ مین رہا چونکہ بہادر شاہ نے خداسے
عہد کیا تھا کہ بر وقت حصول مدعا کسی سایل کو محروم نکرے لہذا خود مستمندون کی تمنا پوری کرنے مین مصروف
ہوا اور منعم خان کو اختیار دیا گیا کہ بموجب بہبود مین عمل کرے اس سبب سے اسکے عہد مین عمدہ خطاب اور
بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کسیکا امتیاز نرہا ہندو مسلمان شش ہزاری ہفت ہزاری ہوگئے خطاب
جنگی ملکی راے راجگی کا یا گئے منصب و خطاب کا وہ بڑا ڈہوا کہ اعتبار سے گہٹ گئے چنانچہ کسی منیکار بعض خدمات
نے درخواست بابتہ عطاے خطاب راے داروغہ کی وساطت سے گذرانی عظیم الشان باپ کیطرف سے
صاحب دستخط تھا اوسنے توقیع فرمائی کہ خانی در ہر خانہ ورائی در ہر بازار بپاس خاطر یہ گیدی بھی راے کیا گیا وہ شخص
اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور و نزدیک سے کہتا تھا کہ یہی گیدی راے ہے یارون مین انگشت نمائی ہونی
لگی وہ شخص مردم کے زبان طعنہ سے عاجز ہو کر رشوت دیتا تھا کہ اس فضیحت سے نجات پاے لیکن کچھ
سود نہ تھا جب تک زندہ رہا اسی خطاب سے اونکلیان اوٹھتی رہین دکھن کے بین نہضت مین جو موسم
برسات مین کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دار برار تھا صوبہ گجرات عنایت
فرمایا قبل ملازمی اودہر کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھواہہ اور اجیت سنگہ راٹھور ولد مہاراجہ جسونت سنگہ
دریاے نربدہ سے بلا اجازت رکاب سے علیحدہ ہو کر اپنے گہرون کو سدہارے اور بندگان بادشاہی کو بعد
بعد مقابلہ اپنے قلعجات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدر آباد مین رہکر ہند کو معاود ہوا اور واقعہ ماہ
شوال دریاے نربدہ سے پار ہو کر بارادہ تنبیہ راجپوت اجمیر کو قاصد ہوا اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ نے
جو کہ بادشاہ کے غیبت مین باغی ہوگئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر
کو جو کہ سادات بارہہ سے تھے لڑائی مین مارا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کمینون سے تھی
اسی سفر مین جبکہ بادشاہ عازم شہر راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فسخ
ہوا گو نہ صلح ہوگئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہوا گورو مذکور وزیر خان فوجدار سہرند سے لڑکر غالب ہوا

کیا کرے چونکہ جی سنگہ زمیندار انبیر نے اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے انبیر جیتکر
بجے سنگہ کو عنایت ہو اور اجیت سنگہ ولد جسونت سنگہ راٹھور زمیندار جودہ پور میرٹھہ بھی باغی ہوا تھا لہذا
شروع جلوس مین اکبرآباد سے انبیر اور جودہ پور کو کوچ فرمایا اور راجہاے مذکور کے قلعے فتح کرکے بندگان شاہی
کے حوالہ کیے اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ کو ہمرکاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا
محمد کام بخش نے جب اعظم شاہ کا مارا جانا سنا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دور سمجھی سپاہی
جنگ و جدال ہوا بہادر شاہ تو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصایح اور غرور عظمت
تحریر فرمائے جب وہان سے جواب دندان شکن آئے سمجھا پند و نصیحت بیکار ہے لاجرم عزم پیکار کیا انوار
کے دن ۱۰ شعبان ۱۱۲۰ ہجری کو دوپہر کیوقت فتحپور کی راہ سے بیجاپور کو عازم ہوا منگل کیدن تیسری تاریخ
ذیقعدہ ۱۱۲۰ کو مضافات صوبہ حیدرآباد مین طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش و کشش کے ڈیڑہ گہڑی دن
ہونے مین باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیر و تلوار سے بچے اونہون نے اپنی راہ پکڑی رفقای محمد کام بخش نے بھی
خوب جانفشانی دکھلائی آخر کو محمد کام بخش زخمی ہوکر بیہوش ہوا مردم بہادر شاہ اسی حالت مین آپہونچے
ہنوز کسیقدر جان باقی تھی کہ مع فرزندان گرفتار ہوکر حضور بہادر شاہی مین آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ معز الدین
کو پیشوائی کیواسطے بھیجا اور بروقت ورود بعزت تمام دولتخانہ خاص مین بجای مناسب لا اوتارا اور خود ملاقات
کو جاکر نہایت تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش نہ تھی کہ اس حالت سے تمکو دیکھتا اوسنے بھی در جواب یہی
کلمہ کہکر جان بحق ہوگیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار ولد شاہ اعظم کے مانند بے قید و بند ارجمند خوش رکھا

اسد خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانخانان کا وزارت پانا مع دیگر وقائع بادشاہی

بسبیل روایت دریافت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند و دکھن بہادر شاہ کے ماتحت ہوے اظہار مکنون دلی
کو بادشاہ نے اسد خان وزیر اعظم اور اوسکے فرزند ذوالفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان
رفیق دیرینہ درگاہ ہے عہد شاہزادگی مین یہی عہد ہوا تھا کہ بروقت تخت نشینی تمہین عہدہ وزارت دیا جاویگا اور
پاس خاطر تمہارا بھی ہمین منظور اور عہد شکنی بھی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ مین جیسا کہ قرین
مصلحت ہو گذارش کرو آصف الدولہ اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ ہمین کچھ عذر نہین بجز اسکے
کہ ہماری بھی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق یہ کہ بادشاہ کی
نیابت اور بالاے مرتبہ وزارت ہے اختصاص بخشا اور منعم خان کو خطاب خانخانانی اور عطاے قلمدان وزارت
سے سرفرازی دیکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر شاہانہ وزارت بیٹھا کرے اور منعم خان جاکر

ہاتھیون پر سوا مع ہمراہیون کے لشکر عظیم الشان پر جو ہراول تھا جا گرے اودہر سے حسین علی خان وغیرہ اولاد
سید میان عبد اللہ خان کے مع جمعیت روبرو ہوئے سخت لڑائی درپیش آئی خانعالم کے ہمراہی اکثر زخمی ہوئے
حسین علی خان مع کئی بہائیون اور ہمراہیون کے مجروح ہو کر میدان مین گر پڑا خانعالم نے چند نفر کے ساتھ اپنے
کو عظیم الشان کے برابر پہونچایا اور ریلم ایسا مارا کہ اوسکی سنان تختہ عقب ہودج سے پار نکل گئی مگر عظیم الشان
پہلو تہی کر کے بچ گیا خانعالم وغیرہ اکثر رفیق عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ مین شاہزادہ بیدار بخت
جو اعظم شاہ کا ہراول تھا مارا گیا اور اوسکے پیچھے شاہزادہ والاجاہ نے بہائی کی رفاقت مین قدم اوٹھایا
اعظم شاہ نے جب دونو شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بہر کر فرمایا اب فتح و شکست
دونون برابر ہین کہتے ہین کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تیر برسے تھے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس
حال کے بکمال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب سے چھوٹا لڑکا تھا اور ہاتھی پر سوار اپنے ساتھ رکھا
تھا سپر کے نیچے سولا دیا تھا اخیر روز ڈیرہ گھڑی دن باقی رہنے پر بیدار بخت اور والاجاہ اور زبردست خان
اور امان اللہ خان اور مطلب خان اور خانعالم مع اپنے بہائی منور خان اور راجہ رام سنگہ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کی
آگئے اور اعظم شاہ خود بہی زخم تیر و تفنگ کہا کر بیہوش ہو گیا اوسوقت رستم خان بہادر شاہ کے ہمراہی کی ہاتھی پر
بیٹہ کر اعظم شاہ کا سر اوتارا اور عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنا گیا کہ بہادر شاہ بہائی کا سر دیکہکر
متاسف اور گریان ہوا اور شاہزادہ پر رحم فرما کر نظر پرورش فرمائی حین حیات تک اپنے لڑکون کے برابر عزت
کرتا رہا تا آنکہ لڑکون کی ممانعت بہی کی خواہد یا اگر اندیشہ عداوت ہر تیسے زیادہ سلطنت کیواسطے عداوت ہوسکتی ہے اور وہ میرا ہوا خواہ ہے

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجداری کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سوائے نوکران اعظم شاہ کے باقی لوگ باتفاق جملۃ الملک
اسد خان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور مین حاضر ہوئے آصف الدولہ
اور اوسکا بیٹا ذو الفقار خان دست بستہ آداب کورنش بجالایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیشتر بلایا اور اپنے
ہاتھ سے اوسکے ہاتھ کہولے اور شاہزادہ معز الدین سے ذو الفقار خان کے ہاتھ کہلوائے خلعت خاصہ پہنا کر
سرفراز فرمایا اور بعد معانقہ اسد خان کو حضور مین بیٹھنے کی اجازت دی اور منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور دو کرور
درم انعام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی پالکی دروازہ غسلخانہ تک جہان تک کہ شاہزادون کی پالکی آتی ہے آیا کرے
اور حضور مین نوبت بجائے اور وکالت بہی اسی کو تفویض ہوئی منعم خان کا خطاب پایا اور اکبر آباد کی صوبہ داری
بہی ضمیمہ وزارت ہوئی اور حکم ہوا کہ کچہری مین آصف الدولہ کی دست راست بیٹھا کرے اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے

دونون کا محاربہ ہونا

محمد اعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا پہونچنے کی خبر سنکر اپنا دشمن عظیم جانا معہ لشکر و سامان بسیار کے نامناسب
ملیغار کرکے چلا اور اس عجلت مین اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہوین
ربیع الاول ۱۱۱۹ھ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور بنگاہ وہان چھوڑکر خود بیشتر کو روانہ ہوا اور ماہ مذکور روز یکشنبہ کو
میدان جاجو مین فریقین کی تلاقی ہوئی لشکر اعظم شاہی کے مقدمۃ الجیش نے پیشتر جاکر سلطان معظم بہادر شاہ
کے خیمون مین آگ لگائی جو تھوڑی سی فوج روبرو تھی پیچھا دکھلا گئی عظیم الشان جو اپنے باپ بہادر شاہ کا
ہراول تھا چند قدم جاکر ٹھہر گیا باپ کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ شکار مین تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ
معرکہ ہوگا جب خبر پائی بیٹے کی مدد کو باگ اٹھائی ارادہ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی فتح اور اعظم شاہ کا زوال عمر و
دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیون کے آنکھون کے رخ باد تند کے جھونکے آنے لگے
اعظم شاہ نے لشکر مرتب کرکے شاہزادہ کلان بیدار بخت کو ہراول اور شاہزادہ والاجاہ کو میمنہ اور عالی تبار کو
اپنے ہمراہ ہاتھی پر سوار کیا مستعد مقابلہ ہوا آصف الدولہ اسد خان بہادر بھی جو اسکے باپ کا اور نیز اسکا وزیر اعظم
تھا آیا ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے براہ دولتخواہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز اور اکثر
توپخانہ سلطانی پیچھے رہگیا ہے لہذا اسیقدر پر کہ مخالف کے خیمہ جلا دیئے بس کیجئے آج قدم معرکہ مین نہ دیجئے صبح
دیکھا جائیگا مگر تقدیر کب سُننے دیتی تھی اعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کچھ نہ سُنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار
دانا دل نے بیتاب ہوکر عرض کیا کہ کلام مخلصانہ کی سماعت نہین فدوی مرخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت و
سست کہکر منہ پھیر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ لی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا دلاوران طرفین جانفشانی پر
آمادہ ہوے باوجودیکہ ہوا کا وہ سناٹا تھا کہ سالن بھی کشاکش مین تھی مگر اعظم شاہ کی سپاہ نہایت دلاوری مین
جانبازیان کرتی تھی تند ہوا سے وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھون مین پڑتے تھے حاضرین
جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزون کی بوچھار سے ایسا اندھا دھند تھا کہ مخالف اور موافق کی پہچان نہ تھی اور سچ بھی
وہ معرکہ ہوا کہ آجتک اس لڑائی کی ضرب المثل ہند مین چلی آتی ہے اسوقت مین منور خان بہادر اور حاتم خان
بہادر دکھنی جو اپنے قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے ایسے گرم سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک جلسہ
بزم ہے اور لباس زرتاری پہنے ہوئے معہ پانچہزار ہمراہیون کے جنکے سر پر زرتار بادلے کی پگڑیان تھین اعظم شاہ
کے حضور مین آکر عرض کیا کہ حکم سواری صادر فرمایا جاوے تاکہ مراد دلی حاصل ہو اور اپنی جانبازی و دستِ دشمن کو دکھلاوین
اعظم شاہ اسقدر وہان جانبازی سے بدظن تھا نامنظور فرمایا سرگرداری اسپ کا حکم نہ پایا بیچارہ مجبور

بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ
ترجمہ جلد دوم
سیر المتاخرین
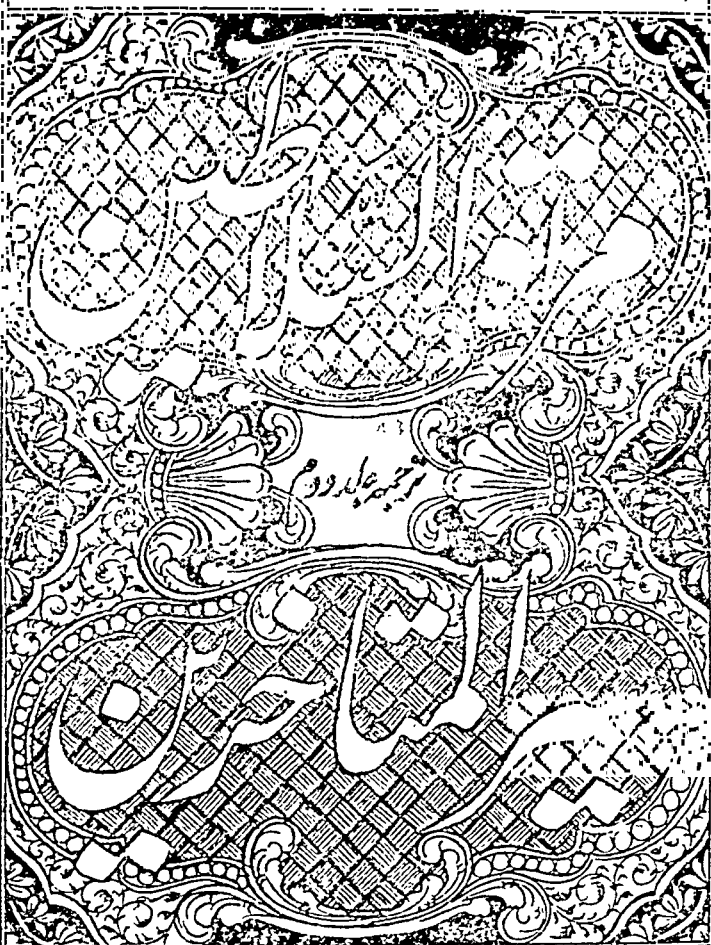
اور یہ صلاح قرار پائی کہ سلطان ابوالحسن کو جو ماں کی طرف سے قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتا ہی بجاے سید سلطان کے داماد بناوین لیکن سلطان ابوالحسن نشروع ایام شباب سے صحبت فقراے آزاد نامقید خراباتی وضع مین لبسر کرتا اور اوضاع نیک اختیار کرکے بادشاہ کی نظر سے اسقدر گراہوا تھا کہ کسی طرح براوسکے حال پر توجہ نہ تھی لہذا ابوالحسن درویشانہ لبسر کرتا تھا اور اسی زمانہ مین سید راجو کی خانقاہ مین جو اوسکی مرشدی مین اشتہار رکھتا تھا اوقات گذاری کرتا تھا حسب الامر بادشاہ کے سلطان ابوالحسن کو بہم پہونچاکر حمام لیجاکر مخلع کیا اور سہرۂ مروارید اوسکے سر پر باندہا اور عراقی گھوڑے پر جسپر ساز مرصع الماس تھا سوار کرکر اوسی تجمل اور توزک سے جو سید سلطان کیواسطے مہیا ہوا تھا مجلس دار السلطنۃ مین حاضر لائے اور دختر عبداللہ قطب شاہ سے اوسکا عقد باندہا روز بروز زیادتی جاہ و مراتب ہونے لگی اور سید نظام الدین احمد نظر بعلو نسب اور اسوجہ سے کہ بادشاہ کی بڑی لڑکی کا شوہر تھا کسی امیر کو ارکین دولت مین سے اپنے دلمین نلاکر سید مرتضی کو بہی جو خاندان سلاطین زادگان مازندران اور عمدہ امراے قطب شاہ اور صاحب فوج حیدرآباد کا تھا سب امرا کے برابر جانتا تھا اس سبب سے سب اراکین دولت کشیدہ خاطر تھے اور کسیقدر خدرۂ محل بہی اوس سے نفرت کرتے تھے اور برخلاف اوسکے ابوالحسن سب سے جو ہر ایک کے ساتھ رفق اور مدارا اور برادرانہ سلوک اور اخلاص کرتا تھا ہر ایک راضی و خوشنود رہا بعد رحلت عبداللہ قطب شاہ کے تعئین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا حرم سرا کے باہر سید نظام الدین احمد مع اپنے سپاہ کے مستعد جنگ تھا اور حرم سرا کے اندر سر دماہ صاحبہ کلان زن سید احمد اپنے مع کنیزان حبشیہ اور ترکیہ کے شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لئے ہوئے آمادہ فتنہ سازی ہوئی اور ہر گوشہ سے نائرہ جدال و قتال نے اشتعال پکڑا آخر کار سید مرتضی کی رعایت اور مادنا و اکنا کی حسن سعی سے جوکہ دونو بہائی قوم برہمن اور سید مرتضی کے مدار المہام تھے نوکران عمدۂ بادشاہی سے رفیق ابوالحسن ہو گئے سید احمد مغلوب اور سلطان ابوالحسن بادشاہ ہوا لیکن اخیر کو درمیان ابوالحسن اور سید مرتضی کے بسبب غرور و تحکم کے باوجود سر رشتۂ نوکری کے بوجہ اوسی اعانت کے کہ ابوالحسن کے جلوس تخت مین کی تھی نفاق ہوا اور ابوالحسن نے سید مرتضی کی خودسری اور خلاف ورزی کی برداشت نہ کی اور کام منازعت کو پہنچا اور صورت فتنۂ تازہ کی ظاہر ہوئی اوسوقت مادنا نے جو ہشیاران مستقل اور معتمد علیہ سید مرتضی کا تھا اپنی تدابیر اور منصوبہ سے بدل جنگ و جدال کی جماعہ داران عمدہ سید مرتضی کو حلقہ اطاعت ابوالحسن مین لایا اور سید مرتضی کو شلے بال و پر کردیا اس خدمتگذاری کے جلدو مین ابوالحسن نے وزارت کا قلمدان مادنا کے حوالہ کرکے اوسکی پرانی خدمات اوسکے بہائی اکنا کو مقرر کین اور اقتدار مادنا کی افزایش اسی بندگی اور نیکو خدمتی کے عوض مین تھا ؞ ؞ ؞

بلکہ اور زیادہ ظاہر ہوا اور اگر بفرض محال بعض لوگون یا کل مردم سے مخفی رہتا عالم الغیب سے جو اپنے بندون کے ضمایر سے واقف ہے کیونکہ مخفی اور محتجب رہتا البتہ الحال بر سبیل اختصار احوال عروج ابو الحسن کا کہ حق تعالے نے گوشہ خمول سے نکالکر اوج کامرانی پر پہونچایا اور آخر کو تخت سلطنت حیدرآباد پر متمکن ہوا لکھنا مناسب ہے تاکہ طالبان اخبار کو سرمایہ حیرت اور انتبا ظاہر ہے کہ ابو الحسن نے جیسا کہ خود روح اللہ خان سے اظہار کیا کیونکہ آن واحد مین فلاکت سے نکلکر ریاست پر پہونچا۔ مخفی نہ رہے کہ عبد اللہ قطب شاہ جسنے قریب ساٹھہ برس کے فرمانروائی کی چونکہ لاولد تھا منجملہ تین لڑکیون کے جو حق تعالے نے اوسے عطا فرمائین تھین ایک کو سید نظام الدین احمد الحسینی سے جو سادات صحیح النسب مدینہ طیبہ اور خلف سلسلہ غوث العلما امیر غیاث الدین منصور شیرازی قدس اللہ روحہ العزیز سے تھا منسوب کیا احوال فضلاے اس سلسلہ کا مانند امیر مذکور کے جو ملقب ہوا اوستاد ابو البشر وہو من الشمس اظہر و صدر الحکما امیر صدر الدین محمد دشتکی شیرازی و سید مبارک شاہ و میر اصیل الدین و میر جمال الدین محدث وغیرہ کے ارباب بصیرت پر مستور اور مخفی نہین انکا موطن اصلی مدینہ طیبہ ہے وہان سے دار العلم شیراز مین آکر سکونت اختیار کی اور صاحب ضیاع و عقار ہوئے اور تزک و احتشام سے ایک زمانہ دراز بسر کیا تا آنکہ سید نظام الدین دوبارہ ساکن حجاز اور سید علیخان اوسکا بیٹا وہین پر متولد ہوا بعد ازان مع پسر حیدرآباد دکن کو ہجرت کی جیسا کہ اوس سے اشعار ہو چکا ہے داماد بادشاہ ہوا اور عبد اللہ قطب شاہ نے سید نظام الدین احمد اپنے داماد کو رتبہ رفیعہ امارت پر پہونچا کر اختیار اکثر امور ملکی کا اوسے عطا کیا بعد چندے سید سلطان جو کہ نیک سادات مشہورہ عزت اور منجملہ شاگردان پدر بزرگوار سید احمد تھا وارد ہوا اور خدمت بادشاہ مین تقرب بہم پہونچا کر دوسری لڑکی اپنے نامزد کرائی اور روز بروز اسکا عزت و احترام افزایش پاتا گیا تا آنکہ سید احمد اور سید سلطان کے فیمابین حسد آ پہونچا اگرچہ قطب شاہ نے سید سلطان سے دریافت کیا کہ تمکو بزرگان سید احمد کے حالات سے آگاہی ہے اوسنے بطور اہانت کے کہا سید احمد اسکو سن کر کہا کہ کہاں فاضل بن فاضل اور ہمارا اوستاد زادہ ہے جب یہ سخن راست بطور اہانت کے کہا سید احمد اسکو سنکر آزردہ ہوا تا آنکہ سید سلطان سے روز بروز انکے درمیان مین عناد و فساد کا مادہ جمع ہوتا گیا ساختہ ہوا اور دراندازون کے ذریعہ سے روز بروز انکے درمیان مین عناد و فساد درپیش آئی اور ہنگامہ عیش و نشاط اور آرایش کے نکاح کی مجلس جو دختر عبد اللہ قطب شاہ سے منعقد ہوئے بازار حیدرآباد چند روز تک موجب شگفتگی خاطر تماشائیان رہا عین اوس رات کو جب سید سلطان کو داماد کے واسطے لیجاتا تھا ایک دوسری حرکت اوس سے ظہور مین آئی اور اوسنے اس انتہا کو کام پہونچایا کہ سید نظام الدین احمد نے قسم سخت کھا کر عبد اللہ قطب شاہ سے کہا کہ اگر تم اپنی دختر سید سلطان کو دیتے ہو تو مجھے رخصت کر دو اور نکلجانے کی فکر مین ہوا ہر چند قطب شاہ اور نیز دیگر اعیان سلطنت نے چاہا کہ رفع فساد ہو مگر کچھ فائدہ نہوا چونکہ سید احمد کا تسلط مدتون سے اندرون محل اور نیز دربار مین تھا اور نیز سردیاہ جو کہ مدار علیہ محل تھا اور نیز دیگر محرمان سید احمد کے معاون ہوکر بادشاہ کو مانع ہوئے۔ عبد اللہ قطب شاہ نے حیران ہوکر محرمان محرم سے چارہ جوئی کی

حکم قید بہیجنا ظاہر ہوا در بعد ازان کہ بیچارہ بضرورت نوکری کرسے چار ہزاری منصب ملے اور اسطرح بمقتضاے دنیا طلبی
اور تحصیل کار خود کے ملک بیان فغان معون کو جو ممنون احسان جان بخشی دارا شکوہ تھا مہربانی کرنا اور منصب بخشنا اگر تالیف
اور اوسکو لالچ دینا ضرور تھا چاہیے تھا کہ بعد سیر آجانے دارا شکوہ کے اوس ولد الحرام کو مقید و ناکام رکھتا بلکہ ہمراہ دارا شکوہ
کے اوسکی گردن مارتا تا دیگر لوگون کی عبرت ہوتی اور اسطرح کے امور سے محترز رہتے نہ یہ کہ مراعات کرکے زیادہ تر دلالت
اور ترغیب ایسے امور کی کی گئی اور جملہ عجایب اعمال اوسکے سے ایک یہ ہی کہ سعادت خان کو جو ابو الحسن کا دربان تھا
اور جسنے جانبازی کرکے اوس قسم کے سوال و جواب سلطان ابو الحسن سے کیے اور نو خوان جواہرات قیمتی بیالیس لاکھ روپیہ کے
حسب الحکم اپنے حسن تدبیر سے جان سے ہاتھہ دہوکر حاصل کرکے بہیجے اسقدر قصور پر کہ آتش افروزی اور لڑائی مین
توقف کیا اور بعض حالات جسکی خبر شاہد او سے نہو حضور مین نہ لکہا بعد فتح مورد عنایت ہوکر دو صدی منصب ذات
اور سو سوار اوسکے کم ہوئے اور خطاب سے برطرف ہوا اور اسی ہزار روپیہ جو ابو الحسن نے اوسے دیا تھا اور اوسنے التماس
کرکے ظاہر کیا تھا باز یافت کرکے ایکسال تک عتاب مین رکھا آوسکا احوال ایسا تھا کہ ہاشم علیخان خافی لکھتا ہی کہ مین
سعادت خان کے ہمراہ تھا اور خوانچہ ہاے جواہر مرسلہ ابو الحسن مع عرضی عفو تقصیرات کی اوسکی تحویل مین تھے ہر چند
اوسکے دوستون نے کہا کہ فرد دستخطی ابو الحسن ان جواہرات کی چہرہ اور قیمت کی نہین ہی پس شمار کو برابر رکھکر بعضے جواہرات
جو بیش قیمت ہین لیکر اونکی جگہ کم قیمت جواہرات رکھدیجیے مگر اوس عزیز نے بپاس امانت داری کے اس عمل پر توجہ نکی
اور اصلا تصرف نکیا غرض راقم کی لکھنے سے جو بعض فقرات کتاب ہاشم علیخان خافی سے منتخب ہوئے ہین یہی کہ مدارج
رضا و تسلیم و ثبات و استقلال ابو الحسن کا تا بقاے روزگار رہے جیسا کہ اوسنے اپنا استقلال ایسے وقت مین کہ
درویشون سے بھی دشوار ہی قائم رکھا فی الحقیقت لباس سلطنت مین ایک درویش تھا حقیقت کیش اور مراتب
شجاعت و وفا اور اخلاص کے جو مصطفے خان عبد الرزاق کو حق تعالے نے دیئے تھے اوسکی خلقت مین محض عنایت
اور ودیعت نہادہ دست قدرت تھی قیاس کرنا چاہیے کہ محض عالم یاس مین کہ مطلقا امید ظفر اور رستگاری کی نہو
اس حد پر پاس ننگ اور وفا اور اخلاص مین کوشش کرنا اور کمال خواہش سے شربت تلخ جراحت اور اجل کا نوش کرنا
مقدرات مین سے ہی اور ظاہر ہونا عناد اور لجاجت اور مکاری عالمگیر کا اور شہرت مکر و تزویر اور رسوخ کینہ اور تعصب
اور تبعیت نفس اور ہواے تغلب جو ابناے جنس پر ہوتی اور کہوٹا پن اور زیادتی حرص ان حق پرستون پر اور احوال ابو الحسن
اور عبد الرزاق کو کب اخلاق حمیدہ مین جو انکا مذکور ہی اپنا سرمشق بناوین اور خصایل رزیلہ سے جو عالمگیر مین جمع تھے ان
اوس سے محترز ہونا واجب سمجھین کیونکہ دنیا ہر طرح پر گذران ہی آور جزا اور پاداش اعمال کی دنیا و عقبی مین باقی اور
پایدار ہی آبو الحسن اور عبد الرزاق بھی نرہے اور عالمگیر بھی گذرا مگر دونوکی کردار صفحہ روزگار پر یادگار ہی اور تا قیامت رہینگے
اور ہر چند براہ مکر و حیلہ کے منع کرکے اپنی عیب پوشی کی تاریخ کو چہپایا اور کوشش کی کہ لوگون پر ظاہر نہو مگر کچہہ فایدہ نہوا

دینداری کے اختیار مین ہین بعد فراغ طعام سواری طلب فرمائی اور بادشاہی شان و توزک سے مالاے مروارید گردن مین ڈالکر امراے عالمگیر کے ہمراہ روانہ ہوا چونکہ اعظم شاہ نے دروازہ قلعہ پر خیمۂ مختصر کھڑا کیا تھا اور منتظر تھا اوسکے پاس لیگئے بروقت ملاقات مالاے مروارید اپنے گلے سے اوتار کر شاہزادہ کے نذر کیا اور شاہزادہ نے اوسکی دلجوئی کرکے عالمگیر کا حضور دکھلایا اوس طامع نے بھی عزت کی اور یومیہ بقدر معاش ضروری از قسم پوشاک و خوراک و خوشبو کے مقرر کیا بعد چند روز کے روانہ دولت آباد کرکے وہان قید رکھا بعد ازان روح اللہ خان وغیرہ متصدی اوسکے جستجوے مال مین مصروف ہوئے اور عبدالرزاق لاری کی کیفیت سے مطلع ہوکر اوسے طلب کیا اوسے حالت نزع مین چارپایہ پر ڈالکر روح اللہ خان کے پاس لائے — صف شکنخان شمر خو مجرد نگاہ چلایا کہ یہ وہی لاری ناری ہی اسکا سر کاٹکر بادشاہ کے حضور مین لیجانا چاہیے اور دروازہ پر آویزان کرنا چاہیے روح اللہ خان نے جوابدیا کہ نیم جان کا سر کاٹنا بے اجازت مروت سے دور ہی اور احوال اوسکا حضور مین لکھا جب عالمگیر نے اوسکی جانفشانی سنی حکم دیا کہ دو جراح ہندی و فرنگی اوسکے علاج پر مقرر ہون اور ہر روزہ اوسکے حیات کی کیفیت تحریر کرین اور روح اللہ خان کو بلاکر کہا کہ اگر ابوالحسن کا ایک اور بھی ایسا نوکر وفادار ہوتا تو فتح قلعہ ناممکن تھی جراحون نے بعد معاینہ جراحت عرض کی کہ ستر زخم بخیہ اور علاج طلب شمار مین آئے ہین سوا اسکے بہت سے ایسے زخم ہین کہ جنکا شمار نہین ہوسکتا اور اگرچہ ایک آنکھ چشم زخم سے بچی ہی مگر معلوم نہین کہ دوسرے جراحتون کے تصادم سے اوسمین نور دیدہ باقی رہا ہی یا نہین پہر مکرر تاکید علاج صادر ہوئی بعد تیرہ روز کے عرض کیا کہ عبدالرزاق نے آنکھہ کہولی زبان اوسکی کسیقدر حرف زن ہوتا ہی امید حیات عنقریب ہی حکم ہوا کہ ہمارا یہ پیغام پہونچاؤ کہ تیری تقصیرات معاف ہوئین اپنے لڑکے عبدالقادر کو مع دیگر فرزندان لائق کے روانہ حضور کرے تاکہ منصب سے سرفراز ہون اس پیغام سے اوس بہادر نمک حلال نے کہا کہ اول تو امید حیات نہین بر تقدیر اگر زندگی وفا کرے ان دست و پاے باختہ سے کب نوکری کرسکتا ہون بالفرض اگر نوکری کے قابل بھی ہون تو مجھسے کہ نمک پروردہ ابوالحسن ہون کب نوکری عالمگیر کی ہوسکتی ہی اگرچہ اس جواب سے بادشاہ کو رنج آیا مگر انصاف سے آفرین فرمائی اور حکم دیا کہ بعد صحت اوسکی حقیقت عرض کرین اور اوسکا جو اسباب کہ لوٹ سے باقی رہا تھا اوسے بخشدیا اور اموال ابوالحسن سے از ستہ لاکہہ اور اکاون ہزار ہون اور دو کرور ترپن ہزار روپیہ جملہ چہ کرور انسٹھ لاکہہ اور دس ہزار روپیہ سواے جواہر اور ظروف مرصع طلا و نقرہ کے ضبطی مین آکر عرض ہوا — اس تشخیص ہاشم علیخان سے معلوم ہوتا ہی کہ نرخ ہون کی اوسوقت مین سات روپیہ تھا اور وزن اوسکا مضاعف اور سونا اوسکا نے غش بہ نسبت اس زمانۂ حال کے ہوگا ورنہ جو نرخ اور وزن ہون کا اسوقت ہی اسقدر روپیہ کا تخمینہ نہین ہوسکتا اور جمع دامی ایک عرب پندرہ کرور تیرہ لاکہ کسیقدر زیادہ دفتر مین لکھے گئے ملتفت خان جو آخر کو بخطاب امیر خان نامزد ہوا اوسکا نام اصلی میر عبدالکریم ہی مستعدان مین سے تھا اسنے قلعہ کے فتح کی تاریخ (فتح قلعہ گلکنڈہ مبارکباد) کہی — اس قلعہ گلکنڈہ کا استحکام اور شہر حیدرآباد کی خوبی اور اوس سرزمین کی آب و ہوا کی لطافت اور وہان کے حسن نمکین اور سیر حاصلی کی کیفیت اوس سے

کا خطاب پایا تھا کہ روبرو دروازہ کھول دیا اور لوگ دروازے اور فصیل سے جو جابجا شکست و ریخت ہو گئے تھے داخل
حصار ہو گئے اور شاہزادہ محمد اعظم مع فوج کے دروازہ پر آکر منتظر کشادگی دروازہ ایستادہ ہوا مردم پادشاہی سیلاب کی طرح سے
قلعہ مین داخل ہوئے ہر جگہ پر پہرہ لگ گیا حرم سرے وغیرہ مقام سے غلغلہ فتح بلند ہوا مصطفیٰ خان عبدالرزاق لاری نے مطلع
ہوکر بدون مسلح ہونے کے بمقتضائے شجاعت ڈھال تلوار لیکر اسپ چارجامہ پر سوار ہوکر مع بارہ آدمیون کے مقابلہ کو در دولت
ابوالحسن پر حاضر ہوا اوسوقت دروازہ کھلا اور مردم عالمگیری کا ہجوم ہو گیا تھا اوس شیر آہنگ نے بلا خوف اوس جمع کثیر کا
مقابلہ کیا رفقانے بھی کنارہ کشی کی مگر یہ تن تنہا آگے کو بڑھتا اور کہتا تھا کہ جب تک جان ہے رفاقت خداوند نعمت کا ارمان ہے
اپنے خون سے بازی کھیلتا تھا چاروطرف سے تیر برستے تھے سر سے پیر تک نخل شگوفہ ہو گیا وہ شجاعت ظاہر کی کہ جسکے سننے سے
رستم اور سہراب کے کان کھڑے ہون جنگ کنان اپنے آقا کے در دولت پر جا پہونچا وہان پر بارہ زخم منکرین سے ایسا زخم
کھایا کہ پیشانی کا پوست لٹک کر آنکھون کا پردہ ہوا آخر دیکھنے سے مجبور ہوا عین ایسی حالت مین دوسرا زخم آنکھ پر لگا اور کثرت جراحت
سے آنکھ بند ہو گئی کھڑے ہوکر خودداری کرتا تھا اور گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اپنی احتیاط مین رہا اسپ وفادار نے اوسکے
مکان پر پہونچایا اور اوسکے آدمیون نے گھوڑے سے اوتار بستر پر ڈالا ہاشم علیخان خافی محرر تاریخ جو اوس وقت عالمگیر کے
لشکر مین حاضر اور اس ماجرے کو دیکھتا تھا لکھتا ہے کہ یہ ایک شمہ ہے اوسکی شجاعت سے مردان کارزار اوسکو سرمشق حسن
کارگذاری اور اولیاے نعمت کی خدمتگذاری کا کر کے اپنے کو محبوب قلوب اور مورد الطاف خفی و جلی خالق کا کرین بالجملہ سلطان
ابوالحسن نے جب اس بپایان رنج سے آگاہی پائی اور نالہ جانکاہ پردگیان حرم سے بلند ہوا ہر ایک کی تسلی کر کے وداع ہوا اور
کمال استقلال سے دیوان خاص مین مسند آرا ہوا اور انتظار مہمانان ناخواندہ کرنے لگا کھانے کا وقت نزدیک تھا تاکید
خوان آرائی کی کرتا تھا جسوقت کہ روح اللہ خان اور مختار خان مع دیگر امرا کے پہونچے سلام علیک مین سبقت کی مگر دست
بر سر نہ لایا داب سلطنت سے باہر نہوا اور غایت استقلال اور خودداری سے ہر ایک کو خوشوقت کیا جب بعد روشن ہونے
ضمیر کے بکاول نے خبر طیاری خوان کی لگائی حاضرین سے اجازت طلب کی اور اونہین بھی تکلیف خورش کی بعض نے
انکار کیا اور بعض شریک طعام ہوئے روح اللہ نے ازروے تعجب کے دریافت کیا کہ یہ کون وقت طعام کا ہے ابوالحسن نے فرمایا
کہ میرے کھانے کا وقت یہی ہے روح اللہ خان نے کہا مین جانتا ہون لیکن اس حال مین کیونکر رغبت ہوگی جواب دیا جو تم کہتے ہو کہ
یہ بات حسب قاعدہ کے ہے مگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ کسی وقت مین خداوند تعالیٰ نظر لطف سے دریغ نہین رکھتا اگرچہ سلسلہ
خاندان دادا اور نانا دونو طرف سے باآبرو ہے لیکن چندگاہ خدا کی مصلحت میرے حق مین یہ ہوئی کہ لباس درویشی مین
بسر کیا بعد کے از قضا و قدر جو دفعۃً واحد مین سلطنت نصیب ہوئی الحمد للہ کہ کوئی آرزو دل مین نہین رہی کہ درون
[illegible] آموختہ تھی کہ بعض اعمال ناشایستہ کے عوض مین جو ایام سلطنت مین میرے ہاتھ سے
[illegible] لے لی اور یہ بھی شکر ہے کہ جسقدر ایام حیات میرے باقی ہین
[illegible] خاندان بادشاہی میرے ہاتھ سے [illegible]

دوسرے وقت پر موقوف رکھا دولتخانہ کو مراجعت فرمائی اس معرکہ مین خان فیروز جنگ نے دو زخم تیر کے کھائے تھے اور نیز دو زخم
روسانے بھی جراحت پائی تھی فیروز جنگ چند روز سے سرداری سے ممنوع ہوا اخبار جنگ وجدل شاہزادہ محمد اعظم کو ملات سلطان
ابوالحسن کا عدم اور وجود یکسان سمجھکر دیوانیان کفایت شعار اور حکام آباد ان کار کو ہر جگہ منصوب کیا اور حکمدیا کہ حیدر آباد کو
دفترون مین دار الجہاد لکھا کرین عبد الرحیم خان بیوتات کو واسطے احتساب شہر کے مامور کیا اور حکمدیا کہ بعض سیمیات نگار اور
بدمذہبان ابوالحسن کے شہر سے دور کرے اور بتخانون کو منہدم کراکر مسجدین بنوادے ۔ عجیب حکایت ہی کہ صف شکنخان لد
قوام الدینخان برخلاف دیگر امراے ایرانی کے قلعہ گیری مین تردد کثیر کرتا تھا ایکروز کسی ایرانی فاضل نے کہا کہ ایک گروہ علما اور
مومنین اور سادات کا اس قلعہ مین محصور ہی یہ تیری سعی اور کوشش اونکے اتلاف اور خرابی کا سبب ہی اوس بدبخت نے
جوابدیا کہ اگر امام حسین بھی اس قلعہ مین ہو تسخیر کرنے سے باز نہ ہونگا یہ کلمہ یہان تک مشہور ہوا کہ خیمہ خیمہ مین چرچا ہونے لگا۔
اس مقولہ سے یہ اتہام کیا گیا کہ محصورین سے متفق ہی پس نظر عالمگیر سے گرکر ساقط الاعتبار ہوا اور اوسکا مال و اسباب ضبطی
مین آیا اور بعد چندے معاف ہوکر پھر آتشی کے عہدے پر اس سبب سے کہ صلابت خان وغیرہ نامردی سے معذرت خواہ تھے
مقرر کیا گیا۔ چونکہ عالمگیر ہمیشہ تالیف قلوب دکھنیون کی کرتا تھا اور نیز رد زبد کا کوئی ساتھی نہین ہوتا اکثر نوکر سید ابوالحسن کے
عالمگیر سے رجوع ہوکر منصب لایق سرفراز ہوئے شیخ منہاج اس خبر سے کہ عالمگیری رفاقت کرنا چاہتا ہی قید ہوا غیر عبد الرزاق
لاری اور عبد اللہ خان ترین افغان کے کوئی شخص سلطان ابوالحسن کے پاس نرہا آٹھ مہینے محاصرہ مین گذرے یہ دونو
ایام محاصرہ مین جیسا کہ چاہیے جانفشانیان کرتے رہے مکرر فرمان عالمگیری موعود منصب ششہزاری شش ہزار سوار مع دیگر
عنایات کے عبد الرزاق لاری کے نام صادر ہوئے مگر اوس وفا نژاد نے راہ رست نچھوڑی بلکہ فرمان والا کو قلعہ کی برج اور فصیل پر آکر
مردمان عالمگیری کو دکھلا دکھلا پھاڑ کے نیچے چھوڑ دیا اور حامل خط کے زبانی کہلا بھیجا کہ یہ جنگ نمونہ کربلا ہی عبد الرزاق امیدوار ہی
کہ نفس واپسین تک اون بائیس ہزار نامرد کے زمرہ مین کہ امام حسین سے بیعت کرکے آخر کو تلوار مارے نہ آوے بلکہ منجملہ بہتر
شہدا کے دنیا و عقبے کی سرخروئی حاصل کرے عالمگیر نے اس جواب سے آزردہ ہوکر ظاہر کیا کہ زہے بدبخت لاری بازاری اور باطن
مین اوسکی وفاداری پر تحسین فرمائی ۔ اگرچہ بمقتضاے تقدیر قلعہ گلکنڈہ مسخر ہوا لیکن دونو طرف کے دین و ایمان شجاعت
وفا حیا مروت کا امتحان ہوگیا اور ترددات بیہودہ عالمگیری اور بادشاہ کی کیسہ دزدی وضو و طہارت اور برنج کشیرا اور چاندی ہزارہا
حیوان اور انسان تلف ہوئی تھی قلعہ مذکور فتح ہوا مگر طمع اور ترغیب نوکران ابوالحسن اور اون بے ایمانون کی نمک حرامی سے قبضہ ہوگیا

ذکر فتح قلعہ گلکنڈہ اور بقیہ حال ابوالحسن خلد آشیانہ ہندہ کا

آخر ماہ ذیقعدہ ۱۰۹۸ سنہ ہجری کو روح اللہ خان کی سعی اور رستم خان افغان بہنی کے وساطت سے اور رسل و رسایل سے عبد اللہ
خان پنی جو ابوالحسن کا معتمد نوکر اور صاحب اختیار دروازہ معروف کھڑکی کا تھا بطمع جاہ مع نوکرون اور فوج کے عالمگیر کے نوکرون سے
ملگیا اور پہرا ت رہنے پر روح اللہ خان اور مختار خان اور رستم خان اور صف شکنخان نے ایمان اور خواجہ مکارم جسنے جان نثار خان

نتیجہ کسی آگ بتلانے کی دیر ہے حکم ہوا کہ اول بہادران مورچال یورش کرین تاکہ محاصرین فصیل قلعہ پر مدافعت کے واسطے جمع ہون
تب آگ لگائی جاوے ادہر عبدالرزاق لاری نے جب ادہر کے سرنگون کی خبر پائی ہر سہ نقب کے مقابلہ مین سنگ تراشون سے زمین کہنکر
ایک سرنگ کی باروت و فتیلہ اندر ہی اندر نکال لیگیا اور دوسرے نقبون سے کسیقدر باروت نکال کر باقیماندہ کو پانی سے کیچڑ
کر دیا کچھہ جو بچے اسطرف تھے جب آگ دی اودہر تو زور نچلا پانی کی نمی تھی ادہر کے رخ شعلہ اور نکلا مردم مورچال اور برج
تماشائیان فوج عالمگیری جو کھڑے تھے جل گئے اور بقدر زور زمین سنگلاخ نے اوڑکر اکثر آدمیون کے سر پر خاک ڈالی ادہر کے
آدمی مطابق سنہ صد ہجری کے آوارہ صحراے ادبار ہوئے اوسوقت سنہ ۱۰۹۷ ہجری تھے اوسمین سے ایک گروہ نامیون کا
مار گیا جب دہوان بیٹھا کہین رخنہ نظر نہ آیا کہ ارادہ بالاروی کرین بلکہ بسبب ہلاکت اسقدر فوج کے عجب طرح کی سراسیمگی
عاید ہوئی اور دکھی باروت کا دہوان تو ہر طرف سے گہرا ہوا تھا کسیکو سجہائی تو دیتا نہتھا محصورین نے فرصت غنیمت جانی
قلعہ سے نکل مورچہ پر آیا قیامدون کی جان پر آفت رہائی جب بادشاہ نے یہ معرکہ سنا حکم سزا اصرار فرمایا بڑی سعی سے لوگون کے
بیہا باوجودیکہ بہت سے بے سر ہو گئے مورچے پر گر پڑے رب مبنو مردم شاہی نے جا گرم کی تھی شہیدون کے حساب مین مصروف
تھے کہ قلعہ والون نے دوسری نقب مین آگ دی ہزار کس لشکر شیر فوج غازی کے سر پر آن ٹوٹے زخمیون کی ہاے ہوے
چرخ برین تک پہونچی گروہون کے کان کر ہوئے غوغاے ۲۰۰۰ اعداد کے مطابق مقتولون کا شمار ہوا اور تجویز بھی محصورین نے دیا
کہ قلعہ سے نکل کر طرف حصار کے مورچون کو جو چھ مہینے مین طیار ہوئے اور محل اقامت شاہی تھا چھین لیوین مگر خان فیروز جنگ
جا پہونچا تادیب پر کمر باندھی اس رزم مین بھی تعداد کشتون کی خرگاہ سے برابر ہوئی ہر چند فیروز جنگ نے رستمانہ چپقلش
دکھلائین مگر شوخی اعدا کا تدارک قرار واقعی نہوسکا عالمگیر یہ خبر سنتے ہی خشمناک ہوا سواری خاص طلب کر کے مع فوج ظفر موج
تخت روان پر زینت افزاے میدان وغا ہو کر حکم یورش صادر فرمایا باوجودیکہ ایک خواص کا ہاتھ جو قریب تخت کے تہا اوٹھا گولی کی
ضرب سے اوڑ گیا کچھہ خوف نکہایا حملہ سے نہ ہٹا مرد آزمائی کو ہاتھ بڑہایا ناگاہ باران رحمت نے حضرت بادشاہ کی زحمت دیکھکر برسنا
شروع کیا شناوران بحر وغا کی غوطہ خوری نے سود ہوئی ہواے پندار جو حباب وار سر مین بھری تھی پانی کے طبانچہ سے نکل گئی
کسیکی جرات نہوئی کہ قدم بڑہا کر آبرو حاصل کرے سیلاب کے امڈو سے دمدمون کے دل بیٹھ گئے حتی کہ سواری بادشاہی مع رفقا
[illegible] لوٹی محصورین نے چیرہ دستی کی مورچون پر پہونچکر جسقدر ہو سکا توپین عمدہ گران قیمت اوٹھا لیگئے جنہین نہ لیجا سکے
[illegible] کر دیا اور ہزارہا کیسہ خاک آلود جسمین اکثر دست مبارک بادشاہ کے دوختہ سے اوٹھا لیگئے سارا کارخانہ لڑائی کا
[illegible] فیروز جنگ نے بہت کچھہ ہاتھ پیر ملائے مگر لا حاصل ہوا فیل خاصہ قیمتی چالیس ہزار کا کثرت بارش اور
[illegible] ہنگام ناکام خیمون مین آئے وہ دن بھی ناکامی مین تمام ہوا دوسرے روز بادشاہ [illegible] سوار ہوا
[illegible] ہرچند آگ فتیلہ مین دی مگر شعلہ خیز نہوئی کوئی سبب معلوم نہوتا تھا ناگاہ جاسوسون نے
[illegible] ندری کی فتیلہ باروت کی چوری کی بادشاہ کو نہایت خجالت ہوئی ارادہ جلد

اس خبر سے حکم ہوا کہ حیات خان داروغہ فیلخانہ ستر اسّی ہاتھی لیکر براہ نالہ اہل مورچال کے مدد کو جاوے ہر چند بموجب حکم ہاتھیون کو نالہ کے کنارے لیگئے لیکن طغیانی کے سبب سے کسیکے پیر نہ جمے کہ پار ہو تین پہر رات گذرنے تک حیات خان اسی گرداب حیرت مین بیشمار آدمی رات کو خیمہ مین لوٹ آیا بہادران قلعہ نے قیدیون کو ابوالحسن کا دربار دکھلایا سلطان مذکور نے تین چار روز ہر ایک کی مہمانی و جاگیر غیرت خان اور سربراہ خان کو خلعت مع گھوڑون کے دیکر مرخص کیا مگر اول ہر دو جوانان کو قلعہ کی سیر کرا دی تھی کہ دیکھے اسقدر غلہ اور جنس اور توپخانہ اور باروت وغیرہ ضروریات جنگ و جدال موجود ہین اور عرضی مع پیغام زبانی جسکا مضمون ایک ہی تھا حوالہ کیا اور جلال کو بادشاہ کے سر مبارک کا پابند کرکے سوگند کا پابند کرکے کہدیا کہ ابلاغ پیام مین قصور نکرے جب یہ لوگ واپس آئے غیرت خان کو جو ہزاری منصب دو سو سوار تھا پانصدی منصب بلاخطاب بحال رکھکر بنگالہ پر تعینات کیا اور سربراہ خان کے نسبت حکم ہوا کہ غلامونکا کام بھاگنا ہی عزل خطاب سے معتوب کرکے فرمایا کہ منصب ذات اس بدذات کا جو چار صدی ہے بحال رہے - ابوالحسن کی عرضی نہایت غرور سے خان فیروز جنگ کے پاس پہونچی تا کہ انتخاب کرکے جو کچھہ لایق عرض ہو التماس کرے جلال نے جب ادائے پیام کو عرض کیا حکم دیا کہ پہر رات گذرنے پر بوقت خلوت عرض کرے خلاصہ عرضی اور پیغام کا یہ تھا کہ بندہ اپنے تئین جملہ بندگان درگاہ سے جانتا ہی اگر کوئی خطا ہوئی امیدوار ہون کہ عفو فرمائی درصورتیکہ قلعہ مفتوح کبھی ہوا حضرت شاہجہان آباد کو معاودت فرماکر اس ملک کو کسی بندہ درگاہ کے تفویض فرماوینگے پس مجکو وہی بندہ خیال فرمایئے دوسرے جسکو یہان پر مقرر فرمائینگے گا یہان کے حاصلات سے زیادہ اپنے منصب اور ہمراہیون کے لیے طلب کریگا اور علاوہ اوسکے اور روپیہ سرکار والا سے طلب کریگا تب یہ ملک آباد ہوگا شاید کہ سات آٹھہ برس مین معموری کی نوبت پہونچے بندہ جو کچھہ کہ پیشتر درگاہ مین پہونچایا کرتا تھا اب بھی پہونچاوے گا علاوہ اوسکے جب معاودت ہو ہر منزل مین جسقدر کوچ ہو لتی ادا کردہ سفر فی کوس لاکھ روپیہ تسلیم سرکار کرون اور نیز جس روز کہ قدم مبارک زیر حصار آیا ہی کسیقدر نثار اور تصدق ادا کرون اور یہ کل خدمات بنظر خون ناحق مسلمانون کے ہین اور نیز یہ کہ بادشاہ ملازم اس سے زیادہ اپنے بال بچون سے جدا نہین لہذا اگر التماس بندہ کا مقبول ہوا اور یہ ارادہ ہو کہ اور بھی ملازمان درگاہ تضییع اوقات کرین نظر بر رفاہ خلایق پانچ چھہ سو ہزار من غلہ جسکو جلال جیلہ انبار خانہ مین دیکھہ گیا ہی حضور مین ارسال کرون جب یہی مضمون جلال کی زبانی بھی گوش گذار ہوا در جواب مین چند لغویات ارشاد ہوئین بعض اوس مین سے یہ تھین کہ اگر ابوالحسن میرے حکم سے برخلاف نہین تو دست بستہ حاضر ہو بعدہ جو مقتضاے وقت ہوگا تعمیل کی جاویگی اوسکے صبح کو علی الرغم ابوالحسن متصدیان برار کے نام حکم جاری ہوا کہ پچاس ہزار کیسہ کرپاس جسکا طول دو درعہ اور عرض ایک درعہ ہو مع مصالح قلعہ گیری کے روانہ حضور کرین کہ پھر نئے سر سے خندق بھرا جاوے اس خبر کے سننے سے عاجزون کی زبان پر صادر ہوا کہ یہ کیا عقل و دانائی اور مسلمان کشی اور رسوائی ہی کہ کیسہ آوین اور خندق بہرا جاوے کیون ابوالحسن کے بموجب التماس غلہ کی درخواست نہین کرتا کہ اوسکے وسیلہ سے ہماری زیست ہو اور غلہ کے شلیتون سے خندق بہرا جاوے ۱۹ شعبان کو عرض ہوا کہ نقب طیار ہی باروت وغیرہ

عبد اللہ خان بھی برگشتہ ہوا لیکن حق تو یہ ہے کہ روز تسخیر قلعہ تک یہ شخص رفیق رہا اور روز آخر بھی وہ شجاعت دکھلائی
کہ باید و شاید انشاء اللہ بیان ہوگا کارنامہاے مردمان ابو الحسن جو کہ باوجود محصوری کے ظاہر ہوئے اور جو سفاہت اوسکی عالمگیر سے
وقوع میں آئی وقائع نعمتخان عالی اور نیز ہاشم علیخان خافی کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے بالجملہ محاصرہ کو طول ہوا بارش تیر و تفنگ سے
مورچال عالمگیری کے آدمیوں کی زندگی دشوار تھی باروت کے دہوئیں سے رات دن میں فرق نہیں ہوتا تھا کوئی دن نہ تھا کہ
کہ ملازمان عالمگیری مجروح اور تلف نہوں ایک مہینے چند روز کے بعد بڑی کوشش سے مورچہ خندق کے کنارے پہونچا عالمگیر نے
عجیب الافعال نے خندق پر کرنے کو ارشاد فرمایا اول خود وضو کر کے اپنے ہاتھ سے کیسہ دوخت کیا تاکہ اوسمیں خاک بھری جاوے
اونہیں تھیلوں سے دمدمے طیار ہوئے اور نیز توپیں لگائی گئیں گرانی غلہ اور کاہ سے وہ نوبت ہوئی کہ مقدور والوں کے
چھکے چھوٹ گئے غریبوں کا کیا حساب بیان میں آوے بنی نوع کی جان گئی بلاے وبا کی بھی دوچار ہوئی اکثر آدمی بھوکھ پیاس
سے نے بس ہو کر ابو الحسن کے پاس گئے اور بعض پوشیدہ منافق ہو کر غرض نفسانی کو محصورین کی امانت پر متوجہ ہوئے
اور انجام کو رسوائی نصیب ہوئی اور سزا کو پہونچے چونکہ کوئی کام پیش نجاتا تھا آخرکار اعظم شاہ کو جسے بسبب نفاق بہادر شاہ
عالمگیر نے اوجین اور اکبر آباد کے بند و بست کو رخصت کیا اور شاہزادہ برہان پور تک پہونچا تھا پھر طلب فرمایا اور روح اللہ خان
بھی جو عمدہاے کار طلب میں سے بیجاپور کے بند و بست کو چھوڑا گیا تھا مطلوب حضور ہوا تین مہینے کے بعد خان بہادر فیروز جنگ
رات کیوقت کمندوں کے وسیلہ سے حد تک فصیل قلعہ پر پہونچا حارسان قلعہ نے خبردار ہو کر سر رشتہ حیات اونکا کاٹ دیا
جسوقت مردان کارگذار متوجہ عروج قلعہ تھے حاجی محراب نامے جو مقرب عالمگیر تھا خان فیروز جنگ کی جانفشانی دیکھکر بلا حکم
انجام کار دوان دوان حضور میں آیا بادشاہ سجدہ میں تھا کہ اسنے مبارکباد عرض کی فیروز جنگ کی طرف سے بھی پیغام فتح
قلعہ پہونچا اور بادشاہ سراسر وقار نے بھی بعد سجدہ استماع شادیانہ بجانے کو حکم دیا اور حکم سواری واسطے تماشا کے صادر ہوا
اسی وقت میں اصل خبر پہونچی کہ غازیان دولت کو چشم زخم عظیم لاحق ہوا خان فیروز جنگ کی ناکامی ہوئی اس لطیفہ سے بادشاہ
اور حاجی محراب خجل ہوئے اتنے میں جاسوس خبر لائے کہ چونکہ قلعگیاں خفتہ بخت کی بیداری سگ بیدار کے وسیلہ سے ہوئی تھی
ابو الحسن نے اوس سگ وفاپرست کو قلادۂ مرصع اور جل زربافت عطا فرمائی اور دیگر نوکران نمک حرام پر تفوق دیا۔ ماہ شعبان
کے وسط میں بشدت تمام پانی برسا مورچال والوں کی بلاے جان نازل ہوئی دمدمہ وغیرہ ساختۂ فیروز جنگ نقش بر آب ہو گئے
عین طغیان نہر اور شدت باران میں متحصنان خصوص عبد الرزاق لاری نے باہر آکر خوب آب تیغ زنی کی بادہ دکھلائی سلیم خان حبشی
جو جملہ شجعان میں سمجھا جاتا تھا ہاتھ پیر ہلا کر کسی گڈہے میں جا چھپا اور صف شکنخان جو بہ نسبت دوسروں کے کسیقدر تسخیر
قلعہ میں زیادہ تر تدبیر کرتا تھا قتل ہو پہونچے مصطفی خان عبد الرزاق لاری نے دو زخم کاری کھا کر اپنی جان سے ہاتھ دہو
مجروحوں کے غنچہ میں گنج پڑے سے لت پت پڑا تھا جمشید خان کوچۂ سلامت کی راہ جاتا تھا کہ گرفتار ہو گیا جلال چیلہ جو جملہ
محرمان قدیم الخدمت عالمگیر سے تھا اور جسکا خطاب سرراہ خان ہوا تھا مع دیگر بارہ منصبداران کے ابو الحسن کے قید میں پڑا

میوہ انبہ کے روانہ حضور کر دیئے آپ ہماری جان فدا ہے ولی نعمی کے واسطے حاضر ہی اس گفتگو مین بڑا طول ہوا بعض آدمی
تعینات ہوئے کہ جسطرح ممکن ہو سعادت خان سے جواہرات حاصل کرین دو ایکروز یہ شورش رہی بعد ازین سعادت خان نے
پیغام دیا کہ درحقیقت یہ امر حق بجانب تمھارے ہی مگر مینے بموجب حکم اپنے مالک کے یہ فریب کیا ہان میری جان مل سکتی ہی
لیکن اوسمین یہ ہی کہ اگر تمنے مجھے مار ڈالا تو عالمگیر کو تمھاری سرزنش کے واسطے میرے خون کی دستاویز ہو جائیگی ورنہ جب
تک بندہ زندہ ہی بادشاہ کو اس عزم سے باز رکہکر آپ کی خدمتگذاری مین کوتاہی نکریگا۔ ابو الحسن نے اس لجاجت سے پیچھا
چھوڑا بلکہ طلب کرکے اور بھی مشمول عاطفت فرمایا اور خلعت وجمدہر مرصع الماس وغیرہ اشیا لطف کیا انہین دنون مین
ایکروز حیدر آباد کے فضلا دربار ابو الحسن مین حاضر تھے عالمگیر کی دین پروری کا مذکور ہوتا تھا علماے مجلس نے کہا
کہ عالمگیر نے جو گھوڑے بادشاہ ایران نے بھیجے تھے براہ تعصب ذبح کراکر فقرا کو تقسیم کر ڈالے یہ کون شرعی امر تھا۔
ہان حظ نفس کا پابند ہی اگر زندہ گھوڑے فقرا کو دے ڈالتا البتہ فیضرسانی خلق خدا تھی سعادت خان متصدی
نے اپنے بادشاہ کیطرف سے اسکے جواب مین تاویل کی وہ یہ کہ جب گھوڑے ملاحظہ ہوئے اوسوقت کلام اللہ
پڑھتا تھا گھوڑون کے اشتیاق مین چاہا کہ معتاد معینہ سے کلام مجید آج کم پڑھے دوسرے دن اوسکا معاوضہ ہو جائیگا
ناگاہ آیہ کریمہ جو کہ سلیمان نبی علی نبینا و علیہ السلام کے حق مین درباب تماشاے گھوڑون کے اور مشغول ہونا نماز سنتی سے
اور برواتیے نماز واجبی سے نسبت انہماک اونکے ملاحظہ کے اور بعد تنبیہ امر مذکور کے ذبح فرمایا گھوڑون کا لکھا ہی نظر پڑے
لہذا حسب حال اپنے سمجھکر بموجب اوسکے عمل فرمایا باقی مردم دنیوی جو کچھہ چاہین کہین علماے حاضرین نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا
امراے ایران کے دروازون پر گھوڑے ذبح کرانا کیا ضرور تھا سعادت خان نے ایسے بھی جھوٹ بیان کرکے کہا کہ اصل یہ ہی
کہ شاہجہان آباد کی نئی تعمیر ہوئی ہی اور ہر امیر نے ہر محلہ مین اپنے واسطے جدا مکان بنایا ہی دوسرے اگر ایک جگہ سب گھوڑے
ذبح ہوتے ہجوم ہو جاتا اکثر ضعیف ناتوان محلات کے جنکو وہان پہونچنا مشکل تھا محروم رہجاتے اور بڑے تردد سے اوس
گوشت کو حاصل کرسکتے لہذا حکم ہوا کہ محلہ وار دو ایک ایک گھوڑا ذبح ہو اخبار نویس حیدر آباد کے لکھنے سے جب یہ تقریر
سعادت خان کی عالمگیر نے سنی نہایت راضی ہوکر تحسین فرمائی گلبرگہ سے حیدر آباد کو پیش خیمہ روانہ کیا سلطان ابو الحسن نے
اس خبر سے وحشت کھا عرضی شفاعت اور عذر تقصیر اور اظہار فرمان برداری کی روانہ کرکے نہایت درجہ مسکینی اور لجاجت
ظاہر کی مگر اس سنگدل نے کچھہ نہ سنا لڑائی کو مستعد ہوا اس بد افعال کے نتایج راے کہان تک تحریر ہون جیسا کہ باپ کا
قید کرنا اور پسران فرمان بردار کا حبس فرمانا بہائیون کا قتل کرنا اور درویش سرمد کو ذلیل کرنا غرض کہ اس حرص دنیا کو
دینداری ظاہر کرتا تھا اور بموجب آیہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کے بیرون از شمار مین کسیقدر تحریر ہوتے ہین۔
حضرت نے ایک فرمان اس مضمون کا ابو الحسن کے نام صادر فرمایا کہ تقصیرات تمھاری بیپایان ہین اول یہ کہ کافر کو اقتدار دیا
فضلا کو مغلوب بنایا علانیہ بادہ خواری سے ہستی کفر و اسلام ظلم وعدل سے بیخبری فسق وعبادت سے بیہوشی کرتا

اندک ترحم سے جو ابو الحسن اور حیدرآباد والون کے حال پر ہوا اور نیز اونکی شفاعت کی مورد عتاب ہوے اعاذنا اللہ و جمیع المؤمنین من الحرمان الشدید جب بیجاپور کے محاصرہ کو عرصہ ہوا اور بہادر شاہ اور خانجہان سے ترحم برخلاف مرضی ظاہر ہوا اوسوقت خانجہان بہادر کے عوض مین عابد خان والد غازی الدین فیروز جنگ کو تحصیل زر پیشکش کے واسطے بہادر شاہ کے پاس روانہ کیا اول خانجہان کو طلب حضور کیا بعد ازان بہادر شاہ کو اپنی رفاقت مین بلایا جب خانجہان حضور مین آیا معظم خان بدرقۂ شاہزادہ کام بخش کے آدمیون اور خانجہان بہادر کے آدمیون سے جلوخانۂ بادشاہی مین بر وقت گذرنے پالکی سواری کے خانہ جنگی عظیم برپا ہوئی بادشاہ نے خانجہان بہادر کو واسطے فہمایش اوسکے مردم کے اور حیلہاے حضور کو مردم معظم خان کے فہمایش کو بھیجا خانجہان تو بادشاہ کی ناقدردانی سے نہایت آزردہ تھا دربار سے نکلتے ہی چونکہ معظم خان کو اپنی بہادری اور جانفشانی کے روبرو ہیچ سمجھتا تھا حکم دیا کہ معظم خان کی بازار لوٹ لو بادشاہ اس حرکت سے منغص ہوا خانجہان کو قلعہ تی متعلقہ جاٹ کی مہم کو دکن سے اکبرآباد کیطرف بھیجا جب بعد مہم حضور مین واپس آیا دوبارہ حیلہ کر کے منصب سے معزول اور تغیر جاگیر فرمائی بیچارہ اسی قدردانی کی شکر گذاری مین گذر اوقات کرنے لگا اس عبارت سے حضرت کی قدردانی اور سلیقۂ جہانبانی اور دینداری اور پاس عہد صاف ظاہر ہے

نہضت کرنا عالمگیر کی تسخیر حیدرآباد پر

فتح بیجاپور کے بعد بیش خانۂ عالمگیری زیارت مزار سید محمد گیسو دراز کی شہرت سے نکالا گیا آخر محرم مین سعادت خان کو سزاول تحصیل پیشکش کو لکھ بھیجا کہ ما بدولت فتح حیدرآباد کا ارادہ رکھتے ہین جلد عازم ہونا پس لازم ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو زر پیشکش وصول کرے قبل ہمارے پہونچنے کے روپیہ وصول کر لیوے اگرچہ دو تین مہینے اس سے پیشتر بموجب التماس بادشاہ کے حسب مذکورۂ بالا فریب کے لیے خلعت و جواہر بھیجا گیا تھا مگر خاص و عام جانتے تھے کہ اس پیشکش سے بادشاہ کی آتش حرص تو بجھیگی محض بہ فریبی ہے جب سعادت خان حسب الحکم اخذ زر مین تاکید کرنے لگا اور سلطان ابو الحسن کو درصورت اطاعت او استرضاے عالمگیر کے امید واری حفاظت غضب بادشاہی سے کیا تھا بیچارہ نے کہا کہ بالفعل نقد روپیہ موجود نہین زر کے عوض مین جواہرات حوالہ کرتا ہون اور نو مد خوان جواہرات کے سربمہر مع فرد تعداد بلا تعین قیمت اور تحریر جیرہ کے بطور امانت بھیجا پیغام دیا کہ دو تین روز مقیم رہے اگر کچھ نقد بھی میسر ہوا مقیم جواہر کو سررشتہ دار جواہر خانہ کے ہاتھ بھیجا جاےگا اور بعد تعین قیمت کے سعادت خان نقد و جنس عالمگیر کے حضور مین مع عرضی مشعر اطاعت ابو الحسن کے روانہ کرے اور سلطان ابو الحسن کو قبض الوصول لکھدے خیر دوسرے روز ابو الحسن نے چند بہنگی میوہ کی عالمگیر کو روانہ کین سعادت خان جو کہ تعلیم یافتہ حضرت عالمگیر اور نہایت پر مکر و بد ذریعہ تھا جواہرات مرسلہ ابو الحسن کو جو امانت تھے میوہ دانہ کی بہنگیون مین رکھکر روانۂ حضور کر دیا دو تین روز نگذرے تھے کہ کوچ شاہی کی خبر بارادۂ تسخیر گولکنڈہ کے ابو الحسن کو ملی اور مشہور ہوئی اوسوقت ابو الحسن نے سعادت خان کو پیغام بھیجا کہ ہمنے جواہرات فقط حفظ ناموس اور امید الطاف مین بھیجے تھے جب حضرت کو ہماری بیخ کنی منظور ہے تو ہمارے خوان جواہرات واپس دیجئے سعادت خان نے درجواب کہلا بھیجا کہ وہ جواہرات تو سربمہر

جلد اول ... کی مجال نرہی - صاحب تاریخ لکھتا ہی کہ پانچ چھہ کرور کی مالیت غارت ہوگئی قبل اسکے کہ لشکر شاہزادہ مین خبر پہونچے شہر کے لوگون نے
بارگاہ اوٹھانے کی مجال نرہی - ... اور اودھر شہر پر دوڑ اوٹھے لوٹ گھسوٹ
دست درازی کی ارباب ناموس نے تمام شیال و عیال سے جسقدر ممکن ہو سکا ہمراہ لیکر قلعہ مین جا پہونچے صبح نہوئی تھی کہ شہر پر دوڑ اوٹھے لوٹ گھسوٹ
کے سوا شرفا کی عزت اور ہنود و اسلام کے ننگ و ناموس مین اسقدر فرق ہوا جسکا بیان نہین ہو سکتا ہی چونکہ ہر محلہ و بازار مین لاکھو کہا نقد اور مال سرکار
بادشاہی و امرا و تجار کا پڑا تھا اور فراشخانہ اور چینی خانہ اور اصطبل و فیلخانہ شاہی بجا خود موجود تھا بروقت غارت قیامت کے آثار ظاہر تھے
بعد ازان جبکہ فرستادہ ابو الحسن عجز و نیاز کرکے بہادر شاہ کے حضور مین پہونچے اور بہادر شاہ نے غارت گری کو ممانعت فرمائی کسیقدر فتنہ و فساد رفع ہوا
لیکن خلق خدا پر جو کچھہ گذرا گذرا عالمگیر بادشاہ اور مادنا وزیر ابو الحسن کی گردن پر وبال باقی رہا اور دفترون اعمال مین ثبت رہا بہادر شاہ نے ابو الحسن پر ترس کھا یا ایک کروڑ بیس لاکھہ
روپیہ سواے سالیانہ کے پیشکش مقرر کیا اور نیز اقرار ہوا کہ مادنا وزیر اور اوسکا بھائی آکنا جو سرمایہ فساد ہین بر طرف ہون
اور قلعہ سرم و کہیر وغیرہ محالات جو قبضۂ عالمگیری مین آئے تھے ممالک محروسۂ عالمگیری کو واپس ہوئے چونکہ ابو الحسن بنا بر اقتدار
مادنا برہمن کے جو اس وقت سفر مین رکہتا تھا اوسکے قید کرنے مین تامل رکہتا تھا بعض سرداران عمدہ نے نظر برین کہ یہ دونو برہمن مصدر
فساد ہین ماہ حاجی صاحب زن ابو الحسن کے پاس رجوع کیا اوسکے اتفاق سے بدون اطلاع ابو الحسن کے اون برہمنون کے نوکرون کو اطاع
دی کہ مارنے کی اجازت ہوی ہی اور اون دونون بھائیون کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس معتمدون کے ہاتھہ روانہ کیا چونکہ عمدہ
حکم عالمگیر کا تعمیل ہوا بہادر شاہ نے قطعہ عرضی متضمن صلح کے مع دونو سر کے حضور عالمگیر مین بہیجی اوس شدید الغرض نے گو ظاہر مین
قبول کیا مگر باطن مین صاف نہوا سعادت خان کو جو خانجہان بہادر کی دیوانی پر تھا واسطے وصول زر پیشکش کے مقرر کرکے تاکید کی اور حکم
دیا کہ جلد وصول کرے اور خفیہ بہادر شاہ اور خانجہان کو مطعون و مغضوب فرمایا اسقدر خفا ہوا کہ خانجہان بہادر کو حضور مین طلب فرمایا
باوجود اوس اگلی جانفشانیون کے اس ترحم کے عوض مین ہزارون ملامت کین - چونکہ اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان
وغیرہ دو تین امیرزادگان نوجوان جانفشانیان اور مبالغہ کرتے تھے اور عالمگیر اونکی تربیت کرتا تھا مکرر فرمان عنایتی مین عالمگیر
نے خانجہان بہادر کو لکھا کہ خانہ زادان نو عمر شیر خوارہ بہ نسبت ہم سالخوردون کے زیادہ تر شرط جانفشانی ادا کرتے ہین خانجہان
ایسی قدر دانیون سے نہایت آزردہ رہتا تھا چاہتا تھا کہ امیرزادگان مذکور کو کسی لڑائی مین اہانت پاوین اور دشمنون کے
مقابلہ مین توقف کرتا تھا - اسی درمیان مین امراے نمکحرام ابو الحسن سے چھپ کر عالمگیر کے پاس آئے فتح حیدرآباد کی
طمع دلائی عالمگیر نے اونکے ہمراہ کسیقدر فوج بہادر شاہ کی اعانت کو روانہ کی - اودہر جب تک صلح و جنگ کی تنقیح ہو
فوج ابو الحسن عبد الرزاق خان کی سرداری مین تعینات ہوئی کہ فوج تازہ وارد پر اوٹھہ دوڑی آدہر تو غفلت تھی اور ابعاد مسافت
کے سبب سے بہادر شاہی فوج بھی مدد کو نہ پہونچ سکی دو تین سردار فوج عالمگیری کے زخمی اور قید ہوئے اور بہادر شاہ نے تا انفصال
جنگ و صلح کے گرانی کا اشتہار دیکر کنار حیدرآباد سے کوچ کرکے بہیر مین آ قیام کیا وہ ساری کارسازیان اور جانفشانیان
جو فوج بیجاپور کے ساتھہ مع تسخیر ملکہاے تازہ کے اس لڑائیون مین ظاہر ہوئین اور جانفشانیہاے سابق جو خانجہان اور سید
عبد اللہ خان سے قبل فتح بیجاپور کے ظاہر ہوئین ہر دو امیر مذکور اور بہادر شاہ بیچارہ باوجود جرأت اور جانفشانی کے محض

چنداول باور دیگر امرا کو جرانغار اور برانغار پر مقرر کیا اور راجہ مہابلکارم وغیرہ کو قول مین اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین
جا کھڑا ہوا سرداران ابوالحسن نے بہیر کو چار خصہ لشکر کے دست راست کو بھیجے اور کلان توپون کو گودال پڑا لکر بعض کو مٹی کے
نیچے پوشیدہ کیا اور فوج کے تین حصہ کر کے ایک کو ہراول کے مقابل اور دوسرے کو التمش کے روبرو اور تیسرے کو سید عبداللہ خان
کی لڑائی پر معین فرمایا دریاے جوش ان کی طرح بہادر شاہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے ہنگامۂ دار و گیر بلند ہوا سرداران دکن نے ذرہ کی
کہ افواج شاہی کے دل تنگ کیے شاہزادہ معز الدین اور ہمت خان ولد خانجہان بہادر اور اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان نے
اچھے ترددات ظاہر کیے اور سید عبداللہ خان نے بعد جراتہاے بے پایان کے فوج مقابل کو ہٹا کر سرداران یمین و یسار کی
مدد کی دو پہر تک جنگ و جدال رہی زوال کے بعد دکنی فرار ہوئے بہادر شاہ نے بنگاہ تک تعاقب کیا اور غلغلۂ عظیم لشکر دکن مین برپا ہوا
شیخ منہاج نے دو سوار زبان دراز شاہزادہ کے پاس بھیجے پیغام دیا کہ سلاطین گذشتہ کو آپ کے طرفین کا حفظ و پاس ہی لڑنے کو تو مردان سے
لڑتے ہین مگر حفظ ناموس کا پاس رکھتے ہین لہذا استدعا توقف کرنا ضرور ہے کہ یہان سے ناموس [illegible] معز الدین نے بعد اجازت والا کے لشکر کو غارتگری
سے باز رکھا دکھنیون نے اپنا ناموس جاے محفوظ مین پہونچایا بعد دلجمعی بطور اول گرم بازاری جنگ کی حق یہ ہے کہ دونون طرف
سے مردانگی کامل ظاہر ہوئی ایک گروہ کثیر مع دو فیل فوج شاہزادہ معظم سے نیست و نابود ہوئے اور فوج ابوالحسن سے شیخ منہاج
اور رستم راؤ ہمین زخمی ہوئے اور چار پانچ سرداران دیگر نے زخم کاری کھائے ادہر بندرابن دیوان بہادر شاہ نے مجروح ہو کر گلہ
تازہ کھلایا اور اوسکا ہاتھی آگے کر کے روانہ ہوئے سید عبداللہ خان باوجودیکہ اوسی وقت اوسکے منہ پر دست بان لگا
تھا کسی راجہ کو ہمراہ لیکر فوج مذکور کے تعاقب مین دوڑا اور بندرابن کو اونکے ہاتھون سے رہا کیا اور غیرت خان میر بخشی کی
عورت جو مع ایک خادمہ کے فیل سوار تھی کشتہ ہوئی باقی نے نام و نشان آدمی اکثر مارے گئے افواج دکن شام تک گرم کارزار
رہی جب شام کی سیاہی ہوئی حیدرآباد کو بھاگ نکلی شام کیوقت سرداران دکن نے بہادر شاہ کو پیغام دیا کہ اس لڑائی مین
[illegible] دلی بس چاہیے کہ سرداران ہر دو لشکر باہم گرد آزما ہون جسے بخت یاری کرے فتح پائے شاہزادہ نے
قبول نکیا صبح کو جب فوج دکن کے چلے جانے کی خبر ملی شاہزادہ نے شادیانۂ فتح بجوایا اور تعاقب مین حیدرآباد کی راہ لی
جب حیدرآباد کے نزدیک پہونچا مادنا برہمن نے جو وزیر دکن تھا خلیل اللہ خان معروف محمد ابراہیم سپہ سالار کی طرف سے
اپنے بادشاہ کو بدگمان کیا کہ محمد ابراہیم شاہزادہ بہادر شاہ سے سازش رکھتا ہے بادشاہ اسکی ترغیب سے درپے قتل ابراہیم
ہوا خلیل اللہ خان اس کیفیت کو سنکر بہادر شاہ کے حضور مین پہنچے مورد عنایات ہوا جب یہ خبر ابوالحسن کو ملی نا اختیار
ہو کر بدون مصلحت و صلاح امرا کے اور ہمراہ لینے عیال و اطفال کے یک ناگاہ مع بعض خدمۂ محل اور [illegible]
کے پہر رات گذرے قلعہ گلکنڈہ کی راہ لی جو شہر حیدرآباد کے نزدیک تھا وہان پہونچکر جا بیٹھا مردم شہر کیا رعایا
کیا سپاہی نہایت عاجز ہوئے بہادر شاہ مع فوج پہونچکر ہنگامہ آراے محشر ہوا ہزار ہا شرفا مع عورات کے بدون برقع
اور چادر کے سراسیمہ قلعہ کو فرار ہوئے دیگر کارخانجات ابوالحسن اور مال تجارت سوداگران کا اوسی طور پر تاراج کیا کسیکو

جب دو تین کوس مورچہ سے باہر پہونچے افواج دکھن نہایت دبدبہ سے نمایاں ہوئی اور بعد قریب کے شاہزادہ معزالدین اور خانجہان بہادر
ہراول پر ایسا حملہ کیا کہ تین ہاتھی اور چار پانسو سوار و پیادہ کام آئے اور توپخانہ آتشبار بادشاہی سے گذر کر ہراول تک آشوب آگیا
سید عبداللہ خان بارہہ اور خواجہ ابوالمکارم باتفاق راجہ مانسنگھ کے مدد [illegible] لول پر پہونچا مبارزت بہادرانہ دکھلائی تین روز
نائرۂ فساد ملتہب رہی طرفین سے سوار و پیادہ زخمی ہوئے آخر مدافعت فوج عالمگیری سے افواج دکن کو پایداری کی مجال نہ رہی [illegible]
بنگاہ کو عطف عنان کی سید عبداللہ خان وغیرہ شجاعان بہادر شاہی نے داعیہ تعاقب کر کے عزم کیا کہ جو کچھ ہونا ہو آج ہی ہو جائے
خانجہان نے یہ رائے ناپسند کی اپنے لشکر کو معاودہ ہوا اور پہر رات گذرنے پر اپنے لشکر میں پہونچکر آرام گزین ہوا اور احوال اس فتح کا
حضور میں لکھ بھیجا شاہزادہ اور خانجہان بہادر متوقع آفرین و احسنت کے تھے اور فی الواقع اونکی امید درست تھی جب یہ معلوم ہوا
کہ تعاقب سے انکار کیا خطاب کے عوض فرمان عتاب صادر ہوا اس غضبناکی سے دونو کے دل رنجیدہ ہوئے اگرچہ اون لڑائیوں میں افواج ابوالحسن
بقصد مقابلہ سوار نہوئی تھی مگر گاہ گاہ کبھی کبھی رات کو دور سے چند بان بندوق مار کے بجائے خود چلے جاتے تھے خانجہان بہادر
اور شاہزادہ دونوں اپنے رنج و ملال میں متوجہ جنگ نہوتے تھے اور چار مہینے تک بعزم رزم سواری نکی پر جب ایسے اس امر سے
اور بھی مغضوب شاہی ہوئے فرمان شاہی مشعر سرزنش دستخط خاص سے لکھکر صادر فرمایا اور یہ بخط خاص بادشاہ نے خانجہان کو
لکھا مصرع اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست شاہزادہ نے بعد مطالعہ صبح کو دوسرے روز تجمل ترتیب دی اور خانجہان
وغیرہ کو فراہم کر کے استشارہ میں تدبیر کی چونکہ خانجہان وغیرہ مع راجپوتوں کے کبیدہ خاطر تھے جنگ کی [illegible]
اور سید عبداللہ خان مع وہ تین رفیقان کے ترغیب جنگ دیتا تھا اس اختلاف رائے میں وہ دن تمام ہوا دوسرے روز سید [illegible]
نے خلوت میں عرض کیا کہ خانجہان خان بہادر سرداران معظم کارآزمودہ و خیرخواہ بادشاہ سے ہیں الاصلاح یہی ہے کہ اس سے زیادہ
برخلاف مرضی بادشاہ کے نہ کیجیے گر شمال مخالفین کو سوار ہو جیے اگر خانجہان بہادر ہراولی کرے فدوی چنداول پر تعینات ہو
ورنہ بندہ ہراولی میں جانفشانی کریگا اور جو کوئی شاہزادہ ہراولی پر تشریف لیجائے فدوی ہمرکابی میں جوہر تہور دکھلائے
اس گفتگو کے بعد بہادر شاہ نے سپہ سالار حیدرآباد کو پیغام دیا کہ ہم لوگ ہر چند تمہارے مقابلہ سے اغماض کر کے مورد عنایات
شاہی ہوئے لیکن نظر باصلاح طرفین اور بحال رہنے آبروے ابوالحسن کے یہ صلاح ہے کہ اگر تم قصبہ اور گڑہی سرم اور دیگر محالات
سرحدی سے جو بندہاے درگاہ کے تصرف میں آئے ہاتھ اوٹھا کر لوٹ جاؤ تو ہم یہاں حضور میں عرض کر کے ابوالحسن کی تقصیر عفو
کرائی جائے محمد ابراہیم تو خواہان مصالحہ تھا اپنے سرداران ہمراہی سے مشورہ کرنے لگا شیخ منہاج اور رستم راو وغیرہ
جلادت کیشوں نے باتفاق جواب دیا کہ قلعہ سرم اور ملک سرحد ہمارے نوک سنان سے وابستہ ہے اور اوس روز بخلاف ماضی
اسقدر بان مارنے میں شوخی کی کہ بروقت لانے خوانہاے خاصہ کے ایک بان سراچہ حرم سرا میں پہونچا خوان طعام کا سر اوس خوص
سے گزرا چونکہ تازہ توپخانہ حیدرآباد سے آیا تھا اوسکا غلغلہ حرم حیرت تک پہونچایا بہادر شاہ کا عرق حمیت حرکت میں آیا
آراستگی صفوف میں مصروف ہوا بدستور سابق شاہزادہ معزالدین اور خانجہان بہادر کو ہراول اور سید عبداللہ خان کو

یورش کی کہ خانجہان کی فوج قریب مغلوب ہوگئی اور خانجہان بہادر نے براہ احتیاط لشکر کے گرد خندق کھودکر مورچہ درست کیا
ایک مہینے تک لڑائی کی گرم و سرد ہوتی رہی ایک مہینے کے بعد محمد ابراہیم خان نے دوروز طرفہ دیگر تسخیر کیا اور جب خانجہان
کی فوج غافل اور سرداران فوج چوسر کھیلنے پر مصروف تھے انبوہ لیکر پدیدار ہوئے جاسوسون نے خانجہان بہادر کو خبر
پہونچائی کہ فوج دکھن نے مورچال کا محاصرہ کرلیا خانجہان بہادر نے ہمت خان اور سپہدار خان ولد خانجہان اور ایرج خان
کو وہ بھی اوسکے عزیزون مین تھا مع جگت سنگھ ہاڑہ کے دست راست سے تعین فرمایا دیگر افاغنہ اور سرداران راجپوتیہ کو
جانب چپ تعینات کیا اور خود بھی آمادہ سواری ہوا جب تک یہ سوار ہوا افواج دکھن مورچہ توڑکر خندق سے نکل
فوج عالمگیر پر آگری جو مقابلہ پر آیا مجروح ہوا بادشاہی توپخانہ کے زنجیر کو توڑکر قیامت برپا کی شیخ منہاج مقابل سپہدار خان
ولد خانجہان بہادر اور جگت سنگھ ہاڑہ اور شرزہ خان لودہی اور رستم خان بمقابلہ ہمت خان ولد دوم خانجہان بہادر
اور محمد ابراہیم خان سپہ سالار مع بڑے خان ہاٹ بہیل در فوج روبرو خانجہان بہادر اور ایرج خان کے پہونچکر ولولہ عجیب
پیدا کیا راجپوتون کے مقابلہ مین دوسرے گروہ نے پہونچکر فوج راجپوتون کو بیدست و پا کیا شیخ نظام نے بھیر پر حملہ کر
گیر و دار کا غلغلہ آسمان پر پہونچایا افواج عالمگیری نے پامردی کی ہمت خان ولد خانجہان بہادر و صفدر خان برادر زادہ
خانجہان بہادر و ولد فدائی خان و جسونت بوندیلہ سخت زخمی ہوئے ہمت خان وغیرہ سردارون کی عماری کثرت تیر سے
گنبد ترشح ہوا تھا لیکن ہمت خان باوجود زخم شدید کے ہمت نہ ہارا اور باپ سے طلب ذکر تا تھا خانجہان بہادر
جو خود حلقہ اعدا مین نکتہ کے مانند اسیر تھا مدد خدا سے تسلی دیتا تھا - اسی ضمن مین بڑے ہاٹ خان بہادر مع فوج
جرار خانجہان بہادر سردار پر یورش کی اور ایک تیر خانجہان پر وار کیا خانجہان بہادر نے بھی تیر کمان سنبھالا اتنا ہاتھہ کھولا کہ
سر دست اوسکا ایک ہاتھہ کٹ گیا لیکن عرصہ کارزار فوج عالمگیری پر اسقدر تنگ ہوا کہ کسیکو امید زیست باقی نرہی
اسی ضمن مین کسی لنگی راجہ کا ہاتھی جو نہایت مست اور زنجیرون مین جکڑا ہوا تھا عربدہ جو ہوا فیلبان نے بھی اپنی
صلاح دیکھی مطلق العنان کردیا اور تین چار من کی آہنی زنجیر اوسکے خرطوم مین دی وہ بلاے سیاہ بسبب اتفاق مقابل
بڑے خان کے پہونچا ہاتھی مذکور نے فرط شجاعت سے خودداری نکر کے فیل مذکور پر حملہ کیا ہاتھی نے جو زنجیر اوسکے خرطوم مین
تھی اوسکے سوارون پر ایسا مارا کہ گھوڑے سے چراغ پا ہوگئے سوارون نے زمین دیکھی اور بڑے خان کا کام تمام ہوا اور
چند کس بیگی دلاوران دکن کو بھی سمار و نابود کیا رفقاے خانجہان بہادر نے فرصت پاکر باقیماندون سے برسر تلوار پیش آئے
بمگند ... تیسرے لوگ بھی ہاتھی کی پایمالی سے مضطربانہ برکنار ہوئے اور افواج عالمگیری نے قابو پاکر متواتر حملے کیے
بسبب تقدیر غیبی کے شکست ہوئی خانجہان نے فتح پائی اس فتح اور غلبہ کی کیفیت حضور مین لکہی مدد طلب کی عالمگیر نے
معظم ... اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان اور مرحمت خان ولد نامدار خان وغیرہ
... جب دونو فوج یکجا ہوگئین خانجہان بہادر کی صلاح سے دوسرے روز قبل طلوع آفتاب

روح اللہ خان کو اعانت [illegible] شنا ممانعت کے لیے بہیجا اور روح اللہ خان نے بہو بیجاپور شہزادہ کے بپاس خاطر اور [illegible]
وقت اپنی طرف سے بھیجی [illegible] جانے لئے عبد اللہ خان کو باز رکہا اور خان مذکور نے طوعاً کرہاً قبول کرکے اپنے
کنارے کہینچا اور [illegible] عبد جاکر فرود آیا چونکہ اول شجاعت سید کی گوش گذار بادشاہ ہوئی تھی پس تحسین و آفرین فرما کر
شاہ عالم بہا[در] [illegible] کو مبارکبادی دوسرے روز جب سید کی معاودت سنی نہایت آزردہ خاطر سید مذکور اور نیز
بہادر [illegible] بکمال اور اعتراض نے محل فرمایا بعد ازان جب کہ اصل حال سے مطلع ہوا بمقتضائے مصلحت روح اللہ خان
[illegible] عبد اللہ خان کو حضور مین طلب کیا اور ناحق کو بدرجہ کمال مغضوب فرمایا اور یون کہا کہ اگر روح اللہ خان ایک ناکردہ حرم کا شفیع
[illegible] سید بیچارہ کی لئے آبروئی ہو جاتی — خلاصہ تحریر ہاشمی یہ ہی جو لکہا گیا کیا خوب قدر دانی اور سلیقۂ سلطانی لوگیا
لکہا ہی — اعظم شاہ قلعہ مذکور کے محاصرہ مین ملازمان سکندر بیجاپوری سے ایسا محصور ہوا کہ اگر شہاب الدین خان والد عابد خان اور
مجاہد خان اوسکا بہائی مع دیگر امرائے متعینہ کے رسد وغیرہ فوج سنبہا اور سکندر بیجاپوری سے محفوظ کرکے لشکر کو نہ پہونچاتے
اعظم شاہ اور سپاہ کا اثر تک باقی نرہتا — ہاشم علیخان خافی لکہتا ہی کہ لشکر اعظم شاہی کا یہ حال ہوا تھا کہ حیوانات
اور جانور فاقہ پر فاقہ کرتے تھے اور آدم زاد پوست درخت اور تخم املی کو جانوران مردہ کے استخوان سائیدہ مین ملا کر کہاتے
تھے اور یہ بھی میسر ہوتا تھا ایک خلق کثیر اس خورش ناگوار سے جان بحق ہوئے اور جانی بیگم دارا شکوہ کی بیٹی اعظم شاہ کی
جورو جو کہ لشکر سے دور رہتی تھی جسوقت غلبۂ دکہنیان محاصرہ دیکہتی فیل سوار ہوتی اور محفہ و عماری سے تیر اندازی کرتی
اور امرا اور ملازمین کو لڑنے اور جان دینے کی تحریص و ترغیب کرتی تھی اور اوسوقت کمک لشکر اعظم شاہ سے بھی پہونچ
[illegible] جس وقت شہاب الدین خان رسد واسطے اعظم شاہ اور اوسکے لشکر کو لیجاتا تھا راستہ مین افواج بیجاپور
[illegible] یہ تہا فوج شاہی مین آفت عظیم برپا ہوا اوسوقت شہاب الدین خان نے مع اپنے
[illegible] دہاوا کیا اور اوس سپاہ سے لڑ بہڑ کر بنجارہ اور غلہ کو صحیح سلامت
[illegible] شہاب الدین خان کو بغل مین لو کہا لیا اور ملبوس خاص جو پہنے ہوئے
[illegible] کو ملی اوسکی زبان پر بے اختیار صادر ہوا کہ جسطرح شہاب الدین
[illegible] عیال و اطفال کی عزت بچائی اور اوسکے اصلی منصب ہزاری
[illegible] خطاب عطا کیا اور فرمان عطوفت مضمون اوسکے نام
[illegible] حضرت عالمگیر چہارم ماہ شعبان ۲۹ سال جلوس کو
[illegible] روح اللہ خان اور غازی الدین خان بہادر
[illegible] کیا ہر ایک نے اظہار شجاعت کے ارادہ سے
[illegible] مقابل دروازے شاہپور کے مورچال رکہکر

اور احمد نگر دکن کے روزادخال تک آبرو منصب دارون کی بحال تھی اور جاگیرات اور نقد تنخواہ زندگانی بخوبی تمام بسر ہوتی تھی
اور ہنوز بادشاہ افغان و راجپوت سے احتیاط کرتا تھا اور قوم کشمیری خصوص فرقہ چک کو کمتر ملازم رکھتا تھا بعد ازان
کہ تالیف قلوب دکہنیون کی خصوص بالا زبان سبنہا مرہٹہ کی اور نیز سلاطین بیجاپور اور حیدرآباد بغرض استیصال منظور تھی
لہذا جو شخص حاضر ہوتا مشمول نوازش ہوتا حوصلہ سے زیادہ خلعت فاخرہ ہاتھی گھوڑا مرحمت فرمایا اسقدر نوبت پہونچی
کہ نئے لوگون کی عزت افزائی مین پرانون کی قدر و منزلت کھو گئی ایسی تنگی ہوئی کہ بعض خانزادان روشناس راہ قدردانی
سے پرورش پاتے تھے لیکن جمع کثیر منصبداران کم رتبہ جو مرہٹہ اور بیست اور رونیہ وغیرہ ہم کیواسطے اپنے پاس رکھتے تھے محض
نے جاگیر ہوگئے وام پایے باقی معدوم الوجود ہوگئے مگر بادشاہ نے ارباب طلب کے طومار پر دستخط کیئے کہ ایک انار و صد بیمار
تعین فوج اور عزل و نصب اور منصب خدمات کے وقت مین نظر بر قلت پایے باقی کے جاگیر مردم کم مایہ کی تغیر کرکے تنخواہ
اونکی کرتا تھا اور ایک خلق اللہ کو زیر تیغ کرتا بہ عمدہ نوازی بیچارگان نے بضاعت کی خرابیان کرتے تھے فقط شہاب الدینخان
جو قلعۂ رامسیج کی تسخیر پر مامور تھا اوسکی سرداری اور رہنمائی سے یقین تھا کہ قلعہ مفتوح ہو لیکن قلعدار اسکی حفظ
و ہوشیاری سے کام دشوار ہوا ہر چند اوس قلعہ مین دو تین توپ شکستہ کہنہ تھین مگر قلعہ دار نے کیا ہوشیاری کی کہ
لکڑی کی توپین چرم سے پیچیدہ کرکے طیار کین اور جب تک ضرورت نہین ہوتی تھی اور مردم شاہی اوسکے پلہ پر نہین آتے
تھے ہرگز توپ سر نکرتا تھا کیونکہ اون توپون سے بجز ایک فیر کے کام نہین ہوتا تھا اور اسطرح پر جراءت اور پایداری کی
کہ شہاب الدینخان اور فوج بادشاہی نے قلعہ مذکور تسخیر نکر پایا ایام محاصرہ کو درازی ہوئی بعد ازان قاسم خان قلعۂ مذکور کی
تسخیر پر مامور ہوا اسکی بھی شجاعت نے کچھ دال نہ گلائی بعد ازان خانجہان بہادر کو کلتاش کو حکم ہوا انہون نے جو حق شجاعت
تھا ظاہر کیا مگر کچھ سود نہوا آخر کو ایک وزیر یہ منصوبہ کیا کہ عوام سپاہ اور بازاریون کو ایک طرف مقرر کرکے حکم دیا کہ شور و غل
حد سے زیادہ برپا کرین تا کہ مردم قلعہ اوس طرف متوجہ ہون اور مقابل کی طرف سے جہان کمند اور زینہ کا لگانا ممکن تھا مین
ہزار سو مستعد جرار کو مقرر کیا کہ جب حارسان قلعہ شورش کی طرف حملہ کنان ہون بہادران مذکور نہایت اخفا سے چڑھ جاوین
اتفاقاً یہ خبر بعینہ جاسوسون سے قلعہ دارون کو جا پہونچی اوسنے بھی اسیطور سے تدارک کیا عوام قلعہ کو یورش کیطرف
مقرر کرکے مردان تنگ طلب کو کمند افگنون کے سر پر تعینات کیا اور وہ لوگ میمنا بے آہنی لیکر جو کہ دکھن مین رایج اور جسے
ہندی زبان مین بگہ ندہ کہتے ہین مستعد مدافعۂ قلعہ کے فصیل پر ایستادہ ہوئے لیکن اسقدر خاموش کہ کسیکا اوسطرف
جماؤ ہونے کی خبر نہوئی جسوقت غازیان لشکر شاہی نے بوسیلۂ کمند معراج شجاعت پر چڑہائی کی حارسان قلعہ نے
کمینگاہون سے نکلکر پگڑیان اوڑائین بعد ازان پنجۂ آہنین سے سر اور چہرہ کو ایسا زخمی کیا کہ منہ بگڑ گیا اپنے منہ کی
کھاکر بالاے کوہ سے سرنگون نیچے آگرے پیچھے جیسے آتے تھے گرنے والون کے تصادم سے اونکے بھی ہاتھ سر ڈھیلے
ہو [illegible] روز کے بعد ایک مکار پر علم تسخیر نہ شہور تھا خانجہان بہادر سے اپنے مزخرفات بیان کرکے سو تولہ طلا کا

اسی ضمن مین دریافت ہوا کہ ابو الحسن کے پاس ایک ایسا الماس ہی کہ جسکا جواب خزانہ روے زمین مین نہین اس خبر سے طمع نے آدبایا میرزا محمد مشرف دیوان خاص کو جو کہ خانزادان اور اوسکے تربیت کردون مین تھا اوس الماس کی طلب مین روانہ کیا اور خلوت مین سمجھا دیا کہ میرا مطلب فقط اوس جواہر کے طلب سے نہین بلکہ مقصود یہ ہی کہ دونو صورتون انکار و اقرار مین گستاخانہ کلمات سے پیش آنا یقین ہی کہ وہ تجھسے بدسلوکی کرے اوسوقت دستاویز منازعت کی ملجائیگی جب مرزا محمد مشرف حیدرآباد کے نزدیک پہونچا سید ابو الحسن نے کسی عمدہ مصاحبین کو استقبال پر بھیجا اور باعزاز تمام روبرو بلایا مراسم ضیافت ادا کئے جب طلب جواہر معلوم ہوئی جسقدر جواہرات جواہرخانہ مین تھا مع کاغذ سیاہہ کے متصدی رشتہ دار نے مرزا محمد مشرف کے روبرو حاضر کیے اور قسم کھائی کہ کوئی جواہر پوشیدہ نہین رکھا گیا اور اون جواہرات مین جو کہ سب سے عمدہ اور گران بہا و گران وزن تھا بطور تحفہ کے دیکر رخصت معاودت عطا فرمائی ہاشم علیخان خافی لکھتا ہی کہ صورت خطبہ محرر اوراق بعد عود از زبان او شنیدہ نقل مینمود که در ہر مقدمہ در مجلس ابو الحسن ذکری کہ می آمد موافق حکم و مرضی پادشاہ گستاخانہ و بے باکانہ سوال و جواب نمودہ ادراملزم میکردم اما در یک سخن بازم گشتہ نتوانستم کہ جوابی بگویم و آن اینکہ بتقریبی ابو الحسن گفت اگرچہ ما ہم پادشاہیم اما خود را در جرگۂ نوکران عالمگیر میدانیم من ازین سخن بر آشفتہ گفتم کہ در مقابل عالمگیر پادشاہ غازی شمارا نرسد کہ نام پادشاہی بر خود اطلاق نمائید ابو الحسن ملیح در جواب گفت مرزا محمد غلط میگوئی اگر نام پادشاہی بر ما اطلاق نشود پادشاہ شمارا شاہ شاہان چہ قسم خواہند گفت بعد ورود برہانپور کے جو گویا دکن کی سرحد ہی پچیسوین[25] سال جلوس کو شہاب الدین خان ولد قلیچ خان کو کہ آخر کو مخاطب بغازی الدینخان فیروز جنگ ہوا تھا اور اوس زمانے مین تربیت یافتۂ شہریار ہوکر متواتر اضافہ پاتا جاتا تھا تسخیر قلعجات سنبھا مرہٹہ کیواسطے مع اسباب فوج شایستہ رخصت کرکے حکم دیا کہ قلعہ رامسیج کو جو نامی قلعجات مین نہین ہی اور شاہجہان پادشاہ نے بھی بروقت ارادہ تسخیر بلاد دکن کے اوسی قلعہ سے ابتدا کی تھی اور آسانی سے فتح کیا تھا خانمذکور بھی اوسی سے ابتدا کرے اور نیکنام خان کو قلعدار بلہر اور فوجدار سرکار بگلانا گر کا کیا مخفی تاکید کی کہ قلعۂ سالیر کو جو قلاع مستحکمۂ مشہورہ سے ہی سعی موفورہ اپنی بیچ بیر کرے کہ بدون جنگ قبضہ مین آجاے ۲۶ سنہ مین بعد انقضای برسات کے خجستہ بنیاد سے کردیا احمدنگر کو متوجہ ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم کو تسخیر قلعۂ سالیر وغیرہ نواحی نگس آباد کے واسطے تعینات کیا اور شاہزادۂ معظم کو حکم ہوا کہ مفسدان رام درہ متصل کوکن عادل شاہیہ کی سرکوبی کرے جسوقت اعظم شاہ متوجہ قلعجات ہوا نیک نام خان جو کہ سابق سے بموجب حکم براہ سازش قلعدار سالیر سے خط خطوط جاری کر رہا تھا اسوقت زیادہ تر سرگرم کار مذکور ہوا۔ اور قلعدار سالیر کو تحریر کیا کہ آخرکار یہ قلعہ قبضۂ عالمگیری مین آئیگا اگر محنت ضائع نکرے تو تیری خیرخواہی حضور مین عرض کرکے پنجہزاری کرادونگا اس نصیحت سے اوسنے بھی اپنا امن و رفاہ سمجھا اطاعت قبول کرنے اور قبل ورود اعظم شاہ کے قلعہ مذکور تسخیر ہوگیا کلید طلا مرسلہ قلعدار حضور مین پہونچے نیکنام خان مورد عنایت اور قلعدار حضور مین پہونچکر پنجہزاری سہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ ہاشم علیخان لکھتا ہی کہ ابتدائے سلطنت عالمگیر سے بعد تحقیق نام و نشان کے ہر ایک کے حسب لیاقت منصب اور اضافہ سے سرفرازی ہوتی تھی

فوج شاہی مین آ پہونچا جہان تک لشکر کام کر رہی تھی بجز لاشون کے اور کچہ نتھا یہان تک کہ مرہٹہ مار یان کہائے زمین پر گر کر عجز و عاجزی سے کسانون کے مکان مین گھسنے لگے اور وہ لوگ لکڑی پتہر سے انکو خوب آزار دیتے تھے اور جوان لوگون نے اطراف کو لوٹ مار کر روپیہ پیسا جمع کیا تھا وہ غاریان لشکر کے ہاتھہ لگا اور بعد فتح دو تین روز تک حسب الحکم فکر دون ہسنے مقتولون کے سرون کو میدان جنگ سے اوٹھا کر پچپن چھکڑون مین مع نیزہ اور آفتاب گیر وغیرہ اسباب کے لاد کر خجستہ بنیاد کو روانہ کیا۔ اسیطرح پر اکثر محاربات مین سررشتہ تدبیر ہاتھہ سے نہ دیتا تھا اور باقبال عالمگیر فتح و ظفر پاتا تھا فقط کلام ہاشم خان خافی تمام ہوا۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم امیر کبیر اور شجاع دلیر اور ایسے ملازم جان نثار کارگزار کو محض تنگ ظرفان بداندیش کی تہمت سے معزول المنصب کرنے سے یہ نتیجہ ملا کہ سالہا کی اوقات گذاری مفت رائگان ہوئی انتظام دکن ہرگز نہوا بلکہ اور زیادہ مرہٹون کو مسلمانون سے عناد پیدا ہوا آخرکار تک ہندوستان مین مرہٹون کی شورش اور مسلمانون کے زن بچون پر سکہون اور مرہٹون اور دیگر مقتدر قوم ہنود کے ہاتھہ سے خرابی ہوئی اور اجر اسکا عاید حال عالمگیر ہوا اپنے اغراض اور ہواے نفسانی مین امر و نہی آلہی کی تعمیل کرتا تھا جسکا نمونہ کسیقدر باب اور بہائیون کے نسبت مین بیان ہوا ہی تبعیت شرع کی جو اوسکے نسبت مشہور ہی برخلاف خواہشون مین تہی اس قسم کی جیسا کہ محرر تواریخ لکہتا ہی صورت خطہ ازان کہ بادشاہ عالم ستان کمر ہمت بہ تسخیر بیجاپور و حیدرآباد بستہ بود در روزی از قاضی شیخ الاسلام درخلوت فتوای جواز آن مہم خواست قاضی برخلاف مرضی دارادۂ خلد مکان جواب دادہ بعد چندروز بمہر دیگر ہوا خواہان رخصت بیت اللہ خواستہ و بجہ گشتہ حاصل نمود در روانہ کعبہ مقصود گردید فقط یہ عبارت دلالت اسپر کرتی ہی کہ قاضی سے نہایت رنجیدہ ہوا اور قاضی جان کے خوف سے حج بیت اللہ کو سدہارا اور قاضی عبداللہ حیدرآباد کی لڑائی مین قاضی حضور تہا طرفین سے مسلمانون کا ضائع ہونا دیکھکر تنگ آیا اور ایک روز عرض کیا کہ ابوالحسن اور اوسکے ہمراہی سب مرد مسلمان ہین اور اوسپر بہی اکثر مسلمان قیس اہل اسلام کا خون ہونا خلاف شرع اگر صلح کیجا وے ہرآئینہ موجب بہبودی آس الناس ہے ایسا معتوب ہوا کہ نزدیک تہا کہ قاضی کی قضا متوجہ ہو مگر سفا سے جان بچائی لیکن عہدی سے محروم کیا گیا مدت دراز تک دربار شاہی مین بار نپایا چند قباحتین ایسی بادشاہ سے سرزد ہوئین کہ ہر ہوشیار اوس سے پرہیز کرتا ہی کسیقدر اوسکا بیان وقایع حیدرآباد مین مؤلف نعمت خان عالی مین درج ہی اکنون کسیقدر جنگ حیدرآباد کا بیان ہوتا ہی

جنگ عالمگیری کا بیان جو تسخیر حیدرآباد مین واقع ہوئی۔

عالمگیر کثرت حرص اور شرہ مین نے نظیر تہا سلطنت بیجاپور کی فتح سکندر عادل شاہ سے اور تسخیر حیدرآباد کی قطب شاہیہ سلطان ابوالحسن تانا شاہ بادشاہ سے منظور ہوئی لاجرم حیلہ جوئی کرتا تہا کہ کسی فریب سے یہ عزیمت کرے اول آنکہ قلعہ خان مشہور بطرف کرنے مادنا مادین برہمن کے جو اوسکا وزیر تہا بہیجا سلطان ابوالحسن نے درجواب معذرت تحریر فرمائی

خجستہ بنیاد سے پچپن کوس دور چلا آیا اور تین چار سردار سنبہا کے تیس ہزار سوار سے بارادہ غارت خجستہ بنیاد بطریق یلغار اورنگ آباد کے قریب پہونچکر ایک مہینے تک دست اندازی کی اور ہزال تمام خجستہ بنیاد مین ظاہر ہوا خانجہان بہادر بمجرد سُننے اس خبر کے بہ یلغار تمام پہونچا بروقت مقابلہ اسکے ہمراہ دو ہزار سوار سے زیادہ نہتھے میدان مین ہر طرف سخت معرکہ ہوا باقی فوج کے پہونچنے تک قیامت برپا کردی جدہر رخ کرتا تھا کشتون کا پشتہ ہوتا تھا ہرچند مرہٹہ بکثرت مارے گئے مگر خانجہان بہادر کی قلت فوج پر نظر کرکے ایسے حملے کیے کہ دو ہزار سوار ہمراہی مین سے بجز پچاس ساٹھ سوار کے کوئی اس بہادر کے ہمراہ باقی نرہا اونمین سے اعز خان مع دو تین بہائیون اور لڑکون کے اوس بہادر کی دلدہی کرتا تھا اور سفر دریون کی دلدہی کرکے اپنی طرف بلاتا تھا اور اسقدر استقلال کیا کہ فوج پس ماندہ بہی آپہونچی اوسی روز میدان ہرسول مین جو تین کوس خجستہ بنیاد پر تھا ہزارون مرہٹون کے سر جدا ہوئے اور کتنے جہگڑے نیزہ اور چہتری آفتاب گیر وغیرہ مع مادیان شمار کے روانہ قلعہ خجستہ بنیاد کیا اور جنگ دوم کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خجستہ بنیاد سے تیس کوس پر سرداران مرہٹہ سے جنگ و مقابلہ کرتا تھا خبر پہونچی کہ ایک فوج عظیم بعزم تاراج خجستہ بنیاد کے نہایت قریب آتی ہے اوسوقت اپنے لڑکے کی سرداری مین قریب بیس ہزار فوج کے چہوڑکر ایک کوراجہانے کمکی مین سے اپنے ساتھ لیکے تیس کوس راہ کو پانچ پہر مین طی کرکے پہر رات باقی رہے مرہٹہ کی فوج سے دو کوس ادہر آپہونچا چونکہ زیادہ سات سو سوار سے اسکے ہمراہ نہ پہونچے تھے راجہ کو فرمایا کہ اگر صبح ہوا اور مرہٹہ ہماری فوج کی قلت کو دیکھ کے دلیر ہوکر جسارت کریگا مصلحت یہ ہے کہ میر نشان اور نقار خانہ اسی جگہ اپنے پاس رکھکر مع چند راجپوتون کے جو تمھارے ہمراہ پہونچے ہین متوقف رہو اور جو فوج کہ عقب سے پہونچے اوسکو بہی بنا بر آسایش ٹہرا رکھو اور ہم اسوقت مخالفین پر دوڑ کرکے شبخون کرتے ہین اور حتے الامکان اونکو مار گراتے ہین بعد طلوع صبح اگر وہ لوگ زور کرین مین اونکو اپنی طرف کہینچکر اسی طرف لاونگا لازم ہے کہ تم اوسوقت میرے نیزہ کو کہولکر اور نقارہ اور قرنا کو بلند آواز کرکے جدہر اونکا ہجوم ہوا ادہر کو یورش کرو بعد اس تمہید کے اپنے لشکر کو مخالفین پر جا پہونچایا جب تک کہ مخالف خبردار ہوکر جماو کرین مردم بسیار قتل ہوئے اور چار و طرف سے برن اور تکبیر کے آوازین بلند ہوئین جب صبح ظاہر ہوئی اور کمی فوج لشکر راجہ کی مرہٹہ پر ظاہر ہوئی سولہ ہزار سوار سے جو راجگو طیار ہوکر اپنے تئین کنارے مین رکہتا تھا آمادہ ہوکر خانجہان بہادر پر یورش لایا اور اوسوقت اوس بہادر دلیر کے بموجب مشورت عنان منعطف کی اور فوج مذکور کو اپنی طرف کہینچکر میدان مین لایا باوجودیکہ اوسوقت راجہ کے پاس ہزار سوار سے زیادہ نہتھے مگر بموجب ایما کے نشان خانجہان بہادر کہولکر اور نقارہ پر چوب دیکر یکبارگی حملہ آور ہوا جیسے ہی کہ خانجہان بہادر لشکر کی علامت ظاہر ہوئی مرہٹہ ہاتھ پیر گم کرکے فریاد زن ہوئے کہ خانجہان بہادر آپہونچا اور بلا اختیار بہاگ چلے اسوقت مین تین چار ہزار اور سوار بہی عقب سے بمقابلہ فراریان مرہٹہ یمین و یسار سے آپہونچے مار دہار کی آواز بلند ہوئی راقم کتاب ان دنون مین واسطے تشخیص زر جاگیر والد کے اوس پرگنہ مین پہونچکر محصور غنیم ہوا امید جان بری کی نتھی مگر قابو پاکر

ماہر گشتہ خود را سنگ کنار محفوظ داشتہ بود بر خانجہان بہادر یورش آورد و آن بہادر دلیر موافق مشورہ عنان گردانید
و فوج مذکور را بسوی خود کشیدہ بمیدان آورد با آنکہ تا آنوقت نزد راجہ مذکور زیادہ از ہزار سوار جمع نشدہ بود اما راجہ
حسب الامر نہانے خانجہان بہادر کشادہ و صدای نقارہ و کرنا بلند ساختہ بیکبارگی حملہ آورد و ہمینکہ علامت لشکر
خانجہان بہادر ظاہر گشت مرہٹہ ہا دست و پا گم کردہ بفرار آمدند کہ خانجہان بہادر رسید و بے اختیار رو بفرار نہادند در وقت
سہ چہار ہزار سوار دیگر از افواج عقب ماندہ خانجہان بہادر بمقابل مرہٹہ ہای فراری رسیدن و نیز از آنہا رسیدہ صدای بگیر و بزن
بلند گردانید۔ مسودہ اوراق دران روزہا برای تشخیص زر جاگیرداران پرگنہ رسیدہ محصور غنیم گردیدہ امید جان بدر بردن
نداشت قالب یافتہ خود را الفوج ظفر موج پادشاہی انداخت تا ہر طرف نظر کار میکرد از کشتہ پشتہا بنظر می آمد کار بجائی رسید
کہ مرہٹہ ہا خود را از بادپایان انداختہ با اظہار عجز و زبونی سنجانہای مزارعان و رعایا پناہ می بردند و آنہا بسنگ و چوب سر آنہا
نرم مینمودند و غنیمت بسیار کہ از اطراف غارت نمودہ آوردہ بودند بدست غازیان افتاد و بعد فتح تا دو سہ روز حسب الحکم
خاک و بہا بر افتادگان میدان را بریدہ چہل پنجاہ ارابہ از سر بریدہ آنجماعہ و نیزہ و آفتابگیر با اسباب دیگر برگزیدہ بجنسہ بنیاد
روانہ میساختند ہمین دستور در اکثر محاربات کہ سر رشتہ تدبیر از دست نمیداد باقبال عالمگیر فتح و ظفر نصیب او میگردید

ترجمہ فقرات ہاشم علیخان خافی

بعد انقضائے دس برس کے مورخ لوگ لکھنے حالات اس بادشاہ عدالت گستر دین پرور سے ممنوع ہوئے مگر بعض مستعدان
مخصوص مستعد خان نے بطریق خفیہ بعضے حالات مہم دکن کے مجملاً بلا ذکر مکروہات کے فقط فتوحات کو لکھا جس
تاریخ مین کہ احوال باقی چالیس سال کا درج ہی دیکھنے اور سننے مین نہین آئے کاتب حروف نے بہت کچھ تجسس کیا جو کچھ
انکھون سے دیکھا لکھا ہی امید ہی کہ انشاء اللہ تمام ہو جاوے چونکہ بعد دس برس کے جلوس عالمگیری سے احوال عشر ثانی پر
اطلاع نہین ہوئی سوانح سالوار نہین بیان کر سکتا لیکن بعض وقایع حضور اور صوبجات کے جو راقم نے بچشم خود مشاہدہ
کیے یا نگارش کرتا ہی یا جو راویان معتبر سے سنا اور لغایت سنہ ۱۹ نہایت خلاصہ لکھا آغاز سال بستم سے جو باتیں معلوم ہوئی
بتفصیل لکھونگا خانجہان خان بہادر بعد فتح حیدرآباد کے کہ انشاء اللہ بیان کی جاتی ہی ایک مدت تک مغضوب اور زندہ جاگیر
[illegible] فوت ہوگیا لیکن پیشتر ازین کہ بادشاہ مالک دکن مین تھا جو بندوبست کہ خانجہان بہادر سے تہیہ مرہٹہ مین ظاہر ہوا
[illegible] بادشاہ کے دکن مین ۲۶ برس اور کئی کرور روپیہ صرف ہوئے اور بسبب نفاق امرا اور تقاضائے
[illegible] آئی اور چند صدمات امرائے رکاب اور اطراف کو پہونچے کہ اندازہ تحریر سے بیرون ہین
[illegible] کا نہین پہونچا [illegible] مشہور لڑائیون کے جو امرائے سلاطین بیجاپوری
[illegible] و جانفشانی کہ خارج حد قیاس ہے ظاہر کین اور باوجود اہتمام سازش غنیم کے
[illegible] لڑائیون کا بیان یون ہی کہ خانجہان بہادر بقصد تادیب مرہٹہ کے

میسر نشد بلکه روز بروز لشوخی غنیم و در آمدن او بممالک قدیم بطریق توطن زیاده گردید و سد باب چند با امرای رکاب
و اطراف رسید که از اندازهٔ تحریر بیرون است و خانجهان بهادر هرگز صدمه به آبروی نرسید سوای جنگ ها که متعدد او
که با امرای سلاطین بیجاپوری و حیدرآبادی نمود و شجاعت و جانفشانیها که خارج از حد قیاس بظهور آورد با وجود اهتمام
سازش با غنیم تاختن هاے رستمانه بر فوج اشقیای مذکور آورد از انجمله دو جنگ و حروب او بر زبان قلم میدهد
خانجهان بهادر بقصد تادیب مرهٹه شتافته از خجسته بنیاد مسافت چهل و پنجاه کروه دور تر تاخته بود سه چهار
سپهسالار نابکار با سی هزار سوار با رادهٔ غارت خجسته بنیاد بطریق ایلغار نزدیک اورنگ آباد رسیده تا ماهی پوره
دست اندازی نمودند و تزلزل تمام در خجسته بنیاد رو داد خانجهان بهادر بمجرد استماع این خبر خود را بایلغار رسانید و وقت
مقابله زیاده از دو هزار سوار با او نبود در میدان هرسول قتال عظیم و محاربهٔ صعب روی داد تا رسیدن باقی فوج کارزار
رستمانه نموده قیامتی برپا ساخت هر طرف میتاخت از کشته پشتهامی افراشت هرچند مرهٹه بسیار هلاک شد
اما نظر بقلت فوج خانجهان بهادر نموده چنان حمله ها آورد که منجمله دو هزار سوار زیاده از پنجاه شصت سوار همراه آن شهسوار
عرصهٔ جلادت نماند از انجمله بود اعز خان با دو سه برادر و پسر خود و آن بهادر شیردل دادِ مردی داده هیچ و شید و هیچ و شید
و گریختگان را دلدهی نموده و سخنان عبرت افزا فرموده بسوی خود دعوت مینمود و چندان پایداری ورزید که فوج متعاقب
رسید و هزیمت خوردگان هم برگشته بار خود را باو رسانیدند و آن جنگ الی الآن بجنگ هرسول شهرت دارد در آخر روز آمد
در میدان هرسول سه کروهی خجسته بنیاد سر مرهٹه ها از بدن جدا کرد که چندین هزار سر زینت افزای کله منار اطراف
خجسته بنیاد گردید و چندین ارابه پر از نیزه و چتری و آفتاب گیر مع مادیان بیشمار روانهٔ قلعهٔ خجسته بنیاد ساخت
مجمل جنگ دوم آنکه بفاصلهٔ سی کروه از خجسته بنیاد با سرداران مرهٹه جنگ و مقابله داشت خبر رسید که فوجی
بسیار گران با رادهٔ تاراج خجسته بنیاد نزدیک بلدهٔ مذکور رسیده قریب بست هزار سوار بسرداری یکی از پسران خود
مقابل دشمن گذاشته یکی از راجهای کمکی را با خود گرفته سی کروه راه را در یک شب ایلغار نمود پاسی از شب مانده بفاصلهٔ
دو کروه از فوج مرهٹه رسید چون زیاده از هفت صد سوار باو نرسیده بود راجه را فرمود که اگر صبح دمد مرهٹه قلت فوج ما را
برای العین بینند دلیر گشته جسارتها خواهند نمود مصلحت آنکه نشانها و نقارخانه مرا نزد خود داشته همین جا با چندی از راجپوتان
که همراه شما رسیده توقف نمایند و فوجی را که از عقب برسد توقف نموده آسایش دهند و من با همین وقت در آنها تاخته
شبخون میزنم و تا دسترس باشد مخالفان را میکشم و بعد طلوع صبح اگر آنها سرشتی نموده زور آرند من آنها را بطرف خود
کشیده این طرف می آرم باید که شما در آن وقت اعلام مرا گشاده نقاره و کرنا بلند آوازه ساخته هر طرف که هجوم القوم شوم باشد
یورش نمایند بعد از این تمهید خود را بر لشکر مخالف زد تا آنها خبردار گشته جمع آیند مردم بیشمار بقتل آورد و از چار طرف
آواز تکبیر و بگیر و بکش بلند گردید چون صبح دمید و کمیت فوج بادشاهی با راجه بر مرهٹه ظاهر گردید شانزده هزار سوار که در شب

نیکی اور بدی کو ذہن نشین کر کے اختیار کرینگے جسوقت کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کی عورتین مع دونون لڑکون کے راجپوتون
کی شجاعت سے اپنے ملک مین پہونچین اور رانانے اونکی حمایت مین بغاوت اختیار کی عالمگیر اونکے استیصال پر
متوجہ ہوکر اجمیر کو عازم ہوا جس عداوت سے کہ مہاراجہ جسونت سنگہ اور رانا اودیپور کی سابقہ تھی حکم دیا کہ ہنود سے
جزیہ لیا جاوے اسی منشا مین ہر ایک صوبہ کو حکم پہونچا اور حضور مین سے جزیہ لینا شروع ہوا چونکہ شاہجہان آباد مین
قوم ہنود لاکھون سے زیادہ شمار مین آئے ہزارون ایسے تھے کہ جنہین ادائے جزیہ کی تاب نہتی لہذا چند لاکہ مفلسون نے
جہروکہ کے نیچے آہ و فغان شروع کی لیکن عالمگیر نے کچہہ بھی التفات نکیا تا آنکہ روز جمعہ جب بادشاہ نماز کو جاتا تھا قوم ہنود نے
در قلعہ سے مسجد تک لیا ہجوم کیا کہ راہ بند ہوگئی چارون طرف سے ہائے ہوے شروع ہوئی یہان تک کثرت ہوئی کہ تخت روان
شاہی دو دو قدم پر ٹھہر جاتا تھا آخر حکم دیا کہ ہاتھیون کو لاکر مستغیثون کو پامال کرین تعمیل حکم ہوئی اکثر پامال ہوے
باقیماندہ محروم گھرون کو سدھارے جارنا چار جزیہ دینے کو جبراً اختیار کیا بسبب تعصب کے اس نوبت کو معاملہ آیا کہ بعد
ورود دکن کے جو کام کہ خانجہان بہادر کوکلتاش اور معظم خان خانان اور سید عبدالرحمان معروف سید میان اور
دلیر خان افغان اور اعز خان اور داؤد خان قریشی وغیرہ امرائے دولت نے بلاد دکن اور بنگالہ اور آشام اور خنگ وغیرہ مقامات مین
سرانجام کیے تھے اسکے عوض مین عالمگیر نے خفت ہاے عظیم اسطرح کی دین کہ لایق تحریر نہین اور اسی کے واسطے دس
برس کے بعد محرران تاریخ کو اپنے وقایع لکھنے سے ممانعت فرمائی ہان بعض فقرات ہاشم علیخان خافی کے خبر دیتے ہین
جسکو فقیر گواہی کے واسطے بعینہ نقل کرتا ہے فقرہ بعد انقضاے دہ سال مورخان از تسطیر احوال آن بادشاہ عدالت گستر
دین پرور ممنوع گشتند مگر بعض مستعدان بخصوص مستعد خان بطریق خفیہ برخے از احوال مہمات دکن مجملاً بلا ذکر
مکروہات فقط فتوحات بلاد و قلاع را بزبان قلم داده تاریخیکہ احوال چہل سال دران درج باشد دیدہ و یافتہ نشدہ
کاتب حروف تجسس و سعی تمام در فراہم آوردن باقی احوال کرده وانچہ برای العین مشاہدہ کرده مسودہ نمودہ اوراق نگاشتہ
متفرق خود را جمع ساخت امید کہ انشاء اللہ توفیق اتمام آن یابد چون تعداد سال از جلوس ہمایون حضرت عالمگیر غازی
خلد مکان بر احوال حکمرانی عشر ثانی آن خسرو عدیم المثال بضبط ماہ و سال اطلاع نیافتہ سوانح ہر سال بقید تاریخ بگزارش نمیتواند
آورد اما از بعض وقایع حضور و صوبجات انچہ راقم برای العین مشاہدہ کرد و از راویان ثقہ نیز بعرض مسموع لغایت سنہ نوزدہ
از بسیار کمی بزبان خامہ داده باز آغاز سال بستم بر ہر سوانحی کہ علم حاصل نمود بقید سال انشاء اللہ بہ نگارش خواهد آورد
خانجہان بہادر بعد مہم حیدرآباد کہ انشاء اللہ تعالی بگزارش می آید مدتے مغضوب و نیز جاگیر ماند تا وفات یافت اما
قبل ازان کہ رایات ظفر آیات بادشاہ در ممالک دکن سایہ افگن گردد بندوبستی کہ از خانجہان بہادر در تنبیہ مرہٹہ بظہور
آمدہ بود بعد تشریف آوردن بادشاہ خلد مکان عالمگیر غازی بدکہن باوجود بست و شش [26] سال در استیصال مقہوران
کوشش ... پیند ... بیہ صرف نمودن و قلعجات غنیم بسعی تردد تمام مسخر فرمودن از نفاق امرا و تقاضاے ایام

بتکلیف حضوری سے بھی معاف رکھا - مہاراجہ جسونت سنگھ بعد تعیناتی دکن اور وہان کی معزولی سے صوبہ کابل پر
مقرر تھا اور وہین مر گیا سواران راجپوتیہ کہ جو بحالت کیش جہالت پیشہ تھے اور دونون لڑکونکو جنکا نام جیت سنگھ اور دلتھمن سنگھ تھا کابل سے لیکر
بدون اخذ دستک عازم وطن ہوئے دریاے اٹک کے گذر پر میر بحر مزاحم عبور ہوا جہالت سے تلوار چل گئی اپنے زور سے پار اتر کے
چونکہ دار الخلافت شاہجہان آباد راہ میں تھی ناچار وہان وارد ہوکر مقیم ہوئے عالمگیر انکی کیفیت سے مطلع ہوکر آشفتہ ہوا -
حکم توقیف صادر فرمایا انکے گرد لشکر کوتوال کی حفاظت ہوئی - چند دنون کے بعد اونکے روسا لشکر نے بہانہ رخصت فی وطن کے
درخواست رخصت چاہی عالمگیر نے جھٹ رخصت دی اس ارادہ سے کہ اگر یہ چلے جاوین عیال و اطفال راجہ مرحوم کے قید ہو جاوینگے
وہان پر راجپوتون نے یہ چال کی کہ لڑکونکو غلامانہ اور عورتونکو مردانہ لباس مین بناکر اور اونکے جگہ پر لونڈیون کو رانیون کے
شکل پر اور دو غلام مجہول الاحوال کو اطفال مہاراج کی جگہ پر بٹھلاکر سفارش کی کہ اگر کشف راز ہو جاوے ان اطفال اور
رانیونکی پاسداری کیجیو حراست مین اچھی طرح استقامت کرین کہ پانچ چھ گھڑی کا فاصلہ ہماری نہضت کو ہو کچھ عجب نہین کہ
استمام بسبر قی رانیون اور دعوید غلامی خدمت راجہ کے لڑکون سے لینے کا دعوی کیا ہو اور اسی طور افواہ خلق مین ہے غرض کہ جب
وہ سب راجپوت لوگ نکل گئے بادشاہ کو خبر پہونچی اس دریافت و تنقیہ مین چند گھڑی اور بھی گذرین جب تحقیق ہوا فوج واسطے
انکے اطفال مجعول اور اسباب باقیماندہ کے معین ہوئے راجپوتان متعینہ خیمہ نے حوصلہ سے زیادہ شجاعت کی اور
قتل کے بعد اطفال و زنان داخل حرم سراے سلطانی ہوئے لڑکے پرستاران حرم کے سپرد ہوئے تاکہ پرورش ہون اور شرف
اسلام سے جبراً قہراً مشرف کیے جاوین اور عورتین بھی پرستاری حرم مین مقرر کی گئین مدت تک یہی امر قرین تصور تھا
کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کے یہی اولاد ہین پھر آخر کو جب معلوم ہوا کہ راجپوتون نے اطفال مجعول کو واسطے ابقاے نام مہاراجہ
مغفور کے قرار دیا ہے - بادشاہ مجاہد نہایت غیظ و غضب سے بہم جودہپور وطن دیرینہ آبائی جسونت کے راہی ہوکر
لاجرم تسخیر کو عازم ہوا رانا راجہ اودیپور نے راجہ مغفور کی نام و ناموس کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور حضرت سے
مقابلہ کرنا چاہا بادشاہ نے کچھ خیال نہ کیا اور حکم بھیجا کہ اجمیر آکر اوسکی لڑکیان روانہ حضور کرے اول رانا ڈر گیا وکلا بھیجکر بادشاہ کو اطاعت
و فرمان برداری سے خوشنود کیا اور خانجہان بہادر وصول زر معہود اور بند و بست قلعہ اودیپور کو مرخص ہوا بادشاہ
دہلی کو واپس ہوا بعد چندے دوبارہ رانا کی سرکشی گوش زد ہوئی عنان توجہ جانب اجمیر منعطف ہوئی اور شاہزادہ معظم
بہادر شاہ دکن سے اور اعظم شاہ بنگالہ سے ایلغار کرکے حسب الحکم روانہ حضور ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کہ حاضر اور عین شباب مین تھا
تادیب رانا کو مقرر ہوا اسماعیل قلیچخان آپکے اتالیق نے خلعت اور خطاب تہور خان سے سرفرازی پائی اور شاہزادہ کی فوج کا
ہراول اور سپہ سالار مقرر ہوا اور راجپوتون کی لڑائی مین اچھی بہادری کھلائی اور اس گروہ پر عرصہ کارزار تنگ کیا اور
بہادر شاہ دکن سے اوجین پہونچا اور وہان سے بموجب حکم رانا ساگر تالاب پر اننی کوس اجمیر سے متوقف ہوا اور شاہزادہ
اعظم شاہ بھی ایک طرف سے ملک رانا کی تخریب کو مامور ہوا رانا وغیرہ راجپوتون نے تہور خان اور شاہزادہ محمد اکبر سے

ماثر ہوئی ہین دیکھیے کہ حضرت محمد مصطفے صلعم راہ راست لانے کو کیا کیا طریقہ کرتے تھے۔ اور یہہ کوئی نسمجھے کہ جہاد ہمارا حضرت کے برابر ہے ؎ کار پاکان و قیاس از خود مگیر۔ گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر۔
سلطان محمد اپنے چھوٹے لڑکے کو جسنے جہل نوجوانی سے کسیقدر انحراف کیا تھا اور دامادی کی ہوس مین اپنے چچا سلطان شجاع سے واقع بنگالہ گرم جنگ رہا سالہا مقید رکہا تا آنکہ راہ آخرت کو سدہارا اسیطرح بہادر شاہ دوسرے بیٹے کو اس تہمت سے کہ سلطان ابو الحسن تانا شاہ بادشاہ حیدر آباد سے سازش رکھتا ہے مع اوسکے لڑکے اور اوسکی بی بی نا قلہ فاضلہ محبوبہ نور النسا بیگم اور بعض خواجہ سرایوں وغیرہ کے نہایت ذلت مین قید کیا اور خواجہ سرایون پر اس تفتیش و تفحص کے بارہ مین خوب تعذیب و تہدید کہلائی جب اوس واہمہ کا کچھہ ثبوت نہوا۔ اونکی ایذا سے کسیقدر باہر آیا چاہتا تھا مگر بنا بر شرم کہ عاید حال ہوئی آشفتہ ہوکر بہادر شاہ کو لکھا کہ اپنی عذر تقصیرات کرے تاکہ وسیلہ رستگاری دین و دنیا ہو بہادر شاہ نے در جواب کہلا بہیجا کہ ہرچند انسان خدا اور باپ کا سراسر قصور مند ہے مگر بظاہر مجھسے ایسا کوئی قصور سرزد نہین ہوا ہے جسکی شفاعت کا خواستگار رہون اس جواب باصواب کے آتے شعلۂ غضب شرر ریز ہوا لڑکے کو نہایت سختی مین قید کیا اور سر تراشی اور قصر ریش اور اخذ شارب اور ناخن تراشی اور کپڑے بدلنے اور طعام موافق بہم پہنچنے وغیرہ کو ممانعت فرمائی بیچارے مدت تک تکلیف کہینچتے رہے۔ بحسب اتفاق بنا بر تربیت اور پرورش شاہجہان بادشاہ کے اور بہی واسطے تفحص حکم اوسکے سکے جو کہ لائق کار زیادہ حد شمار سے تھے ہر ایک ناکام ہوا اور نا قدر دانی سے اکثر مورد طعن و ملامت ہوئے اسی سبب سے اوسکے کام حسب خواہش نہوئے بلکہ بعض وقتون مین ملازمون کے اغماض سے فاش خجالتین کہینچی گئین خلاصہ یہ کہ جو کچھہ ہوا اپنے ہاتہون سے کر بیٹھا تاریخ نوشتہ ہاشم علیخان خافی بعض اوسکے سفاہت کی مفصل تفصیل الٰہی ہے جن شاہ زلیرجع الیہ سلاطین صفویہ انار اللہ براہنہم الجلیہ اگرچہ شیوۂ مروت اور حمانداری ایسے طاق بلند پر چھوڑا ہے کہ اونکی اولاد کا ہاتہ وہان تک نہین پہونچ سکتا اور غایت اشتہار سے محتاج اظہار نہین جمیع امورات کہ بابر اور ہمایون نے فرمائے کتب تواریخ مین مذکور ہین شاہ سلیمان صفوی پدر شاہ سلطان حسین باوجودیکہ مستی شراب اور غفلت و بے باکی اور سفاکی مین شہرت رکھتا ہے اور مردی و مروت کے اخبار مین جو کہ دربارہ اکبر ولد عالمگیر کے تعمیل ہوئی اور شقاوت اور دنارت جو اوسکے باپ سے ظاہر ہوئی اور ہاشم علیخان خافی کے بموجب بہی تحریر ہوتے ہین۔ مہاراجہ جسونت راٹہور کو جو ہمیشہ عالمگیر کا دشمن رہا اور بادشاہ بہی بہ نسبت دیگر ہنود کے اوسکو زیادہ عدو جانتا تھا لیکن بروقت آنے داراشکوہ کے گجرات سے اجمیر کو مہاراجہ مذکور کے اشعار سے اور دوسری بار لڑنے کے عالمگیر سے بوساطت راجہ جی سنگہ کے عالمگیر نے یہ ترغیب دی کہ داراشکوہ کی رفاقت چھوڑ دے اور عفو نامہ تقصیرات اور منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری گجرات کی اسی شرط پر مقرر ہوئی

ناحق کو دل آزردگی کی کو کر یہ عقیدہ دیدار طلبون کا باطل ہو قضات عصات کو محض خود رائی سے ایسا مستقل کیا تھا کہ موجب برہمی انتظام صوبہ داران اور عمال و حکام و فوجدار و چکلہ دار کا ہو کل عملہ فعلہ دل آزردہ ہو گئے تمام سلطنت مین تخلل ہوا۔ ہاشم علی خافی اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ عبد الوہاب نام ساکن احمد آباد کو قاضی القضاۃ کیا کل معاملات مالی اور ملکی مین اوسکا تابع ہوا اوسکا اسقدر تسلط ہوا کہ ارکان سلطنت مین اوسکا اعتبار کم ہو گیا ہر ایک اوس حیلہ کی فکر مین ہوا کہ کسیطرح اوسے خفت پہونچا دین اور اوسکا مرتشی ہونا اور رشوت سے روپیہ جمع کرنا ثابت کرین مگر کچھہ فائدہ نہوا۔ مختار خان بہی مختار رحو کہ بادشاہ ایران و ہند سے سر رشتۂ قرابت اور برہان پور کی صوبہداری پر سرفراز تھا اور محمد صالح نام پور بی وہانکا قاضی نہایت مرتشی تھا بنا بر رضائے خاطر بادشاہ کے ایسا استقلال خدمت قضایا مین پایا ایکروز دعوی حویلی مین جہان کہ مدعی کی دروغگوئی اور اوسکے مقدمہ سے صوبہ دار اور تمام عالم آگاہ تھا دو گواہ جہان سے گذرنے پر صوبہدار مع اکثر کبار کے اسطرف ہو گئے اور مدعی کا مقدمہ ثابت کر دیا اور مختار خان نے قاضی سے ملنا نپایا آزردہ دل ہو کر چند روز کے بعد اوسی تمہید سے اونہین دو گواہون کو قاضی کے پاس لایا قاضی نے اونکی گواہی سے اثبات دعوی کیا شاہدین مذکور نے بلا جبر اقرار کیا کہ ہمنے جہوٹی گواہی دی تہین کہ یہ کام مختار خان کے اشارہ سے ہوا تھا خان جرقوم نے قاضی کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ دونو وہی گواہ ہین کہ دعوی حویلی مین باوجودیکہ اوسکے کذب سے ایک دنیا آگاہ تہی ہمنے اثبات دعوی کر دیا نہین جانتے ہو کہ از روے شرع قابل تعذیر ہونگے قاضی نے مقصد مختار خان کا سمجہکر آشفتہ ہو کر درشتی سے کہا کہ تم کو یہ خیال آیا کہ میری اہانت کی اور خبر نہین کہ صاحب شرع کی اہانت سے قابل سزا ہوئے اگر یہی دونو گواہ تمہاری بہوداری کی گواہی دین تمہاری تعزیر کرتا ہون اور جب وہ شہادت سے بری ہون اونکو تشہیر کرون اور اوسیوقت دونو گواہون کو سر و ریش منڈاکر بڑی درشتی سے خر سوار تشہیر کرایا اور قید مین بہیجا ایک آدمی اوس سے زہر کہا کر مر گیا اور قاضی نے استعفا خدمت کرکے گوشۂ قناعت اختیار کیا۔ مختار خان بپاس خاطر بادشاہ اوسکے دلجوئی مین مصروف ہوا اور دونے سے اوسکو عہدہ پر سرفراز فرمایا بجز ندامت کے کچھہ حاصل نہوا۔ اپنے کلام یہ کہ باوجودیکہ سیوا اور سنہا فرقۂ دان سے عہدہ برائی نہوئی اور بیرون رجوع متصدیان ہندو کے جو آجتک مقتدر سے دفتر کا کام کچھہ نہوتا تھا شدت تعصب سے فرقہ مذکور کے ساتھہ جو منظور سے تھے جزیہ اور محصول وغیرہ لینے مین اور نیز دیگر احکام جنگ مین کاوش اور کد کرتا تھا۔ مگر آخر کو ندامت ہوتی تہی کیونکہ اسطرح کے احکام کو منضبط چاہیے تاکہ اعالی اور ادانی پر جاری ہو نہ یہ کہ عاجز کو رنج دے اور قوی سے پیٹھہ دکہلائے حال آنکہ بادشاہ ظل اللہ ہین کسی قوم سے بد نہین ہوتے ہر ایک آشنا بیگانہ کو ایک جانتے ہین تاکہ خلق خدا یگانہ و بیگانہ بیچ پناہ شاہانہ کے خوشدل اور مطمئن رہے ۵ اکبر سے کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور دارے اگر ہدایت خلق منظور ہوتے اوسکے قاعدے ہین اشفاق والطاف مین عناد و نفاق کے بہ نسبت زیادہ مانند نظر آتا کہ

ہی اور بعض فقرات بنابر اپنی بجنسہ ہی او سمین سے ا یہ عبارت ہی ہرچند از طرف بادشاہ
ا ابواب معاف و مرفوع القلم گشت لیکن حکام بدانجام بدستور سابق علانیہ و فاشی تا حال میگیرند بسبب عمدہ
این عبارت آنکہ بعد ظہور چنین نافرمانیہا مکرر رعایا از تعدی فوجداران و حکام غافل از باز پرس روز جزا جوق جوق
بحضور آمدہ فریاد و داد ویلا مینمودند سوائے حکم تحقیقات و ابلاغ احکام تہدید آمیز از راہ متابعت شریعت غرا سیاست
ظالمان کہ باعث عبرت دیگران گردد بعمل نمی آید مگر بعد ثبوت بعضے بکمی کیفیت و عزل خدمت مغضوب گشتہ بعد چند روز
بوسیلۂ مربیان باز بحال میشدند و ظلم راہداری کہ زمینداران بتقلید حکام زیادہ از انچہ باحاطۂ بیان توان آورد با مسافرین
و مترددین و تجار مینمایند بجائی رسید کہ باعث قتل جمعے کثیر از مردم قافلہ و تاراج تمام مال و عرض ناموس آنہا گردیدہ خصوص
نیکہ از سفر بیت اللہ برگشتہ می آیند زن و مرد در کمال عبرت راہ سپارند و گماشتہای حکام نزدیک بندر سورت
تا دار الخلافت دو روز و سہ روز آن بیچارہ ہا را نگاہداشتہ ہر گاہ چیزے نیابند بزجر و خواری رخت بدن آنہا را ہم کشیدہ
میگیرند محرر اوراق مکرر مشاہدہ کرد کہ بر سر گذرہای راہداری مردم عزیز را کہ طرف مدینہ و حج و بیت اللہ برگشتہ عازم
اوطان خود اند مابین راہ بندر سورت و بدبار گشتہ و زخمیان را عاری از لباس ساختہ در خارہای سر راہ می انداختند و بغیر
از حق تعالی کسی بغور و فریاد آن مسافران مظلوم نرسید۔ تمام ہوئی وہ عبارت معلوم ہوتا ہی کہ شاید مظلومون کا آزار دنیا
اور ناموس و عزت کا کھونا اوسکے مفتیون کی نزدیک مشروع ہو گی جسکے واسطے کچھ بھی شر قلیل نفع کثیر نگیا بعض حکام کے
قصاص مین بھی سزا انکی ہان باپ بھائی عزیزون ہی کا قصاص فرائض دنیا مین تھا اگر اونکے قتل مین کچھ دیر ہوئی اور
نے بھی حفظ ظاہر و اشتہار دین پروری کے واسطے اسقدر مبالغہ کیا کہ سرود کے سننے سے توبہ کی کلاونت اور قوال جو
قدیمی ملازم تھے اضافۂ منصب سے سرفراز ہوئے مگر گانے بجانے کی ممانعت رہی اور شعرا اور نجومیون کو برطرف کر دیا۔
سررشتۂ حساب اور وصول تنخواہ جاگیرداران سے جو تقویم پر منحصر تھے دفتر دیوانی مین در آیا اس نیت پر چھوڑ کر دیکھنے تقویم سے
ممانعت کی شعر یہ ہی ۵ لا ولا الب لا ولا لا اشش ہست ؛ لل کط و کط لل شہور گوتہ ہست ؛ سفر کیواسطے دو شنبہ
اور پنجشنبہ مقرر ہوئے ترک لباس زردوزی رنگین جواہر ہوا اور امرا کو بھی حکم ہوا کہ رنگ خام اور بادلہ اور زرتاری مین
زمین نہ آوین۔ ایکروز سرودیون نے متفق ہو کر جنازہ کمال زینت سے آرایش کر کے بادشاہی نشیمن کے نیچے سے نکالا
عالمگیر کو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نغمہ سرود کا مردہ ہی کلاونت دفن کرنیکو لیئے جاتے ہین جواب دیا کہ ایسا
دفن کرین کہ خلاف عبادت الٰہی کے مردہ سے کوئی آواز نکلنے نپائے اور جھروکہ درشن کا بیٹھنا جیسا کہ سلاطین سلف
دہلی سے دستور تھا یعنے بہر صورت جسطرح ممکن ہو بلاناغہ اوسی غرفہ مین بیٹھکر درشنیون کو دیدار دیتے تھے ہزارہا
ہندو مسلمان مشاہدۂ جمال سے شادکام ہوتا تھا اور نیز قوم ہنود کا ایک گروہ درسنی ملقب ہی جنکا عقیدہ یہ تھا کہ
بغیر دیکھے دیدار شہریار کے کھانا نہین کھاتے اور اسے اپنی اطاعت جانتے تھے اس بادشاہ نے موقوف کر دیا اور

ہر چند اورنگ زیب کو کوئی نسبت اس عالی گہر اور باپ دادے کے نام نیک روشن کرنے والے سے نہین دیسکتے کیونکہ مہرہ کو مار اور گل کو خار سے نہین تول سکتے لیکن بمقتضاے آنکہ کل شی یرجع الی اصلہ شاہ عالم بہ نسبت عالمگیر کے کچہہ کم نہین دونون کا حال یکسان ہر بار اورنگ زیب شجاع و ہشیار اور مرد گریزہ عیار تھا اکثر اوضاع سنجیدہ بہی رکھتا تھا اور باوجود اس کش وفش کے اکثر امر ایسے اوسی شریف سے سرزد ہوئے کہ ہنوز شاہ عالم کو وہان تک رسائی نہین یہ فرق دونون کی لیاقت کے بموجب ہر لیکن بوالعجبی مین برابر چنانچہ اکثر ان اوراق سے ظاہر ہوگا اور وقائع حیدرآباد جسے نعمت خان عالی نے نہایت شوخی سے بکمال اثبات تحریر کیا ہی کسیقدر اوس سے معلوم ہوسکتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ جیسے اس دار ناپایدار مین بار دیا ہی ایکبار وہ ضرور یہان سے سفر کریگا جو رہجایگا نام اور اعمال ہین نیک و بد کا تذکرہ دنیا مین رہجاتا ہی یہ نیکون کی علامت ہی نہ بدون کی آفت اگر نیکو کار رہا اوسکا اجر اس عاریت سرا مین نام نیک رہیگا اوس اسطور پر نہ غالب رہتا ہر نہ مغلوب معتد دونو قسم کے لوگ ہوئے ہین جنکا ذکر اس کتاب مین ہوا ہی۔ نہ نیکون سے اثر باقی ہی نہ بدون کی خبر نام ان دونون فریق کا جیسا کہ جنکا استحقاق زبان زد عوام ہی ہر ایک اپنی حقیقت اعمال پر معاقب ہی یا مغفور لازم ہی کہ بازمانده یا آیندہ لوگ ان حالات کے تتبع پر اپنے اعمال اور افعال کا خیال کرین اور تجربہ حاصل کرین راقم اسی نظر سے حضرت عالمگیر کا احوال کتاب محمد ہاشم خافی سے ترجمہ کرکے اہل ہوش کی ضیافت کرتا ہی۔ اور نہین چاہتا ہی کہ محامد اور مناقب نیکو کارون اور قبائح بدکارون کی سرمایہ عبرت دنیا داران ہو یہ شخص یعنے خافی عالمگیر نہایت پرتزویر اور شدید الغرض تھا محمد ہاشم خافی اور اوسکا باپ مراد بخش برادر عالمگیر کے نوکرون مین تھا اور بعد اوسکے ادبار کے عالمگیری درگاہ مین آیا جو کچھہ لکھا جاتا ہی چشم دیدہ ہی نہ شنیدہ کہ جہوٹہہ سچ کا احتمال رکھتا ہو ہر چند احوال معاملات فیمابین عالمگیر و مراد بخش برادران حقیقی اور روئداد داراشکوہ اور والد ماجد کے ساتھہ جو کچھہ ہوئے اوراق سابق مین مفصل تحریر ہوچکا ہی مگر اسوقت بھی مزید احتیاط سے تحریر ہوتا ہی کہ عالمگیر نے جب داراشکوہ پر فتح پائی صاحبقران ثانی شاہجہان کو زندانی کیا آٹھہ برس تک قید رکھا بیچارہ اوسی کرے مین عدم کو سدہارا فرزند کے قید ہر چند اورنگ زیب کی بہن نے بھائی کی شفاعت قصور کی نامنظور کیا۔ داراشکوہ کی ظفر یابی کے بعد چند روز مراد بخش کو جو حسب الطلب گجرات سے آکر مہاراجہ جسونت سنگہ کی لڑائی مین بعد عبور نربدا کے حوالی اوجین مین اور نیز داراشکوہ کی لڑائیون مین جانفشانی کین تحسین آور عالمگیر اپنے تذویر و کید سے نوید سلطنت دیتا تھا اور اوسکو اپنی طرف سے اسقدر بےہراس کر دیا کہ اوسکے دل سے گمان بدی جاتا رہا آخر کو سارا قول و قرار توڑکر قلعہ گوالیار مین محبوس کیا۔ بعد ازان جب یہ معلوم ہوا کہ دستگیری مخلصان سے ارادہ رہائی رکھتا ہی اوسکے قتل کا عزم کیا ایسی نوکر کو اس نے تیار کیا کہ اپنے باپ کے خون کا دعوی کرے جسے مراد بخش نے ہنگام اقتدار قتل کیا تھا اور اس دعوی مین شرع کی پابندی سے اوس نامراد کو مروا ڈالا اور داراشکوہ کو بھی بعد قید تشہیر کرکے مار ڈالا اور سر کو ...

سلطان محمد اور سلیمان شکوہ کو مرتضیٰ خان نے حسب الحکم قلعۂ گوالیار مین جہان مراد بخش مع اپنے فرزند کے قید تھا ہر چہار شاہزادون کو یکجا قید کیا اور معتمد خان خواجہ سرا کو جو بادشاہی معتمد تھا عبد اللہ خان کی تغیر پر قلعۂ گوالیار بھیجا اور ۲۴ جمادی الاولےٰ کو روانہ ہوا۔

اجراے لنگر کا ذکر ممالک محروسہ مین

چونکہ شاہجہان کی بیماری مین کاشتکاری وغیرہ کی ضبطی بخوبی نہوئی تھی اور اکثر محالات کی زراعت پامال و غارت ہوئی اور اس مدت مین بھی شاہزادون کی اختلال سے وہی رنگ رہا اور نیت بد حکام کے نتیجہ سے بارش بھی نہوئی اکثر قحط ہوتا اور پانی بروقت کمی کر جاتا تھا غلہ کی گرانی فقرا کی پریشانی نمود ہوئی خصوص شاہجہان آباد مین برا حال تھا ہر قسم کے بندگان خدا پریشان حال اور مضطرب تھے لہذا حکم ہوا کہ سواے لنگرہاے مقررہ کے سرکار خاصہ سے دس لنگر اور قصبات مین بارہ لنگر اور اسی طور سے لاہور و اکبر آباد مین ترتیب ہو لہذا جا بجا داروغہ وغیرہ متدین مقرر ہوئے کہ بقدر مراتب اور ہمت کے اپنی طرف سے لنگر وغیرہ جاری کرین اور امراے حضور اور منصبداران و صوبدار وغیرہ کو بھی حکم ہوا کہ حسب لیاقت کسیقدر وظیفہ مقرر کرین چونکہ لشکر کی کثرت سے شاہجہان آباد مین قحط کا زور تھا حکم ہوا کہ ساہزادہ وغیرہ آدھا لشکر ہمراہ رکھین باقی کو جاگیرات پر رخصت کرین اس تدبیر قحط کی سر دبازاری ہوئے امن و امان چہرہ دکھلایا

شاہ عباس ثانی کے سفیر بوداق بیگ کا آنا

سال سوم جلوس کے آخر مین سلخ ماہ شعبان کو بادشاہ ایران کی طرف سے بوداق بیگ سفیر ایران ملتان ہوتا بتربیت خان صوبدار ملتان کے حسب مقدور ضیافت کی جب لاہور آیا خلیل اللہ خان نے جو صوبہ دار لاہور تھے بھی مہمانداری عمدہ کی چونکہ ایرانی تھا ہر قسم کے طعام پکا کے چار سو قاب طعام اور سات سو خوان اور بیس ہزار روپیہ اور ایک قبضہ خنجر اور شمشیر مرصع میناکار اور ہفت کشتی پارچہ ہندوستانی تواضع کیے بوداق بیگ کی عرضی لاہور سے چلنے کی مع جانوران شکاری مانند باز جرہ و شاہین و چرغ وغیرہ کے اوسی کے آدمیون کی معرفت حضور مین آئی حاملان عرضی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے ۲۸ ماہ رمضان کو بوداق بیگ سراے باولی مین پہونچکر اور پوشش خاصہ سے سرفراز ہوا حکم ہوا کہ تیسری شوال کو شرف حضوری حاصل کرے اور حسب الحکم امیر خان اور صفی خان اور ملتفت خان میر توزک نے استقبال کر کے ایلچی مذکور کو حضور مین پہونچایا بوداق بیگ نے بموجب رسم دربار عام مین پہونچکر نامہ گذرانا خلعت فاخرہ و جیغہ و خنجر عنایت ہوا اور ارگجہ جشن مع پیالہ اور خوانچہ طلا اور پاندان اور خوان طلا کے مرحمت ہوا الحمد کہ نسبت رستم خان کی حویلی جو لب دریاے جمن فرش و فروش بادشاہی سے آراستہ تھا فرودگاہ ٹھہری میر عزیز بدخشی مہماندار اسکا مقرر ہوا دوسرے روز پھر بوداق بیگ مطلوب درگاہ ہو کر عنایت قبضہ شمشیر مرصع سے سرفراز کیا گیا اوسکے ہمراہی مانند لشکر قلی میر اخور اسپان سوغات اور محمد حسین تحویلدار اشیا ہے سوغات اور احمد بیگ توشک ایلچی اور میر زین العابدین فاضل عنایت خلعت سے معزز ہوئے رات کے وقت روشنی ہوئی بوداق بیگ نے مع ہمراہیون کے تماشا دیکھا ے شوال کو دوبارہ

جلکر کسی درخت زار مین جا ٹھہرا چند گھڑی گذری تھین کہ کسی قراول نے اوسکو خبر پہونچائی کہ افواج قاہرہ نزدیک آگئین
اس خبر سے شجاع دو گھڑی دن رہے نہایت بیتاب ہوکر دریا کنارے سے چلدیا اور اپنے دونو لڑکون یعنی بلند اختر و زین العابدین
کو ہمراہ مع دیگر امرا کے مانند رجان بیگ اور سید عالم اور سید قلی بیگ اور نیک اور مرزا بیگ وغیرہ کے جو جملہ
تین سو آدمی ہونگے کشتی پر سوار ہوکر پانچوین شعبان کو جانب جہانگیر نگر چلا دیگر نوکران عمدہ نے بمقتضاے
وقت کنارہ کشی کی اور اوسکے لشکریون نے اپنے ولی نعمت کے مال و دولت پر دست درازی کرنی شروع کی
معظم خان دوسرے روز ٹانڈہ پہونچا خیمے مال باقی ماندہ مین مصروف ہوا اور عورات اور بردگیان سرادقات
دولت کو بحرمت تمام زیر حفاظت لیا کوئی دقیقہ خدمت سابق دستور سے معطل نکیا داؤد خان بمجرد خبر فرار شجاع
کے دریاے جہانداں سے جہان کہ پل باندہ کر بیٹھا تھا اوترا اور اسی روز معظم خان سے جا ملا جب غرابہاے محمولہ نقود
ونفایس کے بردی پور کے برابر پہونچے بعض بندگان پادشاہی جنہین معظم خان نے وہان پر مقرر کیا تھا اور وہ اپنی
کشتیون پر موجود تھے ان دونو غراب کو مع مال اپنے قبضہ مین لاکر کنارے لائے اور مجموع اشرفی و طلا جو کچھ اونمین تھا
تصرف اولیاے دولت مین آیا معظم خان نے مخلص خان کو مع کسیقدر فوج کے اکبر نگر و ٹانڈہ وغیرہ مین بنابر انتظام چھوڑا
اور خود مع دلیر خان اور داؤد خان قریشی اور اعز خان وغیرہ لشکر کے بارہ روز کے بعد ۱۹ شعبان کو شجاع کے تعاقب کو
سدھارا تاکہ وہ جہانگیر نگر مین نہ ٹھہر سکے ۱۱ شعبان کو شجاع جہانگیر نگر پہونچا اس مدت مین زین الدین جہانگیر نگر مین تھا موجب
حکم پدر اور نیز اپنی خستہ جانی سے راجہ رخنگ کی خدمت مین سلسلہ رسل و رسایل کرکے اپنا رفیق بنا لیا اور ایکمرتبہ
واسطے دفع شورش مور خان زمیندار جہانگیر نگر کی کومک طلب کی اور اوسنے مدد دیکر مور خان کو باتفاق شکست دی تھی
اور اوسکے جلدو مین رخنگیون کو نقد و جنس عنایت کیا تھا اور مقرر ہوا کہ جسوقت اوسکا باپ مددخواہی ظاہر کرے دوبارہ
وہ لوگ اعانت کرین اور راجہ نے حاکم چاٹگام کو تاکید کی تھی کہ بوقت طلب شجاع کی مدد دہی کرے شجاع نے بمجرد ورود جہانگیر نگر
کے راجہ رخنگ کو لکھا کہ رفیق ہو ہنوز رسولان مرسلکی معاودت نہوئی تھی کہ شجاع قافت الفصار کے سبب سے اتوار کے روز
۱۲ رمضان کو آغاز سن ثالث عالمگیری مین مضطربانہ بھاگ نکلا مع تینون لڑکون زین الدین اور زین العابدین اور
بلند اختر اور چند دیگر عماید کے جہانگیر نگر سے نکلکر چار کوس پر جہان تہانہ مقرر تھا منزل کی وہان سے بعض ملاح اور سپاہی
شہر مین واپس آئے اور بعض کشتیان ملاحون کے نہونے سے دہین پر رہین اوسکے صبح کو روانہ ہوکر سری پور جو تہانہ
عمدہ ہے بارہ کوس شہر سے تہا منزل کی اس جگہ جان بیگ وغیرہ عملہ نوارہ نے ترک رفاقت کی دوسرے روز دہین سفر

مین زین الدین اور شجاع کے پاس مع انکا و انکے منزل حسینہ رخنگی اور فرنگی کے اور دیگر حالات حرب وغیرہ کے جیسے حاکم چاٹگام نے
بہیجا تھا آپہنچے روساے رخنگی جو آئے تھے اونہون نے بیان کیا کہ اگرچہ راجہ نے ہمین مدد کیواسطے بہیجا ہے لیکن خود بھی

یہ تشریح تمام مرقوم جو اس مقام پر اسیقدر تحریر کیا جب کہ گذر پایاب جیسا کہ لکھا گیا تھا آیا معظم خان نے
چند روز تدبیر کر کے چاہا کہ ایسی کوشش کرے کہ آیندہ برسات مین تخلل نہو اور لشکر کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔
سوم شعبان کو بہرہ ہتے اسی ارادہ سے مع مخلص خان اور اخلاص خان خویشگی وغیرہ جنگیون کے ہمراہ سوار ہوا
اور اثناے راہ مین دلیر خان بھی پہونچا اور مظفر خان وغیرہ سردار جو رفتہ رفتہ مین متعین تھے مع اپنے لشکر جرار کے
رفیق ہوے اور بہیئت مجموعی اول رتبہ گذر مذکور پر کہ جو دو کوس بنگلہ گھاٹ کے قریب تھا پہونچے اور شجاع
پیشتر سے اپنے لڑنے کو اوسکی محافظت پر بہت اہتمام کر کے بند و لشکر صف آرائی ہوئی توپ چلنے لگی معظم خان نے
بلا توقف عبور دریا کو تحریص کی اور بہادران جانفشان نے بھی توقف نکیا اول دلیر خان اور مخلص خان اور فتح خان
خویشگی نے ہاتھی ڈالے بعدہ سید مظفر خان وغیرہ بہادرون نے چپ و راست سے اوس نالہ مین جا دھسے —
مخالفون نے بھی بڑی کوشش کی مگر فوج عالمگیری نے خوب پیر جمائے کوئی مجروح کوئی کشتہ ہوا نامدارون نے
جانفشانیان کین چونکہ ہر طرف گذر آب عمیق تھا اس سبب سے پایاب مقامون پر نیزہ و قلم کے علم کھڑے تا کہ غلط
نمودار رہے اسوقت تلاطم فوج سے وہ شور اوٹھا کہ رنگ دریا آسمان پر ستارہ ہونے کو موج مارتی تھی سارت فنا
نقش بر آب ہوئے ہزار سوار و پیادہ کے قریب بحر فنا مین غرقاب ہوا آدمیون سے فتح خان ولد دلیر خان دریا سے
نکل کر فوراً ابدا سے جا پہنچا اور معظم خان نے پیچھے سے آکر مدد کی اونھون نے پھر خوب پیر جمائے اسی حال مین بلند اختر
اور سید عالم کو کمک کو آئے ہنوز دور تھے کہ انکے پیر اوٹھ گئے اور بلند اختر سید قلی کے ساتھ سراسیمہ ہوکر بھاگ نکلا
اور سید عالم دیگر لشکر کے ہمراہ شجاع برگشتہ بخت سے جا ملا معظم خان نے جو دیکھا کہ کشتیان بہت سی ہاتھ لگین
پس پل باندھا اور بقیہ فوج کو فراہم کر کے اوس روز وہان پر مقام کیا شجاع اس خبر سے مایوس بنگالہ کو چھوڑ کر
سے اپنی بیگمات ٹانڈہ کو مین خیال چل دیا کہ وہان پہونچکر جہانگیر نگر کو جاوے دوسرے روز معظم خان نے بھی کوچ کیا
تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد خبر پہونچی کہ تمام نواڑہ نزدیک گذر بردی کے جو گذر پھکر سے آٹھ کوس پر ہے
جمع ہوا اور خود شجاع بھی اوسی راہ پر آیا لہذا اسفندیار مع کسیقدر جماعت کے لشکر سے جدا ہوکر جلد ادھر
سد راہ ہوا اور باقی لشکر بھی پیچھے اوسطرف سے روانہ ہوا ایک پہر دن باقی رہے خانخانان بردی پور آیا اور چار سو نواڑہ
جنس مال و اسباب شجاع کا بار تھا ہاتھ لگے معظم خان نے میر عزیز دیوان لشکر کو مع واقعہ نویسان مین ہونیاد
بلند دیچی وغیرہ وہان اوسکی ضبطی کو چیتر بر سم یلغار روانہ ہوا اور مع چار سو سوار کے قریب دو پہر کے ٹانڈہ پہونچا
شجاع پانچوین شعبان کی شب کو جیسا کہ مذکور ہوا جو کی میرداد پور سے ٹانڈہ کو راہی ہوا تھا صبح وہان پہونچکر
با جہرہ یا کنارے بھاگنے کی تدبیر مین اوترا اور باعتماد تمام دو غراب پر مال و اسباب مانند طلا و اشرفی و جواہرات و مرصع
اسباب کے لادر کھا تھا اور دیگر مال و اسباب دوسرے دو غراب پر بار کر کے روانہ کر دیا بعد فراغ انعام ہوکے ٹانڈہ

اور ڈہائی سو زنبار اوزین الدین ولد شجاع کے جو مع دو سو توپ کے آئے تھے متفق شجاع ہوا ۔ شاہزادہ مذکور کو معظم خان نے دریا سے عبور کر کے کنارہ پر جسکا عبور دشوار تھا پہونچا اور بذریعہ پل عبور کر کے کوس بھر تک شہر کی سیر کر کے واپس آیا اور فوج بھیجکر مالدہ سے بھی شجاع کو نکال دیا

لوٹنا سلطان محمد شاہ کا معظم خان کے لشکر کو

جب محمد سلطان اپنی الغو حرکت سے آگاہ ہوا کہ شجاع کی رفاقت مین امیری خرابی ہے ۔ ان کی عیادت کے حیلے سے ٹانڈہ آیا اسلام خان کو جو مع فوج اکبر نگر مین پڑا تھا بلندہ خطوط بھیجکر آگاہ کیا کہ مقام دوہیچی مین میرے پہونچنے کا منتظر رہے اور ۲۰ جمادی الاخری کو شکار کے بہانہ سے سوار ہو کر دریا کنارے پہونچا اور خود کشتی پر سوار ہو کے مع گیارہ خلا زمین روشناس اور چند خواجہ سرا اور خدمتگار اور ایک گھوڑی لیکر کشتیون پر سوار ہو کر ٹانڈہ کے گذر سے عبور کیا اور بہیجی کو جہان اسلام خان اوسکا منتظر تھا روانہ ہوا ۔ اسی وقت مین مردان شجاع متعینہ ٹانڈہ نے خبر پا کر تعاقب بسوار کشتی کے نزدیک پہونچے مقاتلہ کیا ۔ اسلام خان نے بھی خبردار ہو کر اپنے تئین مع ہمراہیون کے جمعیت بیت کنارے پہونچایا اور ہمراہ شاہزادہ کے آیا معظم خان خانخانان نے خبر پاکر شاہزادہ کو اپنے پاس بلایا دسوین ماہ مذکور کو شاہزادہ نے گذر سمدہ سے عبور کر کے خانخانان سپہ سالار کے لشکر کو توجہ کی معظم خان نے مع دیگر امرا ے شاہی کے استقبال کیا ذوالفقار خان بیماری سے طاقت سواری اور جنگ کی نرکھتا تھا حسب الحکم جدا ہو کر عازم حضور ہوا اور ٹانڈہ سے پانچ کوس پر کنارہ گہاٹ کے نزدیک پایاب پایا گیا تھا کہ لائق عبور لشکر ہے معظم خان نے ایک گروہ بھیجا کہ اوسکے کنارے مورچہ باندھکر حفاظت کرین شجاع نے اس امر سے آگاہ ہو کر بلند اختر کو بھیجا کہ جس جگہ پایاب پاوین مورچہ باندھکر مانع عبور ہون اور خود کسیقدر فوج سے باعتماد نوازہ لشکر داؤد خان کے برابر ٹھہرا معظم خان نے فوج دشمن کی کثرت جانب مالدہ سنکر دوسری فوج دلیر خان کی سرداری مین روانہ کی اور شاہزادہ محمد سلطان کو حسب الحکم شاہی فدائی خان کے ہمراہ مع فوج اور ارادت خان کے جو کہ سابق خدمت شاہزادہ مین رہا تھا مع چند نوکران قدیمی کے بنابر حفاظت روانہ حضور کیا اور ذوالفقار خان کو بھی جو پیشتر گیا تھا لکھا کہ جس جگہ پہونچ گیا ہو متوقف رہے اور سلطان محمد کی حراست مین ہوشیار ہو کر لوازم حفاظت عمل مین لاوے شاہزادہ دوسرے سال جلوس کو غرہ رجب تھا روانہ حضور ہو کر حسب شاہجہان آباد کے قریب پہونچا حسب حکم الہ یار خان داروغہ گرزداران لشکر یورتی ۲۵ شعبان کو جاکر سلطان محمد کو دریا کی راہ سے جو اوسکے رہنے کو تجویز ہوا تھا سلیم گڑھ پہونچایا اور اوسکی حراست معتمد خان خواجہ سرا کے تفویض ہوئی تیسرے سال کے آغاز جلوس مین مجلس جشن طیار و آمادہ تھی خبر پہونچی کہ شجاع ۶ رمضان کو جہانگیر نگر سے ولایت خنک کو رہ سپر ہوا اور ولایت بنگالہ بسر اسر فتح ہوگئی تو مین نامذکور کو خانخانان سپہ سالار جہانگیر نگر آیا جنگ شجاع کی تفصیل عالمگیرنامہ مین

خدمت اختیار کی اور اکثر محمد سلطان کے نوکرون سے اوسطرف جاکر بعض اسباب و خیمہ و فیلان وغیرہ پر متصرف
ہوئے اس قضیہ اتفاقی سے شاہ شجاع کو دون کی آسمائی اکبر نگر مین مستقل ہوکر ٹھہرا جب برسات گذر گئی
معظم خان نے اسلام خان کو میمنہ اور فدائی خان کو مع راجہ سوجان سنگہ وغیرہ بندیلون کے میسرہ پر
اور فتح جنگ کو مع لودی خان اور زبردست خان وغیرہ دو ہزار سوار کو ہراولی پر تعینات فرمایا اور اخلاص خان
خویشگی کو فوج مین طرح کیا اور اس اعتماد سے کہ اقبال عالمگیر اپنا کام کریگا جو توزک لایق کہتا تھا اور بادشاہزادہ
محمد سلطان اوسیقدر جرات اور دلاوری اور تربیت عالمگیری سے عقب مخالفین پر کہ تین سردار تورہ
رکہتے تھے روانہ ہوا دریاے بہاگیرتی کے کنارے پہونچا چنداول شجاع جسکا سردار اسفندیار تھا اوسطرفسے
نمود ہوا باشارہ خان سپہ سالار کے توپخانہ شاہی سے آتشبازی ہونے لگی کسیقدر ہراول کے پیہنان اور معظم خان
مع دیگر ہمراہیان کے دریا سے گذر کر دشمنون سے جا بھڑا پہلے ہی حملہ مین دشمنون کے دم بند ہوئے اکثر دلہن عروس
فنا سے ہمدمی کی اسفندیار زخمی ہوکر میدان مین گرا اور نور الحسن عمدہ لشکر شجاع نے چار زخم کہائے جان
کی خیر رہی میدان سے موہنہ موڑ گیا گردہر راٹہور جو راجہ جسونت سے خویشی رکہتا تھا صحرا نورد فنا ہوا
شجاع نے اس خبر سے کسیقدر فوج معبر پر چہوڑ کر معظم خان کے مقابلہ کو رخ کیا تین پہر کے بعد معظم خان سے
مقابلہ ہوا معظم نے چاہا کہ ہیئت مجموعی سے حملہ کرے امراے ہمراہی نے نفاق کیا خان معظم نے اس ملاحظہ
بے اتفاقی سے توپ و تفنگ سے کام لیے مین شام کردی ہمراہیون کی تعجیل و بیدلی کے سبب سے تلوار کی
لڑائی مین جلدی نکی جانتا تھا کہ داؤد خان مونگیر سے عبور گنگا کر کے عازم ٹانڈہ ہی اور بنگاہ شجاع اوسجگہ پر ہی
جب اوسکے قرب کی خبر قصبہ ٹانڈہ کی طرف شجاع سنیگا اور نیز یہ سنا تھا کہ دلیر خان حضور سے اپنی مدد کو
اوسکے آنیکا انتظار بہی کر رہا تھا اور بمقتضاے عقل مصلحت شناسی ایسے رفقا کے ہمراہ لڑنا صلاح نہ تہی —
مخصوص آباد کو جسکا نام جعفر خان کے وقت سے مرشد آباد ہوا عازم ہوا شجاع نے اس چال سے جانا کہ کسیقدر
بے لطفی اور نامردی کا ثمرہ ہی اس خیال سے آب بہی بہاگیرتی سے دوسری طرف ہوتے ہوئے مرشد آباد کا
عازم ہوا نصیرپور کے گذر مین پایاب پایا چاہا کہ عبور کرے اور خانخانان سے صف آرائی کرے اور اس ارادہ سے
وہان پر مقیم ہوا خان سپہ سالار سے دس روز تک دہائین دہائین مچی رہی بار اوترنے کی مجال نپائی ہان جسنے
زیادہ پیر بڑہائے دریاے عدم کے کنارے لگا تا آنکہ شب دوشنبہ ۱۲ ربیع الثانی مین شجاع کو خبر ملی
کہ داؤد خان نے دریاے کوسی کا مورچہ توڑ ڈالا اور پار آگیا اس خبر کے سنتے ہمت کا کمربند شکستہ ہوا
آخر کو وہان کا قصد فراموش کیا فقط مال و عیال کیواسطے معاودت کی اوسی رات کو دریاے بہاگیرتی
سے پایاب اوتر کر راہ لی چون کہ دو تین دریا اور بہی درمیان مین لشکر شجاع تک حایل اور نیز مال و متاع

سلطان محمد شاہ کا معظم خان سے ...ت ...کر مین لوٹنے کا بیان

مہ شجاع نے بنظر گذرنے موسم برشکال کے ٹانڈہ مین اقامت کی اور اپنا لشکر وہان جمع کیا حسب الکار رشید خان
امجد خان جسکو شجاع نے جہانگیر نگر کا حاکم کیا تھا وہان کے زمیندارون سے متفق ہوکر عالمگیر کی دولتخواہی کر
ر مجموع زمینداران اوس سے موافق اور شجاع سے ناموافق تھے اور منور خان ولد معصوم خان زمیندار جا
وسکے اشارے سے اکثر نواره اپنی ضبطی مین لاکر عنقریب معظم خان سے ملا چاہتا ہے اس خبر سے زین العابدین بڑے
بیٹے کو مع خواجہ خسرو و نوکران معتمد کے جہانگیر نگر بھیجا کہ تالیف قلوب رعایا کرین بلکہ اگر قابو ملے رشید خان کو عدم
کرین زین الدین نے جہانگیر نگر پہونچکر رشید خان کو دربار عام مین بلاکر حاضرین سے مروا ڈالا شجاع کے اکبر نگر متصرف
ہوجانے کا یہ سبب ہے چونکہ اسکیطرف اوسکے کوہستان اور ایک طرف دریاے گنگا ہے اور اوسکے اطراف کی
زمین موسم برسات مین غرق آب ہوتی ہے اور شجاع کے پاس نواره بکثرت تھی مردم عالمگیر کو جو اکبر نگر مین آئے تھے
قلت کشتی کے باعث سے غلہ نہین پہونچتا تھا اور نیز لوگون نے جابجا ٹیلون پر اقامت کی تھی ہر طرح کی بد انتظامی
عدم رسی آذوقہ سے تھی شجاع نے اس ماجرا سے باخبر ہوکر قصد کیا کہ اکبر نگر کو فتح کرے اول اپنے میر بحر کو چار سو
سوار اور برق اندازون سے روانہ کیا کہ گنگا کے اودہر اونچے مقام پر مقیم ہوا اونھون نے نوارون پر چڑھ چڑھ
تا تنگی مچائی چونکہ اکبر نگر وہان سے آٹھ کوس تھا لوٹ مار کر لوٹ جاتے تھے اور شجاع نے اپنے بیٹی کے نکاح کا
سامان سلطان محمد کے ہمراہ مقام ٹانڈہ مین کیا اور سراج الدین اپنے نوکر کو مع فوج مناسب اور میر علاء الدولہ
دیوان اور محمد باقر میر سامان کو ٹانڈہ مین اہل حرم اور بنگاہ کی حفاظت کو چھوڑکر حکم دیا کہ شادی کا انصرام کرین
تا کہ بعد نکاح شاہزادہ کے دلجمعی سے اوسکا دلہنا دہوا اور خود جس جگہ کہ میر بحر ٹھہرا تھا آیا اور شاہزادہ محمد کو
ٹانڈہ بھیجا تاکہ کتخدا ہو ۱۳ رمضان کو قصد اکبر نگر کرکے وہان آیا ذوالفقار خان میر آتش عالمگیر آگ لشکر کے ہمراہ
اونچی سرزمین پر جو مابین شہر قدیم اور بارہ کے واقع ہے ٹھہرا ہوا تھا اور راجہ اندرمن بوندیلہ شجاع کی عمارات مین
اور ذوالفقار خان بیماری کی شدت سے سوار نہو سکتا تھا اسلام خان اور فدائی خان مع لشکر شاہی کے سوا
ہوکر بالقصد مدافعت دامن کوہ ہوکر جہان سے شہر نو کو راہ گئی ہے جانب اعدا روان ہوئے اس گروہ کے قبل
راجہ اندرمن نے بہت سا ہاتھ پیر مارا تھا مگر بسبب قلت جماعت کے کچھ نکیا ہوا بلکہ ٹھہرنے کی تاب نہ
اور اسلام خان اور فدائی خان بھی اغراض نفسانی مین پھنسے انکی جرات کھو گئی اور نے کسیقدر لڑے
اعدا کے پاؤن نہ گڑے لنگر اوکھڑ گیا معرکہ سے مونہہ پھیرا اور مقام قیامگاہ مین بھی بسبب ناموافقت کے
نرہنے ذوالفقار خان نے یہ حال دیکھکر مع کل فوج ہمراہی کے آخر شب کو کوچ کرکے براہ کوہ معصومہ با
گام فرسا ہوا اور خانخانان سے ملحق ہوگیا بعض ناحق شناسون نے ترک رفاقت شاہی کرکے شا

اپنی سلطنت اوسکے ضائع کرنے مین دیکھا اوسکے اور اوسکے ہمراہیون کے قتل کا حکم دیا کہ آخر روز چارشنبہ تاریخ ۲۱ ذی الحجہ کو دارا شکوہ مارا گیا اور بعد تشہیر کے اوسکی لاش مقبرۂ ہمایون مین دفن ہوئی اور سپہر شکوہ کو قلعۂ گوالیار مین محبوس کیا اور بعض احدیان شاہی کو جنھون نے مختار خان کے ساتھ شورش کی تھی جان سے مروا ڈالا

محمد سلطان کا شاہ شجاع کے پاس جانا

چون کہ اس مدت مین شجاع ارسال خط خطوط اور نیز وعدہ سے کہ اپنی لڑکی بیاہ دونگا سلطان محمد کو اپنی طرف کھینچتا تھا اور نیز بعض احمقوں نے درمیان شاہزادہ اور معظم خان سپہ سالار کے بوجہ اقتدار کے جو کہ عالمگیر نے عطا فرمایا تھا غبار نفاق اوٹھا تھا ہموارہ رنج افزائی تھی لہذا محمد سلطان اندیشہاے دور از کار مین پڑکر ۷ رمضان کو مع امیر قلی داروغہ توپخانہ اور قاسم علی میر توزک محرم راز اور دو تین خدمتگارون کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوکر دریا سے گذرا شجاع نے اس خبر سے خوش ہوکر بلند اختر اپنے چھوٹے بیٹے کو مع جان بیگ کے استقبال کو بھیجا اور بکمال عزت سے جا دی اس سانحہ سے لشکر عالمگیر مین فتور پڑا ملازمان بادشاہی گھبرا گئے ہر ایک کے چھکے چھوٹ گئے شجاع نے کسیقدر لشکر مع چند نواڑہ کے دو کچھی بھیجا کہ اموال شاہزادہ سے جو کچھ پاوین اوٹھا لیجاوین اور معظم خان اوس رات کو اس حال سے ماہر ہوکر مستقل ہو بیٹھا ذرا بھی ہراسان نہوا اوسکے صبح کو تدارک فساد پر کمر باندہی اور بکمال ہوشیاری سے جریدہ سوتی سے دو کچھی پہونچا لشکریان کو دلجمعی سے تسلی کی اور مخالفین کو جو واسطے اسباب لیجانے کے نوارہ کا آئے تھے دفع کیا بعد اس مقدمہ کے چونکہ ایام طغیانی تھے طرفین کے مورچے او کھڑے خانخانان معظم خان موضع معصومہ بازار مین جسکی زمین مزارع اور اکبر نگر سے تیس کوس تھی ٹھہرا اور کچھ فوج اکبر نگر مین چھوڑی اور عالمگیر شجاع کی تدبیر یہ سوچا کہ دونو طرف گنگا کے فوج بھیجکر تنگ کرے لہذا فرمان والا داؤد خان قریشی صوبہ دار بہار کے نام صادر ہوا کہ اپنے تابینان اور کمکیون کے ساتھ جہان جگہ پاوے اوتر کر ماندہ جاوے خان مذکور بعد ورود اس حکم کے اپنے بھتیجے شیخ محمد حیات کو ڈیڑہ ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ سے نایب بناکر مسند مین چھوڑکر خود غرۂ رمضان کو مع سایر کمکیان کے بلدۂ پٹنہ مین گنگا کے پار ہوا۔ موسم برسات پہونچ گیا تھا۔ طغیانی گنگ مانع عبور تھی۔ اور شجاع کے مردم بسبب کثرت نواڑہ کے ہر جگہ مورچے باندہ کر گرم جنگ ہوتے تھے اور اس وجہ سے موضع بھاگل پور پہونچنے تک طول کھینچا اور اس درمیان مین اکثر لڑائیان ہوئین اور عالمگیری غلبہ رہا جب موضع قاضی کریہ متصل بھاگل پور کے پہونچا بنابر طغیانی آب دریا کے اوترنے تک وہان مقیم رہا۔ جب شجاع دوبارہ اکبر نگر کو متصرف ہوکر دریا کے اس پار آیا اسکا حال عنقریب لکھا جاویگا۔ داؤد خان بھی جرأت ذاتی سے استصواب کرکے پار اوترا حدود بھاگل پور آور کہل گانون مین پہونچا جب پانی کم ہوا۔ اور خانخانان معظم خان اور شجاع سے لڑائی ہوئی دوبارہ داؤد خان بھی پار اوترکر شمالی طرف گنگا کے روانۂ مقصد ہوا۔

چکا تھا اسکا کہا نمانا تبابر سابقہ احسان کے جو ملک جیون زمیندار دہادہر کے حال پر کیا تھا اور اوسکو شاہجہا
عہد مین زیر پائے فیل سے رہائی دلوائی تھی دہادہر کو روانہ ہوا امید تو یہ تھی کہ اوسکی مردمی سے ذرا چین ملیگی
اور اوسکے ہمراہ ہوکر قندہار جاویگا اوسنے ایک کوس پر آکر ملاقی ہوکر دام فریب بچھایا بسبب تقدیر جب اجمیر سے
بھاگا تھا اوسکی بی بی کو عارضہ سل ہوا تھا اسقدر کوفت بڑھی کہ دہادہر نہ پہونچنے پایا تھا کہ وہ رفیقۂ ایام حنیفہ روضۂ
عازم ہوئی داراشکوہ کو از بسکہ نہایت محبت تھی کدورت عظیم حاصل ہوئی اوسکی لاش لاہور کو بھیجی اور حکم کیا کہ میان میر کے
مقبرہ مین جس سے ارادت بھی رکھتی تھی دفن کیجاوے اور خواجہ معقول ناظر اور گل محمد کو اپنی نادانی سے ایسے
وقت بیکسی مین مع ستر نفر سوار کے باوجود عذر آوری کے ہمراہ نعش رخصت کیا اسکے بعد کوئی ساتھی نہ تھا
چند خدمتگار اور خواجہ سرا تھے کہ دہادہر مین پہونچا ملک جیون ملعون نے دغابازی سے عجب حال کیا افسون و افسانہ
سے رام کرکے ۲۹ ماہ مبارک کو جبکہ داراشکوہ عازم قندہار ہوا چاہیے رخصت رکھکر مع نوکرون کے برسرراہ آیا
اور اوس فلک زدہ کو مع سپہر شکوہ اوسکے فرزند کے دستگیر کیا اور حقیقت حال راجہ جیسنگہ اور بہادر خان
جو مع فوج اوسکے تعاقب مین آمادہ تھے اور نیز باقر خان فوجدار بہکر کو تحریر کی باقر خان نے فوراً بادشاہ کو عرضداشت
کی اور نوشتہ ملک جیون نے بھی روانہ کیا ۱۲ شوال کو یہ خبر عالمگیر نے سنکر شادیانہ شادمانی بجوا دیا چند روز کے
بعد سنا کہ داراشکوہ بہادر خان کے ہاتھ قید ہوکر دہادہر آیا شادیانہ بجوانے کے بعد راجہ راجروپ زمیندار جمون کو
کوہستان سری نگر کی طرف بھیجا کہ داراشکوہ کے بڑے بیٹے سلیمان شکوہ جسطرح ممکن ہو قید کرے ملک جیون کو
اس عمل زشت کے عوض مین جسے کوئی پسند نکریگا عنایت خلعت اور منصب ہزاری دو صد سوار اور خطاب
بختیار خانی سے سرفراز فرمایا انھین دنون مین بہادر خان جوکہ داراشکوہ کو مع سپہر شکوہ کے بختیار خان سے
لیک تابین ناواجب بموجب حکم لاتا تھا دار الخلافت مین آیا نظر بیگ چیلہ نہایت خوشی سے مقرر ہوا کہ
صورت سے خود بدولت کو منظور ہی داراشکوہ کو دیکھہ آئے ۱۲ ذی الحجہ اوس چیلے نے آکر بوا ایسی اظہار حال
اور پھر مرخص ہوا سہ شنبہ ہفتہم کو حکم ہوا کہ داراشکوہ کو مع اوسکے لڑکے کے مسلسل فیل سوار بلا عماری
اور نظر بیگ چیلہ عقب مین بیٹھا ہوا اور بہادر خان مع افواج کے ہمراہ درمیان شہر سے کہنہ بازار دہلی ہوتے
خضر آباد لاوین اور عمارات خواص پورہ مین محفوظ کرین بموجب حکم کے تعمیل ہوئی دوسرے روز بختیار
ہوا بعض نوکران شاہجہانی نے مع بازاریون کے چاہا کہ شورش کرین بلکہ اکثرون نے اینٹ
جس سے کسقدر اوسکے لوگ زخمی اور شکستہ بھی ہوئے نزدیک تھا کہ فتنہ عظیم برپا ہو مگر کوتوال
پہونچکر انتظام کر لیا او بختیار مذکور کو مع ہمراہیون کے قلعہ مین پہونچایا بادشاہ حق پرست نے علما سے
اونھون نے رضائے عالی سمجھکر فتوی دیا کہ ایسے ملحد کا خون مذہب حنفی مین درست ہے بعد ازان بادشا

ستہ کرکے کبھی عزم کرتا تھا کہ وہان کے سلاطین سے استمداد کرکے اپنا کام حاصل کرے اور کبھی اجمیر کا ارادہ کرتا تھا
انکہ جنگ الہ آباد کی خبر بطریق غیر واقع اوسکے گوش گذار ہوئی اور بنابر نفاق راجہ جسونت چند سختیاں جو لشکر عالمگیری پر
اید ہوئین اور فراریون کے زبانی جو کچھہ اخبار مشتہر ہوئے برخلاف واقعہ کے داراشکوہ کو معلوم ہوئے بمجرد سننے ان
حقیقات عزم اجمیر کا مصمم کرکے غرہ جمادی الاخرے کو گجرات سے نکلا اور شاہ نواز خان کو مع جمیع اجماع اور لواحق
پسران وخویشان اوکو جو مراد بخش کے جاوسی جگہ پر تھا اور اکثر کمکیان اوس صوبہ کے مانند رحمت خان دیوان
وغیرہ کو ہمراہ لیا اور سید احمد نامے کو صوبہ دار گجرات کا کرکے کسی کو اپنے نوکرون مین سے وہان چھوڑکر جب گجرات سے
مین منزل چلا آیا برخلاف اوسکے جو سنا تھا محقق ہوا اور اسوجہ سے اپنے کام مین تردد ہوا اسی ضمن مین راجہ جسونت کا
نوشتہ مشعر اپنے حقیقت حال کے اور نیز اس امر کے کہ اجمیر کی عزیمت فرمائی پہونچا اور اسوجہ سے عزم مزید ہوا اور
بیت الوس راٹھورا اور دیگر راجپوتون کی پشت گرمی سے جنکے مکانات نواحی اجمیر مین تھے دلیرتر ہوا اور ہر منزل مین
نوشتجات راجہ جسونت مشعر مزید ترغیب اور تاکید کے پہونچا کرتے تھے تاآنکہ جودہپور کے تین منزل پر آپہونچا باقی
احوال اسکا بعد ازین لکہا جاویگا الحال بنابر انتظام اخبار کے احوال عالمگیر کا لکھا جاتا ہے ۔ ٢٧ جمادی الاول کو عالمگیر نے
شکارگاہ باڑی مین مقام فرمایا اس منزل مین شاہزادہ محمد اکبر مع جمیع پردگیان حرم سرا شاہی کے جو دولت آباد
سے ہوئی تھین پہونچکر شرف اندوز ملازمت ہوا اور پردگیان حرم سرا کو اکبرآباد مین چھوڑکر خود عازم پیشتر ہوا ۔
جمادی الاخرے کو تربیت خان صوبہ دار اجمیر نے پہونچکر داراشکوہ کی مفصل خبر پہونچائی ۔ جب معلوم ہوا کہ داراشکوہ
اجمیر مین پہونچکر آمادہ رزم وپیکار ہے ١٦ جمادی الاخرے کو طاہر خان کو عنایت ترکش سے نوازش فرمائی اور مع
جماعت کے قراولی پر رخصت کیا تاکہ متواتر اخبار طرف مخالف کی پہونچاتا رہے ۔ چوبیسوین کو چہہ کوس تالاب رامسیر پر
نزول لشکر ہوا اسی منزل مین عالمگیر نے ترتیب لشکر اور تقسیم افواج فرمائی ہراول کی سرداری راجہ جیسنگہ کو مقرر ہوئی
صف شکن خان میر آتش مع توپخانہ اور گروہ برن آبداران کے ہراول کے آگے مقرر ہوا ۔ اور شیخ میر کو التمش کی
سرداری ملی برانغار پر امیر الامرا شایستہ خان مقرر ہوا اور شاہزادہ محمد معظم جرانغار کی سرداری پر سرفراز ہوا اور حکم ہوا
کہ سپاہ بہادر خان وغیرہ کے ہمراہ رہے اور محمد امین خان میر بخشی مع گروہ بہادران لشکر کے دست راست پر
اسطرح کے تعین ہوا اور ہشدار خان مع فدویان جان نثار کے دست چپ پر محافظ رہے اور قول خاص مین بندگان
عالی مقرر ہوئے قول خاص کے میمنہ کی محافظت اصالت خان کو ملی اور میسرہ کی نگہبانی تربیت خان نے پائی اور ترتیب
ساتھہ لشکر کشی کیا گیا اور حکم ہوا کہ بعد ازین اسی ترتیب سے فوج رہ سپر ہو ۔ الحال باقی حال راجہ جسونت اور داراشکوہ کا
ظاہر ہے مخفی نرہے کہ راجہ جسونت تقصیر ثانی سے کہ علانیہ کوس مخالفت کا بجاتا اور اپنا نفاق پنہان آشکارا کرکے
بالکل یقین جانتا تھا کہ عالمگیر اوسکے استیصال مین تقصیر نکریگا ناچار اپنا چارۂ کار داراشکوہ کی رفاقت مین دیکھا

گنگ کے کنارے سے اکبرآباد کی طرف بلند فرمایا اور قصبہ کوڑہ مین الہ آباد اور پٹنہ کے لشکر کی خبر سنی
مین عرضداشت شاہزادہ محمد سلطان سے معلوم کرکے فرمان سند صوبہ داری الہ آباد کا خاندوران کو
جنگ شجاع کے الہ آباد کے محاصرہ پر مامور تھا اور فرمان صوبہ داری پٹنہ کا داؤد خان کے نام جو معظم خان کے
لیا تھا صادر ہوا کہ بعد پہونچنے پٹنہ کے وہان کی صوبہ داری پر منصوب ہوا اور مکرم خان بدستور سابق فوجداری
پور پر مامور ہوا اور فتح پور سے گذر کر محمد امین میر بخشی کو مع ایک فوج امرا اور منصبداران کے بنا بر استیصال راجہ جسونت
مقرر کیا اور رائے سنگہ راٹھور کو جو راجہ جسونت کا بھتیجا تھا خطاب راجگی سے سرفراز کرکے خلعت و فیل مع مادہ فیل
شمشیر مرصع اور نقارہ اور انعام ایک لاکھ روپیہ اور اصل و اضافہ سے چار ہزاری چار ہزار سوار کے مرتبہ پر مرتبہ
پاکر اوسی فوج کے ہمراہ کر دیا تاکہ بعد مستاصل ہونے جسونت کے راجگی الوس راٹھور اور مرزبانی جودھپور کی
اوس سے متعلق ہو اور حکم ہوا کہ امیر خان حارس قلعہ شاہجہان آباد مراد بخش کو جو وہان مقید ہی ہمراہ شیخ میر کے
جو دارا شکوہ سے بموجب حکم لوٹا تا ہی لاکر قلعہ گوالیار مین محبوس کرے اور خود حضور بادشاہ مین رہے چونکہ تنبیہ
راجہ جسونت اور دارا شکوہ پیشنہاد خاطر عالمگیر تھی داخل اکبرآباد ہوکر عزم اجمیر کا جزم کیا امیر الامرا شایستہ خان
اور دیگر امرا اور ارکان وہان کے ظاہر شہر مین دو تین منزل آکے اکثر شرفیاب ملازمت ہوئے اور شیخ میر اور دلیر خان
بھی ملحق لشکر ہوئے اب واسطے انتظام اخبار کے احوال دارا شکوہ کا لکھنا ضرور ہے مخفی نرہے کہ دارا شکوہ نے اپنے
تعاقب کی فوج کا لوٹنا غنیمت سمجھکر ولایت گجرات کو جو اغیار سے خالی تھی واسطے اپنی اقامت اور آراستگی فوج اور
افواج کے مناسب سمجھکر بعضے زمینداروں کی رہنمائی بموجب دریاے شور کے کنارے سے جو غیر مشہور اور دشوار گذار تھے
رہ سپر ہوکر جب ولایت کچہ مین پہونچا وہان کا مرزبان استقبال کو آیا اور مردمی و مروت اختیار کی اپنی لڑکی دارا شکوہ
کے لڑکے سپہر شکوہ سے منسوب کی وہان سے مع تین ہزار سوار اور دیگر مردمان ہمراہی کے گجرات کی عزمیت کی شاہنواز خان
صفوی ہر چند دارا شکوہ سے بیگانہ اور عالمگیر سے رشتہ رکھتا تھا کیونکہ عالمگیر ای کا باپ تھا لیکن بسبب اوسی
بدسلوکی کے جو عالمگیر نے بر وقت نہضت برہانپور کے اوسکو مقید کرکے بعد غلبہ پانے ہزیمت برادران عالی سلطنت کے
قید سے رہائی دیکر صوبہداری گجرات پر مقرر کیا تھا یہ شخص بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا پس مزاحمت اور ممانعت
کی کے داعیہ اتفاق دارا شکوہ کیا اور رحمت خان وہانکے دیوان اور جملہ کمکیون کے ساتھ اوسکے استقبال کو گیا
اور موضع شیر گنج مین جو شہر سے دو کوس پر ہے اوسکی ملاقات کی اور از روے ہوا خواہی اور خیر اندیشی کے پیش آیا
دارا شکوہ داخل احمد آباد گجرات ہوکر اموال و اسباب اور جملہ کارخانہ مراد بخش پر جو وہان رہگیا تھا متصرف ہوا
چونکہ اس سبب سے کسیقدر مکنت بہم پہونچی لشکر و سپاہ کی فراہمی کا دھیان آیا اور اوس صوبہ کے کمکیون کو دلاسا
اور استمالت سے اپنا یار بنالیا اور ایک مہینہ سات روز کے عرصہ مین فوج آراستہ اور لشکر شایستہ

اون
شتہ بختون کو خاک ہلاک پر ڈالا لوائے غالبہ بلند کیا سید عالم کا اس شہامت و دلاوری کے دیکھنے سے جو بہادران
شاہی نے کیے بازوی ہمت سست ہیچ ارادہ فرار ڈھونڈھی جس براہ سے آیا تھا واپس ہوا - لیکن وہ تینون مست ہاتھی
اوسکے فوج کے روبرو تھے بہادران دلیر کی ممانعت اور مدافعت سے روگردان نہوکر بدستور خیرہ چلے آتے تھے بلکہ
بارش قطرہای پیکان اور صدمۂ بندوق اور بان سے مانند سیل وبان کے ریزش ابر سے تندتر ہوکر روے قہر جانب
قول خاص عالمگیری کے لائے اور اون تینون کوہ پیکر مین سے ایک نے آگے بڑھکر فیل خاصۂ سواری بادشاہ سے ٹھوکر لی
مگر بادشاہ کوہ وقار اوسکے حملہ سے مستحکم رہا ع بمردی رجا پاے سر مو نشد ٭ ز راہ چنان سیل بلیسوں شتہ بہ تمکین مسر
رسی جو بریش ٭ بجنبد جز بعض از نیکریش ٭ ایک قراول کو جو کسی ہمراہی کے ہاتھی پر نزدیک بیٹھا ہو انتہا
اشارہ فرمایا کہ اوس ہاتھی کے فیلبان کو جو اشارہ کجاک سے محرک فیل ہے گولی سے مارے اور اوسنے چالاکی اور تیزدستی سے
بندوق سرکی اور مساعدت اقبال سے نت نہ پورا بیٹھا فیلبان گرا اور فیلبان بادشاہی نے بجاے اوسکے پہونچکر
ہاتھی کو زیر کیا - باقیماندہ دو فیل قول خاص سے گذر کر دست راست قول عالمگیری کے جانب حملہ آور ہوئے اسی عرصہ
مین بلند اختر سپہر شجاع نے مع چند دیگر اپنے سرداران کے مانند شیخ ولی قرملی اور شیخ ظریف و حسن خویشگی اور خواجہ
خسرو مع فوج کے روے جسارت جانب برانغار عالمگیر کے لائے اس سبب سے کہ اسوقت عالمگیر نے مخالفین کو برانغار سے
دفع کیا تھا قول خاص کے پیچھے جو برانغار کی طرف تھے برہمی کے آثار ظاہر ہوئے اور معلوم ہوا کہ دشمن ادھر حملہ آور ہوا
بادشاہ نے چاہا کہ روے توجہ ادھر فرماکر دفع دشمن مین متوجہ ہو لیکن چونکہ شمشیر اوسکی جوہر تدبیر سے ملی ہوئی تھی -
عین ایسے مہالک مین حرکات مضطربانہ نہین کرتا تھا - دلمین سوچا کہ چونکہ روے فیل سواری نسبت رجوع جنگ اور
کارزار کے جانب برانغار ہوا اور مخالفین کہ ہجوم اودہر ہے اور اس سبب سے ہراول فوج منصور تھے اسطرف میل کی ہو
مبادا انحراف قول خاص سے شاہزادہ محمد سلطان اور ذوالفقار خان کہ مقدمۃ الجیش فتحیابی تھے کوئی خیال دلمین لاکر
قول خاص کی حرکت کو دوسری طرف خیال کرین اور عظیم فتور متزلزل فوج ہراول مین ظاہر ہو اور موجب زیادہ تر
خیرگی دشمنون کا ہو لہذا بمقتضاے دوراندیشی اور پیش بینی کے شاہزادہ محمد سلطان اور ذوالفقار خان کے پاس کسیکو
بھیجا اور حقیقت حال کہکر پیغام دیا کہ تم دلجمعی اور دل قوی سے غنیم کے مقابل رہکر سررشتہ کوشش اور پایداری کا
ہاتھ سے ندو بدولت مخالفین برانغار کو دفع کرکے تمہاری کومک کو پہونچتے ہین بعد رعایت اسی دقیقہ حزم کے
شجاعت دلی کے نیرو سے روے فیل جانب دست راست کیا اور مدافعت مخالفین مین توجہ فرمائی اسی حال مین
جس ہاتھی پر کہ اسلام خان سردار برانغار سوار تھا وہ بان کے لگنے سے بھاگا اور اوسطرف کی فوجین برہم ہوئین
اور اکثر لوگ اوسطرف کے جگہ سے ہٹ گئے توفیق ثبات اور برقرار رہنے کی نپائی لیکن سیف خان اور اکرام خان جو
اسلام خان کے ہراول تھے چند لوگون کے ہمراہ قدم ہمت گاڑے رہے اور کوشش مردانہ کی اور سبحان سنگھ [illegible]

اور ہزرام راٹھور اوسکے ضمیمۂ فوج ہوئے اور اسلام خان وغیرہ امرا ہراولی مین مقرر ہوئے شاہزادہ محمد اعظم جرانغار پر
قائم ہوا اس طرف کی سپاہ مین خان دوران اور راجہ رائے سنگھ بہی سسودہیا اور مرزا خان اور سرم دیو اور سبل سنگھ
سسودہیا اور راجہ جیرمن جادون اور سید شمس الدین بارہا وغیرہ منصبدار مقرر ہوئے اور کنور رام سنگھ کچھواہہ ولد راجہ
جی سنگھ مع راو امراو سنگھ چندراوت اور جگت سنگھ ہاڑا و علی قلی خان وغیرہ اور منصبداران کے ہراول ہوئے اور بہادر خان
کو التمش کی سرداری ملی قول خاص کی دست راست مین داؤد خان مع راجہ اندرمن اور راجہ دیبی سنگھ بوندیلہ
اور یکہ تاز خان و سادات خان اور سید شجاعت خان وغیرہ کے متعین ہوا اور راجہ سجان سنگھ مع سید فیروز خان
اور ہزبر خان وغیرہ سادات کے دست چپ مین تعینات ہوا درمیان مین خود بدولت جلوہ افروز ہوئے اور شاہزادہ
محمد عظیم حسب دستور ہمراہ فیل خاصہ پر سوار ہوا عابد خان و اسد خان بخشی دوم اور نیز دوسرے بندگان جانفشان ہمراہ
رکاب رہے اور معظم خان کو فیل خاص پر سوار کرا کر حکم دیا کہ ہمراہ فیل حضور رہے محمد امیر خان میر بخشی میمنہ کا سردار اور مرتضی خان
میسرہ کا مقرر ہوا اور عبد اللہ خان وغیرہ قراولی پر اور خواص خان اور اخلاص چنداولی پر مقرر ہوئے القصہ نوے ہزار سوار
مسلح مقرر ہوا لڑائی کی طیاریان ہونے لگین اور دو میلے جس جگہ پر تھا حسب الحکم زمین پر رہا اور شجاع نے بھی ترتیب فوج
کرنا شروع کی اور خود مع الہوردی خان اور عبد الرحمان بن نظر محمد خان کے قول مین مقیم ہوا اور بلند اختر اپنے چھوٹے
لڑکے کو مع سید قاسم بارہہ اور سید عالم اور سنجر اور سیف اللہ پسران الہوردی خان کو ہراول کیا اور شیخ ولی فرملی کو
اوسکی ہراولی پر تعینات کیا اور زین العابدین بڑے لڑکے کو برانغار مین رکھا اور حسن جنگی کو اوسکی ہراولی پر سرفرازی دی
اور مکرم خان صفوی کو مع سید راجے وغیرہ کے جرانغار حوالہ کیا اور شیخ ظریف کو التمش مین مقرر کیا توپخانہ کا اہتمام
ابوالمعالی میر آتش کو دیکر میر علاء الدولہ دیوان کو مع کسیقدر رسالہ کے چنداولی پر اور سید قلی اوزبک کو قراولی پر
مقرر کیا چار گھڑی دن چڑھے عالمگیر بعد درستی صفوف محاربہ کے شجاع کی طرف متوجہ ہوا اور کمال آہستگی مین ایک کر
شاہی چوتھائی روز باقی رہے لشکر شجاع کے برابر جہان توپخانہ نصب تھا جا پہونچا اور صف آرائی ہوئی شجاع نے اوس روز
اوس جگہ سے حرکت نکی کسیقدر توپخانہ کو سید عالم بارہہ اور سید مرتضی اور شیخ ظریف قربلی اور سید راجی کے ہاتھ بھیجکر
حکم دیا کہ عالمگیری لشکر کے روبرو آتشبازی کرین ادہر سے بھی عالمگیر کے ارشاد بموجب توپخانہ سے شرر ریزی شروع ہوئی جب
رات ہوئی شجاع نے اپنے توپخانہ کو واپس بلا کر فوج جمع کی چونکہ سرزمین توپخانہ شجاع کی بلند تھی لہذا معظم خان نے دوراندیشی
سے چالیس توپ لیجا کر شجاع کے لشکر مین نصب کر دی عالمگیر نے حکم دیا کہ جسطرح ترتیب لشکر ہوئی تھی ویسی ہی آراستہ
گھوڑون سے اوتر کر آرام و حفظ لشکر کرین اور خود بدولت نے بھی دولتخانۂ مختصر مین ورود فرمایا اور نماز مغرب اور عشا مین ادائے
شکر خداوند قدیر فرما کر خواب بیداربختی مین مصروف ہوا آخر شب کو عجب سانحہ ہوا بڑا خلل فوج مین ہوا بہاگنے کے پہلو سوچنے
لگے فقط اخلاص بہادر و دونے زمین پکڑی حقیقت یہ ہوئی کہ راجہ جسونت سنگھ باوجود کہ حضرت عالمگیر نے اوسکی تقصیرات

مورد الطاف اور حبس سے رہا فرمایا اور خلعت خاص مع اضافہ رتبۂ شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے سرفراز فرما کر صوبہ داری گجرات پر مامور فرمایا

عالمگیر کا لوٹنا ملتان سے شاہجہان آباد کو

باوجودیکہ عالمگیر نے بمقتضائے تدبیر شجاع سے دوستی کر کے صوبہ بہار تسکین خاطر کو دے دیا تھا اور شجاع نے بھی ظاہری دوستی اختیار کر لی تھی لیکن بتجربہ دارا شکوہ اور بطمع سلطنت کل ہندوستان کے عالمگیر کو دارا شکوہ کے تعاقب میں مرکز خلافت سے دور اور شاہجہان کو محبوس دیکھ کر باپ اور بھائی کی مدد کو متوجہ ہوا اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر نے بارہویں محرم کو ملتان سے کوچ کر کے چوبیسویں محرم کو ظاہر لاہور میں پہونچا اور حکم کیا کہ شہر کے باہر فیض بخش باغ میں جو دہلی کی طرف واقع ہے منزلگاہ ہوئے اور شہر میں کوئی نجائے دو شنبہ ستائیسویں کو شاہزادہ محمد اعظم مشرف پابوس ہوا عالمگیر فیل سوار شہر کے سیر کرتے ہوئے بعد ملاحظہ قلعہ وزیر خان کے مسجد میں نماز ظہر ادا کی پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو دیکر اخیر محرم کو شاہ جہان کیطرف نہضت فرمائی قباد خان ٹھٹہ کی صوبہ داری پر مقرر ہوا دریائے ستلج پر پہونچکر معظم خان کو جو قید سے رہا ہو کر دولت آباد میں گذارہ کرتا تھا برہان پور خاندیس کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا تیسویں صفر کو باغ اعزاباد واقع ظاہر شاہجہان آباد میں خیمہ گاہ ہوا راجہ جسونت سنگھ اور سیادت خان صوبہ دار شاہجہان آباد مع دیگر ملازمان کے حاضر آستانہ ہوئے اور داود خان جو بھکر میں دارا شکوہ سے جدا ہو کر براہ جیسلمیر حصار فیروزہ اپنے وطن کو گیا تھا یہاں کے خلعت کے بھیجنے سے وہ سرفراز ہوا جب سلطان شجاع اکبر نگر اپنے دار الملک سے پٹنہ کو آیا بدین خیال کہ ابھی عالمگیر مع اپنی فوج کے دور ہے شاید اپنی چستی و چالاکی سے کچھ کارروائی ہو جائے کسیقدر پٹنہ میں مع توپخانہ اور گذارہ وغیرہ اواسط صفر میں جبکہ عالمگیر پنجاب کیطرف تھا الہ آباد کیطرف نہضت کی جب رہتاس پہونچا رام سنگھ دارا شکوہ کیطرف سے اوس قلعہ کا اہتمام رکھتا تھا اسنے بموجب حکم اپنے آقا کے جو کہ دارا شکوہ نے بعد فرار اکبر آباد کے اسے اور نیز دیگر قلعداران کو تحریر کیا تھا کہ اودہر کے قلعجات شجاع کے حوالہ کریں قلعہ مذکور شاہ شجاع کے سپرد کر دیا اسیطرح سید عبد الجلیل بارہا نے بھی جو دارا شکوہ کی طرف سے نوکر تھا قلعہ چنار گڈہ حوالہ کر دیا اسی حالت میں سید قاسم قلعدار الہ آباد نے بھی عرض کیا کہ اگر ادہر تشریف لائیے قلعہ حوالہ کیا جاوے ان مقدمات سے شاہ شجاع نے اور بھی پانو پھیلائے عالمگیر نے جب یہ احوال سنا چاہا کہ حسن تقریر سے اس مہم کا سرانجام کرے چند خطوط بھی متضمن محبت لکھے لیکن بمقتضائے ہوشیاری یہ دیکھا کہ خان دوران اوسکے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا ہے چند امرا اور کسیقدر فوج سلطان محمد شاہزادہ کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ سد راہ شجاع کا ہو کر عرض حال کرے بنا بران فرمان صادر ہوا کہ شاہزادہ اکبر آباد کا بندوبست امیر الامرا شایستہ خان کے سپرد کر کے مع توپخانہ اور لشکر اکبر آباد کے ساتویں ربیع الاول کو روانہ الہ آباد ہوویں یہ بھی حکم ہوا کہ جب شجاع الہ آباد کے قریب آئے خان دوران قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر شاہزادہ سے ملحق ہو جے بھی ربیع الاول کو حضرت

...نامہ مین خلیل اللہ خان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ داراشکوہ کی جو فوجین دریاے بیاہ کے گذارون پر جمع تھین
...ث داؤد خان مع دیگر سرداران کے لاہور سے اور سپہر شکوہ بھی مع لشکر و توپخانہ وغیرہ کے آنکر ملگئے اور عنقریب داراشکوہ
...آتد ملا چاہتا ہے اس حال کے دریافت ہوتے ہی عالمگیر نے راجہ جیسنگہ اور دلیر خان کو خلیل اللہ خان کی کمک پر رخصت فرمایا
دوسرے روز صف شکنخان میر آتش کو مع توپخانہ اوسکا ضمیمہ بنایا ۲۹ ذیقعدہ کو راجہ جیسنگہ اور دلیر خان خلیل اللہ خان
...جاملے - چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ داراشکوہ کا وہ دعوی باطل ہوا اور سپہر شکوہ کو بھی جلدی سے بلاکر اونتیسوین ماہ
...دار کو لاہور سے جانب ملتان چلدیا اور داؤد خان کو مامور کیا کہ نادین چلواے جاے اور جب قریب پہونچے لشکر عالمگیری
...ی خبر لے فوراً اوس سے آملے اس مقدمہ کو حضور مین لکھا کر طاہر خان چھٹوین ذیحجہ کو لاہور پہونچا اور شہر کی ضبطی کی
راجہ راجروپ زمیندار جموں جیسنگہ سے پاس دریاے بیاہ کے کنارے پہونچکر خلیل اللہ خان سے ملا - اور اوسکے وسیلہ سے
حضور مین پہونچا اور عالمگیر نے مامور کیا کہ تا معاودت خود بدولت شاہ جہان آباد مین مقیم رہے اور شاہزادہ معظم کو لکھا
کہ اب معظم خان کو قید سے رہا کرکے مشمول عنایت کرے پانچوین ذیحجہ کو دریاے ستی سے گذر کے یہ مصلحت ہوئی کہ
ہلکا ہلکا اسباب ہمراہ لیکر داراشکوہ کا تعاقب کرے اور بعد معاودت انتظام سلطنت مین مصروف ہو - لہذا بہت
کے مقام مین شاہزادہ محمد اعظم کو زوائد لشکر اور اردوے بزرگ وغیرہ کارخانہ دیگر لاہور کو رخصت کیا اور خود بدولت
نے کسیقدر خفیف ضروری سامان اور لشکر ہمراہ لیکر بیسوین ماہ مذکور یلغار کیا اور راجہ جیسنگہ نے چونکہ مدت سے اپنے
مہجور الوطن تھا وطن کی رخصت پائی اسی درمیان مین سنا کہ داراشکوہ ملتان مین بھی مقیم نرہکر بہکر کو گیا اب اوسکے ہمراہ
کچھ جمعیت نہین رہی بجز اسکے کہ کسی جگہ چھپ رہے اور کچھ نہین کرسکتا ہے لاجرم قطع منزل مین جلد بازی موقوف کرکے
چھوٹے چھوٹے کوچ مقرر کیے اور حکم دیا کہ صف شکنخان اوسکے آوارہ کرنیکو جائے اور ممالک محروسہ سے باہر کرنے چوتھی
تاریخ محرم کو صف شکنخان نے تعاقب مین قدم اوٹھایا اور عالمگیر آہستہ آہستہ منزلین طے کرتا ہوا ظاہر ملتان تک جا پہونچا
محمد باقر میر سامان کو بہکر کی فوجداری اور باقر خان کا خطاب اور ہزاری ہزار سوار کا منصب نوازش فرمایا ساتوین محرم کو
دریاے راوی سے دو تین کوس پر خلیل اللہ خان اور بہادر خان وغیرہ مشرف بسلام ہوئے اور سید عزت خان اور
شیخ موسے گیلانی جو داراشکوہ کی طرف سے ملتان مین مقیم تھے بہرہ یاب حضوری ہوئے اور نیز سید مسعود بارہ آشنا
شاہی ہوا ہر ایک نے خلعت اور منصب سے سرفرازی پائی ہرچند صف شکنخان داراشکوہ کے تعاقب پر مامور تھا لیکن احتیاطاً
شیخ میر کو بھی جانے کی رخصت ہوئی تا بروقت ضرورت جنگ مدد دے اور چھٹی محرم کو ایک لاکھ روپیہ اور خنجر مع علاقہ
مروارید خلعت انعام ہوا یہ رخصت ہوکر دوسرے روز شہر ملتان مین وارد ہوا وہان پر شیخ بہاء الدین کے مزار کی
ہزار روپیہ سجادہ نشین اور ہزار روپیہ مجاورون کو دیا انہین دنون مین شاہ نواز خان صفوی کو جو کہ اورنگ...
استھا اور عالمگیر نے بمقتضاے وقت اور بے اعتباری کے قلعہ برہان پور مین محبوس کرکے عاد...

اور مراد

صاف ہو گیا لہٰذا گیارہوین کو جو نواح کرنال سے کوچ ہوا اندری کو منحرف ہوتے ہوئے رودڑ کو متوجہ ہوا۔ اور تین منزل کے
بعد بہادر خان کی عرضی بدین مضمون پہونچی کہ دریائے ستلج سے قبل پہونچنے خلیل اللہ خان اور لشکر ہمراہی کے آنے کے پار اتر گیا
اور فراریان باہم مجتمع ہو کر سلطان پور مین مقیم ہوئے اور حقیقت حال داراشکوہ کی لکھی اور خلیل اللہ خان یہ خبر پا کر ایلغار
کر کے بہادر خان سے ملحق ہوا اور سلیمان شکوہ اسوقت مین گرفتار بلا ہو کر آخر الامر کمال ناکامی سے دوسری مرتبہ سری نگر
چلا گیا وہان کے زمینداروں کی پناہ مین آرام پذیر ہوا باقی حال عقب سے گزارش ہوگا۔ داراشکوہ ۱۲ شوال کو لاہور پہونچا
۱۳ کو داخل شہر ہو کر ۱۴ کو قلعہ مین در آیا اور جسوقت کہ اکبر آباد سے بھاگا تھا سید عزت خان کو جو لاہور کا صوبہ دار تھا
لکھا تھا کہ جسقدر ممکن ہو لشکر اور سامان حرب کے فراہم کرنے مین ساعی ہو اور نیز اطراف مین فرمان عطوفت عنوان جاری فرمائے
ہر قوم کو ترغیب سپاہگری کی دیتا تھا اور امرا سے مع اور زمینداروں کے التماس اور دلجوئی کرتا تھا۔ اس سبب سے
تھوڑے عرصہ مین بیس ہزار سوار فراہم ہو گئے راجہ راجپوت جمو کا زمیندار بموجب حکم شاہجہان کے کمک کو اوٹھا اور خنجر خان
فوجدار بہیرہ اور جو سنا کہ بھی آ کر راجہ سے متفق ہوا داراشکوہ لاہور مین رہ کر مخفی خط و کتابت سے امرائے شاہی اور راجپوتان
اجمیر کی دلجوئی کرتا رہا بعد پہونچنے لاہور کے پانچہزار سوار واسطے کمک نگہبانان سابق اور دریائے ستلج کے گذرگاہون پر تعینات کیے
جب یہ سنا کہ عالمگیر پنجاب کو متوجہ ہوا نئے سر سے سید عزت خان اور مصاحب بیگ وغیرہ اپنے نوکروں کو رو پڑ کے گھاٹ پر بھیجا
اور جا بجا دریا کے کنارے لشکر تعینات کر دیا لیکن جیسا کہ مذکور ہوا بہادر خان نے معابر ناتوان سے گذر کر فوج داراشکوہ کو بھی
بھگا دیا اونھوں نے سلطان پور مین آ کر عرض حال کیا داراشکوہ نے داؤد خان کو جو واسطے اپنی فوج کے پیشتر روانہ ہوا تھا کچھ
فوج دیکر دریائے ساہ کی حفاظت کے واسطے مقرر کیا انہوں نے پہونچ کر گذر مذکورہ کی حفاظت کی اور ابتدائے فرار سے شجاع کو
جو شکست کھا کر بھاگ گیا تھا صلح نامہ لکھا اور بمقتضائے وقت یہ تکلیف دی کہ بنگالہ سے آ کر عالمگیر پر لشکر کشی کرے اور باہم اگر
یہ اقرار ہو گیا کہ بعد حصول مقصد ملک و مال بحصۂ مساوی تقسیم ہو ادہر عالمگیر نے بھی فتحیابی کے بعد شجاع کی تالیف قلوب
فرمائی تھی اور صوبہ بہار و پٹنہ شاہجہان کی مہر سے مزین کر کے اوسکے نام بھجوا دیا تھا اور شجاع بھی ظاہر کیا دوستی اختیار
کر کے مراسم اتحاد ادا کرتا تھا لیکن جب خبر عالمگیر کے کوچ کی داراشکوہ کے تعاقب مین جانب پنجاب گوش زد ہوئی از سر نو
داعیہ سلطنت پیش نہاد خاطر ہوا داراشکوہ اگرچہ ظاہر مین اسباب پیکار جمع کر رہا تھا لیکن عالمگیر کے ڈر سے جو با وجود
کمال اقتدار اور اجتماع امرائے کبار اور فوج اور توپخانہ بیشمار کے عالمگیر کے ہاتھ سے صدمہ اوٹھا چکا تھا ملتان اور قندہار
بھاگ جانا چاہتا تھا اور اسی ارادہ سے کشتیان اور باربردار جمع کرتا تھا اوسکے رفیقوں نے جب اشارہ سے یہ حال دریافت کیا
کہ اسکے عزم کو استقلال نہین ہے ترک رفاقت کا پہلو سوچنے لگے چنانچہ راجہ راجروپ فراہمی اسباب کے بہانہ سے وطن کو چلا گیا
چند دنوں کے بعد اوسکا لڑکا بھی نکل بھاگا ۲۵ پچیسوین ذیقعدہ کو لشکر عالمگیر کا دریائے ستلج کے کنارے جا پہونچا۔ راجہ جسونت
جو نربدا سے شکست کھا کر بھاگا تھا اس منزل مین شرف ملازمت ہوا اور خلعت خاص مع ایک زنجیر فیل اور شمشیر مرصع عنایت ہوا

ستلج کے کنارے پہونچا کشتیون کو بعد گذرنے کے دبا دین اور توڑ ڈالین داؤد خان اپنے سردار عمدہ کو مع کسیقدر لشکر کے
گذرگاہ تلون پر چھوڑا اور رامپور گھاٹ ہی اس خیال سے کہ شاید بہ حیلہ برسات مین سد راہ عبور لشکر عالمگیر کا ہوگا اور خود
برسات تک مقیم لاہور رہکر فراہمی اسباب حرب و پیکار مین بسر کرے یہان ایک کرور روپیہ نقد اور توپخانہ وغیرہ جمع تھا
اس خبر سے عالمگیر نے عزم کیا کہ داراشکوہ کی بیخ و بن کھود ڈالی جاوے اور خود بھی چاہا کہ روانہ ہو ہرچند بسبب کیچڑ
اور طغیانی راہ کے فدویان اخلاص کیش نے معذرت بھی کی لیکن عالمگیر نے کسیکی راے نمانی چونکہ ساعت جلوس بموجب
راے نجومیون کے غرہ ذیقعدہ کو مقرر تھی۔ اور کم فرصتی کے سبب سے یہ ممکن نتھا کہ حسب قانون و معمول خاندان
گورکانی طیاری ہوسکے لہذا مقرر کیا کہ قلعہ شاہجہان آباد مین نہ جاے چند روز اعز آباد مین رہکر تاریخ مذکور کو جیسا چاہیے
ممکن ہو جلوس فرمائے اور بعد حصول مدعا جشن ثانی بہ تکلف خاندانی منعقد ہو لہذا ۱۶ شوال کو باغ خضر آباد سے کوچ کرکے
باغ مشرل باڑی مین جو شاہجہان آباد سے ایک کوس لاہور کی طرف واقع ہے منزل کی اور ۱۹ کو باغ سندر باڑی سے کوچ کرکے
باغ اعز آباد مین مقیم ہوا اور چاہا کہ قبل اپنی حرکت سے جیسے دس روز کا عرصہ چاہیے کچھ فوج اور بھی آگے فوج کے پیچھے روانہ کرے
تاکہ کنارہ ستلج پر پہونچکر باہم اتفاق سے ٹھیرین اور بادشاہ کے پہونچنے تک عبور کے تدبیر کر رکھین لہذا عمدۃ الملک خلیل اللہ خان
میر بخشی کو خلعت خاص و فیل و شمشیر نوازش فرماکر رخصت کیا اور اوسکے فرزند میر خان اور روح اللہ خان خلعت و اسپ باساز طلا
اور علم کے معزز فرماکر ہمراہی پدر مرخص کیے گئے اسوقت مین معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ اوسطرف دریاے گنگ سے پار اس
جانبکو عزیمت کرنے والا ہی لہذا اوسکے سد عبور کے لیے شایستہ خان امیر الامرا کو جانب ہردوار رخصت ملی اور خود
بانتظار ساعت جلوس مقیم رہا اس عرصہ مین اکثر امرا خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے

پہلا جلوس عالمگیر کا رعایت ساعت کے لیے —

غرہ ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۸ ہجری روز جمعہ کو اعز آباد کی عمارت مین جشن کی طیاریان شروع ہوئین پندرہ گھڑی ۲۲ پل روز
مطابق ۲ گھڑی ۹ دقیقہ و دہ ثانیہ نجومی کے سریر فرماندہی کی رونق بڑھائی نقارۂ شادمانی بلند آوازہ ہوئے حضار مجلس نے
تسلیم مبارکباد ادا کی دولتخواہون کی امیدین برآئین ذخور لیاقت انعام و خلعت نصیب ہوا شاعرون نے بہت تاریخین
جلوس کی کہی ہین مگر سید عبد الرشید تتوی نے ایک آیت مین تاریخ نکالی ہے (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم)
بسبب وجوہات مذکورۂ بالا کے اکثر رسومات جلوس کے اور نیز خطبہ و سکہ دوسرے جلوس پر موقوف رہا شاہزادہ محمد اعظم کو جو کہ
تھوڑے منصب پر تھا منصب دہ ہزاری چار ہزار سوار اور علم و نقارہ اور تومان طوغ اور چتر اور دیگر کی اور دس راس گھوڑے
عطا فرمائے گئے اور امرا نے بھی حسب لیاقت انعام و منصب حاصل کیا دوسرے روز بموجب حکم پنجاب کیطرف پیش خیمہ نکالا گیا
اور دوسری فوج شیخ میر کی رسالداری مین مع دلیر خان و صف شکن خان وغیرہ کے سلیمان شکوہ کی مزاحمت کے واسطے چوتھی ذیقعدہ کو
روانہ ہوئے ۷ ذیقعدہ کو خود بدولت روانۂ پنجاب ہوئے چونکہ لوگون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ داہنطرف کی راہ کیچڑ وغیرہ سے

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر سنی اپنا لقب مروج الدین مقرر کر کے تخت نشین ہوا سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا
اور قلعہ بندر سورت کو جو اوسکی بڑی بہن جہان آرا بیگم کے تحت میں تھا اپنے آدمی بہیجکر فتح کر لیا اور میر شریف ولد
اسلام خان کو مع دیگر متصدیان خالصہ شریفہ کے قید کیا اور علی نقی اپنے دیوان کو جو مقبول عمدہ اوسکا تھا از راہ ازدن
بکثرت کانے سے قتل کر ڈالا اوس پر تعجب یہ کہ عالمگیر سے عفو تقصیر کرانے کی امید پر ملکیا چاہتا تھا کہ اسکے وسیلہ سے باپ کے
حضور میں پہنچکر عذرخواہ ہو اور باوجودیکہ یہ دیکھتا تھا کہ بڑا بھائی اوسکا عالمگیر ان امور سے کچھہ کشی اپنے پاس نہیں رکھتا بہ
غایت حماقت سے ترک اونمایش کو پسندیدہ نکیا تخت اور چتر وغیرہ لوازم سلطنت بدستور اپنے ساتھہ رکھتے تا آنکہ جب دارا شکوہ کی
شوکت گھٹی اور دیکھا کہ چتر و تخت بدستور رواج پا گیا۔ عالمگیر بھی وقت تاک رہا تھا تا آنکہ جب دارا شکوہ کی شوکت گھٹی اور روز بروز وقت
کہ عالمگیر کا اقتدار بڑھا جاتا ہی اور سلطنت کا کاروبار اوسکے قبضہ میں آیا جاتا ہی خوشامد گویوں کی تحریک سے حسد اور حماقت
سر پر سوار ہوئی اور بادشاہی کی خواہش نئے سر سے پیدا ہوئی باوجود قلت سپاہ اور خزانہ کے توفیر لشکر میں کوشش کی
اور کسیقدر امرا کی دلجوئی کر کے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جب عالمگیر نے اکبرآباد کو نہضت کی اول تو ہمراہی سے معذرت کرتا رہا
آخر جب ساتھہ ہوا چندروز کے بعد عقب عقب آتا تھا۔ اور لشکر عالمگیری سے چند کوس کے فاصلہ پر ٹھہرتا تھا اپنے دل
مین گویا وقت فرصت کا جویان تھا یہ فقرہ جو اوٹھا اسکا سبب یہ ہی کہ فتح کے بعد عالمگیر کو پیغام دیا کہ ملک و دولت
باہم تقسیم ہونے کا وعدہ تھا حالا ایفاے وعدہ کرنا ضرور ہی عالمگیر نے جواب مین کہلا بہیجا کہ ہنوز جنگ باقی ہی اور بادشاہ
زندہ اور اوسکی توجہ جانب دارا شکوہ ہی نیس یہ موقع ایسی گفتگو کا نہین ہی بعد دلجمعی وعدہ وفا کیا جاویگا۔ اور دل مین
اسکے قید کرنے کو منصوبہ کیا ۴ ماہ شوال کو موضع میراپین دریا کے اوس پار مقیم تھا اور دوسرے کے بعد فتح سے مراد بخش
حضور عالمگیری مین نہ آیا تھا باہم ملاقات نہوئی تھی۔ ہمیشہ عالمگیر بلاتا مگر وہ نہ آتا تھا یہ حمق دیکھیے اول تو ایسے پیغام دئے
بعدہ اوس روز مبارکباد کو آیا عالمگیر نے حسن تقریر سے دلجوئی کر کے غافل پاکر نہایت آسانی سے قید کر لیا اور دو پہر رات
گذرنے پر شیخ میر کے تفویض کیا اور دلیر خان کو ہمراہ کر کے قلعہ شاہجہان آباد مین بہیجا اسکے دوسرے روز راجہ جی سنگہ کچھواہہ
سلیمان شکوہ کی ہمراہی سے مخالف ہو کر حضور عالمگیری مین آیا خلعت خاصہ مع دو ہاتھی اور شمشیر مرصع کے بالا آورد گیرہ سنگہ
ولد راجہ امر سنگہ راٹھور اور ابراہیم خان ولد علیمردان خان وغیرہ جو مراد بخش سے ناموافق تھے سبھی آستانہ بوس ہوئے اور نیز دیگر
راجہاے اور رفقاے مراد بخش کے حاضر حضور ہوئے اور خلاع سے سرفراز اور متہرا سے ۶ ماہ مذکور کو پانچ کوچ برابر ہوئے
انہین دنون مین امیر الامرا کے لڑکے شاستہ خان ابوطالب اور ابوالفتح اور بزرگ امید وغیرہ امرا مناصب شایستہ پر سرفراز ہوئے
۱۴ کو حضور آباد متصلہ شاہجہان آباد مین پہونچکر سنا کہ دارا شکوہ اسباب ثروت کی افزایش مین مشغول ہی جب سرہند مین مقیم تھا
راجہ ٹوڈرمل جو اوس حصہ کے انتظام کا متصدی تھا اور بروقت سننے خبر وصول اوس برگشتہ بخت کے براہ پیش بینی سراہ چھوڑکر
لکھی جنگل مین چلا گیا تھا ضبط کیا اور اوسکے مکان سے قریب بیس لاکھہ روپیہ کے نکالکر متصرف ہو کر عازم لاہور ہوا

ودمع فوج ہمراہی کے دہلی کو چلا - اسلام خان شاہزادہ کی اتالیقی پر مقرر ہوا اور فاضل خان میر سامان پادشاہ کو اپنے محبوس
باپ کی خدمت اور قربانات کے اہتمام پر مقرر کیا اور ذوالفقار خان کو قلعہ اکبرآباد اور شاہجہان کی حفاظت کو چھوڑا - اور
تقرب خان جسکی دوا سے پادشاہ کچھ صحت پا چلا تھا بقیہ معالجہ پر تعینات ہوا - اور تین ہزار اشرفی اور خلعت خاص اور جمدھر
مرصع اور بالاے مروارید انعام ہوا ۲۲ رمضان کو شاہجہان آباد کو کوچ کرکے موضع بہادر پور میں جا ٹھہرا اسی روز شاہزادہ
محمد اعظم حسب الحکم پدر کے جد بزرگوار کی خدمت میں پہنچکر واپس ہوا ۲۴ کو گھاٹ سامی میں پہونچے اس مقام پر یہ خبر آئی کہ
داراشکوہ شاہجہان آباد سے لاہور کو بھاگا وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ وہ اپنے فرزند سلیمان شکوہ اور بقیہ لشکر کا منتظر تھا ہنوز
سلیمان شکوہ نہ آیا تھا کہ اکبرآباد سے عالمگیر کی نہضت کی خبر آگئی ادہر تو انکا خوف جی میں سمایا دوسرے برسات کے آجانے سے
طغیانی اور کیچڑ کا ڈر ہوا ناچار کوچ کر لاہور کو سدھارا اور لاہور کا ٹھہرنا اسوجہ سے اچھا جانتا تھا کہ وہاں سے راستہ ایران کا
مناسب تھا اور سلیمان شکوہ اور بہادر خان اوسکے اتالیق کو بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ اگر ممکن ہو فوراً اوسطرف دریا جمن سے
سہارنپور کورتیہ کی راہ ہوکر لاہور میں حاضر ہوں باقی احوال پھر لکھا جائیگا چونکہ الہ آباد داراشکوہ کے قبضہ میں اور اوسکی طرف سے
سید قاسم بارہہ صوبہ دار تھا اور باوجود شکست داراشکوہ کے ہنوز اطاعت نہیں کرتا تھا لہذا عالمگیر نے خان دوران کو واسطے
فتح قلعہ اور صوبہ مذکور کے تعینات کیا اور ارادت خان صوبہ داری اودہ اور قاسم خان کو مرادآباد کی فوجداری پر مقرر
اسیطرح اور لوگوں کو بھی خدمتیں ملیں - مگر انکی معزولی ہوئی انھیں دنوں میں مرادبخش کو بنابر دلجوئی دو
تیس راس گھوڑے انعام ہوئے آخر تاریخ رمضان کو جبکہ سلیم پور میں خیمہ گاہ تھا - بہادر خان نے داراشکوہ کے تعاقب
میں رخصت پائی شاہزادہ معظم ناظم دکن اور مہابت خان صوبہ دار کابل و وزیر خان صوبہ دار خاندیس و سیادت خان
ناظم شاہجہان آباد و سعادت خان قلعہ دار کابل کو خلاع فاخرہ عنایت ہوئے اور راناراج سنگھ کا لڑکا حاضر حضور ہوکر
خلعت فاخرہ مع ایک عقد مروارید سے سرفراز ہوا اور اوسکے باپ کو سرپیچ مرصع بھیجا گیا عید کے دن جو سلیم پور سے کوچ
اول روز مراسم تہنیت و مبارکباد کے ادا ہوکر نہضت واقع ہوئی اور اسی دن دلاور خان پٹھان سلیمان شکوہ سے بگڑ کر
درگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا اور اسیطور پر عطائے خلعت و جمدھر مرصع مع علاقہ مروارید کے سرفراز فرمایا گیا اور ہزاری ہزار کے
اضافہ سے پنجہزاری پنجہزار سوار کا مرتبہ حاصل کیا اور اسیطرح اکثر ہمراہی سلیمان شکوہ کے اس درگاہ میں حاضر ہوکر
سرفراز ہوئے اور خان جہان شایستہ خان جسکو شاہجہان نے داراشکوہ کے بھڑکانے سے موقوف کر دیا تھا یہاں آکر
منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خلعت چارقب و جمدھر مرصع اور شمشیر خاصہ سے سرفراز ہوا
امیر الامرائی کا خطاب اور ساٹھ ہزار روپیہ نقد انعام ملا

شاہزادہ مرادبخش کا قید ہونا عالمگیر کی تدبیر و تزویر سے

مرادبخش بے عقل اور مغرور تھا ہمیشہ یہی خیال رکھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد بادشاہی مجھی کو ہوگی

رنگ زیب پر حملہ کیا۔ ادہر سے بھی دلاوران جانفشان نے حق نمک ادا کرنے پر کمر باندھی اس سخت حملہ مین
رتضی خان اور ذوالفقار خان اور غیرت خان اور الہ یار بیگ میر توزک زخمی ہوئے اگرچہ ہمراہیان اورنگ زیب نے
جاعت اور مردانگی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا جپوتون نے قیامت برپا کی تھی چنانچہ رادستر سال ہاڈا اور
م سنگہ راٹھور اور بھیم والد راجہ ٹھلداس اور راجہ شیورام برادر زادہ راجہ بند کور نے مع دیگر ہمجنسون کے کوشش سے
اص قول عالمگیری تک پہونچکر داد جوانمردی دیکر گور راہ عدم لی راجہ روپ سنگہ راٹھور نے فیل خاص تک پیادہ پہونچکر
ند ہودج کاٹ دیے اور عالمگیر اس شجاعت سے چاہتا تھا کہ زندہ قید ہوکر زمرہ ملازمان مین شامل ہو لیکن ممکن نہوا
سیکے ہاتھہ سے مارا گیا الغرض جب داراشکوہ نے دیکھا کہ رستم خان اور ستر سال وغیرہ عمدہ راجپوت جنکی پشت پناہی
ب کا کما حقہ تمنا تھا اور لڑائی مین مارے گئے تھوڑی دیر ٹھہرا۔ اسوقت مین محمد صالح اوسکا دیوان جیسے وزیر خان خطاب دیا تھا
ور ناہر خان بارہہ اور یوسف خان برادر دلیر خان وغیرہ شجاعون نے جان دی اور اسی وقت مین چند عدد تیر بان
عالمگیر کی طرف سے قول خاص تک آگرے اور اسوجہ سے پاے ثبات متزلزل ہوا باوجودیکہ ایک جماعت ہمراہ تھی اور ہنوز لڑائی
تمام نہوئی تھی خدا جانے کیا وجہ تھی کہ ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا لشکر نے جو یہ اضطراب ناصواب اور حرکت بیوقت
دیکھی اپنی اپنی ہر ایک نے راہ پکڑی اس درمیان مین ترکش دار داراشکوہ کا تیر اجل کا نشانہ ہوا۔ اس گریاگری سے
داراشکوہ کے پیر اوکھڑ گئے سپہر شکوہ بھی بھاگ کر اسی روا روی مین باپ سے جا ملا نصرت و فتحمندی خوب عالمگیر کو حاصل ہوئی
بعد اس سانحہ کے پھر عالمگیری اور داراشکوہی فوج کے اکثر عمدہ روشناس کام آئے اورنگ زیب نے تعاقب کو ممانعت کی۔
داریون کا یہ حال تھا کہ ہر قدم پر کوئی زخمیون کی کثرت کوئی تشنگی اور گرمی کی شدت سے جان بحق ہوتے جاتے تھے بعض شہر
مین پہونچکر فنا ہوئے داراشکوہ کے سرداران باقی مین ایسا شخص کم تھا کہ زخمی نہوا ہو تب کل فوج پر کیا ذکر کیا جاوے۔ حنا یا الہی
دیکھیے کہ لشکر عالمگیری سے بجز اعظم خان کے کہ بعد فتح جو شدت گرما اور حرارت ہوا سے درگذرا اور سرفراز خان اور ہادی داد خان
اور سید دلاور خان کے کوئی ضائع نہین ہوا اور بہادر خان اور ذوالفقار خان اور مرتضی خان اور دیندار خان اور عزت بیگ اور محمد صادق
اور میر بہمند کے سوا کوئی زخمی بھی نہوا اور دو تین آدمیون نے فوج مرادبخش مین جان دی اور خود مرادبخش مجروح ہوا اور داراشکوہ
مع اپنے فرزند اور بعض نوکرون کے ناکام وقت شام اکبرآباد پہونچا خجالت سے کسیکی ملاقات نہ کی باپ کی ملازمت مین بھی نگیا
تین پہر رات تشویش مین بسر کی اور آخر شب کو اپنی بی بی کو مع پرستاران اور پردہ نشین اور کسیقدر جواہرات اور اشرفی طلا
وغیرہ کے جو اوسوقت اضطراب مین ہاتھہ آیا سپہر شکوہ اور لوگون کے ہمراہ دہلی کو روانہ کیا اوسکے صبح کو اور لوگ جا ملے اور دو تین روز تک
آمدورفت مین قریب پانچہزار سوار کے اوسکے پاس ہوگیا اور بعض اوسکے کارخانجات بھی پہونچ گئے اور اکثر اوسکے نوکران اوسکی
نوکری سے مستعفی ہوکر اورنگ زیب سے آملے یہان پر اضافہ منصب اور دلجوئی سے سرفراز ہوئے اسیطرح اکثر خزانہ اور جواہرات اور
کارخانہ فیلان وغیرہ اکبرآباد مین رہگیا کچھہ لڑائی مین کچھہ شہر مین لٹا القصہ اورنگ زیب سجدہ شکر ادا کرکے درپے مخالفان ہوا

الت من بھائیون سمعیل بیگ اور اسحق بیگ اور طاہر خان اور قباد خان وغیرہ تورانیون اور رام سنگھ
او داراہیم خان ولد خلیل الله خان اور راجہ کشن سنگھ تونور اور ریشی راج
درعضنفر خان اور سلطان حسین ولد اصالت خان مرحوم اور میر خان ولد خلیل الله خان اور راجہ کشن سنگھ تونور اور بہادر فیروز جنگ کے
رستم خان بہادر فیروز جنگ کے لڑکے کو مع رستم خان بہادر فیروز جنگ کے
وغیرہ امرا اور منصبداران بادشاہی کو اوس فوج مین تعین کیا اور سپہر شکوہ اپنے لڑکے کو مع رستم خان بہادر بکری اور جہان سنگھ
وغیرہ امرا اور منصبداران بادشاہی کو اوس فوج مین تعین کیا اور سیدہر سوجی دکھنی اور سید بہادر بکری اور جہان سنگھ
جرانغار مین قاسم خان اور سر بلند خان اور سید شیر خان بارہہ اور مانوجی اور ہر سوجی دکھنی اور سید مقبول عالم وغیرہ کو معین کیا
بہدوریہ اور عبد النبی خان اور سید نجابت خان اور سید منور بارہہ اور سید نور العیان اور سید مقبول عالم وغیرہ کو معین کیا جے سنگھ
بہدوریہ اور عبد النبی خان اور سید نجابت خان اور خوشحال بیگ کاشغری کے قول مین اور کنور رام سنگھ ولد راجہ جی
درخود تین ہزار سوار جرار کے ہمراہ مانند فیض الله خان اور سید ناہر خان کو دو ہزار سوار سے التمش مین
مع کیرت سنگھ اوسکے بھائی اور شیخ معظم فتح پوری وغیرہ راجپوتون کے اور میسرہ کی خان
دی آور دو فوج بمین و یسار قرار دیکر معین کین ظفر خان و فیروز میواتی کو فوج میمنہ کی سرداری عطا ہوئی اور میسرہ کی
القصہ بیرون گذر نے پر دارا شکوہ نے بعزم رزم فوج اورنگ زیب کا استقبال کیا جسوقت
نجم ثانی کی حفاظت مین ہوئی القصہ بیرون گذرنے پر دارا شکوہ نے بعزم رزم فوج اورنگ زیب کا استقبال کیا جسوقت دارا شکوہ کی فوج نے
عالمگیر ظاہر ہوا اول تیر و تفنگ کی شرر افشانی ہوئی گولون کی بوچھاڑ سے آسمان گویا سراپا نیل ہوا دارا شکوہ کی فوج نے
نزدیک ہوکے تیغ و تلوار کی نوبت پہونچائی سپہر شکوہ اور رستم خان نے جرانغار سے یہ جرات کی کہ عالمگیری توپخانہ پر دہاوا
نزدیک ہوکے تیغ و تلوار کی نوبت پہونچائی سپہر شکوہ اور رستم خان کا ہاتھی گلہ توپخانہ کا نشانہ ہوا اور اس زد و خورد کے صدمہ سے
ادہر سے تفنگچیان مورچہ کی پامردی ہوئی اور یہ بھی ہوا کہ رستم خان کا ہاتھی گلہ توپخانہ کا نشانہ ہوا اور اس زد و خورد کے صدمہ سے
نہایت سا گئی جب با وجود ہر گہنا میسر نہوا نا چار میمنہ پر متوجہ ہوا بہادر خان کی فوج نے نہایت چستی و چالاکی مین اکی مدافعت کیا
خان مذکور نے سرگرمی بہادری سے زخم اوٹھائے اور سید دلاور خان اور ہادی داد خان نے جیرہ شجاعت کو گلگونہ رفاقت سے مزین کیا
اور گلزار عقبی کی راہ لی ہر چند عالمگیری فوج نے بہت کچھہ ہاتھہ پیر مارے مگر دارا شکوہی انبوہ کی مدافعت نہوسکی اور نزدیک تھا
اگر قدم اوکھڑ جائین کہ یمین کی طرف سے اسلام خان مع بہادران برانغار کے اوٹھکر جا ٹھہرا اور شیخ میر بھی مع فوج
برابر جا پہونچا وہ آویزش ہوئی کہ آسمان کو چکر آیا اس آویزش مین رستم خان نشانہ تیر فنا ہوا سپہر شکوہ کو مع باقیماندہ کے
گئے کی سوجہی سرداران فوج برانغار سے جو اسلام خان کے ہمراہ تھی سیف خان اور غیرت خان اور محمد صادق اور میر ز معصوم
ہوئے۔ دارا شکوہ ناز پروردہ میں گرمی جنگ محض نا تجربہ کار تھا رستم خان کی تیزروی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کی دلیری
فوراً قول اور التمش کی فوج لیکر اورنگ زیب کی فوج ہراول اور توپخانہ کی طرف چلا اور اپنے ہراول کو زیر کرکے اپنے توپخانہ سے بھی
جا نکلا جب مخالف کے توپخانہ کے قریب پہونچا گذر کی راہ نپائی لاچار اپنے دست راست کو حایل ہوا اس باعث سے طرفین کے
ہراول مین آویزش پہونچی اور بہار اشکوہ مراد بخش سے جو مع فوج عالمگیری فوج کے جرانغار کا سردار تھا در برو ہوا خلیل الله خان
بھی مع فوج برانغار کے دارا شکوہ اپنے آقا کی مدد پر پہونچکر حملہ آور ہوا گروہ اوزبکیہ جواد کے ہمراہ تھے گرم جرات ہوئے مراد بخش نے
بہت کچھہ کوشش کی آخر کو جب زخمی ہوا پیچھے ہٹ گیا اس ملاحظہ سے عالمگیر نے اپنے فیل کا دارا شکوہ کی طرف
اورا . . . اوسکی فو ادہ قول خاص نے بھی اودہر توجہ کی اسوقت مین اون راجپوتون نے جنہون نے مراد بخش کو شکست دی تھی

اور عنقریب خود بھی عزم نہضت رکھتا تھا دارا شکوہ پادشاہ کا پہونچنا اپنے مطلب مین موجب تخلل سمجھا ہر طرح کے
حیلہ و حوالہ کرکے تاخیر کرائی اور خود جنگ کو بہ تعجیل آمادہ ہوا

اورنگ زیب اور دارا شکوہ کی جنگ اور گردون ستمکار کے نیرنگ کا بیان -

جب غرۂ رمضان کو عالمگیر نے مع فوج دریاے چنبل سے عبور کیا چون کہ لشکر کو بڑی دوڑ دھوپ ہوئی تھی دو روز قیام کیا جب
دارا شکوہ کے پیشروی کی خبر دہولپور سے بعزم مقابلہ گوش زد ہوئی متواتر کوچ در کوچ تین دن کے بعد ۶ - رمضان کو لشکر
دارا شکوہ کے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر متوقف ہوا تا کہ لشکر طرفثانی کی کیفیت دریافت کرے - دارا شکوہ نے اوسی روز جب
اورنگ زیب کے لشکر کے پہونچنے کی خبر سُنی ترتیب فوج کرکے سواری کی اور مقام گاہ سے کسیقدر پیشتر آکر کھڑا ہوا اور اپنی ناتجربہ
کاری اور بدتبیری سے تمام دن مع افواج مسلح کے ہوائے گرم مین جلتا رہا اس سوز مین اکثر سپاہی شدت عطش سے دریاے فنا کے کنارے پہنچے
لگے اور بوقت غروب آفتاب منزلگاہ کو لوٹا عقلمندون نے یہ سرگذشت شکست کا شگون سمجھا اور اوسکے فرار اور ادبار کے
آثار پائے اور اورنگ زیب نے باقتضاے مصلحت ہوشیاران دولتخواہ کے جسوقت پانچ کوس صحراے کم آب مین سفر کیا تھا حرکت
مناسب نہ سمجھی توقف بجاے خود مناسب جانا جب فوج مخالف کا پتا نملا اور اوس روز لڑائی موقوف رہی بموجب حکم دہان پر
خیمہ برپا ہوئے اور محافظت لشکر کے پہرے تقسیم ہوئے رات تو خیریت سے گذری صبح ہوتے اورنگ زیب نے ترتیب لشکر کی توپخانہ
کو مقدم کیا ہاتھیون نے برگستوان وغیرہ لوازم جنگ سے آراستگی پائی شاہزادہ محمد سلطان مع خانخانان سپہ سالار کے ہراول
مین آیا - ذوالفقار خان اور صف شکنخان ہر دو توپخانہ کے مہتمم ہوئے برانغار کی سرداری شاہزادۂ محمد اعظم کے نام زد ہوئی -
اور اسلام خان اور اعظم خان اور خانزمان اور مختار خان وغیرہ مدد پر مقرر ہوئے اور جرانغار پر مراد بخش مع فوج تعین ہوا اور التمش کی
سرداری شیخ میر اور سید میر اور شرزہ خان وغیرہ کے سپرد ہوئی اور بہادر خان مع چند دلاوران دست راست اور خاندوران
دست چپ پر مقرر ہوئے خواجہ عبد اللہ قراول بیگی مع دولت بیگ اور عبد اللہ خان تیراہی اور بہرام خان ولد قزلباش خان
وغیرہ گروہ بندگان کار طلب سے قراولون کی قراولی پر تعینات ہوئے اور خود بدولت فیل سوار مع محمد اعظم کے قول خاص مین جلوہ افروز ہوا
دارا شکوہ نے بھی اسی صبح کو کہ ہفتم ماہ رمضان تھی جب طنطنۂ عالمگیری سنا بدستور روز گذشتہ کے لشکر آراستہ کرکے بجاے اول
استادہ ہوا ترتیب فوج کی یہ صورت ہوئی کہ اپنا توپخانہ جو باہتمام میر آتش تھا دست راست کو اور توپخانۂ شاہی جو زیر اہتمام
حسین بیگ خان کے تھا دست چپ سے درپیش لشکر مقرر کیا اور ا[illegible] شاہی سے را[illegible] جیپوتان عمدۂ
ہندوستان مین بمزید شجاعت اور دلاوری اور سپاہگری [illegible]
جسونت سنگہ جسے اپنا عزیز سمجھتا تھا اور سبر بدلو سنسود
راجہ سیوا رام گور وغیرہ راجپوتان نامی کے ہراول بنایا
اور عسکر خان میر بخشی کو تین ہزار آدمیون سے اوس فوج

نسبت دیگر شہرون کے منتخب ہی بادشاہ نے صحت کیواسطے شاہجہان آباد کی ارادہ مصمم کیا دارا شکوہ نے ہرچند غرض
شاہی برخلاف اپنی غرض اور مصلحت کے سمجھے لیکن اعتماد کے واسطے کچھہ غرض نکی اور اس خیال سے کہ مہاراجہ جسونت
مہم اورنگ زیب کی تعہد کرا ہر مغرور ہوکر جانتا تھا کہ فی الواقع راجہ مذکور مع اوس فوج اور سامان مقرر کے ارادہاے اورنگ زیب
کا تدارک کریگا اسپر باپ کی نہضت مین انکار کرنا موجب انواع آلام سمجھکر راضی رہا۔ ۱۸ رجب کو جسکی بائیسوین کو اورنگ زیب
کی لڑائی جسونت سنگہ سے اوجین کے اطراف مین تمام ہوئی تھی مع دارا شکوہ کے شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ دوم شعبان کو
جب کہ موضع بلوچ پور مین خیمہ ہوئے رستم بیگ گرزدار اور ساقی بیگ پیادل نے بروقت اقامت جا اکبرآباد سے راجہ جسونت سنگہ کے
پاس گئے تھے معاودت ہوکر راجہ مذکور کے شکست کی خبر پہونچائی کسیقدر اور عزیمت اورنگ زیب کی سنائی۔ دارا شکوہ اس سانحہ
گہبرا گیا تن بتقدیر اکبرآباد کی عزیمت کا ارادہ کیا۔ بادشاہ اصلا اس امر سے راضی نہ تھا۔ اور کمال درجہ کا انکار اس امر خاص
کرتا تھا مگر دارا شکوہ نے عجز وانکسار سے باپ کو مضطر بکہ اکبرآباد کی راہ لی اور فوج شاہی نے بلوچ پور سے قصد کوچ کیا ۹ شعبان کو
داخل مرکز سلطنت ہوئے دارا شکوہ نے فراہمی لشکر اور سرانجام اسباب نبرد مین تردد کیا جسقدر ممکن تھا جمیع امراے بادشاہی کو فرمان
لکھہ لکھہ کر بلایا۔ اور تالیف قلوب کرکے اپنا موافق اور یاور بنالیا اور تھوڑی سی فرصت مین سپاہ قدیم و جدید سے قریب ساٹھہ ہزار
سوار کے فراہم کرلیے ہتھیار وغیرہ جسنے جو خواہش کی توپخانہ شاہی سے دلوادیا۔ چونکہ شاہجہان کو تیزی اور دوراندیشی عالمگیر کی
جیسا کہ چاہیے معلوم تھی خوب جانتا تھا کہ دارا شکوہ اوسکے مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتا آخرکار خائف
اور نازپروری دارا شکوہ کی ... دہراسان ہوگا۔ اسی سبب سے نہین چاہتا تھا کہ فیمابین جنگ و جدل ہو اور بمقتضاے شفقت دارا شکوہ کے مصالحہ کی تدبیر
کرتا تھا اور دارا شکوہ کو جو شیطان نے کان بھردیے تھے کچھہ سنائی دیتا تھا غرور کی سمائی تھی اور شاہجہان ضعیف و ناتوانی
کے باعث زجر تو کرنسکتا تھا ناچار مدارات مین مالوف ہوتا تھا جب دارا شکوہ نے لڑنے کا عزم جزم کیا۔ ۱۲ شعبان کو خلیل اللہ خان
کو مع دیگر امرا اور کسیقدر سپاہ کے برسم منقلا روانہ پیشتر کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک اردو پہونچے دھولپور مین مقابل رکہہ چنبل کی
ضبطی معابر مین کوشش کرے اور خود مع سپہر شکوہ چھوٹے بیٹے اور کل فوج اور توپخانہ وغیرہ کے ۲۵ ماہ مذکور کو اکبرآباد سے
نکلکر دھولپور سے پانچ منزل ادہر جا پہونچا۔ اور چند روز وہان پہونچکر جیسا کہ چاہیے ضبطی معابر مین ساعی رہا۔ اور اپنے بڑے
بیٹے سلیمان شکوہ کا انتظار جسکے ساتھہ جم غفیر کا تھا کرتا رہا اور یہی چاہتا تھا کہ اوسکے پہونچنے تک خدا کرے لشکر عالمگیر عبور نہ کرے
القصہ جب عبور لشکر اورنگ زیب کی بدستور مذکورۃ الصدر خبر پہونچی نہایت سراسیمہ ہوا اور مع لشکر فراہم کردہ کے آخر کو
دھولپور سے عازم مقابلہ ہوا۔ اور موضع راجپیرہ مین جو اکبرآباد سے دس کوس پر چنبل کنارے معمور ہے لشکرگاہ کیا اور ترتیب فوج
مین مصروف ہوا اسوقت مین بھی شاہجہان نے فرامین نصیحت آگین دربارۂ امتناع جنگ دارا شکوہ کے نام صادر فرمائے
لیکن کچھہ مفید نہوا آخرکو شاہجہان نے باوجود تمازت آفتاب اور لحوق ضعف بیماری کے بنظر رفاہ دارا شکوہ چاہا کہ براہ دریا
مین پہونچکر انسداد جنگ کرے آخر اسی ارادہ سے پیش خیمہ باہر نکالا اور حکم دیا کہ دونون لشکر کے درمیان مین خیمہ شاہی برپا ہو

بتقریب خود بھی عزم نہضت رکھتا تھا دارا شکوہ بادشاہ کا پہونچنا اپنے مطلب مین موجب تخلل سمجھا ہر طرح کے
حیلہ وحوالہ کرکے تاخیر کرائی اور خود جنگ کو بہ تعجیل آمادہ ہوا

اورنگ زیب اور دارا شکوہ کی جنگ اور گردون ستمگار کے نیرنگ کا بیان -

ب غرۂ رمضان کو عالمگیر نے مع فوج دریاے چنبل سے عبور کیا چونکہ لشکر کو بڑی دوڑ دھوپ ہوئی تھی دو روز قیام کیا جب
ارا شکوہ کے پیشروی کی خبر دہولپور سے بعزم مقابلہ گوش زد ہوئی متواتر کوچ در کوچ تین دن کے بعد ۶ رمضان کو لشکر
ارا شکوہ کے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر متوقف ہوا تاکہ لشکر طرفثانی کی کیفیت دریافت کرے - دارا شکوہ نے اوسی روز جب
ورنگ زیب کے لشکر کے پہونچنے کی خبر سنی ترتیب فوج کرکے سواری کی اور مقام گاہ سے کسیقدر پیشتر آکر کھڑا ہوا اور اپنی ناتجربہ
کاری اور بدتدبیری سے تمام دن مع افواج مسلح کے ہوے گرمی مین جلتا رہا اس سوزمین اکثر سپاہی شدت عطش سے دریاے فنا کے کنارے
پہونچے اور بوقت غروب آفتاب منزلگاہ کو لوٹا عقلمندون نے یہ سرگذشت شکست کا شگون سمجھا اور اوسکے فرار اور ادبار کے
آثار پائے اورنگ زیب نے باقتضاے مصلحت ہوشیاران دولتخواہ کے جسوقت پانچ کوس صحراے کم آب مین سفر کیا تھا حرکت
مناسب نہ سمجھی توقف بجاے خود مناسب جانا جب فوج مخالف کا پتا ملا اور اوس روز لڑائی موقوف رہی بموجب حکم دہان پر
خیمہ برپا ہوئے اور محافظت لشکر کے پہرے تقسیم ہوئے رات تو خیریت سے گذری صبح ہوتے اورنگ زیب نے ترتیب لشکر کی توپخانہ
کو مقدم کیا ہاتھیون نے برگستوان وغیرہ لوازم جنگ سے آراستگی پائی شاہزادہ محمد سلطان مع خانخانان سپہ سالار کے ہراول
مین آیا - ذوالفقار خان اور صف شکنخان ہر دو توپخانہ کے مہتمم ہوئے برانغار کی سرداری شاہزادۂ محمد اعظم کے نام زد ہوئی -
اور اسلام خان اور اعظم خان اور خانزمان اور مختار خان وغیرہ بد دیر مقرر ہوئے اور جرانغار پر مراد بخش مع فوج تعین ہوا اور التمش کی
سرداری شیخ میر اور سید میر اور شرزہ خان وغیرہ کے سپرد ہوئی اور بہادر خان مع چند دلاوران دست راست اور خاندوران
دست چپ پر مقرر ہوئے خواجہ عبداللہ قراول بیگی مع دولت بیگ اور عبداللہ خان تبراہی اور بہرام خان ولد قزلباش خان
وغیرہ گروہ بندگان کار طلب سے قراولون کی قراولی پر تعینات ہوئے اور خود بدولت فیل سوار مع محمد اعظم کے قول خاص مین جلوہ افروز ہوا
دارا شکوہ نے بھی اسی صبح کو کہ ہفتم ماہ رمضان تھی جب طنطنۂ عالمگیری سنا بدستور روز گذشتہ کے لشکر آراستہ کرکے بجاے اول
ایستادہ ہوا ترتیب فوج کی یہ صورت ہوئی کہ اپنا توپخانہ جو باہتمام میر آتش تھا دست راست کو اور توپخانہ شاہی جو زیر اہتمام
حسین بیگ خان کے تھا دست چپ سے درپیش لشکر مقرر کیا اور امراے بادشاہی سے راو ستر سال ہاڈا کو جو راجپوتان عمدۂ
ہندوستان مین بمزید شجاعت اور دلاوری اور سپاہگری کے موصوف اور معزز تھا مع راجہ روپ سنگہ راٹھور عم زادۂ راجہ
جسونت سنگہ جسے اپنا عزیز سمجھتا تھا اور سپر بدلو سسودیہ اور راجہ گردہر برادرزادہ راجہ بیٹھلداس اور کور بہیم پسر راجہ ندکور اور
راجہ سیوارام گور وغیرہ راجپوتان نامی کے ہراول بنایا اور اپنے ملازمون مین سے داود خان قریشی کو مع چار ہزار سوار سے زیادہ
اور عسکر خان میر بخشی کو تین ہزار آدمیون سے اوس فوج کا ضمیمہ بنایا اور برانغار خلیل اللہ خان کو جو عمدہ اور میر بخشی لشکر شاہی کا تھا

اور نسبت دیگر شہرون کے منتخب ہی بادشاہ نے صحت کیواسطے شاہجہان آباد کی ارادہ مصمم کیا دارا شکوہ نے ہرچند غرض
شاہی برخلاف اپنی غرض اور مصلحت کے سمجھے لیکن اعتماد کے واسطے کچھ غرض نکی اور اس خیال سے کہ مہاراجہ جسونت
مہم اورنگ زیب کی بتعہد کرنا ہر مغرور ہوکر جانتا تھا کہ فی الواقع راجہ مذکور مع اوس فوج اور سامان مقرر کے ارادہ سے اورنگ زیب
کا تدارک کریگا آپ باپ کی نہضت مین انکار کرنا موجب انقطاع الآلام سمجھکر راضی رہا - ۱۸ رجب کو کہ جسکی بامیدوین کو اورنگ زیب
کی لڑائی جسونت سنگہ سے اوجین کے اطراف مین تمام ہوئی تھی مع دارا شکوہ کے شاہجہان آباد کو روانہ ہوا - دوم شعبان
جب کہ موضع بلوچ پور مین خیمہ ہوئے رستم بیگ گرزدار اور ساقی بیگ یساول نے بروقت اقامت جو اکبرآباد سے راجہ جسونت
سنگہ کی شکست کی خبر پہونچائی کسیقدر از عزیمت اورنگ زیب کی سنائی - دارا شکوہ اس سانحہ
پاس گئے تھے معاودت ہوکر راجہ مذکور کے شکست کی خبر پہونچائی - اور بکمال درجہ کا انکار اس امر واقعہ مین
کمبر آگیا تن بتقدیر اکبرآباد کی عزیمت کا ارادہ کیا - بادشاہ اصلا اس امر سے راضی نہ تھا
کرتا تھا مگر دارا شکوہ نے عجز و انکسار سے باپ کو مضطر کرکے اکبرآباد کی راہ لی اور فوج شاہی نے بلوچ پور سے قصد کوچ کیا ۹ شعبان
داخل مرکز سلطنت ہوئے دارا شکوہ نے فراہمی لشکر اور سرانجام اسباب نبرد مین تردد کیا جسقدر ممکن تھا جمیع امرا بادشاہی کو فرمان
لکھکر بلایا - اور تالیف قلوب کرکے اپنا موافق اور یاور بنالیا اور تھوڑی سی فرصت مین سپاہ قدیم و جدید سے قریب ساٹھ ہزار
سوار کے فراہم کرلیے ہتھیار وغیرہ جسنے جو خواہش کی توپخانہ شاہی سے دلوادیا - چونکہ شاہجہان کو تیزی اور دوراندیشی عالمگیر
اور نازپروری دارا شکوہ کی جیسا کہ چاہیے معلوم تھی خوب جانتا تھا کہ دارا شکوہ اوسکے مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتا آخرکار
دہراسان ہوگا - اسی سبب سے نہین چاہتا تھا کہ فیما بین جنگ و جدل ہو اور بمقتضاے شفقت دارا شکوہ کے مصالحہ کی تدبیر
کرتا تھا اور دارا شکوہ کو جو شیطان نے کان بھر دیے تھے کچھ نہ سنائی دیتا تھا غرور کی سمائی تھی اور شاہجہان ضعف و ناتوانی
کے باعث زجر و توبیخ نکر سکتا تھا ناچار مدارت مین بالوف ہوتا تھا جب دارا شکوہ نے لڑنے کا عزم جزم کیا - ۱۲ شعبان کو خلیل اللہ خان
کو مع دیگر امرا اور کسیقدر سپاہ کے برسم منقلا روانہ پیشتر کیا - اور حکم دیا کہ جب تک اردو پہونچے دہولپور مین مقابل رہکر چنبل کی
ضبطی معابر مین کوشش کرے اور خود مع سپہر شکوہ چھوٹے بیٹے اور کل فوج اور توپخانہ وغیرہ کے ۲۵ ماہ مذکور کو اکبرآباد سے
نکلکر دہولپور سے پانچ منزل ادہر جا پہونچا - اور چندروز وہان ہوچکر جیسا کہ چاہیے ضبطی معابر مین ساعی رہا - اور اپنے بڑے
بیٹے سلیمان شکوہ کا انتظار جسکے ساتھ جم غفیر کا تھا کرتا رہا اور یہی چاہتا تھا کہ اوسکے پہونچنے تک خدا کرے ان کا عالمگیر
القصہ جب عبور لشکر اورنگ زیب کی بدستور مذکورۃ الصدر خبر پہونچی نہایت سراسیمہ ہوا اور مع لشکر فراہم کردہ آخرکار
دہولپور سے تا رم مقابلہ ہوا - اور موضع راجپیرہ مین جو اکبرآباد سے دس کوس پر چنبل کنارے معمور ہے لشکرگاہ کیا اور تنبیہ
مین مصروف ہوا - اسوقت مین بھی شاہجہان نے فرامین نصیحت آگین دربارہ امتناع جنگ دارا شکوہ کے نام صادر
لیکن کچھ مفید نہوا آخر کو شاہجہان اپنے باوجود شمارت آفتاب ابدر لحوق ضعف بیماری کے بنظر رفاہ دارا شکوہ چاہا کہ راہ
مین پہونچی انسداد جنگ کرے آخر اسی ارادہ سے پیش خیمہ باہر نکالا اور حکم دیا کہ دونون لشکر کے درمیان مین خیمہ شاہی

...زیب خود بھی عزم نہضت رکھتا تھا دارا شکوہ بادشاہ کا پہونچنا اپنے مطلب مین موجب تخلل سمجھا ہر طرح کے
حیلہ وحوالہ کرکے تاخیر کرائی اور خود جنگ کو بہ تعجیل آمادہ ہوا

اورنگ زیب اور دارا شکوہ کی جنگ اور گردون ستمگار کے نیرنگ کا بیان -

...و رمضان کو عالمگیر نے مع فوج دریاے چنبل سے عبور کیا چونکہ لشکر کو بڑی دوڑ دھوپ ہوئی تھی دو روز قیام کیا جب
...کوہ کے پیشروی کی خبر دہولپور سے بعزم مقابلہ گوش زد ہوئی متواتر کوچ در کوچ تین دن کے بعد ۶ رمضان کو لشکر
...کوہ کے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر متوقف ہوا تاکہ لشکر طرفثانی کی کیفیت دریافت کرے - دارا شکوہ نے اوسی روز جب
...زیب کے لشکر کے پہونچنے کی خبر سنی ترتیب فوج کرکے سواری کی اور مقام گاہ سے کسیقدر پیشتر آکر کھڑا ہوا اور اپنی ناتجربہ
...و بدتدبیری سے تمام دن مع افواج مسلح کے ہواے گرم مین جلتا رہا اس سوز مین اکثر سپاہی شدت عطش سے دریاے فنا کے کنارے
...اور بوقت غروب آفتاب منزلگاہ کو لوٹا عقلمند دانا نے یہ سرگذشت شکست کا شگون سمجھا اور اوسکے فرار اور ادبار کے
...اے اورنگ زیب نے باقتضاے مصلحت ہوشیاران دولتخواہ کے جسوقت پانچ کوس صحراے کم آب مین سفر کیا تھا حرکت
...ب نہ سمجھی توقف بجاے خود مناسب جانا جب فوج مخالف کا پتا نملا اور اوس روز لڑائی موقوف رہی بموجب حکم دامن پر
...بر پا ہوئے اور محافظت لشکر کے پہرے تقسیم ہوئے رات تو خیریت سے گذری صبح ہوتے اورنگ زیب نے ترتیب لشکر کی توپخانہ
...قدم کیا ہاتھیون نے برگستوان وغیرہ لوازم جنگ سے آراستگی پائی شاہزادہ محمد سلطان مع خانخانان سپہ سالار کے ہراول
...آیا - ذوالفقار خان اور صف شکنخان ہر دو توپخانہ کے مہتمم ہوئے برانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کے نام زد ہوئی
...ام خان اور اعظم خان اور خانزمان اور مختار خان وغیرہ مدد پر مقرر ہوئے اور جرانغار پر مراد بخش مع فوج تعین ہوا اور التمش کی
...اری شیخ میر اور سید میر اور شرزہ خان وغیرہ کے سپرد ہوئی اور بہادر خان مع چند دلاوران دست راست اور خاندوران
...ت چپ پر مقرر ہوئے خواجہ عبداللہ قراول بیگی مع دولت بیگ اور عبداللہ خان تبراہی اور بہرام خان ولد قزلباش خان
...ر گروہ بندگان کا سلسلہ سے قراولون کی قراولی پر تعینات ہوئے اور خود بدولت فیل سوار مع محمد اعظم کے قول خاص مین جلوہ افروز ہوا
...ارا شکوہ نے بھی اسی صبح کو کہ ہفتم ماہ رمضان تھی جب سلطنت عالمگیری سنابہ دستور روز گذشتہ کے لشکر آراستہ کرکے بجاے اول
...ستادہ ہوا ترتیب فوج کی یہ صورت ہوئی کہ اپنا توپخانہ جو باہتمام میر آتش تھا دست راست کو اور توپخانہ شاہی جو زیر اہتمام
...سین بیگ خان کے تھا دست چپ سے در پیش لشکر مقرر کیا اور امراے بادشاہی سے راؤ ستر سال ہاڈا کو جو راجپوتان عمدہ
...ہندوستان مین بمزید شجاعت اور دلاوری اور سپاہگری کے موصوف اور معزز تھا مع راجہ رندپ سنگہ راٹھور عمزاد راجہ
...سونت سنگہ جسے اپنا عزیز سمجھتا تھا اور سپردو سنسو دیہ اور راجہ گردہر برادرزادہ راجہ بیٹھلداس اور گوبہیم پسر راجہ بندگور آور
...اجہ سیوا رام گورہ وغیرہ راجپوتان نامی کے ہراول بنایا اور اپنے ملازمون مین سے داؤد خان قریشی کو مع چار ہزار سوار سے زیادہ
...و عسکر خان میر بخشی کو تین ہزار آدمیون سے اوس فوج کا ضمیمہ بنایا اور برانغار خلیل اللہ خان کو جو عمدہ اور میر بخشی لشکر پدر شاہی تہا

نسبت دیگر شہرون کے منتخب ہی بادشاہ نے صحت کیواسطے شاہجہان آباد کا ارادہ مصمم کیا داراشکوہ نے ہرچند غرض
شاہی برخلاف اپنی غرض اور مصلحت کے سمجھے لیکن اعتماد کے واسطے کچھہ عرض نکی اور اس خیال سے کہ مہاراجہ جسونت
مہم اورنگ زیب کی تعہد کرتا ہے مغرور ہوکر جانتا تھا کہ فی الواقع راجہ مذکور مع اوس فوج اور سامان سفر کے ارادہ ہے اورنگ زیب
کا تدارک کریگا کہ اسین باپ کی نہضت مین انکار کرنا موجب انقطاع آلام سمجھکر راضی رہا - ۱۸ رجب کو کہ جسکی بامیسوین کو اورنگ زیب
کی لڑائی جسونت سنگہ سے اوجین کے اطراف مین تمام ہوئی تھی مع داراشکوہ کے شاہجہان آباد کو روانہ ہوا - دوم شعبان کو
جب کہ موضع بلوچ پور مین خیمہ ہوئے رستم بیگ گرزدار آور ساقی بیگ پیادل نے بروقت اقامت جو اکبرآباد سے راجہ جسونت کے
پاس گئے تھے معاودت ہوکر راجہ مذکور کے شکست کی خبر پہونچائی کسیقدر اوسکی عزیمت اورنگ زیب کی سنائی - داراشکوہ اس سانحہ سے
کو سنکر گیا تھا بتقدیر اکبرآباد کی عزیمت کا ارادہ کیا - بادشاہ اصلا اس امر سے راضی نہ تھا - اورکمال درجہ کا انکار اس مراجعت مین
کرتا تھا مگر داراشکوہ نے عجز وانکسار سے باپ کو مضطر بکے اکبرآباد کی راہ لی اور فوج شاہی نے بلوچ پور سے قصد کوچ کیا ۹ شعبان کو
داخل مرکز سلطنت ہوئے داراشکوہ نے فراہمی لشکر اور سرانجام اسباب نبرد مین تردد کیا جسقدر ممکن تھا جمیع امرائے بادشاہی کو فرمان
لکھہ لکھکر بلایا - اور تالیف قلوب کرکے اپنا موافق اور یاور بنالیا اور تھوڑی سی فرصت مین سپاہ قدیم و جدید سے قریب ساٹھہ ہزار
سوار کے فراہم کرلیے ہتھیار وغیرہ جسنے جو چاہا بس کی توپخانہ شاہی سے دلوادیا - چونکہ شاہجہان کو تیزی اور دور اندیشی عالمگیر
اور نازپروری داراشکوہ کی جیسا کہ چاہیے معلوم تھی خوب جانتا تھا کہ داراشکوہ اوسکے مقابلہ مین نہین ٹھہرسکتا آخرکار خائف
وہراسان ہوگا - اسی سبب سے نہین چاہتا تھا کہ فیما بین جنگ و جدل ہو اور بمقتضائے شفقت داراشکوہ کے مصالحہ کی تدبیر
کرتا تھا اور داراشکوہ کو جو شیطان نے کان بھردیے تھے کچھہ سنائی دیتا تھا غرور کی سمائی تھی اور شاہجہان ضعف و توانائی
کے باعث زجر تو کرنسکتا تھا ناچار مدارت مین مالوف ہوتا تھا جب داراشکوہ نے لڑنے کا عزم جزم کیا - ۱۲ شعبان کو خلیل
کو مع دیگر امرا اور کسیقدر سپاہ کے برسم منقلا روانہ پیشتر کیا - اور حکم دیا کہ جب تک اردو پہونچے دھولپور مین مقابل رکہہ جنگل کی
ضبطی معابر مین کوشش کرے اور خود مع سپہر شکوہ چھوٹے بیٹے اور کل فوج اور توپخانہ وغیرہ کے ۲۵ ماہ مذکور کو اکبرآباد سے
نکلکر دھولپور سے پانچ منزل ادہر جا پہونچا - اور چندروز وہان پہونچکر جیسا کہ چاہیے ضبطی معابر مین ساعی رہا - اور اپنے بیٹے
سلیمان شکوہ کا انتظار جسکے ساتھہ جم غفیر کا تھا کرتا رہا اور یہی چاہتا تھا کہ اوسکے پہونچنے تک خدا کرے لشکر عالمگیر
القصہ جب عبور لشکر اورنگ زیب کی بدستور مذکورۃ الصدر خبر پہونچی نہایت سراسیمہ ہوا اور مع لشکر فراہم کردہ کے آگے
دھولپور سے عازم مقابلہ ہوا - اور موضع راجپورہ مین جو اکبرآباد سے دس کوس پر جمنا کنارے معمور ہے لشکرگاہ کیا اور ترتیب فوج
مین مصروف ہوا - اسوقت مین بھی شاہجہان نے فرامین نصیحت آگین دربارۂ امتناع جنگ داراشکوہ کے نام صادر فرمائے
لیکن کچھہ مفید نہوا آخرکو شاہجہان نے باوجود شمارت آفتاب لبدر لحوق ضعف بیماری کے بنظر رفاہ داراشکوہ چاہا کہ براہ دریا لشکر
مین پہونچکر انسداد جنگ کرے آخر اسی ارادہ سے پیش خیمہ باہر نکالا اور حکم دیا کہ دونون لشکر کے درمیان مین خیمہ شاہی برپا ہو

اور عنقریب خود بھی عزم نہضت رکھتا تھا داراشکوہ بادشاہ کا پہونچنا اپنے مطلب مین موجب تخلل سمجھا ہر طرح کے
حیلہ وحوالہ کرکے تاخیر کرائی اور خود جنگ کو بہ تعجیل آمادہ ہوا

اورنگ زیب اور داراشکوہ کی جنگ اور گردون ستمگار کے نیرنگ کا بیان۔

جب غرۂ رمضان کو عالمگیر نے مع فوج دریاے چنبل سے عبور کیا چونکہ لشکر کو بڑی دوڑ دھوپ ہوئی تھی دو روز قیام کیا جب
داراشکوہ کے پیشدستی کی خبر دہولپور سے بعزم مقابلہ گوش زد ہوئی متواتر کوچ در کوچ تین دن کے بعد ۶۔ رمضان کو لشکر
داراشکوہ کے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر متوقف ہوا تا کہ لشکر طرفثانی کی کیفیت دریافت کرے۔ داراشکوہ نے اوسی روز جب
اورنگ زیب کے لشکر کے پہونچنے کی خبر سُنی ترتیب فوج کرکے سواری کی اور مقام گاہ سے کسیقدر پیشتر آکر کھڑا ہوا اور اپنی ناتجربہ
کاری اور بدتدبیری سے تمام دن مع افواج مسلح کے ہواے گرم مین جلتا رہا اس سوز مین اکثر سپاہی شدت عطش سے دریاے فنا کے کنارے
لگے اور بوقت غروب آفتاب منزلگاہ کو لوٹا عقلمند دلنے یہ سرگذشت شکست کا شگون سمجھا اور اوسکے فرار اور ادبار کے
آثار پائے اورنگ زیب نے باقتضاے مصلحت ہوشیاران دولتخواہ کے جسوقت پانچ کوس صحراے کم آب مین سفر کیا تھا حرکت
مناسب نہ سمجھی توقف بجاے خود مناسب جانا جب فوج مخالف کا پتا نملا اور اوس روز لڑائی موقوف رہی بموجب حکم وہان پر
خیمہ برپا ہوئے اور محافظت لشکر کے پہرے تقسیم ہوئے رات توخیریت سے گذری صبح ہوتے اورنگ زیب نے ترتیب لشکر کی توپخانہ
کو مقدم کیا ہاتھیون نے برگستوان وغیرہ لوازم جنگ سے آراستگی پائی شاہزادہ محمد سلطان مع خانخانان سپہ سالار کے ہراول
مین آیا۔ ذوالفقار خان اور صف شکنخان ہر دو توپخانہ کے مہتمم ہوئے برانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کے نامزد ہوئی
اور اسلام خان اور اعظم خان اور خانزمان اور مختار خان وغیرہ مدد پر مقرر ہوئے اور جرانغار پر مراد بخش مع فوج تعین ہوا اور التمش کی
سرداری شیخ میر اور سید میر اور شرزہ خان وغیرہ کے سپرد ہوئی اور بہادر خان مع چند دلاوران دست راست اور خاندوران
دست چپ پر مقرر ہوئے خواجہ عبداللہ قراول بیگی مع دولت بیگ اور عبداللہ خان تیراہی اور بہرام خان ولد قزلباش خان
وغیرہ گروہ بندگان کار طلب سے قراولون کی قراولی پر تعینات ہوئے اور خود بدولت فیل سوار مع محمد اعظم کے قول خاص مین جلوہ افروز ہوا
داراشکوہ نے بھی اسی صبح کو کہ ہفتم ماہ رمضان تھی جب سلطنۂ عالمگیری سنایہ بدستور روز گذشتہ کے لشکر آراستہ کرکے بجاے اول
استادہ ہوا ترتیب فوج کی یہ صورت ہوئی کہ اپنا توپخانہ جو باہتمام میر آتش تھا دست راست کو اور توپخانہ شاہی جو زیر اہتمام
حسین بیگ خان کے تھا دست چپ سے در پیش لشکر مقرر کیا اور امراے بادشاہی سے راو ستر سال ہاڈا کو جو راجپوتان عمدۂ
ہندوستان مین بمزید شجاعت اور دلاوری اور سپاہگری کے موصوف اور معزز تھا مع راجہ روپ سنگہ راٹہور عم زادۂ راجہ
جسونت سنگہ جسے اپنا عزیز سمجھتا تھا اور ستر بدہ سنسودیہ اور راجہ گردہر برادر زادہ راجہ بیٹہلداس اور گوبہیم پسر راجہ مذکور اور
راجہ سیوارام گور وغیرہ راجپوتان نامی کے ہراول بنایا اور اپنے ملازمون مین سے داود خان قریشی کو مع چار ہزار سوار سے زیادہ
اور عسکر خان میر بخشی کو تین ہزار آدمیون سے اوس فوج کا ضمیمہ بنایا اور برانغار خلیل اللہ خان کو جو عمدہ اور میر بخشی لشکر بادشاہی کا تھا

کثرت تردد میں الجھیں زخم کھائے آخرکار زخم کو اندمال ہوا اننیش فراموش نوشانوش کا جوش ہوا **القصہ** بعد فتح سجدہ شکر ادا کیا
شادیانہ بجے خوشیاں منائی گئیں اوسی جگہہ خیمہ استادہ کر کے نماز ظہر ادا کی اور دوگانہ شکر ادا فرمایا اسکے بعد مراد بخش نے
تہنیات مبارکباد عرض کی اور راجہ جی سنگہ بوندیلہ کا جسکو اپنے ساتھہ لگایا تھا قصور معاف کرایا اور ملازمت میں فائز کیا
عالمگیر شام تک وہان پر ٹھہرا بعد نماز مغرب جب وردوار دوا اور نصب خیمہ کی خبر پائی مع لشکر سوار ہو کر دولتخانہ کو جو کوس بھر کے
فاصلہ پر تھا آکر رونق افروز ہوا۔ اور بعوض اس جسارت اور ترددات کے مراد بخش کو بیس ہزار اشرفی اور چار زنجیر فیل
لوہ تمال وغیرہ عطا فرمایا اور سلطان محمد خلف کلان کو پنجہزاری پنجہزار سوار کے اضافہ سے منصب پانزدہ ہزاری اور دہ ہزار
سوار لطف فرمایا دوسرے روز تیسویں ماہ مذکور کا ظاہر ہوا اور جن میں خیمہ گاہ ہوا بندگان رکاب نے جنہوں نے جانفشانیاں
کیں تحسین نوازش خسروانہ سے سرفراز ہوئے اونمیں سے نجابت خان کو خلعت خاصہ اور دو زنجیر فیل اور ایک لاکھ روپیہ
دیکر خانخانان بہادر سپہ سالار کا لقب عنایت کیا اور ہمت خان کو اعظم خانی لقب اور خدمت دیوانی اور خلعت خاصہ
اور گھوڑا اور طوغ و نقارہ چہار ہزاری دو ہزار سوار عطا ہوا اسیطرح ہر ایک نے اضافہ پایا تین مقام کے بعد [illegible]
کوچ ہوا ۲۳ کو کوچ اور تین مقام کے بعد دوسری شعبان کو حدود گوالیار میں نزول ہوا یہاں پر نصرت خان [illegible]
بہادر جو قلعہ رائسین کا محافظ تھا بموجب حکم حاضر خدمت ہوا اور عنایت خلعت اور اسپ خاصہ اور فیل و رخصت
خانہ وردانی سے مشمول عواطف خسروانی ہوا چونکہ داراشکوہ مع لشکر بیشمار دہولپور میں آیا اور لشکر عالمگیر دریا کے گذر کی
استدعا میں ساعی تھا کہ دریائے چنبل سے اوترنے پائے اور اکثر گذرگاہیں جو کہ مشہور تھیں ضبط و بند کر کے مورچوں کی
درستی میں مصروف تھا عالمگیر نے جب یہ خبر پائی لہذا یہ تلاش ہوئی کہ کس گھاٹ سے گذر کیجیے آخرکار اوسطرف کے زمینداروں
سے دریافت ہوا کہ گذرگاہ بہندیا پایاب اور قابل گذر لشکر ہے یہ گھاٹ سمت گوالیار سے دہولپور کے داہنے بیس کوس پر واقع
جو کہ لشکر عالمگیری سے یہ گذر دور اور غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اپنی کوتاہ بینی سے اسکی ضبطی نفرمائی تھی۔ لہذا دوسرے روز
جب قیام تھا عالمگیر نے حکم دیا کہ خانخانان سپہ سالار اور ذوالفقار خان اور صف شکنخان مع توپخانہ وغیرہ کے جاکر دریا اوس گذر سے
عبور کر کے پار پہونچے تک محافظت کریں حسب الحکم بندگان عالی نے سلخ شعبان کو دریائے چنبل کے کنارے پہونچکر بلا توقف
پار اوترے اور اوسی روز اورنگزیب عالمگیر گوالیار سے کوچ کر کے دو روز میں وہاں جا پہونچا دوسرے روز غرہ ماہ رمضان کو پار اوترا اور
چنبل کے اودہر مقیم ہوا اب کسیقدر حال شاہجہان اور داراشکوہ کا بنا بر انتظام اخبار ضرور اور ناچار ہے

ذکر احوال شاہجہان و داراشکوہ

شاہجہان کو اگرچہ مستقر الخلافت آگرہ میں کسیقدر صحت ہوئی مگر ضعف و ناتوانی بدستور تھی اور گرما کی فصل نزدیک آگئی تھی
حکیموں نے گرمی کے سبب سے بخوف عود مرض کے رہنا اکبرآباد کا پسند نکیا کیونکہ آگرہ کی گرمی بہ نسبت دہلی کے زیادہ ہے اور یہاں کے مکانات
بھی سنگین ہیں پس یہ رائے دی کہ شاہجہان آباد کو عزیمت فرمائی جاوے کہ جو فرحت روح اور ہوا اور تسلسل نہر اور خوشگواری آب میں

دل مضبوط تھا کہ یہ تمام ازدحام بہادرون کی نظر مین ہیچ تھا اور ناوک جانستان ان لوگون کے ہاتھ سے مانند تیر قضا
کے بیخطا شست سے روان ہوتا تھا۔ اور گرز گران دشمنون کے کاسۂ سر کو توڑتا تھا ؎ شدے تیر چون سوے بند وردان نہ
ہمہ جندل جیبہ کردے نشانی دگر درکفی تیغ دکار بودشے زد بربان جاکہ زنہار بوداش آتش مگن نائرۂ جنگ اشتعال مین تھا شیخ میر مع جملہ
دلاوران میمنہ دست راست کے اوسی گروہ پر حملہ کیا اور مرتضی خان بھی مع دلیران التمش کے پہونچکر مصدر ترددات نمایان ہوا
اور اسیطرح صف شکنخان مع بہادران طرف دست چپ کے مخالفین پر حملہ آور ہوا۔ اور مردانہ کوششین کین اسوقت مین
محمد اورنگ زیب نے جب احوال جنگ اور ہجوم دشمن اور اونکی چیرہ دستی ملاحظہ فرمائی عرق حشمت بادشاہی متحرک ہوا جوہر
شجاعت ذاتی کو کار فرما کر مع ملازمان رکاب نصرت قدم کے متوجہ کمک اور امداد بہادران جانبازنکے ہوا۔ مبارزان دلاور
اور گرز آوران بہادر کو جو عرصۂ کارزار مین دشمنون سے سرگرم گیر ودار تھے اپنی اعانت اور امداد سے قوت بخشی اور ایسا
نزدیک پہونچا کہ قول خاص ہراول سے ملگیا۔ آثار اقبال کے مشاہدہ سے ملازمین کا دل قوی ہوا اور اعدا کی پشت ہمت ٹوٹی
اور دست جرأت بیکار ہوا۔ ملازمان جانباز نے بازوے دلیری دراز کیا دشمنون پر ٹوٹ پڑے اور دشمنون کے خون کو خاک
مین برابر کر دیا بقیۃ السیف نے ٹھہرنے کی تاب نہ لاکر فرار اختیار کیا اسی میدان رستخیز اور معرکہ ستیز مین لاشون کے انبار ہوگئے
جو انکے تلوار کے گھاٹ اوترے اور اونکی مٹی اوسی سرزمین کی خمیر ہوئی اس لڑائی مین مکند سنگہ ہاڈا اور سجان سیسودیہ اور
رتن سنگہ راٹھور اور ارجن گوڑ اور دیال داس جہالا اور موہن سنگہ ہاڈا وغیرہ جو سرداران عمدۂ مخالفین کے تھے کام آئے اور مہا
راے سنگہ سیسودیہ قول مخالف سے اور راجہ سجان سنگہ بندیلہ اور امر سنگہ چندراوت ہراول غنیم سے مع فیل وطبل اور اپنے
حشم وخدم کے عین معرکہ سے عالمگیری غلبہ دیکھکر اپنی راہ سدہارے مراد بخش نے برانغار سے راجہ جسونت سنگہ کی جانب
طرف دوڑکر راجہ کے قول سے بھڑا جیسا کہ چاہیے داد شجاعت دی افتخار خان وغیرہ ملازمان بادشاہی جو راجہ کے میسرہ مین
تھے مراد بخش سے مقابل ہوئے ادہر کی زد وخورد سے ایسی سرکوبی ہوئی کہ سیدھے ویرانۂ صحراے عدم کی راہ تاکی اسکی
جرأت سے راجہ نہایت مضطرب ہوا۔ برخلاف ذات راجہاے بزرگ اور راجپوتون کے بھاگ نکلا اور شرم وعار جیبہ زخم خوردہ
مجروحون کے ساتھ وطن کی راہ لی قاسم خان وغیرہ امراے بادشاہی جو اوسکی لڑائی مین تھے تباہی مین پھنسے اور بہاگ
نکلے اور مراد بخش راجہ جسونت کے داہنے طرف سے بیشتر جاکر راجہ کی بنگاہ پر پہونچا اور افواج راجہ جو بنگاہ کی حفاظت پر مامور تھی
مانوجی اور سوجی کا دل چھوٹا ہو گیا بھاگنے کی عزیمت کی راجہ بیبی سنگہ نے دور تیغی کرکے اپنی ناک رکھلی مراد بخش کے حضور مین
عفو خواہ ہوا کل توپخانہ اور فیل خانہ اور خزانہ مخالف کا اورنگ زیب کے ہاتھ لگا اور بنگاہ دشمن کی لوٹ لیگئے اور مہاراجہ جسونت
شکست فاش اوٹھا کر اپنے کیے کی سزا کو پہونچا اور عالمگیر نے فوج کو تعاقب سے باز رکھا حکم دیا کہ مقتولون کا شمار ہو معلوم ہوا کہ
مخالفون کے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور سرداران نامی اوس گروہ کے کام آئے اور ادھر سے سواے مرشد قلیخان کے خیر ہوئی اور سواے
ذو الفقار خان اور سکندر روہیلہ اور شیخ عبد العزیز اور رگھناتھ سنگہ راٹھور کے کسیکے زخم تک نہین لگا البتہ شیخ عبد العزیز کے

اپنے روبرو بلایا اور امرانے عین یورش مین کہ فتح بیجاپور کی نزدیک آ پہونچی تھی بر بنا سست ہوکر حضور اوسکے آئی اور عظماے امراے ملکی مین سے سواے معظم خان اور شاہنواز خان اور نجابت خان کے کوئی دکن مین نرہا بضرورت اجتماع لشکر مین متوجہ ہوکر تھوڑی مدت مین سرداران شجاعت پیشہ خرد اندیشہ اور سپاہ جرار عزت شعار جسقدر چاہیے تھا اور ممکن تھا فراہم کیا اور لشکر نمایان اور توپخانہ شایان ترتیب دیا۔ اور سرداران سپاہ ظفر طراز اور ... اور ان جان نثار کو مناصب عالی اور خطاب شایستہ اور انواع مراحم سے سرفراز فرمایا اور ملازمان بادشاہی بھی جو اسکے ساتھ دیا وہ بھی عنایات خسروانہ سے معزز کیا اور اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو مع نجابت خان اور فوج منصورہ کے اپنے لشکر کا مقدمۃ الجیش بنایا غرہ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ سنہ ہجری کو برسم منقلا پیشتر سے برہان پور کو روانہ کیا اور اوسکے ہمراہیون کو بعنایت طوغ وعلم ونقارہ وغیرہ عنایات کے سرفراز فرمایا اور سلطان معظم کو دکن کی صوبداری پر مقرر کیا اور سلطان اکبر برادر خرد سلطان اعظم کو جو ابھی تازہ پیدا ہوا تھا مع اکثر بیگمات دولت کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا اور ایک تحریر بنام مراد بخش بدین مضمون لکھی کہ گجرات سے مالوہ کو توجہ کرکے وہان ملے اور محمد اعظم شاہزادہ کو ہمراہ لیا روز جمعہ بارہوین جمادی الاول کو اورنگ آباد سے برہان پور کی نہضت کی اور پچیسوین ۲۵ ماہ مذکور کو وہان پہونچا۔ اور محمد طاہر صوبدار خاندیس نے مع ایک گروہ ملازمان بادشاہی کے جو برہان پور مین تھا ہمراہ سلطان محمد ہوکر ادراک سعادت پابوس کیا ایک مہینے وہان پر گذران کیا اسی حال مین عیسے بیگ وکیل نے جو قید سے رہا ہوکر مرخص ہوا تھا دولت پابوس سے مشرف ہوکر احوال دربار اظہار کیا کہ روز بروز اقتدار دارا شکوہ کا افزایش پر ہے اور بادشاہ کی نرے اختیاری ہے اور مہاراجہ جسونت سنگہ بھی بمقتضاے عقاید ہنود کے دارا شکوہ کا بہبود چاہتا ہے اور بیباکی اور بدخواہی مین اصرار رکھتا ہے اس حال سے اورنگ زیب اور بھی دو نا عازم ہوا دوشنبہ کے روز ۲ جمادی الآخر کو برہانپور سے اکبر آباد کو نہضت فرمائی اس کوچ مین بھی ہر ایک ملازم کے حال پر لطف ومدارا فرمایا گیا چون کہ شاہنواز خان صفوی باقتضاے تدبیر یا بے تدبیری کے ہمراہی سے حیلہ حوالہ کرکے برہان پور مین دفع الوقتی کرتا تھا شاہزادہ سلطان محمد کو شیخ میر کی ہمراہی مین برہان پور بھیجا اور انھون نے اوسے قید کرکے بلدہ مذکور کے قلعہ مین محبوس فرمایا۔ اور خود کوچ کرکے دریاے نربدا کے کنارے آ پہونچا دسوین ماہ مذکور کو اکبر پور کے گذر سے دریاے نربدا پایاب اوترکر منزل کی اور بعد چند در چند کوچ کرکے دیالپور مین پہونچا۔ ۱۲ کو دیالپور سے کوچ کیا تھا کہ شاہزادہ مراد بخش گجرات سے روانہ ہوکر آملا وہان سے موضع دہرمات پور مین جو کہ اوجین سے سات کوس پر واقع ہے آ۔ اور جہان پر راجہ جسونت اور قاسم خان وغیرہ لشکر شاہی اوجین سے نکلکر بقصد جنگ وجدال مقیم تھے اور نہضت مراد بخش کی خبر لگا رہے تھے عالمگیر نے ایسی دانائی سے تدبیر کی تھی کہ انکے پہونچنے کی خبر ان لوگون کو نہ پہونچی اور مراد بخش کے لوٹنے کی کہ جس راہ سے لوٹتا تھا شکر اسکا سبب کچھ نسمجھا اور نہ عالمگیر سے آملنے کی کچھ کیفیت پائی اسی وقت مین بذریعہ خط راجہ شیورام کے جو ماندو مین تھا اونہین معلوم ہوا کہ لشکر عالمگیری نربدا سے پار اوترآیا اور ایک گروہ ملازمان دارا شکوہ کا جو قلعہ دہار مین تھا عالمگیری فوج سے گھبراکر مہاراجہ سے جا ملا جب قرب لشکر عالمگیر کے خبر پہونچی اوسنے ادھر کو کوچ کیا اور دہرمات پور کے متصل

اور سات برس کی عمر مین بہ مقاربت مرد کے حاملہ ہوئی اور آٹھوین برس یہ لڑکا پیدا ہوا۔ حاضرین مستغرق دریاے حیرت ہوکر قدرت الہی کے بدائع آفرینش کے مُقر ہوئے **حکایت** دوسرے سن جلوس شاہجہان مین عرض کیا گیا کہ موضع الماپون عملہ پرگنہ گوالیار مین کسی مزرعہ مین ایک شخص طویل القامت کشتہ پڑا ہی اور سر اوسکا کاٹ کر لیگئے ہین بادشاہ نے کسی معتمد کو بھیجا بعد معاینہ اوسنے لوٹ کر عرض کیا کہ قد کا طول ساڑھے تین گز بادشاہی اور عرض ڈیڑھ گز کا ہی کھیت مین پڑا ہی اور تین سر ہین جس مزرعہ مین وہ لاشہ پڑا ہی ایک بیگہ تک زمین ایسی پست و بلند ہوئی ہی کہ گویا دو ہاتھی برابر لڑے ہین **حکایت** ایک سید پریشان حال کثیر العیال بانی پت کے رہنے والے نے کسی موضع مین گوشہ گزینی کی کنج قناعت مین بسر کرتا تھا مع عیال و اطفال کے نہایت عسرت مین تھا اتفاقاً اول ہفتہ محرم مین ایسا اتفاق ہوا کہ چار روز تک بجز غم کھانے کے کچھ میسر نہ آیا عاشورہ کے روز جد بزرگوار کے ماتم اور تلاوت قران مین مشغول تھا لڑکے اوسکے فرط بیتابی سے روبرو آئے اور رونے لگے اور مانند نور نظر کے بخود پیچیدہ ہوکر اوسکے پہلو مین غلطان ہوئے ناگاہ دیکھا کہ باپ کی زیر چادر سے دہوان اوٹھا اور کھانے کی خوشبو آتی ہی باپ کو آگاہ کرکے پوچھا سید نے بعد آگہی جب دیکھا کہ چار طبق پلاو گرم کے کہ مطبخ ازلی سے آئے ہین باپ نے شکر نعمت خداوندی بجا لا کر سب کے حصہ لگائے اور خود بھی کھایا اوس روز سے یہ دستور ہوا کہ ساڑھے پانچ سیر چاول اور پانچ سیر گندم عالم بالا سے اوسکی مکان مین رہتے تھے اب اوقات فراغ بالی سے گذرنے لگی جملۃ الملک جعفر خان وزیر نے یہ ماجرا اورنگ زیب کے حضور مین عرض کیا حکم ہوا کہ محمد اسحق چیلہ وہان جاکر اور اپنی آنکھون سے یہ ماجرا دیکھکر عرض کرے بموجب حکم کے اوسنے احوال دیکھکر عرض کیا عالمگیر نے کسیقدر وظیفہ سید کا مقرر کر دیا معاً اس وظیفہ مقرر ہونے کے قوت غیبی کی آمد جاتی رہی ؏

سبحانک اللہم تحکم باشارہ و تفعل ما ترید

عالمگیر اورنگ زیب کا دکھن سے کوچ کرنا

جب شاہجہان کی شدت کوفت اور بیماری کی حالت مین بے اختیاری اور دارا شکوہ کی سلطنت مین سرداری کی خبر اورنگ زیب کو دریافت ہوئی اپنے ٹھہرنے مین مصلحت نہ دیکھی عزم ملازمت پدر کا اشتہار دیکر خطۂ اورنگ آباد سے جو اوسکا آباد کیا ہوا اور اوسکا مرکز دولت تھا روانہ ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی مراد بخش کو ہمراہ لیجانے اور باپ کی خدمت مین عفو تقصیر کرانے کے بہانہ سے طلب کرکے باخود متفق اور ہر طرح سے اوسکو مطمین کر کے اپنا رفیق بنایا چونکہ یہ امر معلوم تھا کہ بڑی فوجین بادشاہی مہاراجہ جسونت اور قاسم خان کی سپہ سالاری مین واقع اوجین جد ہر سے اپنا عبور ہوگا سد راہ ہین حرم بادشاہانہ یون مقتضی ہوا کہ ایک لشکر لائق اس عزیمت کے ملازم رکاب رہے ہین۔ اور دارا شکوہ نے بمقتضاے اوس خوف کے جو اورنگ زیب کی طرف سے رکھتا تھا امراے کو کہ ملکی کہن واسطے مہم بیجاپور کے معین ہوکر اوسکی رکاب کے ملازم تھے احکام بادشاہی ہر ایک کے نام بھیجکر جیسا کہ مذکور ہوا ہر ایک کو

ظاہر ہوئین تفصیل جواہر آلات قیمتی ۱۳ لاکھہ نوے ہزار روپیہ کے عنایت ہوئے اور اضافہ ہوکر منصب شصت ہزاری
سے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز اور سابق ولاحق سے ۲۳ کرور دام جسکا مجموع سالیانہ دو کرور سات لاکھہ پچاس ہزار
روپیہ ہوا اور علاوہ اسکے ایک کرور روپیہ نقد اور سو راس گھوڑے عطا ہوئے اور صوبہ بہار بھی تفویض ہوا اور جعفر خان
خدمت وزارت اعظم پر سرفراز ہوا ۱۵ جمادی الاولے کو مہابت خان کابل کی صوبہ داری پر سرفراز ہوکر رخصت ہوا
عرض ہوا کہ ۱۲ ربیع الاول کو عبد الحکیم سیالکوٹی رہگراے آخرت ہوا جسوقت التماس ہوا کہ ہر چند وکیل شاہزادہ شجاع نے
مزاج والا کی صحت وزری لکھا ہے اوسے محمول بہ سازش سمجھکر اپنے بڑے بھائی کو لکھا اور اوسکو واقعی نہین سمجھا۔
اور بنگالہ سے مع لشکر گران کے بعزم اکبر آباد روانہ ہوا ہی۔ سلطان سلیمان شکوہ کو مع راجہ جی سنگہ اور بہادر خان اور دیگر
لشکر کے جو بائیس ہزار سوار تھے دفع شورش کیلیے اوس طرفکو متعین فرمایا اور بروقت رخصت کے سلطان کو اضافہ ہزاری نسبہ
اور راجہ جیسنگہ کو ہزاری ذات اور ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اضافہ کرکے منصب ششہزاری پنجہزار سوار عطا فرماکر ایک لاکہ روپیہ انعام دیکر
رخصت کیا۔ حکم ہوا کہ اگر شجاع اپنی نافہمی سے اپنی جگہ کو نہ پلٹ جائے تو اوس سے لڑائی کرکے تادیب قرار واقعی کی جاوے
اور مہاراجہ جسونت سنگہ راٹھور کو ہزاری ذات کے اضافہ سے ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار اور ایک لاکہہ روپیہ انعام عطا
ہوا۔ اور ظاہر مین مالوہ کی صوبہ داری پر اور باطن مین اورنگزیب کی ممانعت کو مقرر فرمایا اور نیز دیگر امرا و منصبداران کو بھی
کمک پر تعین فرمایا ہے اور سید قاسم ملازم داراشکوہ اوسکی طرف سے قلعہ الہ آباد اور نیز وہانکی صوبہ داری پر مرخص ہوا غرہ ربیع الثانی
کو بادشاہ نے اپنے دولتخانہ قلعہ اکبر آباد مین نزول فرمایا جب دریافت ہوا کہ شاہزادہ مرادبخش نے مزاج مبارک شاہنشاہی کی
بیماری سنکر سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا ہے اور سید علی نقی خان دیوان بادشاہی گجرات کو جو وہان کے مفسدون کی
سرکوبی پر مامور تھا بدون تحقیق جرم اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور خزانہ شاہی اور بیگم صاحبہ کے مال و متاع مین دست درازی کی
اور رعایا اور سوداگرون کے مال و متاع مین طمع کی ہے اوسکے تغیر مین قاسم خان میر آتش کو احمد آباد کی صوبہ داری پر رخصت کیا
باقی احوال اس سال کا اور ایام زندگانی شاہجہان بادشاہ کا شاہزادہ اورنگزیب عالمگیر کے وقایع مین آگہی دیا جاوے گا۔

تفصیل اولاد شاہجہان بادشاہ

چار لڑکے تین لڑکیاں نواب ممتاز محل دختر یمین الدولہ آصف خان کے بطن سے تھین اور یہ تینون آغاز شاہزادگی سے انجام
سلطنت پدر تک زندہ رہین۔ اول شاہزادہ داراشکوہ اسکی ولادت سنہ ۱۰۲۴ ہجری مین واقع ہوئی اسکے چار لڑکے بطن صبیہ سلطان
پرویز سے سلیمان شکوہ سپہر شکوہ جانی بیگم اور دوسری لڑکی کا نام نامعلوم ہے دوم شاہزادہ شجاع اسکی پیدایش سنہ ۱۰۲۵ ہجری
مین اسکے پانچ لڑکے زین الدین بلند اختر زین العابدین دل پسند بانو بیگم گلرخ بانو بیگم خردمند بانو بیگم خیر النسا بیگم حیدہ بیگم تھے
سوم شاہزادہ اورنگ زیب اسکی پیدایش ہوئین ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ یکشنبہ کی رات کو ولادت ہوئی آفتاب عالمتاب ولادت کی تاریخ ہے
اسکی اولاد کے نام آخر احوال مین درج ہونگے چہارم مرادبخش اسکی ولادت سنہ ۱۰۳۳ مین واقع ہوئی فرزند اسکے ایزد بخش دارا

خدمت مین بھیجکر انکی طلبگار ہوئے اور مقرر ہوا کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ مع نقد و جنس اور فیلان شوکت و شان کے بطریق پیشکش ارسال کرین
اور قلعہ پرینده کو مع اوسکے لواحق اور دیگر قلعجات ملک کوکن اور دیگر محالات کے گماشتگان شاہی کے قبضۂ قدرت مین
چھوڑین اورنگ زیب نے جب یہ رنگ دیکھا یہ خبر حضور شاہجہان مین معروض کی بادشاہ نے اونکی عاجزی پر رحم فرماکر منجملہ پیشکش کے
پچاس لاکھ روپیہ معاف فرمایا اور شاہزادہ کو فرمان لکھا کہ قاضی انفاما کو واسطے وصول پیشکش کے روانہ کرکے خود مع لشکر
فیروزی اثر کے معاودت کرے اور معظم خان قلعجات کی ضبطی سے دلجمعی کرکے بعد واپس آئے اور وصول کرلانے پیشکش کے
مع پیشکش روانہ حضور ہو ہفتم ذی حجہ کو بادشاہ عارضہ حبس البول مین اسیر ہوا حکمانے تشخیص کیا کہ مواد لواسیری ہے
رزق اللہ ولد مقربخان نے فصد لی مگر کچھ بہ آمد مدعا نہوا آخر چند اشخاص کی رائے کے اتفاق سے جونک لگا کر خون نکالا اس سے بھی حبس
اور حرقت بول کی مدافعت نہوئی لاچار دیگر تدبیرات بلائی گئین چند روز تک ضعف کا زور رہا آخر کار مقرب خان کی تجویز سے
شیر خشت نے کسیقدر فائدہ دکھلایا مبلغ ساڑھے سات لاکھ روپیہ زکات شاہجہان آباد کی معاف کرکے فرمان لکھا کہ
تمام ممالک محروسہ مین رسم زکات کی معاف ہو مبلغ پانچ ہزار روپیہ مع ایک زنجیر فیل اور ایک اسپ عراقی گھوڑے کے اہل
استحقاق کو تصدق ہوا قیدیون کو رہائی ملی اور بادشاہزادہ داراشکوہ کا دہ ہزاری دہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ
اضافہ ہوکر پنجاہ ہزاری سے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب ملا اور ایک کرور دام جو سابق ولاحق سے اکیس کرور دام
ہوئے تھے نوازش ہوا اور اورنگ زیب کی عرضداشت سے محمد اکبر کی ولادت واقع ۱۲ ذی حجہ دریافت حضور ہوئی انہین دنون مین
معظم خان نے داراشکوہ کی تحریک سے وزارت سے معزولی پائی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ شخص اورنگ زیب کا متوسل تھا
اور معظم خان اور مہابت خان وغیرہ امرا کو طلب حضور کیا اور محمد امین خان باپ کی نیابت سے ممنوع اوسکے رایان نامقرر ہونے
وزیر کے کار دیوانی پر مامور ہوا جب کہ بادشاہ مغلوب مرض ہوئے شاہزادہ داراشکوہ ولیعہدی سے مدار علیہ سلطنت ہوا اور بھائیون سے
اندیشہ مند رہتا تھا اکبر آباد کو اوسط ممالک محروسہ سمجھکر وہان اوٹھ چلنے کی خدمت پدر مین استدعا کی بادشاہ بپاس افزا
محبت جو کہ اوسکے ساتھ تھی جسمین اوسکی تقویت سمجھی بموجب التماس ۸ محرم کو بسواری کشتی متوجہ اکبر آباد ہوا اور دانشمند خان
بخشیگری سے مستعفی ہوا تھا اوسکی جگہ محمد امین خان ولد معظم خان عہدہ میر بخشیگری پر سرفراز ہوا ضعف کو کمی
ہوچکی نوروز مقیم ہوا اسی مقام مین بیماری نے تنزل پکڑا بعد دو مہینے اور کسیقدر زیادہ کے نئے درد طبیعت خود بخود
ہوگئی روز بروز آثار صحت زیادہ ہوتا تھا چونکہ یہ امر مقرر ہوچکا تھا کہ غرہ ربیع الثانی تک جو کہ قلعہ مین داخل ہونے کی ساعت
داراشکوہ کی منزلگاہ مین رہے ۱۹ کو اوس مکان مین تشریف لایا حکیم مقرب خان کو دس ہزار روپیہ کے جواہر و طلا و نقرہ
عنایت فرمایا اور اس مہینے کے آخر مین اخبار دکن سے اشتہار ہوا کہ بعد سر انجام مہمات دکن کے شاہزادہ اورنگ زیب معاودت
اورنگ آباد مین آپہونچا اور دلرس بانو بیگم شاہنواز خان کی لڑکی جو شاہزادہ کو منسوب تھی عالم بقا کو متوجہ ہوئی
وغیرہ امرائے متعینہ دکن کے حضور مین پہونچکر مورد عنایات ہوئے شاہزادہ داراشکوہ اول خدمات کے عوض مین جو ہنگام بیماری

س سال نکاح عمل مین آیا محمد سلطان منصب ہفت ہزاری اور دو ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کا
حب میر عبداللطیف جو واسطے لانے میر جملہ کے گیا تھا اوسنے اوسکے آنے کی خبر گولکنڈہ کے اطراف مین پہونچائی قاضی عارف
بموجب ایماے اورنگ زیب کے فرمان شاہی اور خلعت مرسلہ اوسے پہونچائے اور اوسنے مراسم تسلیم تقدیم کیے اور ساعت معین
ملازمت شاہزادہ مع اپنے لڑکے کے روانہ درگاہ پادشاہ ہوا اس جگہ فرمان عطوفت عنوان متضمن خطاب معظم خان کے مع
خلعت خاصہ اور جمدہر مرصع اور پھولکٹارہ اور علم اور نقارہ کے پہونچا جب بفتح و فیروزی شاہزادہ اورنگ زیب اورنگ آباد
منصب بست ہزاری پانزدہ ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور شایستہ خان منصب شش ہزاری شش ہزار سوار
دو اسپہ اور خطاب خانجہانی سے معزز ہوا معظم خان درگاہ مین پہونچکر عنایت خلعت خاصہ اور شمشیر مرصع اور اضافہ منصب
پنے شش ہزاری شش ہزار سوار اور وزارت اعظم اور مرحمت قلمدان مرصع اور دو سو گھوڑے اور دو فیل مادہ اور پانچ لاکھہ روپیہ
نقد سے مفتخر اور مباہی ہوا اور جملۃ الملک معظم خان نے جواہر ثمینہ جسمین ایک الماس تھا نو ٹانک یعنی دو سو سولہ سرخ
وزنی قیمتی دو لاکھہ سولہ ہزار اور ساٹھہ زنجیر ہاتھی نر اور چار مادہ مع ساز طلا اور چودہ ساز نقرہ پیشکش گذرانے
کل کی قیمت مع جواہر کے پندرہ لاکھہ ہوئی۔ جشن وزن شمسی مین شاہ بلند اقبال داراشکوہ کو پانچ کرور دام بطور انعام کے
مرحمت ہوا اور کل تنخواہ اوسکی مع سابق اور حال اور طلب شفقت کے ساٹھہ کرور دام کہ سال کا ایک کرور پچاس لاکھہ روپیہ ہوتا ہے
مقرر ہوئی داراشکوہ نے دہ لاکھہ روپیہ کا پیشکش کیا اوسمین سے ایک پلنگ خوش رنگ تھا اسٹھہ ہزار کا قیمتی جسکے پاے
اور سر تکیہ اوسکا سنگ یشم سے مرصع بالماس و زمرد و یاقوت تھا اس سال مین مسجد جامع شاہجہان آباد کی جسکی سنہ چوبیس
جلوس مین بنا ہوئی تھی تمام طیار ہو گئی اس عمارت کا اہتمام پانچ مہینے تک جعفر خان اور دو سال تک خلیل اللہ خان اور
تین برس پانچ مہینے تک سعد اللہ خان چشتی کا تھا اور اوسکے انتقال کے بعد روح اللہ خان داروغہ عمارت کو حکم ہوا
کہ اوسکی ترمیم کرے غرضکہ چھہ برس مین انجام ہوئی تاریخ یہ ہی مصرع مسجد شاہجہان قبلہ حاجات آمد اگرچہ ایک سال
کا تفاوت ہی مگر عمدگی کے سبب سے پادشاہ کو پسند ہوئی مبلغ دس لاکھہ روپیہ کی لاگت اس عمارت مین صرف ہوئی تھی اور گنبد
اوسکے اوپر کے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین اور صحن بھی سنگ مرمر اور صورت مصلی کی بطور محراب سنگ موسی کے ہے
اور صحن مسجد کا فرش سنگ سرخ سے۔ اور خاص مسجد کی طول عمارت نوے گز اور عرض ستیس گز وسط صحن مین حوض ہے
پندرہ گز اور بارہ گز حوض کے کنارے سنگ مرمر اور موسے سے بنے ہین۔ میر محمد امین ولد معظم خان جو کثرت بارش کی سبب سے
برہان پور مین رہگیا تھا دربار شاہی مین حاضر ہو کر خطاب خانی اور خلعت خاقانی سے سرفراز و جہانی ہوا۔ اورنگ زیب کی
عرضی سے واضح ہوا کہ ۲۶ محرم کو عادل شاہ والی بیجاپور جہان گذران سے گذر گیا اوسکے غلامون نے کسی مجہول النسب کو
جسکو اوسنے بسبب لاولدی کے جانشین کیا تھا تخت نشین کیا ہے حکم ہوا کہ شاہزادہ مع لشکر متعینہ دکن کے وہان جاکر
تسخیر کرے اور خانجہان شایستہ خان کو حکم ہوا کہ بہت جلدی سے دولت آباد آئے اور تا معاودت اورنگ زیب کے وہان مقیم رہے

اور ایک سرپیچ اور ایک قطعہ لال اور دو دانہ مروارید قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیے اور ایک لاکھ روپیہ نقد اور شاہ بلند اقبال کا خطاب پایا
اور تخت کے قریب کرسی مطلا پر بیٹھنا ملا - حکم ہوا کہ امراے اسلام مبارکباد اوسکے مکان پر جاکر بجا لاوین - اور جشن نوروز مین
الہ وردی خان کی بقصوری ظاہر ہوکر عہدہ سابقہ پر بحالی فرمائی گئی یہہ شخص غلام رضا کے اہتمام سے سورت مین معزول ہوا تھا
اتہام یہہ تھا کہ اسنے ایک خط معلے خان کی طرف سے بقلا آقا سے پادشاہ ایران کو لکھا یہہ اسی سال شیخ عبدالمجید تباہ نامہ نویس نے رحلت کی

اونتیسوان ٢٩ سال سنہ ١٠٦٥ ہجری

سید محمد اردستانی مخاطب بمیر جملہ رتق وفتق مہمات عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کا کرتا تھا اور کتنے ملک اور قلعجات
سیر حاصل کرناٹک سے تسخیر کرکے اپنے آقا کے نذر کیے روز بروز افزایش ہوتی تھی پانچ ہزار سوار نوکر رکھے آخر کو دراندازون نے
اسکی طرف سے قطب شاہ کو برہم کر دیا آخر محمد سعید نے اورنگ زیب کے توسل سے درگاہ شاہی کی آرزوی ملازمی ظاہر کی اور حسب
التماس شاہزادے کے فرمان شاہی مع خلعت اور نوید عطاے منصب پنجہزاری پنجہزار سوار سیدنکو رکے نام صادر ہوا اور دو ہزاری
دو ہزار کے منصب کا وعدہ اوسکے لڑکے محمد امین کے نام کیا گیا اور نیز قطب شاہ کے نام حکم صادر ہوا کہ درگاہ والا کی حاضری سے تعرض نہو

تیسوان سال سنہ ١٠٦٦ ہجری

اس سال مین ٢٢ جمادی الثانی کو سعداللہ خان وزیر قولنج کے عارضہ مین جو مدت سے تھا سینتالیس برس کا ہوکر جان بحق تسلیم
ہوا نصرت خان اسکا معالج تھا بادشاہ مع شاہزادہ داراشکوہ کے ایکمرتبہ عیادت کو گیا تھا اور اوسکا لڑکا لطف اللہ منصب
ہفت صدی صد سوار سے سرفراز ہوا چونکہ بیٹنہ پہونچنے قاضی عارف کے قطب شاہ نے محمد امین ولد میر جملہ کو مقید کرکے
اوسکے مال واسباب پر متصرف ہوگیا تھا دوسرا فرمان تاکید در باب رہائی محمد امین کے اوسکے نام صادر ہوا اور نیز اورنگ زیب کے نام
حکم ہوا کہ اگر قطب شاہ عدول حکمی کرے اوسکی تادیب مناسب عمل مین لائے اور شایستہ خان وغیرہ امراے متعینہ دکن کے نام
بھی حکم بھیجا گیا کہ اورنگ زیب کی خدمت مین حاضر ہون - شاہزادہ اورنگ زیب نے اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو اوسطرف
روانہ کیا اور متعاقب خود بھی ہمقدم ہوا قطب شاہ نے متنبہ ہوکر محمد امین کو مع توابع کے بھیجدیا محمد امین سلطان محمد کے
حضور مین آیا چونکہ محمد امین کا اسباب ضبطی شدہ نہ دیا تھا لہذا سلطان محمد حیدرآباد کو عازم ہوا قطب شاہ کو دہشت نے
گھیرا قلعہ مین محصور ہوا اور محمد ناصر کو مع صندوق جواہرات کے بھیجا کہتے ہین جب محمد ناصر ملازمت کو حاضر ہوا اوسکے
ہمراہیون سے کسیقدر شوخی ظاہر ہوئی لہذا قید ہوگیا اور ہمراہیان سلطان اوسکے آدمیون کو بھگا کر حیدرآباد مین جا داخل ہوے
اور بہت سا مال واسباب لوٹ کر جمع کیا شاہزادہ اورنگ زیب عازم قلعہ گولکنڈہ ہوا سعید آباد سے جو آٹھ کوس حیدرآباد
ہے کوچ کرکے قلعہ سے ایک کوس ادھر جا پہونچا اور محمد سلطان کو حکم دیا کہ مع اپنی فوج کے بائین طرف متوقف ہو اسوقت
پانچ چھہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادہ دشمنون کے برابر آئے لڑائی شروع ہوئی اکثر دکھنی قتل ہوئے قطب شاہ نے اپنے رہائی کر
کہی کہ سنوات سابق اور حال کی پیشکش ادا کرے لاجرم سلطان محمد سے اپنے لڑکے کا ازدواج کرنا اظہار کیا اور مقبول ہوا

فاصلہ پر خیمہ گاہ کیا۔ دارا شکوہ اس تاخت و تاراج ہر روزہ سے جو رستم خان پر ہوتی تھی خبر پاکر ہراسان ہوا اور اوسکو
اپنے پاس طلب کیا مشار الیہ قلعہ بست مین آگ لگا کر دارا شکوہ کے لشکر کو روانہ ہوا فوج ایران نے پیچھا کیا۔ شاہزادہ دارا شکوہ
نے بعد پہونچنے رستم خان اور سننے خبر پہونچنے منوچہر خان وغیرہ کے کوچ کیا ہندوستان کو راہی ہوا اور علی قلیخان نے ایک گروہ
تعاقب پر مقرر کیا۔ دو زنجیر فیل اور کسیقدر اسباب اونکے ہاتھہ لگا۔ اورنگ زیب کی عرضی سے دریافت ہوا کہ دختر
شاہ نواز خان صفوی سے بارہوین شعبان کو لڑکا پیدا ہوا جسکا نام محمد اعظم رکھا گیا اور اسی سال مین ایک مسجد سنگ رخام
سے تین لاکھہ روپیہ کے خرچ سے سات برس مین تعمیر ہوئی۔ اور بادشاہ اکبر آباد سے شاہجہان آباد مین آیا۔ دارا شکوہ نے
قندہار سے مراجعت کرکے ملازمت حاصل کی اور اسی سال شاہزادہ مراد بخش کو گجرات کی صوبہ داری اور شایستہ خان
کو مالوہ کی عطا ہوئی اور جشن نوروز کو ذو الفقار آقا سفیر روم آیا اعتقاد خان وغیرہ بعض امرا استقبال کرکے حضور مین لائے
سفیر مذکور اثناے راہ مین جسکے حدود صوبہ سے گذرتا تھا حسب الحکم کسیقدر روپیہ پاتا تھا۔ روز ورود ڈنک پچاس ہزار روپیہ
پایا۔ اور محمد ابراہیم نے اسد خان کا خطاب پایا۔ اور ارادت خان کے بدلے مین آختہ بیگی مقرر ہوا۔ ارادت خان نے
عہدہ بخشیگری پایا اور محمد اشرف اور مصطفی صفی ولد اسلام خان کو اعتماد خان اور صفی خان کا خطاب ملا۔

اٹھائیسوان ۲۸ سال ۱۰۶۴ سنہ ہجری

اس سال مین خطۂ فیض آباد اجمیر کو نہضت شاہی ہوئی چونکہ عہد جہانگیری مین جسوقت کہ کرن ولد امر سنگہ درگاہ والا مین آیا اور ایسا مقرر ہوا
تھا کہ رانا یا جو شخص رانا کے خطاب سے سرفراز ہوتا تھا وہ قلعہ چیتور کا استحکام نہ کرے اور اسوقت مین معلوم ہوا کہ قلعہ
مذکور کی نہایت متانت ہو چکی اور ہوتی جاتی ہے جملۃ الملک سعد اللہ خان وزیر مع تیس ہزار سوار کے انہدام قلعہ مذکور کو
چلا اور چودہ پندرہ روز مین اوسکو منہدم کرکے برابر کر دیا جب رانا متنبہ ہوکر دارا شکوہ سے رجوع ہوا۔ شاہزادہ کے
توسط سے عفو تقصیرات ہوئین ذو الفقار آقا سفیر روم نے دارا شکوہ کے دیکھنے کی اجازت چاہی اور بعد ملاقات
دارا شکوہ سے بیس ہزار اور سلیمان شکوہ اوسکے لڑکے سے انعام لیکر بیسوین رجب کو بموجب حکم پندرہ ہزار روپیہ تواضع ہوا
اور تیسری شعبان کو ایک اشرفی چار سو تولہ کی اور اسی وزن کا ایک روپیہ بھی انعام ہوا اور مصحوب قاسم بیگ کے جو روم کی
سفیری مین مقرر ہوا تھا خط جو کہ سعد اللہ خان سے لکھوایا گیا تھا مع ایک قبضۂ خنجر مرصع قیمتی لاکھہ روپیہ اور کمر مرصع الماس
و یاقوت قیمتی چالیس ہزار اور ایک شیشہ بلوری عطر اگر سے لبریز اور دو ہزار تہان گجرات اور کشمیری قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کے
قیصر کے لیے دئے اور آٹھہ قطعہ یاقوت اور چار زمرد اور تین دانہ مروارید کے بھی حوالہ ذو الفقار آقا کے قیصر کے واسطے ہوئے
اور ذو الفقار کو تیس ہزار روپیہ دیکر رخصت کیا روز ورود سے یوم رخصت تک پونے تین لاکھہ روپیہ کا نقد و جنس سفیر مذکور
کے ہاتھہ لگا اسی سال کے جشن قمری مین شاہزادہ دارا شکوہ کو خلعت خاصۂ اساوری اطلسی زرنگار ملا جسکے پھولون پر قرص مرصع
الماس گران بہا کے تعبیہ تھے اور گریبان و آستین و دامن عمدہ عمدہ بیش قیمت موتیون سے گوہر بار قیمت اوسکی ڈھائی لاکھہ روپیہ تھی

طاقت قبول کی اس سبب سے اور بھی داراشکوہ کی ہمت بندھی تسخیر قلعہ کو زیادہ تر عزم کیا اور دارائے ایران کو
جب اوبارخان بگلربیگی قندہار کی عرضداشت سے یہ احوال معلوم ہوا تدارک کی فکر ہوئی سبحان بیگ غلام خاصہ
شریفہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ اوس گروہ کے اتفاق سے جسکی سرداری موما الیہ کے ہرات مین کی تھی اور نیز
دیگر امرائے خراسانی کے ساتھ روانہ منزل مقصد ہوکر رعایائے اطراف کو مخالفین کے تعرض سے محافظت کرے
اور منوچہر خان بگلربیگی استرآباد کو بھی حکم ہوا کہ قبل علی قلیخان سپہ سالار کے روانہ ہوا اور سپہ سالار بھی مامور فرمایا گیا
ہر طرف بنابر جماوت لشکر ممالک محروسہ مین فرمان صادر ہوئے اور بادشاہ مازندران سے فیروزکوہ کو متوجہ ہوکر بسطام کو
چلا جب اوبارخان نے بکرر مہدی قلی خان حاکم بست کی بدسلوکی اور بدسرانجامی کی حقیقت حضور مین عرض کی۔
امام قلی سلطان حاکم اسفراین کو مہدی قلیخان مذکور کی جگہ پر بست کی ایالت عطا فرماکر حکم دیا کہ بہت جلد جاکر قلعہ
مذکور کی محافظت کرے سو داراشکوہ جب اس اخبار سے باخبر ہوا رستم خان کاہنی کو جو مع افواج اور فیلان قہر امواج روانہ
بست ہوا تھا تحریر کیا کہ طرق اور توابع سے خبردار رہے۔ اور جب ایرانی سپاہ پہونچے اوسکی مدافعت مین
ساعی ہو۔ اور اگر ممکن ہو قلعہ بست بھی تسخیر کرے۔ رستم خان نے قبل ورود امام قلی سلطان کے قلعہ بست کا
محاصرہ کیا۔ اور مہدی قلیخان نے جو کہ ناہنجاری کی راہ مین قدم زن تھا اور بار ورپس شاہی کا خوب یقین کیا
تھا داخل لشکر چغتائیہ ہوکر قلعہ بست کو رستم خان کے حوالہ کیا۔ داراشکوہ اس بدنصیبی سے زیادہ تر سرگرم تدبیر ہوا
اوبار خان بموجب ضابطہ نمک حلالی کے مستقل مزاج ہوکر شجاعت ذاتی دکھلانے لگا اور مراد بخش توپچی باشی نے
آتشبازی مین کرہ نار کو شرمایا فوج ہندی چند مقام سے یورش کرکے ہر دفعہ ناکام پھری نہم شوال کو ہندوستانیون نے
اپنے حد امکان سے زیادہ جانفشانیان کین۔ بعض روشناسان فوج ہند بہزار جان کندنی شیر حاجی تک پہونچکے
اندر گئے مگر وہان سے پردہ پردہ کوے عدم کو سدھارے دلکے باہر حوصلے نہ نکلے باقی ناکام واپس ہوئے
سبحان بیگ مع دو تین ہزار سوار کے جو اوسکی سرداری مین تھے برسم استعجال جلد تر پہونچا چونکہ مقابلہ کی لڑائی مین
عہدہ برائی نپائی ہر روز لشکر شاہزادہ پر تاخت تاراج کرنے لگا رسد کے پہونچنے کی راہین لوٹ مار کرتا تھا۔ اوسکے
ہمراہی جب پاتے پیکاٹ ڈالتے۔ رستم خان نے سبحان بیگ کی قلت فوج سے باخبر ہوکر مع اپنی فوج کثیر کے سبحان بیگ
لشکر کو توجہ کی اوسنے جنگ کی مصلحت نہ دیکھ فولاد کی راہ لی رستم خان نے اسیقدر کام سے ہمچو من دیگرے نیست
سمجھکر بازگشت کی اسی اثنا مین موحد خان حاکم استرآباد مع دو تین ہزار سوار ہمراہی کے آپہونچا اور سبحان بیگ سے
ملحق ہوکر روانہ مقصد ہوا۔ اور علی قلیخان بھی وارد ہوا فوجین یکے بعد دیگرے برابر چلی آتی تہین رستم خان روانہ مقصود
ہوا اور علی قلیخان بھی آپہونچا فوجین برابر موج مارتے پہونچنی لگین رستم خان اس مشاہدہ سے چند روز خوف و امید مین رہا
او دارا شکوہ کو سارا حال تحریر کیا اور منوچہر نے کثرت اعدا کی کچھہ خیال نہ کی روانہ ہوکر رستم خان کے لشکر سے نیم کوس کے

امراکے اس سفر پر مقرر ہوئے اور اورنگ زیب کو بھی حکم کیا کہ ملتان سے ادہر کو عزیمت کرے اور مع لشکر اوس سے ملجاوے اور خود بدولت نے بھی کابل کی عزیمت فرمائی جب دو مہینے محاصرہ کے گذرے۔ اور افواج ایران نے اپنے بادشاہ کے ارشاد بموجب بروج دبارہ پر عروج کیا۔ دولت خان قلعہ دار نے آنا چاہا۔ مع شادخان اور قبچاق خان اور نور الحسن اور عبد اللطیف اور دیوان اور دیگر ہمراہیون کے باہر نکلکر بادشاہ سے ملاقات کی اور مرخص ہوکر ہندوستان کو چلا۔ محراب خان جو قلعہ بست کے تسخیر کو گیا تھا ۵ روز گھیرے پڑا رہا وہانکے قلعہ دار پردل خان نے بھی امان چاہی اور محراب خان کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اوسے ہمراہ لیکر حضور شاہی مین پہونچایا اور سید اسد اللہ خان اور سید باقی زمین داور کے حافظون نے مبارز خان کو جو وہانکا محاصرہ کیا ہوئے تھا پیغام دیا کہ بار طرف ہونے معاملۂ قندہار کے عبث خونریزی نہو اور بعد پہونچنے خبر فتح قندہار اور بست کے دولو آدمی اگر دولت خان قلعہ دار قندہار سے موافق ہوئے پردل خان اپنے شوق سے ایران کو گیا اور دولت خان جسوقت شاہجہان کے حضور مین آیا بنا بر قدم خدمت کے اوسکی جان سے درگذر کے فقط معطل کر دیا ایران کے بادشاہ نے یہ بات خود سمجھی تھی کہ میری معاودت کے بعد فوج ہند ضرور عود کریگی لہذا محراب خان کو دس ہزار آدمی کے ساتھ قندہار مین اور دولت اوغلی ارلکتہ کو قلعہ بست مین چھوڑکر ہرات کو معاودت کی اور وہین پر مقیم رہا اصفہان کو نگیا

تیسوان سال ۲۳ ۱۰۵۹ ہجری

اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر کے قندہار پہونچکر قلعہ مذکور محاصرہ کیا مورخ لکھتے ہین کہ ساڑھے تین مہینے اسکے محاصرہ مین جہد اور کوشش رہی مگر کچھ ثمرہ حاصل نہوا۔ شاہنامہ لکھنے والون نے بموجب رضا بادشاہی کے واپس ہونا فوج کا گرد حصار سے بوجہ فقدان غلہ اور موسم سرما وغیرہ کے بموجب حکم شاہجہان تحریر کیا ہے لیکن بدحقیقت ایسا نہین بلکہ چونکہ شاہ عباس کے یہ بات جانی تھی کہ شاہجہان اس قلعہ کی تسخیر مین نہایت کوشش کریگا لہذا بعد فتح قلعہ مذکور اور اپنے نوکرون کے سپردگی کے بعد اصفہان گیا کہ جسقدر مدد درکار ہو چار سال ہوکے کمک کیجاوے اور اسی نیت سے ہرات مین جو خراسان کا دار الملک ہے قیام پذیر ہوا۔ جب محراب خان قلعدار قندہار کی عرضی مشعر احوال ورود شاہجہان کے کابل مین آنے اور شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر وغیرہ جمع کثیر اور ہجوم غفیر کے شاہ عباس کے حضور مین پہونچے۔ فرمان جاری ہوا کہ نظر علی خان سوکلن حاکم اردبیل اور نجف قلی بیگ زنگیہ میر آخور باشی سالار سپہ سے پیشتر بہم منقلا روانہ ہوکر قلیچ خان اور قباد خان اور خنجر خان اور اللہ قلی خان جنہین قلعہ بست کی کشاد کو بھیجا ہے ہمراہ مرافقت کرین اور مرتضی قلی خان سپہ سالار اور سیاوش خان قوللر اقاسی اور مرتضی قلی خان قورچی باشی سرداری فوج مین روانہ ہوکر ایکدل سپاہ کی سرداری مین مقیم ہون اور حاجی منوچہر برادر محراب خان نے جوکہ شجاعان زمانہ سے تھا درخواست کی کہ مع چند دلاوران کے پیشتر سے روانہ ہوا اور حسب منظوری مع غلامان خاصہ کے روانہ ہوا اور اقران سے مشایعت کرکے پچاس آدمیون کے ساتھ لشکر سے پیشتر کو روانہ ہوا اتفاقاً جسوقت کہ قلیچ خان اور خنجر خان اوسکے بھتیجے کو ہمراہ قباد خان

سنہ ۱۰۵۱ ہجری کو تمام ہوئی بادشاہ ۲۴ ربیع الاول کو دریا دروازہ سے جو شاہ محل کے راستہ مین رکھا گیا تھا داخل
قلعہ ہوکر دولتخانہ مین آیا دولت خانہ مین بار عام تخت مرصع پر جلوس فرمایا پیشکشہاے لایق نذر سے گذرے
جملہ پیشکش سے مبلغ بارہ لاکھہ کی جنس قبول ہوئی چار لاکھہ روپیہ بیگم صاحبہ کو انعام ہوا اور شاہزادہ دارشکوہ
دہ ہزاری سے بیس ہزاری ہوا اور نو آدمی اور بھی مخلع کیے گئے اور چونکہ اوس روز سے جشن وزن قمری تک نو روز
درمیان مین تھے حکم ہوا کہ جشن نوروزہ کرکے ہر روز سو آدمی کو خلعت ملا کرے میر یحیی کاشی نے اس عمارت کی تاریخ
یون لکھی ہے ع شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد ہزار روپیہ صلہ پایا اور ایک قندیل قیمتی ڈہای لاکھہ روپیہ کی
روضہ مطہرہ سرور کاینات کو ارسال ہوئی حکم ہوا کہ ایک لاکھہ ساٹھہ ہزار روپیہ کی مال متاع خرید کرکے احمد سعید
روندہ کے ہاتھہ دین تا کہ وہ پچاس ہزار روپیہ شریف مکہ کو دیوے اور ساٹھہ ہزار کی جنس بیچکر مع اوسکے منافع
کے اہل استحقاق مکہ کو عطا کرے اور زر جنس پچاس ہزار روپیہ مدینہ کے اہل استحقاق کو دلوے ــــ

بائیسوان سال سنہ ۱۰۵۸ ہجری

چونکہ شایستہ خان سے حسب مرضی بادشاہ کے صوبہ گجرات کا بندوبست نہوسکا صوبہ مذکور شاہزادہ دارشکوہ کو
مرحمت ہوا اور باقی بیگ جو شاہزادہ کی طرف سے صوبہ الہ آباد رکھتا تھا حضور مین آکر منصب ذات اور پانصد سوار
اور خطاب عزت خان سے مخاطب ہوکر گجرات چلا اور صوبہ اوڑیسہ معتقد خان سے بدل کر قبل شاہزادہ
شجاع کے جان بیگ یزدی اونکے نوکر کو تفویض ہوا اور شیخ عبد الحمید لاہوری شاگرد ابو الفضل نے چونکہ دہ سالہ
سوانح تحریر کیے دس ہزار روپیہ انعام پایا اسی سال بادشاہ پھر لاہور گیا ــ سعد اللہ خان ہفت ہزاری دو اسپہ سہ اسپہ
سوار اور منصب ہزاری سے سرفراز ہوا اور زبدہ نوئینان اعظم خان نے اس جہان گذران سے کوچ کیا اور اپنے باغ مین
جو دریاے جونپور کے کنارے لگایا تھا مدفون ہوا یہ شخص بلدہ ساوہ کے سادات مین ہے میر محمد باقر نام اچھے اچھے کام
خدمت بجالایا جسکا ذکر جہانگیری اور بادشاہنامہ شاہجہانی اور کسیقدر ان اوراق مین بھی مندرج ہے اچھے اچھے
عہدون پر مانند میر بخشی اور دیوانی اعلے اور نظم صوبہ دکن و بنگالہ و احمد آباد و الہ آباد و اکبر آباد و کشمیر و اسلام آباد
عرف متھرا و بہار وغیرہ مین رہا اور آخر عمر مین جونپور کی خدمت پائی ششش ہزاری منصب سے سرفراز تھا اور چہتر
برس کی عمر مین بلدہ مسطور مین جان بحق ہوا القصہ بادشاہ اس واقعہ سے نہایت متاسف ہوا اور اوسکی اولاد
جنکا نام ملتفت خان ــ میر خلیل اللہ میر اسحق تھا اضافہاے منصب اور دلجوئی اور عنایت سے سرفراز فرمایا شاہزادہ
مراد بخش جو حسب الطلب کشمیر سے آیا تھا صوبہ دکن کے انتظام کو اسلام خان کے انتقال کے سبب سے رخصت ملی
اور شاہنواز خان جو ملک دکن کی صیانت مین مامور تھا اسکی اتالیقی پر سرفراز ہوا اسی سال مین دولت خان قلعدار
قندہار کی اس مضمون سے عرضی آئی کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قلعہ قندہار کا محاصرہ کیا لہذا سعد اللہ خان مع دیگر

اور اپنے مسند کے پہلو مین بٹھایا اور بعد دلجوئی باپ کے حضور مین روانہ کیا۔ اور اوسنے حضور مین حاضر ہوکر دو
لاکھہ روپیہ نقد وجنس حاصل کیا جب شاہزادہ مراد بخش بلخ کے اطراف مین جا پہونچا۔ نذر محمد خان بہرام
اور سبحان قلی نے اپنے لڑکون کو استقبال کے لیے روانہ کیا۔ مراد بخش نے اونکی عزت کی اور اطمینان دلی کے
واسطے فرمایا کہ اب جاکر خان سے کہو کہ اب لشکر بیکران ہند سے آگیا جسقدر مدد چاہیگا فوراً التعمیل ہوگی۔ دوسرے
روز حصار کے نزدیک پہونچکر حکم دیا کہ ضبطی حصار ہو نذر محمد خان اس مشاہدہ سے گہبراکر ایران کو بہاگا اور شاہ عباس
کی پناہ مین گیا شاہزادہ مراد بخش نے ایک جماعت اوسکے تعاقب مین روانہ فرمائی اونہون نے جہان تک
ہاتھہ پہونچے پیچھا کرکے واپس آئے اور خلیل اللہ خان کو مع ملتفت خان وغیرہ کے اوسکے اموال کے جمع کرلانے کو
بہیجا بارہ لاکھہ روپیہ کے آلات طلائی وغیرہ اور قریب ڈھائی ہزار گھوڑے اور تین سو شتر نر وماده کے ضبط ہوا۔ اور
تحویلدارون سے ظاہر ہوا کہ جملہ اندوختہ اسکا قریب ستر لاکھہ کے تہا جسمین سے بارہ لاکھہ شاہزادہ کی سرکار مین پہونچا۔
اور بخارا مین پندرہ لاکھہ کے قریب اوسکے بہاگتے کے وقت جب کہ قرشی بلخ کو سدہا لا ہاتہہ آیا۔ اور کسیقدر پر عبد العزیز خان
بھی متصرف ہوا اور اکثر لشکریون الحانیون وغیرہ نے ہتھے مارے اور جو کچھہ باقی رہا خود اوسنے گہبراہٹ کے
وقت مین کسیقدر اپنی سپاہ کو دیا اور اکثر اوزبکیہ اور المانیہ اور قلماقان اور روسان نے غارت فرمایا۔ نذر محمد خان نے
شیر خان سے شکست کہاکر مع قتلق محمد اور اپنے لڑکے کے براہ چول مشہد مقدس سے گذر کر صفاہان شاہ عباس کے پاس
راہ لی اوسکے متعلق اور تین لڑکیان شاہجہان کی درگاہ مین پہونچائی گئین بہرام خلعت خاصہ چارقب زردوزی اور جیغہ
مرصع اور منصب پنجہزاری ہزار سوار اور ایک لاکھہ نقد سے سرفراز ہوا۔ عبد الرحمن تربیت کیواسطے دارا شکوہ کے سپرد ہوا
اوسکا وظیفہ سو روپیہ روزانہ مقرر کیا گیا۔ مستورات کو بیگم صاحبہ نے اپنے پاس بلاکر مورد تفضلات فرمایا۔ شاہزادہ
مراد بخش اوزبکیہ اور وہان کے فوج کی ناموافقتی اور آب ہوا اور اوضاع کی مخالفت سے چند مرتبہ عرض پیرا ہوا۔ اور آخر
بدون صدور اجازت حضور مین چلا آیا۔ اور یہ حرکت باعث ناراضگی طبع اقدس ہوئی۔ شاہزادہ کا منصب اور
تیول ملتان برطرف ہوا جب کابل کے قریب آیا کورنش سے منع فرمایا گیا بلکہ حکم ہوا کہ شہر مین نہ آئے پشاور مین جاکر
مقیم ہو۔ سعد اللہ خان نے فوج کی دلدہی اور انتظام بلخ پر رخصت پائی اور گیارہ روز عرصہ مین بلخ پہونچا

بیسوان سال سنہ ۱۰۵۶ ہجری

اس سال مین میر عزیز کو مع نامہ عطوفت عنوان مشعر اوس مضمون کے کہ پیش نہاد خاطر کیا تہا نذر محمد خان کے پاس ایران کو
روانہ فرمایا اسی اثنا مین نذر محمد خان اصفہان آکر خراسان کو لوٹا تہا جب میر عزیز صفاہان پہونچا اوسکے [illegible]
کی خبر پاکر چاہا کہ جہان وہ ہو وہان جاکر خط پہونچاوے مگر شاہ ایران نے نامنظور کیا مشار الیہ نے متوقف ہوکر
بہر حال حضور شاہجہانی مین عرض کیا حکم ہوا کہ اوسکے پیچھے نجاوے اور شاہ ایران سے مرخص ہوکر روانہ حضور [illegible]

کہ دریاے بہت اور دل کے کنارے کے مکانات تخمیناً چار ہزار نقش برآب ہوے۔ جانسپار خان فوجدار بھیرہ کی عرضداشت سے واضح ہوا کہ اوسکے پرگنہ کے چار سو اڑتس دیہات مین سے ۲۰۰ سلامت رہے باقی بارش کے ہمراہی مین اوٹھ دوڑے خاک تک نشان نملا اور پرگنہ خوشاب مین بجز دو موضع کے کہ دامن کوہ پر تھے علامت تک باقی نرہی۔

چودھوان سال سنہ ۱۰۵۰ ہجری

۷ جمادی الثانی کو کشمیر کی شرقی سیر کرکے لاہور کو عزم فرمایا۔ ارسلان آقا نصیر روم نے ابتداے ورود سے روز رخصت تک تیس ہزار روپیہ اور ایک مہر وزنی سو تولہ اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا مع دیگر عنایات سے سرفرازی پائی۔ اعظم خان صوبہ دار گجرات کا پیشکش جواہر وغیرہ مع تیس راس گھوڑے کے نظر انور سے گذرا۔ اس شخص نے باید وشاید انتظام کیا۔ جام اور بہارا زمینداروں کی اچھی تادیب کی جام کی دار الضرب جسمین محمود کا سکہ تھا موقوف کیا اور پیشکش قبول کرکے اسکی ملاقات کو حاضر آیا۔ ظفر خان جو دو برس سے معطل تھا اسسال اپنے پرانے عہدہ پر مستقل فرمایا گیا۔ ملکہ بانو بیگم جو کہ آصف خان کی بڑی لڑکی اور ممتاز محل کی بہن اور سیف خان کی بی بی تھی بہشت نصیب ہوئی۔ شاہجہان نے برسم تعزیت آصف خان کے گھر مین قدم رنجہ فرمایا تیسری لڑکی آصف خان کی بزرگ خانم نام ظفر خان کے مکان مین تھی۔ شاہزادہ مراد بخش کو حکم ہوا کہ جگت سنگہ ولد راجہ باسو کی گوشمالی کرے۔ وہ شخص اول ہی شاہزادہ کی خدمت مین حاضر آیا اور مدعاے دلی التماس کیا۔ چونکہ حوصلہ سے زیادہ خواہش کی منظور نہوئی رخصت ہوکر مکان کو چلا گھر پہونچتے سر اوٹھایا لشکر شاہی نے ایسی سرکوبی کی کہ عاجز ہوکر عذرخواہ ہوا۔ جو شاہزادہ کی سفارش سے معاف کیا گیا۔ اور حکم صادر ہوا کہ تارالدہ کہ جو اسکے شور و فساد کا مقام ہے حوالہ ملازمان حضور کرے جگت سنگہ نے منظور کرکے سید خلیل جہان کو قلعہ سپرد کیا اور خود حاضر حضور شاہزادہ ہوا۔ اس شخص نے پہونچتے ہی قلعہ کو بیخ و بن سے منہدم کر دیا بموجب حکم وہان کے پہاڑون کی ضبطی نجابت خان کے متعلق ہوئی اسی سال مین ملا سعد اللہ لاہوری جسکا وطن چنیوٹ تھا۔ موسوی خان کے وسیلہ سے حضور مین پہونچکر خلعت خاصہ و اسپ سے فایز المرام ہوا ایک ہی سال مین ہزاری منصب اور خانی خطاب اور داروغگی خاص پر سرفراز ہوا۔ اور علیمردان خان ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور کابل کی صوبداری پر بعوض سعید خان بہادر ظفر جنگ کے معزز ہوا اور صوبہ کشمیر جو علیمردان خان کے پاس تھا شاہ قلی خان کے سپرد ہوا مگر ہنوز راستہ مین تھا کہ قزاق اجل نے رہزنی کی اور اوسکی جگہ تربیت خان بھیجا گیا۔

پندرھوان سال سنہ ۱۰۵۱ ہجری

شایستہ خان ولد یمین الدولہ آصف خان صوبہ دار بہار نے مرزبان پلانون کی گوشمالی کرکے اسی ہزار روپیہ سالانہ پیشکش کا اقرار کرالیا۔ ۷ شعبان کو یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار استسقا کے مرض مین رہگراے ملک بقا ہوا بادشاہ مکرر اوسکے مکان مین رونق بخش ہوکر عزت افزا ہوا تھا یہ شخص نہ ہزاری نہ ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا

۲۱ جمادی الثانی کو دار السلطنۃ لاہور میں نزول ہوا - علیمردان خان نے کشمیر سے آکر ملازمت حاصل کی اور اصل
واضافہ ملاکر ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب ملا اور صوبہ داری لاہور کی بھی کشمیر کے ضمیمہ میں عطا ہوئی معتمد خان
کی والدہ نے رحلت کی - بادشاہ بتقریب تعزیت آصف خان کے مکان میں رونق افروز ہوا - ۶ ماہ رجب کو اسلام خان
بنگالہ سے آکر دیوانی کل پر معزز ہوا - اول بخشی گری تھا - پہلی شعبان کو شاہ شجاع کے فرزند ارجمند بمقام اکبرنگر تولد ہوا
جسکا نام سلطان زین الدین رکھا گیا اسی سال میں کھلوجی نوکر نظام الملک جو درگاہ عالی میں رجوع ہوا تھا نمک سے مخالفت
کرکے عادل خان کے پاس چلا گیا لیکن وہان ٹھہرنے نہ پایا - بلکہ شاہزادہ اورنگ زیب کی دستگیری سے سیدھا اقلیم عدم کو
سدھارا - طرفہ ماجرا یہ ہے کہ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ صوبہ دار بہار کے سخت زبانی سے درمیان عبدالرحیم اور بیک کے
ناسازکاری ہوئی عبدالرحیم نے اوسکی مصاحبت موجب مضرت سمجھی چند روز پژمردہ دل رہکر گونگا بنگیا ایک سال تک
خلوت اور جلوت میں زبان بند کرلی حتی کہ اوسکی بیان بھی ہیچ پوچ گونگا سمجھے لیکن آخر ایکسال کے بعد بذریعہ اعجاز
حضور والا اعتبار میں اظہار ہوا فرمان احضار کا اصدار ہوا اوسوقت عبدالرحیم نے خاکبوسی آستانہ دولت کے بعد ساری
حقیقت زبان ہندی کی عرض کی اور لوگون کو اپنے گنگ ہونے سے حیران کیا نوین شعبان کو اورنگ زیب کی عرضی
اثنای راہ سے جب دولت آباد جاتے تھے مدین نوید شرف ملاحظہ مین گذری کہ ایزد دادار نے فرزند ارجمند عطا فرمایا -
حضرت نے اوسکا نام سلطان محمد رکھا اسی سال حمزہ نے جو کہ حکام خراسان کی طرف سے سیستان کا حاکم تھا اپنے
آدمی بھیجکر قلعہ بست کو مفتوح کیا دوبارہ ہندیوان نے ہجوم کرکے مردان حمزہ سے قلعہ مذکور چھینکر اپنے تصرف مین
کرلیا غیل نامی جو کسیقدر قندہار کی ریاست رکھتا تھا اور ہندیون کے نزدیک ہمزہ سے محبت موجب حکم بادشاہی
سزایاب ہوا ۱۰ ماہ رمضان کو محمد اورنگ زیب فخرانداز ملازمت ہوا اسی سال مین واقع ارک اکبرآباد آتش لگ گئی اور مطبخی
شاہزادہ شجاع کے جملہ کارخانے اور بہتر آدمی خدمہ محل جلکر انبار خاکستر ہوگئے ۲۵ شوال کو بادشاہ نزول کشمیر ہوا و بقعید
کو شاہزادہ اورنگ زیب نے دولت آباد کی رخصت پائی - ۹ ذیحجہ کو مخیم شاہی عرصہ کشمیر مین ہوا اور طرائف واپس آکر
باریاب حضور ہوا یہ شخص عربستان اور روم ہوتے ہوئے قیصر روم کو خط اور کمر مرصع پہونچا کر مع ارسلان آقا روم کے
سفیر کے واپس ہوا تھا پچاس راس گھوڑے بابت خرید اور دو گھوڑے اپنی طرف سے اور ۹ گھوڑے محمد بادشاہ
حاکم بلخ کی جانب سے نذر گذرانے اور فدائی خان کا خطاب ملا اور ارسلان آقا نے قیصر روم کا خط مع گھوڑے
سمند نام کے پیش کیا بادشاہ کشمیر کی سیر سے دلخوش ہوکر سنگ سفید کی سیر کو نہضت فرما ہوا بروقت معاودت
غیر موسم کے نہایت شدت سے بارش ہوئی راہ ہو مین اسقدر کیچڑ و دلدل ہوا کہ مسافر وہم کے پیر پھسلے جاتے تھے -
غیرون کا کیا ذکر خود بادشاہ نے چھ پہر مین چار کوس طے کیے رات کو قیام ہوا تیسرا دن اس شورش سے منہ کا زور رہا

ادای پیشکش مقررہ مین تہاون کیا تہا اور قطب شاہ بہی کچہہ سازش رکہتا تہا - لہذا مکرمت خان کو جسکا نام ملا مرشد
اور مدت مدید تک مہابت خان کے ہمراہ رہا تہا مع فرامین امید و بیم کے بیجاپور اور شیخ عبد اللطیف دیوان تن کو گلکنڈہ
کی رخصت دی - اور ساہو بہوسلہ باوجود اسکے کہ اوسکا نظام شاہ آقا قلعہ گوالیار مین قید تہا - کسی لڑکے کو اوسکے
خاندان سے لاکر نظام شاہ کے لقب سے بوجہ حصہ ملک پر متصرف ہوا تہا لہذا عساکر منصورہ اوسکی تنبیہ پر مامور ہوا اور قلعہ جنیر
اور سنگمیر اور ناسک اور ترنبک کی تسخیر پر شایستہ خان کو حکم ہوا - معروض ہوا کہ چہ قلعہ مین ساہو اور دو مین بہوجل
اور چند دیگر قلعہ مین اور فتنہ پرداز لوگ متصرف ہین اور وہانکے زبردستون پر زبردستیان کرتے ہین لہذا الہ وردیخان کو
حکم ہوا کہ انکے تسخیر کی فکر کرے نیز ظاہر ہوا کہ عادل خان ساہو کی دلجوئی مین موافق ہے - لہذا سید خانجہان نے مع
مع دس ہزار سوار کے رخصت پائی کہ رندولہ کو جو عادل خان کیطرف سے ساہو کی مدد پر آئین ہین متفرق کردے
اور لوٹ مار کے ملک بیجاپور کو ویران کردے - الہ وردیخان اور شایستہ خان نے بعض بعض قلعہ فتح کرلیے اور جیسا حال دیکہا
درگاہ شاہی مین عرض کیا - اور وہ مقبول بندگان بادشاہی ہوتا رہا اور قلعجات اولیای دولت قاہرہ کے ہاتہہ آتی ہی
شایستہ خان سنگمیر کو چلا اوسکے پرگنات کو فرزندان ساہو وغیرہ کے قبضہ سے نکالا شیخ فرید ولد قطب الدین خان کو ناسک
کی تہانہ داری پر اور احمد خان کو ڈنڈوری اور احمد مہمندر کو انگولہ اور باقی سرگروہ پاینان یمین الدولہ کو جنیر بہیجا اور زمان خان کو
حکم ہوا کہ احمد نگر مین چلا آوے جسوقت وہ قاصد حضور تہا اثنای راہ مین معلوم ہوا کہ ساہو کا لڑکا جنیر گیا ہے پانسو آدمی کو
بہیجا اور ان لوگون نے وہان پہونچکر شہر کو اوس سے حاصل کیا چونکہ ساہو کے عیال جنیر مین تھے باپ بیٹے مدد پکیر جنیر کو
آئے اور ہنگامۂ رزم گرم ہوا - شایستہ خان نے نہایت جلد پہونچکر مقہورون کو مغلوب کردیا اور سنگمیر اور جنیر مع ستر
پرگنہ کے داخل محالات محروسہ ہوا - اور شایستہ خان روانۂ حضور ہوا خاندوران جب قریب اودگیر کے پہونچا یہ حکم ہوا
کہ بیدر کیطرف سے عادل خان کے ملک مین جاکر غارت کرے اور سید خانجہان کو بہی حکم ہوا کہ شولاپور سے جاکر وہان [illegible]
خان دوران بموجب حکم لوٹ کہسوٹ کر فیروزآباد کو جو بیجاپور سے ۱۲ کوس ہے چلا گیا اسی ضمن مین مکرمت خان کو نوشتہ آیا
کہ عادل خان نے اطاعت قبول کی لہذا حسب الحکم اوس ملک کی خرابی سے ہاتہہ اوٹہایا حکم ہوا کہ اوسکے قلعہ اودگیر
کی کشایش کرین - سید خانجہان نے قلعہ شولاپور تسخیر کرکے لوٹتے وقت رندولہ سے مقابلہ کیا اور وہ اس لڑائی مین
زخمی ہوا اور خانزمان احمد نگر سے جنیر کو روانہ ہوا اور شاہ بیگ خان کو چیار کونڈہ کی تسخیر پر روانہ فرمایا وہان کے لوگون نے امان
چاہی قلعہ حوالہ کردیا خانجہان کو حکم پہونچا کہ عادل شاہ کی ولایت خراب اور ساہو کی تادیب کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی
قلعہ اور لوکاپور پر قبضہ ہوا اور ساہو کو شکست دی جسوقت دریای بہیمرہ پر نزول ہوا خانزمان کے نام فرمان صادر ہوا
کہ عادل خان کو روانۂ حضور کرے تاکہ بالمشافہہ تسخیر جنیر وغیرہ کے بارہ مین ارشاد ہو اور حسب التماس عادل خان کے عہدنامہ مزین
بہ پنجہ شاہی مصحوب محمد حسین سلدوز کے بہیجا گیا اسی زمانہ مین شیخ عبد اللطیف سفیر نے گلکنڈہ سے مراجعت کرکے نقد و جنس

اس جشن مین یمین الدولہ کیطرف سے پانچ لاکھ روپیہ اور دیگر امرا اور شاہزادون کیطرف سے نذر ہوا۔ بادشاہانہ الطاف سے بھی ہر ایک مشمول ہوا نجابت خان نے قلعہ شیرگڈہ کو جو ولایت سری نگر کی سرحد پر ہے فتح کیا اور حصار کالپی قبضہ مین لاکر قلعہ سانیور پر بھی متصرف ہوگیا جب لنگا اور ہردوار سے پار اوترا خبر آئی کہ کسی گروہ نے رہگذار اوس ملک کی مسدود کی ہے مستعد پیکار مین لہذا اونکے سر پر ہو پہنچکر بے محابا جنگ شروع کی اکثرون کو قید کرلیا۔ تب تو سردار کو دوری سوجھی مارے ڈر کے پیغام دیا اور دس لاکھ روپیہ بادشاہ کو اور ایک لاکھ روپیہ مہابت خان کو دینے کہا آخر شرط یہ ہوئی کہ جب تک شرط ادا ہو قیام اسی مقام پر رہے اس گفتگو سے فریب کھایا کہ بسبب اقامت دراز کے لشکر کو غلہ وغیرہ کی تنگی ہوگی اور برسات جو شروع ہوئی گھبرا کر ٹھہر نہ سکین گے آخر یہی حال ہوا کہ خانصاحب کی بے تدبیری سے ناکامی نے منہ دکھلایا لاکہ کا گھر لیک مین ملایا جمع کثیر ماری پڑی جب بادشاہ کو اس نادانی کی خبر ملی منصب چھین گیا میرزا خان نبیرہ خانخانان عبدالرحیم کو فوجداری عطا ہوئی اسی سال ججہار سنگہ بندیلہ مع اپنے لڑکے بکرماجیت کے باغی ہوا عبداللہ خان بہادر اور سید خانجہان اور خان دوران بہادر اوسکے استیصال کو معین ہوئے اور اس خیال سے کہ باہم نفسانیت کرکے کار سرکار مین خلل انداز ہون شاہزادہ اورنگ زیب کو اس فوج کا سردار بنایا اور حسب قاعدہ جشن وزن انجام سال چہل وپنجم و آغاز چہل وششم ہوا اور دریافت کیفیت ملک کو مخصوص تازہ مفتوح کے انکشاف حال کو واقع ۱۰ ربیع الثانی بسواری بدیہہ عازم دولت آباد ہوا اس عزیمت کی تاریخ ہے بادشاہ جہان این سنہ مبارکباد۔ ہم سرداران فوج نے جو بندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے تھے ججہار سنگہ اور بکرماجیت کو کسی جنگل مین پاکر قتل کیا اور دونو سر لشکرون کے بمقام سہور حضور شاہی مین آئے ایک کرور روپیہ نقد اور بیس لاکھ کا ملک ضبط ہوا عرایض اورنگ زیب سے اودھر کی کیفیت سیر و شکار کی کثرت بسنگ عزیمت شاہی ۵ جمادی الاولے کو موضع باڑی سے اودہر کو متوجہ ہوئی

	سال نہم سنہ ۱۰۴۵ ہجری	

۲۵ جمادی الاولے کو نواحی اندوجہ مین داخل ہوئے نرسنگہ دیو جد بکرماجیت پدر ججہار سنگہ کا بنایا ہوا مندر کھودا گیا ۳ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب دہاموتی سے معاودت ہوکر مشرف ملازمت ہوا ۵ شعبان کو لشکر شاہی دریائے نربدا سے پار ہوا دسوین شعبان کو برہانپور کے شکارگاہ سے بالاگہاٹ کو متوجہ ہوئے دولت آباد کے قریب خانزمان ولد مہابت خان صوبدار نے ادراک کورنش کی عادل شاہ نے

یون لکھا ہی زمانہ آرام گرفت ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ منصب اور خانجہان کا خطاب تھا اسکی لاش دکن سے دہلی مین آکر دفن ہوئی

آٹھوان سال

پنجم جمادی الثانی کو لاہور منزل ہوا بالاگہاٹ کی صوبہ داری جو کہ سرکار دولت آباد و احمد نگر و پٹن و مرد و خالیاپور و جیر و سنگمیر و فتح آباد مع توابع برار اور تمامی تلنگانہ وغیرہ مراد ہی اور جسکی جمع اوسوقت مین ایک ارب بیس کرور دام تھی خانزمان ولد خانخانان کو سپرد ہوئی اور پایان گہاٹ کی صوبہ داری خاندوران کو ملی اوسکے عوض مین الہ وردی خان قراول بیگی مالوہ کا صوبہ دار ہوا ۷ جمادی الثانی کو شاہزادہ شجاع دکن سے آکر مشرف ملازمت ہوا اور ۳ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب منصب دہ ہزاری ذات اور چار ہزار سوار سے سربلند ہوا اور چوتھی رجب کو تربیت خان جسکا جانا پدر محمد خان والی بلخ کے پاس پیشتر لکھا گیا ہی واپس آیا منجملہ تحایف کے جو ہمراہ لایا تھا ایک مصحف تھی ملک شاد خانم کی لکھی ہوی یہ عورت بنت محمد سلطان میرزا ابن جہانگیر مرزا ابن صاحبقران امیر تیمور گورکان کی تھی وہ مصحف کمال عمدگی مین بخط ریحان تحریر اور خاتمہ پر حسب و نسب واضح مرقوم تھا شاہجہان اس تحفہ سے نہایت خوش ہوا ۷ شعبان اکبرآباد کو عزیمت ہوئی ۲۶ ماہ رمضان کو واقعہ موضع باول ۔ دختر سلطان پرویز کے شکم سے شہزادہ داراشکوہ کے لڑکا پیدا ہوا جسکا نام سلیمان شکوہ رکھا گیا اسکے اکبر تبر تضاعف کرنے سے تاریخ نکلتی ہی ۱۳ شوال کو اکبرآباد مین نزول ہوا بتقریب جشن نوروزی کے اوس تخت مرصع پر جلوس جسکا طول کچھہ زیادہ تین گز اور عرض ڈہائی گز اور ارتفاع پانچ گز تھا سات برس مین ایک کرور روپیہ کی لاگت سے بنا تھا جس پنجہ پر کہ پشت پناہ کرتے ہین دس لاکھ نقد صرف ہوا تھا جملہ جواہرات سے جو اس تخت مین تعبیہ تھا ایک لعل قیمتی لاکھ روپیہ کا تھا جو کہ شاہ عباس ماضی نے رسل سگ کی معرفت جہانگیر کو تحفہ بھیجا تھا اور جہانگیر نے فتوح دکن کے جلدو مین شاہجہان کو عطا فرمایا تھا اول وہ امیر تیمور کے ہاتھہ لگا اوسپر مرزا شاہرخ اور مرزا الغ بیگ اوسکے لڑکے تانی کا نام کندہ تھا جب شاہ عباس کے پلے چڑھا اپنا نام کہ کرایا جب شاہ جہانگیر کے حضور مین آیا انکا نام مع والد رضوان مقام کے مزین ہوا آخر نام شاہجہان کا لکھا گیا اور اس تخت پر نصب ہوا تخت مذکور کی تاریخ محمد جان قدسی نے یون ترتیب دی ہی ؎ چو تاریخش زبان پرسید از دل ؞ بگفت اورنگ شاہنشاہ عادل ؞ دیگر ؎ سریر ہمایون صاحب قرانی ۱۰۴۴ اس سال یمین الدولہ آصف خان کو خانخانانی اور سپہ سالاری ملی اور اسکے مکان پر بندگان شاہی کا نزول ہوا

ﮧ سپہ التماس ن

انہ شجاعت رستمانہ بہادری خطاب عطا فرمایا۔ اور طلاے خالص سے تول مستحقین خیرات ہوا

س طلاکی پانچہزار اشرفی ہوئین تحسین میرزا ابوطالب کلیم نے اس حکایت کو بڑے رتبات سے منظوم لیا

۲۱ صفر کو بموجب التماس خانخانان کے شاہزادہ شجاع کو منصب دہ ہزاری ذات اور پانچہزار سوار اور

چھ لاکھ روپیہ عنایت ہوا انھین دنون مین صادق خان نبیرۂ آصف خان نے رحلت کی تاریخ ہے

ے دیگر نشود سفید صبح صادق ۔ شاہجہان نے بنابر پاس مراتب مخصوص جعفر خان جوکہ یمین الد

داماد تھا اور بادشاہ کا ہمزلف اورنگ زیب کو شہزادہ کے ہمراہ روانہ کیا اور جعفر خان کو خلعت خا

درچار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا لطف ہوا اور دیگر اولاد کو بھی رعایت ہوئی جشن وزن قمری با

ختتام اور آغاز سال نو کے منتظم ہوا چونکہ یہ قاعدہ تھا کہ جب تک شاہزادے کسی خدمت پر م

ن منصب نیا دین لہذا شاہزادہ شجاع نے جب مہم دکن کی اجازت پائی منصب پایا اور

دارا شکوہ ہنوز ہزار روپیہ یومیہ پاتا تھا بادشاہ تو نہایت چاہتا تھا دوری گوارا نہ تھی اور نہ یہ کہ منصد

رہے لہذا بارہوین ربیع الثانی کو منصب دوازدہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار پر کامرانی

در سرکار حصار بموجب قاعدہ مستمرہ بری تھی گو جاگیر ہوئی ہے اسکے بتول مین مقرر کی اور اسی سال اسلام

میر بخشگی کے عہدہ پر مقرر ہوا تار اسکی بخشی ممالک پر

ساتواں سال

ی شعبان الہ آباد سے جانب پنجاب نہضت ہوئی ۲ شوال دولتخانہ لاہور مین نزول ہوا

صوبہ دار کابل جو ہنوز محروم ملازمت تھا اور فتح خان صاحب صوبہ ملتان دونو مشرف کورنش ہوئے

بادشاہ کی طبیعت درویشون سے زیادہ متوجہ تھی ۱۷ شوال کو میان میر کے کنج خلوت مین بجز تسبیح

اور دستار کے کوئی چیز نگذرانی اور ۱۹ کو شیخ بلاول کے خدمتمین دو ہزار روپیہ نذر گذرانی اور حسب التما

یمین الدولہ آصف خان کے مکان پر تشریف لاکر آبرو بڑھائی ۲۴ کو سیر کشمیر کو نہضت فرمائی مرحلہ

سے قطع راہ ہوکر ۸ ذی حجہ کو دولتخانہ کشمیر مین قدم رونق بخش ہوئے اسی سال مین شاہزادہ

ع نے قلعہ پرینڈہ پر بہت کچھ زور مارا مگر پیش نگیا آخر کار مہابت کی بموجب صلاح برہانپور کو واپس ہوا

جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی مہابت خان کو معاتب کیا اس قصور پر کہ بندگان شاہی سے متفق نہ تھا

اور شاہزادہ کو فتح قلعہ سے مجبور کیا اور شاہزادہ کو مع بندگان شاہی کے حضور مین طلب فرمایا اور حسب دستو

انجام سال و آغاز سال نو کا جشن ۲۳ ربیع الاول کو ویرناگ جاکر دار السلطنت لاہور کو متوجہ ہوا اسی

قرب مین مہابت خان نے قضا کی مہابت سے جان دی اسکا نام زمانہ بیگ تھا معتمد خان نے تاریخ

اونکے شر و فساد سے بچا پایا۔ خانجہان سید ھے سرونج کالپی سے بوندیلہ کے ملک مین آکر بے محابا لڑا اوٹھا
اور بکرماجیت ولد جھجار سنگھ اونکے تعاقب مین ملک رہیلہ مین جہان خانجہان کے چنداول تھے پہونچا اور دریا
لے محابا اوسپر دوڑا اور جنگ رستمانہ شروع ہوئی اثنائے جنگ مین بندوق فنا سے عدم کی راہ لی بوندیلہ
کی سپاہ نے دریا کو خانجہان سمجھکر اوسپر ہجوم کیا خانجہان فرصت پاکر جان سلامت بچا لیگیا۔ بکرماجیت
بوندیلہ نے جگراج کا خطاب پایا اور ہزاری ذات اور ہزار سوار دو ہزاری دو ہزار کا اضافہ ہوا۔ امسال
اعظم خان کی سعی سے قلعہ دہارو فتح ہوا اور قلعہ دار اور عیال و اطفال سمن عم ملک بدن نظام الملک کی جدہ
مادری جو قلعہ مین تھی قید ہوئی اسکے عوض مین اعظم خان اضافہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار کا ہوا
دیگر ملازمان نے بھی حسب لیاقت ترقی پائی اور قلعہ دہارو کا نام فتح آباد مقرر ہوا۔ جو خانجہان نے دریا کے
مارے جانے سے فرار کیا اولیائے دولت قاہرہ اوسکے پاشنہ کوب ہوئے ایکروز نہایت سخت بھاگا بھاگ
مچائی دوسرے روز سستی سدراہ ہوئی زخمیون اور شکست قدمون کو بیشتر روانہ کردیا سید مظفر
بارہہ فوج ہراول سے بیشتر خانجہان لودی سے جاکر بھڑ گیا لودی بھی چھ سو سوار جرار سے مقابلہ مین آیا
ایسی کوشش کی کہ رستم و افراسیاب کا نام روشن کیا اکثر ہمراہی زخمی اکثری شہید ہوئے سرداران
شاہی مین سے ایک خالنعالم کا خویش اور دوسری درگا نبیرہ راٹھور ال تردادت مردانہ مین کام آئے اور صدر خان
روہیلہ لودی کا جو پشت پناہ تھا مع دو پسر خانجہان کے سیدھا عدم کو سدھارا خانجہان اس معرکہ سے
پھر روبراہ ہوا اکثر اوسکے ہاتھی مع اسباب زائد کے راستہ مین چھٹ گئے ایسی رداروی مین اوسکا اتفاق
کالنجر مین ہوا وہان کا حاکم نیار خان خبر پاکر سزا کے واسطے برآمد ہوا یہان کی لڑائی مین اسکا لڑکا حسن خان مارا گیا
اور بالضرور طبل و علم وغیرہ اسباب حشمت چھوڑکر بیس کوس تک یک جہت یکدم چلا گیا شام کو تالاب کے
کنارے پہونچا اپنے رفقا سے کہا کہ اب بیشتر جانے کی طاقت نہین ہے قضا در پی عداوت ہے صبح زیست کی
شام قریب ہے اب تمھاری مدد بیفائدہ ہے عبث اپنے تئین رنج نہ دو میری رفاقت سے منہ پھیرو سپاہ شاہی
عقب سے آیا چاہتی ہے کشتی حیات بحر فنا مین ڈوبتی ہے تمکو رخصت دیتا ہون اپنی راہ لو۔ آخر کو تلوار کے
گھاٹ اوترنا ہے بہتر کہ اول ہی بیڑا پار ہو ایسے کلام سے جنہین زندگی پیاری تھی جدا ہوئے جنکی سرشت مین
وفا تھی فنا ہوئے جب سید مظفر پہونچا اور سپاہ نمود ہوئی خانجہان لودی نے مع عزیز خان اپنے فرزند کے
اعدا کے مقابلہ پر آیا اور جی کھول کر لڑا جب دیکھا اقبال برگشتہ ہے گھوڑے سے اوتر پڑا مخالفون نے چار طرف سے احاطہ کرلیا۔
جب تک ہاتھ پاؤن چلے تیر و کمان سے فوج شاہی کو کشاکشی مین رکھا ہر گوشہ سے چلانے کی صدا آتی رہی۔
تا آنکہ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور عزیز خان اور راے مل کا سر اوتارا گیا جسوقت خانجہان کی خانی تمام ہوئی تھی

سعید خان کے ہاتھ سے مع ہمراہیون کے سزاے اعمال کو پہونچا برسات کے بعد یمین الدولہ آصف خان نے جسکی ریاست ہر ایک طور پر کل لوگون پر مسلم تھی کل فوج موجودہ بالاگھاٹ کی سرکردگی مین امتیاز سرداری پائی نوین ربیع الثانی کو جشن وزن قمری بابت انجام سال چہلم اور شروع اکتالیسوین کے منتظم ہوا جب مقرب خان اور بہلول نے جالناپور سے پاتھرے کی راہ لی اعظم خان نے اس قرار سے مطلع ہوکر تعاقب کیا خانجہان واقع مہاگانون اون دونون کا انتظار کھینچ رہا تھا کہ ناگاہ لشکر شاہی نمودار ہوا جب راہ بہانی لڑنے کو آمادہ ہوا جب معرکہ رزم گرم ہوا بہادر خان روہیلہ دلو شجاعت تیر کے دو زخم سے مجروح ہوا۔ ہرراس جھالا نے عمدہ چپقلش کی آخر کو جان نثار ہوا۔ اسیوقت اعظم خان نے بہونچکے لگی ہوئی آگ زیادہ بھڑکا دی خانجہان نے بیتاب ہوکر فرار کی راہ لی اسوقت مین بہادر برادرزادہ خانجہان کے گولی لگی میدان مین بیٹھہ گیا اسدم پرسرام نامی راجہ بہار سنگہ کا سپاہی آپہونچا اور اوس سے ٹہرا بہادر نے بہادری کی جمدھر اوٹھا مارا پرسرام نے بھی اوسکے حلقوم پر جمدھر مارا بیچارہ عدم کو سدہارا خانجہان پہاڑون مین جاچھپا۔ اولیاے دولت بادشاہی نے چندے تعاقب کرکے معاودت کی اعظم خان نے آسودگی سپاہ کو کسی جامقام کرکے کیفیت گذشتہ حضور مین لکھی اوسکے عوض مین اسپ و فیل و خلعت و شمشیر عطا ہوا جو خانجہان نے دولت آباد کا ارادہ کیا اعظم خان نے بھی کوچ کیا مگر چونکہ دولت آباد مین قحط کی خبر سنکر وہان کا جانا ملتوی رکھکر بہلول و مقرب خان کے بہلانسے کو کی راہ پکڑی اسی قریب مین ساہوجی بھوسلہ جو نظام الملک کی فوج ہنود کا سرخیل تھا حاضر حضور ہوکر پنجہزاری منصب حاصل کیا اور اوسکے اقارب کو بھی زر وعزت سے قربت ہوئی اور سید مظفر خان ہزاری ذات اور پنجہزاری منصب سے ممتاز ہوا اور میر جملہ چار ہزاری ہوا باقر خان صوبہ دار اوڈیسہ کی سعی سے

قلعہ منصور گڈہ فتح ہوا۔

	چوتھے سال ۱۰۴۰ ہجری	

جب خانجہان کی شومی تقدیر نے نظام الملک کی ولایت کو بھی پامال کیا اور نظام الملک سے کچھ دعوے کا انتظام نہوسکا خانجہان کو نظام الملک کی دوستی پر اعتماد نرہا ڈر گیا کہ ایسا ہوا سود مین مجھے ضرر ہوجاے لہذا مالوہ کو سدہارا اودہر سے عبداللہ خان بہادر نے جو بالاگھاٹ تعاقب کیا اور سید مظفر خان بارہہ حضور سے مع دیگر فوج کے لودی کی مہم کو رخصت ہوا باہم ملحق ہوکر سرونج مین آئے خبر پائی کہ باغی لوگ پچاس ہاتھی سرکاری شہر سے لوٹ لیے اور خواجہ عبدالہادی ولد صفدر خان نے باپ کی نیابت مین شہر کی حفاظت بخوبی کی سکتا ہے

بعد زمین بوسی بھی منع ہوا۔ چار مرتبہ سلام کرنا مقرر ہوا۔ بیشتر صبح سے بیدار ہوکر ادائے مسنونہ
اور نوافل کرتا تھا۔ اکثر اوقات اوراد و وظیفہ مین مصروف رہتا فن موسیقی مین مہارت تمام تھی۔
علم موسیقی کی طرف طبیعت عالی زیادہ متوجہ تھی بختاور خان خواجہ سرا مورخ مراۃ العالم لکھتا ہے کہ بعض
صوفیون کو اسکے بحال و جا مین جانفشانی ہوئی اول جلوس کے اسی سال مین نذر محمد خان برادر خرد امام قلی خان
والی توران نے جہانگیر کی خبر رحلت سنکر کابل پر لشکر کشی کی مہابت خان اوسکی مدافعت پر مقرر ہوا۔
کی تاریخ طالب کلیم نے (لشکر فتح مین) پائی۔ خانزمان ولد مہابت خان منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا
نذر محمد خان نے قلعۂ کابل کو دو تین مہینے تک گھیرا آخر کو بے حصول مدعا واپس ہوا مہابت خان نے
اوسکی بازگشت سنکر سرہند مین قیام کیا اور لشکر خان صوبہ دار کابل جو مہابت خان سے پیشتر رخصت ہوا تھا
بلا انتظار مہابت خان کے کابل مین داخل ہوا دونو کی تحریر سے حقیقت حال حضور مین واضح ہوئی چونکہ رعایائے
کابل نے تورانیون کی آمد سے خسارہ پایا تھا بموجب تجویز خاص میر محمد زاہد کے ایک لاکھ روپیہ خزانہ کابل
سے بیچارہ ستمزدون کو عطا ہوا اور اسے سال کے غرہ رجب کو شاہزادگان والاشان محمد داراشکوہ اور
شجاع الملک اور اورنگ زیب یمین الدولہ کے ہمراہ لاہور سے اکبرآباد آکر آغوش پدری مین سرفراز ہوے
اور یمین الدولہ کا سر جو اوسی بادشاہ کے سپر مین رکھا تھا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر خلعت خاصہ
جیغہ قب مرصع اور خنجر و شمشیر مرصع مع جواہر بنا مزید اور علم و نقارہ و تومان طوغ اور اسپ خاصہ جنکا
زین مینا کار طلائی اور مرصع تھا مع فیل خاصہ زرین ساز مرحمت فرمایا اور وکالت کے عہدہ پر سرفراز ہوا
درمہر اورنگ جو ممتاز محل والدۂ شاہزادگان کے پاس تھی بموجب عرض ممتاز محل کے اوسکے سپرد ہوئی اور لقب [illegible]
مخاطب ہوا اسکا بڑا لڑکا شایستہ خان خلعت فاخرہ اور خنجر و شمشیر مرصع اور اضافہ منصب پنجہزاری اور
چار ہزار سوار سے اور علم و نقارہ و اسپ با زین مطلا اور فیل سے ممتاز ہوا بارھوین رجب سنہ ۱۰۳۸ ہجری کو جشن نوروز
ترتیب ہوا دریا خان روہیلہ کا جو کور نمکی سے خانجہان لودی کو ملا تھا قصور معاف ہوکر منصب چار ہزاری
سے سرفراز ہوا اور مرزا رستم صفوی بھی بہار سے آکر مشرف ملازمت ہوا چونکہ یہ شخص ضعیف سن ہوا تھا
ا لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہو گئی ماہ رمضان کی پندرہ ... مہابت خان نے
خانجہان کے دکن اور خاندیس کی صوبہ داری ... اوسکا لڑکا
تعینات ہوا۔ اس برس مین ججھار سنگہ
سے مفرور ہوا جسکی تادیب کو مہابت
ججھار سنگہ نے جب طاقت گریز اور

اور میرزا عیسی ترخان کو منصب چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار اور ایالت ملک ٹھٹہ دیکر رخصت کیا
اور خدمت پرست خان کو آصف خان کے پاس لاہور بھیجا اور دستخط خاص سے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ اسوقت
مین شر و فساد کا احتمال ہی اگر داور بخش ولد خسرو اور شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ شاہزادگان دانیال کو
روانۂ صحراے عدم کرین صلاح دولت ہی اس حکم کے پہونچنے کے بعد بائیسوین جمادی الاول سنہ ۱۰۳۷ ہجری
اتوار کی روز دیوان خاص و عام مین امرا کے اتفاق سے شاہجہان کے نام سکہ اور خطبہ پڑہا گیا اور داور بخش کو
جو چند روز فرمان روا رہا تھا محبوس کیا اور چھبیسوین جمادی الاول ۲۶ بدہ کے دن اوسکو مع گرشاسب اور
شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ پسران دانیال کے زاویہ نشین عدم کیا اسوقت مین لشکر شاہجہان
ملک رانا کے حدود سے کوچ درکوچ مع مہابت خان سپہ سالار کے اجمیر کے راستہ سے باغ نور ظاہر واقع
اکبر آباد مین پہونچا اور صبح کو فیل سوار جس حویلی مین شاہزادگی گذری تھی بانتظار ساعت جلوس داخل ہوے
اور آٹھوین تاریخ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ ہجری دوشنبہ کے روز اکبر آباد مین جلوس فرمایا اسوقت مین
عمر شاہجہان کی ۳۶ برس شمسی اور ۳۷ برس دو مہینے آٹھ روز قمری کی تھی - حکیم رکنائی مسیح تخلص نے
تاریخ جلوس کی یہ کہی ہی ع بہر سال جلوس او گفتم : درجہان بادشا جہان باشد اور شیخ عبد الحمید
اوسکے شاہنامہ نویس نے روز دوشنبہ پچیسوین بہمن بائی ہی بعد جلوس آصف خان برادر نور جہان بیگم
کے نام فرمان صادر ہوا کہ مع شاہزادہاے والا تبار کے حاضر ہو اور اوسکے القاب مین یہ فقرہ لکھا گیا -
عضد الخلافتہ یمین الدولہ عموی دانا آصف خان اور اوس فرمان مین یہ بھی تحریر ہوا کہ جو خلعت روز جلوس
کے مابدولت نے تن زیب کیا تھا تمھارے واسطے ارسال ہوتا ہی اور جسقدر رتم عمو سے عنایت ہوا اوس سے
زیادہ گنجایش ہی مگر قلیل البضاعت فی الحال منصب ہشت ہزاری ذات اور سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ
عنایت ہوا اور بندرگاہ لاہری بھی بطور انعام عطا ہوتا ہی - مہابت خان کو خطاب خانخانان سپہ سالار
اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور اجمیر کی صوبہ داری اور خلعت خاصہ مع چارقب طلائی اور خنجر و
وشمشیر مرصع اور علم ونقارہ اور اتومان طوغ کے عنایت ہوا - خانجہان لودی باوجود سرکشی اور تمرد کے
منصب ہفت ہزاری سے مشرف ہوکر صوبہ داری دکن پر مستقل رہا - اسیطور ہر ایک امرا نے
بمقتضاے وقت ترقی پائی اول جو حکم صادر ہوا سجدہ کی ممانعت تھی کہ یہ آداب صرف ذات خدا کو شایان ہی
مہابت خان نے عرض کیا کہ اگر بجاے سجدہ کے زمین بوس کا حکم ہو تو ہر خادم مخدوم کی امتیاز مین مناسب ہی
یہ عرض قبول ہوئی مقرر ہوا کہ دونو ہاتھ زمین پر رکھکر پشت دست کو بوسہ دین اور سادات و علما و مشایخ
اور درویش اس آداب سے مستثنے ہوئے اونکو بوقت آنے کے سلام اور رخصتی فاتحہ مقرر ہوا اور چند سال

کے ہمراہ جہانگیر کا جنازہ لاہور مین پہونچایا گیا دریاے راوی کے کنارے شاہدرہ کے پاس قاسم خان
کے باغ مین جہان نورجہان بیگم بیبی تھی دفن ہوا اور عمارات عالیہ اوسپر تعمیر ہوئی تاریخ رحلت جو
ملاکشفی نے کہی ہے اوسکی آخر بیت یہ ہے چو تاریخ وفاتش جست کشفی ٭ خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت

ذکر سلطنت ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ صاحبقران ثانی

جہانگیر کی رحلت کے بعد آصف خان اور ارادت خان باہم متفق ہوکر داور بخش ولد خسرو کو لوازمہ شاہی سے خوشنود
کرکے پیشتر کو چلے اور بنارسی نام ہندو کو جو نہایت تیز رفتار بدرجہ صبا تک تھا شاہجہان کے
حضور مین پہونچ کر رحلت جہانگیر سے آگاہ کیا اور جسد جہانگیر کو مقصود خان کے ساتھ روانہ کیا ۔
چونکہ امراے عظام جانتے تھے کہ آصف خان نے بنابر استحکام محبت شاہجہان سے یہ تدبیر کی ہے
آصف خان سے ملگیا اور آصف خان نے بسبب عدم اطمینان نورجہان بیگم اپنی بہن کا نظربند کیا
اس نظر سے کہ کوئی اوسکے پاس آمد و رفت نکر سکے ۔ نورجہان بیگم چاہتی تھی کہ اوسکا داماد شہریار سلطان
بادشاہ ہوا اور شہریار مرقوم اپنی بی بی کے اغوا سے جملہ خزاین شاہی اور کارخانجات ہو بات پر جو لاہور
مین تھا دست دراز ہو بیٹھا ۔ ایک ہفتہ مین ستر لاکھ روپیہ منصبداران قدیم و جدید کو دیا جب شاہجہان
کی حکومت ہوئی بیتالیس لاکھ واپس ہوکر داخل خزانہ ہوا ۔ شہریار نے بایسنغر ولد سلطان دانیال کو
جو بعد رحلت بادشاہ کے مفرور ہوکر لاہور مین آیا تھا بجاے خود سردار بناکر دریا کے پار اوترا شہر سے
تین کوس پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ مین فوج شہریار کی برہم ہوئی شہریار جو شہر کے باہر کھڑا تھا ات
دو ہزار سوار لے قلعہ لاہور مین آیا رات کو ارادت خان قلعہ مین جاکر اوسے قابو مین لایا اور صبح کو امراے
داور بخش کو تخت نشین کیا اور شہریار کو دست بستہ واسطے اداے کورنش کے لاے اور بعد دو روز کے
آنکھین نکلوادین اور چند روز کے بعد طہمورث اور ہوشنگ ولد سلطان دانیال بھی مقید ہوئے شاہجہان
نے جب بنارسی کی زبان سے یہ خبر پائی گجرات کی راہ سے اکبرآباد کو عازم ہوا اور جان نثار خان کو مع فرمان
عطوفت عنوان کے خانجہان لودہی کے پاس جو دکن کا صوبہ دار اور بموجب حکم جہانگیر اور نورجہان بیگم کے
شاہجہان کے استیصال پر معین تھا روانہ کیا اوسنے راہ سلامتی سے دور ہوکر سلطان دکن نظام الملک سے
موافق ہوکر ولایت بالاگھاٹ کی اوسے دی اور خود برہان پور آیا اسی نزدیکی مین دریا خان روہیلہ بھی
جو قبل وفات جہانگیر کے شاہجہان سے جدا ہوکر نظام الملک کی ولایت مین رہتا تھا خانجہان سے ملحق
ہوکر مصدر فساد ہوا اور جان نثار خان کو بدون لکھنے جواب کے مرخص کیا شاہجہان نے احمدآباد پہونچکر
ناہر خان کو جو شیر خانی کا خطاب رکھتا تھا پنجہزاری منصب اور گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا

راجہ ابوالحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کو معذرت کرکے مع جواستہ کے روانہ حضور کیا اور خود
ن درکوچ ٹھٹھہ کو عازم ہوا۔ قبل اسکے پہونچنے کے شاہزادہ شاہجہان جیسا کہ لکھا گیا ہی دکن کو معاو
تھا اور مہابت خان ٹھٹھہ مین پہونچکر بلا اجازت شاہی ہندوستان آیا اور بغاوت ظاہر کی اوسوقت
شاہ نے فوج جرار اوسکی گوشمالی پر مقرر کی خانخانان عبدالرحیم نے جو مہابت خان کیطرف سے زخم خ
لکھا تھا اپنے ذمے لیکر رخصت ہوا مہابت خان کی جاگیر اور اجمیر کی صوبہ داری خانخانان کو مرحمت ہوئی
خانخانان قطع راہ کرتا ہوا اجمیر مین آیا مہابت خان نے ٹھٹھہ سے اجمیر کی طرف آیا تھا بیتاب ہوکر
ملک رانا کے پہاڑون مین جا بیٹھا اکیسوین سال جلوس مین بہتر برس کی عمر پاکر خانخانان اوسی اطراف مین
رکہراے عدم ہوا اوسوقت مہابت خان نے عرائض عذرخواہی ارسال کیے اور آخر کو بموجب حکم درگاہ کو
راہی ہوا تھا مگر جوہیر مین پہونچکر شاہجہان کی ملازمت مین کامیاب ہوا جب یہ خبر بادشاہ کو ملی۔
خانجہان کو سپہ سالاری کا خطاب اور دکن کی صوبداری ملی اس شخص کو شاہزادہ شاہجہان سے مدت تک الٰہی رہی

جہانگیر بادشاہ کا دار بقا کی راہ لینا

بائیسوین سال جلوس کو حسب عادت معہودہ بادشاہ کشمیر کو گیا وہان پہونچکر عارضہ ضیق نے زیادہ
زور کیا روز بروز ضعف نے طاقت دکھلائی اوایل زمستان مین ہندوستان کی معاودت ہوئی۔ [۲۲]
جب مقام بیرم کلہ مین آیا اوس سرزمین مین پہاڑ کے نیچے ایک نشیمن بندوق اندازی کے واسطے مقرر تھا
اور یہ بھی مقرر تھا کہ زمیندار لوگ آہوون کو نکال کر پہاڑ کی چوٹی پر لاوین اور بادشاہ نشانہ مارتا
اور آہو زخمی ہوکر معلق زنان زمین پر آگرتا تھا اوسوقت مین بھی کسی پیادہ نے آہو کو ہنکا کر کہڑا کیا
مگر اچھی طرح سے نظر نہ آتا تھا پیادہ نے چاہا کہ آگے بڑھکر اور بھی تھوڑے فاصلہ پر آہو کو لاوے
قضارا تیر اوسکا اوکھڑ گیا وہ پیادہ اجل گرفتہ اوس پہاڑ سے لڑھکتا ہوا زمین پر آپڑا [illegible] جانگاہ
بادشاہ اس حال سے نہایت ملول ہوا عیش شکار ہیچ ہوئے ترک شکار کرکے دولتخانہ مین آیا۔ اور بیرم کلہ
سے کوچ کرکے ٹھٹھہ ہوتے ہوئے اجوری مین آیا وہان سے حسب دستور سہ پہر کو روانہ ہوا اثناے راہ مین
شراب پیتے بدمزگی حاضر ہوئی آخر رات کو دگرگون حال ہوا صبح کے وقت چند مرتبہ نہایت سختی سے
سانس چلی اور چاشت کے وقت اتوار کے دن ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۶ ہجری کو ۶۲ برس کی عمر مین روضہ
رضوان کی راہ لی نورجہان بیگم نہایت رنج وبکا مین ہوئی ناخن غم سے چہرہ پر خراش کیے رنج وغم
آہ جانسوز نے بلندی فرمائی درد دل نے سینہ پیر چرخ مین آگ لگائی ؎ سینہ از لغاب سنگ منزد ٭
ی پر رخ گلرنگ منزد ٭ اسوقت مین ہرچند آصف خان اپنے بھائی کو بلایا مگر وہ نہ آیا آخر کو مقصود

شاہزادہ کا لشکر غالب آیا اتفاق کی بات دیکھیے کسی طرف میدان لڑائی مین ایک بندوقچی پڑا تھا
جسکی بندوق بھری ہوئی اور فتیلہ روشن تھا جیونہین بکرماجیت اوسکے قریب گیا قضارا بندوق چل گئی
چھاتی کے پار ہوئی جان نے جدائی کی اس واردات سے لشکر گھبرایا فوج بے سر ہوئی شاہزادہ نے فرار کی راہ لی فوج
بھی پیر اوٹھائے ماندو کو روانہ ہوا بادشاہ اس فتح سے اجمیر کو متوجہ ہوا اونہین دنون سلطان پرویز کو
پٹنہ سے جو حضور مین آیا تھا مہابتخان اور راجہ نرسنگہ دیو بوندیلہ اور راجہ گج سنگہ راٹھور اور راجہ
جی سنگہ کچھواہہ وغیرہ کے ہمراہ شاہجہان کے تعاقب پر متعین کیا اور مہابتخان مدار المہام اور شاہزادہ کا
اتالیق مقرر ہوا جب فوج بادشاہی قلعہ ماندو کے قریب پہونچی شاہجہان نے رستم خان کو
مقابلے کے واسطے بھیجا رستم خان نے رستمی کا نام ڈبویا بیوفا بنکر مہابت خان سے جا ملا۔ اس
نااتفاقی سے شاہزادہ کی جمعیت مین بڑا فرق ہوا آخر ماندو سے نربدا پار قدم بڑہایا۔ آسیر مین پہونچا اوس وقت
معلوم ہوا کہ خانخانان شاہزادہ کا ہمراہی مہابت خان مخالف سے متفق سررشتہ مکاتیب رکھتا ہے
اور اوسکے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہے اس جرم سے مع اپنے فرزند داراب خان کے قید کیا گیا اور وہان سے
زیادہ اسباب اور حرم وغیرہ چھوڑکر خود برہان پور آیا خانخانان جو قید تھا صلح و آشتی کرانے کے حیلہ
سے نکل کر مہابت خان سے جا ملا اسیطرح اکثرون نے جدائی قبول کی شاہزادہ ضرورت وقت دیکھکر
عین بارش مین برہان پور سے قطرہ زن ہوا اور گولکنڈہ اور مچھلی پٹن ہوتے ہوئے اوڑیسہ اور بنگالہ کو
چلا چند منزل گولکنڈہ کے حدود مین چلا تھا کہ قطب الملک وہان کے حاکم نے براہ مردمی نقد و جنس غلہ وغیرہ
پیشکش بھیجا سلطان پرویز چند منزل تعاقب کر کے برہان پور کو لوٹا جب شاہجہان کے بنگالہ جانیکی خبر بادشاہ
کو ملی سلطان پرویز اور مہابت خان کو حکم ہوا کہ مع اپنی جمعیت کے پٹنہ مین جا کر شاہجہان کے سد راہ ہو
اور خانخانان کو اکبر آباد پر تعینات کر کے خود بدولت کشمیر کو سدھارے۔ شاہجہان نے اوڑیسہ مین پہونچکر
تھوڑی لڑائی سے قلعہ بردوان پر قبضہ کیا اوسکے بعد قلعہ اکبر نگر کو بڑے شد و مد سے مسخر کر کے ڈھاکہ
گیا ابراہیم خان صوبہ دار اور عابد خان دیوان وغیرہ بندہاے بادشاہی مارے گئے شاہجہان اوسی
قلعہ کو لیکر ڈھاکہ کو چلا ابراہیم خان کی املاک سے چالیس لاکھ روپیہ نقد سواے فیل وغیرہ دیگر اجناس کے
ہاتھہ لگا اور احمد بیگ خان جو بھتیجے ابراہیم خان کو ڈھاکہ مین بھیجا تھا بیچارہ ہوکر لاچاری کو چارہ بنا کے
راہ لی شاہجہان کے حضور مین آیا اوس وقت تک خانخانان کا لڑکا داراب خان قید تھا اوس وقت
شاہجہان نے اوسکو سوگند دیکر رہا کیا اور بنگالہ کی صوبہ داری بھی عطا کی خود پٹنہ پہونچا۔ اور
یہان سے عبد اللہ خان کو الہ آباد اور دریا خان کو ہمراہی مین رخصت کیا عبد اللہ خان نے

تھا شاہزادہ کی خاطرداری ملحوظ رکھتی تھی جب کہ نورجہان بیگم کی لڑکی جو شیر افگن خان سے حاصل
ہوئی تھی سلطان شہریار برادر زادہ جہانگیر کے نکاح مین آئی - اور نیز نورجہان کا اقتدار کلی ملک و مال
مین ہوا اپنے داماد سلطان شہریار کی زیادہ تر خاطرداری کرنے لگی شاہزادہ شاہجہان جب دکن سے
فراغ کرکے ماندون آیا باعتماد سابق پرگنہ دھول پور اپنی جاگیر مین لکھکر گماشتہ مقرر کردیا اور اطلاع کی
اتفاقاً قبل پہونچنے اسکی عرضداشت کے نورجہان بیگم اوس پرگنہ کو شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرچکی تھی
اور سلطان شہریار نے بھی شریف الملک کو اپنا گماشتہ معین کردیا تھا دونون گماشتون مین جھگڑے
اوٹھے اور اسی چشم زخم مین شریف الملک زخم تیر سے آنکھہ کھو بیٹھا - طرفۃ العین مین حرم سرائے سلطان
مین عجیب طرح کی پریشانی ہوئی شاہزادہ نے عجز و انکسار کی عرضداشت روانہ کی اور اپنے دیوان افضل خان
کو بھیجا کہ بہر صورت غبار شورش دور کرے مگر بدنگاہون نے دیدہ و دانستہ ایسے تیور بدلے کہ صلاح نہ ہوئی
بلکہ اوس شوخ دیدہ کی عین کوتہ بینی سے نورجہان بیگم نے آنکھہ بھون سکوڑی یہ مدنظر ہوا کہ ایسا نہ ہو
آصف خان - سلطان شاہجہان سے موافق ہوگیا یہ امر بیگم کو نہ بھایا لوگون کی دلگرمی سے دل مین
یہ اومنگ اوٹھی کہ مہابت خان کو کابل سے بلاکر شاہزادہ اور آصف خان کو ذلیل کرانا چاہئے مگر
آخر اوسکے نام فرمان جاری ہوئے اوسنے ہر بار عذر لکھا - آخر مرتبہ یہی صاف عرض کردیا کہ جب تک
آصف خان حضور مین ہے حاضری فدوی کی نہین ہوسکتی اگر فی الحقیقت شاہجہان کا ذلیل کرنا منظور
ہے آصف خان بنگالہ بھیجا جاوے بادشاہ نے اسی بموجب آصف خان کو خزانہ لانے کے بہانے سے
بنگالے بھیجا اور ابان الدولہ ولد مہابت خان کو سہ ہزاری ذات اور دو ہزار سوار سے سرفراز فرماکر
کابل کی نیابت پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ خود حاضر ہو - حسب الحکم مہابت خان حضور مین آیا - شاہجہان
کی جاگیر جو دوآبہ مین تھی سلطان شہریار کی تنخواہ مین معین ہوئی جب شاہجہان کو اسکی سن گن ملی متوجہ
حضور پر ہوا - بادشاہ نے بھی یہ بھنک پاکر لاہور سے اکبرآباد کا عزم کیا بداندیشون کے اغوا اور نورجہان
کے فریب سے اس بڑھاپے مین بادشاہ کی عقل مین فتور آیا کہ ایسے سعادتمند فرزند سے لڑنے کو نکلا -
سپید داڑھی مین بڑھاپے کا دھبا لگایا - اکثر امرا کی بھی بسبب قیاسی سازش کے عزل و تہدید سے
تخویف ہوئی اس مہم مین مہابت خان مدار المہام تھا - لاہور سے نہضت کرنے کے بعد افواج قاہرہ
شاہجہان کے واسطے مقرر ہوئی اور شاہجہان نے اکبرآباد پہونچکر آمد آمد رایات بادشاہی سنکر کوہ
میوات کی راہ لی اور وہان سے خانخانان کے لڑکے اور راجہ بکرماجیت وغیرہ کو فوج معینہ کے لڑنے پر بھیجا
اور خود بھی کمر ہمت چست کرکے لڑنے کو آمادہ ہوا باہمدگر جنگ شروع ہوئی نوبت باینجا رسید

کانگڑہ سے بارہ کوس پر کوہ کلان ملک نیوند کے نیچے واقع ہی اس مکان مین شبانہ روز آگ روشن
ہوا کرتی ہی بعضن نے کان گوگرد کا خیال کیا اور شعلہ آتش اوسکے نتیجہ مین ہین بادشاہ کو تہ فہم نے
شعلہ خیزی دیکھکر زمین کھدوائی پانی چھڑکا یا جب گوگرد کا نشان نہ پایا اور آگ کی تپ و تاب
نہ بجھی کرامات کا معتقد ہوا نئے سر سے اوسکی درستی کرائی بلکہ اول سے زیادہ استوار بنایا
کہتے ہین کہ سلطان فیروز نے بھی اپنے عہد خلافت مین جوالامکھی جاکر خاک اوڑائی تھی مکان کھدوایا
مگر تجلی مدعائے حقیقی کے دیکھنے سے آنکھہ بند رہی شاید معادن نفت کا قصہ ان احمقون نے
نہین سنا تاکہ یہہ سمجھین یہ شعلہ حریق اونکے رو برو چنگاری کے برابر ہی لہذا محل تعجب اور خیال
کرامت ارباب عقل کے نزدیک نہین ہوتا ہی بلکہ اگر شعلہ خیزی نہو تو تعجب ہی الغرض بادشاہ
وہان کی سیر سے دل سیر ہوکر کشمیر کو روانہ ہوا اگرچہ راہ کی نشیب و فراز سے اونچا نیچا بہت کچھ
دیکھنا پڑا مگر کشمیر پہونچتے تلافی مافات ہوا بہار عنبر شمیم نے ساری گرد صعوبت دور کی ہوائے روح افزا
نے طبیعت مسرور کی مقام کشمیر مین ایک روز سلطان شجاع شاہزادہ خرم کا لڑکا دولت خانہ
مین کھیل رہا تھا اتفاقاً کھیلتے کھیلتے دریا کے طرف جو دریچہ تھا وہان پہونچکر اوندھا گر پڑا اوقا
پاٹ تہ کرکے وہان پر رکھا اور ایک فراش بیٹھا تھا سلطان اوس پلاس پر پہونچ اور فراش کی
پشت سے پھر کر ساتہ گز کی بلندی سے نیچے جا گرا مگر حافظ حقیقی کی حفاظت سے کچھ صدمہ نہوا
پیش ازین جار خیسے آئندہ سے تھے کہ چونکہ راے نجومی نے عرض کیا تھا کہ سلطان جاے بلند سے
گریگا مگر صدمہ نہوگا اس واقعہ سے اس منجم کی آبرو بڑھی اور بہت سا صدقہ اور خیرات عمل مین آیا
بعدہ بادشاہ نے ہندوستان کی عزیمت فرمائی چونکہ ضیق النفس کے عارضہ سے بادشاہ کو آب و ہوا
ہندوستان کی ناموافق معلوم ہوئی لہذا ہر سال اوائل بہار مین کشمیر جاتا اور فصل زمستان ہندوستان مین

شاہزادہ شاہجہان کا بغاوت اختیار کرنا

اس شاہزادہ کا ماجرا یہہ ہی کہ دوسرے سال کے جلوس مین منصب ہشت ہزاری ذات اور چار ہزار
سوار سے ممتاز ہوا بعد ازان جب آٹھوین سال مرزا ابو الحسن آصف خان ولد اعتماد الدولہ کی لڑکی
اسکے نکاح مین آئی اور ممتاز محل سے مخاطب ہوئی منصب دہ ہزاری اور چھہ ہزار سوار کا پایا اور
بعد چندگاہ کے منصب پندرہ ہزاری اور ہشت ہزار سوار کا ملا جب ولایت رانا کی فتح کرکے اوسکے
لڑکے کو حضور مین لایا منصب بست ہزاری ذات اور دس ہزار سوار سے مفتخر ہوا بادشاہ ہمیشہ
رعایت کرتا تھا اور نور جہان بھی بادشاہ کا پاس خاطر اور نیز اپنے بھائی آصف خان کی جسکا یہہ داماد

زنگان زنگ کے سیر وتماشے سے محو حیرت ہوا پہلے چاہا کہ کوئی پھول توڑے جب صناعی سے
خبر ملی نہایت تحسین وآفرین فرمائی وہان سے دارالخلافت کو معاودت ہوئی

بیان کیفیت ولادت شاہزادہ محمد اورنگ زیب ولد شاہزادۂ خورم مشہور بشاہجہان

پیشتر ازین ۱۹ میلیوین صفر دسوین سال جلوس کو ممتاز محل آصف خان کے لڑکی سے سلطان دارا شکوہ
اور گیارہوین سال سلطان شجاع تولد ہوئے تھے جب بادشاہ گجرات سے معاودہ ہوکر موضع دوحد
کے اطراف مین آیا گیارہوین شہر ذیقعدہ ۱۰۲۷ ہجری مطابق تیرہوین سال جلوس کے محمد اورنگ زیب
ولادت آفتاب عالمتاب تاریخ ولادت کا مادہ ہی

چاہ اور منارہ وغیرہ کا نصب ہونا جہانگیر آباد اور لاہور مین

چودہوین سال جلوس کو حکم ہوا کہ اکبرآباد سے لاہور تک فی کوس منارہ اور دو دو کوس کے بعد پختہ کنوین
اور راستہ مین دورویہ درختان سایہ دار بار آور کی قطار ہو تاکہ مسافرون کو جاے آسایش اور اوسکے
پھل خورش ہو اگرچہ درختون کے اختراع شیرشاہ کے عہد مین ہوئے لیکن اس بادشاہ نے تجدید کی
فرمان بردارون نے جلد تعمیل کی شاہزادگی عہد مین بادشاہ نے ایک موضع شیخوپور نام پنجاب مین
ساسونلے کے متصل اپنے نام پر آباد کیا تھا شیخو پور کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ عہد طفلی مین جہانگیر کو شیخو کہتے تھے
بدین وجہ کہ شیخ سلیم چشتی کی دعا سے انکی پیدایش ہوئی تھی اور وہان پر مختصر سی عمارت بھی تعمیر کرائی تھی
غرضکہ اوسکے اطراف مین شکارگاہ مقرر کیا تھا اب کہ تاج وتخت نصیب ہوا اوسکا نام جہانگیر آباد رکھا
اور چند دیہات شامل کرکے پرگنہ مقرر کیا اور سکندر قراول کے جاگیر مین عطا فرمایا اور اوسنے بموجب حکم
عمارات عظیم اور تالاب ومنارہ کی تعمیر کرائی سکندر کے بعد ارادت خان کے نصیب چکے کار عمارت اوسکے
تفویض ہوا بہرحال ڈیڑہ لاکھہ روپیہ صرف ہوا اوسی زمانہ مین آٹھہ لاکھہ کے خرچ سے دارالسلطنت
لاہور مین اقسام مکانات دولتخانہ کی تعمیر ہوئی

بیان ممانعت حقہ کشی

اگرچہ اول اول جزایر فرنگ سے تماکو برآمد ہوئی ہی اور اطبا نے تجویز اور تشخیص کرکے اوسکی دود کشی بطور معہود
بعض امراض کے مفید سمجھا ہی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ ہر شخص اسکا ہمدم ہوا لیکن بیشتر ملک فرنگ سے کہتے
لاتے تھے آخر اسکا تخم لاکر ہندوستان مین کاشتکاری ہوئی اور کسان کو فائدہ ہوا اور اوسکے حاصل
اور اجناس پر فوقیت لی گئی عہد جہانگیری مین نہایت کثرت ہوئی جسے پایا تماکو سے خوشدل تھا
یہ ہمدمون کے واسطے کل اکل وشرب پر تحفہ مقرر ہوا تلخی اوسکی شکرلبون کو پسند ہوئی اور خ

نور جہان بادشاہ اور اوسکی مہر کا سجع یہ تھا ؎ نور جہان گشت بحکم الہٰ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ
اگرچہ خطبہ بیگم کے نام نتھا مگر سکہ مین اوسکا نام یون تھا ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور
بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر اسکا باپ اعتماد الدولہ کل کی وکالت پر سرفراز تھا اور ابوالحسن نامی
بیگم کا بڑا بھائی اعتقاد خان کے لقب سے میر سامانی پر مقرر ہوکر دوبارہ آصفخان کے عہدہ پر بلند ہوا بلکہ
اسکے علاقہ دار حتی کہ غلام اور خواجہ سرا خانی اور ترخانی خطاب سے مفتخر ہوئے

خان عالم کا واپس آنا ایران کی ایلچی گری سے

جلوس بادشاہی کے دسوین سال خان عالم ایران سے لوٹ کر مشرف ملازمت سلطانی ہوا
اور زنبیل بیگ ایلچی فرستادہ شاہ عباس فرمان روائے ایران بھی خان عالم کے ہمراہ باریاب
ملازمت ہوا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ ایران نے خان عالم سے بہت کچھ التفات کیا ہر
اور اوسکے مصاحبت سے خوشنود رہا ہر یہان تک کہ اوسکے قیام گاہ مین بھی تشریف لایا اور بعد رخصت
مفارقت جب کہ خانعالم نے متصل شہر مقام کیا شاہ عباس نے وہان آکر مراسم وداع ظاہر کیے
کہتے ہین کہ کسی ہندوستانی ایلچی نے ابتدا سے آج تک ایسی خوبی سے سفیری نہین کی ہر اسوجہ سے
جہانگیر بادشاہ اور نور جہان بیگم نے خان عالم کو فراوان عنایت اور الطاف سے سرفرازی بخشی
اور اضافہ منصب اور نیز دیگر عنایات شایستہ سے خوشنود کیا

ذکر کوچ کرنا بادشاہ کا احمد آباد گجرات کی سیر و شکار پر

بارہوین سال جلوس کو شہریار والاجاہ گجرات کی سیر کو برآمد ہوا جب یہان جا پہونچا شہر کی آب و ہوا
مخالف طبع اقدس ہوئی اور وہان کے رہنے سے مکدر ہوا آخر دریاے شور کے تموج کو دل لہرایا
جو احمد آباد سے تیس کوس تک شور افگن تھی اور اسکی کیفیت نے غنچہ افسردہ طبیعت کو کھلایا
خیر النسا بیگم بنت خانخانان نے التماس کیا کہ جو خانخانان کا باغ گجرات مین بہار آرا ہی وہان پر ضیافت
شاہی کرے اور یہ التماس مقرون بقبول ہوا چونکہ موسم خزان کی دست بردی تھی درخت زار
جامۂ ننگ و نام سے ننگے کھڑے تھے سرو کے مانند ہر شاخ برگ و بار سے آزاد تھی اس ضعیفہ کے
بموجب حکم صناعان چابکدست نے یہ سبز باغ دکھلایا کہ کاغذ رنگا رنگ سے ہر تختہ چمن رو کش بہشت
بنایا کاغذی پھول پھل ایسے بنائے جسکی شناخت سے بیساختہ دست قدرت شرمائی عجب بخیہ کاری
کی کچا پکا گلاسڑا ہر رنگ کے میوے کا جلوہ دکھایا بلبل ہزار تلاش کرکے مصنوعی پھولون پر
عنادل کا غنچہ بیٹھا تھا جب بادشاہ نے اس بہار نما خزان فریب مین پیر رکھا گھماسے

مجروح ہوکر گہر کی راہ لی تاکہ مکان مین پہونچکر نورجہان کے شبستان حیات کو تیرہ و تار
کرے ۔ یہ عورت تو بڑی علامہ تھی جان کی عداوت جان کنی دروازہ بند کرایا اور دہرسے
قطب الدین کے لوگون نے آنکے درعدم کی راہ دکھلائی ۔ نورجہان غیاث بیگ اعتمادالدولہ
کی بیٹی ہی اور اعتمادالدولہ خواجہ محمد شریف طہرانی کا لڑکا شروع حال مین محمد خان تکلو
حاکم ہرات کا دیوان تھا جب ہمایون بادشاہ شیرشاہ کے صدمہ سے عراق گیا تھا اس شخص نے
بموجب حکم شاہ طہماسپ کے خدمات نمایان کیے جو فرمان شاہ طہماسپ کا درباب ضیافت
اور تواضع اور مہمانداری ہمایون کے اکبرنامہ مین مندرج ہی وہ اسیکے نام تھا محمد خان نزرگو
کے بعد وفات خواجہ محمد شریف شاہ طہماسپ کی وزارت پر سرفراز ہوا جب یہ مرگیا اسکے دو لڑکے
یعنی غیاث بیگ اور محمد طاہر بیگ ہندوستان آئے غیاث بیگ کے ہمراہ دو لڑکے ایک لڑکی تھی
جب قندھار آئے دوسری لڑکی نورجہان سے تولد ہوئی وہان سے فتح پور سکری مین اکر شاہ اکبر کی ملازمت
حاصل کی اور بموجب استعداد خوشنویسی اور شاعری کے تھوڑے عرصہ مین دیوان بیوتات ہوا۔
چونکہ جامع ہرگونہ علوم تھا روز بروز مرتبہ اوسکا زیادہ ہوگیا اسی زمانہ مین نورجہان کا عقد شیرافگن خان سے
ہوا تھا القصہ عملہ حضور نے کہ بنگالہ مین تھا بموجب حضور کے نورجہان کو روانہ دربار کیا۔ چونکہ
جہانگیر اکثر نشہ شراب مین لا یعقل رہتا باوجود اسقدر تعشق کے اپنے معشوق سے بیخبر رہا تا آنکہ اوسکی
مان مع نورجہان بیگم کے زوجہ اکبر کے حضور مین جسنے جہانگیر کو پالا تھا گئی اور جہانگیر نے وہان دیکھکر
بیچانا از سر نو عشق پیدا ہوا چہٹوین سال جلوس کو حرم سرائے شاہی مین داخل کیا اول نورمحل
خطاب ہوا بعد ازان نورجہان پہر تو وہ رنگ ہوا کہ اس نیرنگ ساز نے بیدرنگ بادشاہ کا دل
اپنے چنگ اختیار مین کرلیا سلطنت کا کاروبار بیگم کے دست اقتدار مین آرہا عشق کے نشہ نے
ایسا بیخود کیا کہ معشوق کے سوا دنیا اور مافیہا کی خبر نرہی ؎ ہوا جام الفت سے سرشار ایسا
دے چہوڑ شاہی کے سب کاربس ٭ نہ تھی فکر کشور نہ پروائے تاج رہی جام و معشوق کی
احتیاج ٭ نورجہان فرقہ نسوان مین ممتاز سرمایہ ناز و نیاز تھی فرط شعور سے مردون کو خجل کرتی
طبیعت تھی موزون اکثر شعر کہا کرتی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ بادشاہ کا فقط نام رہگیا باقی کل
کام نورجہان کرنے لگی اکثر بادشاہ کا کلام تھا کہ سلطنت نورجہان کو مبارک ہو مجہے شراب اور
کسیقدر سدرمق سے کام ہی اور کچہہ نچاہیے نورجہان جہروکہ مین بیٹھتی تھی اور امرا حاضر ہوکر مجرا
کرتے تھے امرا کے نام جو فرمان صادر ہوتے تھے اوسپر یہ توقیع لکھا جاتا ۔ حکم علیہ عالیہ مہد علیا

ڈیڑھ گز کپڑا پردہ داری مین رکھیا تھا جسقدر اعضا زمین مین پہونچے بوسیدہ ہوگئے تھے
اور بیز ریختہ تھے باقی درست آنکھین بند دو دانت ایک اوپر دوسرا نیچے کا اونٹھون سے ظاہر
اور کان زمین پر جو لٹکے ہوئے تھے گردن سے کسیقدر بوسیدہ ہاتھ پیر کے ناخن درست
لیکن زخم معلوم نہوا۔ پرانے لوگون سے دریافت ہوا کہ جب چنگیز خان اور سلطان جلال الدین سے
سنہ ۱۶۱ ہجری مین لڑائی ہوئے یہ شخص شہید ہوا تھا۔ اور تب سے اس صورت پر یہان پڑا ہے
بعد تحقیق اس مقدمہ کے معتمد خان نے یہ کیفیت حضور مین بیان کی القصہ بعد سیر و انتظام
کابل کے ہندوستان کو سعادت ہوئی

آنا نورجہان بیگم زوجہ شیر افگن خان کا حرم سراے سلطانی مین

شیر افگن خان کا نام علی قلی تھا قوم کا استجلو اور اسمعیل مرزا خلف شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ
ایران کا سفیر تھا جب کہ اسمعیل مرزا نے ملک بقا کی راہ لی یہ شخص قندھار ہوتے ہوئے عہد اکبری
مین ہندوستان آیا جب ملتان پہونچا اول عبدالرحیم خان خانخانان سے جو مہم ٹھٹھہ پر متوجہ تھا
ملاقی ہوا اور خانخانان نے اوسکا حال بادشاہ کو لکھا اور غائبانہ ملازمان شاہی مین مقرر کر کے
اپنی رفاقت مین رکھا اوسنے مہم ٹھٹھہ مین اچھی خدمت کی جب ٹھٹھہ فتح ہوا موجب ایماے
خانخانان کے حضور مین پہونچکر منصب شایستہ پر سرفراز ہوا اور اوسی زمانے مین شیر افگن خان کا
لقب پایا اور صوبہ بنگالہ مین جاگیر ملی اوسی زمانے مین اوسنے نورجہان بیگم سے نکاح کیا چونکہ طبیعت
اسکی نہایت غیور تھی اور جہانگیر نے عہد جوانی مین نورجہان کو حرم سراے اکبری مین جو کسی تقریب
سے مسمے اپنی والدہ کے کی تھی دیکھا تھا اوسوقت سے انکو تعشق تھا جب تخت پر بیٹھا اور
انتظام مہام سے آرام ملا قطب الدین کوکلتاش خان کو جو شیخ سلیم چشتی کا پوتہ تھا بنگالہ کا
صوبہ دار کیا اور در پردہ ارشاد کیا کہ جسطرح ممکن ہو شیر افگن خان سے نورجہان بیگم کو طلاق دلادے
اور اگر یہ صورت نہو تو شیر افگن خان کو مار ڈالے اور نورجہان کو روانہ حضور کرے۔ قطب الدین خان
بنگالہ پہونچکر چند دنون کے بعد بردوان گیا شیر افگن خان وہان کا جاگیر دار تھا جھٹ استقبال کو
گیا بعد ملاقات کوکلتاش خان نے اسکے جرات اور جبرت کے خوف سے اول راز دلی کنایتاً کہا
جب شیر افگن خان کے سمجھہ مین نہ آیا تصریح کی اوسوقت شیر افگن خان نے سمجھا کہ وقت ہاتھہ سے
جاتا رہا غیرت نے جوش مارا فوراً شمشیر خون ریز سے قطب الدین خان کا کام تمام کیا۔
مردمان قطب الدین نے اوسپر ہجوم کیا اوسنے شجاعت ذاتی سے دو چار کو تہ تیغ کیا اور خود بھی

ارباب مجرا ہوجانے کے خلاصی نبائی جب بادشاہ نے بعدازان جشن نوروزی فرمایا بموجب سفارش
اوسکے چھوٹے بھائی سلطان پرویز کو رہائی کابل کی ملی اور سپہر مقید ہوا آخرکار جب شاہزادہ خرم
مخاطب بہ شاہجہان مہم دکھن کو مرخص ہوا شاہزادہ خسرو کو مسلسل اوسکے ہمراہ کردیا چنانچہ پندرہوین
سال جلوس کو اوسی طرف زندانخانہ سے روانۂ اقلیم بقا ہوا یہ افواہ ہوئی کہ شاہجہان کی سختگیری
سے اوسکی جان گئی القصہ شیخ فرید بخاری بخشی نے جسنے لڑائی مین سلطان خسرو پر فتح
پائی تھی اس جنگ کے صلہ مین مرتضی خانی خطاب پایا اور بموجب شیخ مذکور کی استدعا کے
پرگنہ سروال مین جہان فتح پائی تھی ایک شہر فتح آباد نام معمور ہوکر اوسکی جاگیر مین عطا ہوا ۔

سیر کابل کی عزیمت اور یہان کی کیفیت

دوسرے سال کے شروع مین بادشاہ لاہور سے کابل کی سیر کو متوجہ ہوا بعد قطع منازل علی مسجد
مقام مین ایک عنکبوت بادشاہ کے ملاحظہ مین آئی کہ کلائی مین خرچنگ کے برابر تھی اور دو انگل کا
ایک سانپ تھا اوسکا گلا گھونٹ رہی تھی آخرکار سانپ کو مار ڈالا بادشاہ نے اوسکا تماشا دیکھا
وہان سے منزل بمنزل کابل آیا اور یہان کے سیر سے محظوظ ہوکر فرمایا کہ باغ شہر آرا کے متصل
جو بابر بادشاہ نے بنایا تھا دوسرا باغ جہان آرا تعمیر ہوا اور جو نہر گذرگاہ جاری تھی اوسکو
اوس باغ کے درمیان سے جاری کیا دونون باغ شاہالان کے نام سے مشہور ہین ۔ ہنگام قیام
کابل عرض ہوا کہ ضحاک اور بامیان کے درمیان مین جو کہ بلخ کیطرف کابل کی حد پر واقع ہے ایک
شعبہ ہے خواجہ سر تابوت کے نام سے مشہور چارسو برس اوسکی قضا کے بتاتے ہین —
ہنوز اعضا درست اکثر نے زیارت کی ہے اوسکے گردن مین ایک ایسا زخم ہے کہ اگر اوسکے
پھاہا علحدہ کرتے ہین خون جاری ہوتا ہے اور جب تک وہ روی وہان پر نرکھدین خون جاری
جریان سے بند نہین ہوتا ہے پس اسکے تحقیق کو حکم ہوا کہ معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ جاوے
اور ایک جراح بھی اوسکے ہمراہ کیا گیا کہ زخم دیکھکر حضور مین آوے اور عرض حال کرے معتمد خان
وہان گیا اور وہان کے لوگون کی رہنمائی سے ایک راہ پائی جو پہاڑ کہ متصل بامیان کے واقع ہے
وہان گیا ایک شگاف نمودار ہوا ڈہائی گز زمین سے اونچا ایک شخص کو اوسپر چڑھا کر اوسکی
دستگیری سے اوپر پہونچا اور مع چند نفر کے اندر گیا ایک مکان دیکھا تین گز طول ایک گز عرض
اور اوسکے اندر ایک مکان غرض مربع چہار گز کا مکان تھا اوسمین تابوت رکھا تھا مشعل روشن
کرکے میت کو دیکھا کہ اہل اسلام کے طور زیر رو بقبلہ رکھا ہے پایان ہاتھہ مقام پردہ پر رکھے ہوئے

سحر کو بخت فیروز ہوا۔ اور غایت عنایت سے شیخ فرید کو آغوش عاطفت مین کھینچ کر رات ادسی کے خیمہ مین سحر کی صبح ہوتے لاہور کو متوجہ ہوا۔ شاہزادہ چاہتا تھا کہ اکبر اباد کو جاوے حسن بیگ بدخشی نے صلاح دی کہ میری جاگیر اثناے راہ مین واقع ہی بہتر ہی کہ وہان سامان فراہم کرکے اول کابل جاوین بعدہ وہان سے جمعیت فوج کرکے ہندوستان آوین کیونکہ بابر اور ہمایون نے کابل ہی کی تقویت سے فتح ہندوستان کی پائی تھی اسیطور پر اور بہت سی باتین دور از کار بیان کین شاہزادہ اسکے دم مین آگیا کابل کو روانہ ہوئے دریاے چناب پر پہونچکر چاہا کہ شاہپور کے گذر سے پار ہو مگر ناو نملی وہان سے سودھرہ کے گھاٹ پر آیا۔ رات کا وقت تھا بڑی ڈانوان ڈولی سے ایک کشتی ملی چاہتا تھا کہ دریاے حایل سے بیڑا پار لگاوے سودھرہ کا چودہری انکے شور و غوغا سے آشنا ہوکر ملاح کو مانع ہوا کہ عبور کرانے سے کنارہ یکسو ہین جسوقت یکہ تاز خورشید نے چشمہ اوز مین غوطہ لگاکر سر اوبھارا روشن ہوا کہ یہ شاہزادہ ہی ۔ میر ابوالقاسم اور بلالخان خواجہ سرا جو گجرات کے حدود مین شاہ دولہ تھے اس خبر سے باخبر ہوکر آپہونچے اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی اور عبدالرحیم کے گرفتار کرکے گجرات لیگئے ۔ حقیقت حال کی حضور شاہی مین عرضداشت کی روز دوشنبہ سلخ محرم ۱۰۱۵ھ ہجری کو مقام لاہور باغ کامران مرزا مین پادشاہ کے پاس وہ عرضی پہونچی بموجب حکم امیر الامرا جانب گجرات روانہ ہوا اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ کے قید کرلایا شاہزادہ کو دست بستہ پابزنجیر چنگیزی قاعدہ سے بائین طرف سے حاضر کیا اور حسن بیگ بدخشی کو دست راست اور عبدالرحیم کو دست چپ استادہ کیا حکم ہوا کہ خسرو خسران زدہ کو باجولان قید کرین اور حسن بیگ بدخشی پوست گاو مین اور عبدالرحیم کو گدھے کے چمڑے مین کرکے دراز گوش پر معکوس سوار کراکر تشہیر کیا جاوے بموجب حکم تعمیل ہوئی بسبب خشک ہونے پوست گاو کے حسن بیگ بدخشی چار پہر سے زیادہ زندہ نرہا۔ اور عبدالرحیم کو جو گدھے کے پوست مین بھرا تھا گرمی کے غلبہ سے جو اوسپر مستولی تھی خیار و ترب وغیرہ جو پاتا کھاتا تھا اور روز و شب زندہ رہا دوسرے روز بموجب سفارش حکم رہائی کا ہوا ہرچند جلد مین کیڑے پڑگئے تھے مگر بیحیائی کا بھلا ہو جسنے زندہ رکھا اور بموجب حکم دیگر رفقاے شاہزادہ کو باغ کامران سے در دولت تک دورویہ دار پر کھینچا اور شاہزادہ کو فیل سوار وہان سے نکالا تاکہ اپنے دوستدار نوکرونکا ہوا کا رہا ملاحظہ کرے بعدہ زندان مین زندہ محبوس رکھا چند سال کے بعد چندر دیب سنیاسی نے بروقت ملاقات پادشاہ کے شاہزادہ کی رہائی مین سفارش کی۔ گو بحسب

خاصت پائی اور شب شیر مرصع اور اسپ خاصہ مرحمت کیا - اور بنگالہ کی صوبہ داری پر رخصت
کیا خان اعظم مرزا عزیز کوکا تاش اور آصف خان جعفر کو جو صوبہ بہار سے حاضر دربار ہوئے تھے مشمول
انواع عواطف و برقرار منصب رکھا اسیطرح پر امرائے عنایات شاہی سے اعزاز پایا

ذکر شاہزادہ سلطان خسرو کا باغی ہونا اور جنگ جدل کے بعد قید آنا

سلطان خسرو بڑا بیٹا بادشاہ جہانگیر کا خوشامد گوون کی چکنی چپڑی باتون پر پھسلا جاتا تھا سلطنت
کی ہوا دماغ مین جا ئی تھی سبب اسکا یہ تھا کہ اکبر بادشاہ نے رحلت کے وقت فرمایا تھا
کہ شاہزادہ سلیم البتہ عیش مین مبتلا ہی کہ جہانداری کی لیاقت نہین رکھتا لڑکا اسکا سلطان خسرو
صفت موصوف قابل تاجداری ہی اسیطرح پر مرض مالیخولیا نے اسکے دماغ مین جگہہ پکڑی اور ہمیشہ
باپ کی خدمت سے نفور تھا آخر جلوس کے چھہ مہینے بعد روز اتوار کے رات کو مطابق آٹھوین ذیحجہ
چند محرمان راز و معتبران خانہ برانداز کے ہمراہ اکبر آباد سے نکلکر بھاگا - امیر الامرا نے خبر پاتے ہی بلا توقف
دولت مین عرض کیا - اوسوقت بخشی الممالک شیخ فرید بخاری نے مع دیگر امرا کے بطور منقلا
رخصت پائی اور اخیر شب کو خود بادشاہ بھی عازم ہوا - جب صبح ہوئی مرزا حسن پسر شاہرخ مرزا
کو جو شاہزادہ کی بغاوت مین رفیق طریق تھا - اور رات کی تاریکی مین راہ مقصود گم کر کے سرگشتہ
بادیہ ادبار پھرتا تھا اولیاے دولت گرفتار کر کے لائے اور بموجب حکم والا کے اہتمام خان
کوتوال کے حوالہ ہوا کہ زندان مکافات مین گرفتار رہے **القصہ** جب شاہزادہ متھرا مین پہونچا
حسن بیگ بدخشی جو کابل سے آتا تھا شاہزادہ سے ملاقی ہو کر رفیق ادبار ہوا راستہ مین جسے پایا
نے سر و پا کر کے سرایون مین آگ لگاتے مسافر اور سوداگرون کے گھوڑے اور سرکار شاہی کے
جو اکثر راستون مین تھے لیکر اپنے پیادگان ہمراہی کو دیتے تھے تا آنکہ لاہور مین داخل ہوا - دیوان
عبد الرحیم نے برگشتہ طالعی سے آکر ملازمت کی دلاور خان صوبہ دار لاہور کے نصیبہ نے راہ سلامت
دکھلادی ملاقات کو نہ آیا - اور استحکام قلعہ مین مصروف رہا شاہزادہ نے بہت سے کوشش
کی مگر قلعہ لاہور قبضہ مین نہ آیا اسی عرصہ مین جب شیخ فرید بخاری کے پہونچنے کی خبر مع لوگان
کے نواحی سلطان پور مین گرم ہوئی شاہزادہ نے قلعہ لاہور سے ہاتھہ اوٹھایا شیخ فرید کی طرف
رخ کیا اور نواح گوندوال مین دونو لشکرون کا سامنا ہوا اور اکثرون کی سر و تن کی جدائی ہوئی بہانتک
کہ کاونیر ورد خاصہ فوج شاہی گوش زد ہوئی اور شیخ فرید لڑائی مین زیادہ تر سرگرم ہوا شاہزادہ
تاب جنگ نہ لاکر مع حسن بیگ بدخشی و عبد الرحیم و رفیقون کے بھاگ نکلا اسی وقت مین بادشاہ اردو

و در طریقت بشیخ احمد غزالی نسبت درست کند فراوان تصنیف ازو یادگار و آداب المریدین ازوست سال پانصد
و شصت و سه هجری العلوی سرای شتافت و هم بشیخ واجد بن زید اقتدا کنند یازدهم[11] فضیل بن عیاض
گرامی کنیت ابوعلی از کوفی ست و نزد برخی بخاری و جز آن میان مرد و با درود باین درویشان
بسر بردی و راه زدی از نیاکان سرشتی بیدار شد و بگزین کار کرد سعادت اندوخت سال صد
و هشتاد و هفت رواز جهان درکشید دوازدهم[12] ابراهیم ادهم بلخی را پیشرو دانند کنیت ابواسحق
نیاکان او سری داشتند در جوانی ستاره بخت بلندی در خشید دست از همه باز داشت با سفیان ثوری
و فضیل عیاض و ابویوسف غسولی هم صحبت و با علی بکار و حنیفه مرعشی و سلم خواص یار بود سال
صد و شصت و یک یا دو بشام در گذشت سیزدهم[13] بشیخ هبیره بصری رسند چهاردهم[14] با بواسحق شامی
پیوند او مرید شیخ علو دینوری ست چون شیخ بقصبه چشت رسید خواجه ابواحمد ابدال که مقدم مشایخ
چشت ست ازوی تربیت یافت و سپس پسر او محمد چراغ ولایت برافروخت و بعد ازو خواجه
سمعانی خواهرزادهٔ او آگهی پیش گرفت پس از ان پور او خواجه مودود چشتی والا پایگی یافت و پسر او
خواجه احمد نیز بس بزرگ شد همانا هر دو شماره را گزین دست آویزی پیدا نیست و برگزیده
که درگاه هشت نقش ذو فنون و پرستش ایزدی همال لختی تازگی پدید آورد و معنوی فرزندان
یکی پس از دیگری چراغ آگهی افروخت او را سلسله جداگانه برگرفتند ورنه جز آن دوازده و چهارده
فراوان سلسله زبان زد روزگار نه

ذکر ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ

شاہزادہ سلیم بن جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سینتیس[۳۷] برس کی عمر مین روز پنجشنبہ چودھوین جمادی الثانی
سنہ[۱۰۱۴] ہجری کو ساعت مقررہ پر واقع اکبر آباد تخت نشین ہوا اس جشن مین محمد شریف ولد خواجہ
عبد الصمد شیرین قلم کو امیر الامرائی کا خطاب اور وکالت کا منصب ملا اور مہر خاص جواہر زواہر سے
آراستہ اپنے ہاتھ سے اوسکی گردن مین پہنائی اور مرزا غیاث بیگ کو اعتماد الدولہ کا خطاب اور
مرزا جان بیگ کو جو شاہزادگی کے عہد مین دیوان تھا وزیر الملک کا لقب ملا دونوں کو کار دیوانی مین
شریک کیا زمانہ بیگ کو جسنے ایام شاہزادگی مین خدمات شائستہ کیے تھے مہابت خانی اور پیر خان
لودہی کو صلابت خانی کے القاب سے سرفراز کیا اور چند سال کے بعد صلابت خان نے خانجہان کا
خطاب پایا شیخ فرید بخاری جو سادات موسوی سے اکبری تربیت یافتہ تھا اور حضور مین بخشگری
کی خدمت پر تھا منصب پنجہزاری ذات اور میر بخشگری کے عہدے سے ممتاز ہوا اور راجہ باسنگہ کو

چرا دست ازان باز کشتی گفت غذائی که بغیلان آماده باشد بکار موران نیامد اول بحبیب عجمی آشنست
درست کنند او از مالداران بود و روزگار بر باگذارندی از بهروزی لختی چشم بینش کشوده شد از حسن بصری
راه یافت و فراوان مردم ازو سعادت اندوختند روزی حسن بصری از چاوشان حجاج بگریخت و بصومعه
حبیب در شد سرهنگان ازو پرسیدند حسن کجاست گفت درون صومعه چون پژوهش رفت
او را نیافتند حبیب را سرزنش کردند و گفتند هرچه حجاج بشما میکند درخورست گفت من جز راست
نگفته ام اگر شما ندیدید جرم من چیست باز در شده ژرف نگهی بکار بردند و نیافتند خشمناک بازگشتند
وطنز گویان رفتند حسن بیرون آمد و گفت ای حبیب عجب حق اوستادی نگاه داشتی گفت ای اوستاد
اندر راست گوئی رهائی یافتی اگر دروغ گفتی هردو هلاک شدمی شبی او را در تاریک خانه سوزن از دست
افتاد از غیب روشنی بدرخشید دست برچشم نهاد و گفت نی لی ما سوزن جز بچراغ نیابم جست سوم
فیض از معروف کرخی برگیرند پدر او ترسا بود پیش امام رضا علیه السلام کیش برگردانید و بدربانی
سربلندی یافت و بصحبت داود طائی رسید و ریاضت گری بجا آورد و به نیروی درست نیتی و راست
کرداری پیشوا گشت سری سقطی و بسیاری ازو فیض برگرفتند سال دویست هجری بعلوی عالم
شتافت و درین هنگام گبر و ترسا و یهود برو گرد دیدند و هر یکی خواست بآئین خویش برو پردازد صورت
نه بست همانا در نزهتگاه صلح کل جا داشت چهارم سری سقطی را در پی روند کنیت ابوالحسن از بزرگ
کار آگهان گزین کردارست و بسیاری رسیدگان را استاد از اقران حارث محاسبی و بشر حافی و شاگرد
معروف کرخی و ستایش او از نیروی من ناشناسا بیرون سال دویست و پنجاه و سه از خاکدان دامن
برچید ششم بر ابواسحاق بن شهریار گروند پدرش از آئین زردشتی بیرون و طرز اسلام پیش
گرفت از شیخ ابوعلی فیروزآبادی فیض اندوخت و بسیاری بزرگان را دریافت و دانش ظاهر و باطن
بدست آورد سال چهارصد و بیست و شش از آشوبگاه دنیا رهائی یافت هفتم را اغاز علاء الدین طوسی
ست او شیخ نجم الدین کبری عقد برادری داشت هشتم بشیخ نجم الدین کبری نیایش نمایند کنیت
ابوالجناب و ابوالقاسم و نام احمد بن عمر خیوقی و لقب کبری از شیخ اسمعیل قصری و عمار یاسر و روزبهان
فیضها برگرفت و در شناسای صورت و معنی پایهٔ والا یافت شیخ مجدالدین بغدادی شیخ سعدالدین
حمویه شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی و بسیاری اولیا از دم گرامی
وجاوید سعادت اندوختند سال ششصد و هیجده بشمشیر درگذشت نهم از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب
عبدالقاهر سهروردی بهره ور در علم ظاهر و باطن والا پایگی داشت به دوازده واسطه تا بوبکر صدیق رضی الله عنه

وکردار است با سری سقطی و محمد قصاب و احمد الواحواری صحبت داشته و ذوالنون مصری را دیده بود و از
جنید پندارند لیکن لختی تیز تر در سال دویست و هشتاد و شش ازین سپنجی سرا درگذشت هشتمین سهل
بن عبدالله تستری باز گردند شاگرد ذوالنون مصری ست از والا پایگاهان این شگرف راه ست و از اقران
جنید هشتاد سال عمر یافت و در محرم دویست و هشتاد و سه زندگانی بسر آمد نهمین به محمد بن علی حکیم
ترمذی بازگشت نمایند کنیت ابوعبدالله با ابوتراب نخشبی و احمد خضرویه و ابن جلا صحبت داشت و
در علم ظاهر و باطن چیره دست بود فراوان تصنیف و خارق عادات ازو برگزارند دهمین نزد با ابوسعید خراز
دارند و از بند نام او احمد بن عیسی بغدادی ست بدوستی صوفیان بمصر رفت و در مکه مجاور شد و موزه دوزی
میکرد و شاگرد محمد بن منصور طوسی ست و با ذوالنون مصری و سری سقطی و ابوجنید بسری و بشر حافی
صحبت داشت و سعادت اندوخت چهارصد تصانیف بر نوشت و ناشناسندگان او را کافر پنداشتی
در سال دویست و هشتاد و شش از عالم بشد خواجه عبدالله انصاری گوید که نخستین کس از مشایخ به از وی نشان
در علم توحید بهمین دریوزه از ابوعبدالله محمد بن حنیف کنند پدر او شیرازیست شاگرد شیخ ابوطالب خداوند
علم صورت و معنی بود خیر نساج بغدادی و رویم را دیده و مالتالی و یوسف بن حسین رازی و ابوحسین مالکی
و ابوحسین مزین و ابوحسین دراج و بسیاری بزرگان را دریافته بود و فراوان تصنیف دارد و در سال سیصد
و سی و یک خواب پسین نمود و همین با ابوالعباس سیاری باز گردند نام قاسم و دخت زاده احمد بن سیار فرو
شاگرد ابوبکر واسطی علوم ظاهر و باطن اندوخت و والا پایگی در کردار بدست آورد و در سال سه صد و چهل و دو ساغر
زندگی او لبریز گشت یازدهمین سرگروه ایشان حلمان دمشقی ست دوازدهمین سرچشمه این طایفه فارس
از اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی و او غیر حسین منصور مشهور و پیرین و در زبان طنز بر گشاید در سند
چهارده سلسله برگزارند و آنرا چهارده خانواده نامند و از آن دوازده جز طیفوریان و جنیدیان مذکور نی
حبیبیان طیفوریان کرخیان سقطیان جنیدیان گازرونیان طوسیان فردوسیان -
سهروردیان زیدیان عیاضیان ادهمیان هبیریان چشتیان گویند امیرالمومنین علی را چهار خلیفه
بود حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمه سلاسل حسن بصری را دانند و او دو خلیفه داشت حبیب
عجمی نخست از جوشش معرفت زد دیگر عبدالواحد بن زید پنج پسین از دو سیراب دل شدند
نادر حسن بصری از کنیزان ام سلمه ست نام او عمر خطاب برنهاد یتیم مانده بود در سر آغاز لگهی گوهر فروختی
از ردش ستارگی راه تجرید برگزید و خویشتن را در ریاضت گری برگداخت و فربهی معنوی اندوخت
هر هفته وعظ بر گفتی و مجلس آراستی چون رابعه حاضر نشدی بدان نپرداختی گفتند از بیامدن پیرزالی

کزاد بود یا خوابگاه د بن آباد بوم دارند این نامه بانجام میرساند بو که سرمایه پذیرائی دلها گردد و د
جاوید سعادت فراهم آید از گلشن سرای حقیقت بوی برستود و دست مرد فراوان رنج برگیرد لغت
جمع ولی ست بمعنی نزدیکی از ازولی برگرفته اند همانا معنوی قربت میخواهند وگروهی ولایت بکسر واو در تلوین
و بفتح در تمکین و جمعی نخستین را پایه عاشقی اندیشند و پسین حال معشوقی خداوند اولین ولی باشد خ
دومین والی و برخی بفتح از قرب انبیا برگوید و بکسر از اولیا و در گهن نامها فراوان معنی برنگاشته اند و گزیده آ
شناسای داور بیهمال باشد و بزرگ همت بجز او ننگراید مرا حیرت فرو گرفته که خاک ذره امکان را با آفتا
وجوب چه نسبت و نهایت پذیر را با غیر منتهی چه پیوند و دلی نزد من آنست که چهار عنصری گرامی اندوز دو از هشت
نکو میده پیر هیزد و همواره از کار آگهی بالنفس هزار فته آویزش فیروزی کند و دمی از دستان سرائی او نغنود
این پایه والا بایزدی تائید و رهنمونی بخت بدست افتد لیکن گاه بدم گیرائی سیاحی شود گاه بی اویسی وبسی خاند
ازان حال اویس قرن و برخی برگزیده نخستین را صاحب کشف المحجوب دوازده سلسله برگزارد و ازان دو را
باسره بپندارد آنجا محاسبیان قصاریان طیفوریان جنیدیان نوریان سهلیان حکیمیان خرازیان
حفیفیان سیاریان حلولیان خلاجیان نخستین گروه را سرچشمه فیض ابی عبدالله حارث بن اسد
محاسبی بصریست علم ظاهر و باطن اندوخته بود و نشیب و فراز راه نیکو میدانست اوستاد وقت بود
خداوند تصانیف سال دویست و چهل و سه هجری در بغداد رخت هستی بربست وازان رو که همواره
اماره روزگار خویش درست میگرفت بدین نام برخوانند دومین بر حمدون پور احمد بن عماره قصار کردند
کنیت ابو صالح پیش نوری دانش آموخت و از سلم بو حسین باردسی و ابو تراب نخشبی و علی نصرآبادی
فیضها اندوخت و با ابو حفص حدادی همی بود و پایه کمال یافت جهانیان زبان بیغاره برگشوده میداشتند سال دویست و هفتاد و یک در
نیشاپور واپسین سفر نمود سومین بر طیفور بن عیسی بسطامی نیایشگری نمایند کنیت بایزید بزرگ بنیاد او سروشان نام مجوس بود از بزرگان
در عنفوان شناسای فنون علم اندوخت و بنیاد اجتهاد برآمد سپس اندر سیر و دانش برگذشت و بوالا مرتبه آگهی رسید با احمد خضرویه و ابو حفص
و یحیی معاذ همسر بود و شقیق بلخی را دریافته سال دویست و شصت و یک بگزارشی دویست و سی و چهار بعلوی عالم شتافت
چهارمین بر جنید بغدادی کنیت او ابوالقاسم لقب قواریری زجاجی و خراز است پدر او آبگینه فروختی و خود خیافتی نیاکان او ز نهاوند
وزاد و بالش او در بغداد از سری سقطی و حارث محاسبی و محمد قصاب بلخی حقیقت اندوخت و خراز و رویم و نوری و شبلی و بسیاری
برگزیدگان حق بوی نسبت درست کنند شیخ ابو جعفر حداد گوید اگر عقل مرد بودی بصورت جنید برآمدی سال دویست و نود و هفت یا هشت
یا نه رخت هستی بربست پنجمین ابن المشهور نوری سر ابدال نام او احمد بن محمد و گویند محمد بن محمد مشهور تا این
نقوسی پدر او خراسانی ست مولد و منشا بغداد او از بزرگان والا شناخت

آمیزش بسیار شد و دلایل ذوقی و شهودی و اکتسابی و نظری بنظر درآمد راه شبهه بستگی نیافت و خاطر آرام
نگرفت بیامن عقیدت این گره کشوده و دلنشین آمد که نفس ناطقه لطیفه ایست ربانی سوای بدن او را است
تعلق خاص باین پیکر عنصری نه آنکه از پارسا گوهری شکوه بزرگان صورت مرا از گفتار حق باز نداشت و
دانش و بینش اندوز را رهزن نیامد بیم گزند مالی و حالی و ناموس تفرقه درین عزیمت نینداخت و رفتار آب کردار
جویباری گروهی نیکم بی مهل دل با عتبارات دنیاسی و دوم توفیق نگاهداشتن این گرامی نامه اگرچه عنفوان
این کتاب آلهی مرحمت ایزدیست که بزبان نیرنگی اقبال روز افزون می سراید و سپاس نعمت رسیدگی بر زبان
قلم نمی گزارد لیکن هرگوشه آگهی را چشمه سار نیست و گروها گرد دانش را معدن حدیثگان کارگزار را زیهمین
و بزرگ سرایان خنده فروش را از و نصیبهٔ خردان را سرمایهٔ نشاط و جوانان را اسباب رعونت و پیران تجارت
روزگاران یکجا یابند و بخشندگان سیم و زر عالم آئین مردم از و شناسند گوهر بینایی را روز نگاه خرم کنان
آزادی را زمین پرورده صبح سعادت را روزن بهر کارگاه هنر ژرف دریای گوهر آفرینش ناموس آرایان
سعادت نهاد روش از و آموزند و دینداران حق پژوه بدیدبانی نامهٔ اعمال عشرت اندوزند بازرگانان
هر متاع آئین سود برگیرند و جان نثاران عرصه گزارداری بوجه همت آموزی از و برخوانند تن گزاران نفس آرای
آئین نکوکاری از و بردارند اخلاص طرازان بخت آور از و ذخایر بی منتها فراهم آورند آرامش گزینان نخجیرگاه
حقیقت بیاوری آن کامیاب خواهش گردند ابیات یکی نامه ساختم پر شگفت ٭ که هر دانشی زو توان
برگرفت ٭ چنان گفتم این نامهٔ نغز را ٭ که روشن کند خواندنش مغز را ٭ ازین نعمتهای گوناگون مژده آن مسیر
و دل سامعه افروز میشود که خاتمهٔ کار بنکوئی شود و ابدی سعادت یاوری نماید اگرچه پور مبارک امروز
مورد اضداد و عبرت نامهٔ جهانیان ست و هنگامهای مهرآگین در شورش ایزدپرستان حقیقت پژوه
ابوالوحدت گویند و یگانه بنده داد ار بیمال شمارند کمند آوران عرصهٔ دلاوران ابوالهمت نام نهند و از یکتایان
هستی دشمن اندیشه خرد همواره با بوالفطرتی بسر آید و از گزینه مردم این دو دمان عالی شناسند در ذخائر عوام کالاشوب جانهٔ بی تمیز نیست بر
به پرستاری می نیستی نسبت دهند و از فروزندگان این گرداب پندارند و طایفه از منهمکان کفر و الحاد انکار رند و از نکوهش و سرزنش انجمن
برسازند بیت صد داستان بوالعجب آید بروی کار ٭ حیران شوند گر دو سه حرفی رقم کنم و الله الحمد که ازین ابتلا تماشای شگرفکاری
روزگار بیرون نمیشود و بر نکو هیدگان مدحت سرایان از خیرسگالی بیرون نمیرود و زبان و دل را بنفرین و آفرین نمی آلاید ابیات
ناسنده گر نیست شوریده مغز ٭ بنهره شناسد ز دینار نغز ٭ هنر تابد از مردم گوهری ٭ چو نور از مه و تابش از مشتری ٭

ذکر ادلیاسی هند

راهنما که دریوزه گر بندگان ست و دودستی این گروه در سرشت بگزارش برخی از ایشان

شنیده شبا شب بایلغار خود را رسانیدیم آگهی مردم یار با من پیش بر لباس دیگر برآمده راهی شدیم و آشفتگی و دشوار
از همهٔ ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی روشن شد که مردم تا کجا همراه اند و با شهریار دادگر تا چه گذارش نموده
و غیبت دان را چگونه بر حال آگهی ست لیکن پریشانی سخت تر شورش آورد بی آگاهی یافتن این مردم بیگاه سر آوارگی گرفته
نورستان آفتاب و تاریکیهای بدگوهران بهجوم مسالک شهر و هنگامهٔ پژوهندگان با فرجام و یاور نا پدید و بار اندازنا یافت
قلم چوبین را چه یارا که قدری ازان حال گذارد هر زبان فصیح الکنی زود هد این شگافته زبان را کدام نیرو تا گزیر با سراسیمگی
گوناگون سجرایه ره آورده شد لختی از شورش شهر و دیده دشمنان بر آسودیم از آنجا که نوازش گیهان خدیو بتازگی معلوم
شده بود دراینا بران قرار یافت که اسپی چند سامان نموده آید و ازین خرابه بدان معبر اقبال شتافته شود و برخت گاه
فلانی که راست بازی دیرین در میانست رفته آید باشد که این غوغا فرونشیند و پادشاه دست بخشایش برگشاید ناگزیر
تا بهین سجگان سامان راه نموده شبی تیره تر از درون حسد سگالان و دراز تر از افسانهای بیهده سرایان براه در آمدیم
با خار بیکار بنهای فلاوز و کبحرو بیابان او در نورگاه سحری بدان تیره جا رسیده باشد آن ناشناسا اگرچه از جا بلغزید
اما چیدن استبان هم بر جا اند که بگفت در نیاید و از راه مهربانی بر زبان آورد اکنون وقت گذشته ست و خاطر اقدس
قدری آزرده اگر پیشتر ازین آمدن میشد گزندی نمی رسید و باسانی کار دشوار ساخته میشد درین نزدیکی دهی نشان
دارم روزی چند دران حمول گاه باید بسر برد تا خاطر مقدس شاهنشاهی بنوازش گراید در گردونی نشانده روانهٔ آن طرف
گردانید بگوناگون اندوه هم آغوشی دست داد چون بدانجا بشتافتیم همانا کشاورزی که بامید او فرستاده بود غیبت دا
دران خرابهٔ معمور بیجا فرو شدیم دارو غه را بجوا اندرن نامه احتیاج افتاد و آثار دانایی در نواصی نا یافته طلب داشت از انجا
تنگی وقت بود براه انکار شتافته شد و در کمتر زمانی پدید آمد که این قریه منسوب یکی از سنگین دلان شوریده مغز ست
او از سناده لوحی بدینجا فرستاده بصد بیتابی واندوهناکی خود را ازان مرحله بیرون انداختم و راهبری ناشناسا گرفته
بدهی از دارالخلافه آگره که بوی آشنایی از انجا می آمد ره نوردیدیم آن روز سی کروه بیراهه شتافته بدان غزمیت گاه
پیوستیم آن نیکو خصال مردمیها بظهور آورد ولیکن پیدا شد درانجا نیز یکی از باطل ستیزان کشت و کار دارد و در
چندگاه بدین منصوب گذاره نشاید دست ازان باز داشته در نیم شبی با دلی ترشنده ره نورد گشتیم و سحری بدارالخلافت
آگره در آمده زاویهٔ دوستی بدست آورده شد و لختی درین جا کدان نامردمی و خوابگاه فراموشی و دلیوسار نا اهلی د
تنگ بار کم بینی دم آسایش گرفته آمد لیکن زمانی نگذشته بود که ازان خیره رویان خدا آزار و کام گذاران نیز آزرم
نام بر زبان رفت همانا که زمینا یگی چنین ناراستی آشفته رایی و شوریده کاری پریشان مغز میباشد ساحت
خمیر اعمی تازه گرفت و سرگردانی شگرف روی آورد از آنجا که قدم از تنگا پو و سر از آهنگ شبگیر و گوش از بانگ درا
... سان بیجوابی فرسوده شده بود بوالعجب دردی دل را فرو گرفت و گرانباری غمی بیشیار دل آمد ناگزیر در

روزگاری سپری آمد مشتری ردا از سر نهاد عطارد قلم در شکست قطعه رخت آنانه فیلسوف جهان بود در جهان نه در نامی آسمان معانی گشوده بود نه بی او یتیم مرده دل اندا قربای او نکوآدم قبایل و عیسی دوده بود چنانچه لختی در جای خود گزارده آمد چون برخی از حال گرامی نیاکان خود در انگاشت یعنی از خود میگوید و دلی خالی و سخن را آنی سیدهد و زبان را بندی میگشاید

ذکر قایل

نفس قدسی مرا با بدن عنصری در سال چهار صد و هفتاد و دوم جلالی مطابق نهصد و پنجاه و هفت هلالی از مشیمهٔ بشری به نزهتگاه دنیا خرامش شد در یک سال و کسری شیوا زبانی کرامت فرمودند و در پنج سالگی آگاهی های غیر متعارف رو آورد و دریچهٔ سواد کشودند در پانزده سالگی خزاین دانش پدر بزرگوار را گنجور آمد و جواهر معانی را پاسدار آیین شد و پای بر سر گنج نشست شگفت تر آنکه گردش سپهر بوقلمون همواره خاطر از علوم مکتسبی و رسوم زمانی دل زده و خواهش رمیده و طبع در گریز بود و بیشتری اوقات کمتر چیزی فهمیده پدر بر نمط خویش افسون آگهی دمیدی و در هر فنی مختصری تالیف فرمودی و یاد دادی و مرا اگرچه هوش افزودی از دبستان علم چیزی دلنشین نیامدی گاه مطلقا در نیافتمی و زمانی اشتباه ها پیش راه گرفتی و زبان یاوری نکردی که آنرا برگوید حجاب الکنی می آورد یا تنومندی سخن گذاری نداشت در آن انجمن گریه در افتادمی و بنکوهش خود در شدمی درین اثنا با یکی از مظاهر کونی علاقهٔ خاطری پدید آمد و دل از آن کم بینی و کوته شناخت باز ماند روزی چند برین نگذشته بود که همزبانی و همنشینی او جویای مدرسه گردانید و خاطر سرتابیده را بدانجا فرود آوردند و از نیرنگی تقدیر یکبارگی فرار بود و دیگری آوردند ربا عی در در شدم با حضری آوردند یعنی ز شراب ساغری آوردند کیفیت او مرا ز خود بیخود کرد بردند مرا و دیگری آوردند و حقایق حکمی و دقایق دبستانی پرتو ظهور انداخت و کتابی که بنظر نه در آمده بود روشن تر از خوانده نمایش داد اگرچه موهبت خاص بود که از عرش تقدس نزول صعودی فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار به یاد دادن نقاوه های هر علم و نا شدن این سلسله یاوری سترگ نمود و گزین اسباب گشایش گشت ده سال دیگر بر دا گونه خویش و افاده مردم شب از روز نشناخت و گرسنگی از سیری جدا نیارست کرد و خلوت را از صحبت متمیز نتوانست گردانید و یارا می جدا کردن غم از شادی نداشت غیر از نسبت شهودی و رابطهٔ علمی دیگر نمی فهمید آشنایان طبیعت از آنکه دو روز و سه روز سیری میشد و غذا وارد نمی آمد و نفس دانش اندوز را بدو میلی نمیشد بحیرت در می افتادند و اعتقاد می افزودند چنان پاسخ می داد که استبعاد از الف و عادت برخاسته بیمار را طبیعت او بمعارضهٔ مرض چگونه از خوردن دست باز میدارد و هیچکس را شگفت نمی آید اگر توجه معنوی نفر اموشی بپرد چرا عجب نماید اکثر متداولات از بسیار گفتن و شنودن از برگشت و مطالب والا از کهن اوراق بتازه صفحهٔ دل آوردند بیشتر از آنکه گشایش یابد و از حضیض نبید انشی با وج شناسائی بر آید سخنان بر پیشینیان همی یافت و مردم خردسالی را در نیافته

استیاز تمام دارد دیگر شیخ ابوالخیر ولادت او در روز آبان دهم اسفندارمذ سال چهارم الهی معاضد دشمن
بست و دوم جمادی الاولی سال نهصد و شصت و هفتم هلالی مکارم اخلاق و شرایف اوصاف خوی ستوده
مزاج زمانه را نیک شناسد و زبان را بسان ساز اعضا بفرمان خود دارد دیگر شیخ ابوالمکارم ولادت او در
آذر مرد غره اردی بهشت سال چهارم آلهی مطابق دوشنبه بست و سوم شوال نهصد و هفتاد و شش اگرچه
در مبادی حال لختی بشورش در نفس گرای پدر بزرگوار او را بر جاده درستی و هنجار آورد و بسیاری از معقول
و منقول پیش آن دانای موز انفسی و آفاقی تعلیم یافت و لختی پیش تذکره حکمای پیشین امیر فتح الله شیرازی تلمذ
نمود و بدل راه دارد امید که بساحل مقصود کامیاب گردد دیگر شیخ ابوتراب ولادت او در روز رشن هیجدهم بهمن ماه
سال بست و پنجم آلهی موافق جمعه بست و سوم ذی الحجه نهصد و هشتاد قمری اگرچه والدهٔ او دیگرست لاکن
سعادت در بار دارد و به کسب کمالات مشغول دیگر شیخ ابوالحامد ولادت او روز خورداد ششم دی ماه سال
سی و هشت الهی موافق دوشنبه سوم ربیع الاخر هزار و دوم دیگر شیخ ابوراشد ولادت آذر روز اسفندارمذ پنجم
بهمن ماه الهی سال سی و هشت مطابق دوشنبه غره جمادی الاولی سال مذکور این دو نوباوهٔ خاندان سعادت
اگرچه از قم اند لیکن آثار اصالت از جبین ایشان پیداست و آن پیر نورانی از مقدم ایشان خبر داده نام مقرر
گردانیده بود و بیشتر از ظهور آنها رخت هستی بربست امید که بانفاس گرامی او همنشین دولت نیک روزی
گردند تا نکوئیهای گوناگون فراهم آید برادر نخستین رخت هستی بربست و عالمی را در غم انداخت امید که دیگر
نونهالان برومند را در نشاط کامرانی و سعادت دو جهانی دراز عمر گرداناد و بخیرات صوری و معنوی سربلندی بخشاد
بست و پنجم پیوند کتخدای بخاندان آزرم شد و دودمان دانش و خاندان اعتبار پذیرفت کاشانهٔ ظاهر آراد
و نفس کنج گزار را مهمای پدید آمد و هندی و ایرانی و کشمیری نشاط خاطر گشتند بست و ششم گرامی فرزند سعادت
افزاروزی گشت ولادت او در شب رشن هیجدهم دی ماه سال شانزدهم الهی موافق شب دوشنبه دوازدهم
شعبان نهصد و هفتاد و نهم پدر بزرگوار او را بنام عبدالرحمن موسوم گردانید اگرچه هندوستان نژاد است
امامشرب یونانی دارد و دانش می اندوزد و از سود و زیان روزگار فراوان آگهی اندوخته و آثار نیکبختی از ناصیهٔ او
پیداست و خدیو والاقدر او را بکوکه‌های خود منتسب گردانید بست و هفتم دیدار نبیره شب ایران سی ام امرداد
ماه آلهی سال سی و شش مطابق جمعه سوم ذیقعده نهصد و نود و نه هلالی در ساعت سعادت افزا فرزندی نیک اختر
پدید آمد عنایت ایزدی روی آورد گیتی خداوندان نونهال سرابستان سعادت را بشوتن نام نهاد امید که بجلایل
کمالات دینی و دنیاوی بزرگ گردد و بسعادت جاوید نشاط اندوزد بست و هشتم دوستی مطالعهٔ کتب اخلاق
[...] آگهی یافتن بر نفس ناطقه سالهای دراز بمقدمات بیانی و عیانی طلبگار بود و باصحاح [...]

...ها ی دیگر اندیشه برآمد و خدیو خانه نیز به پیدا ی جاگام همت برداشت و در روز بدین کشاکش و در دلی ابر بر دم
بهر زمان و السین انفاس دل‌بسته روزگار بسپری میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت
بکوششش صاحب خانه و جست وجوی سخت او بپا گشت و هزاران مژدهٔ عافیت آورد در ساعت بدان
صفوت گاه رفته شد و از شگفتگی دل وکشادگی پیشانی خدیو خانه گوناگون مسرت روی داد و نسیم کامیابی
بر گلبن آمال وزیدن و آن دیگر برروی کار آمد اگرچه از ارباب یقین نبود از سعادت بهره داشت در گمنامی به یکتا
می زیست و در کم مایگی توانگری می‌نمود و در تنگدستی گشادگی و با پیر زالی بزنای از ناصیهٔ حال آدمی تابید خلوتی
داشته بدین پیوست افتاد و بازار سرمایه نویسی بنیاد شد و چاره گرانی پیش آمد دو ماه درین آسایش جا اقامت
و در مقصود گشایش یافت خیر سگالان حق پسیچ بیاوری برخاستند و کاردانان بخت بیدار بهمه دگر گشتند
بتخمین سخنان مهر افزای دوستی و بگفتار دل آویز آشنایی فتنه سازان حیله اندوز و کم عیاران اسخنیدند
را چاره فرمودند و پس از آن داستان نکوی شیخ را به پیشگاه خلافت رسانیدند و بطرز دلگشا و آئین عاطفت
فراعرضه داشتند اورنگ نشین اقبال آرای بمقتضای دوربینی و قدرشناسی پاسخهای مهرآمود گزارش نمود و از
مردمی و بزرگی طلب داشت چون مرا بتعلق فرزندی همی نگریدم با پیر نورانی با همین برادر روی نیاز بدرگاه
همایون آوردند و بگوناگون نوازش بادشاهانه پایهٔ والا یافت و یکبارگی زنبور خانه با سپاسان خورشید و عالم بهم خوردند
آرام گرفت و هنگامهٔ درس و خلوتگاه تقدس را آئین بستند زمانه این بیکران پیش آورد رباعی ای شب نکنی
آن همه پرخاش که دوش ✻ راز دل من مکن چنان فاش که دوش ✻ دیدی چه دراز بود دوشینه شبم ✻ ای
شب وصل آنچنان باش که دوش ✻ و هم درین نزدیکی پدر بزرگوار بمطالب حضرت دهلی توجه فرمود و مرا با برخی
مستفیدان محفل قدسی همراه گرفت از آن سال که بدار الخلافت آگره رحل اقامت انداخت دران زاویهٔ نورانی چندان
بتماشای عالم علوی بود که نوبت نگاه کردن ببدایع سفلی نمیرسید یکبارگی این خواهش گریبان دل را گرفت و دامن
همت برگشاد و مرا که بجز نسبت طبعی ابوت پیوندهای معنوی بود بیگانه نوازش اختصاص داده بار گشای رازگشتند و تفصیل
این اجمال آنست در لوامع سحری که دل با آسمان پیوسته بود بر تطلع نیایش گری نیازمندی میرفت در میان خواب
و بیداری خواجه قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا نمودار گشتند و بسیاری بزرگان را انجمن شد و بزم صحبت
آراسته آمد اکنون بعذرخواهی بر سر تربت ایشان رفته میشود و دران سرزمین لختی بآئین ایشان پرداخته آید
پدر بزرگوار بطرز نیاکان سعادت فرجام حفظ ظاهر میفرمود و با سماع اغانی و نیرنگی ابریشم نمی پرداخت و چند
سماعی که در میان صوفیه شیوع دارد نمی‌پسندید و خداوندان آن طرز را طعنه زدی و همواره بر زبان گوهر آمود گذشتی
بر تقدیر برابری غنی و فقیر و ستایش و نکوهش و خاک و طلا که از شرائط روائی اینکار است سبکسری تلوین با خود دا

ناکرده جای دیگر آباد دیده نا گشتم تا آنکه در آن خاد و بنیاد و رواروی کورانه با غبار ناشناخت در سال دگرگون گشت و نزدیک بود که قالب تهی کرده و نقد زندگانی سپرده آید آن سعادت سرشت بگونه‌گون نیرنگ دل رفته را باز آورد و از راه نیکوئی یگانه خود بر دو بیخوارگی نشست اگرچه گرامی برادر از آن نکو بسی حال بیرون نشد و زمان بهمان نا دگرگون شدی لیکن از خلاف آن سرافروزی آثار درستی این نامه هیچ حال آن لایه گری برخواند بدین بزرگوار خود باید بهال بوده برنظع آگهی خرامش فرمود و نیرنگی تقدیر را تماشا کرده لختی از شکست شده بود که خداوند خانه بدل آبی مهر زبان بیچاره دراز کرده با وجود مشغل مرد و دوستی در شورش گاه کجا بسر برده میشد دامن از من جدا گرفته بود و ندانچه بخاطر میرسید طراز گزیده گرد بود پاسخ گزاردم که درین طوفان شیرین کامی از همه آشنایان یکرنگ هواخواهان یکدل درخشنده آمد که مبادا ازین گذر آزار نیشان رسد لختی بشگفتگی در آمد و گفت که اگر گوشه‌ نشین مرا نمیکنید اندیشه بکار میبرد و نهانخانه‌ها امن را نشان داد آثار دوستی از گفتار او پدید آمد خواهش او را پذیرفته بمنزل گزیده فرود آمدیم چنانچه دل میخواست صفوت گاه بسیار افتاد از آن منزل‌ها حقیقت طراز بسعادت منشان انصاف گزین آشنایان راست اندوز ارسال یافت و هر یک شناسا حال شد و بچاره گری در آمد و عراق را اطمینانی داد بیکباره و گستردن آرامش جای بسر برده شد و آن برادر گرامی را آگاه بفتح پور فرستادند آن دو بزرگ چاره گر آن بی‌سوز را گرمتر گردانیدند صبحی آن نام مهر و دوراندیش با برادران در در دم عزم آمد و پیام روزگار سخت آورد همانا یکی از بزرگان دولت و اوقات سعادت بایگاه خلافت آگهی دستان را رسیده بود گوهر شورش درشد و بی آنکه آئین نیازمندی پیش گیرد و آداب بندگی بسپرد بنیاد عالم بدرستی پیش آید و تندی نمود که گرد دره سپهر آخر میشود و در روز رستخیز نزدیک که درین دولت بدکاران شورش سیده مغز فراغ بها دارند و مردم سرگردانی این چنین آئین است که بجا می آید چه ناسپاسی است که روی سیده آن برد بار آزرم دوست برنیکوئی او بخشوده گزارش فرمود که اسکوئی داری این چه کس منع احوال دیده یا بمغز بیهوشمندی شوایدگی راه یافته چون نام برد حضرت بر کج گرائی او آشفته‌تر شد و بر زبان آوردند همگی کار دفت بلشکر فرستادند و جان آن ادبی بسته اند فتوا را درست کرده زنان مرا آسایش نمیدهند و با آنکه میدانم که شیخ در فلان جاست و نشان این خلوت داده اند دیده و دانسته تغافل میبرد و هر یکی را بیابیخ فرو میشانم تو نادانسته میخروشی و باز اندازه بیرون می نهی صباح کس برو و شیخ را حاضر گردان و هنگامه علما فراهم آید برادر گرامی همان از شیخ رش شنیده شبا شب بایلغار خود را رسانید بی آگهی مردم بازیابان شیخ را لباس دیگر برآمده راهی شدیم و آشفتگی دشوارتر از همه ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی ترددش شد که مردم ناگهان بر او اندوبا شهر باید اگرنا چار گزارش نموده اند غیبت دانان چگونه بر حال آگهی است لیکن پیشانی سخت‌تر شورش آورد بلی گاهی یافتن آرام دم نگاه سر آوارگی گرفته آمد نورستان آن قنات و تاریکیهای برکوه از هجوم مسالک شهر و بیگانگی پژوهندگان انجام و یا در باید بندو بار انداز نایافت قلم چو بین را چه یارا که قدری از آن حال نگذارد هر زبان فصیح را الکنی رو دهد این شگفته زبان کدام نیرو تا گزیر یا رگی گوناگون سخن ابر زد آورده شد لختی از شورش شهر و دیده دشمنان آسوده ایم از آنجا که نوازش کیهان خدیو تبارگی معلوم شده بود را بها بر آن قرار یافت که این چند سال نموده آید و ازین حرابه بدان مصر اقبال شتافته میشود در خجسته گاه فلانی که راست بازی برین میان بست رفته آید تا شد که این غم غافر و نشینند و پادشاه دست بخشایش برگشاید ناگزیر آئین بیگانگان ساما را هموده شبی تیره‌تر از درون حسد سگالان دراز از اطراف افسانه‌ها بیهوده سرایان براه در آمدیم با نجام کار برای فلاورد کیحرد نیای درزدگاه سحری بدان تیره جا رسیده آن ناشناسا اگرچه از جا نعره پدید آیا چندان آستان هیم برخاند که گفت در نیاید از راه مهر با بر زبان آورد اکنون وقت گذشت و جای اقدس قدسی آنده اگر بیشتر ازین آمدن میشد گزندی نمیرسید و آسایانی کار دشوار ساخته میشد درین رنگینی نشان دارم روز چند در آن جمع دل گاه باید بسر برد تا خاطر شاهنشاه بنوازش گراید در گردونی نشانده روانه آن صوب گردانید بگوناگون اندوه هم آغوشی دست داد چون بدانجا شدیم همانا کشاورزی که بامید او درستاده بود غیبت داشت در آن جای معمور بیجا فرو شدیم دار و غه را بخواندن نامه احتیاج افتاد و آثار دانائی در نواحی یافته طلب داشت از آنجا که تنگی وقت بود براه انکار شتافته شد و در کمتر زمانی پدید آمد که این قریه منسوب بیکی از سنگین دلان شوریده غربت آواز ساده دلی بدینجا فرستاده و بصیبه بیتابی و اللذه ناکی خود را از آن جا

اگرچه آشنایی و نیاز دلدادان با مهربانی و بتالی نباشد اینقدر بهست که او را آمیزشی دیگر بدان درجم نمیشود و برادر گرامی
تغییر لباس نموده قدم در راه نهاد و بدانصوب سرعت نمود او ازین آگهی شادمانی اندوخت و بگشاده پیشانی
مقدم او را مغتنم شمرد از آنجا که روز بازار بیم بود ترکی چند را همراه آورد که در راه گزندی نرسد و پای بندیرش و بندگان
مدگوهر نگردید هم در نیم شب ناامیدی آن تیزدست آگاه دل رسید و نوید آسودگی رسانید و پیام آرامش آورد
و مهمان لباس گردانده قدم در راه نهاده آمد و بطریق مخالف با تاق او رسیده شد شناشتی سترگ و خدمتی گرین
بجا آورد و آرامشی بزرگ مژده سعادت در داد مرد بدان سر منزل آرامیدگی بود و از غریبه ناکی روزگار در نیاد که بجای
پریشانی سخت تر از آنچه روی داده بود از آسمان تقدیر فرو بارید تا این مرد را مربار طلبیده شتند و از ان
باده کرده وین مرد بیهوش شد در کار این ساده لوح نیز کردند مدهوش تر از نخستین گشت ورق آشنائی
یکبارگی در نورد دید شبی از انجا بر آمده بدوستی پیوسته شد او مقدم گرامی را الیس مغتنم شمرد از آنجا که در همسایگی
بدگوهری شورش منشی جا داشت سرآسیمگی سترگ رو آورد و حیرتی بی اندازه کالبوه ساخته چون آن مردم نخواه
در شدند بمقصدگاه نامعین قدم جسارت برداشته آمد هرچند اندیشه بکار رفت تا ال بجا آمد آرامگاهی پدید
نیامد با دلی پرآشوب خاطری غم آسود باز بدان سرمنزل رفته شد و شگرف تر آنکه مردم آن زاویه از رفتن آگهی نداشتند
نزدانشکیه این گسسته رشته توکل آسایش گرفتند و از ان پراگندگی برکناره نشسته نزد ابی برادران که برآمدن از ینجا
بحکم واهمه بود بفرمان خود هرچند گزارش رفت که بوقلمونی احوال زمونی ست روشن و اختلاف اوضاع پرستاران
دلیلی ست پیدا سودمند نیامد هرچند علامات گرانی افزایش داشت چاره دیگر بدیست نمی آید چون آن بیکسر کوتاه
عقل در از سوداوید که این قباحت تا انهمان متنبه نمیشوند و خیمه او را غافلی خیساز ندر روز روشن بی آنکه صلا گوند زر
و حرف آشنائی بر زبان رانند کوچ نمود از بندگان خیمه بار کرده روانه شدند تا آنکه کسی در ان صحرا که نزدیک او نشانی من
گذاشته بودند نشسته ماندیم و شگرف حالتی پدید آمد نه جائی بودن و نه پای رفتن و نه پرده در میان از سر طرف
آشنایان دورو دشمنان صد چنگ و نادیدگان سخت پیشانی و عهد گذاران ناپایدار در تکاپو برادر دشت بی...
بنجاکی بیچارگی نشسته با روزگار نیز در زم در روی کار پراگنده بدرازی اندوه در شدیم بهر حال برخاستن و بیجائی گام
برداشتن ناگزیر نمود در آن هنگامه بد سگالان راه سپردیم فراست آگهی پرده بر چشم مردم فرو هشت بیاری
پاسبانی ایزدی از ان بیمگاه بر آمده و حشت خانه همراهی و دمسازی نگهبان بر سینگاه نهادیم و از تکوهش
بیگانگان و خیرباد آشنایان رستگار بیا غنچه اتفاق افتاد و نیاهی روی نمود نیروی رفته باز آمد و دل را قوت
سترگ روی داد ناگاه چه دیدگشت که چندی از بی هنگام نافرجام گذارده اند از یکجا پیوسته آمده زمانی آسایش
گزید می آمد اوباش حیرت زده و ظاهری پراگنده بیرون شدیم و بهر جا که رفته میشد بلای ناگهانی سیاهی میکرد و گرم

مبادا افزون شود و کار از علاج گذرد اکنون رای آنست که همین زمان شیخ را نزد آنکه بسی آلهی یابد بگوشه برند
و روزی چند بر کناره باشند تا دوستان فراهم آیند و حقیقت حال بعرض همایون رسد آن نیک ذات را
واهمه فرو گرفت و بصد بیتابی بخلوتگاه شیخ رفت و ماجرا گذارش نمود فرمودند هر چند دشمنان
چیره دستی دارند ایزد بیهمال آگاه و بادشاه عادل بر سر دانایان هفت کشور حاضر اگر مشتی گروه بیدین
و دیانت را بد مستی حسد نه آرام داشته باشند درست بیمائی بر جای خود است و پرسشش را در نه بسته اند
و نیز اگر سر نوشت ایزدی بر آزار ما رفته است اگر همه بر آینا شیبی توانند رسانید و شاه کاری نیارند تا
و بهیچ گونه گزندی بما نرسد و اگر خواهش آن جهان آفرین برین است ما نیز بکشاده پیشانی و تازه روئی
نقد زندگی را می سپاریم و دست از جان سختی باز میداریم چون عقل ربوده بودند و غم افزوده حقیقت طرازی
را افسانه سرائی و شور انگیزی را سوگواری دانسته حرف بر گشاد که کار مقابله دیگر است و داستان تصرف
دیگر اگر نمیروند من خویشتن را همین زمان قصد میکنم دیگر شما دانید من خود باری روزگار ناکامی را نه بینم
از پیوند پدری و عاطفت ابوت پذیرای خواهش شدند نفرموده آن پیر نورانی من نیز بیدار شدم ناگزیر
دران تاریک شب این سه تن پیاده بر آمدند نه راهبری معین و نه رفتار پای استوار پدر بزرگوار در پیری تقدم
بوده خموشی داشت و میان من و برادر که در کار بانک و شغل معامله دران هنگام نادان تری از خود گمان
نداشت گفتگو شد در پناه جا سخن رفت هرگاه او پیدا میساخت من ناخن میزدم و هرگاه من بر می شمردم او دست
میفشاند ابیات دشمنان و بیت کین بر آوردند باد ٭ دوستی مهربان نمی یابم ٭ یک جهان آدمی همی بینم
مردمی در میان نمی یابم ٭ هم بدشمن درون گریزم زانکه ٭ یاری از دوستان نمی یابم ٭ ناگزیر بهزاران تگاپو
بخانه یکی از مردم که حقیقت منشی او یقین برادرم بود و من ناشناسای صبح وجود زیان کار عنصری باز از ترس
را گمانی هم بی در رسیده شد او را از دیدن این بزرگان آسوده روزگار دل از جا رفت و از بر آمدن پشیمان
شد و برد و در ماند ناگزیر جائی برای بودن اختیار کرد چون دران شوریده مکان رفته شد پریشان تر
از خاطر او بود شگرف حالی پیش آمد و طرفه اندوهی سراپای دل گرفت همین برادر در من آویخت
که با وجود فزون شناسائی غلط رفت و تو بدان کم اختلاطی درست اندیشیدی اکنون چاره کار چیست
و راه اندیشه کدام و دم آسایش کجا توان بر گرفت چنان پاسخ دادم هنوز هیچ بر رفته نیست بر گشته بر او
خود باید رفت و مرا نایب سخن گرداند امید که طیلسان ربانیان برداشته آید و کار سر بسته گشوده گردد
پدرم آفرین نموده برین سخن گردید و برادر بر همان آئین سر باز زد و گفت ازین گذشت تراجری نیست
و از ما اندوزی و ماروت منشی این گروه آگهی نداری ازین وادی بگذر و سخن در راه مگو تا آنکه باده ازین

خواهد ماند وانجام کار بر کدام حال نکوهیده قرار یابد پایمال غم واندوه شده بکین توزی نشستند وبه بهتان
گام فراخ برداشتند وبدستان گدازی ز حیله اندوزی بسیاری نزدیکان عتبه همایون را بگفتارهای فریه آلو[د]
از راه بردند بعضی بدگوهر را بپیرایه تعصب ودینی افروخته بشورش درآوردند اگرچه از دیرباز طور ناستو[ده]
همین بود لیکن در هر زمانه بهادری حق گذاران سعادت آمود بیازار جوش بدگوهران پراگنده شدی درین هنگا[م]
آن گروه راستی پیشه درست پیوند دورتر شدند وبرآمد حرف سرایان بزم همایونی بکین آرائی نشست[ند]
تباه سرشتان بی آزرم ودیونژادان تا پارسا گوهر تا بیافتند پدر بزرگوار بمنزل دوستی الٰهی تشریف برده بو[د]
ومن سعادت همراهی داشتم آن رعونت فروش غرور افزا نیز دران انجمن حاضر شد وحرف سرائی پیش گرفت
مرا مستی دانش وشباب در سر بود از مدرسه بمعامله گامی برنداشته درپی صرفه گوئی او مرا زبان کشود وسخن را
بجائی رسانید که او بخجالت رفت ونظارگیان بحیرت فرو شدند از آن روز بانتقام بی دانشی همت گماشت
وآن گروه گسسته امید را نیز برگردانید وپدر بزرگوار از کید اینان فارغ ومن در مستی آگهی بی خبر نخستین آن بدبینان
دنیا پرست بآئین سالوسیان بحث گذاری ودین آرائی نشسته انجمن ها ساختند درون آزرم مندان
شب خور گروه بسیاری را به پیغوله جای نیستی فرستادند هرگاه خدیو عالم در خیرسگالی ونیک اندیشی معامله
بینش ودانش وداد راه بکردهی نیکوظاهر گذاشته باشد وخود طیلسان بیتوجهی بردوش گرفته حق گویان
راستی منش را بازار کاسد باشد ودیوکیتیان را دانش نا راست رود بزرگان دولت بان مشت حیله دربار
باشد وتعصب را روز بازار جای آن است که خاندانها براوفتند وناموس ها تمام تباه گردد درچنین تا هنگام که بدگران
تباه کار ونکوبی نام برداشته نماند عربدی که بدوشیزگی فروشند وعزرزن برآید ودنیا داران نی عزام
درچیره دستی وتنگ چشمان دل کوریک روئین ود دوستداران هواخواه دوردست راست گذاران کنج نشین
وهنگامه کشش سبک دینان گرم وزن بایکدیگر انجمن زار کوی ساختند وپیمان دل آزاری تازه گردانیدند
از دورویان ده دله وهاروت سیه حال افسون نیرنگ را که از روباه بازی درانشگاه پدر بزرگوار به نیکوئی خزیده
بودند با آن گروه ناراست یکرولی ویکتائی داشت پیدا کردند وافسون خدا آزاری وافسانه بیهوشی برخوانده
نیم شبی فرستادند آن شعبده کار نیرنگ ساز دران تاریک شب بادلی لرزان وچشمی گریان ورنگی شکسته و
بروی درژم بخلوت کده مهین برادر شتافت وبطلسمات آن ساده لوح را بی آرام ساخت وآن ناشناس
مکر دفن راز جاره خلاصه سخن آنکه بزرگان زمانه از دیرگاه دشمنی دارند وکم عیاران ناسپاس بی آزرمی روز
قابو یافته هجوم نموده اند دستیاری ارباب علم را شهود وبرخی را مدعی قرار داده برای تشخیص مفتریات بیانها
شایسته برانگیخته همه دانسته اند این مردم را درگاه مقدس هیچ نه محل اعتبار است وبرای گرم بازاری خود چه سرفرازم دم را ازمیان برداشتند

ذکر احوال موتمن الدوله شیخ ابو الفضل بعبارت او که خود در پایان کتاب آئین اکبری نوشته

راقم شگرفنامه را چنان در سر بود که با مو؛ جی از احوال آبای قدسی و لختی از نیرنگی اطراف خود نوشته رساله جداگانه سرانجام دهد و ما به بصیرت دیده وران و دریاب گرداند لیکن شغل گوناگون خاصه نوشتن این کتاب الهی مرا از همه باز داشت درین اثنا پیام آرامی غیبی چنان گزارش نمود که هنجار روزگار تاب این ندارد که بهر جرائد شگرف اطوار بر غرار تحریر نشاید سزاوار وقت آنست که لختی ازان درین اقبال نامه برگوید و در چند بندی گزارده گردیده چند بندی نگارد و بدین نوید قدسی برخی ازان نیز نوشت و دلی خالی کرد ازانجا که نسب آ شدن از تهیدستی با ستخوان نیاکان بازرگانی نمودن و کالای نادانی ببازار آوردنست و از شوریده مغزی بهنر دیگران بارش نمودن و آهوی خویش نادیدن میخواست ازان سطری برطراز د و افسانه گزاری کند درین بادیه دیولاخ پایه سلسله بجائی برسد و آبیاری انتساب صوری در نزهتگاه معنی بکار نیاید مثنوی ؎ چون نادان در بند پدر باش ؎ پدر بگذار و فرزند هنر باش ؎ چه دود از روشنی خود نشان منه؛ چه حاصل زانکه آتش راست فرزند ؛ در محاورات روزگار نسب را تخمه و نژاد و ذات امثال آن تعبیر نمایند و ازاں جمالی و سافل پند گرداند هشیار آگاه دل داند که این بدان باز گردد که از آبای مبانی او یکے بفزونی تردستی یا جوهر پایستی یا سامانی حقیقت چیره دستی یافته بنام لقب یا حرفه یا مسکن شهرت گرفته و گرنه عامه که مردم زاد را از فرزندان آدم صفی شمرند و بگفتگوی داستان گزاران دل نهاده احتمالی دیگر راه ندهند ظاهر که درین معامله از دوری راه خود را از پا انداز ند و بدان گوهر گرامی اعتبار نگیرند پس چرا سعادت گزین بیدار دل بدین افسانه بخواب رود و بران تکیه زده از حقیقت پژوهی دست باز گیرد و پسر نوح را از ایزدشناسی بدرجه سود و ابراهیم خلیل الله را از بت پرستی اصل کدام زیان بیت بندهٔ عشق شو و ترک نسب کن جامی ؎ که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست ؎ لیکن بسر نوشت آسمانی در رسمیان صورت پرست افتاده با طائفه آمیخته که نسبت را بر حسب گزینند ناگزیر لختی ازان برگوید و مایده برای آن گروه گسترد ؎ ؎ ؎

ذکر نسبت

شمارهٔ آبای کرام داستان درازست چگونه گرامی انفاس را بنابایست وقت بفروشد برخی در لباس ولایت و گروهی در علوم رسمی و طائفه در دی امارت و جمعی در معامله گزاری و طبقه در تجرد و تنهائی بسر برده اند و هرگاه زمین یمن و تنگناه این والانژادان بیدار دل بود شیخ موسی پنجمین جد را در مبادی حال رسیدگی از خلق

شیخ امان

نام عبدالملک و اللہ عبد الغفور مرید شیخ محمد حسن کے اور مرید باشارے شیخ محمد دولارے کے دانش آموزی کی ۲۱ ربیع الآخر کو سنہ ۹۵ میں واقع ہوئی خوابگاہ میسر آیا

شیخ جمال

شیخ حمزہ کا بیٹا زاہد تھا ہر سو مرید پیر ہے اکثر بزرگوں سے فیضیاب ہوا واقعہ دہر سو خوابگاہ ہے اب انجام اس داستان خضر و الیاس کے بیان میں ہے

خضر

اسکا نام بلیان ہے بن کلیان بن قالغ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح اور بعضے اوسکا نام کلیان بن ملکان کہتے ہیں اور ملکان بن بلیان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح بتلاتے ہیں اور کنیت ابو العباس اور خضر اسوجہ سے کہتے ہیں کہ پوستین سفید بیٹھا اسکی قدم کی برکت سے جو سبز ہوگئی عہد موسی میں تبریز سے دو کوس کے فاصلہ پر پیدا ہوا اور بعضے کے نزدیک ابراہیم کے زمانہ میں اور چند لوگوں نے گزارش نمود ہے بعد مدت مدید کے اوس شیخ علاء الدولہ نے عروہ میں ایسا لکھتا ہے کہ فراوان پیوند زناشوئی کرے اور دوسرے لڑکے پیدا ہوئے اونکے نام رکے اور کوئی اوسکا کھوج نپاوے سات مہینے ہوئے ہر ایک کام ترک کیا اور کوئی لڑکا اوس سے نرہا اور بعنوان دلالی خرید و فروخت کرے اور سود انہ جمع کرے دائم اور گرد کرے اور کیمیا گری سے آگاہ اور عالم کے خزانوں پر شناسا اور بموجب فرمایش ایزدی ہر ایک کے کام میں خرچ کرے اور ہرگز اپنے واسطے دانہ نہ باندھے نغمہ سے خوش وقت ہو اور ناچنے لگے اور اکثر وقت روز و شب بیہوش رہتا ہے اور اس سے پیشتر پنج ہزار سال کے تھے سر پر بڑا بائی کبر تھا اور قطب و ابدال سے صحبت رکھتا ہے اور ستایش کرے کہتے ہیں کہ مدینے میں ایک روز کہ شتربان لوگ آپس میں لڑ رہے تھے ایک پتھر خضر کے سر میں لگا اور ٹوٹ گیا اور سرار الیس تین مہینے تک بیماری اوٹھائی اسکی پیغمبری میں اختلاف ہے اکثر اسکی طرف رجوع ہوئے اوسے بزرگ بیش ذو القرنین میں آبحیات تک پہنچا اور کبھی جو پڑی زندگانی پائی بعضے کہتے ہیں کہ خضر و الیاس دونوں نے آبحیات نوش کیا اور ایک گروہ اسکو روحانی کہتا ہے کہ جس صورت میں چاہے حاضر ہو اور انسان نہیں جانتے ہیں

الیاس

بن سام بن نوح عم جد خضر اور چند لوگ اوسکے باپ کا نام یاسین بتلاتے ہیں بعضے بیٹے اور بعض اور کچھ کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ولد عیص بن عزار بن ہارون بن موسی اسکی بھی پیغمبری میں اختلاف ہے قطب اور ابدال اور خضر اسکے روبرو شاگردانہ ستایش گری کرتے ہیں درازقامت بزرگ سر کم گو بسیار اندیشہ صاحب وقار و ہیبت اور انبیا کی حقیقت سے آگاہ کہتے ہیں کہ یادر بن موسی کے ہمراہ کسی پہاڑ پر گیا تھا بعلبک میں نابود ہوا جب اسکی موعظت سے سود و بہبود ہوا اپنے رہائی کی خدا سے طلب کی وہ قبول ہوگئی ایکروز الیسع بن خطوب کے ... آتشین گھوڑا مع ساز کے نمودار ہوا الیسع کو اپنا قائم مقام چھوڑ کر خود اوسپے سوار ہو کر ... سے اختفا کیا اکثر شکر نگاری ان دونوں کی بیان کرتے ہیں پس اولین اکثر خشک زمین پر روان ہوا اور آخرین ... بارے میں اور بعض اسکے خلاف کہتے ہیں اور ہر ایک کے ہمراہ دس دس نفر گزیدہ ہیں اور باہم صحبت رکھتے ہیں ... کے قائل ہیں اور بعض ہوشیار انکی ہستی پر نہیں میل کرتے الیاس سے قبض اور خضر سے بسط طلب کرتے ہیں

امیر سید علی قوام

زاد بوم سیوانہ مرید اور خلیفہ شیخ بہاءالدین جونپوری شطاری کا بعض کہتے ہین شیخ قاسم شطاری سے فیض یاب ہوا اور بعض کہتے ہین کہ خود میرزا یا فاندان نسبت رکھتا ہے جونپور مین فانی ہوا

قاضی محمود

پور شیخ جاہلد بن محمد گجراتی بیرپور مین پیدا ہوا اپنے پدر بزرگوار کا مرید ہے شاہ عالم سے خرقہ خلافت رکھتا ہی عشق اوسکو گوارا ہوا تھا اور اکثر سخنان دلسوز کہتا گیارہ برس کی عمر مین فروغ حقیقی چمکا اکثر عجائب داستان اوسکی مشہور ہین
جس سال کہ ہمایون بادشاہ بہادر گجراتی پر حملہ آور ہوا ۱۳ ربیع الاخر کو جہان کہنا کو سدھارا

شیخ محمد مودود لاری

بابا نظام ابدال کا مرید ہے مولانا عبدالغفور لاری کے پاس کسیقدر رسمی دانش اندوزی ہوا۔ اور اکثر دریوزہ دکہا اور غرایب علوم سے آگاہ ہوا جیانی اور بیانی غرائب خوب جانتا تھا اور عجائب علوم سے آگاہ تھا۔ اور شاہ نعمت اللہ اور شاہ قاسم انوار سے دوچار ہوا
واقعہ رمضان سنہ ۹۲۰ مین فانی ہوا پانی پت مین ارجہ

شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری

شیخ جلال بخاری کی دولڑکے کے تھے مخدوم جہانیان سید محمود سے ہے اور وہ نژاد سید احمد سے اور شاگرد سید صدرالدین بخاری کا علم باطنی سے آگاہ تھا سنہ ۹۳۲ مین واقعہ دہلی مین آسودہ ہوا

شیخ عبدالرزاق

زادگاہ جھنجھانہ شیخ شاہ محمد حسین کا خلیفہ اور مرید ہے شیخ حسن طاہر کا فرزند ہے اول رسمی دانش حاصل کی اوسکے بعد اصل مقصود کو سمجھا
سنہ ۹۴۹ مین واقعہ جھنجھانہ مین مدفون ہوا

شیخ عبدالقدوس

نژاد حنفیہ سے اپنے تئین کہلاتا تھا۔ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کا فرزند ہے صوری معنوی دانش سے آگاہ ہوا کہتے ہین جنت آشیانی اکثر لوگون کے ہمراہ اوسکے مکان پر جاتے تھے اور اوسکی کارآگہی سے راضی ہوتے سنہ ۹۵۰ مین فوت ہوا واقع گنگوہ نزدیک دہلی خوابگاہ ہے۔

سید ابراہیم

معین بن عبدالقادر حسینی کا بیٹا اور زاد بوم ایرج اور شیخ بہاءالدین قادری شطاری کا مرید ہے ہر قسم کی دانش سے بہرہ یاب ہوا اور عمدہ کام مین نئے مثال تھا سکندر لودہی کے وقت مین دہلی آیا۔ شیخ عبداللہ دہلوی اور میان لادن اور مولانا عبدالقادر صابون وغیرہ اوسکی بزرگی کے معترف ہوئے سنہ ۹۵۳ مین واقع دہلی جان بحق ہوا۔

سید محمد گیسو دراز

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مرید و خلیفہ ہی صوری و معنوی سے آگاہی رکھتا تھا موجب ارشاد پیر کے دہلی سے دکھن آیا اور حد درجہ بزرگی قبول
۸۲۵ھ میں واقعہ گلبرگہ آسودۂ خواب فنا ہوا

قطب عالم

نام اسکا ابو محمد لقب برہان الدین ولد شاہ محمود بن سید جلال مخدوم جہانیان ہی ۷۹۰ھ میں تولد ہوا۔ اپنے باپ کا خلیفہ و مرید ہوا
اور شیخ احمد کھٹو سے بھی خلافت پائی سلطان محمد کے عہد میں حسب فرمودۂ پدر گجرات آیا معنی و صورت کی بزرگی پائی۔
۸۵۵ھ میں عالم بقا کو سدھارا ہتوہ احمد آباد میں مقام ہی اسکے گیارہ لڑکے تھے

شاہ عالم

نام سید محمد ولد قطب عالم شب نہم ذیقعدہ ۸۱۷ھ کو پیدا ہوا اپنے باپ سے ارادت پائی درجہ خلافت ملا و لایت پر چڑھا اسکے اکثر
کرامات بیان کرتے ہین ۲۰ جمادی الثانی ۸۸۰ھ کو رسول آباد احمد آباد مین مدفون ہوا

شیخ قطب الدین

شیخ برہان الدین بن شیخ جمال ہانسوی کا بیٹا اور مرید و خلیفہ شیخ نظام اولیا کا ہی دنیا مین آتا اور نہ بادشاہون سے کچھہ لیتا تھا۔
سلطان محمود خود جاکر ہانسی سے دہلی لایا خوابگاہ اسکا ہانسی مین ہی

شیخ علی پیرو

مولانا احمد جامی کا بیٹا ہی صورت و معنی کی شناسائی حاصل کی اور حقائق کو مانند شیخ محی الدین کے گزارش کرتا تھا
بہت سے آگاہی نامہ اوسکے یادگار ہین اور اکثر گم ہوگئے تھے۔

سید محمد جونپوری

سید بڈھ اویسی کا لڑکا ہی فیضیاب سبحانیہ ہوا صوری معنوی پر چیرہ دست تھا شوریدگی سے دعوی مہدویہ کیا اکثر لوگ رجوع ہوئے
اکثر خوارق اوسکے مشہور ہین آخر جونپور سے گجرات تک سرچشمہ مہدویہ جاری ہوا سلطان محمود اوسکی نیایشگری مین اوٹھا
زمانہ کی تنگ چشمی سے ہند مین نرہ سکا ایران مین گیا اور فرہ مین خوابگاہ ہی

قاضی خان

یوسف نام زاد بوم ظفر آباد ہی شیخ حسن طاہر جسکا لقب کمال الدین شیخ ابو کا مرید و خلیفہ ہوا۔ اور وہ مرید راجے کا
ہوا جو شیخ حسام مانکپوری کا خلیفہ ہی علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ہوا مرشد نے اپنی زندگی مین اپنے
خلفا کو اوسکے حوالہ کیا اور ہنگام وفات اپنی کے اپنے فرزند عبد العزیز کو بھی اوسے سپرد کیا
یازدہم صفر کو آشوبگاہ دنیا سے سدھارا۔

مولانا جلال الدین سے جا ملا - جبہ و دستار اور اکثر کتاب عطا فرمائین انھین کے ردبرو ہر ایک
غرق آب کیا بعدہ پانی پت مین آنکر فارغ ہوکر یہین پر مدفون ہوا -

شیخ احمد نہر والہ

از دلوم نہر والہ جسکا نام بٹن مشہور ہی قاضی حمید الدین ناگوری سے ارادت ہوئی خلافت
ہاتھہ لگی شیخ بہار الدین ذکریا باوجود اپنی دشوار پسندی کے اسکا مداح تھا بداؤن خوابگاہ ہے

سید جلال

بتائید محمود بن سید جلال بخاری مخدوم جہانیان کے لقب سے مشہور ستشہ شب برات
کو تولد ہوا اپنے باپ کا مرید ہوا اور شیخ رکن الدین ابو الفتح سے خلافت پائی جہان نوردی مین امام یافعی
وغیرہ سے ملاقی ہوا دہلی مین شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو دیکھکر خاندان چشتی مین خلیفہ ہوا چارشنبہ
عید قربان ۷۸۵ھ ہجری کو خدا سے واصل ہوا اوچہ ملتان مین آرام کیا

شیخ شرف الدین منیری

یحیی بن اسرائیل سر آمد چشتیان کا لڑکا ہی گنج شکر سے فیضیاب ہوا یہ لڑکائی سے بہار و ن
ریاضت کرتا شیخ نظام الدین اولیا کی تمنا سے دیر مین مع اپنے بڑے بھائی شیخ جلال الدین محمد
کے دہلی آیا شیخ نے انتقال فرمایا تھا بعضو کا قول ہی کہ ملاقات ہوئی اور بموجب اوسکے فرمانے
کے شیخ نجیب الدین فردوسی کے روبرو گیا اور مرید ہوکر خلیفہ ہوا شیخ شمس الدین مظفر بلخی
اور شیخ جلال الدین اودہی نے جسکا نام جمال قتال کھی ہی اس سے خلافت پائی اکثر اسکے
ملفوظات اور تصانیف یادگار ہین ادمین سے اوسکے مکتوب نفس شکنی مین آزمودہ ہی بہار مین خوابگاہ ہی

شیخ جمال ہانسوی

ابو حنیفہ کوفی کے نسل مین ہی خطابت اور فتوی سے ہاتھہ اوٹھایا شیخ فرید گنج شکر سے ارادت
لایا بلند پایگی پائی شیخ جسکو خلافت دیتا جمال مرید کی منظوری لیتا درصورت عدم منظوری
کہا کرتا فرزند جمال کا چاک سینا ناممکن ہی واقعہ ہانسی خوابگاہ ہی -

شاہ مدار

لقب بدیع الدین کہ دمہ ہندوستانی اوسکی بزرگی بیان کرتے ہین شیخ محمد طیفوری بسطامی کا مرید ہی
خلق خدا سے گریزان تھا اکثر اوسکا جامہ شوخکن نہوتا اور دنیا سے نملتا ہر دوشنبہ کو بار عام
حاجتمندون کا ہوتا مقرر تھا کہ جب مردم آنے سے باز رہتے کوئی داستان چھیڑتا -

شیخ احمد کا فرزند آغاز میں نکو رو اور خواستہ دار تھا پر دہستن حق مین ہر طرف سے ہاتھ کھینچ لیا اور ریاضت گری مین پاے ہمت مضبوط کیا اور خواجہ معین الدین کی خدمت مین طیلسان ارادت کند ھے لی اور بزرگ مرتبہ کو پہونچا اور سلطان التارکین لوگ کہتے ہین بست و نہم ربیع الاول سنہ ۶۷۳ ہجری کو ناگور مین رحلت فرمائی اور وہین پر مدفون ہوا۔

شیخ نجیب الدین متوکل

شیخ فرید شکر گنج کا برادر اور مرید ہی شیخ نظام الدین اولیا کہتے تھے کہ جب مین بداون سے دہلی مین شیخ کی ملازمت کو آیا شیخ نجیب الدین سے ملاقی ہوکر فیضیاب ہوا۔ نہم رمضان سنہ ۶۷۱ ہجری مین بمقام دہلی مدفون ہوئے

شیخ بدر الدین

زاد بوم غزنہ ہی ہنگام خواب مین خواجہ قطب الدین اوشی سے ارادت کی جویائی مرشد مین آزادانہ روانہ ہوا دہلی مین مراد کو پہونچا خلافت حاصل ہوئی قاضی حمید الدین شیخ فرید شکر گنج اور سید مبارک غزنوی اور مولانا مجد الدین جرجانی ضیاء الدین دہلوی وغیرہ بزرگ اس سے بہرہ یاب ہوئے کہن سالی مین جب جنبش نہین کر سکتا تھا سننے نغمہ سے جوانون کے مانند رقص کرتا کسی نے کہا کہ اس ضعف مین کیونکر شیخ ناچتا ہی جواب دیا کہ شیخ کہان حضرت عشق کا زور ہی اپنے مرشد کے پایان مین دفن ہی

مولانا بدر الدین اسحاق

منہاج الدین بخاری کا بیٹا ہی بعض کا اعتقاد یہ کہ علی بن اسحاق کا فرزند ہی اور اوسکی زاد بوم دہلی ہی رسمی دانش آموزی کرکے بخارا گیا اور راجودہن مین بستگی خاطر نے کشادیائی ارادت لایا شیخ نے خلافت اور دامادی سے سرفراز کیا خوابگاہ اوسی مقام پر ہی

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی

محمود نام زادگاہ اودہ شیخ نظام الدین اولیا کا مرید اور خلیفہ ہی ۱۸ رمضان سنہ ۷۵۷ کو جہان گذران سے ہاتھ اوٹھایا

شیخ شرف الدین پانی پتی

لقب ابو علی قلندر وارستگی مین بسر کرتا تھا خود لکھتا ہی کہ چالیس برس کی عمر مین دہلی آیا خواجہ قطب الدین کی زیارت سے کامیاب ہوا۔ اور مولانا وجیہ الدین پائلی اور مولانا صدر الدین و مولانا فخر الدین ناقلہ و مولانا ناصر الدین و مولانا معین الدین دولت آبادی و مولانا نجیب الدین سمرقندی و مولانا قطب الدین مکی اور مولانا احمد خوانساری وغیرہ بزرگان سے درس اور فتوی کی اجازت ملی بیس برس یہ مشغلہ رہا۔ ناگاہ کشش حقیقی نے اپنی جانب کھینچا سب دانش جاتی رہی سفر ہوا روم مین شمس تبریزی اور

ناتوان بینی سے تہمت لگائی آخر کو شیخ بہاء الدین زکریا کے توسل سے راست و دروغ کی نمود ہوئی وہا
بنگالہ گیا اسکا خوابگاہ بندر دیو محل ہے

شیخ صوفی بدہنی

زاد بوم اسکا اوده خدا کے سوا کسی سے غرض نہتی کہتے ہین کہ خواجہ قطب الدین مع دیگر بندگان خدا کے
مثل بھونکھ اور پیاس کی شدت سے ہر ایک بیتاب ہوگیا اوسوقت نیروے ایزدی سے حضرت ہر ایک کو
ایک گرم کاک سونٹھ کی دیتا اور صوفی اپنے کوزۂ شکستہ سے ہر شخص کو سیراب کرتا تھا اوسوقت سے
خواجہ کو کاکی اور صوفی کو بدہنی کہنے لگے خوابگاہ انکا کیتھل ہے

خواجہ کرک

بزرگ وارستگان مین سے ہے رسمیات سے برکران زندگی بسر کرتا تھا اور ہمیشہ خرابات مین نشست
و برخاست کرتا قطب الدین نے اسکے واسطے خرقہ بھیجا اور اسنے لیکر آگ مین ڈالدیا لیجانے
والے نے خواجہ قطب الدین کے روبرو زبان بیچارہ درازی اوسنے کہا جاؤ اور واپس لاؤ تاکہ حقیقت کا
مجھے معلوم ہو جب اوسنے جاکر درخواست کی خواجہ کرک نے کہا جاؤ اوس آگ سے لے لو لیکن اپنی ملکیت کر
جو دیکھا اوس خرقہ کو مع کئی اور دلق کے پایا اور شرمسار ہوا انکا خوابگاہ کڑہ مانکپور ہے

شیخ نظام الدین ابو المؤید

اپنے خالو شیخ عبد الواحد بن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی سے ارادت رکھتا تھا سلطان شمس الدین التمش
کے عہد مین تھا خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام اوسکا دیدار بہت مبارک جانتے تھے

شیخ نجیب الدین

شیخ بدر الدین سمرقندی کا مرید ہے جو کہ شیخ سیف الدین باخرزی کا خلیفہ اور وہ شیخ نجم الدین کبری کا خلیفہ ہے وہ بخارا سے دہلی آیا
رہنمائی اختیار کی مین فوت ہوا بعض کہتے ہین کہ وہ مع عماد الدین طوسی کے مرید اور خلیفہ شیخ رکن الدین فردوسی کے ہین

قاضی حمید الدین ناگوری

عطاء اللہ بخاری کا لڑکا ہے بخارا مین تولد ہوا معز الدین سام کے عہد مین باپ کے ہمراہ دہلی آیا چند برس
ملک ناگور کا قاضی رہا یکبارگی بار تعلق سے گھبرا کر بغداد گیا شیخ شہاب الدین سہروردی کی ارادت سے خلافت
پائی اور خواجۂ قطب الدین سے دوستی ہوئی اور سیر حجاز کرکے دہلی آیا پانچوین رمضان ۶۷۳ ہجری کی شب کو
عازم فردوس ہوا دہلی مین خوابگاہ ہے

شیخ حمید الدین سوالی ناگوری

خواجہ قطب الدین نے بروقت رحلت جب کہ قاضی حمید الدین ... طرف سے ہاتھہ کھینچ لیا اور جمع تھے فرمایا کہ خرقہ وغیرہ جو اوسکے مرشد سے ہون شیخ کے سپرد ... سلسلہ ارادت کند ... مین آیا اور امانت لیکر واپس گیا اکثر لوگ اوس سے بہرہ یاب ہوئے ... ۶۶۳ ہجری کو پٹن پنجاب مین جو اوسوقت اجودھن کے نام سے مشہور تھا ...

شیخ صدر الدین عارف

بہاء الدین زکریا کا لڑکا ہی باپ کے روبرو کامل ہوا اور فخر الدین عراقی اور میر حسینی سادات فیض یاب ۷۰۹ سنہ مین واقع ملتان جان بحق ہوا اور وہین اسکا مزار ہی

شیخ نظام الدین اولیا

نام محمد احمد دانیال کا لڑکا ہی غزنین سے بداؤن آیا ۶۳۲ سنہ مین شیخ نظام الدین اولیا کی ولادت ہوئی کسب قدر رسوم علمی سیکھے اسکا لقب نظام بحاث اور محفل شکن تھا بیس برس کی عمر مین اجودھن جاکر شیخ فرید شکر گنج سے ارادت ظاہر کی اوسنے خزینۂ دانش کی کلید عطا فرمائی آخر کو رہنمائی خلق اللہ کے واسطے دہلی پہونچا اکثر لوگ فیضیاب ہوئے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور میر خسرو اور شیخ علاء الحق اور شیخ اخی سراج بنگالہ مین اور شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری اور شیخ کمال مالوہ مین اور مولانا غیاث دھار مین اور مولانا مغیث اوجین مین اور شیخ یعقوب اور شیخ حسام گجرات مین اور اور شیخ برہان الدین غریب اور شیخ منتخب اور خواجہ حسن دکن مین ہر سہ مرید اوسکے ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ سنہ ہجری کو جہان گذران سے کوچ فرمایا دہلی مین خوابگاہ ہے

شیخ رکن الدین

شیخ صدر الدین عارف کا بیٹا ہی چونکہ سلطان قطب الدین شیخ نظام الدین اولیا سے سرگران تھا شیخ کو ملتان سے طلب فرمایا کہ اوسکے ہنگامے کو شکست ہو جب دہلی کے نزدیک آیا شیخ نظام الدین نے استقبال کیا قطب الدین نے شیخ سے ملاقی ہوکر پوچھا کہ مردم شہر سے کسنے پیشوائی مین سبقت کی اوسنے جواب دیا کہ ہمارے شہر مین ایسا صاحب تقریر دل آویز نہین ہی اس گفتگو سے بادشاہ کی سرگرانی دور ہوئی ملتان مین جان بحق ہوکر دفن ہوا ہے

شیخ جلال الدین تبریزی

سعید تبریزی کا مرید ہی بعد سفر شہاب الدین سہروردی سے ملا خلافت ملی خواجہ قطب الدین اور شیخ بہاء الدین زکریا مین بڑی دوستی تھی شیخ نجم الدین صغری جو دہلی کا شیخ الاسلام تھا اسکا عدو ہوا

رنگرانے ملک بقا ہوا دامن کوہ مین مدفون ہی ہنوز اوسکی زیارت ہوتی ہی

شیخ علی غزنوی ہجویری

اسکا نام ابوالحسن باپ کا نام عثمان بن ابوعلی جلالی ہی — رسوم دنیوی سے برکنار انتہائے آگاہی مین
زبدہ تھا کتاب کشف المحجوب اسکی یادگار ہی اوراسی کتاب مین لکھا ہی کہ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی کا
پیرزہ ہون خوابگاہ اسکا لاہور مین واقع ہی

شیخ حسین زنجانی

فراوان آگہی رکھتا تھا خواجہ معین الدین چشتی سے لاہور مین صحبت ہوئی لاہور ہی مین مدفون اور زیارتگاہ عالم ہی

شیخ بہاء الدین ذکریا

وجیہ الدین محمد کمال الدین علی شاہ قریشی کا بیٹا ہی سنہ ۵۶۵ ہجری مین کوت کرور ملتان مین پیدا ہوا انکے
لڑکپن مین باپ مرگیا آپ دانش مین ایران وتوران کے ستارہ ہوئے بغداد مین شیخ شہاب الدین
سہروردی سے ارادت کی خلافت پائی شیخ فرید شکرگنج سے دوستی تھی زمانہ دراز تک ہم صحبت رہے
شیخ عراقی اور میر حسین النسی سے فیضیاب ہوئے ساتوین ماہ صفر سنہ ۶۶۵ بالائی کو ایک نورانی طلعت نے نامہ
سربمہر شیخ صدرالدین اونکے لڑکے کے ہاتھ اندر بھیجا وہ پڑھتے ہی جان بحق ہوا اور چار کنج سے
یہ آواز بلند ہوئی کہ دوست دوست سے واصل ہوا خوابگاہ انکا ملتان مین ہی

خواجہ قطب الدین بختیار

بن کمال الدین احمد موسی ہی روس فرغانہ سے نظر خضر سے پائی جو باپ رہنمون رہا کہ خواجہ معین الدین چشتی
نے گذارہ کیا ۱۸ برس مین خلافت پائی سفر اختیار کیا بغداد وغیرہ مین آکر اولیا سے چہرہ افروز رہا
ہوا پیر کے دیکھنے کو ہندوستان آیا چندے شیخ بہاء الدین ذکریا سے ہم آستان رہا شمس الدین التمش
کے عہد مین دہلی مین آکر خواجہ سے ملا بعدہ وہان سے پھر ا چارشنبہ کی صبح کو ماہ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ کو
زندگانی سے بقا ہوا دہلی مین خوابگاہ فراز عالمیان ہے

شیخ فرید الدین شکر گنج

جمال الدین سلیمان کا بیٹا فرخ شاہ کابلی کی نسل سے ہی اصلی پیدایش قصبہ کھتوال ملتان
کے نزدیک ہی آغاز برنائی مین رسمی دانش سیکھی اور ملتان مین خواجہ قطب الدین سے ملکر دلی
ہمراہ آیا ارادت دلی سے مدعا حاصل ہوا بعض کہتے ہین کہ ساتھہ نہین آیا بلکہ اونسے رخصت ہوکر قندھار
و سیستان کو سدھارا اور بعد دانش آموزی کے دہلی آیا اسنے سخت آویزش نفس کے ساتھہ کئی [illegible]

اورخواجہ عبد الخالق عجدوانی کی یاری سے روحانیت کے کمال کو پہونچے ۔ اور فیض حقیقی خضر سے نصیب ہوا
اور محمد یوسف ہمدانی کی صحبت ۔ خواجہ کے چار خلیفہ تھے خواجہ عبد اللہ برقی خواجہ حسن اندقی ۔
خواجہ احمد یسوی خواجہ عبد الخالق عجدوانی خواجہ یوسف نے شیخ ابو علی فارمدی سے فیض لیا اور
اونے شیخ ابو القاسم گرگانی سے اور یہ دو آدمیون سے کامیاب ہوا جنید اور شیخ ابو الحسن
خرقانی اور یہ بایزید بسطامی سے اور یہ امام جعفر صادق سے اور وہ دو جگہہ سے سعادت اندوز
ہوے اول اپنے باپ امام باقر اور انہون نے اپنے باپ امام زین العابدین اور انھون نے اپنے باپ امام حسین
علیہما السلام سے دوسرے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر اور قاسم نے سلمان فارسی سے اور انھون نے
ابا بکر سے کہتے ہین خواجہ بہاء الدین نقشبند کے لونڈی غلام نتھے بر وقت استفسار فرمایا بندگی
اور خواجگی مین بڑا فرق ہی کسی نے دریافت کیا کہ حضرت کا سلسلہ کس سے ملتا ہو کوئی شخص سلسلے سے
کامیاب نہین ہوتا شب دوشنبہ تیسری ربیع الاول ۷۹۱ھ کو بار عنصری سے سبکدوش ہوا تحقیق سے
دریافت ہوتا ہی داستان سلاسل مذہب چہارگانہ رکھتا ہی جسنے مرتبۂ اجتہاد کا پایا زیادہ اوسکے لائق
ہوتا ہی اور چار گونہ رہنا اوسکا سخت نہین ہوتا پھر وہی ہو کہ اس بیان سے معذور ہو کر اکثر اولیا
کرے اور ہزارون سے ارتالیس اولیا کا ذکر کرتا ہی

بابا رتن

نصیر تبرندی کا بیٹا ہی کنیت ابو الرضا ہی ایام جہالت مین واقعہ تبرندہ پیدا ہوا اور حجاز گیا پیغمبر
صلعم سے دو چار ہوا آخر جہان گردی کرتے ہوئے ہندوستان آیا بڑی مدت تک اسکے قال قیل کا
اعتبار ہوا ۷۰۰ھ ہجری مین واقع تبرندہ فوت ہوا وہین پر مدفون ہی ۔ اور شیخ ابن حجر عقلانی
اور مجد الدین فیروزآبادی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی اور خواجہ محمد پارسا وغیرہ اسکے مداح ہین

خواجہ معین الدین حسن

غیاث حسن کا لڑکا سادات حسینی حسنی مین ہی ۵۳۲ھ ہجری کو واقعہ قصبۂ سنجر مین دار سجستان سے
پیدا ہوا پندرہ برس کے سن مین اسکا باپ درگذرا اور ابراہیم قہندزی خدا رسیدہ کی نظر اسیر بڑی
تجلی چھا گئی رہنمائی فرمائی نیشاپور کے موضع ہرون مین خواجہ عثمان چشتی کی صحبت مین بیٹھا
اور ریاضت کرنے لگا خرقۂ خلافت حاصل ہوا بعدہ شیخ عبد القادر جیلی وغیرہ سے فیضیاب ہوا۔
جس سال کہ معز الدین سام نے دہلی فتح کی یہان آیا اور عزلت کریمی سے اجمیر چلا گیا اور بکثرت چراغ روشن کیے
اور اسکی روشن دلی سے اکثر مردم شرفیاب نور حقیقت ہوئے روز شنبہ چھٹوین تاریخ رجب ۶۳۳ھ ہجری کو

ایسکے بعد اسکا فرزند خواجہ احمد بھی بزرگ ہوا تحقیقا ہر دو شمار کو مقبول دست آویز ظاہر
بس گزیدہ نے کاہش نفس ذوفنون اور پرستش ایزد بیچون مین کسیقدر تازگی ظاہر کی اور
لڑکون نے بعد دیگرے چراغ آگاہی روشن کیا اوسکا سلسلہ جداگانہ لوگون نے قرار دیا
سواے ان بارہ اور چودہ کے قراردادن سلسلہ زبان زد روزگار ہی —

قادری

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی کی پیروی مین سید حسنی ہی بغداد مین موضع جیل ہی اور بعض گیلانی
کہتے ہین علوم رسمی اور حقیقی مین یگانہ زمان تھا ابوسعید ابوالخیر مبارک سے خرقہ پہنا تھا چار واسطے سے
شبلی تک پہونچتا ہی بزرگی چال اور شگرفی کرامات اونکی مشہور جہان ہی بس مبارک نوے اور پیران پیر انہین کو کہتے ہین
خاندان قادریہ انہین سے مشہور ہی سنہ ۴۷۱ ہجری مین پیدا ہوا اور سنہ ۵۶۱ ہجری مین جنت کو سدھارا

یسوی

نیازمندان خواجہ احمد یسوی خردسالی مین باب ارسلان سے جو کہ کار آگہان ترک سے ہی نظر یاب ہوے
جب وہ در گذرا خواجہ یوسف ہمدانی سے کمال سیکھا ترک لوگ اوسکو آتا یسوی کہتے ہین ترکی مین آتا باپ کو
کہتے ہین اور اولیا کا بھی لقب ہوتا ہی خواجہ ترکستان کہنے سے پھرا اور رہنمائی خلق الدین زندگانی گنوائی
اکثر کرامات لوگ بیان کرتے ہین اور انکے چار خلیفہ نامور ہوے منصور آتا سعید آتا سلیمان حکیم آتا ویسے ایک
معمورہ ہی ترکستان مین شیخ کا مولد وہی ہی —

نقشبندی

خواجہ بہاء الدین نقشبند سے دولت جاوید حاصل کی اوسکا نام محمد بن محمد بخاری ہی خواجہ
باباے سماسی سے تعلیم پائی — اور آداب طریقت امیر کلال خلیفہ سے اوسکا خلیفہ خواجہ سماسی خواجہ
کو قصر ہندوان کے نزدیک بارہا فرماتے تھے کہ اس خانہ سے بوی مردی آتی ہی جلد قصر عارفان ہوگی
تاکہ ایکدن امیر کلال کے گھر سے نکلکے اوس قصر کے پاس فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہی شاید کہ وہ مرد
پیدا ہو ولادت خواجہ سے تین روز گذرے تھے پدر بزرگوار باباے لیگیا اونسے فرمایا کہ مینے اپنی
فرزندی مین لیا اور یارون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ یہ وہی ہی جسکی خوشبو مینے پائی تھی یہ پیشواے
جہان ہوگا اور امیر کلال سے فرمایا کہ میرے فرزند بہاء الدین کی پرورش مین کوتاہی نکرنا جب کسیقدر
نوجوان ہوا فرمایا تمھارا لڑکا بلند ہمت ہی ہر نظر اور دروازون سے بھی دریوزہ گری کی اجازت دیتا ہون لہذا
اس سبب سے فتح شیخ کے پاس جاکر فیض لیا اور خلیل آتا سے بھی بہرہ یاب ہوئے —

اور ہر ایک نے چاہا کہ اپنے آئین کے بموجب اوس سے موافقت کرین مگر ہوا ہمانا صلح کل رکھتا تھا۔ چوتھے سری
سقطی اسکی کنیت ابو الحسن یہ شخص بزرگ آٹھان عمدہ افعال مین سے ہی۔ اور اگر بہرہ لوگون کا اوستاد
اقران حارث محاسبی اور بشر حافی اور شاگرد معروف کرخی اسکی تعریف میری طاقت سے باہر ہی سنہ ۲۵۳
مین رہگرای عالم بقا ہوا چھٹوین ابو اسحق بن شہریار ہی اسکا باپ آئین زردشتی سے نکلکر اسلام لایا
شیخ ابو علی فیروز آبادی سے فیضیاب ہوا۔ اور اکثر بزرگون سے ملاقی ہوا اور ظاہری باطنی کی دانش
جمع کی سنہ ۴۲۶ مین رحلت فرما ہوا ساتوین علاء الدین طوسی کو آغاز کرتے ہین یہ شخص شیخ نجم الدین کبری
سے حق برادری رکھتا تھا آٹھوین شیخ نجم الدین کبرے کی ستایش گرمی کرتے ہین کنیت ابو الجناب اور
ابو القاسم اور نام احمد بن عمر خیوقی اور لقب کبرے ہی شیخ اسمعیل قیصری اور عمار یاسر اور روز
بہان سے فیض حاصل کیا۔ اور صورت و معنی کی شناسائی سے مرتبہ عالی پایا شیخ مجد الدین بغدادی
شیخ سعد الدین حمویہ شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی وغیرہ
اکثر اولیا نے اوس سے سعادت جاوید حاصل کی سنہ ۶۱۸ مین بزخم شمشیر ودیعت حیات سپرد
متقاضی اجل فرمائی نوین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی علم ظاہر و باطن مین بہرہ ور تھا
بارہ واسطون مین ابوبکر صدیق رض تک پہونچتا ہی اور طریقت مین شیخ احمد غزالی سے نسبت درست آئی
فراوان تصانیف اوسکی یادگار زمین ہی۔ اور آداب المریدین کی تصنیف ہی سنہ ۵۶۳ ہجری مین رہگرای ملک بقا ہوا
دسوین شیخ واحد بن زید کو کہتے ہین گیارہوین فضیل بن عیاض کو مانتے ہین کنیت ابو علی کوفی ہی اور
بعض کے نزدیک بخاری ہی۔ ابتدا مین درویشان بسر کرتا تھا اور رہزن تھا آخر نیک سرشتی سے بیدار
ہوا اور عمدہ کام کرنے مین سعادت حاصل کی سنہ ۱۸۷ کو فوت ہوا بارہوین ابراہیم ادہم بلخی کو پیشرو
جانتے ہین کنیت ابو اسحق اسکے بزرگ حوالی مین کچھہ خیال رکھتے تھے ستارہ بخت منیری درخشان
ہوا سب کی طرف سے ہاتھہ روک لیا۔ سفیان ثوری اور فضیل عیاض اور ابو یوسف غسولی کے
ہم صحبت اور علی بکار اور حذیفہ مرعشی اور سلم خواص کے یار تھا سنہ ۱۶۱ یا سنہ ۱۶۲ کو واقعہ شام رحلت فرما
ہوا تیرہوین شیخ ہبیرہ بصری کو کہتے ہین چودہوین ابو اسحق شامی سے پیوند کرتے ہین اور وہ مرید شیخ ممشاد علو
دینوری کا ہی جب شیخ قصبہ چشت مین پہونچا خواجہ ابو احمد ابدال جو مقدم مشایخ چشت کا ہی
اوس سے تربیت پائی اور بعد ازان اوسکے لڑکے محمد نے چراغ ولایت روشن کیا اوسکے بعد خواجہ
سمعانی دستگیر خواہر زادہ نے آگہی لی اوسکے بعد اونکا بیٹا خواجہ مودود چشتی سننے والا پایگی پایا

دو زبان پر طنز کرتا ہی — ہندوستان مین چودہ سلسلہ بتلاتے ہین اور اوسنے چودہ خاندان تحریر
ہین اور ان دوازدہ مین سے سوائے طیفوریان اور جنیدیان کے ا حبیبیان ۲ طیفوریان ۳
کرخیان ۴ سقطیان ۵ جنیدیان ۶ گازرونیان ۷ طوسیان ۸ فردوسیان ۹ سہروردیان
۱۰ زیدیان ۱۱ عیاضیان ۱۲ ادہمیان ۱۳ ہبیریان ۱۴ چشتیان کہتے ہین امیر المومنین علی کے خلیفہ
تھے حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمہ سلاسل حسن بصری کو جانتے ہین اور وہ دو خلیفہ رکھتا تھا
حبیب عجمی چشتیہ کو فرقہ اول نے جوش معرفت مارا دوسرا عبد الواحد بن زید جسنے پانچ اخرے باقیہ
سیرابی دل حاصل کی حسن بصری کی والدہ کنیزان ام سلمہ سے ہی نام اوسکا عمر خطاب رکھا یتیم رہا تھا
اول حال مین گوہر فروشی کرتا روشن ستارگی سے راہ تجرید قبول کی اور اپنے تئین ریاضت گری مین
گلایا اور فرہی معنوی حاصل کی ہر ہفتہ کو وعظ کہا کرتا اور مجلس آراستہ کرتا جب رابعہ حاضر
نہوتی اوس سے موافقت نکرتا جب کہتے نہ آتے ایک پیرزن سے کسواسطے ہاتھہ اوس سے باز کھینچا ہم
کہتا جو غذا کہ ہاتھیون کے واسطے آمادہ ہو چیونٹیون کے کام مین نہین آ سکتی اول حبیب عجمی سے
نسبت درست کرتے ہین پیر مالداردن مین تھا اور روزگار مکاری مین بسر کرتا تھا ہر روزنی سے
کچھہ چشم دانش واہوگئی تھی — اور حسن بصری سے راہ پائی اور بہت سے لوگون نے اوس سے
سعادت اندوزی حاصل کی اگرچہ حسن بصری پادشاہان حجاج سے بھاگا اور حبیب کے صومعہ مین جا گھسا
سرہنگون نے اوس سے پوچھا حسن کہان ہی اوسنے کہا صومعہ کے اندر جب تلاش کیا تو اوسکو
نپایا حبیب کی سرزنش کی اور کہا جو کچھہ حجاج تمھارے ساتھہ سلوک کرے لائق ہی جواب دیا کہ مینے
بجز سچ کے اور کچھہ نہین کہا اگر تمنے ندیکھا تو میرا کیا قصور ہی یہ سنکر پھر وہ لوگ اندر جا کر ژرف
نگاہی سے حیران ہوئے اور نپاکر خشمگین واپس ہوئے اور طنز گویان چلے گئے حسن باہر نکلا اور کہا
اے حبیب عجب حق اوستادی آپ نے ادا کیا ای اوستاد راست گوئی سے رہائی پائی اگر آپ
جھوٹھہ کہتے تو دو تو ہلاک ہوتے اکثر وزرات کو اندھیلی کو ٹھیاری مین اوس سے سوزن گر پڑی
غیب سے روشنی چمکی ہاتھہ آنکھون پر رکھکر کہا نہین نہین ہم سوزن کو بجز چراغ کے نہین ڈھونڈھنا
جانتے ہین — تیرے فیض معروف کرخی سے لیتے ہین اسکا باپ ترسا تھا روبروے امام رضا علیہ السلام
کے مذہب بدلا اور دربانی مین سربلندی پائی — اور داؤد طائی کے صحبت مین پہونچا اور ریاضت گری
بجا لایا اور درست بینی اور راست کرداری کی طاقت سے پیشوا ہوا — سری سقطی وغیرہ بہت لوگون نے
اوس سے فیض پایا سنہ ہجری کو عالم بقا کی راہ پکڑی — اسی زمانہ مین گبر و ترسا اور یہود اسکی جانب پھرے

چوتھے پیر و جنید بغدادی کنیت ابوالقاسم لقب قواریری اور زجاجی اور خراز ہی اسکا باپ آبگینہ فروش
تھا اور خز یعنی پارچہ ابریشمی بناکرتا اسکے بزرگ نہاوند کے نژاد مین سے ہین۔ بغداد مین سری سقطی اور حارث
محاسبی اور محمد قصاب سے کسیقدر حقیقت سیکھی اور خراز اور رویم اور نوری اور شبلی
وغیرہ بزرگان حق اسکی طرف نسبت کرتے ہین شیخ ابوجعفر حداد کہتا ہی اگر عقل مرد ہوتی جنید کی
صورت پر ظاہر ہوتی سنہ ۱۹۷ یا سنہ ۱۹۸ یا سنہ ۱۹۹ کو رخت عالم ہستی سے اوٹھایا پانچوین ابوالحسین نوری
سے سیراب دل نام اوسکا احمد بن محمد اور کہتے ہین محمد بن محمد مشہور بابن بغوی اسکا باپ خراسانی ہی
اور جنم بھوم بغداد وہ بزرگان والا ستایش اور بلند کردار مین ہی اور سری سقطی اور محمد قصاب
اور احمد ابوالحواری سے صحبت گیری ہی اور ذوالنون مصری کو دیکھا تھا اور ہمسران جنید سے سمجھتے
ہین لیکن کسیقدر تیز تر سنہ ۱۹۶ مین اس سہ پنجی سرا سے درگذرا۔ چھٹے سہل ولد عبداللہ تستری
کی طرف پھرتے ہین یہ شخص شاگرد ذوالنون مصری کا ہی۔ والا پایگاہان اس شگرف راہ سے ہی
اور اقران جنید سے اسی سال کی عمر پائی ماہ محرم سال ۲۸۳ مین زندگی آخر ہوئی ساتوین محمد بن علی حکیم
ترمذی کو بتاتے ہین کنیت ابوعبداللہ امیر صاحب ابوتراب نخشبی اور احمد خضرویہ اور ابن جلا سے
صحبت رکھتے تھے اور عالم ظاہر و باطن مین چیرہ دست تھے فراوان تصانیف اور خوارق عادات
اوسکے لوگ بیان کرتے ہین۔ آٹھوین ابوسعید خراز کو جانتے ہین انکا نام احمد بن عیسے بغدادی
ہی صوفیون کی دوستی مین مصر گیا اور مکہ مین مجاور رہا اور موزہ دوزی کرتا تھا۔ اور شاگرد محمد بن منصور
طوسی کا ہی اور ذوالنون مصری اور سری سقطی اور ابوعبید بسری اور بشر حافی سے صحبت رکھتا تھا
اور سعادت جمع کے سو تصنیفین لکھین نادان لوگ اوسکو کافر سمجھتے تھے سنہ ۱۸۶ مین دنیا سے گیا۔
عبداللہ انصاری کہتا ہی کہ مشایخ مین اوس سے بڑھکر کوئی دوسرا توحید مین نہین سمجھتا ہون نوین
ابوعبداللہ محمد بن خفیف سے دریوزہ کرتے ہین اسکا باپ شیرازی ہی شاگرد شیخ ابوطالب اوسکا علم
صورت و معنی کا تھا خزرج بغدادی اور رویم کو دیکھا اور مالتانی اور یوسف بن حسین رازی اور ابوالحسین
مالکی اور ابوالحسین مزین اور ابوالحسین دراج وغیرہ بزرگون کو دیکھا تھا اور فراوان تصانیف رکھتا ہی
سنہ ۳۷۱ کو خواب پسین مین مصروف ہوا دسوین ابوالعباس سیاری ہی قاسم نام احمد بن سیار
مروزی کا دختر زادہ ابوبکر واسطی کا شاگرد علوم ظاہر و باطن مین سیکھے اور کردار مین والا پایگاہی حاصل
کی سنہ ۳۴۲ مین ساغر حیات لبریز ہوا گیارہوین سرگروہ انکا حلمان دمشقی ہی بارہوین سرچشمہ اس طایفہ
فارس کا ہی اور اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی اور یہ سوای حسین منصور مشہور رہنے ہی اور اس

اونکو بندہ اور رحمت سرا لوگون کی خیرسگالی سے باہر نہین ہوتا ہی اور لفرین و آفرین سے کام نہین رکھتا ہی

اولیاے ہند

انانجا کہ دریوزہ گر بندگان الہی ہر- اور اوس گروہ کی دوستی میری سرشت مین ہی- انکے حالات کے گزارش مین
متوجہ ہوتا ہی لغت مین اولیا ولی کی جمع ہی اوسکو ولی سے نزدیکی کے معنی لگائے ہین- تحقیقا معنوی
قربت چاہتے ہین- اور ایک طایفہ ولایت کو بکسر واو تلوین مین اور فتح کے ساتھہ تمکین مین اور ایک
جماعت اول کو یا یہ عاشقی اور ثانی کو معشوقی خداوند جانتے ہین اولین ولی اور دوم والی اور بعض
فتح کے ساتھہ قرب اپنا کہتے ہین اور کسر کے ساتھہ اولیا اور ایرانی کتابون مین بہت سے معانی لکھے ہین
گزیدہ یہ ہی کہ شناساے خدا ہو اور بزرگ ہمت اوسکی بجز خدا کے اور طرف نہ مایل ہو مجھے حیرت نے لیا ہی کہ خاک
ذرۂ امکان کو آفتاب کے ساتھہ اور چوب کے کیا نسبت- اور نہایت بدتر کو غیر متناہی سے کیا پیوند-
ولی میرے نزدیک وہ ہی کہ چارۂ بزرگ رکھتا ہو اور البتہ بدخوئی سے پرہیزگار ہو اور ہمیشہ کار آگہی سے
نفس کے ساتھہ ہزار فتنہ فتح یابی کرے دوسرے اوسکی مکاری سے نہ غافل ہو یہ مرتبۂ والا خدا کی تائید
اور بخت کی رہنمائی سے ملتا ہی لیکن کبھی دم گیرائی مین میانجی ہو اور کبھی اسکے بغیر- گریسی کو اوگریسی
کہتے ہین اور اول کو قرن اور برخ بر کہتے ہین اور نخستین کو صاحب کشف المحجوب بارہ سلسلہ مین اونمین سے
دو کو ناسرہ سمجھتے ہین ۱ محاسبیان ۲ قصاریان ۳ طیفوریان ۴ جنیدیان ۵ نوریان
۶ سہیلیان ۷ حکیمیان ۸ خرازیان ۹ خفیفیان ۱۰ سیاریان ۱۱ حلولیان ۱۲ خلاجیان-
اول گروہ کا رچشمۂ فیض ابی عبداللہ حارث بن اسد محاسبی بصری ہی ظاہر و باطن اندوختہ تھا
اور نشیب و فراز راستہ- اچھی طرح جانتا تھا اوستاد وقت تھا اور خداوند تصانیف ۲۴۳ سنہ
ہجری کو بغداد مین انتقال ہوا اور اسوجہ سے کہ ہمیشہ اپنی روزگار امارہ کو درست کرتا تھا اسی نام سے
وہ مشہور رہا- دوسرے فرقہ کو حمدون پور احمد بن عمارہ پر قصار کیا اسکی کنیت ابوصالح حضور نوری
سے دانش پائی اور سلم بن حسین بارد سے اور ابو تراب نخشبی و علی نصرآبادی سے فیض پایا اور
ابوحفص حداد کے ساتھہ رہا کرتا تھا- پایۂ کمال پایا اہل جہان نے زبان پیغارہ درازکی ۲۷۱ سنہ کو
نیشاپور مین سفر والیسی اختیار کیا- تیسرے طیفور بن عیسی نظامی سے نیایش گری کرتے ہین
کنیت بایزید ہی انکے بزرگ سروشان نام مجوس تھا اس شخص نے عنفوان التعلیم مین بزرگون سے
فنون علم سیکھے اور پایۂ اجتہاد حاصل کیا بعد رسمی دانش سے درگزرا اور والا مرتبۂ آگاہی پر پہنچی
ابوحفص نخشبی معاذ کا ہمسر تھا- اور شفیق بلخی کی ملاقات حاصل ہوئی تھی ۲۳۲ سنہ کو عالم علوی کو متوجہ

امد حفظ

اوس نیکو خصال نے مردمی کی لیکن یہ ظاہر ہوا کہ وہان بھی ایک تیرہ درون ستمگاری رکھتا ہے اس
خوف سے وہان بھی آسودگی کی نوبت نہ ہوئی آدھی رات کو بھاگ نکلے اور صبح کو آگرہ پہونچکر ایک
دوست کے مکان مین گوشہ گیر ہوئے لیکن کچھہ تھوڑا ابھی زمانہ نہ گذرا تھا کہ اون خیرہ رویان خدا آزار
مین سے ایک کا نام ظاہر ہوا جو کہ ہمسایہ تھا اس خبر سے سخت تردد در پیش ہوا اور صاحب خانہ بھی مقام
محفوظ کی جستجو مین ہمت ظاہر کی ہر گھڑی آخری گھڑی کا سامنا تھا تا آنکہ ایک سعادت نہاد کا خیال
اوسکے دلمین آیا اور سعی اور تگاپو سے اوسکا پتا ظاہر کیا - اور فوراً اوسکے گھر اوٹھہ گئے - اور
شگفتگی دل گوناگون حاصل ہوئی اگرچہ یہ شخص ارباب یقین سے نہ تھا مگر سعادت سے بہرۂ وافی رکھتا
تھا اور گمنامی مین نہایت نیکنامی سے بسر کرتا تھا اور کم مایگی مین تونگری کرتا تھا غرض کہ دو مہینے
اس جگہہ مقام ہوا اور اب یہ ہوا کہ ہر طرف سے یاوری شروع ہوئی اول سخنان مہر افزا اور گفتار دلاویز
فتنہ سازان حیلہ جو کو راہ پر لائے بعدہ شیخ کی نکوئی کے حکایات درگاہ والا مین ظاہر کیے اور بادشاہ نے
بمقتضاے دوربینی اور قدرشناسی کے جواب مہر آمود دیکر طلب فرمایا چونکہ راقم کو تعلق سے آزادی
تھی مینے ہمراہی سے انکار کیا بڑے بھائی پدر بزرگوار کے ہمرکاب درگاہ خسروی کو روانہ ہوئے اور
نوازش بادشاہانہ سے سرفراز ہوکر ہنگامۂ درس و خلوتگاہ تقدس کے امین منضبط ہوئے اور زمانہ نے
نیکون کا رسم و رواج قبول کیا رباعی اے شب نکنی آن ہمہ پرخاش کہ دوش با راز دل من مکن
چنان فاش کہ دوش دیدی چہ دراز بود دوشینہ شبم ہان اے شب وصل آنچنان باش کہ دوش
اور اسی عرصہ مین پدر بزرگوار اوس مقام سے دہلی کے طواف کو متوجہ ہوئے اور مجھے بھی
مع چند مستفیدان محفل قدسی کے ہمراہ لیا اوسی سال مین کہ آگرہ مین مقام کیا تماشاے
عالم علوی مین اسقدر مصروف تھا کہ بدایع سفلی کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی تھی یکبارگی یہ خواہش ہوئی
کہ پیوندہاے معنوی حاصل ہون ناگاہ ایک روز خواب و بیداری کے درمیان مین خواجہ قطب الدین اوشی
اور شیخ نظام الدین اولیا نمودار ہوئے اور اکثر بزرگون کی انجمن ہوئی پدر پیر بزرگوار برسم بزرگان حفظ
ظاہری کا پابند تھا - اور نیرنگی ابریشم کی جانب متوجہ ہوتا تھا اور صوفیہ کا حال و قال جو مروج ہے
اسکو ناپسند کرتا تھا اور ایسے خوگرون پر طعنہ دیتا تھا ایسی لغزش گاہ سے سخت پرہیز کرتا اور کنارہ
پکڑتا اور کبھی دوستون کو باز رکھتا حقیقتاً اس سب کو ان غنودگان شبستان آگہی نے جنھون نے اس گرداب
سفر واپسین قبول کیا ہی درستی نیت اور راستی کردار سے ایسی پژوہش کی اور اس پیر روشن ضمیر کے
دل کو پھانسا اس سفر سعادت مین اکثر خفتگان اوس سرزمین کے مزارات پر گذر ہوا اور انوار گوناگون

پکڑ رہی ہی بادشاہ بردبار آرام دوست نے اوسکے نکوئی پر تحسین فرماکر حکم کیا کہ یہ کسکا ذکر ہی اور کسکو
ہی کیا خواب دیکھا ہی یا مالیخولیا ہوا ہی جسوقت اوسنے نام لیا بادشاہ نے نہایت آشفتہ ہوکر فرمایا کہ کل اکابران
دولت اوسکے درپے ہوئے فتوا اوسکی آزار رسانی پر تیار کرائے ناحق اوسکے درپے ہین باوجودیکہ مجھے معلوم ہی
کہ شیخ فلانی مقام بر ہی گردیدہ و دانستہ تغافل کرتا ہون اور ہر ایک کو جواب ناصواب پہونچاکر خاموش کرتا ہون
تو نادانی سے خروش کرتا۔ اور اندازہ سے باہر پانون رکھتا ہی صبح ہوتے لوگ جاوین اور شیخ کو حاضر کرین
۔ اور ہنگامۂ علما فراہم کیا جاوے۔ برادر گرامی اوسیوقت یہ شورش دیکھکر شباشب یلغار کرکے آیا اور ہم
لوگون کو آگاہ کیا اور بموجب قاعدۂ اول کے تغیر لباس کرکے ہم لوگ روانہ ہوئے اور بہ نسبت دیگر ناکامی کے
اس مرتبہ زیادہ تر شورش باطنی افزون ہوئی۔ اگرچہ کسیقدر روشن ہوا کہ لوگ کہان تک ہمراہ ہین اور بادشاہ
دولت شاہ سے کہان تک گزارش کی ہی اور غیب دان کو کیونکر آگاہی ہی لیکن پریشانی خاطر بہت سخت تر
کی۔ اور بلا آگاہی اون لوگون کے صبح کو آوارگی اختیار کی۔ نورستان آفتاب اور بدگوہرون کی تاریکی اور
مسالک شہر کے ہجوم اور پرسندگان نافرجام کی دھوم نے یاری کی لاچاری کی کیفیت قلم چوبین کی
طاقت نہین کہ قدرے لکھے ناچار ہزار سراسیمگی کے ساتھ ایک خزانہ مین متوجہ ہوئے کسیقدر شورش
شرادر آشوب دشمن سے آسودہ ہوئے ازانجا کہ بادشاہ کی نوازش تازہ معلوم ہوئی لہذا یہ راے قرار پائی کہ
چند گھوڑے فراہم کیجے اور اس ویرانہ سے اوسی شہر کو چلیے۔ اور فلان راست باز کا توسل ڈھونڈئے
کیا عجب کہ اوسکے ذریعہ سے یہ غوغا کم ہو اور بادشاہ دست غالب دراز فرماوے ناچار سامان سفر کرکے
تیرہ و تاریک رات کو گام فرسا ہوئے اور قریب طلوع سحر کے اوس مقام پر پہونچے اوس ناشناسا نے
ہرگز اپنی جگہ سے لغزش نہ کی مگر اسقدر داستان امید و بیم کی بیان کی کہ گفتے سے باہر ہی اور براہ مہربانی
بیان کیا کہ اب وقت ہاتھ سے جاتا رہا خاطر بادشاہ آزردہ ہی اگر اول سے آنا ہوتا تو کچھ کارروائی ہوجاتی
حیراسوقت چند دنون کے واسطے ایک گانون مین گوشہ گزین ہونا چاہیے تاکہ دل بادشاہ کا نوازش گری
کی طرف مایل ہو پس ایک گاڑی مین سوار کراکر اوس گانون کیطرف روانہ کردیا خیر طرح طرح کی مایوسی
ہم آغوش ہوئے جب وہان پہونچے جس کسان کے اعتبار پر ہمکو اوسنے بھیجا تھا وہ غیر حاضر تھا بہرحال
اوس خرابہ مین اوترے اور داروغہ کو خط پڑھایا تھوڑے ہی زمانہ مین معلوم ہوا کہ یہ موضع بھی اون
کم سخت حسودون مین سے ہی فرستندہ نے اپنی سادہ لوحی سے ہمین ایسے خطرناک مقام مین پہونچایا
ہی آخر بہزار بیتابی وہان سے باہر نکلے اور ایک اجنبی کو راہبر لیکر دار الخلافت اکبری کے کسی گانون کو راہ
جہان سے آشنائی کی بو آتی تھی۔ اور اوس روز تیس کوس کی منزل طی کرکے اوس موضع مین پہونچے

اوس نیکو خصال نے مردمی کی لیکن یہ ظاہر ہوا کہ وہان بھی ایک تیرہ دردن تستگاری رکھتا ہے اس
خوف سے وہان بھی آسودگی کی نوبت نہ ہوئی آدھی رات کو بھاگ نکلے اور صبح کو آگرہ پہونچکر ایک
دوست کے مکان مین گوشہ گیر ہوئے لیکن کچھہ تھوڑا ابھی زمانہ نہ گذرا تھا کہ اون خیرہ رویان خدا آزار
مین سے ایک کا نام ظاہر ہوا جو کہ ہمسایہ تھا اس خبر سے سخت تردد درپیش ہوا اور معاحب جانہ بھی مقام
محفوظ کی جستجو مین ہمت ظاہر کی ہر گھڑی آخری گھڑی کا سامنا تھا تا آنکہ ایک سعادت نہاد کا خیال
... کے دلمین آیا اور سعی اور تگاپو سے اوسکا پتا ظاہر کیا - اور فوراً اوسکے گھر اوٹھہ گئے - اور
شگفتگی دل گوناگون حاصل ہوئی اگرچہ یہ شخص ارباب یقین سے نہ تھا مگر سعادت سے بہرۂ وافی رکھتا
تھا اور گمنامی مین نہایت نیکنامی سے بسر کرتا تھا اور کم مایگی مین توانگری کرتا تھا غرض کہ دو مہینے
اس جگہہ مقام ہوا اور اب یہ ہوا کہ ہر طرف سے یاوری شروع ہوئی اول سخنان مہرافزا اور گفتار دل آویز سے
فتنہ سازان حیلہ جو کو راہ پر لائے بعدہ شیخ کی نکوئی کے حکایات درگاہ والا مین ظاہر کیے اور بادشاہ نے
بمقتضاے دوربینی اور قدرشناسی کے جواب مہرآمود دیکر طلب فرمایا چونکہ راقم کو تعلق سے آزادی
تھی ہمراہی سے انکار کیا بڑے بھائی بدر بزرگوار کے ہمرکاب درگاہ خسروی کو روانہ ہوئے اور
نوازش بادشاہانہ سے سرفراز ہوکر ہنگامۂ درس و خلوتگاہ تقدس کے امین منضبط ہوئے اور زمانہ نے
نیکون کا رسم و رواج قبول کیا رباعی اے شب نکنی آن ہمہ پرخاش کہ دوش ہا راز دل من مکن
چنان فاش کہ دوش ہا دیدی چہ دراز بود دوشینہ شبم ہ ہان اے شب وصل ہمچنان باش کہ دوش ہ
اور اسی عرصہ مین بدر بزرگوار اوس مقام سے دہلی کے طواف کو متوجہ ہوے اور مجھے بھی
مع چند مستفیدان محفل قدسی کے ہمراہ لیا اوسی سال مین کہ آگرہ مین مقام کیا تماشاے
عالم علوی مین اسقدر مصروف تھا کہ بدایع سفلی کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی تھی یکبارگی یہ خواہش ہوئی
کہ پیوندہاے معنوی حاصل ہون ناگاہ ایک روز خواب و بیداری کے درمیان مین خواجہ قطب الدین اوسی
اور شیخ نظام الدین اولیا نمودار ہوئے اور اکثر بزرگون کی انجمن ہوئی بدر پیر بزرگوار برسم بزرگان حفظ
ظاہری کا پابند تھا - اور نیرنگی اہل رسم کی جانب متوجہ ہوتا تھا اور صوفیہ کا حال و قال جو مروج ہے
اسکو ناپسند کرتا تھا اور ایسے خوگرون پر طعنہ دیتا تھا ایسی لغزش گاہ سے سخت پرہیز کرتا اور کنارہ
کشی دوستون کو باز رکھتا تحقیقاً اس سبب کو ان غنودگان شبستان آگہی نے جنھون نے اس گروہ سے
قول کیا ہے درستی نیت اور راستی کردار سے ایسی پژوہش کی اور اس پیر روشن ضمیر کے
سفر سعادت مین اکثر خفتگان اوس سرزمین کے مزارات پر گذر ہوا اور انوار گوناگون

بیٹھ رہی ہی بادشاہ سریر آرام پر دست نے اوسکے نکوئی پر تحسین فرماکر حکم کیا کہ یہ کسکا ذکر ہی اور کسکو جاتا ہی کیا خواب دیکھا ہی یا مالیخولیا ہوا ہی جسوقت اوسنے نام لیا بادشاہ نے نہایت آشفتہ ہوکر فرمایا کہ کل اکابران دولت اوسکے درپی ہوئے فتوا اوسکی آزار رسانی پہ تیار کرائے ناحق اوسکے درپے مین باوجودیکہ مجھے معلوم ہی کہ شیخ فلانی مقام پر ہی مگر دیدہ و دانستہ تغافل کرتا ہون اور ہر ایک کو جواب ناصواب پہونچاکر خاموش کرتا ہون تو نادانی سے خروش کرتا۔ اور اندازہ سے باہر پانون رکھتا ہی صبح ہوتے لوگ جا دین اور شیخ کو حاضر کرین ۔ اور ہنگامۂ علما فراہم کیا جاوے ۔ برادر گرامی اوسیوقت یہ شورش دیکھکر شبا شب یلغار کرکے آیا اور ہم لوگون کو آگاہ کیا اور بموجب قاعدۂ اول کے تغیر لباس کرکے ہم لوگ روانہ ہوئے اور بہ نسبت دیگر ناکامی کے اس مرتبہ زیادہ تر شورش باطنی افزون ہوئی ۔ اگرچہ کسیقدر روشن ہوا کہ لوگ کہان تک ہمراہ ہین اور بادشاہ دولت شاہ سے کہان تک گزارش کی ہی اور غیب دان کو کیونکر آگاہی ہی لیکن پریشانی خاطر بہت سخت تر کی ۔ اور بلا آگاہی اون لوگون کے صبح کو آوارگی اختیار کی ۔ نورستان آفتاب اور بدگوہرون کی تاریکی اور مسالک شہر کے ہجوم اور پسندگان نافرجام کی دھوم نے یاری کی ناچاری کی کیفیت قلم چوبین کی طاقت نہین کہ قدرے لکھے ناچار ہزار سراسیمگی کے ساتھ ایک خرابہ مین متوجہ ہوئے کسیقدر شورش شر اور آشوب دشمن سے آسودہ ہوئے از انجا کہ بادشاہ کی نوازش تازہ معلوم ہوئی لہذا یہ رائے قرار پائی کہ چند گھوڑے فراہم کیجیے اور اس ویرانہ سے اوسی شہر کو چلیے ۔ اور فلان راست باز کا توسل ڈھونڈئے کیا عجب کہ اوسکے ذریعہ سے یہ غوغا کم ہو اور بادشاہ دست غالب دراز فرماوے ناچار سامان سفر کرکے تیرہ و تار ریگ رات کو گام فرسا ہوئے اور قریب طلوع سحر کے اوس مقام پر پہونچے اوس ناشناسا نے ہرگز اپنی جگہ سے لغزش نہ کی مگر اسقدر داستان امید و بیم کی بیان کی کہ گنے سے باہر ہی اور براہ مہربانی بیان کیا کہ اب وقت ہاتھ سے جاتا رہا خاطر بادشاہ آزردہ ہی اگر ادل سے آتا ہوتا تو کچھ کارروائی ہوجاتی خیر اسوقت چند دنون کے واسطے ایک گانون مین گوشہ گزین ہونا چاہیے تاکہ دل بادشاہ کا نوازش گری کی طرف مایل ہو پس ایک گاڑی مین سوار کراکر اوس گانون کیطرف روانہ کر دیا خیر طرح طرح کی مایوسی ہم آغوش ہوئے جب وہان پہونچے جس کسان کے اعتبار پر ہمکو اوسنے بھیجا تھا وہ غیر حاضر تھا بہر حال اوس خرابہ مین اوترے اور داروغہ کو خط پڑھایا تھوڑے ہی زمانہ مین معلوم ہوا کہ یہ موضع بھی اون آنکھین کم سخت حسودون مین سے ہی فرستندہ نے اپنی سادہ لوحی سے ہمین ایسے خطرناک مقام مین پہونچایا ہی آخر بہزار بیتابی وہان سے باہر نکلے اور ایک اجنبی کو راہبر لیکر دار الخلافت اکبری کے کسی گانو کو راہ لی جہان سے آشنائی کی بو آتی تھی ۔ اور اوسی روز تیس کوس کی منزل طی کرکے اوس موضع مین پہونچے

اوس نیکو خصال نے مردمی کی لیکن یہ ظاہر ہوا کہ وہان بھی ایک تیرہ درون کستگاری رکھتا ہے اس خوف سے وہان بھی آسودگی کی نوبت نہ ہوئی آدھی رات کو بھاگ نکلے اور صبح کو آگرہ پہونچکر ایک دوست کے مکان مین گوشہ گیر ہوئے لیکن کچھہ تھوڑا ابھی زمانہ نہ گذرا تھا کہ اون خیرہ رویان خدا آزار مین سے ایک کا نام ظاہر ہوا جو کہ ہمسایہ تھا اس خبر سے سخت تردد در پیش ہوا اور صاحب خانہ بھی مقام محفوظ کی جستجو مین ہمت ظاہر کی ہر گھڑی آخری گھڑی کا سامنا تھا تا آنکہ ایک سعادت نہاد کا خیال پیسہ کے دلمین آیا اور سعی اور تگاپو سے اوسکا پتا ظاہر کیا۔ اور فوراً اوسکے گھر اوٹھہ گئے۔ اور شگفتگی دل گوناگون حاصل ہوئی اگرچہ وہ شخص ارباب یقین سے نہ تھا مگر سعادت سے بہرۂ وافی رکھتا تھا اور گمنامی مین نہایت نیکنامی سے بسر کرتا تھا اور کم مایگی مین تونگری کرتا تھا غرض کہ دو مہینے اس جگہہ مقام ہوا اور اب یہ ہوا کہ ہر طرف سے یاوری شروع ہوئی اول سخنان مہر افزا اور گفتار دلاویز سے فتنہ سازان حیلہ جو کو راہ پر لائے بعدہ شیخ کی نکوئی کے حکایات درگاہ والا مین ظاہر کیے اور بادشاہ نے بمقتضائے دوربینی اور قدرشناسی کے جواب مہر آمود دیکر طلب فرمایا چونکہ راقم کو تعلق سے آزادی تھی مینے ہمراہی سے انکار کیا بڑے بھائی پدر بزرگوار کے ہمرکاب درگاہ خسروی کو روانہ ہوئے اور نوازش بادشاہانہ سے سرفراز ہوکر ہنگامۂ درس و خلوتگاہ تقدس کے امین منضبط ہوئے اور زمانہ نے نیکون کا رسم و رواج قبول کیا رباعی اے شب نکنی آن ہمہ پرخاش کہ دوش ہا راز دل من مکن چنان فاش کہ دوش ٭ دیدی چہ دراز بود دوشینہ شبم ٭ ہان اے شب وصل آنچنان باش کہ دوش ٭

اور اسی عرصہ مین پدر بزرگوار اوس مقام سے دہلی کے طواف کو متوجہ ہوئے اور مجھے بھی مع چند مستفیدان محفل قدسی کے ہمراہ لیا اوسی سال مین کہ آگرہ مین مقام کیا تماشائے عالم علوی مین اسقدر مصروف تھا کہ بدایع سفلی کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی تھی یکبارگی یہ خواہش ہوئی کہ پیوندہائے معنوی حاصل ہون ناگاہ ایک روز خواب و بیداری کے درمیان مین خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام الدین اولیا نمودار ہوئے اور اکثر بزرگون کی انجمن ہوئی پدر بزرگوار برسم بزرگان حفظ ظاہری کا پابند تھا۔ اور نیرنگی ابریشم کی جانب متوجہ ہوتا تھا اور صوفیہ کا حال و قال جو مروج ہے اسکو ناپسند کرتا تھا اور ایسے خوگرون پر طعنہ دیتا تھا ایسی لغزش گاہ سے سخت پرہیز کرتا اور کنارہ پکڑتا اور بھی دوستون کو باز رکھتا تحقیقاً اس سبب کو ان غنودگان شبستان آگہی نے جنھون نے اس گرداب سے سفر واپسین قبول کیا ہے درستی نیت اور راستی کردار سے ایسی پژوہش کی اور اس پیر روشن ضمیر کے دل کو کھینچا اس سفر سعادت مین اکثر خفتگان اوس سرزمین کے مزارات پر گذر ہوا اور انوار گوناگون

مگر جب آسایش کا ٹھکانا نہ لگا جوادیا کہ بہترین دوستان اور دیرین ترین ساگردان اور محکم تر
مریدان نے ابس چند روز مین پر توڑ ڈالا اکنون مصلحت وقت یہ ہی کہ اس شہر نفاق بہر سے باہر چلنے
اور ایسے ناشناسا لوگون سے علحدہ ہون شاید کنج خلوت پیدا ہو اور گرمی ہنگامہ ہماری یگانگ
مین آمادہ ہو اور اوسی پاس رکھکر قہر و لطف کا اندازہ کیا جاے اگر گنجایش ہوگی چند خیر اندیشون
کے توسل درمیان مین لائے جاوینگے اور فراخی زمانہ سے اہتمام کیا جاوے اگر وقت یاری اور زمانہ
مددگاری کرے پھر رجوع خیر سے ہو جایگا ورنہ وسعت گاہ دنیا تنگ نہین ہی ہر ایک مرغ کو ہر شاخ
اور گوشۂ آشیانہ موجود ہی ہمیشہ کے واسطے رزق اسی شہر مین مقرر نہین فلان امیر کے شہر مین پہونچکر
چنیرے آسایش پذیر ہونا چاہیئے اوس شخص کا روزنامچۂ احوال دیکھا اور بوے محبت اوسکے مشام عقل
دور اندیش سے معلوم ہوتی ہی حالا ہر ایک سے امید منقطع کرکے اوسکے پاس لیچلنا چاہیے تاکہ
کسیقدر وہان پر آرام ملے اگرچہ دنیادارون کی آشنائی کا مدار اور آشنائی نہین ہی الا اسقدر رہی کہ
اوسکو پرازش اسی آدمیون سے نہین ہوئی برادر گرامی نے تغیر لباس کرکے قدم راہ مین رکھا اور اسی طرح
رغبت کی وہ شخص اس آگاہی سے خوش ہوا اور بکشادہ پیشانی مقدم کو مغتنم سمجھا چونکہ روز خوف
تھا چند یزک ہمراہ لایا کہ راستہ مین کسیطرح کا گزند نہ پہونچے اور بدگوہران ناعاقبت اندیش کے
قید نہو جاوین آدھی رات کو اوس سردست آگاہ دل کی خوشخبری ملی۔ آسودگی کا نوید سنا اور وہی
لباس بدل کر رہ سپر ہوئے اور مختلف طور سے اوسکے خیمون تک پہونچے اوسنے بڑی خوشی ظاہر کی
اور بہت خدمتین بجا لایا چندے استراحت ہوئی ناگاہ اول سے زیادہ شورش پیدا ہوئی یعنی اوس
مرد کو درگاہ مین طلبی ہوئی وہ اس خبر سے زیادہ تر بیہوش ہوگیا اور ورق آشنائی بالکل پلٹ
دیئے آخر ایک شب اوس مکان سے نکلکر ایک دوست سے جاملے اوسنے پہونچنا غنیمت جانا
مگر اوسکی ہمسایگی مین ایک بدسرشت رہتا تھا اس بات سے ہمکو بڑی حیرت ہوئی غرض کہ جب
لوگ گرم خواب ہوئے ہمنے مطلب اصلی کیطرف قدم اوٹھایا ہر چند خیال دوڑایا کوئی مقام آسایش
نظر نہ پڑا ناچار دل پرآشوب اور خاطر غم آمود دوبارہ اوسی منزل پر پہونچے تعجب زیادہ تر یہ ہی کہ
لوگ ہمارے اوس منزل مین پہونچنے سے آگاہ ہوئے جسوقت انھون نے آسایش قبول کی
اور اوس پراگندگی سے آسایش پائی بھائی کی یہ راے ٹھری کہ یہان سے نکلنا بحکم توہمات ہوا
اور اپنی راے بموجب جو کچھ گزارش ہوا کہ بوقلمونی احوال کی رہنمونی ہی روش اور وضع پرستارون
کی دلیل ظاہر ہی ہر چند علامات گرانی کی افزایش تھی کوئی اور چارۂ کار ظاہر نہوتا تھا جسوقت

اور شیخ ابو الخیر راقم کے بھائی کو جو اوس مکان مین تھا حاضر دربار کیا۔ اور ہم لوگون کے اخفا کی داستان
بڑی اثبات سے بیان کی۔ اور ہمارے چھپنے کو اس بیان پر حجت پیدا کیا بدائع تائیدات الٰہی دیکھیے
بادشاہ نے اونکے ہجوم اور طرز تقریر سے جواب دیا کہ یہ تمام سخت گیری ایک درویش گوشہ نشین اور دانشمند
ریاضت کیش کے حق مین عبث ہی تمھارا کلام بیہودہ ہی شیخ مدت سے سیر کو جایا کرتا ہی آب بھی کہین تماشا
کو گیا ہوگا۔ اس بچہ کو کیون پکڑ لائے ہو۔ اور اوسکی حویلی کیون قرق کی ہی فوراً اس خردسال کو رہا کیا
اور گھر سے بھی پہرہ اوٹھ گیا لیکن چونکہ کسیقدر ناکامی باقی تھی وہ لوگ چیرہ دستی کرتے تھے اور
مختلف خبرین پہونچایا کرتے تھے۔ مگر اونکا اعتبار نکرکے وہ لوگ اوسکی چھپانے مین ساعی تھے
اور اس خیال مین ہوئے کہ آج یہ لوگ پشیمان ہوئے ہین انکا چارہ کار ضرور ہی اور سیہ درونان
تیرہ عقل کو آمادہ کرنا چاہیے کہ جہان سراغ پاوین انکا نشان بتا دین تاکہ مبادا اس ماجرا سے آگاہ ہوکر
در دولت تک آوین اور اپنی بازار گرم کرین، اسی بنا پر بادشاہ کا جواب مخفی کرکے کلام وحشت افزا کا
اشتہار دیا آشنایان سادہ لوح جسکے سننے سے بیمناک ہوئے ایسی ایسی نئی نئی افواہ اوڑائی کہ لوگون کو
اندیشہا ے دور دراز ہوئے اور یاری سے ہاتھ اوٹھایا جب ایک ہفتہ گذرا جہان ہم لوگ تھے
اوس گھر کے مالک نے بھی مددگاری سے پہلوتہی کی اور اوسکے عذر مین طرز آشنائی سے روگردانی
کی اندیشہ عظیم نے دلمین جگہ پائی مینے کہا کہ مین ماجرا ے دربار سے خود اسقدر جانتا ہون کہ داستان
اولین سچی ہی ورنہ بھائی کو کبھی رہائی نہوتی۔ اور نہ لوگ محاصرہ خلوتخانہ سے اوٹھتے یہ خیالات
سخت جو دلمین پیدا ہوتے ہین ظاہر کچھ نہین ہین جسوقت کہ مقام امن مین ہر زہ درائی سنتے تھے
عمدہ عمدہ لوگ فریب کھا کر عداوت پر نہ اوٹھتے تھے آج اگر مانند صاحب خانہ کے وحشت ناک ہو تو
کیا تعجب ہی اور اگر درپی گرفت دگر ہوتا تو کچھ بھی تغیر ظاہرداری مین پیدا ہوتا اور ذرا بھی توقف کرتا
تحقیقاً بدکارون کی افواہ نے اسے اندیشہ مند کیا ہی آخر ہمنے چارہ گری سے مردلی آخر ایکرات پہلی شب سے
زیادہ سیاہ تر پیدا ہوئی اور میری شناسائی اولین اور داستان حال پر تحسین فرمائی اور مجھے موتمن
مصلحت کار سمجھا میری خردسالگی سے آنکھ چھپائی اور عہد کیا کہ برخلاف تمھارے رات کی گنتی
نکرینگے جسوقت شام ہوئی ہزار دل سے اوس گھر سے نکلکر رہ سپر ہوئے نہ کوئی یاور تھا نہ کوئی جاے پناہ
دکھائی دیتی تھی ناگاہ اوسی دیوسار ظلمت مین ایک چراغ سی ظاہر ہوئی ایک شاگرد کا مکان ظاہر ہوا
کسیقدر آسایش ملی ہر چند اوسکا مکان تنگ تر اوسکے دل سے تھا اور اوسکا دل سیاہ تر
شب اولین سے تھا لیکن کسیقدر آسودگی ملی اور نئے سرے پاکی سرگردانی سے آرام ملا آخر بعد دو دو دش بسیار خبر ملی

ناگزیر اوس تاریک شب مین ہم ہر سہ تن پاپیادہ چل کھڑے ہوئے نہ کوئی راہبر نہ چلنے مین پیر مضبوط
پدر بزرگوار نیرنگی تقدیر سے خاموش تھے مگر ہم دونو بھائی جو اوسوقت مین ملکداری اور معاملہ کاری مین اپنا
سے بڑھکر دوسرے کو نسمجھتے تھے مقام پناہ کے جویا ہوئے جو وہ کہتا ہم ناپسند کرتے اور جو ہم کہتے وہ منظور نکرتا

ابیات: دشمنان دست کین برآوردند ٭ دوستے میزبان نمی یابم ٭ یک جہان آدمی ہمی بینم ٭ مردے
درمیان نمی یابم ٭ ہم بہ دشمن درون گریزم زانکہ ٭ یاری از دوستان نمی یابم لاچار ہزاران تگاپو ایک ایسے
شخص کے مکان پر پہونچے جسکی حقیقت منشی بھائی کی نگاہ مین جچتی تھی اوسنے جیون ان بزرگون
کو دیکھا بیدل ہوگیا اور اپنے باہر نکلنے سے پشیمان ہوا اور ششدر ہوکر چار ناچار ایک مقام آرام تجویز کردیا
جسوقت اوس شوریدہ مکان مین پہونچے وہ مکان اوسکے دل سے زیادہ پریشان تھا طرفہ اندوہ وعجب
حال ہوا بڑے بھائی نے مجھپر غصہ کیا فرمایا کہ باوجود فزون شناسائی کے غلطی کی اور تونے اول سے آخر
سمجھا تھا۔ خیر اب چارۂ تدبیر کیا ہی کہان پر آسایش ملنا ممکن ہوگی اسکے جواب مین مینے عرض کیا کہ
ابھی کچھ نہین ہوا لوٹکر اپنے خلوتکدہ کو چلیے اور مجھے نایب بنایے یقین ہی کہ زمانہ کی چادر ادھر جاے
اور گرہ سررشتہ کی کشود ہو پدر بزرگوار نے آفرین فرمائی اور میرے کہنے پر معاودت کو آمادہ ہوا مگر
بھائی کو یہ راے نہ بھائی فرمایا کہ تجھے اس سرگذشت مین ذرا خبر نہین اور اس گروہ کی مکاری سے
کچھ بھی آگاہ نہین ہی بس اس ذکر سے درگذر اور باتین راہ کی کہو۔ باوجودیکہ بادیۂ آزمایش مین کبھی گام
فرسائی ہوئی نہ تھی۔ لوگون کے سود و زیان کا امتحان نکیا تھا مگر بالقاے الٰہی ایک شخص کا خیال آیا
اوسی کو ظاہر کیا کہ اے ادر پیشگاہ باطن کے آیا ہی کہ اگر کام دشوار ہو تو یہ شخص ضرور یاوری کریگا
لیکن بروقت سختی کے دشوار ہی کہ مدد کرے چونکہ زمانہ تنگ تھا دل پریشان اوسکے طرف چلے غرض کہ
یہ ساری نیرنگیان افتاد وقت کی دیکھتے ہوئے صبح صادق کے قریب اوسکے مکان پہونچے اوسنے آگاہ ہوکر
بڑے تپاک سے عمدہ مکان خلوتخانہ آراستہ تیار کردیا آخر وہان پر آرام کیا گیا دوروز کے بعد خبر ملی کہ حاسدون
نے اپنے دلی ارادہ ظاہر کردیے یعنی اوسی پہلی شب کے صبح کو اول بادشاہ سے ایسا عرض کیا کہ خاطر عالی کو
مشوش کردیا بارگاہ خسروی سے حکم ہوا کہ مہمات ملکی اور مالی بلا اصلاح انھون کے صورت استصواب
نہین رکھتے یہ کام ملت اور مذہب کا ہی سرانجام اسکا انہین سے مخصوص کیا جاوے اور محکمۂ عدالت
مین طلب کیے جاوین اور جو کچھ شریعت غرا کا حکم ہو اور جو کچھ اکابر زمانہ قرار دین تعمیل کرین۔
سرہنگان بادشاہی کو اوبھار کر طلب مین روانہ کیا چونکہ حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے سراغ لگانے مین
طرح کوشش ظاہر کی مددگاران شریر کو ہمراہ کیا جب گھر مین نپایا گفتار بیفروغ کو باندھکر گھیرلیا

فتگوے پریشان سے قصہ بناتے اور سادہ لوحان روزگار کو معاذاللہ وہمی کرتے۔ اور حال تباہ سے دل آزاری
مین تگاپو کرتے۔ اور انکی نباہ بینی کی دستاویز شیخ علائی ہی۔ ہندوستان مین ایک گروہ ہی جو میر سید محمود
جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہین اور اسی بحث مین مبالغہ کرتے ہین۔ علم و عمل اور تہذیب اخلاق اگر
مخصوص کو فراموش کرکے اس مذہب مین غور کرتے ہین اور سلیم خان کے زمانہ مین ایک شخص شیخ علائی
تمام ظاہر و باطن آراستہ اس طریق مین تھا اور اس شہر مین براہ تقدیر پیر بزرگوار کے دیکھنے کو آیا۔ اور پیوند عنصری کے
توڑنے مین ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اور سجل درست کی۔ پیر بزرگوار نے ان سے موافقت کی۔ اور عقل و
نقل کو انکا معاضد بنایا۔ مرزبان ہندوستان کے حضور مین ہنگامہ آرائیان ہوئین۔ اور اندیشہ تباہ
سے کوشش کرنا شروع کین۔ مسندآرای حکومت نے دانشمندان زمانہ کو فراہم کیا۔ اور حکم شرع
کی جستجو مین تگاپو اختیار فرمایا۔ اور پیر بزرگوار کو بھی اوس انجمن مین طلب فرمایا جسوقت ان سے
دریافت کیا برخلاف اور لوگون کے جواب پایا۔ اوسوقت سے اون لوگون نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی
اور اس معاملہ مین کہ وجود مہدی علیہ السلام کا خبر احاد سے ہی بمحض عناد چندان کوشش کی کہ اوسکا نام بنام ہدایت
اور چند بدگوہرون نے آئین شیعہ کا وہم کرکے راہ نکوہش ظاہر کرنا شروع کی اور یہ نجانا کہ پہچاننا اور بات
ہی اور قبول کرنا اور امر ہی اور اسی زمانہ مین ایک شخص کو جو سادات عراق سے یگانہ روزگار تھا۔ اور علم باعمل
رکھتا تھا تہمت لگائی۔ اور توجہ شاہنشاہی سے اوسکے دامن حال تک انکا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا۔ ایکروز
محفل بادشاہی مین ظاہر کیا کہ میر کی پیشنمازی روا نہین ہی کیونکہ اوسکی گواہی مردود ہوتی ہی پس
اوسکا اقتدا کیونکر لازم ہی۔ اور چند روایات حنفیہ گذشتہ زمانے کی بطور شہادت بیان ہوئین کہ اشراف
عراق کو شاہد نہ سمجھنا چاہیے۔ آخر میر مذکور کار دشوار جونکہ رابطہ اخوت رکھتا تھا حقیقت حال کو ظاہر کیا
پیر بزرگوار نے تسلی کی۔ اور بدسگالون کی گفتگو پر دلیر کیا اور اوس نقل کے جواب مین فرمایا کہ وہ لوگ
اوسکے معانی نہین سمجھتے ہین جو کچھ کہ کتب حنفی سے بیان کیا ہی عراق کی مراد عرب سے ہی نہ عراق عجم
سے کتنی جگہ اس معانی پر تصریح ہوئی ہی اور اشراف اور اشراف و اشراف کے معانی مین تمیز نہین کیا
جو کہ مراد امرا اور کشتکار وغیرہ سے ہی تیسرے اوساط جسکو محترفہ اور اہل بازار پر منحصر کیا ہی۔ چہارم ادنے
لوگ جنکا مرتبہ انہون تک نہین پہونچتا ہی مانند باجی اور ہرزہ گرد لکھا ہی تاکہ بروقت نیکوی کے نیکی
سلوک کیا جاوے اور ہر ایک کی بدکرداری کا بدلہ کیونکر دیا جاوے اور سچ ہی اگر ہر ایک بدکنندہ کو یکسان
سزا دیجاوے تو شاہراہ معدلت سے دور ہی۔ میر اس آگہی سے خوش ہوا۔ اور گوناگون نشاط کرکے
اوس نوشتہ شیخ کو اپنی پاکدامنی اور لوگون کی ناشناسائی کی شہادت پر یارون کی نظر مین پیش کیا۔

حسد نے آدبایا تو دستی سے انجمن افروزی شروع ہوئی مگر انکا یہ حال تھا کہ نہ اول خیال سے خوش تھا نہ دوم سے ملا شیر خان اور سلیم خان وغیرہ بزرگوار اس خیال پر ہوئے کہ وجہ سلطانی سے کچھ قبول کریں ازانجا کہ ہمت بلند اور نظر عالی تھی انکار محض کردیا۔ چونکہ انکی ذات مین لوگون کی رہنمائی ودیعت نہاد دست قدرت تھی۔ اور درگاہ سے فرمان راست گذاری رکھتا تھا۔ اور اشارۂ اولیاے زبان مدد اور مہربانی ہواداروں کی روز افزون تھی ہمیشہ آیندگان مجلس اور جویندگان آگاہی کی ہدایت فرماتا۔ اور نیز دولتمندون کی سرزنش بیان کرتا ظاہر پرست رنج کھینچتے اور نالایق توہمات کرتے چونکہ بیان تو ہنگامہ آرائی کا ارادہ ہی نہ تھا معرکہ آرائی کی کبھی عزیمت نہوتی نہ حق گوئی اور نکوہش بدکاری مین دریغ ہوتا۔ اور آزردہ دلون کی پرخاش جوئی مین توجہ ہوتی اسی حال مین خداوند تعالی نے اولاد سعادت نہاد عطا فرمائی۔ اگرچہ ہمیشہ گفتگوے علمی کا مشغلہ تھا۔ مگر دانشہاے حقیقی کا اظہار کم کرتا تھا۔ جسوقت حضرت جنت آشیانی کا قدم مبارک شہر مین آئے چند تورانی اور ایرانی بھی بدر بزرگوار کے حضور مین پہونچے اور انجمن دانائی کو رونق تازہ ظاہر ہوئی ہنوز اس ہنگامہ نے بخوبی گرم بازاری ظاہر نہ کی تھی کہ سخت حادثہ ہوا۔ ہیمون نے خیرگی شروع کی بیگانہ آشنا کنج نشین ہوئے سفر ناکامی پیش آیا مگر پدر بزرگوار اوسی گوشۂ عزلت مین مقیم رہا اور بتائید الٰہی ہیمون نے کاردیدہ لوگون کو بھیجکر معذرت کی اور اونکی سفارش سے اکثر لوگ تنگناے غم سے رہا ہوکر بزمگاہ شادی مین گرم خرام ہوئے اول سال جلوس شاہی مین قحط سال عظیم ہوا۔ وہ معمورہ بالکل خراب ہوا بجز چند گھرون کے اثر آبادی مفقود ہوا آگر بلاد ہندستان مین یہ بلا ظاہر ہوئی مگر پدر پیر دین پر ثابت قدم رہا۔ راقم شکر فنامہ اوسوقت پانچ برس کا تھا اور آگہی اسقدر پیش طاق بینش چمکتی تھی کہ گفتگو مین نہین آسکتا۔ یہ سب سانحہ بہت عمدہ طور پر یاد ہے غرضکہ اس انقلاب مین ستر آدمی مرد اور عورت اوس کاشانہ مین باقی رہے۔ برادران زمانہ کو فراخی حال اور نشاط درویشان سے حسرت تھی کیمیاگری اور سحر طرازی کا گمان کرتے تھے کبھی سیر بھر غلہ ملجاتا اوسکو مٹی کی دیگون مین اوبال کر اوسکا آبجوش اس جماعت مین تقسیم ہوتا تھا تعجب یہ کہ غم روزی نہ تھا۔ اور سواے اندیشۂ پرستش ایزدی کے کوئی بات دلمین نہ آتی تھی۔ آخر رحمت ایزدی ظاہر ہوئی اور نیرۂ اقبال شاہی آیاب جہان نے معدلت روز افزون سے روشنی پائی بارگاہ خرد کی آرایش ہوئی اسباب آگاہی کی گران قیمت ہوئی گونا گون لوگون نے خزینۂ عقل سے فواید بیکران حاصل کیے اور اوس نورانی سرشت کا خلوتکدہ مجمع دانایان ہفت کشور ہوا اور سخن بلندی گرا ہوا حسود افسردہ ہوئے اور بدگوہرون کی ناتوان بینی نے افزایش پکڑی۔ مگر والد بزرگوار اوسی اپنے آئین پر سرگرم رہگراہ درسم مین مصروف تھے اب لوگون نے یہ اختیار کیا کوئی مہدویہ بتلاتا اور اپنے گفتار

آنا جانا کرتے رہے - غرض کہ بحث کی رسائی سے عجب کشایش ظاہر ہوئی - اور کتب حکمت کے مغز کو پہونچے
اونکے مطالب کو ذہن نشین کیا - جیسا کہ اوسکی تصانیف گواہ ہین اوسی شہر فیض بہر مین پدر بزرگوار
کو شیخ عمر ٹھٹوی کے جو اکابر اولیاے زمانہ مین سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہان اور ہی رنگ سے
تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طیفوریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ دریافت ہوئے اور بھی اوسی شہر مین
شیخ یوسف سرمست کی خدمت ملی - اور سرمایۂ آگہی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہتے
آخر اوس گرامی صحبت کی برکت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے حک کیے جاوین - اور ہمیات
سے نفرت کرکے جمال مطلق کے محو ہون مگر اوس ہادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ اندنون
سفر دریا مسدود ہے آگرہ کو جایا چاہیے اگر وہان مدعا نملے تب توران وایران کو جائیو - اور علم رسمی
طیلسان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرۂ اردی بہشت ۶۵ء جلالی مطابق
چارشنبہ چھٹوین محرم ۹۵۰ ہجری کو آگرہ پہونچے میان شیخ علاء الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی
اور اوس مستی سے ہوشیار ہوکر فرمایا حکم خداوندی ہے کہ اس شہر مین مقیم ہوکر ترک گردش کیجا دے آخر کو
مقام ہوا دریاے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی ایجی کے مزار کے جوار مین قیام فرمایا - اور خاندان
قریش سے جو علم وعمل مین درست تھے نسبت تاہل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر مین دوستی پیدا کی
اور وہ دانا دل اس نوباوۂ شناسائی کو مغتنم سمجھکر کشادہ پیشانی سے دلجوئی مین حاضر ہوا - چونکہ
اسباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اوسے اختیار کرین مگر انھون نے
قبول نفرمایا میر صاحب ممدوح سادات بزرگ حسنی الحسینی مین ہین کسیقدر انکے لڑکون کا
حال شیخ سخاوی کے تذکرون مین مذکور ہے اگرچہ انکا وطنگاہ موضع ایک شیراز ہے اور دیر بازسے
حجاز کی سیر کرتے ہین اور ہمیشہ اسی دو جگہ پر بسر کیا - اگرچہ معقول ومنقول اپنے بزرگون سے
سیکھتا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھہ اور ہی جلا حاصل کی اور حریرۂ عزت مین
انواع علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن حجر عسقلانی سے حاصل کیے اور رجب ۹۵۴ہجری
مین داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا - والد بزرگوار نے ہمیشہ شست وشوے
باطن اور گوہر ظاہر کی صفائی پر میل رکھا اور کارساز حقیقی کی نیاز مین رہکر درس گوناگون اختیار کیا
اور گفتگوے باستانی کو چہرۂ حال کا روپوش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت
کچھہ نذر نیاز لاتے تو کسیقدر لیکر اور لوگون سے عذر کردیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا - تھوڑے
دنون مین دانشوران کا جاے رجوع ہوا - بزرگ وکوچک کا مقام زیارت ہوا - یاران زمانہ کو

چالیس برس کے دیار خطا مین بسر کیا - اور جنگل و پہاڑ مین عشرت تنہائی رکھتا تھا - ایکسو بیس برس کی عمر
اور گرمی سونے آثار اوسیطرح پر افزایش رکھتے تھے - ایک رات کو پدر بزرگوار اوس ملک زاد بوم مین چند خدا جویان
منش سے داستان حقیقت کہتا رہا اور بہت سے نکات دل افروز ظہور مین آتے رہے ناگاہ ایک آہ کی آواز کان مین
پہونچی اور تجلی الہی چمکی ہر چند خیال دوڑایا مگر نشان نپایا دوسرے روز پڑے تکاپو اور تجسس سے روشن ہوا کسی
کمہار کے مکان مین وہ بزرگ معنوی عزلت گزین ہے اوسکے نور ارادت سے ایک زمانہ آسودہ ہوا اور خاطر پژمردہ گرا
سے باز آیا ہمیشہ چار ماہ تک سعادت زیادہ کرتے تھے اور اوسکی نظر کیمیا اثر سے عیاری کی افزایش کرتے تھے
اوسی نزدیکی مین سفر اقدس ظاہر ہوا دل کو گوناگون حقایق سے امر فرمایا اور جویندگان حقیقت کی رہنمونی مین اشارہ
ہوا اور خوشدلی اور فارغ البالی سے رخت ہستی اوٹھایا اوسی نزدیکی مین نقاوہ دودمان عصمت جو تعلیم پدر بزرگوار
کی فرماتی تھی اس خاکدان فنائی سے روپوش ہوئین پدر بزرگوار نے بآئین تجرد دریاے شور کی طرف قدم اوٹھایا
ارادہ یہ تھا کہ راہ چار دیوار معمورہ کی پیمایش کی جاوے اور گروہا گروہ مردم سے فیض لیا جاوے احمد آباد گجرات مین فائز
مرتبہ والا ہوئے اور دانش تازہ حاصل ہوئی اور ہر ایک فن کی سند حاصل کی اور آئین امام مالک و شافعی اور ابو حنیفہ و حنبل کی ہر ایک بزرگ دانا مین
طرح طرح کی دریافت فرمائی اصول و فروع سب یکجا کیے اور تکاپوے سخت سے پایہ اجتہاد ظاہر ہوا اگرچہ بوجب
اجداد بزرگان مانند ابو حنیفہ کے روش اختیار کی تھی لیکن ہمیشہ کردار کو احوط سے آرایش دیتے اور تقلید سے برکنار رہتے
کی دلیل کرتے اور جو کچھ نفس کو دشوار معلوم ہوتا اوسے اختیار کرتے اور سعادت منشی اور روشن ستارگی سے علم
ظاہری سے حقایق معنوی مین پہونچ ہوئی - اور نزہتگاہ صوری ملک حقیقت کی رہنما ہوئی تصوف اور اشراق کے
اسالیب حاصل کیے اکثر [illegible]
[illegible] حقایق شیخ عربی اور شیخ بن فارض اور شیخ صدر الدین
[illegible] پر [illegible] ذاتی اور [illegible] نے اندازہ حاصل ہوئین اور روشنہای
بو العجب روشن ہوئین اور بزرگترین عطایاے الہی سے خطیب ابو الفضل کی ملازمت حاصل ہوئی اوسنے برائے
قدردانی اور آدم شناسی کے فرزندی مین قبول کیا اور واسطے تعلیم علوم طرح طرح کے مصروف ہوا اسرار
گوناگون دانش کے سیکھنے کی ہمت کی تجرید کے مراتب اور غوامض شفا اور اشارات اور دقایق تذکرہ اور مجسطی کے
سیکھے سیر بستان حکمت کو طراوت پدید ہوئی - مرد خردپژوہ فرمان روایان گجرات کی سعی سے شیراز سے
[illegible]س ملک مین آیا - اور بستان شناسائی مین روشنی تازہ ہوئی لیکن درحقیقت علوم حقیقی عقلی مولانا
[illegible]ال الدین دوانی کی شاگردی مین حاصل ہوئے - جناب مولوی نے اول اپنے والد سے اور اوائل کے مقدمات
سیکھے - بعدہ شیراز مین مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال سے دانش آموزی کی
[illegible]دو نو بزرگ شاگردان سید شریف جرجانی کے ہین اور کسیقدر مولانا ہمام الدین گلناری کے مدرسہ مین کچھ

آنا جانا کرتے رہے۔ غرض کہ بخت کی رسائی سے عجب کشایش ظاہر ہوئی۔ اور کتب حکمت کے مغز کو پہونچے
اونکے مطالب کو ذہن نشین کیا۔ جیسا کہ اوسکی تصانیف گواہ ہین اوسی شہر فیض بہر مین پدر بزرگوار
کو شیخ عمر تتوی کے جو اکابر اولیاے زمانہ مین سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہان اور ہی رنگ سے
تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طیفوریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ دریافت ہوئے اور کبھی اوسی شہر مین
شیخ یوسف سرمست کی خدمت ملی۔ اور سرمایہ آگہی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہتے
آخر اوس گرامی صحبت کی برکت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے حک کیے جاوین۔ اور ہمسایون
سے نفرت کر کے جمال مطلق کے محو ہوون مگر اوس ہادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ اندنون
سفر دریا مسدود ہے آگرہ کو جایا چاہیے اگر وہان مدعا نملے تب توران و ایران کو جائیو۔ اور علم رسمی
طیلسان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرۂ اردی بہشت سنہ ۶۵ جلالی مطابق
چارشنبہ چھٹوین محرم سنہ ۵۲ ہجری کو آگرہ پہونچے میان شیخ علاء الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی
اور اوس مستی سے ہوشیار ہو کر فرمایا حکم خداوند ہے کہ اس شہر مین مقیم ہو کر ترک گردش کیجاوے آخر کو
مقام ہوا دریاے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی ایجی کے مزار کے جوار مین قیام فرمایا۔ اور خاندان
قریش سے جو علم و عمل مین درست تھے نسبت تاہل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر مین دوستی پیدا کی
اور وہ دانا دل اس نوباوۂ شناسائی کو مغتنم سمجھکر کشادہ پیشانی سے دلجوئی مین حاضر ہوا۔ چونکہ
اسباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اوسے اختیار کرین مگر انھون نے
قبول نفرمایا میر صاحب ممدوح سادات بزرگ حسنی الحسینی مین ہین کسیقدر انکے لڑکون کا
حال شیخ سخاوی کے تذکرون مین مذکور ہے اگرچہ انکا وطنگاہ موضع ایک شیراز ہے اور دیر باز سے
حجاز کی سیر کرتے ہین اور ہمیشہ اسی دو جگہ بسر کیا۔ اگرچہ معقول و منقول اپنے بزرگون سے
سیکھا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھ اور ہی جلا حاصل کی اور حریرہ عزت مین
انواع علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن حجر عسقلانی سے حاصل کیے اور رجب سنہ ۹۵۴ ہجری
مین داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا۔ والد بزرگوار نے ہمیشہ شست و شوے
باطن اور گوہر ظاہر کی صفائی پر میل رکھا اور کارساز حقیقی کی نیاز مین رہکر درس گونا گون اختیار کیا
اور گفتگوے باستانی کو چہرۂ حال کا روپوش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت
کچھ نذر نیاز لاتے تو کسیقدر لیکر اور لوگون سے عذر کر دیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا۔ تھوڑے
دنون مین دانشوران کا جاے رجوع ہوا۔ بزرگ و کوچک کا مقام زیارت ہوا۔ یاران زمانہ کو

۱۰۱۴ سنہ ہجری کو مطابق باون برس جلوس کے ۶۵ سنہ برس قمری کے عمر مین واقعہ اکبرآباد عالم بقائی را[illegible]
تجہیز وتکفین کے بعد باغ سکندرہ مضاف اکبرآباد مین مدفون ہوا اکثر لوگون نے تاریخ وفات نظم و نثر [illegible]
لکھی منجملہ اونکے یہ تاریخ آصف خان جعفر کی ہے ؎ فوت شد اکبر از قضاے الٰہ ÷ گشت تاریخ فوت اکبر شاہ
اکیاون برس دو مہینے نوروز حکمرانی کی ÷ ÷ ÷

ذکر احوال موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل کا جو کہ شیخ موصوف نے آئین اکبری کے اخیر مین درج کیا ہی

راقم شکر فنامہ کے دلمین ایسا تھا کہ کچھ تھوڑا سا حال اپنے بزرگون کا اور کچھ اپنی کیفیت لکھکر ایک خود رسالہ طیار [illegible]
تاکہ دور اندیشون کے واسطے عبرت ہوتی لیکن اشغال گوناگون خصوص تحریر اس کتاب آگاہی نے مجھے باز رکھا
اسی اثنا مین پیام آراے غیبی نے ایسا اشارہ کیا کہ ناہنجاری روزگار سے یہ بات نہین کہ علحدہ گزارش ہو کسیقدر
اسی اقبالنامہ مین لکھنا سزاوار ہی لہذا اس جگہ تحریر کیا۔ ازانجا کہ نسب سرا ہونا تہیدستی سے بزرگون کی بڑائی کا
بیچنا اور اسباب نادانی کو بازار مین لانا ہے اور شوریدہ مغزی سے دوسرون کے ہنر پر ناز کرنا اور اپنے عیب کو [illegible]
نہین جانتا تھا کہ وہ افسانہ گزاری کرے۔ اور اس بادیہ سنگلاخ مین سلسلۂ کار کسی طرف نہ پہونچا سکے
اہل روزگار سب کو تخمہ و نژاد و بزاد سے تعبیر فرماتے ہین اور اوسکو اعلی و اسفل قرار دیتے ہین ہوشیار [illegible]
خوب جانتا ہے کہ یہ وہ ہے کہ اوسکی کسے بزرگ نے ثروت ظاہری یا شناسائی باطنی مین چیرہ دستی پاکر لقب یا خطاب
یا مسکن کے نام سے مشہور ہوا وگرنہ عام جو مردم زاد کو فرزندان آدم صفی سے سمجھتے ہین اور ہیچ گفتگوے داستان
کہنے والون کے دل نہاد کرکے دوسرا شبہہ نہین فرماتے ظاہر ہے کہ اس معاملہ مین ابھی ہمین راستہ سے بھٹکاتے ہین اور اون
گوہر گرامی کا اعتماد نہین کرتے پس کسواسطے سعادت گزین بیدار دل ایسے فسانہ کو سنکر خواب غفلت پسند کرے اور اوسپر
تکیہ کرکے حقیقت پژوہی سے دور رہے۔ نوح کے فرزند کو باپ کی ایزد شناسی سے کیا فایدہ اور ابراہیم خلیل کو بت تراش
کی بت پرستی سے کیا نقصان۔ ؎ بندۂ عشق شو و ترک نسب کن جامی ÷ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست
لیکن بمقتضاے سرنوشت آسمانی صورت پرستون مین ایک مجھے بھی صورت پرستی ضروری ہی ۔ع
باپ دادے کا شمار کرنا داستان دراز ہی کیونکہ انفاس گرامی کو واہیات مین ضایع کرے چند بزرگ لباس

ذکر ہی کہ

ولایت مین اور چند علوم رسمی مین اور بعض امارت مین اور بعض معاملہ گذاری مین اور بعض تجرد اور تنہائی مین
بسر کرتے رہتے ہین۔ چند دنون سے سرزمین یمن وطن رہا ہی شیخ موسے پانچوین پشت اول حال
مین دنیا سے رنجیدگی ہوئی ترک خانمان کرکے غربت اختیار کی اور علم وعمل کی ہمرہی مین معمورۂ جہان

سرفراز فرمایا اگر آج اسکے روبرو سے رخ پھیرون کیا آبرو پاؤن — اور اپنے تئین نامرد بناؤن اور ہم چشمون کو کیا
آنکھہ دکھلاؤن — اس جور کی کیا بساط کہ اسکے مات کرنے ڈر سے کسی دیہہ شتہ ڈھونڈھون اور اپنے فیل بند منصوبہ کو توڑ دون شیوہ
تدبیر آگے تیر پیچ پر یہ کہکر گھوڑا بڑھایا دشمنون نے بھی گرد اور ڈرائی بڑھی لڑائی ہوئی ایک کی دوا ور دو پر چار اور
وہان انبوہ بیشمار اور چند سوار شیخ نے روز آخری سمجھا رو بہ مزاجی نکی شیرانہ تیوری بنی رہی — آخر زخم
نیزہ کھایا — طایر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا ہمراہیون نے بھی شرط رفاقت ادا کی ساتھہ مین عدم کی
راہ لی [اا] — راجہ نرسنگہ دیو نے شیخ کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس الہ آباد کو روانہ کیا — شہزادہ نے خوش
ہوکر ایسے افسر کے سر کو برے مقام مین پھکوایا کہ جہان ایک مدت تک پڑا رہا — چونکہ اکبر کو شیخ سے بدرجہ غایت
محبت تھی جب یہ خبر پہونچی بیہوش ہوگیا چھاتی پر ہاتھہ دے مارا — بیقراری اور بیتابی کے وہ آثار ظاہر کیے
جو خلاف شان تھے ؎ شہنشاہ جہان را در وفاتش دیدہ پرنم شد * سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون
زعالم شد * راے رایان پتر داس جسکو سہ ہزاری منصب اور وہان کا فوجدار تھا مع شیخ عبد الرحمن ولد
شیخ ابو الفضل وغیرہ امرا کے راجہ نرسنگہ دیو کے مکافات پر مقرر ہوا حکم ہوا کہ جب تک اوس بد سر کا
سر حضور مین نہ لائین جنگ وجدل سے ہاتھہ نہ اوٹھائین مکرر ارشاد ہوا کہ شیخ کے سر کی ہمسری مین اوسکا سر
کیا حقیقت ہے اوسکے زن بچہ کو بھی سردار کرنا چاہیے — حق تو یہ ہے کہ شیخ ابو الفضل اپنے زمانے مین لاجواب
تھا حضرت کا حال خود انکی عبارت سے جو کسی جگہ ذیل مین مندرج ہوگی معلوم ہو جائیگا جسوقت شیخ مبارک
اور اوسکی اولاد کی دانشمندی شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوئی تھی حکم ہوا تھا کہ حاضر ہون — بارھوین سال
جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی بڑا لڑکا مبارک کا حاضر ہوکر منظور نظر شہریار اکبر ہوا تھا اونیسوین [۱۹] سال جلوس کو
ابو الفضل نے ملازمت کی اسنے اکبر کے نام پر آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھی اور بادشاہ کو منظور ہوئی — یہ شخص
اکثر علوم مین بہرہ یاب تھا روز بروز مورد الطاف ہوا — اسقدر مرتبہ بڑھا کہ حاسدون کا دل گھٹا —
شاہزادون کو رشک تھا امراؤن سے صلاح کرتے تھے کہ اسکو کیونکر گرا دین تا آنکہ اسطرح کا اتفاق واقع ہوا
کہ شیخ مبارک اسکے باپ نے اپنے حین حیات قران مجید کی تفسیر نعنت مدت کی تھی اور نام بادشاہ کا اوسمین مندرج
نکیا تھا شیخ نے بعد مرگ پدر چند نقلین اوسکی کراکر جابجا مشہور کردین اور اس امر کا خیال نرہا کہ موافق رسم
دنیا کے عنوان کتاب مین نام بادشاہ کا درج کرے حاسدون نے یہ بے ادبی بادشاہ سے عرض کی سنتے ہی
بیتگاہ سطوت سے ایسا عتاب ہوا کہ شاہزادہ سلیم وغیرہ امرا کے کان بھرنے سے ابو الفضل کو حکم ہوا کہ سلام
کو بھی نہ حاضر ہو — چونکہ شیخ بہت تقرب کے وقت مین مکرر عرض کرتا تھا کہ مجھے سواے حضرت بادشاہ کے
شہزادون وغیرہ کسیکی نیاز نہین اسی وجہ سے ہر ایک بر سر پرخاش ہے اور یہ امر اکبر کے دل نشین تھا

سدھارا چون کہ لاولد تھا اوسکا داماد سلطان ابوالحسن وارث نہ ہوا اور اورنگ زیب نے لڑ بھڑکر اوس چھین لیا- احمدنگر کے نظام الملکون کا سررشتہ احمد بحری نظام الملک سے ہے اسکا باپ غلام برہمن نسل مین تھا شہر احمدنگر اوسیکے نام سے آباد چار برس حاکم رہا بعدہ برہان نظام الملک بن احمد بحری ۴۰ برس اور حسین نظام الملک بن برہان نظام الملک ۱۳ برس اور مرتضی نظام الملک بن حسین ۸ برس اور حسین نظام الملک بن مرتضی دس برس اور اسمعیل نظام الملک بن برہان برادر مرتضی نظام الملک دو برس رہا اور برہان نظام الملک اپنے چچا اسمعیل نظام الملک سے دل آزردہ ہوکر دربار اکبری مین حاضر ہوا- سنہ ۹۹۹ ہجری مین کمک لیکر چچا پر فتح پائی- دولت کے پائے اکبر سے بھی انحراف کی سوجھی جب وہ مرگیا اوسکی بہن چاند بی بی نے ابراہیم نظام الملک کو جو برہان نظام الملک کا خردسال لڑکا تھا حاکم بنایا اور خود منتظم بنی افواج اکبری نے شیخ ابوالفضل کی شمشیر تدبیر سے اوسی ملک کو داخل کر لیا- ابتدائے سنہ ۹۳۵ ہجری سے سنہ ۲ تک ۶۷ برس یہ ولایت نظام الملکون کے تحت تصرف مین رہی

شیخ ابوالفضل کے مارے جانے سے اکبر کی دل آزردگی ہونا

اکبر آگرہ مین تھا کسی ضرورت سے حاضری ابوالفضل کی ضرور ہوئی لہذا فرمان جاری ہوا کہ اپنے لڑکے عبدالرحمن کو وہان پر چھوڑکے جریدہ روانہ حضور ہو شیخ نے بموجب حکم عبدالرحمن کو مع خدم وحشم احمدآباد مین چھوڑکر چھتہ نفر سے درگاہ والا کی راہ لی اونھین دنون مین شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر مقام الہ آباد مین دل آزردہ منحرف بادشاہ سے مقیم تھا شیخ کی طرف سے بھی بہت کچھہ دل آزردہ تھا اسکو دل یقین تھا کہ اگر ابوالفضل دربار اکبری مین پہونچا تو زیادہ تر میری جانب سے بادشاہ کو بھڑکاویگا لہذا اس خبر کے سنتے ہی کہ شیخ تنہا روانۂ حضور ہوا قابو پاکر راجہ نرسنگہ دیو ولد مدہکر کو جسکا مسکن اثنائے راہ دکن مین واقع تھا اور شاہزادہ کے انحراف مین شریک تھا بلاکر راز دل ظاہر کیا اور کہا کہ سر راہ پہونچکر شیخ کو راہ عدم کا مسافر کرے نرسنگہ دیو اس مہم پر مستعد و آمادہ ہوکر اپنے ملک کو روانہ ہوا جب شیخ ابوالفضل اوجین آیا خبرداروں نے راجہ نرسنگہ دیو کے ارادۂ فاسد سے اطلاع دے کر عرض کی کہ خبر شرط ہے چونکہ ابوالفضل کی قضا آپہونچی تھی کسیکا کہنا کچھہ نہ سنا پیشتر کو روانہ ہوا- سچ ہے قضا سے چارہ نہین عقل وتدبیر کچھہ کام نہین کرتی ہے الغرض ۱۰۱۱ سنہ ہجری مین غرہ ربیع الاول کو قصبۂ انتری اور سرائے کے درمیان مین راجہ نرسنگہ دیو مع راجپوتون کے کمینگاہ سے برآمد ہوا اور اسکا قصد ظاہر ہوا اوسوقت ہمراہیون نے شیخ ابوالفضل سے التماس کیا کہ لشکر غنیم کی کثرت اور ہماری قلت ہے بہتر ہے کہ قصبہ انتری مین پناہ لیجا دے جب کسیقدر جمعیت ہوجائے آگے کو قدم رکھیے شیخ نے جوابدیا مجھسے فقیرزادے کو بادشاہ

اور سلطان شہاب الدین محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ لشکری ۳۷ برس ۲ مہینے ۳ روز اور سلطان احمد شاہ
بن سلطان شہاب الدین بن محمود شاہ دو برس ایک مہینے اور سلطان علاء الدین بن شہاب الدین محمود شاہ
ایک سال گیارہ مہینے اور سلطان ولی اللہ بن سلطان شہاب الدین محمود شاہ تین برس ایک مہینے ۲۷ روز
بجملہ بادشاہی حسن کانکو کے خاندان مین ستر برس اور ایک سو ستر برس کی سلطان نظام شاہ گیارہوین
پیڑھی کے وقت مین جو کہ سات برس کی عمر مین تخت آرا ہوا تھا یزید نامے جو امرائے عمارہ مین سے تھا بادشاہ
کی خوردسالی دیکھکر کاروبار جہانداری مین متسلط ہوا جب یزید نے تسلط پیدا کیا بعد سلطان نظام شاہ کے بھی
وہ اور اوسکی اولاد نے استیلا پایا لہذا ۴۹ برس اوسکی اولاد حکمران رہی ہرچند نام کو خاندان حسن کانکو کی
سلطنت رہی مگر یزید اور اوسکے اولاد کی حکمرانی تھی سنہ ۹۳۵ ہجری مین عماد الملک کابلی نے سلطان بہادر شاہ
والی گجرات کی اطاعت قبول کرکے دکھن مین اوسکے نام کا خطبہ و سکہ رایج کیا اوسوقت مین سلطان ولی اللہ
کو محبوس کرکے خود یزید سلطنت کرتا تھا القصہ سنہ ۹۳۵ مین امرائے بہمنی نے جو رکن الدولہ سلاطین بہمنیہ کے
تھے ملک دکھن کو باہم حصہ لگاکر تصرف مین لائے جسنے جدھر جگہ پائی دبا بیٹھا سکہ اور خطبہ اپنے اپنے نام کا پڑھا
عادل شاہیان حاکم بیجاپور یوسف عادل شاہ جو انکے سلسلہ کا مبدء رہی غلام گرجی تھا خواجہ محمود گرجستانی نے
سلطان شہاب الدین محمود بہمنی کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور سلطان نے ولایت شولاپور اسے تفویض
کی تھی اوسنے بزور شمشیر بیجاپور کو تسخیر کیا اور دریائے کشنا تک متصرف ہوکر باستقلال حاکم بن بیٹھا۔
سات برس فرمان روا ہوا اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ
اسکے بھتیجا علی عادل شاہ اسیطرح اورنگ زیب عالمگیر تک عادل شاہون کی سلطنت رہی سلطان سکندر
عادل شاہ سے عالمگیر کی لڑائی ہوئی اوسکا ملک سلطنت بابریہ مین داخل ہوا قطب شاہون کا دارالملک
گولکنڈہ تھا اس سلسلہ کا موجد سلطان قلی قطب الملک وزیر بہمنی ہوا چونکہ سلطان محمود بہمنی غلام دوست
بہت تھا سلطان قلی نے خود اپنے تئین فروخت کرکے غلامی قبول کی روز بروز اسکا مرتبہ ترقی پکڑتا گیا
اور اپنے ہم جنسون مین سرفراز ہوکر ولایت گولکنڈہ کی حکومت پائی قضارا اول ہی سال قضا نے اوسکو مرنے دیا
حمید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ ۲۰ برس اور ابراہیم قطب شاہ اسکا بھائی ۳۵ برس اور محمد قلی قطب شاہ
بن ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب الملک نے ہزار فاحشہ رنڈیاں ناچنے والیاں نوکر رکھیں ہر وقت
ہمراہ رکاب رکھتا اور استلذاذ جسمانی مین مصروف رہتا اونمین سے بھاگنیا نام ایک رقاصہ کا عشق ہوا
حضرت عشق کی کارسازیاں روشن ہین تابع ہوگیا اوسکے نام پر بھاگ نگر نام شہر آباد کیا لغایت سنہ ۱۰۲۰ ہجری
گیارہ برس تک اسکی سلطنت رہی تا آنکہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ ساٹھہ برس حکمرانی کرکے ملک جاودانی کو

پیشکش بھیجکر درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی اور بہمہ وجوہ وہان کے انتظام سے دلجمعی حاصل
اور ادس افواج دکن مین کوئی امر موجب تردد نہ رہا اوسوقت اکبر نے شاہزادہ دانیال کو وہان پر تعین فر
اور خاندیس کا نام داندیس رکھکر شاہزادہ کو عطا کیا اور خانخانان کو شاہزادہ کی خدمت مین اور ابوالفضل
کو احمدنگر پر مقرر فرماکر برہانپور سے معاودت کی قطع راہ کر کے اکبرآباد آیا جن امرانے اس سفر مین خدمت گذاری
کی تھی اونھین ترقی مناصب سے سرفراز فرمایا

دکھن کے پرانے سلاطین کا بیان

بعض کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوا کہ اگلے زمانہ مین تمام دکھن سلاطین دہلی کے زیر فرمان تھا خصوص
محمد شاہ فخرالدین جونا بن غیاث الدین تغلق شاہ نے اوس ملک پر قرار واقعی تسلط کیا اور دیوگڈھ کا
نام دولت آباد رکھکر اپنا دارالحکومۃ مقرر کیا جب اوسکا آفتاب دولت قریب زوال ہوا ظلم کی کثرت سے
رعایا منحرف ہوئی ہر طرف خلل پیدا ہوا سلطان محمد گجرات کے دفع فساد کو روانہ ہوا اور دولت آباد سے
ملک لاچین کو بھی اپنی مدد پر طلب فرمایا باغیان بدکار نے ملک لاچین کو مارکر زیادہ تر سرکشی کی علاءالدین حسن
جو حسن کانگو کے نام سے مشہور اور ملک لاچین کے جملہ سپاہیون مین تھا سرکشون کو متفق کر کے دولت آباد
مین حاکم بن بیٹھا محمد علاءالدین لقب مقرر کیا جب یہ خبر سلطان محمد نے پائی اوسوقت خود مہم گجرات
مین پھنسا تھا اوسکے مدافعت کی نوبت نہ آئی کہ عنقریب ٹھٹھہ کے اطراف مین دنیا سے چل بسا یہ حسن گنگو
بہمن بن اسفندیار بن گشتاسب کے نسل مین تھا اس سبب سے اسکو بہمنی کہتے تھے ۷۴۸ہجری مین
دکھن پر متصرف ہوا اور گیارہ برس گیارہ مہینے سات روز اورنگ آرا ہوکر تختہ تابوت کا محتاج ہوا بعدہ
سلطان محمد شاہ بن سلطان محمد علاءالدین اٹھارہ برس ایک مہینے سات روز اور سلطان مجاہد شاہ
بن سلطان محمد شاہ ایک برس ایک مہینے نو روز اور سلطان داؤد شاہ سلطان مجاہد کا چچا زاد
ایک مہینے تین روز اور سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ بن سلطان علاءالدین اونیس برس
نو مہینے آٹھ روز اور سلطان غیاث الدین بن محمد شاہ ایک مہینے بیس روز اور سلطان شمس الدین
بن سلطان محمد شاہ ایک مہینے ستائیس روز اور سلطان فیروز شاہ بن سلطان محمد شاہ پچیس برس
سات مہینے گیارہ روز اور سلطان احمد شاہ بن سلطان محمد شاہ بارہ برس نو مہینے چوبیس روز اور سلطان علاءالدین
بن سلطان احمد شاہ ۲۹ برس نو مہینے ۲ روز اور سلطان ہمایون شاہ بن سلطان علاءالدین تیرہ برس
مہینے ۵ روز اور سلطان نظام شاہ بن ہمایون شاہ ہفت سالگی مین تخت آرا ہوکر ایک برس گیارہ روز
اور سلطان محمد لشکری بن سلطان ہمایون شاہ دس برس کی عمر مین تاجور ہوکر ۲۰ برس چار مہینے ۱۱ روز

ہاتھی کی زنجیر آہنی جو بیر مین تھی طلائی ہوگئی پیلبان نے داروغۂ فیلخانہ سے عرض کیا اوسنے حضور مین خبر پہونچائی اکبر نے زنجیر منگاکر ملاحظہ کی قدرت خدا کی مشاہدہ کرکے فرمایا کہ شاید اس دریا مین وہ پتھر جسکو ہندوستانی سنگ پارس کہتے ہین ہی بعدہ بموجب حکم اکثر ہاتھیون کو زنجیر آہنی سے دریا مین ڈالا اور ملاحون نے بھی خوب خاک چھانی مگر نہ تو زنجیر طلائی ہوئی نہ وہ پتھر ہاتھ لگا القصہ قطع مراحل کرتے ہوئے خطۂ پر سرور برہانپور مین نزول ہوا اکبرآباد سے برہانپور تک دو سو ستائیس کوس نانپا گیا اس خطہ مین جشن فرمایا مطربان خوش ادا اور رقاصان شیرین نوا نے تال و سُر درست کیا تازہ تازہ خیال سے عشاق دلون کو آہنگ سنایا اوس محفل مین بموجب حکم شیخ ابو الفضل جو پرگنات دکن کے انصرام مین تھا حاضر ہوا شب ماہ چاندنی کی کیفیت بیکل کر رہی تھی کہ مشرف بقدمبوس ہوا۔ بادشاہ نے فوراً یہ شعر پڑھا

فرخندہ شبی باید و خوش مہتابے تا با تو حکایت کنم از ہر بابے

شیخ نے اس تفضلات سے کورنش ادا کی ایالت برہانپور کی عطا ہوئی حکم ہوا چونکہ امرا نے اذیت سفر بہت کچھ پائی لہذا جب تک رایات عالی یہان پر جلوہ طراز ہون بحسب مناسب ہر ایک کا انعام مقرر رہے شیخ کو چار ہزاری منصب عطا ہوکر قلعہ اسیر کی تسخیر کو حکم ہوا جہان کہ راجے علیخان کا نبیرہ حاکم سرکش ہوگیا تھا۔

بیان تسخیر ممالک اسیر اور ولایت احمد نگر کا

شیخ ابو الفضل نے رخصت پاکر قلعہ اسیر کو گھیر لیا متواتر سخت آزمائیان ہوئین ایک مدت محاصرہ مین گذری شیخ نے بمقتضائے شجاعت فطری کے قلعہ کے کنگرہ پر رسہ ڈالکر اپنے تئین قلعہ کے اوپر پہونچایا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور اسی طریقہ سے اکثر لوگ رسن بازی کرکے چڑھ گئے اور اندر پہونچکر داد مردانگی دی۔ اور شیخ ابو الفضل کے بزور سرپنجۂ مردانگی ایسا قلعۂ آسمان فرسا دشوار عبور مفتوح ہوگیا بہادر وہان کا حاکم نامردی سے عاجز ہوکر ملاقات کو حاضر ہوا اور شیخ کے توسل سے حضور اکبری مین آکر مورد عنایت ہوا قلعہ اسیر اولیائے دولت کے تفویض ہوا شیخ نے اس جرأت نمایان کے عوض مین علم نقارۂ اسپ اور خلعت خاصہ سے سرفرازی پائی اور فتح ناسک کرنے کو شیخ کے نام حکم ہوا اور تھوڑے زمانہ مین منصب پنجہزاری پاکر خدمات شائستہ بجالایا اور عنایات بادشاہی کے موافق یہ شخص بھی خدمتگذاری اور جانفشانی مین دریغ نکرتا تھا حکم ہوا کہ احمد نگر کی فتح اور راجوری وغیرہ مفسدون کی گوشمالی شیخ کے حوالہ ہوا اور ولایت برار وغیرہ مین عبد الرحیم خانخانان کی شجاعت کا امتحان ہو جسوقت قلعہ اسیر اور احمد نگر مع دیگر ولایات نظام الملک کے شیخ ابو الفضل نے فتح کیا اور ولایت تلنگانہ کو شیخ عبد الرحمن ولد ابو الفضل نے مسخر کیا اور بہادر نظام الملک نبیرۂ برہان نظام الملک حضور مین آیا اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطبشاہ فرمانروائے گولکنڈہ نے

مع لشکر کے معین ہوا شاہزادہ مراد مالوہ پہونچکر سپاہ کا سامان طیار کر بیشتر کورہ نورد ہوا اور نربدا سے ا
ولایت برار کو میر مرتضی دکھنی سے چھین کر افواج قاہرہ کو احمدنگر کی طرف روانہ کیا لشکر ظفر پیکر لڑ
فتحمند ہوا راجے علیخان حاکم خاندیس نے شاہزادہ کی رکاب مین جانفشانی کی اور عادل شاہ حاکم بیجا
اور قطب شاہ حاکم گولکنڈہ سے برابر جنگ وجدل ہوئین ہر بار فوج اکبری نے فیروزی پائی جب شاہزادہ نے
دکن پہونچکر می کشی کا ایسا شغل بڑھایا کہ نہایت نزار ہوکر بندوبست نکرسکا شیخ ابوالفضل نے مہم دکن پر
رخصت پائی اور حکم ہوا کہ شاہزادہ کو پند ونصیحت کرکے حضور مین لائے اور وہان کے امراے متعینہ کو سرگرم خدمت
کرے اور اگر اونکا رہنا کسی ضرورت سے ضرور سمجھے ٹھہر جاے شاہزادہ کو روانہ کرے شیخ موصوف جلدی سے مرخص ہوکر شاہزادہ
کی خدمت مین پہونچا مشیت ایزدی دیکھیے اوسیوقت شاہزادہ نے امراض مزمنہ سابقہ کی بدولت سفر آخرت
اختیار کیا اس حادثہ سے عجب زور شور کی شورش لشکر مین پڑگئی شیخ ابوالفضل نے زرپاشی اور تقرر دلپذیر
سے ہر ایک کا اطمینان دلی فرمایا دشمن لوگ شاہزادہ کی رحلت سے نہایت خوش ہوئے تھے مگر شیخ کی
سخت انتظامی نے اونکا بھی جی چھوٹا کر دیا جب بادشاہ کو یہ خبر ملال انگیز پہونچی بسبب رنج ہوا انجام کو
شاہزادہ دانیال نے اوسکی قایم مقامی پر رخصت پائی اور خود بھی عازم ہوا

لاہور سے دکھن کیطرف لشکر اکبر کا کوچ کرنا

جب بادشاہ نے دکھن کو کوچ فرمایا پٹیالہ کے قریب خبر آئی کہ مکان جال مین مسلمانی فقیر اور سناسیان ہندی کے باہم
ہاتھا پائی ہوگئی اور مسلمانون نے غالب ہوکر اونکے بتخانہ کو منہدم کر دیا اکبر نے خلاف اپنے مذہب کے صلح کل کی
یہ خبر پاکر اکثر فقراے مسلمانون کو قید کیا اور حکم دیا کہ نئے سر سے اوس کھودے ہوئے مندر کی
ترمیم وتعمیر کرین وہان سے دریاے بیاسا گذر کر گوروارجن کے مکان مین پہونچا جو نانک شاہ کی گدی پر تھا
اور اوسکے اشعار ہندی کے مضامین سے جو توحید مذہب مین اشعار موحدون اسلام سے ترجمہ ہوئے ہین نہایت
نہایت خوشوقت ہوا گوروارجن نے اپنے مسکن مین بادشاہ کا آنا موجب فخر سمجھا پیشکش لایق پیش کیا
اور عرض کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے ورود سے پنجاب مین غلہ گران ہوا تھا اس سبب سے پرگنات کی جمع زیادہ
ہوئی الحال لشکر کے کوچ کرنے سے ارزانی ہوئی رعایا اوس جمع کے ادا کرنے سے متعذر ہوگئی بموجب اس
التماس کے حکم ہوا کہ دس بارہ کے حساب سے تخفیف جمع کیجاوے عمال کو حکم ہوا کہ زیادہ دست درازی نکرین
جب تھانیسر پہونچا چند مدت قیام کی صورت ہوئی رعایا سلطان نام کروری کی بیداد سے دادخواہ ہوئی
دربر وقت ثبوت ظلم کے عامل مذکور پھانسی دی گئی یہان سے اکبرآباد پہونچکر چندے قیام ہوا اور بموجب
شیخ ابوالفضل کے برہانپور کو مراجعت فرمائی دریاے نربدا کے پار ہوتے وقت ایک

بادشاہ کو اس کج آہنگی چرخ سے تاسف نے اندازہ ہوا چھبیسوین[۲۶] سال جلوس کو مولانا عرفی شیرازی نے
چند روز عطر آمیزی مشام اہل دانش کرکے نہانخانۂ عدم کی راہ لی بتیس[۳۲] برس اس سپنجی سرا کے
قیام مین موجب یادگار ہوگیا - چالیسوین سال جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی نے بھی سیر ارم کو نہضت کی
اس شخص نے جلوس کے بارھوین سال کو دربار اکبری مین دخل پایا تھا - بروقت اول اول دربار مین پہونچنے
کے نقرۂ پنجرے کے باہر کھڑا کیا گیا تھا اوسوقت یہ قطعہ بدیہہ زبان پر لایا **قطعہ** پادشاہا درون پنجرہ ام
از سر لطف خود مرا جا دہ ؛ زانکہ من طوطی شکر خایم ؛ جای طوطی درون پنجرہ بہ ؛ پادشاہ کو پسند ہوا اوسی
روز قرب حاصل کیا اپنے اخلاق حمیدہ سے روز بروز ترقیان پایا کیا تینتیسوین[۳۳] برس ملک الشعرائی کا خطاب
پایا - اونتالیسوین[۳۹] برس قران کی تفسیر نے نقط اور نلدمن اور مرکز ادوار مخزن اسرار کی بحر مین تصنیف کیا
جو نظر شاہی مین مقبول ہوئین ان کتابون سے اوسکی لیاقت ظاہر ہی اسیطرح سلیمان بلقیس بوزن شیرین خسرو
اور ہفت کشور ہفت پیکر کی برابر اور اکبرنامہ سکندرنامہ کے مقابلہ مین بنایا چاہتا تھا ہنوز یہ ارادہ تمام
ہوا تھا کہ خود آپکا کام تمام ہوگیا ازبسکہ حسن اخلاق اسکا دامنگیر تھا اور شاہزادے بھی اوس سے استفادہ
کرتے تھے رحلت سے دو روز قبل شاہ اکبر مع شاہزادون کے شیخ کے دیکھنے کو گیا اور اوسنے یہ رباعی اوسوقت
پڑھی **رباعی** دیدی کہ فلک بمن چہ نیرنگی کرد ؛ مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد ؛ آن سینہ کہ
عالمی درو میگنجید ؛ تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

برہان الملک کا حضور مین آنا اور مہم دکن کو مدد کا ملنا

یہ شخص اپنے چچا اسمعیل نظام الملک حاکم احمد نگر سے آزردہ ہوکر قطب الدین خان غزنوی کی وساطت سے
درگاہ اکبری مین حاضر ہوا اور ششصدی منصب پر سرفرازی پائی اور تھوڑی ہی مدت مین ایکہزاری منصب پر
پہونچکر محالات بنگش پر مقرر ہوا جب چند سال کے بعد حضور مین آیا تسخیر احمد نگر کے واسطے کمک کی درخواست
کی - لہذا امرائے متعینہ صوبۂ مالوہ اور راجہ علیخان خاندیس کا حاکم اوسکی مدد پر مقرر ہوا اور اوسکی
مدد سے احمد نگر جاکر اپنے چچا پر فتحیاب ہوا اور ملک موروثی پر مستلط ہوا کمینہ تو تھا ہی حکومت کے پاتے ہی حقوق
پرورش فراموش کردیے - اور اکبری نمک کا حق یاد نرہا بادشاہ نے فیضی کو راجہ علیخان کے پاس
بھیجا کہ برہان کو پند و موعظت سے راہ پر لائے ہرچند راجہ علیخان نے بہت سا سر دھنا مگر اوس
خود سر کا نشہ نہ اوترا آخر کو گرفتار ہوا اور کسی شخص کی ترغیب سے پارہ کاکشتہ کھاکر امراض صعب مین
گرفتار ہوکر عدم کو سدھارا اوسکی بہن چاندبی بی نے امرا کے اتفاق سے اپنے بھانجے ابراہیم خان کو جو برہان الملک کا
لڑکا تھا سردار بنایا اور سررشتۂ انتظام اپنے اختیار مین رکھا جب یہ حال دربار شاہی مین پہونچا شاہزادہ مراد

انھون نے وہان جاکر محاصرہ کیا اسکے محاصرہ مین بھی قلعہ کے اندر قحط اور وبا کا ظہور ہوا اثر محاصرہ
ہوئے جو شخص درخت رس کا پوست جوش کرکے نوش کرتا بچ جاتا تھا آخر سلطان محمود نے عاجز ہوکر
کی کہ اگر محب علیخان محاصرہ سے اوٹھے قلعہ شاہزادہ والا گہر کے نذر کرون ہنوز جواب بھی حضور سے نہ
تھا کہ محمود کی زندگی نے جواب صاف دیدیا اور محب علیخان اور مجاہد خان نے سنہ ۹۱۸ ہجری مین بہکر کو
داخل ممالک محروسہ کیا

بیان جشن نوروز اور انتظام ہونا حجرات دیوان عام کی آراستگی کا امرا کے اہتمام سے

جسوقت موسم بہار نے جلوہ فروزی کی عیش و عشرت کا دروازہ مفتوح ہوا نسیم نوروزی نے علیلان چمن کا
مزاج اعتدال پر متوجہ کیا یہ اشعار حسب موقع محشی اکبرنامہ سے ہین مرقوم ہوئے ؎
ہوئے جوان چمن تازہ خوش ہوئی بلبل ۔ بساط سبزہ بچھی پائے نشہ اطرکی یا بالغ جو پہونچے ستونگے کانو مین شیشے کو قلقل ہر ایک شاخ شجر باغ مین ہرا
نوبہاری نے مشام روزگار کو معطر کیا حکم ہوا دولتخانہ خاص و عام جسمین ایک سو بیس ایوان ہین امرائے انتظام کے پیشین
اور ضلعہ جہر وکھون مین بیوتات کے متصدی زینت بخش ہون اور سہا منزل خاص دولتخانہ کو آئینہ بندی
کرین بموجب حکم کے تھوڑی ہی مدت مین کارپردازان بارگاہ خلافت نے تمام دولتخانہ کو نکاہنا گوناگون سے
آراستہ کیا اور اس جشن مین جیسی جیسی خدمت تھی اوسکا صلہ پایا نیکو خدمتان کو عزت و منصب ملا اور بدخواہون کو غرامت و معطلی نصیب ہوئی
امرا نے بموجب اپنی لیاقت اور اخلاص کے منصب اور عزت حاصل کی یہ بھی حکم ہوا کہ روز شرف
آنے تک ہر ایک امیر بادشاہ کی ضیافت کرے تاکہ اوسکی منزل مین خورشید سلطنت کا سایہ پڑے
اور جو حوض کہ بیس گز مربع تھا زر خطیر سے بھر گیا کہ روز شرف آفتاب کو امرا اور فقرا وغیرہ کو حسب منصب
انعام ہوا عین اسوقت مین بارگاہ شاہی مین آگ لگی اس بارگاہ مین دس بارہ ہزار آدمی سما سکتے تھے تین روز
تک اکثر عمارات جشن اور حرم سرا کی جلتی رہی اس نقصان روپیہ کا حساب نہین ہو سکتا جب یہ نائرہ آتش
بجھا حکم ہوا کہ از سر نو آراستگی بزم واسطے ایام شرف کے جو نہایت نزدیک تھا بارگاہ طیار ہو چنانچہ بہت جلد تکمیل ہو گئی
اور تعجب کی خبر یہ ہے کہ اسی روز شاہزادہ سلطان مراد کے گھر مین بھی دا قع دکھن آگ بھڑکی تھی ٭ ٭ ٭

میان تانسین اور مولانا عرفی شیرازی اور شیخ ابوالفیض فیضی کی رحلت کا بیان

میان تانسین نغمہ سرا خوش آہنگ اپنے فن مین یکتا بلکہ نادرات زمانہ سے تھا جسکے مقابل اسکے پہلے اور
پیچھے آج تک کوئی نہ ہوا ساتوین سال جلوس کو راجہ رام چند مرزبان باندھو نے تان سین کو تحفہ کے طور سے
حضور مین بھیجا چونکہ بادشاہ علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا اور تان سین بھی اس فن مین برگزیدہ انام تھا
ہم صحبت موافق ہوئی چونتیسوین (۳۴) سال جلوس کو اس دائرہ پر شور سے میان تان سین نا ساز ہوکر مقام اعلی کو رہا

جسے صوبۂ کابل کی ایالت تھی قندھار کی صوبہ داری پر مقرر ہوا

ولایت ٹھٹہ کا فتح ہونا مرزا جانی بیگ کا آنا

جسوقت خانخانان نے قندھار کی تسخیر کو اجازت پائی ملتان کی نواحی مین پہونچا ہوگا کہ فرمان والا اس مضمون سے صادر ہوا کہ اول ولایت ٹھٹہ فتح کرنا بہتر ہی بعدہ قندھار فتح کرنا چاہیے خانخانان بموجب حکم روانہ ٹھٹہ ہوا راو ابہیم مرزبان جیلمیر اور دلیپ ولد رای سنگہ بیکا نیر والا رفیق ہوکر خدمت کو کمر ہمت باندھی ٹھوان کو فتح کرتے ہوئے آگے کو چلے میرزا جانی بیگ والی ٹھٹہ بھی بڑے جاہ سے چلا اور نصیر پور مین جسکے ایک طرف دریاے سندہ اور دوسری طرف رود خانہ رکھتا ہی قلعۂ گلین یعنی گڑھی بنا کر متحصن ہوا اور خانخانان نے پہونچتے ہی محاصرہ کیا مدت دراز گذر گئی غلہ کی نایابی سے لشکر شاہی عاجز ہوا آخر کو عرضی مشعر کیفیت روانۂ درگاہ کی حضور سے بموجب حکم کے غلہ کی کشتیان لاہور سے ملتان کوٹ کر در ماندہ مین پہونچائین گئین اور رای سنگہ بیکا نیری مع دیگر امرا کے مدد کو مقرر ہوئے خانخانان غلہ کے پہونچتے ہی دل آسودہ ہوکر نئے سر سے جنگے ہوئے فوراً خانخانان نے ٹھٹہ اور اوسکے اطراف پر لشکر تعینات کرکے خود قصبۂ جام مین قیام پذیر ہوا روزانہ لڑائی ہوا کرتی تھی راجہ ٹوڈر مل کا لڑکا جسے دہارو تہور اور مردانگی مین نے مثل تھا اس لڑائی مین بڑے بڑے ترددات کرکے زخم نیزہ کھا کر جانفشانی کی اور سعادت کی آن ہمراہ لیگیا بہت سی لڑائی کے بعد مرزا جانی بیگ شکست کھا کر بھاگا خانخانان نے قلعہ کو منہدم کردیا اوسی ہنگامہ مین ہنگامۂ وبا گرم گرا ہوا۔ کہتے ہین کہ بعض لوگون کو یہ خواب ہوا کہ فسق نیت اور اعمال عمال اور احکام حکام کی بدولت یہ بلا بر بلا نازل ہوئی ہے جب سکۂ اکبری مروج ہوا یہ بلاے ناگہانی عالم بالا کو روانہ ہوگئی اس خبر کے مشہور ہونے سے خورد و بزرگ فتح اکبر کے خواہان ہوئے اور باہمدگر نذر و نیاز پر اقرار کیا کہ بعد فتح بادشاہی کے بموجب اپنے مقدور کے ایفای نذر کرینگے خانخانان نے مع امراے مددگار کے گرم پیکار ہوکر مرزا جانی بیگ کو جان سے عاجز کیا جب اوسے تاب مقاومت نآئی اور ہمت ہاری ست نے جواب دیا صلح کی اور ولایت نبتسموان کو ممالک محروسۂ اکبری مین داخل کیا اور اپنی لڑکی خانخانان کے فرزند میرزا ایرج کو بیاہ دی بعد ازان خود حاضر ہوکر ملازمت کی اور بندگی بادشاہی اختیار کی برسات کے بعد وعدہ حاضری دربار اکبری کا کیا اور اوسی بموجب ابتداے ۱۰۰۱ ہجری مین ۳۸ سال جلوس کو خانخانان کے ہمراہ دربار اکبری مین معزز باحضار ہوا عنایت خسروانہ نے سہ ہزاری منصب اور ٹھٹہ کی جاگیر سے سرفراز کیا والا رای بندرک جو ٹھٹہ کی طرف واقع ہی خارا مین آیا خانخانان نے اس جانفشانی کے عوض مین بڑی عزت حاصل کی باقی اس صوبہ کے سلاطین گذشتہ کا حال ٹھٹھہ کے حالات مین لکھا گیا ہی جاجتنگی ازہین ہی

ذکر تسخیر بھکر

قبل اسکے کہ ٹھٹہ فتح ہوا اونتیسوین سال جلوس کو محب علیخان اور مجاہد خان بھکر کے فتح کرنیکو معین ہوئے تھے

اوسنے وہین پر اپنے مکانات پائے دریائے چناب اوترنے کے بعد رعایائے توابع سیالکوٹ نے محمد بیگ کردری کے بدعنوانی کی
فریاد خواہی کی آخر کو واسطے عبرت دیگر عمال کے اوسکو پھانسی ہوئی جب وہان سے کوچ ہوا اور خطہ کشمیر مین نزول ہوا
تمام ایام قیام عیش و آرام مین بسر ہوئے دریائے ڈل کے چراغون سے عجب کیفیت ہوئی پانی مین آگ لگادی تھی
دو ہزار کشتیان پانی پر خانہاے روان بستی تھین آخر آغاز زمستان مین نہضت فرما ہوکر لاہور مین مقام ہوا۔

ولایت اوڑیسہ مین فتحیابی کا بیان

یہ ولایت قتلو کے تصرف مین تھی جب یہ مرا پٹھانون نے باہم مشورہ کرکے اوسکے لڑکے عین خان کو جانشین کیا اوسکی
اطاعت کرلینگے اب بموجب حکم راجہ مانسنگہ اوس ولایت کی فتح کو رخصت ہوا پٹھانون نے چند مرتبہ جنگ و جدل
کی آخر کو عاجز ہوکر بعد مرنے قتلو اور اوسکے لڑکے کی گدی نشینی کے راجہ مانسنگہ سے صلح ہوئی اکبری خطبہ و سکہ کا رواج ہوا
جگناتھ ممالک محروسہ مین داخل ہوا ڈیڑہ سو ہاتھی مع دیگر نفائس اوسی دیار کے راجہ مانسنگہ کے حوالہ کیے کر درگاہ
اکبری کو روانہ ہوئے سینتیسوین[۳۷] سال جلوس مطابق ۹۹۹ ہجری کو ملک اوڑیسہ جو دریا شور پر واقع ہے تمام داخل ممالک محروسہ ہوا

تسخیر قندھار

عرض کیا گیا کہ مظفر حسین مرزا اور رستم مرزا ولد بہرام مرزا برادر شاہ طہماسپ جو قندھار مین مقیم تھا اور حوادثات سنکر
جو عہد سلطان محمد پدر شاہ عباس اول اول مین واقع ہوئے اور ازبکون کی طرف سے بھی مطمئن نہ تھا سلطنت کی بساط
بچھائی اور جب شاہ عباس کا تسلط ہوا گھبرائے کہ کیا کرنا چاہیے۔ اکبر نے یہ خبر پاتے ہی خوشیان منائین مرزا خانخانان
کو مع لشکر بیکران قندھار کے فتح کرنے کو روانہ کیا حکم ہوا کہ بلوچستان کے راستہ سے جاوے اور اگر سردار بلوچ اطاعت
ظاہر کرے اوسے بھی اپنے ہمراہ لیتا جاوے در صورت سرکشی کے سزا دیوے اور اسیوقت واسطے مزید دلجوئی کے
حضور والا نے خانخانان کے خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوکر نصائح فرمائے الغرض خانخانان قطع مسافت کرتا ہوا ملتان
اور بھکر اپنی جاگیر مین پہونچا اور چندروز واسطے فراہم کرنے سامان جنگ کے بھٹہ مین مقیم رہا اسی عرصہ مین
رستم مرزا نے قندھار مین مظفر حسین مرزا سے شکست کھا کر باہر نکالے اور درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی
فرمان اکبری بھی اثنای راہ مین امرا کے نام صادر ہوئے کہ اوسکی مہمانی اور خاطرداری مین کوتاہی نکرین اسکے بموجب
امرا نے تعمیل کی جب مرزا لاہور سے ایک منزل مین آیا اکبر بادشاہ بھی وہان تھا حسب الحکم امرا نے استقبال کرکے
مرزا کو حضور مین پہونچایا اکبر نے بعزت تمام ملاقات کی مرزا مع چار لڑکون کے مشرف خدمت ہوکر منصب
پنج ہزاری پر زیر بار منت نوکری ہوا ولایت ملتان اور بلوچستان اوسکی جاگیر مین مقرر ہوئی ابوسعید مرزا
اور رستم مرزا کے بعد بہرام مرزا ابن مظفر حسین مرزا اور انکے بعد مظفر حسین مرزا بھی پہونچا اور ہر ایک حسب لیاقت
تاریخ سے قندھار ملک محروسہ مین داخل ہوا اور خان دوران عرف شاہ بیگ خان

جلوس کے سینتیسوین سال دوبارہ بادشاہ اکبر نے گلگشت کشمیر کو گلگون صبا تک گرم جولان کیا عین برسات مین
ناگہان لاہور سے نہضت فرمائی دریاے راوی کے پار ہوتے ہوئے بادشاہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا فرمایا کہ
کس کنجہ کے حق مین سرزد ہوا ہی ؎ کلاہ خسروی و تاج شاہی ٭ بہر کل کی رسد حاشا و کلا اتفاقا اسی روز یادگار
مرزا بنی عم مرزا یوسف خان کا کشمیر مین مصدر فساد ہوا تھا حضور مین اسکی اصلا خبر بھی نہ تھی سبب اس
فساد کا یہ ہوا کہ قاضی نور الله کو کشمیر کی جمع تشخیص کرنے کو حضور سے بھیجا تھا جب کشمیریون نے جانا کہ تعلد
ظاہر ہوتا ہی اور جمع زیادہ ہوئی جاتی ہی پس خلل اندازی کے ارادہ سے یادگار کو جسے مرزا یوسف خان نے بروقت
مراجعت کے نیابت پر چھوڑا تھا بھڑکایا اوسکے کانون مین بھر دیا کہ کشمیر کے راستے ایسے صاف نہین کہ فوج بادشاہی
جلدی سے راہ پا جائے یہ گمراہ ان کج نہادون کی رہنمائی سے راہ سلامت فراموش ہوکر بیراہہ ہو گیا سکہ و خطبہ
اپنے نام کا پڑھایا جسوقت لشکر اکبری دریاے چناب پر پہونچا اس شورش کی خبر حضور مین پہونچی بادشاہ کی
زبان پر یہ شعر جاری ہوا ؎ ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالع من ٭ ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی چون کہ
یادگار بازاری رنڈی کا لڑکا تھا فرمایا کہ یہ لولی بچہ بمجرد طلوع سہیل کے مارا جائیگا اندنون مین مرزا یوسف خان حضور
مین تھا احتیاطاً شیخ ابو الفضل کے قید مین سپرد ہوا بعد چندروز کے نے تقصیری پاکر رہائی ہوئی شیخ ابو الفضل نے
اندنون مین دیوان حافظ کی جو فال اوٹھائی یہ شعر بر آمد ہوا ؎ آن خوشخبر کجاست کزین فتح مژدہ داد ٭ تا جان
فشانمش چو زر و سیم در قدم ٭ حیرت کا مقام ہی کہ جب یادگار نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج فرمایا تب لرزش
لرزش کی کھلائی مہرکن اوسکی انگوٹھی بناتے مین اندھا ہوا خیر جب یادگار نے بغاوت کی لشکر آراستہ کرکے خود کر
کے مقام مین نوکران شاہی کے مقابلہ مین آیا۔ اور ذری سے آویزش مین آوارہ ہوا حقیقت یون ہی کہ بیر پور مین ...
سکر آدمی کسی ضرورت سے اوسکے رفیق ہوگئے تھے آدھی رات کو قابو پاکر اوسپر دوڑ پڑے وہ خیمہ سے نکل بھاگا آخر کار
تقدیر کے پھندے سے نہ بچا پھنس گیا سر تن سے جدا ہوا بد سری کا مزہ پایا مقام ہمسر مین اوسکا سر حضور اکبری
مین پہونچایا جیسا کہ پیشتر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سہیل نکلتے وقت سر کٹیگا ویسا ہی ہوا کشمیریون نے رفاقت
کی سزا پائی اور اوس ملک کی شورش دفع ہوئی الغرض قطع منازل کرتے ہوئے شہنشاہ اکبر کشمیر آیا زعفران زار
وغیرہ اماکن پر بہار کی گلگشت ہوئی دریاے ڈل مین چراغون کی سیر کشتی کی سواری مین ملاحظہ ہوئی بعدہ ہندوستان
مراجعت فرمائی اور شاہزادہ کے بموجب فرمایش کے کشمیر کی ایالت بدستور سابق مرزا یوسف خان کے نام بحال کی گئی اور صوبہ کشمیر کی ایک لاکہ خراج مقرر ہوئی

تیسری مرتبہ شہر کشمیر کی عزیمت ٭

...سوین سال کشمیر کی نہضت ہوئی عزیزون مین سے ایک شخص نے کشمیر مین ظاہر ہوکر اپنا نام عمر شیخ مرزا ولد سلیمان مرزا
...شورش اوٹھائی تھی محمد قلی کی آدمیون نے اوسکو گرفتار کرکے منزل آباد مین حضور مین پہونچایا اور اوسنے دہن کر

معالجہ ہوا اور ایک مہینے سات روز کے بعد صحت ہوئی شیخ ابو الفضل اور مقرب خان اوسی نانی کی خدمتون کے

راجہ ٹوڈرمل کی رحلت کا بیان

جسوقت بادشاہ نے کشمیر سے نہضت فرمائی تھی راجہ ٹوڈرمل رخصت لیکر لاہور مین رہگیا تھا آخر ذی
مین اس جہان گذران سے اوٹھہ گیا۔ اور کابل سے کوچ کے وقت راستے مین اوسکے وفات کی خبر گوش گذار
شاہی ہوئی چونکہ راجہ موصوف مزاج شناس اور وزیر اعظم اور سپہ سالار تھا بادشاہ کو اوسکی وفات سے بہت
تاسف ہوا۔ ٹوڈرمل کی صغرسنی مین باپ مرگیا تھا اور مان بیوہ بڑے افلاس اور تہیدستی مین پرورش کی
قسمت مین تو کاتب تقدیر نے ایسے مراتب تحریر فرمائے تھے تقدیر نے بادشاہی نویسندون مین نوکر کرا دیا اور اپنی
دانشمندی اور کارگزاری اور بخت بلندی سے روز بروز ترقیان پایا کیا جسطرح کہ صاحب تدبیر اور اہل قلم تھا
کوس اور علم کا بھی مالک ہوا۔ اکثر معرکون مین مردانہ کوشش اور ایسی دلیریان کین کہ بادشاہ کے دل مین جگہ
ہوئی گجرات اور بنگالہ مین سخت سخت لڑائیان لڑکر فتح مند واپس آیا رفتہ رفتہ وزارت کا مرتبہ حاصل کیا
جلوس کے پچیسوین (۲۵) سال مین وزیر اعظم ہوگیا یہ شخص نہایت متدین اور سیر چشم اور بیدار دل اور متقی اور نیک
محضر تھا فکر صائب اور ہمت بلند تھی خویش و بیگانہ سے اچھی طور پر سلوک کرتا اور دوست دشمن پر یکسان
نظر ڈالتا آداب شناسی اور رازداری سلطنت مین بے نظیر فن حساب مین بے مثل تھا اسکے پیشتر بطور ہند
دفتر مین تحریر کا ضابطہ تھا اس راجہ نے بطور اہل ایران کے سیاق نکالا جسکے بموجب ہنوز رائج ہے تمام ممالک
محروسہ کے پیمایش کی جمع مقرر فرمائی صوبجات کی حدود بندی ہوئی روپیہ کے چالیس دام قرار پائے کرور دام پر
ایک عامل مقرر ہوا جو کروری کے لقب سے معروف ہے اور داغ اسپ شاہی درمیان امرا اور منصبدار اور احدیون کے
مقرر کیا تاکہ نوکر شاہی دوسری جگہ نوکر نہو سکے ہر سال گھوڑون کا داغ تصحیحہ مقرر ہوا۔ اگلے وقت سلطان
علاء الدین خلجی اور اسکے بعد شیرشاہ نے داغ اسپ مقرر کیا تھا مگر رواج نہوا عہد اکبری مین جیسا کہ چاہیے مروج ہوا
اور نیز بادشاہ نے اپنے نوکرون کی سات حصہ کی چوکی مقرر کی اوسکا نام ہفت چوکی رکھا اور ہر چوکی کو ایک ایک
معین ہوا کہ نوبت نوبت نگران رہین تاکہ مجال غیر حاضری کی نرہے اور ہر ہفتہ کے دنون کو ہفتہ نویس مقرر ہوئے
تاکہ احکام حضور کو جداگانہ دفتر مین منضبط کرین کہ وقت پر کام آوے کہ فلانے وقت فلانی روز ایسا حکم ہوا۔
اور کئی ہزار غلام زرخرید اور غیر زرخرید کو جو کہ لڑائیون مین اسیر ہوئے تھے اس شخص نے آزاد کیا اور اونکا خطاب چیلہ
مقرر کیا اسکا قول تھا کہ بندہاے خدا کو اپنا بندہ کہنا روا نہین راجہ ٹوڈرمل کے بعد وفات عبد الرحیم خان
خانخانان منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور بمقتضاے فراست اور کاردانی کے موجب تحسین و آفرین ہوا

دوسری مرتبہ سیر کشمیر کو تشریف لیجانا

سیراب ہی تروتازگی مین انتخاب ہی دریا کے کنارے عمارات دلکشا کی تعمیرات ہین دل ہین مزارع کے عجب کیفیت ہرست
جسکی دید سے دماغ تروتازہ ہو جاے غرضکہ بہمہ وجوہ یہ خطہ عیبون سے پاک ہی لیکن کشمیری زبونی سے زندگانی بسر کرتے ہین
سب سے جدا خورش انکی لاشاک ہی جسکو بزعم نے شاک ہی گرم چاول کھانا رسم نہین رات کے پکائے چاول
صبح کو کھاتے ہین پوشش پشمینہ پوستین کی ہی یعنی پٹو جو کپڑے دھویا ہوا ہو جولاہے کے مکان سے لاتے ہین اور اوسکو دوخت
کرکے پہنتے ہین اور پھٹ جانے تلک نہین دھولاتے ۔ نفاق فطری شان ہمچو نیش پا گژدم نزاع خلقی شان ہمچو
زہر لازم مار القصہ اکبر کشمیر کی سیر سے نہایت خوش ہوا رمضان المبارک کی عید وہین پر ہوئی اور اوسی روز
مرزا یوسف خان حاکم کی شفاعت سے یعقوب خان کا قصور معاف ہوا اور اپنا جوتا عنایت فرمایا اوسنے اپنا شرف
سمجھکر اوس کفش کو سر پر باندھا اور حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوا بعد سیر و گلگشت کے اکبر نے
پکلی اور دہنتور کی راہ سے جو نہایت سخت گذار تھی مع خدم و حشم کی مراجعت فرمائی حسن ابدال مین خیمہ گاہ ہوا
اوس روز امیر فتح اللہ شیرازی اور بعد ازان حکیم ابو الفتح گیلانی جو کہ بادشاہ کے مقرب تھے اس جہان فانی سے عالم
جاودانی کو رحلت فرما ہوئے اور حسن ابدال ہین مدفون ہوئے اوس مقام پر چند گاہ رایات سلطانی رونق بخش
رہے اور اوسی مابین مین باغ دلکشا کی طرح ڈالی گئی بعد ازان کوچ فرمایا۔ کابل مین آکر خیمہ گاہ ہوا وہانکے قاسم خان
صوبہ دار کو جو اوسوقت مین کارندہ تھا حکم ہوا کہ جس جگہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ اور ہندال مرزا اور محمد حکیم مرزا
مدفون ہین وہان پر باغ اور عمارات تعمیر ہو لاجرم بموجب حکم شہر کے گذرگاہ کے متصل خوب موقع و محل پر عمارات
آثار پیدا کیے ۔ رعایاے کابل کی پریشانی سنکر حکم ہوا کہ آٹھہ برس تک آٹھوان حصہ خراج مقررہ سے معاف ہو
باقی لیا جاوے اور بعد سیر و شکار کے ہندوستان کو نہضت فرمائی قضا کار مقام ورکیہ مین بادشاہ گھوڑے سے
گرا اور رخسارہ مبارک پر خراش آیا چند روز تک صاحب فراش رہا بعد حصول صحت روانگی پیشتر کی ہوئی وہان
سے مقام رہتاس مین پہونچکر اکبر فیل خاصہ پر جو مست تھا چڑھنے لگا ہنوز رسی کے حلقہ مین قدم مضبوط نرکھا
کہ ہاتھی کسی ہتھنی پر اوٹھہ دوڑا حضرت زمین پر آگرے بڑی دیر تک بیہوشی طاری رہی جب ہوش آیا ظاہرا
کسیقدر آسیب باطنی پہونچا تھا احتیاطاً حکما کی صلاح سے داہنے ہاتھ کی ہفت اندام فصد لیگئی
اور تھوڑی فرصت مین صحت حاصل ہوئی اس سانحہ کے دن سے تمام ملک مین عجب عجب طرح کی شورشین برپا
ہوئین رعایا نے مالگذاری مین کوتاہی کی معاملات ملکی مین خلل واقع ہوا جب لاہور مین خیمہ پہونچے یہ شورشین
دفع ہوئین راستے کی بے بند و بستی کافور ہوئی اکبر اس ایام مین چاندنی رات کو لڑائی دیکھہ رہا تھا قضا را
آہو اپنے حریف کو چھوڑکر دوڑا اور اکبر کے دونو زانو کے درمیان مین سینگ مارے جسکی ضرب سے زخم شدید پہونچا
حتی کہ سختی نمود ہوئی آخر بموجب صلاح شیخ ابو الفضل اور مقرب خان معروف شیخ بھنیا کی صلاح سے جراح کا

قاسم خان فتحیاب ہوکر شہر سری نگر مین جو کشمیر کا دارالامارۃ ہی آیا اور نئے سر سے اکبر کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری
کیا چند دنون کے بعد کشمیری لوگ یعقوب کو کشتوار کی راہ سے لائے اور قاسم خان پر شبخون کیا بہادران لشکر
نے خوب مردانگی کی کہ آخر کار مخالف بیتاب ہوکر الٹے پیر لوٹ گیا دوسرے مرتبہ یعقوب نے کشمیریون کے اتفاق سے
کی گھاٹیون پہاڑون سے نکلکر شورش شروع کی اور شبخون کے ارادہ پر آکر اول دفعہ کے مانند محروم لوٹ گیا
چون کہ یعقوب کے دلمین خوف سما گیا اور اوس سے کوئی بر آمد کار نہوا اکثر امرائے کشمیر نے آنکر قاسم خان کی ملاقات کی
اور قاسم خان نے اونکی دلجوئی کرکے دربار شاہی کو روانہ کیا وہان پہونچکر بادشاہانہ عنایت سے سرفراز ہوئے
یعقوب نے چند بار شمس چک سے متفق ہوکر شورش کی قاسم خان نے زادتن کے جھگڑے بکھیڑے سے عاجز ہوکر
دربار عالیہ اکبریہ سے مدد کی درخواست کی اوسوقت حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان کشمیر کی ایالت پر جاوے اور جب یوسف خان
وہانکے بندوبست سے دلجمعی کرلیوے اور رخصت دے قاسم خان حاضر حضور ہو حسب الحکم مرزا یوسف خان
بہت جلد کشمیر پہونچا اور شجاعت جبلی سے وہانکا بندوبست قرار واقعی کرلیا آخر کو شمس چک نادم ہوکر مرزا کی
خدمت مین حاضر ہوا اور مرزا نے اوسکی تسلی کرکے درگاہ والا کو روانہ کیا اور اوس ولایت سے رفع شورش ہوئی
اور قاسم خان مرزا کے رخصت دینے پر حاضر حضور ہوا اور کابل کی صوبہ داری پر سرفراز کیا گیا اور جسطرح کہ لکھا گیا
آخر کار کو محمد زمان کے ہاتھ سے مرزا یوسف خان مقام کشمیر مین قتل ہوا

اکبر بادشاہ کا کشمیر کی سیر کو جانا

جلوس کے چونتیسوین سال اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو متوجہ ہوا کشمیر کی راہ نہایت دشوار گذار ہی پہاڑون کی
بلندی اور گھاٹیون کی پستی عجب طرحکا اونچا نیچا دکھلاتی ہی جنگل کا انبوہ درختون کا جھنڈ نہایت ہی
اثنائے راہ مین رتن پنجال اور پیری بل دو پہاڑ ہین انکی بلندی آسمان سے برابری کرتی ہی بلکہ اوج آسمان سے گذرتی ہی
جسپر چڑھکر عالم بالا کی سیر کیجیے فرشتون کی گفتگو کانون سے سن لیجیے الغرض بموجب حکم والا کے کئی ہزار
سنگتراش فرہاد نسب پتھرون کی برید مین ید بیضا کی کرامات دکھلاتے تھے آخر کار جس راہ پر چلنے سے مسافر
ہم کا دم بند ہوتا تھا جگہ کی تنگی سے با آسائش نہین نکل سکتے تھے اوسے ایسا آراستہ کیا کہ لشکر ظفر پیکر
ی فراغت سے قطع منازل کرگیا لاہور سے کشمیر تک ستانوے کوس ناپ مین آیا الغرض منزلین طی کرتا
ا اکبر بادشاہ کشمیر مین فروکش ہوا اور یہان کی سیر دگلگشت سے نہایت خوش ہوا فی الحقیقت کشمیر
یف اور توصیف سے مستغنی ہی ہر طرح کے اوصاف سے معمور ہی اگر عیب ہی تو کشمیر کے رہنے والون مین ہی
ات : چہ کشمیر انتخاب ہفت کشور : قسم خوردہ بجانش آب کوثر : چہ کشمیر آب ورنگ باغ و بستان : اسیر
ن شہر کے درمیان مین دریائے بہٹ جاری ہی ہر طرف آبداری ہی زمین کثرت سبزہ سے

سیراب ہی تر و تازگی مین انتخاب ہی دریا کے کنارے عمارات دلکشا کی تعمیرات ہین دل ہین مزارع کے عجب کیفیت ہی ست
جسکی دید سے دماغ تر و تازہ ہو جاے غرضکہ بہمہ وجوہ یہ خطہ عیبون سے پاک ہی لیکن کشمیری زبونی سے زندگانی بسر کرتے ہین
سب سے جدا خورش انکی لا شاک ہی خشکہ نرم بے نمک ہی گرم چاول کھانا رسم نہین رات کے پکائے چاول
صبح کو کھاتے ہین پوشش پشمینہ پوستین کی ہی یعنی پٹو جو کہ نے دھویا ہوا ہو جولاہہ کے مکان سے لاتے ہین اور اوسکو دوخت
کرکے پہنتے ہین اور پھٹ جانے تک نہین دھولاتے نفاق فطری شان ہمچو نیش با کژدم نزاع خلقی شان ہمچو
زہر لازم مار القصہ اکبر کشمیر کی سیر سے نہایت خوش ہوا رمضان المبارک کی عید وہین پر ہوئی اور اوسی روز
مرزا یوسف خان حاکم کی شفاعت سے یعقوب خان کا قصور معاف ہوا اور اپنا جوتا عنایت فرمایا اوسنے اپنا فخر
سمجھکر اوس کفش کو سر پر باندھا اور حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوا بعد سیر و گلگشت کے اکبر نے
پکلی اور دہنتور کی راہ سے جو نہایت سخت گذار تھی مع خدم و حشم کی مراجعت فرمائی حسن ابدال مین خیمہ گاہ ہوا
اوس روز امیر فتح اللہ شیرازی اور بعد ازان حکیم ابو الفتح گیلانی جو کہ بادشاہ کے مقرب تھے اس جہان فانی سے عالم
جاودانی کو رحلت فرما ہوئے اور حسن ابدال ہی مین مدفون ہوئے اوس مقام پر چند گاہ رایات سلطانی رونق بخش
رہے اور اوسی مابین مین باغ دلکشا کی طرح ڈالی گئی بعد ازان کوچ فرمایا۔ کابل مین آکر خیمہ گاہ ہوا وہانکے قاسم خان
صوبہ دار کو جو اوسوقت مین کارندہ تھا حکم ہوا کہ جس جگہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ اور ہندال مرزا اور محمد حکیم مرزا
مدفون ہین وہان پر باغ اور عمارات تعمیر ہو لاجرم بموجب حکم شہر کے گذرگاہ کے متصل خوب موقع محل پر عمارت سے
آثار پیدا کیے۔ رعایاے کابل کی پریشانی سنکر حکم ہوا کہ آٹھہ برس تک آٹھوان حصہ خراج مقررہ سے معاف ہو
باقی لیا جاوے اور بعد سیر و شکار کے ہندوستان کو نہضت فرمائی قضا کار مقام ڈکہ مین بادشاہ گھوڑے سے
گرا اور رخسارہ مبارک پر خراش آیا چند روز تک صاحب فراش رہا بعد حصول صحت روانگی پیشتر کی ہوئی وہان
سے مقام رہتاس مین پہونچکر اکبر فیل خاصہ پر جو مست تھا چڑھنے لگا ہنوز رسی کے حلقہ مین قدم مضبوط نرکھا
کہ ہاتھی کسی ہتھنی پر اوٹھہ دوڑا حضرت زمین پر آگرے بڑی دیر تک بیہوشی طاری رہی جب ہوش آیا ظاہر ہوا
کسیقدر آسیب باطنی پہونچا تھا احتیاطاً حکما کی صلاح سے داہنے ہاتھہ کی ہفت اندام فصد لیگئی
اور تھوڑی فرصت مین صحت حاصل ہوئی اس سانحہ کے دن سے تمام ملک مین عجب عجب طرح کی شورشین برپا
ہوئین رعایا نے مالگذاری مین کوتاہی کی معاملات ملکی مین خلل واقع ہوا جب لاہور مین خیمہ پہونچے یہ شورش
دفع ہوئی راستے کی بے بند و بستی کا فور ہوئی اکبر اس ایام مین چاندنی رات کو لڑائی دیکھہ رہا تھا قضارا
آہو اپنے حریف کو چھوڑکر دوڑا اور اکبر کے دونو زانو کے درمیان مین سینگ مارے جسکی ضرب سے زخم شدید پہونچا
حتی کہ سختی نمود ہوئی آخر بموجب صلاح شیخ ابو الفضل اور مقرب خان معروف شیخ بھنیا کی صلاح سے جراح کا

قاسم خان فتحیاب ہوکر شہر سری نگر مین جو کشمیر کا دارالامارة ہی آیا اور نئے سر سے اکبر کے نام کا سکہ اور خطبہ جا[illegible]
چند دنون کے بعد کشمیری لوگ یعقوب کو کشتوار کی راہ سے لائے اور قاسم خان پر شبخون کیا بہادرا[illegible]
خوب مردانگی کی کہ آخرکار مخالف بیتاب ہوکر الٹے پیر لوٹ گیا دوسرے مرتبہ یعقوب نے کشمیریون کے [illegible]
کھاٹیون پہاڑون سے نکلکر شورش شروع کی اور شبخون کے ارادہ پر آکر اول دفعہ کے مانند ہم . . . [illegible]
چون کہ یعقوب کے دلمین خوف سما گیا اور اوس سے کوئی بر آمد [illegible]
اور قاسم خان نے اونکی دلجوئی کرکے دربار شاہی کو روانہ کیا وہان پہونچکر پادشاہانہ عنایت سے سرفراز ہوئے [illegible]
یعقوب نے چند بار شمس چک سے متفق ہوکر شورش کی قاسم خان نے زادتن کے جھگڑے بکھیڑے سے عا[illegible]
دربار عالیہ اکبریہ سے مدد کی درخواست کی اوسوقت حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان کشمیر کی ایالت پر جاوے اور جب یوسف خان
وہانکے بندوبست سے دلجمعی کرلیوے اور رخصت دے قاسم خان حاضر حضور ہو حسب الحکم مرزا یوسف خان
جلد کشمیر پہونچا اور شجاعت جبلی سے وہانکا بندوبست قرار واقعی کرلیا آخر کو شمس چک نادم ہوکر مرزا کی
خدمت مین حاضر ہوا اور مرزا نے اوسکی تسلی کرکے درگاہ والا کو روانہ کیا اور اوس ولایت سے رفع شورش
اور قاسم خان مرزا کے رخصت دینے پر حاضر حضور ہوا اور کابل کی صوبہ دا[illegible]ی پر سرفراز کیا گیا اور جسطرح کہ لکھا گیا
آخرکار کو محمد زمان کے ہاتھ سے مرزا یوسف خان مقا[illegible] قتل ہوا

[illegible] بادشاہ [illegible] جانا

جلو[illegible] چونتیسوین[34] سال بادشاہ[illegible] سیر متوجہ ہوا [illegible]لی راہ نہایت دشوار [illegible]ار ہی پہاڑون
بلندی اور [illegible]ٹیون کی پستی عجب طرحکا اونچا نیچا دکھلاتی ہی جنگل کا انبوہ درختون کا جھنڈ نہایت ہی
اثنائے راہ مین رتن پنچال اور بیری بل دو پہاڑ مین انکی بلندی آسمان سے برابری کرتی ہی بلکہ اوج آسمان سے گذر لی
جسپر چڑھکر عالم بالا کی سیر کیجیے فرشتون کی گفتگو کانون سے سُن لیجے الغرض بموجب حکم والا کے کئی [illegible]ار
[illegible]اش فرہاد نسب پتھرون کی بریدن مین ید بیضا کی کرامات دکھلاتے تھے آخرکار جس راہ پر چلنے سے مسا[illegible]
دہم کا دم بند ہوتا تھا جگہ کی تنگی سے آسایش نہین نکل سکتے تھے اوسے ایسا آراستہ کیا کہ لشکر ظفر پیکر
بڑی فراغت سے قطع منازل کرگیا لاہور سے کشمیر تک ستانوے کوس ناپ مین آیا الغرض منزلین طے [illegible]ا
ہوا اکبر بادشاہ کشمیر مین فروکش ہوا اور یہان کی سیر دگلگشت سے نہایت خوش ہوا فی الحقیقت
تعریف اور توصیف سے مستغنی ہی ہر طرح کے اوصاف سے معمور ہی اگر عیب ہی تو کشمیر کے رہنے والون مین۔
ابیات چہ کشمیر انتخاب ہفت کشور رقسیم خوردہ بخاکش آب کوثر
نہالش صد گلستان شہر کے درمیان مین دریائے بہٹ جاری ہی طرفہ آبداری ہی زمین کثرت سبزہ [illegible]
چہ کشمیر آب ورنگ باغ دبستان ؟؟ ۔

جمون کے راجہ سے متفق ہوکر سلطان کے وزیر کو قتل کر ڈالا یہ راجہ سلطان بہلول کے نایب تاتارخان کے خوف مین آکر پنجاب سے کشمیر چلا گیا تھا القصہ بادشاہ نے تاتارخان سے کمک طلب کرکے مخالفون کی گوشمالی کی — جب اسکی حکومت کو دس برس سات مہینے گذرے سلطان فتح شاہ بن آدم خان بن زین العابدین نے تاتارخان سے مدد لیکر محمد شاہ سے لڑائی کی اور فتح پاکر کشمیر کو اپنے تصرف مین لایا اپنے نام کا سکہ و خطبہ مروج کیا اور سلطان محمد شاہ ہزیمت پاکر ہندوستان آیا اور نو برس کے بعد محمد شاہ نے پھر کشمیر پہونچکر نئے سر سے فتح شاہ پر فتح حاصل کی فتح شاہ نے بھی شکست کھاکر ہندوستان کی راہ لی اور بارہ برس کے بعد دوبارہ کشمیر جاکر محمد شاہ پر فتح پائی تین برس ایک مہینا گذرا تھا کہ سلطان محمد شاہ نے پھر لشکر جمع کرکے کشمیر فتح کیا اور سلطان فتح شاہ لاہور مین آکر مرگیا ۹۰۰ھ ہجری مین سلطان بہلول لودہی نے رحلت کی اور سلطان سکندر اوسکا لڑکا تاج و تخت کا مالک ہوا سلطان فتح شاہ کے نوکرون نے فتح شاہ کے لڑکے سکندر خان کو کشمیر مین لاکر سلطنت کے مدعی ہوئے آخر الامر اونے شکست پاکر باہر کی راہ لی بعد ازان ۹۳۳ھ ہجری مین ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سے مدد لیکر پھر کشمیر جا پہونچا اور تھوڑے زمانہ مین قید ہوا سلطان محمد شاہ نے اوسکے آنکھون مین سلائی پھیر واکر قید مین رکھا محمد شاہ کی حکومت اول مرتبہ دس برس ۷ مہینے اور دوسری بار ۱۲ برس ایک مہینے اور تیسری مرتبہ ۱۱ مہینے ۲۲ روز کل چونتیس برس ۷ مہینے رہی اور سلطان فتح شاہ کی حکومت اول دفعہ نو برس اور دوسرے دفعہ ۳ برس ایک مہینے کل بارہ برس ایکمہینے رہی اور دونو کی حکومت ملاکر ۴۶ برس ۷ مہینے رہی — پس ازان سلطان ابراہیم خان بن سلطان محمد شاہ وارث ہوا تھوڑے عرصہ مین ابدال پاکری جو وہان کے بزرگ امیرون مین تھا سلطان ابراہیم خان سے آزردہ ہوکر ہندوستان مین بابر شاہ کے پاس آکر ظاہر کیا کہ تسخیر کشمیر بہت آسانی سے ہوسکتی ہے آخر الامر بابر بادشاہ نے بموجب اوسکی درخواست کے کمک ساتھہ کردی وہ مدد لیکر جب کشمیر کے نزدیک آیا بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی شان و شوکت اسقدر ہے کہ سلطان ابراہیم لودہی ہندوستان کے بادشاہ کو مع سو ہزار سوار کے خاک مین ملادیا پس تیری کیا حقیقت ہے بہتر کہ اطاعت شاہی اختیار کر اوسنے کچھہ اس پند و نصیحت کو خیال نکیا لڑائی ہوئی اور سلطان کا معرکہ مین آتے ہی کام تمام ہوا ابدال پاکری نے فتح پاکر اوسکے بھائی نازک شاہ کو مسند حکومت پر بیٹھایا سلطان ابراہیم کی حکومت آٹھہ برس پانچ روز رہی سلطان نازک شاہ باتفاق ابدال پاکری کے حکومت کرنے لگا جب بابر شاہ نے اس جہان گذران سے رحلت فرمائی ہمایون بادشاہ نے تاج و تخت کی رونق بڑھائی کامران مرزا ہمایون کے بھائی نے پنجاب سے کشمیر پر چڑھائی کی اس لڑائی مین اکثر کشمیری زیر تیغ ہوئے اور کامران مرزا کے لشکریونے خوب ہی کشمیریون کے مال و اسباب لوٹے اور لوٹ گئے ۹۳۹ھ ہجری مین سلطان ابو سعید والی کاشغر نے اپنے لڑکے سکندر خان کو

بعد ازان اسکا بیٹا سلطان جمشید ۱ برس دو مہینے اور سلطان شہاب الدین عرف میرا شاناگ بن شمس الدین
اور سلطان قطب الدین عرف ہندال بن سلطان شمس الدین ۱۱ برس ۵ مہینے حکمران رہے بعد ازان س
بت شکن عرف شیر شکار بن قطب الدین ۸۰۰ھ ہجری مین فرمان روا ہوا بت توڑنے اور بتخانہ کے گرا
بڑا اشغل رکھتا تھا ایک مرتبہ مہادیو کے مندر کو جو کشمیر کے نزدیک تھا گرادیا اوسمین سے ایک تختہ نکلا ج
ہندی سے یہ لکھا ہوا تھا کہ ایک ہزار ایک برس کے بعد سکندر نامے اس بتخانہ کو گرادیگا جب بادشاہ
یہ مضمون سنا بڑا افسوس کرکے کہا کہ ہیہات اگر یہ تختہ دروازے پر نصب ہوتا ہرگز بتخانہ نگراتا اور مجھ
قول جھوٹا کرتا القصہ یہ شخص بڑا متعصب تھا اکثر برہمنون کو بتخانے ڈھاکر زبردستی سے مسلما
کردیا بت شکنی کے سبب اسکا نام سکندر بت شکن مشہور ہوا جسوقت صاحبقران امیر تیمور گورکان ہندو
مین آیا اسکے واسطے ایک ہاتھی بھیجا تھا اسنے اپنی عزت سمجھی اور اطاعت کی راہ سے نذرارسال کی ۲۲ برس
۳ مہینے کامران رہا بعد ازان سلطان علیشاہ عرف مزا خان بن سلطان سکندر بت شکن بعد باپ کے
مسند نشین ہوا اور اپنے بھائی شاہین خان کو مدار علیہ کرکے منصب وزارت پر سرفرازی بخشی چند دنون کے
بعد شاہین خان کو ولیعہد کرکے کشمیر مین چھوڑا اور خود اپنے سسر راجہ جمون پر لشکر لیکر چڑھا جب انہوں نے
بعض بعض کے ورغلانے سے نہایت پچھتایا کہ ناحق بھائی کو ولیعہد کیا پس لوٹ آیا اور راجہ راجوری کی
مدد سے کشمیر پر متصرف ہوا اور اوسکا بھائی شاہین خان کشمیر سے سیالکوٹ پہونچا اوسوقت مین جسرتھ کھو
صاحبقران کے خوف سے مفرور ہوکر پنجاب مین آیا تھا ایک مرتبہ جب کہ علیشاہ ٹھٹھہ فتح کرکے کشمیر لوٹا جاتا تھا
جسرتھ راہ روک کر لڑا اور اوسے قید کرکے مال واسباب بیشمار حاصل کیا تھا۔ الغرض شاہین خان سیالکوٹ
مین پہونچکر جسرتھ سے ملحق ہوگیا اور باتفاق علیشاہ پر چڑھائی کی علیشاہ بھی بڑا انبوہ ساتھ لیکر آمادۂ رزم
ہوا طرفین سے بڑا کشت وخون ہوا آخر کو علیشاہ نے شکست پائی اور روبفرار ہوا ۶ برس چند مہینے حکومت
کرکے گذرا سلطان زین العابدین عرف شاہین خان مظفر اور منصور ہوکر مسند آرا ہوا اپنے بھائی محمد خان
کو وزیر بنایا اس شخص نے اپنے عدل وانصاف سے سپاہ ورعیت کو دلشاد کیا اور اپنا خیرخواہ بنالیا برہمن لوگ
جو اوسکے باپ سکندر شاہ کے عہد مین بھاگ گئے تھے اسکے عمل مین نئے سر سے آکر آباد ہوئے بادشاہ نے برہمنون کو
حکم دیا کہ اپنے رسم ورواج کو بخوبی ادا کیا کرین اور جو برہمن لوگ کہ سکندر شاہ کی زبردستی سے مسلمان ہوئے
تھے اپنے مذہب مین رجوع ہوئے الغرض اڑتالیس برس کے بعد مرگ طبعی مین جہان سے گذرا بعدہ سلطان حیدر عرف
حاجی خان بن زین العابدین چار برس دو مہینے اور سلطان حسین بن سلطان حیدر دو برس چند مہینے حکمران
رہے جب سلطان محمد شاہ بن سلطان حسین باپ کے بعد مسند آرا ہوا بعد چندے بعضے امرانے زیر سرام

کشمیریون نے یہ خبر پاتے ہی حسین چک کو حاکم بنالیا اور زیادہ جنگ نہ ہوئی اسی عرصہ مین یعقوب اپنے باپ یوسف خان
سے علحدہ ہوکر کشمیر چلا گیا کشمیریون نے حسین چک کو چھوڑکر اسکے گرد ہجوم کیا اور اسکا خطاب
شاہ اسمعیل مقرر کرکے پہاڑون کے سر مضبوط کیے اور لشکر بادشاہی سے لڑنے کو صف آرا ہوئے
جب خبر اکبر کو پہونچی شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کے نام فرمان صادر فرمایا کہ اگرچہ یوسف خان نے
ملاقات کی مگر تسخیر کشمیر سے ہاتھہ نہ اوٹھانا آخرکار بہت لڑائیان ہوئین کشمیریون نے مغلوب ہوکر
ملاقات کی اور سکہ اکبری کا رواج ہوا زعفران اور ابریشم اور دیگر جانوران شکاری جو خاص
اوس ملک کے محصول الشاہین سرکار مین ضبط ہوئے

ذکر سلاطین کشمیر

شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونداس کی وساطت سے یوسف نے آستانہ بوسی حاصل کی اور ادراک ملازمت
کرکے مورد عنایت ہوا ناظرین اخبار پر پوشیدہ نرہے کہ سنہ ۷۱۵ ہجری مین ایک شخص ساہو نامی تھا جو اپنے
تئین کرشاسب بن نیکرور کی اولاد مین بتلاتا تھا یہ شخص راجہ سہدیو کا نوکر ہوا اور یہ راجہ خاندان پانڈوان
سے ارجن کے نسل مین تھا غرض کہ مدت تک ایسی خدمتین کین کہ راجہ کی نظر وثنین اوسکا اعتبار ہوا جب
راجہ سہدیو مرگیا اوسکا لڑکا راجہ دمین گدی نشین ہوا اسنے ساہو کے لڑکے شاہمیر کو وکیل سلطنت
اور مدارالمہام کیا اور اوسکے دونو لڑکون جمشید اور علی شیر کو پیشدستی کے کام مین مامور کیا اور شاہمیر کے
دو اور لڑکے تھے ایک اشتراک دوسرا ہندال یہ دونو بڑے دعوے کے شخص تھے جب شاہمیر اور اوسکے
لڑکون نے ہر طرح کا اعتبار پایا غلبہ کرکے سپاہ اور رعایا کو متفق کرلیا اور بدون کسی تقریب کے راجہ سے
رنجیدہ ہوئے راجہ نے ممانعت کردی کہ اب میرے مکان مین نہ آنے پاوین شاہمیر اور اوسکے لڑکون نے
تسلط کے زور سے تمام کشمیر کے پرگنہ اپنے قبضہ مین کرلیے اور اکثر راجہ کے نوکرون کو بھی متفق کرلیا اور روز بروز
انکی طاقت بڑھتی اور راجہ کی حشمت گھٹتی گئی سرانجام کار راجہ دمین سنہ ۷۴۲ ہجری مین فوت ہوا اوسکی
رانی کوٹا دیوی نے قایم مقام ہوکر چاہا کہ بالاستقلال حکومت کرے شاہمیر کو پیغام دیا کہ میرے لڑکے
چندر نام کو حاکم بنالے مگر شاہمیر نے قبول نکیا رانی نے اوسکی سرگردانی سے منغص ہوکر لشکرکشی کی خدا کی
مرضی تو یہ تھی کہ ہندؤن کے راج مین خلل ہو اور مسلمانون کے قدم آوین قضا کار رانی کوٹا دیوی نے
شکست پائی اور شاہمیر کے آدمیون کے ہاتھہ مین اسیر ہوئی اور بضرورت مسلمان ہوکر اوسکے عقد
مین آئی شاہمیر نے مظفر ہوکر اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا اور سلطان شمس الدین اسکا خطاب معروف ہوا
ابتدائے سنہ ۷۴۲ سے اس خطہ مین مسلمانی نے رنگ جمایا اسکی سلطنت تین برس چند مہینے رہی

چند دفعہ لڑائی ہوئی ہر دفعہ محمد زمان نے فتح پائی اور ایک مدت تک بدخشان مین حکومت کرتا رہا
عبداللہ خان نے بڑے بھاری لشکر کو بھیجا اور اوس لشکر نے محمد زمان کو دُور کرکے اپنا تصرف بد
مین کر لیا محمد زمان بدخشان سے نکلکر کابل پہونچا ظاہر مین چاہتا تھا کہ حضور مین جاوے مگر دل
فساد کی نیت تھی اوس وقت کابل کا صوبہ دار قاسم خان حضور شاہی مین تھا. محمد ہاشم
اوسکا لڑکا نیابت مین کارکن تھا اوسنے اسکا دلی منصوبہ دریافت کرکے خفیف سی لڑائی مین قید
اسی مابین مین قاسم خان کابل آگیا محمد زمان سے چاپلوسی بہت کرتا مگر نظر بند رکھنا چاہتا تھا کر
حضور کرے ناگاہ محمد زمان نے قابو پاکر قاسم خان کو مار ڈالا اور محمد ہاشم کے فکر مین ہوا اسنے قتل
سے باہر ہوکر اپنے آدمیون کو فراہم کیا اور باپ کے عوض مین محمد زمان کو قتل کیا اور جسقدر بدخشانی کابل
مین تھے ہر ایک کو آب شمشیر سے نہلاکر لال کیا اوس ولایت سے محمد زمانی فتنہ فانی ہوا - بدخشان مین عبدالمومن خان
ولد عبداللہ خان والی توران مستقل حاکم تھا جب بدخشان پر تسلط پایا شہنشاہ اکبر کی لڑکی کی درخواست مین ایلچی مع
خط کے روانہ کیا جب ایلچی دریاے بہٹ کے اوترنے مین مصروف تھا ناگاہ صدمۂ تموج سے ناو ڈوب گئی اور
وہ خط بھی اکبر تک نہ پہونچا عوام مین مشہور ہوا کہ اکبر کے اشارہ سے یہ حرکت ہوئی - کیا عجب کہ شاید ایسا ہی ہوا ہو
عبداللہ خان نے اس خبر سے ایک قطعہ خط معذرت کا مصحوب مولانا حسینی کے اکبر کی درگاہ مین روانہ
کیا اگرچہ مولانا مذکور حضور مین پہونچکر استسقا کے عارضہ مین مبتلا ہوکر مرگیا مگر خط کا جواب جیسا مناسب تھا
بھیجا گیا اور دوستی کی بنیاد مضبوط ہوئی -

ولایت کشمیر کا فتح ہونا

یہان کا حاکم یوسف خان ہمیشہ اظہار اطاعت کرتا اور ہر سال تحفجات عمدہ ارسال کرتا تھا تیس
سال جلوس مین اپنے لڑکے یعقوب کو مع پیشکش کے دربار مین بھیجا وہ چند دنون تک آستانۂ دولت پر
حاضر رہا آخر کسی وحشت کے سبب سے جو اوسکے دل مین تھی بلے حصول اجازت کشمیر چلا گیا جب بادشاہ
کو یہ ماجرا دریافت ہوا یوسف خان کے نام فرمان جاری ہوا کہ تیری اور ولایت توران کی خیریت اسی
مین ہے کہ خود یا اپنے لڑکے کو حاضر دربار کرے اوسنے زمیندارانہ عذرات پیش کیے لہذا تسخیر کشمیر کا عزم
مصمم ہوا - شاہرخ مرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلی خان محرم وغیرہ امرا نے اس خدمت پر
تقرری پائی اور راہ نمایون کے وسیلہ سے سخت و سست راستے قطع کرکے کشمیر کے نزدیک جا پہنچے
یوسف خان نے گھبرا کر قصد کیا کہ امراے بادشاہی کی ملاقات کرے مگر کشمیریون کے خوف سے
معذور تھا - لیکن دل کو تسلی نہوئی مورچہ دیکھنے کے بہانہ سے نکلکر امراے شاہی سے ملاقی ہوا

جب شاہرخ مرزا دادا سکا چو خاتم سلیمان بودی ؛ افسوس کہ از دست سلیمان رفتی ؛ ابراہیم مرزا کی قضا کی بعد
لڑکا بڑا ہوا - مرزا سلیمان کو شاہرخ مرزا اپنے پوتے سے ناچاقی ہوئی نوبت لڑائی کی پونہچی آخر الامر سلیمان مرزا
شکست کھاکر کابل پونہچا چندے محمد حکیم مرزا کے پاس جو اوسوقت زندہ تھا چلا گیا اور درگاہ اکبری مین التجا
لایا اوسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد اور سفر کا سامان حضور سے مرحمت ہوا اور فرمان بھی دلجوئی کے واسطے
صادر ہوا مرزا کابل سے روانہ ہوا جب دار السلطنت فتحپور کے پاس آپونہچا حکم ہوا کہ بڑے بڑے امیر استقبال کو
جاوین اور بموجب حکم فتحپور سے تین کوس تک فیلان کوہ نشان سونہلے روپہلے سلاسل اور دیبا اور
زربفت کی جھولون سے آراستہ کھڑے کیے اور دو دو ہاتھیون کے درمیان مین چیتون کے ارابہ
جنپر مخمل اور زربفت کی جھولین پڑین گنگا جمنی زنجیرون سے مرصع کاری کی نمود تھی ہاتھیون کے عقب مین
دو رویہ سوارون کی آن بان گھوڑون پر بڑے طیاری کے سازویراق صف باندھے کھڑے تھے اہتمام
کی وہ صورت تھی کہ کوئی حد سے باہر قدم نکالے شہر کے کوچے صاف پانی چھڑکا ہوا دوکانین آراستہ
بازار مین آئینہ بندی تھی خلقت چارو طرف سے تماشا دیکھنے کو دھائی پادشاہ خود بھی مع شاہزادون
کے بعزم ملاقات شہر سے برآمد ہوا جب نزدیک پونہچا اول سلیمان مرزا گھوڑے سے اوتر کر کورنش بجالایا
بعد ازان اکبر بھی گھوڑے سے اوترا مرزا کو بغل مین لیا اور مکان مین لاکر ضیافت اور مہمانداری لایق کی تسخیر
بدخشان مین اور کمک دینے کے وعدہ سے دل شاد فرمایا اور بعد چند روز بنگالہ کی صوبہ داری تجویز کی تھی مگر
مرزا نے قبول نکی اور مکہ کے ارادہ مین رخصت حاصل کی ستر ہزار روپیہ زادراہ ملا بعد زیارت مکہ کے
پھر اوسی راہ سے بدخشان آیا اور شاہرخ مرزا سے شکست پاکر عبد اللہ خان والی توران کے پاس
پناہ لے گیا اوس لالچی نے ان کے باہم کر نفاق دیکھکر اپنا بھلا چیتا اور اپنا لشکر بھیجکر بدخشان کو شاہرخ مرزا سے
فتح کرکے اپنے آدمیون کے سپرد کیا سلیمان مرزا اور شاہرخ دونو اپنا سا مونہ لیکر رہگئے محرومی کے
مارے کابل چلے آئے صرع دولت ہمہ ز اتفاق خیزد ؛ بیدولتی از نفاق خیزد ؛ اوسوقت
محمد حکیم مرزا زندہ تھا چند موضع تومان لمغان سے مرزا کی سیور غال مین مقرر کیے اور شاہرخ نے
کابل کا رہنا ناپسند کرکے درگاہ اکبری کی راہ لی اکبر نہایت عطوفت سے پیش آیا اور بعد چندے
سلیمان مرزا بھی راجہ مانسنگہ کے توسل سے اکبر کے حضور مین آیا اور تین برس کے بعد اقلیم جاودانی کا
مسافر ہوا اگرچہ سلیمان مرزا نے بروقت قیام کابل کے محمد حکیم مرزا کی مدد سے چند مرتبہ بدخشان کا
قصد کیا لیکن کچھہ حاصل نہوا چونتیسوئین سال جلوس مین محمد زمان نامے نے اپنے تئین شاہرخ مرزا
کا لڑکا ظاہر کیا اور بدخشان مین فساد اوٹھایا بابا عبد المومن ولد عبد اللہ خان والی توران سے

ی ہزار آدمی مارا گیا اور اوسی زد و کشت مین راجہ بیربر بلندی سے گر کر روانۂ خلد بر
علاوہ اسکے اکثر راجہ لوگ اور بندگان روشناس شاہی کام آئے - راجہ بیربر ہندی کی شا
تیز فہمی اور جولانی طبیعت اور مزاج دانی اور خوش بیانی اور سخن سنجی اور لطیفہ گوئی مین بے نظیر تھا ا
نادرات تقریرین ابتک خاص و عام مین مذکور ہین عالی ہمتی اسقدر تھی کہ ادنی بخشش اوسکی پانسو اور
تھی عمدہ مصاحب پادشاہی تھا سہ ہزاری منصب پر سرفراز تھا جسقدر اس شخص کو اکبر کے حضور مین
حاصل تھا کسیکو میسر نہ تھا - اوسکے مرجانے سے اکبر کی محفل عیش منغص ہو گئی - اور بادشاہ کے دل م
یہ سانحہ نہایت گران گذرا بمجرد خبر پہونچنے کے بے اختیار آنکھین بھر آئین آہ دردناک بلند آواز سے بھری دو را
تک ضروریات کی طرف توجہ نہ کی اور فرمایا کہ ابتداے جلوس سے اسوقت تک کہ تیسوان سال ہے کبھی ایسا رنج
نہین ہوا تیسرے روز شاہزادہ سلطان مراد اور راجہ توڈرمل وغیرہ بہادرون کو اوس گروہ بدکیش کی سزا پر
مقرر فرمایا چونکہ یہ خدمت لائق شاہزادہ رفیع الشان کی نہ تھی دوسری منزل سے شاہزادہ نے بموجب حکم کے معاودت کی
اور راجہ توڈرمل اوس جماعت کی تخریب پر مامور ہوا راجہ مانسنگہ پٹھانون کی سرکوبی کرتا ہوا درۂ خیبر تک پہونچا تھا
وہان پر جا کر رفیق ہوا اور زین خان اور حکیم ابو الفتح حضور مین آئے چندروز تک مورد عتاب رہے سلام کی اجازت
نہ ہوئی آخر کار شاہزادہ کی شفاعت سے عفو تقصیر ہو کر باریاب ہوئے ہر چند حسب الحکم راجہ بیربر کی لاش تلاش
کی پتا نملا چونکہ بادشاہ نہایت دوست رکھتا تھا بہت متاسف ہوا اسی درمیان مین میر قریش ایلچی عبد اللہ خان
پادشاہ توران کا حاضر ہوا چونکہ اکبر کا دل راجہ بیربر کے واقعہ سے مکدر تھا دو تین روز تک باریاب نہوا بعد چندے
مشرف ہو کر عبد اللہ خان کا نامہ نظر انور سے گذرانا اور انعام لائق سے سرفراز ہو کر لوٹنے کی اجازت پائی -
حکیم ابو الفتح کا بھائی حکیم ہمام کو سفیری مین اور خواجہ محمد کو تحفہ ادرہایا کی تحویلداری مین اور میر صدر جہان
کو اسکندر خان ولد عبد اللہ خان کی تعزیت کو میر قریش کے ہمراہ کر دیا بعد انتظام کرنے اور سرکوبی بدمعاشون
کے دریاے سندھ سے ہندوستان کی معاودت فرمائی اور راجہ توڈرمل کو حضور مین طلب فرما کر راجہ مانسنگہ کو کابل مین مقرر
فرمایا اور پٹھانون کی مہم مسائح کو یوسف زئی اسمعیل قلیجان کی تقرری عمل مین آئی اور اوسنے قرار واقعی اوس گروہ ناعاقبت اندیش کی پامالی کی

مرزا سلیمان والی بدخشان کا حضور مین آنا اور بدخشان مین تفرقہ ہونا

اسکا سلسلہ امیر تیمور گورگان سے ملتا ہے حکومت بدخشان کی بالاستقلال اسے حاصل تھی بارہا بدخشان سے کابل پر لشکر کشی
کی لیکن ہر مرتبہ شکست کھا کر لوٹ گیا اسکا لڑکا ابراہیم مرزا شجاعت اور دلاوری اور فراست اور دانشوری مین
یکتا تھا قضاے الٰہی سے گذر گیا چونکہ سلیمان مرزا اسکو بہت پیار کرتا تھا نہایت رنج ہوا اور اوسکے غم مین جان کھو ہوا
رباعی کسقدر مناسب حال ہے رباعی اے لعل بدخشان زبدخشان رفتی در سایۂ خورشید درخشان رفتی ؎ در دہر

...راول پنڈی مین پہونچا راجہ مانسنگہ جو کہ پیشتر کابل چلا گیا تھا کیقباد مرزا جو گیارہ سال کا تھا۔ اور افراسیاب مرزا جو چار برس کا تھا محمد حکیم مرزا کے لڑکون کو ہمراہ لیکر حضور مین آیا۔ بادشاہ نے بدرجہ کمال لطف و مدارا فرمایا اور پرورش کی نظر سے مورد عنایات کیا امرائے کابل نے بھی بساط بوسی حاصل کی راجہ مانسنگہ کابل کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا

راجہ بیربر کا مارا جانا

جسوقت دریائے سندھ کے مقام پر قیام ہوا زین خان کوکہ مع لشکر گران کے الوس یوسف زئی کے سرکوبی اور تسخیر ولایت بجور پر مامور ہوا اور شیخ فرید بخاری بخشی نے پٹھانون کی سرزنش کو جو جنگل مین تھے رخصت پائی اور شیخ مذکور اونکی تادیب و تخریب کرکے واپس آیا اور زین خان پٹھانون کی سرزنش کو پہاڑون مین جا گھسا لوگون نے عرض کیا کہ جب تک کسیقدر اور فوج زین خان کی مدد کو مقرر ہوگی پٹھانون کی بیخ کنی مشکل ہے ــ راجہ بیربر اور شیخ ابو الفضل نے اس خدمت کی درخواست کی اکبر نے دونون کے نام قرعہ پھینکا تھا راجہ بیربر کے نام قرعہ پڑا لہذا راجہ مذکور اور حکیم ابو الفتح نے زین خان کی مدد پر رخصت پائی آخر زین خان راجہ کے استصواب پر بجور کی تسخیر کو روانہ ہوا وہان کے سردارون نے زیر اطاعت ہوکر رعایا گری اختیار کی بعد و سواد پر لشکر کشی کی پٹھان لوگ پہاڑ پر اٹھتے ہوکر تیر اور پتھر برسانے لگے زین خان نے زور شمشیر سے عبور کرکے قلعہ بنایا اور اونکے جڑ کاٹنے مین مصروف ہوا اسی عرصہ مین راجہ بیربر اور زین خان کے نااتفاقی ہوئی منازعت کی گفتگو ہونے لگی ہرچند زین خان نے چاہا کہ کسیقدر فوج قلعہ مین چھوڑکر پیشتر کو روانہ ہو مگر راجہ راضی نہوا اسپر قرار پایا کہ جس راہ سے آئے مین اوسی طرف سے معاودت کیجاوے آخر بالضرور معاودت ہوئی راجہ پیشتر سے چلدیا اور جس جگہ کہ قیام گاہ کا وعدہ ہو چکا تھا وہان ٹھہرا پیشتر کو راہی ہوا جن لوگون نے اول پہونچکر خیمہ استادہ کیے تھے لاچار خیمہ اوکھاڑنے اور لادنے مین مصروف ہوئے زین خان نے پیچھے سے آکر یہ ماجرا دیکھا لاچار خود بھی آگے کو روانہ ہوا پٹھانون نے لشکر کی ابتری دیکھی چارو طرف سے ہجوم کرکے ہر طرف شور و شورش اوٹھی راہ تنگ اسقدر تھی کہ دو سوار برابر نہین جاسکتے تھے ہاتھی گھوڑے آدمی تلے اوپر گرتے تھے گھبراہٹ تو تھی ہی کسیکو کسیکی خبر نہ تھی قیامت کے آثار پدیدار تھے پٹھان ہر طرف سے گرم پیکار تھے مخالفون کا غلبہ دیکھکر زین خان کی جرأت نے یہ حوصلہ کیا کہ مردانہ جان دیجیے آج رستمانہ کام کیجیے مگر خیرخواہون نے باگ موڑی اور اوس آشوبگاہ سے صاف بچا لیگئے اوس تنگ راستے مین چند ہاتھی گھوڑے اونٹ آدمی کی لاشین پشتے ہوگئے تھے گھوڑے کا نکلنا مشکل تھا لاچار زین خان پیادہ ہوا اور بگ دنڈی کا راستہ لیا بہزار مشکل منزل پر جا پہونچا ــ پٹھانون نے اکثر فوج کو قید کر لیا اور اسقدر دولت و مال لوٹا جسکے اوٹھانے سے کندھے کٹے جاتے تھے ــ

رنے کے دس روز بعد اوسکی نے تقصیری معلوم ہوئی اور ایک گونہ باعث تاسف خاطر ہوا۔
لق الله نے اوسکی سخت گیری سے نجات پاکر خورسندی کی ابیات بناشی بکار جہان سخت گیر
ت گیری بود سخت میر ٭ تا سان گذاری دمی میگذار ٭ کہ آسان زید مرد آسان گذار القصہ
لی کرتے ہوئے دریاے سندھ کے کنارے نزول ہوا جس مقام پر کہ دریاے سندھ اور نیلاب دریا کے
ہم ملے ہین تعمیر قلعہ کا حکم ہوا اور دریا کنارے ایک پہاڑی کے اوپر قلعہ کی بنیاد ڈالی برج اور حصار
بنائے گئے خارا تراشان چابکدست نے چھبیسوین [26] سال جلوس مین اس عمارت کو شروع کرکے شمس الدین
کے اہتمام سے دو سال مین انجام کو پہونچایا اور اٹک بنارس نام رکھا گیا۔ اسکی خندق دریاے
اور اوسکی دروازی دشمنون پر بند ہین گویا برزخ ہی ہند اور خراسان کے درمیان مین اور اوسی قلعہ کے
تہرلی کا گھاٹ ہی بدون اوس قلعہ مین پہونچنے کے عبور مشکل ہی جب اسکی بنیاد پڑ گئی آگے کو روانہ ہوا
مقام سے ایک فرمان نصیحت عنوان مرزا محمد حکیم کے نام اس مضمون سے صادر فرمایا کہ جس ہندوستان
ت مین کئے ایک صاحب کہ تھے وہ اولیاے دولت کے قبضہ مین آگیا اور زمانہ کے سرکشون نے
اہ مین سر جھکایا اس خاندان کے امرا اگلے بادشاہون کی جگہ پر حکومت کرتے ہین۔ افسوس ہی کہ آپ
دولت سے کیون نہ نصیب ہوئے اگرچہ گذشتہ بزرگون نے چھوٹے بھائی کو فرزند کی جگہ پر
ہی مگر حق تو یہ ہی کہ لڑکون کا وجود تو ممکن ہی مگر بھائی کا ملنا دشوار پس سزاوار عقل یہ ہی کہ خواب غفلت
دار ہوکر اپنی ملاقات سے مسرور کرو اور اس سے زیادہ اید دولت کو اپنی دولت دیدار سے محروم نہ رکھو
مرزا نے خوشامدیون اور خانہ برانداز ون کے اغوا سے کچھ نہ سنا اور ارادہ کیا کہ خیبر سے کابل تک راستہ
ے فراز مضبوط کرکے آمادہ پیکار رہو۔ یا کہ بنگش کے راستے سے ہندوستان مین جاکر فساد برپا
سی اندیشہ باطل کا خیالی پلاو پکا رہا تھا کہ شاہزادہ سلطان مراد منقلا کے طور سے کابل مین
یا اور مرزا سے لڑا مرزا نے شکست کھائی غوربند کو چلا یہ ارادہ کیا کہ والی توران کے پاس پہونچکر
ب کرے اس حال مین اکبر بھی کابل مین آگیا اور باغ شہر آرا اور قلعہ کی سیر کرکے خوش ہوا اور
رچہ محمد حکیم مرزا نے اسقدر تقصیرات کین پھر بھی عنایت فرماکر کابل مرزا کو مرحمت فرمایا۔
ہندوستان کو لوٹا مرزا کابل مین آکر حاکم ہوا چونکہ دایم الخمر تھا شراب نوشی کی افراط سے
سخت بیماریون مین مبتلا ہوکر خمکدہ فنا کو سدھارا اوسکے لڑکون کا ارادہ ہوا کہ عبد اللہ خان
والی توران کے پاس جاوین اکبر نے پاس صلہ ارحام کرکے فرمان دلجوئی تحریر کیا اور راجہ مانسنگہ کو
ے اداے رسم تعزیت اور تسلی پس ماندگان کے روانہ کیا اور خود بھی کابل کا عازم ہوا جب

دریاے سندھ کے کنارے تک تاست پہچا کیا جسوقت کنور مانسنگہ کی جرأت اور تہور کی حقیقت
دربار شاہی مین ظاہر ہوئی ۔ یکبارگی پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوا ۔ ان دنون مین جب میرزانے
شورش بنگالہ کی خبر پائی یہ سنا کہ وہان کے امرا میرے نام کا خطبہ و سکہ پڑہا چاہتے
تھے دون کی لینے لگا اور لشکر آراستہ کرکے کابل ہوتے ہوئے پنجاب آکر فتنہ و
فساد برپا کیا اوسی سرزمین کے سردارون کی آزار رسانی مین دست درازی
کی ۔ اکبر نے الہ آباد سے بدین ارادہ کوچ کیا کہ اس مرتبہ کابل پہونچکر
مرزا کی اسطرح گوشمالی کرے کہ اچھی طرح پر اوسکا سر جھک جاے
پس ایک فوج منقلا کی طور پر پیشتر روانہ کی مرزا نے فوج منقلا کے طنطنہ سے اپنا
رہنا محال جانکر گھبرا کر پنجاب سے کابل کی راہ لی اور لشکر بادشاہی جو اوسکے
تعاقب مین دوڑا تھا شادمان خان نامے مخالف کی سرداری سے جنگ آزما ہوا
اور شادمان خان شکست کھاکر بھاگا اوسکے لشکر کا مال و اسباب اکبری فوج کے سپاہیون کے
ہاتھہ لگا اور چند نوشتہ مرزا کے منشی کے ہاتھہ کے لکھے ہوے شادمان کے پرتل سے سردار فوج اکبری کے
ہاتھہ آئے اون خطوط کو بجنسہ روانہ حضور کیا اونمین سے ایک نوشتہ خواجہ شاہ منصور وزیر کے نام تھا جو کہ دغا سے
لکھا گیا تھا اکبر نے فراخ حوصلگی و نیکذاتی سے کچھہ نکہا اور دلمین سمجھا کہ ایسے وقت مین مخالف لوگ معتمدون کی
ساقط الاعتباری کے واسطے ایسی حرکات کیا کرتے ہین ۔ دوبارہ عرض ہوا کہ جو لوگ شاہ منصور کیطرف سے
پرگنہ فیروزپور کی جاگیر مین رہتے ہین اونکا ارادہ ہی کہ محمد حکیم مرزا سے متفق ہون جب یہ بات خواجہ سے
استفسار ہوئی اوسنے انکار کیا اوسوقت ضمانت طلب ہوئی اوسنے عذر کیا تب تو جو شک تھے
یقین ہوگئے کہ فی الواقع خواجہ کی نیت ڈانوان ڈول ہی لہذا بموجب صلاح کے متصل کوٹ اور کچھوبہہ کے
جو شاہ آباد اور انبالہ کے درمیان مین ہی خواجہ کی گردن ماری گئی خواجہ شاہ منصور شیراز کے امراسے ہی
خوشبوی خانہ کے عہدہ پر سرفراز تھا اور اکبر بمقتضاے آدم شناسی کے اوسکی قابلیت پر نظر فرماکر بہت دوست
رکھتا تھا اور مظفر خان دیوان اعلی اوسکی کاردانی اور عقلمندی کا حسد کہایا کرتا اسی سبب سے ترک نوکری
کرکے منعم خان خانخانان کے پاس جاکر نوکر ہوا ایکمرتبہ منعم خان نے بنگالہ کے عرض مطالب کو دربار مین بھیجا تھا
اوسکی تقریر متانت سے بادشاہ کے دلمین اور زیادہ تر اوسکی کاردانی کا نقش ہوا جب منعم خان مر گیا حضور مین
بلاکر وزارت کے عہدے پر سرفراز فرمایا تھوڑی ہی مدت مین اس مرتبہ کو پہونچا چونکہ اہل معاملہ کو نہایت دق کرتا تھا
اس سبب سے چند روز مقید بھی ہوگیا تھا اور پھر اوسی مرتبہ پر فائز ہوا اونمین تقدیر کی برخلافی سے یہ گت ہوئی

باتحاد دست بردار ہوکر برطرف ہوئے معصوم خان مع دیگر باغیون کے بہار کیطرف چلا افواج قاہرہ نے بہار مین ہوچکا
باغیون کے نابود کرنے مین کمر باندھی اسی اثنا مین معصوم خان فرنخودی اور ثابت خان عرف بہادر سے جو اودہ
اور جونپور کے اطراف مین سرکشی کر رہے تھے شہباز خان نے شکست پاکر فرار اختیار کیا کرناخدا کا اسوقت یہ افواہ
اوڑی کہ معصوم خان فرنخودی معرکہ مین مارا گیا اور اوسکا لشکر اس افواہ سے پریشان ہوا شہباز خان کو اس خبر سے
حواس جمع ہوئے لشکر اکٹھا کرکے اودہ مین آیا معصوم خان فرنخودی سے لڑکر غالب ہوا اور ویسی شکست کے بعد
اسطرح کی فتح نصیب ہوئی ایسی رفع شورش کی اور معصوم خان شکست پاکر سو آدمیون کے ساتھ نکل بھاگا-
اور چند روز کے بعد شاہزادہ کی سفارش سے معصوم خان کی تقصیر معاف ہوئی اور جاگیر بھی پائی - راجہ ٹوڈرمل
وہانکے بند وبست سے فراغت پاکر حضور مین آیا اور مورد عنایات ہوا اور بعد چندے اعظم خان بھی بنگالہ سے دربار شاہی مین
حاضر ہوا صرف تنہا شہباز خان معصوم خان کابلی وغیرہ باغیون کی مدافعت مین مصروف رہا جب حضور مین خبر آئی
کہ مخالفون نے چند مرتبہ یورش کرکے شہباز خان کو مغلوب کیا اور ہنوز رفع شورش نہین ہوئی بلکہ روز افزون ہے
لہذا خود بدولت بارش قصبہ کیطرف شکار کنان عازم ہوا اسی سفر مین راجہ بیربل نے جشن عالی کا سامان کیا-
اور بادشاہ کی دعوت کی اکبر وہان مجلس مین آکر عزت افزا ہوا اور راجہ ٹوڈرمل وزیر کے بھی خیمہ گاہ مین تشریف
لاکر سرفراز فرمایا جسوقت اوس مقام پر پہونچا کہ جہان دریاے گنگ وجمن باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہنود کے
اعتقاد مین وہ پاک مقام شمار ہوتا ہی کہ دونو دریا کے الحاق کی جگہ پر قلعہ بنایا جاوے اور وہین پر ایک شہر الہ آباد
نام تعمیر ہوا اور ایک دیوار مستحکم طولاً ایک کوس اور عرض مین چالیس گز اور بلندی مین ۱۲ گز مقرر ہوئی یہ عمارت جلوس
کے اٹھائیسوین سال تعمیر ہوئی اسی مکان مین لوگون نے عرض کیا کہ شہباز خان نے حضور کی آمد کی تقویت سے
مخالفون پر فتح حاصل کی معصوم خان کابلی اور بہادر وغیرہ مفسد ملک پادشاہی سے خارج ہوئے لہذا بادشاہ نے
معاودت فرمائی اور محمد حکیم مرزا کے فساد دفع کرنے کو پنجاب کا قصد کیا

محمد حکیم مرزا اکبر کے چچازاد بھائی کا بغاوت کرنا

یہ شخص کابل مین باغی ہوا بارہا سند پار کر اہل پنجاب کو ضرر پہونچاتا تھا ہر چند لشکر شاہی سے شکست کھاتا مگر
کابل کا پیچھا نچھوڑتا ضرور اوٹھہ دوڑتا اور موہنہ کی کھاکر اولٹے پانون لوٹ جاتا ایک مرتبہ لاہور آیا ۲۲ روز
ایک قلعہ کو گھیرے رہا راجہ بھگونت داس صوبہ دار لاہور قلعہ کو بچاے رہا اوسکا لڑکا کنور مانسنگہ سیالکوٹ کا
فوجدار تھا اوسنے پہاڑیون کا جماوڑا کرکے ناگہان مرزا پر دوڑ لایا مرزا مغلوب ہوکر بیدست و پا قلعہ کے محاصرہ سے
اوٹھکر اپنی راہ لگا جلال پور معہ حافظ آباد کے راستے سے دریاے چناب کے پار ہوکر بہیرہ مین پہونچا اور اوس
شہر کو لوٹ کر ویران کردیا پھر کمیپ کے راستے دریاے سندھ عبور کرکے کابل چلا گیا اور کنور مانسنگہ نے

ولایت بنگالہ بادشاہان دہلی کے قبضہ سے باہر رہی القصہ راجہ ٹوڈرمل یہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے حضور مین آیا راجہ کے آنے پر تھوڑے دنون کے بعد خانجہان ملک بقاکو سدھارا مظفرخان دیوان اعلی وہان کی صوبہ داری پر رخصت ہوا یہ شخص وہی ہی جو خواجہ مظفر کے نام سے مشہور تھا ابتدا مین بیرام خان کا نوکر تھا جب بیرام خان کا تفرقہ ہوا پرگنہ پرسرور تابع پنجاب کا کروری ہوا جب اسکی قابلیت اکبر کو دریافت ہوئی حضور مین بلاکر دیوان بیوتات کیا اور وہ اپنی کاردانی سے بہت جلد دیوان اعلی ہوگیا الغرض بنگالہ مین پہونچکے وہانکا بندوبست کیا چند عرصہ کے بعد معصوم خان کابلی بہار کے جاگیردار نے داغ اسپ کے مقدمہ مین جو انہون مقرر ہوا تھا عدول کیا اور سینہ زوری سے دیوان اور بخشی سرکار کے روبرو بھلا برا کہکر سوار ہوگیا اور دونو کے گھر لوٹکر مارڈالا بغاوت اختیار کی اسیطرح بعض چھوٹے چھوٹے جاگیردارون نے بسبب اسکے کہ جاگیر کے اضافے واپس دینے پڑے روگردان اور باغی ہوئے اور باہم مخالفون سے متفق ہوگئے اور معصوم خان کابلی سے ہمداستان ہوکر جہاد کرنے لگے اور بعض امرا بھی مظفرخان سے آزردہ ہوکر دشمنون مین مل گئے اور مرزا شرف الدین حسین اکبر بادشاہ کا نزنہ جو بادشاہ سے مخالف تھا مکہ معظمہ کو جاتا تھا اس شورش کی خبر پاکر بیت الحرام کا جانا بھول گیا اور حرامیون سے ملحق ہوا باغیون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے محصورون کو خان بلب کردیا اور مظفرخان کو پیغام دیا کہ یا تو آنکر ملازمت کرے ورنہ مکہ کو چلا جاے مظفرخان نے مکہ کی نیت ظاہر کی جب مخالفون نے دیکھا کہ وہ ڈر گیا دوبارہ پیغام دیا کہ اپنے مال سے تیسرے حصہ کو لے باقی اسی جگہ پر چھوڑے مظفرخان نے پوشیدہ آٹھہ ہزار اشرفی معصوم خان کے پاس بدین آرزو بھیجی کہ اوسکے ننگ و ناموس مین رخنہ اندازیان نکرے دشمنون پر اس حرکت سے اسکی بزدلی کا پردہ کھل گیا جی کھولکر قلعہ کے محاصرہ مین سرگرم ہوئے آخر قلعہ ٹانڈہ مفتوح ہوا اور مظفرخان کو پکڑکر مارڈالا اور اوسکے مال و متاع پر ہر ایک مخالف نے قبضہ کرلیا اور تمام ملک پر قبضہ پاکر ہر ایک نے اپنے واسطے خطاب اور منصب تجویز کرکے ایک محفل ترتیب دی چاہا کہ خطبہ سکہ محمد حکیم مرزا اکبر کے چچا اور بھائی کے نام کہ کابل مین تھا رائج کرین دفعتًا اوسوقت باد و باران بڑے زور شور سے نمودار ہوا عیش و انبساط کی بساط اولٹ گئی سارا منصوبہ نقش بر آب ہوا اسیطرح بہار مین بہادر نامے ولد سعید بدخشی نے بغاوت کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کیا جب یہ حال حضور مین ظاہر ہوا راجہ ٹوڈرمل کو مع دیگر امرا کے روانگی کا حکم ہوا اور راجہ فورًا روانہ ہوکر مونگیر پہونچا اور وہین پر ایک گڈھی طیار کرکے مقیم ہوا اور حقیقت حال حضور مین لکھی خان اعظم کوکلتاش مع لشکر گران کے روانہ ہوا اوسکے تعاقب کے بعد شہباز کو بھی اجازت ملی خان اعظم اور شہباز خان کی آمد آمد سے مخالفون کے جماؤ مین پریشانی ہوئی اور حصار گلین کے محاصرہ سے جو ٹوڈرمل نے

اور چند مہینے حاکم رہا سلطان السلاطین بن غیاث الدین ۱۱ برس اور سلطان شمس الدین بن سلطان السلاطین
پانچ برس مسندنشین رہے جب شمس الدین نے لاولد رحلت کی راجہ کانس جو وہان کے زمینداروں مین تھا
چیرہ دستی کرکے مسندنشین ہوا پانچ برس چند مہینے دل کا ولولہ نکالا سلطان جلال الدین بن راجہ کانس حکومت
کے واسطے اپنا مذہب ترک کرکے مسلمان ہوا اونیس برس چند مہینے سکہ وخطبہ جاری رہا سلطان احمد شاہ
بن سلطان جلال الدین ۱۶ برس اور سلطان ناصر الدین بن سلطان احمد شاہ ۷ روز اور سلطان ناصر شاہ
جو سلطان شمس الدین کے احفاد مین تھا دو برس رہا اور سلطان باربک شاہ عرف ناصر اوسکا غلام تھا قابو
پاکر سلطان ناصر کو قتل کیا اور خود مسند حکومت پر جا بیٹھا مگر اون لوگون نے متفق ہوکر اسے بھی ذبح کیا۔
اونیس برس تخت آرا رہا۔ پہر یوسف شاہ باربک شاہ کا بھتیجا آٹھہ برس کو حاکم بنا سلطان سکندر چند روز
مین امرا کے اتفاق سے معزول ہوا فتح شاہ ۹ برس اور چند مہینے حکمران رہا آخر باربک شاہ کو خواجہ سرا نے قتل کیا
خود مالک بنا اس خواجہ سرا نے خواجہ سراؤن کا خوب جماو کیا جو جہان تھے وہان سے اپنے دربار مین بلائے
دو مہینے پندرہ روز کی حکومت مین خویش پروری کرگیا فیروز شاہ تین برس چند مہینے اور محمود شاہ اسکا
لڑکا ایک برس چند روز رہا آخرکار حبشی خواجہ سرا نے محمود شاہ کا فیصلہ کرکے خود تخت چھین لیا ایک برس
پانچ مہینے فرمان روا رہا بعد ازان سلطان علاء الدین نے جو مظفر شاہ کے نوکرون مین تھا قابو پاکر آقا کشی کی
اور بیس برس فرمان روائی کی پھر اسکا لڑکا نصیب شاہ چودہ برس حکومت کرتا رہا۔ جسوقت ظہیر الدین
محمد بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا سلطان محمود سلطان ابراہیم لودی کا بھائی نصیب شاہ کے
پاس پناہ گیر ہوا مدت کے بعد شیر شاہ نے غالب ہوکر بنگالہ کو نصیب شاہ کے قبضہ سے باہر کیا ہمایون بادشاہ
کے امرا مین ایک شخص جہانگیر قلی خان تھا بادشاہ نے اوس ولایت کو شیر شاہ کے قبضہ سے نکالکر اسکے
حوالہ کیا شیر شاہ نے ہمایون پر فتح پاکر جہانگیر قلیخان کو قول دیکر اپنے پاس بلایا اور عہد شکنی کرکے مار ڈالا اور
محمد خان ملقب بہادر خان نے جو شیر شاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین سے تھا بنگالہ کی حکومت پائی جب خضر خان
کی آویزش مین مرگیا اوسکا لڑکا خضر خان بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا اسکی لڑائی مین خضر خان مارا گیا
خضر خان کے بعد تاج خان حاکم ہوا بعد ازان اوسکے چھوٹے بھائی سلیمان کلیانی نے جو اسلام شاہ کے
امرائے مشہورہ مین تھا باستقلال حکومت کی اگرچہ سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری نکیا مگر اعلیحضرت کا
خطاب اپنے واسطے مقرر کیا تھا اسکے بعد بایزید اسکا لڑکا جانشین ہوکر تیرہ روز حاکم رہا بعدہ داؤد دوسرا
لڑکا سلیمان کا دو برس حاکم رہا ۹۸۳ھ ہجری مین خانجہان اور راجہ ٹوڈرمل نے داؤد کو قتل کیا اور بنگالہ
ممالک محروسہ اکبری مین داخل ہوا ابتدائے ۷۴۳ھ ہجری سے نہایت سنہ مذکورہ تک دو سو چالیس برس

اور خود بدولت اسپ سوار دریائے پن پن سے گذر کر تیس کوس تک پاشنہ کوب ہوا اس دوڑ دھوپ مین
حسین خان ولد سلطان محمد عدلی گرفتار ہو کر قتل ہوا اور اکثر مخالف اسیر ہو کر قید ہستی سے آزاد ہوئے
اکثر جان بچا کر بھاگ نکلے ٥ مخالف گریزان براہ گریز ٭ سپہ در عقب رانده با تیغ تیز ٭
جسوقت پٹھانون نے شکست فاش پائی لشکر بادشاہ کو لوٹ کا مال اسقدر ملا کہ بے نیاز ہو گیا وہان سے
منعم خان خانخانان کو داؤد کے استیصال اور تسخیر بنگالہ پر مقرر کر کے خود پٹنہ کو معاودت فرما ہوا۔ راجہ ٹوڈر مل
نے اس مہم مین اچھے اچھے کارنمایان کیے تھے نقارہ اور علم عنایت کیا اور منعم خان کی رفاقت مین بھیجا گیا
بادشاہ نے اوس ملک کا انتظام کر کے اجمیر کے راستے سے خواجہ معین الدین کی زیارت کرتے ہوئے دار السلطنة
فتحپور مین رونق افروز ہو کر حکم دیا کہ اجمیر سے فتحپور تک پختہ کنوین اور اونچے اونچے منارے تعمیر ہون تھوڑے
عرصہ مین اس حکم کی تعمیل ہو گئی القصہ منعم خان بنگالہ مین پہونچا اور داؤد سے لڑائی کر کے زخمی ہوا
اکثر امرا نے خوب جانفشانیان کین آخر کو داؤد مغلوب ہوا اور بادشاہی فرمان بری قبول کر کے اپنے لڑکے کے
ہمراہ لایق پیشکش مع ہاتھیون کے روانہ حضور کیا راجہ ٹوڈر مل بنگالہ کی مہم سے دلجمع ہو کر حضور مین آیا۔
اور دیوانی کے منصب پر سرفراز ہوا۔ تھوڑے دنون مین جب منعم خان خانخانان مرگ طبعی مین فوت ہوا۔
داؤد نے قابو پا کر عہد شکنی کی اور سر بشورش اوٹھایا لہذا خانخانان اور دوبارہ ٹوڈر مل کی تعیناتی ہوئی۔
انھون نے بنگالہ پہونچکر سرکوبی کی اور چند لڑائیان کر کے فتحیاب ہوئے اس مرتبہ داؤد کو قید کر کے زندان ہستی
سے رہائی دی اور اوسکا سر درگاہ اکبری مین آیا مورد عنایات ہوئے اوسوقت سے بنگالہ مین فتنہ و شر کی
گرم بازاری سرد ہوئی پوشیدہ نرہے کہ سلطان ایبک کے ایک امیر کبیر ملک محمد بختیار کے وقت سے بنگالہ مین
اسلام کا ظہور ہوا اور اوسی وقت سے یہ ولایت دہلی کے زیر حکومت ہوئی ۷۴۱ ہجری مین سلطان محمد شاہ
فخر الدین جونا ابن سلطان غیاث الدین تغلق کی طرف سے قدرخان حاکم تھا جسے اوسکے سلاحدار فخر الدین نے
کسی قابو پانے سے مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اور سلطان فخر الدین کے خطاب سے بارہ برس حکمران
رہا بعد ازان سلطان علاء الدین عرف ملک علی جو قدرخان کے لشکر کا بخشی تھا سلطان فخر الدین سے
لڑ کر غالب ہوا اور فخر الدین کو قتل کر کے ہم برس چند مہینے حاکم رہا بعد سلطان شمس الدین عرف حاجی الیاس
نے جو سلطان علاء الدین کا نوکر تھا لشکر کا سردار ہوا لکھنوتی مین آکر کل سپاہ کو حسن تدبیر سے باخود متفق کر لیا اور
راستے سے معاون ہو کر اپنے آقا علاء الدین کو لڑ بھڑ کر مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اوسوقت دہلی کا تخت
سلطان فیروز شاہ کے قبضہ مین تھا اسی بادشاہ نے دو کر بنگالہ پر لشکر کشی کی مگر مدعا بر آری نہوئی ۔ ۱۶ برس
حکومت رہی سلطان سکندر بن شمس الدین ۲۲ برس اور سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر ۱۵ برس

یس اوسکی چھاتی چاک ہوا اسلیے میں فرزند کا داغ ہوفرد میرے شوہر کا شش ہی آخر بموجب حکم جب اوسکی چھاتی چاک کی ایک زخم تیر کے زخم کے مانند اوسکے جگر پر نمودار ہوا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اسنے حلم دیا کہ درحقیقت یہ تیرا شوہر ہر چلنا اور نہ چلنا تیرے اختیار میں ہر پس وہ عورت مرد صفت اپنے شوہر کے بیجان کے ساتھہ پروانہ وار جل کر خاکستر ہو گئی —

ولایت پٹنہ اور بنگالہ کا بیان

اوسوقت میں سلیمان کرانی جو شیرشاہ اور سلیم شاہ کے امرا میں تھا اوس ولایت پر متصرف تھا اور ایک مدت تک متسلط رہا جب منعم خان خانخانان اوس ملک کی حکومت پر معین ہوا چند بار سلیمان مذکور سے لڑائیان ہوئیں آخر کو سلیمان نے عاجز ہوکر بادشاہی اطاعت قبول کی اور خانخانان سے ملاقات کی اور اپنی تمام عمر تک اطاعت بادشاہی سے منحرف نہوا جب وہ مرگیا اوسکا بڑا لڑکا بایزید جانشین ہوا اور تھوڑے دنون میں بار خدمت کو سدھارا اسکے بعد دوسرا لڑکا سلیمان کا داؤد حاکم ہوا اسنے استقلال کا دعوی کرکے بغاوت کی بادشاہ کا دوسرا بنا منعم خان لڑنے کو آمادہ ہوا اور قلعہ پٹنہ کو گھیر لیا اور اکبر کو عرضی کی کہ حضور بھی تکلیف کرین بادشاہ عین برسات میں باوجودیکہ ندی نالہ کی کثرت سے راہ چلنا دشوار تھا عازم ہوکر پٹنہ میں آپہونچا مخالف نے دریائے قہر سلطانی کے تموج میں لنگر جمانا دشوار سمجھکر صلح کا پیام دیا جسوقت ایلچی درگاہ سلطانی میں حاضر ہوا حکم سنایا گیا کہ داؤد دو باتون سے ایک اختیار کرے یا کہ خود تنہا رزم گاہ میں آکر مجھسے نبرد آزما ہو جو فتحیاب ہو اوسکے حصہ میں شاہی آئے اگر اسپر دل راضی نہو تو جو کوئی اوسکے رفیقون میں بڑا شجاع ہو اوسے روانہ کر اور یہان سے بھی ایک جری منتخب ہوکر روبرو ہو جسکے حصہ میں ظفر ہو اوسکے مالک کے ملک میں ملک آجائے اگر یہ بھی نامنظور ہو تو دونو طرف سے ایک ایک فیل نامی قوی الجثہ جنگ آزما ہو اونکے فتح فیابین کی جیت تصور ہو ان شرائط مذکورہ میں کوئی شرط داؤد نے منظور نہ کی اسی نزدیکی میں حاجی پور جو گنگا کے اوس پار پٹنہ کے مقابل آباد ہر غازیان دولت نے فتح کرلیا اور قلعہ پٹنہ کا محاصرہ بھی نہایت سختی سے پٹھانون نے اپنی زورق احوال کو ادبار کے گرداب میں ڈوبتے دیکھکر داؤد کو جسطرح سے بنا کشتی پر سوار رات کے وقت بنگالہ کو قطرہ زن ہوئے قلعہ میں عجب طرحکی شورش برپا ہوئی بعضے پٹھان سیہ بختی رات کے وقت دریا اور کشتی کا تمیز نکر سکے دریا میں در آکر لجۂ فنا سے جان بر نہوئے جو کشتی پر چڑھگئے اونکا نسبت سواریون کے سبب سے بیڑا پار نہوا مع کشتی تحت دریا کو سدھارے ایک گروہ کثرت انبوہ سے نکلنے تلاش میں پامال ہوا جنھون نے قلعہ کے دروازہ سے نکلنے کی راہ نپائی دیوار اور کنگورون سے کود کود کر خندق راستے سے غار عدم کی راہ لی صبح کو اکبر نے اس واردات سے آگاہ ہوکر ملازمان دولت کو قلعہ تفویض کیا

دل

بیگمات کے توسل سے معذرت خواہ ہونے اور عورات مذکور نے بعد پہونچنے
اپنی جان کو ڈرے لاچار بیگمات کے توسل سے معذرت خواہ ہونے اور عورات مذکور نے بعد پہونچنے
سفارش کی چون کہ اکبر اونسے نہایت آزردہ اور ایسا مقام آلہی پر آپہونچا تھا ظاہر مین تو پاس خاطر عورات
اپنے لوگون کو بھیجا کہ اون عورات سے پوشیدہ اون لوگون کو قید کراوین مخدوم الملک اسقدر خوف
راستے ہی مین دار آخرت کو سدھارا اور اوسکے یارون نے اوسکی لاش کو مخفی جالندھر مین لاکر
دفن کیا اوسکے گھر سے بہت سا مال واسباب نکلکر داخل خزانہ پادشاہ ہوا اور بعد پہونچنے عبد النبی کے
خود محاسبہ کرکے ابو الفضل کے حوالہ کردیا کہ وہ اوسکے قید مین زندانخانہ عدم کو سدھارا چون کہ اوسکو
شیخ ابو الفضل سے عداوت سابقہ تھی شیخ ابو الفضل متہم ہوئے کہ عمداً اوسکو مار ڈالا اور یہ مذہب الٰہی
جسمین خلق خدا کے لیے انتہائے آسایش تھی عہد جہانگیر تک مروج رہا پھر شاہجہان کے زمانہ سے تعصب
مذہبی کی گرم بازاری ہوئی آخر کار عہد اورنگ زیب عالمگیر مین حد درجہ کو پہونچا۔ شیخ ابو الفضل نے جو اپنی
وقائع مین قبر ملا احمد کی حفاظت کے واسطے نگہبانون کا تعینات کرنا اور اوسکے کشتہ ہونے کا ذکر
کے ہاتھون سے لکھا ہی اوسکے اور اوسکے باپ کے تشیع ہونے پر دلالت کرتا ہی والعلم عند اللہ اور احوال ملا احمد
ٹھٹھی کا ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ مین اسطرح لکھا ہی کہ فاروقی نسب تھا اوسکے بزرگ ملک سندھ مین حنفی
مذہب تھے اور وہ شاہ طہماسب صفوی کے عہد مین ولایت عراق مین گیا اور مذہب تشیع اختیار کیا اس سبب مین غلو
رکھتا تھا چون کہ شاہ اسمعیل خلف شاہ طہماسب سنی قیدون سے رومی اور تورانی کی سازش چاہتا تھا اور
برخلاف پدر کسیقدر پاسداری مذہب سنتین کی کرنے لگا دلتنگ ہوکر مکہ کو سدھارا وہان سے دکھن مین ہوتے ہوئے
ستائیسوین سال جلوس کو ہند مین آکے ملازمت درگاہ اکبری سے سرفراز ہوا ایکروز اوسکو مینے بازار مین دیکھا
بعض عراقی میری تعریف کرتے تھے اوسنے کہا کہ نور رفض اسکی پیشانی سے نورانی ہی مینے کہا کہ جسطرح نور تسنن چہرہ
مبارک سے ملاے مذکور حسب الحکم اکبر کے تحریر تاریخ ہزار سالہ ابتداے ہجرت سے تا زمان اکبر مصروف ہوا اور زمانہ
چنگیز خان تک تمام احوال دو جلد مین تحریر کیا اور بتیسوین سال جلوس کو بتقریب مذکورہ مقتول ہوا باقیماندہ
احوال کو آصف خان نے سنہ ۹۹۷ ہجری تک لکھا اور اوسکا نام تاریخ آصفی رکھا اور نیز اسی مذہب الٰہی کے
اختیار کرنے کی وجہ سے زر خطیر جزیہ خود وصول ہوا کرتا تھا بادشاہ نے چاہا کہ تحصیل زر مذکور کی موقوف کرے
فرمایا کہ تحصیل جزیہ واسطے اجتماع خزانہ کے تھی تا کہ نسب اسلام قوی رہے اب کہ بطفیل اقبال روز افزون ہزار ہا
گنجینہ زر سرخ و سفید کے سرکار مین موجود ہین اور تمام راے وراجہ ہنوز مطیع کیا ضرور کہ غریب آزاری سے
روپیہ جمع کیا جاوے ملا شیری نے جسوقت کہ راجہ مانسنگہ ولایت پنجاب کی تسخیر پر مامور تھا یہ قطعہ نظم کرکے
گذرانا اور اسی قطعہ سے پادشاہ کو رعایت ہنود کی منظور ہوئی قطعہ شہا فرمان فرستادی براجہ

المتاخرین

ب حکم کے تذکرہ لکھکر اپنی مہر سے معتمد کیا اور جو علمائے لشکر مین حاضر تھے اونکے سپرد کرکے فتوے
ب کیا علمانے بادشاہ کی مرضی سوال کے منشا سے پاکر بعد تامل اور نیز نظر کرکے آیہ کریمہ اطیعوا اللہ
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اور دیگر حدیث اور قول کی حقیقت پر جو اس مقدمہ مین اوترے تھے
ر ایک نے حکم لکھدیا کہ بادشاہ عادل کا مرتبہ عند اللہ مجتہد سے زیادہ ہے کیونکہ نص اولی الامر تائید کرنے وال
وجوب اطاعت سلاطین کا ہے اور یہ راے اونھون کے نہ معاضد مجتہدین بنی آدم کے امور صلاح حال اہل علم
کی اختیار کرکے اوسطرف حکم فرماے اوسکی اطاعت تمام انام کو لازم ہے ایضاً اگر اپنے اجتہاد سے
کوئی حکم جو نص کا مخالف ہو بنا بر مصلحت عام کے قرار دے اوس حکم سے مخالفت کرنا موجب غضب الٰہی
اور عدالت اخروی اور خسران دین اور دنیوی کا ہے اور ہر ایک نے اس تذکرہ پر اپنی مہرین کردین بعد ان
مخدوم الملک اور عبدالنبی صدر کو حاضر کرکے مہر و دستخط کا حکم دیا انھون نے بھی طوعاً و کرہاً مہر و دستخط اپنے ثبت کردے
جب محضر درست ہوا اور بادشاہی احکامات جو موافق صلاح خیر خواہان نیک اندیشان کے تھے ہونے لگے
مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی حج گذاری کے حکم سے خارج ہوئے اور دیگر علماے تعصب پیشہ بھی قضا
و دور دست حضور سے دور ہوکر دار السلطنت سے مہجور ہوئے اور خیر طالبان خلق خدا نے اصلاح حال عالم او
ابقاے جان و مال اور عرض ناموس ابناے آدم کا بیچ افساد عقیدہ سلطان زمان کے سمجھکر اکبر کو دانستہ
دین الٰہی بنایا دین الٰہی کے معنی صلح کل ہین کہ سایر بندگان خدا کو اپنے ظل عاطفت مین رکھے کسیکو نظر
تعصب سے نہ دیکھے اور ہر ایک اوسکے سایہ رافت مین آسودہ ہو اس حیلہ سے اہل دنیا نے مکارون اور شریرون
کے حیلہ اور فساد سے نجات پائی اور فارغ البال ہوکر زندگی کرنے لگے مخدوم الملک جب مکہ پہونچا شیخ
ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ زندہ اور وہان پر مقیم تھا باعتبار تعصب مخدوم الملک کے استقبال کو
نکلا اعزاز بڑھایا اور گوشہ دروازہ خلاف موسم اوسکے واسطے کھولا اور زیارت کرائی اور وہ جو در
گندم نما جو دیندار ہی کی صورت مین طالب دنیا تھا از بسکہ بادشاہ اور امرا سے نہایت کشیدہ تھا محافل
اور مجالس مین نسبت بادشاہ اور امرا کے سخنان دور از کار زبان پر لاتا اکثر کہتا کہ دین سے ہاتھ دھو
کفر کی جانب طبع مقدس راغب ہوئی ہے یہ اخبار گوش زد شہریار والا تبار ہوئی زیادہ ترنج انکا ہوا
اور شیخ عبدالنبی صدر بھی بعد تھوڑے زمانہ کے جسوقت حکیم مرزا بادشاہ کے بھائی کی بغاوت کی خبر ہو
اور یہ بھی سنا کہ حکیم مرزا نے لاہور فتح کرلیا بطمع ریاست اور جاہ دنیوی کے بیتاب ہوکر دونو ہندوستان
احمدآباد گجرات مین آئے۔ اس عرصہ مین بعض بیگمات محل اکبر بادشاہ کی بھی حج کو گئین تھین
اوسی شہر مین وارد ہوئین ان دونون نے بعد پہونچنے ہند کے جب اکبر کا اقتدار دیکھا ہوش و حو

جس زمانہ مین مرزالوگ مالوا مین شر و فساد کر رہے تھے اور اکبر بادشاہ اونکے دفع فساد مین متوجہ تھا دہلپور کے مقام مین زبان مبارک پر جاری ہوا کہ سوائے رانا کے کل زمیندار ہندوستان کے حضور مین شرفیاب ہوئے دل مین آتا ہی کہ اول رانا کی گوشمالی کیجیے بعدہ مالوا کا قصد کرین سکت سنگہ رانا کا لڑکا اوسوقت دربار مین حاضر تھا اوسنے خیال کیا کہ اگر لشکر بادشاہی اسطرف روانہ ہو میرا باپ ضرور اس یورش کو میری سعی سے سمجھیگا اس خیال کے آتے ہی لشکر سے بھاگا جسوقت اوسکا فرار کر جانا بادشاہ کو معلوم ہوا تادیب اور تخریب رانا کی ضرور ہوئی دہولپور سے اوسکے ملک کی طرف متوجہ ہوا قلعہ چیتور کے پاس پہونچکر محاصرہ کر لیا یہ قلعہ متانت اور استحکام مین شہرۂ آفاق ہی غرض کہ چند مہینے تک توپ و تفنگ کی لڑائی رہی۔ ایکروز شہنشاہ اکبر مورچال کے دیکھنے کو سوار ہوا کسی نے عرض کیا کہ اس جہروکھہ سے چند مرتبہ کسی شخص نے بندوق سر کی اور ہر مرتبہ اہل مورچہ کو آسیب پہونچایا بادشاہ نے بندوق خاصہ ہاتھہ مین لیکر اوسی روزن کے مقابل مین سر کی اور فرمایا کہ جسطرح شکار کا نشانہ ہوتا ہی میرا ہاتھہ پہچان جاتا ہی کہ وہ مارا اسیطور سے اسوقت بھی مجھے امید ہی کہ گولی نشانہ پر پہونچے بعد چندے خبر لگی کہ رانا کا بھتیجا جیمل اوس گولی سے مارا گیا اور بندوق کی گولی نشانہ پر پہونچی ؎ در معرکہ این تفنگ فریادرس ست ٭ خصم افگن و گرم خوی و آتش نفس ست ٭ موقوف اشارہ ایست در کشتن خصم ٭ سوئش نگہی ز گوشۂ چشم بس ست ٭ جب محاصرہ کو مدت گذر گئی اور کوئی صورت مدعا کی ظہور مین نہ آئی بموجب حکم والا کے دو سرنگین قلعہ کے اندر پہونچائین۔ اور دونون کو باروت سے بھر کر ایک کو آگ بتلا دی دوسری کو تا صدور حکم ملتوی رکھا چونکہ قلعہ کے نیچے پہونچکر دونو سرنگون کا دہانہ باہم تھا قضارا ہر دو نقب مین آگ لگ اوٹھی اور دوسری سرنگ کی طرف لشکر بادشاہی قلعہ کے پڑا تھا اوسکے صدمۂ عظیم سے بہت آدمی ضائع ہوئے مگر اقبال اکبری نے قلعہ کو فتح کر لیا بعد بڑی جنگ و جدل کے رانا جی مل مع بیٹا کے جو ایک امیر کبیر تھا مارا گیا اکبر بعد فتح اور تقرر قلعدار کے وہان سے دلکشائے اجمیر مین آٹھرا ابتدائے نصف ماہ پور سے لغایت اسفندیار ماہ الٰہی تک چھہ مہینے مین یہ مہم تمام ہوئی

معاف ہونا جزیہ کا اور تمام ہندوستان مین صلح کل کا طریقہ ظاہر کرنا اور دین الٰہی کا ایجاد ٭

شیخ شمس الدین سلطانپوری شیر شاہ کے عہد مین صدر الاسلام اور ہمایون کے زمانے مین شیخ الاسلام اور مخدوم الملک کے خطاب سے سرفراز ہوا یہ شخص نہایت جاہ طلب متعصب دنیا کا دوست تھا جیسا کہ بداونی باوجود اتحاد مناسبت کے اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ جب مخدوم الملک مین پھنسا نہ بہت سے اوسکے ملکیت مین پائے گئے اونمین کسی صندوق

اولاد مین تھا یا احمد شاہ وہی ہے جسنے احمد آباد معمور کیا امراکے اتفاق سے مسند نشین ہوا اور ۱۴ برس اور چند مہینے
اور بقول آٹھ برس سکہ اور خطبہ رایج کیا جب کہ سلاطین مذکور کی اولاد مین کوئی شخص قابل تاجداری
نرہا۔ اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ سلطنت نے نتھو نام خرد سال لڑکے کو مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ یہ سلطان محمود
کا لڑکا ہے اسکی مان لونڈی تھی حمل کے ہوتے ہی اسقاط کے واسطے مجھے حوالہ کیا پانچ مہینے اوسکے حمل کو گذرے
تھے لہذا اسقاط نہوا اور یہ لڑکا جنی مینے اسے پوشیدہ پرورش کیا الحال بجز اسکے کوئی وارث نہین
اسکی اطاعت ضرور ہے الغرض ہر ایک نے اوسکا کہنا قبول کیا سلطان مظفر خطاب دیکر وراثت پر قایم مقام
کیا عاقبت الامر یہی لڑکا خان اعظم کوکلتاش کی قید مین جاکر اپنے ہاتھ سے استرہ مارکر مرگیا ۱۶ برس
چند مہینے حاکم رہا ابتداے سنہ پیشین لغایت سنہ ۹۰۳ ہجری تک ایکسو چوہتر برس گجرات کی ولایت
دہلی کے تصرف سے باہر رہی تھی کہ محمد جلال الدین اکبر نے اپنے قبضہ مین کی

روانہ ہونا خان اعظم کا مکہ معظمہ کو

خان اعظم کوکلتاش باوجود عنایات خسروانہ کے بیوجہ اکبر سے دل آزردہ رہتا تھا خصوص شیخ ابوالفضل
سے نہایت خصومت تھی جو کوئی کام خلاف اوسکی تمنا کے دربار مین ہوتا ابوالفضل کی درانداز ہی جانتا۔
آخر اندنون مین زیادہ تر آزردہ ہوکر بیت اللہ کے ارادہ پر گجرات سے روانہ ہوا اور جام اور بہارے جو عمدہ
زمیندار صاحب اقتدار اوس دیار کے تھے اظہار کیا کہ ارادہ یہ ہے کہ سندھ کے راستے سے درگاہ بادشاہی مین
حاضر ہون جب سومنات مین پہونچا دیوان اور بخشی بادشاہی کو جو اوس صوبہ مین تھے قید کیا اور دریا
شور کے کنارے پہونچکر مع عیال و اطفال اور نقد و جنس کے جہاز پر سوار ہوا یہ خبر حضور مین آئی اور
دل آزردگی کا سبب ہوئی فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا ازبسکہ کوکلتاش کو کعبہ کے اشتیاق مین جان
و دل لگا تھا کچھ نسنا خانۂ خدا کو روانہ ہوا بعد زیارت کے دوسرے سال معاود ہوکر گجرات آیا اور بموجب
حکم آستانۂ دولت پر حاضر ہوکر عنایت خسروانی سے سرفراز ہوا اکبر نے نہایت محبت سے ہم آغوش کیا
اور مرتبۂ وکالت پر سرفراز فرماکر اپنی مہر حوالہ فرمائی اور آخر مین ہفت ہزاری منصب حاصل ہوا اسوقت
مین امرا کا مرتبہ پنجہزاری سے زیادہ مقرر نہ تھا اول اول ہفت ہزاری کا مرتبہ اسی شخص کو ملا اسقدر
عنایات اسکے حال پر اسوجہ سے مبذول تھی کہ اسکی والدہ جیجی انکہ نے حضرت کو دودھ پلایا تھا پس اکبر اوس
عفیفہ کی پاس خاطر سے اسکے ساتھ رعایت کرتا اور نیز اس شخص نے بھی عمدہ عمدہ خدمات بادشاہی کا
انصرام کیا دانش اور فرزانگی اور شجاعت و مردانگی سے خوب واقفکار تھا۔

قلعۂ چیتور کی تسخیر کا بیان

جس زمانہ مین مرزا لوگ مالوا مین شر و فساد کر رہے تھے اور اکبر بادشاہ اونکے دفع فساد مین متوجہ تھا دہلی کے
کے مقام مین زبان مبارک پر جاری ہوا کہ سواے رانا کے کل زمیندار ہندوستان کے حضور مین شرفیاب ہوئے
دل مین آتا ہی کہ اول رانا کی گوشمالی کیجیے بعدہ مالوا کا قصد کرین سکت سنگہ رانا کا لڑکا اوسوقت دربار
مین حاضر تھا اوسنے خیال کیا کہ اگر لشکر بادشاہی اسطرف روانہ ہو میرا باپ ضرور اس یورش کو میری سعی سے
سمجھیگا اس خیال کے آتے ہی لشکر سے بھاگا جسوقت اوسکا فرار کر جانا بادشاہ کو معلوم ہوا تادیب اور تخریب رانا کی
ضرور ہوئی دہولپور سے اوسکے ملک کی طرف متوجہ ہوا قلعہ چتور کے پاس پہونچکر محاصرہ کرلیا یہ قلعہ متانت اور
استحکام مین شہرۂ آفاق ہی غرض کہ چند مہینے تک توپ و تفنگ کی لڑائی رہی - ایکروز شہنشاہ اکبر مورچال
کے دیکھنے کو سوار ہوا کسی نے عرض کیا کہ اس جھروکھہ سے چند مرتبہ کسی شخص نے بندوق سرکی اور ہر مرتبہ
اہل مورچہ کو آسیب پہونچایا بادشاہ نے بندوق خاصہ ہاتھہ مین لیکر اوسی روزن کے مقابل مین سرکی
اور فرمایا کہ جسطرح شکار کا نشانہ ہوتا ہی میرا ہاتھہ پہچان جاتا ہی کہ وہ مارا اسیطور سے اسوقت بھی مجھے امید ہی
کہ گولی نشانہ پر پہونچے بعد چندے خبر لگی کہ رانا کا بھتیجا جیمل اوس گولی سے مارا گیا اور بندوق کی گولی نشانہ پر
پہونچی - شعر - در معرکہ این تفنگ فریادرس ست ٭ خصم افگن و گرم خوی و آتش نفس ست ٭ موقوف
اشارہ ایست در کشتن خصم ٭ سوفش نگہے ز گوشۂ چشم بس ست ٭ جب محاصرہ کو مدت گذر گئی اور کوئی صورت
مدعا کی ظہور مین نہ آئی بموجب حکم والا کے دو سرنگین قلعہ کے اندر پہونچائین - اور دونون کو باروت سے بھر کر
ایک کو آگ بتلا دی دوسری کو تاصدور حکم ملتوی رکھا چونکہ قلعہ کے نیچے پہونچکر دونو سرنگون کا دہانہ باہم
ملحق ہو گیا تھا قضارا ہر دو نقب مین آگ لگ اوٹھی اور دوسری سرنگ کی طرف لشکر بادشاہی قلعہ کے
نزدیک غافل پڑا تھا اوسکے صدمۂ عظیم سے بہت آدمی ضائع ہوئے مگر اقبال اکبری نے قلعہ کو فتح کرلیا بعد بڑی
آویزش اور جنگ و جدل کے رانا جی مل مع پتا کے جو ایک امیر کبیر تھا مارا گیا اکبر بعد فتح اور تقرر قلعدار کے وہان سے
معاود ہو کر خطہ دلکشای اجمیر مین آٹھرا ابتداے نصف ماہ پوہ سے لغایت اسفندیار ماہ الٰہی تک چھہ مہینے مین یہ مہم تمام ہوئی

معاف ہونا جزیہ کا اور تمام ہندوستان مین صلح کل کا طریقہ ظاہر کرنا اور دین الٰہی کا ایجاد ہونا

شیخ عبد اللہ بن شیخ شمس الدین سلطانپوری شیرشاہ کے عہد مین صدر الاسلام اور ہمایون کے زمانے مین شیخ الاسلام اور اکبر کے
وقت مین مخدوم الملک کے خطاب سے سرفراز ہوا یہ شخص نہایت جاہ طلب متعصب دنیا کا دوست تھا جیسا کہ
شیخ عبد القادر بداونی باوجود اتحاد مذہب اور کلی مناسبت کے اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ جب مخدوم الملک
بادشاہ کے غصہ مین پھنسکر مر گیا خزانے اور دفینے بہت سے اوسکی ملکیت مین پائے گئے اونمین کئی صندوق

اولاد مین تھا یا احمد شاہ وہی ہے جسنے احمد آباد معمور کیا امراکے اتفاق سے مسند نشین ہوا اور ۳۲ برس اور چند مہینے
اور بقولے آٹھہ برس سکہ اور خطبہ رائج کیا جب کہ سلاطین مذکور کی اولاد مین کوئی شخص قابل تاجداری
نرہا۔ اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ سلطنت نے تھو نام خرد سال لڑکے کو مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ سلطان محمود
کا لڑکا ہے اسکی ماں لونڈی تھی حمل کے ہوتے ہی اسقاط کے واسطے مجھے حوالہ کیا پانچ مہینے اوسکے حمل کو گذرے
تھے لہذا اسقاط نہوا اور یہ لڑکا جنی مینے اسے پوشیدہ پرورش کیا الحال بجز اسکے کوئی وارث نہین
اسکی اطاعت ضرور ہے الغرض ہرایک نے اوسکا کہنا قبول کیا سلطان مظفر خطاب دیکر وراثت پر قایم مقام
کیا عاقبت الامر یہی لڑکا خان اعظم کوکلتاش کی قید مین جاکر اپنے ہاتھہ سے استرہ مارکر مرگیا ۱۶ برس
چند مہینے حاکم رہا ابتدائے سنہ ۸۰۰ سے لغایت سنہ ۹۰۳ ہجری تک ایکسو چوہتر برس گجرات کی ولایت
دہلی کے تصرف سے باہر رہی تھی کہ محمد جلال الدین اکبر نے اپنے قبضہ مین کی

روانہ ہونا خان اعظم کا مکہ معظمہ کو

خان اعظم کوکلتاش باوجود عنایات خسروانہ کے بموجب اکبر سے دل آزردہ رہتا تھا خصوص شیخ ابوالفضل
سے نہایت خصومت تھی جو کوئی کام خلاف اوسکی تمنا کے دربار مین ہوتا ابوالفضل کی دراندازی جانتا۔
آخر اندنون مین زیادہ تر آزردہ ہوکر بیت اللہ کے ارادہ پر گجرات سے روانہ ہوا اور حکام اور بہار سے جو عمدہ
زمیندار صاحب اقتدار اوس دیار کے تھے اظہار کیا کہ ارادہ یہ ہے کہ سند کے راستے سے درگاہ بادشاہی مین
حاضر ہون جب سومنات مین پہونچا دیوان اور بخشی بادشاہی کو جو اوس صوبہ مین تھے قید کیا اور دریا
شور کے کنارے پہونچکر مع عیال و اطفال اور نقد و جنس کے جہاز پر سوار ہوا یہ خبر حضور مین آئی اور
دل آزردگی کا سبب ہوئی فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا ازبسکہ کوکلتاش کو کعبہ کے اشتیاق مین جان
و دل لگا تھا کچھہ نسنا خانۂ خدا کو روانہ ہوا بعد زیارت کے دوسرے سال معاودت ہوکر گجرات آیا اور بموجب
حکم آستانۂ دولت پر حاضر ہوکر عنایت خسروانی سے سرفراز ہوا اکبر نے نہایت محبت سے ہم آغوش کیا
اور مرتبۂ وکالت پر سرفراز فرماکر اپنی مہر حوالہ فرمائی اور آخر مین ہفت ہزاری منصب حاصل ہوا اوسوقت
مین امرا کا مرتبہ پنجہزاری سے زیادہ مقرر نتھا اول اول ہفت ہزاری کا مرتبہ اسی شخص کو ملا اسقدر
عنایات اسکے حال پر اسوجہ سے مبذول تھی کہ اسکی والدہ جیجی اکہ نے حضرت کو دودہ پلایا تھا پس اکبر اس
عفیفہ کی پاس خاطر سے اسکے ساتھہ رعایت کرتا اور نیز اس شخص نے بھی عمدہ عمدہ خدمات بادشاہی
انصرام کیا دانش اور فرزانگی اور شجاعت و مردانگی سے خوب واقفکار تھا۔

قلعۂ چیتور کی تسخیر کا بیان

۷۹۹ سنہ ہجری مین جب محمد شاہ نے رحلت کی۔ امور سلطنت مین تخلل ہوا۔ تاتار خان بن ظفر خان
جو سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان محمد شاہ کا وزیر تھا اقبال خان کے غلبہ سے دہلی چھوڑ کر بھاگا
اور گجرات مین باپ کے پاس پہونچا ظفر خان اور تاتار خان دونو باپ بیٹے لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوئے
اور اقبال خان سے بدلا لینے کی فکر مین تھے کہ خبر پہونچی کہ صاحبقران امیر تیمور گورکان نے دہلی کے اطراف
مین نزول فرمایا اور سخت فتور برپا ہوا اور خلق اللہ بھاگی ہوئی گجرات کو چلی آتی ہی اسی حال مین سلطان
ناصر الدین محمود بھی دہلی سے فراری ہوکر گجرات پہونچا اور وہان سے مایوس ہوکر مالوہ اور یہان سے
قنوج آیا جب صاحبقران ہندوستان کو قتل و غارت کرکے سمرقند سدھارا۔ اور اقبال خان پھر
دہلی پر قابض ہوگیا۔ تاتار خان نے اپنے باپ سے کہا کہ خدا کے فضل سے کثیر لشکر ہمارے پاس ہی بس
ضرور ہی کہ اقبال خان سے بدلا لیوین اور دہلی اوس سے چھوڑا کر اپنے تصرف مین لاوین سلطنت کسی کی
میراث نہین ظفر خان نے یہ التماس قبول کرکے گوشہ گزینی کی اور جملہ خدم و حشم اسباب شاہی لڑکے کو
عطا کیا سلطان محمد عرف تاتار خان خلف اعظم ہمایون ظفر خان ۸۰۶ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا
اور شمس الدین اعظم ہمایون کے بھائی کو وزیر بنایا دو مہینے چند روز گذرے تھے کہ اعظم ہمایون نے بادشاہ
کو زہر پلا کر اس جہان سے راہی کیا۔ بعد وفات سلطان محمد کے دوبارہ اعظم ہمایون سلطان مظفر شاہ
نے ۳ برس ۵ مہینے ۱۲ روز اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا بعدہ سلطان احمد شاہ کا لڑکا سلطان محمد شاہ
۷ برس چار مہینے اور سلطان قطب الدین احمد شاہ ۷ برس ۶ مہینے ۱۴ روز اور سلطان داؤد شاہ ۷ روز
اور سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ ۵۵ برس ۱۱ روز اور سلطان مظفر شاہ اوسکا لڑکا ۱۴ برس
۹ مہینے اور اسکا لڑکا سلطان سکندر شاہ دو مہینے ۱۶ روز اور سلطان محمود شاہ بن سلطان مظفر شاہ
۴ مہینے کار گزار رہے جب سلطان بہادر شاہ بن سلطان مظفر شاہ بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ
سے شکست کھاکر دریاے شور کے جزیرہ مین فرنگیون کے پاس گیا۔ فرنگیون نے چاہا کہ اوسے قید فرنگ
مین ڈالین تب وہان سے بھاگا غراب مین بیٹھکر جاہتا تھا کہ جہاز پر سوار ہو مگر موت تو آنکھون مین
لہرا رہی ہی دریاے شور پر آیا گرداب نے جال پھینکا غراب ڈوبا سلطان نے جزیرۂ عدم کی راہ لی
۱۱ برس ۱۱ روز پادشاہی کی بعد ازان سلطان میران محمد شاہ بھانجا سلطان بہادر شاہ کا جو کہ باپ
کیطرف سے اسیر اور برہان پور کا حاکم تھا جب سنے دیکھا کہ سلطان بہادر شاہ کی اولاد مین کوئی نرینہ
غالب ہوکر تخت نشین ہوا اور ایک مہینے ۱۱ روز حکومت کرتا رہا بعدہ سلطان محمود شاہ بن لطیف خان
بن مظفر شاہ ۱۸ برس چند روز کار فرما رہا بعد ازان سلطان احمد شاہ عرف رضی الملک جو سلطان احمد شاہ کی

مغرور ہوگیا مرزا خان نے اوسپر چڑھکر فتح حاصل کی سلطان شکست کھاکر بھاگا کھنبایت مین پہونچا دوبارہ
لشکر فراہم کیا مرزا خان وہان بھی پہونچا بعد ایک سخت لڑائی کے فتح پائی سلطان مظفر دکھن کو بھاگ نکلا اس
فتح کے عوض مین مرزا خان کو باپ کا خطاب خانخانان اور پنجہزاری منصب کہ اس سے زیادہ اور کوئی مرتبہ
اوسوقت مین نہ تھا عطا فرمایا اور آٹھ برس کے بعد سلطان مظفر جام زمیندار کی مدد اور دولت خان
زمیندار سورٹھ اور راجہ کھنگار کی اعانت سے تیس ہزار سوار اکٹھے کرکے احمد آباد کو آیا اور شورش برپا کی
اوسوقت مین اعظم کوکلتاش خان بجاے خانخانان کے احمد آباد کا دوبارہ صوبہ دار ہوا تھا اس مرتبہ اتنے
کمر لڑائی پر باندھی سخت جنگ درپیش ہوئی دشمنون کے ہزار آدمی اور خان اعظم کے دوسو نفر مارے گئے
اور پانسو زخمی ہوئے اور سات سو گھوڑے گر گئے آخرکار سلطان مظفر کو تاب نہ آئی مع جام کے ناکام گردش
ایام دیکھکر بادل پستہام بھاگ نکلا دوسرے سال مین خان اعظم کی شمشیر جرات سے قلعہ جوناگڈھ اور سومنات
اور دوارکا اور دیگر بندرگاہ اوس ولایت کے فتح ہوگئے وہان سے کچھ کو متوجہ ہوا وہان کے مرزبان نے
کمال عجز و الحاح سے بادشاہی اطاعت قبول کی اور جس جگہ سلطان مظفر قید تھا وہ بتلا دیا اور سلطان مظفر
وہان سے قید ہوا آیا خان اعظم کوکلتاش نے چاہا کہ اوسکو روانۂ حضور کرے صبح کو سلطان مظفر نے وضو کے
بہانہ سے درخت تلے جاکر استرہ سے جسے اپنے جامہ مین پوشیدہ رکھا تھا اپنے نہال زندگانی کو کاٹ ڈالا
پانچ چھ برس کے بعد بہادر نام مظفر سلطان کا لڑکا آمادۂ شور و فساد ہوا اور بہت جلد گوشۂ عدم مین جا بیٹھا

ذکر سلاطین گجرات

مخفی نرہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے عہد مین ایک مرتبہ اوسکا بھتیجا سلطان فیروز شاہ ابن تغلق
شکار کو دہلی سے برآمد ہوا کسی شکار کے تعاقب مین اپنے لشکر سے جدا ہوکر اسپ سوار تھانیسر کے نزدیک کسی گانون
مواضع ٹھودر سے پہونچا چونکہ اوسکے ناصیۂ حال سے سرداری کے آثار پدیدار تھے وہانکے مقدم سندانے اسکا
آنا غنیمت جانکر مہمانداری کی خدمت بجالایا اور فیروز شاہ کی رات بڑی آسایش سے کٹی اوس مقدم سے
بہت راضی ہوا اندنوکو نور اسلام سے قرین کیا اور وجیہ الملک کا خطاب دیا رفتہ رفتہ وجیہ الملک بڑے
امیرون کیطرح ہوگیا بعد سلطان فیروز شاہ کے جب اسکا لڑکا سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا وجیہ الملک
کے بڑے ظفر خان کو اعظم ہمایون کا خطاب دیکر گجرات کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور چتر اور بارگاہ سرخ رنگ
کے جو خاص بادشاہون سے خصوصیت رکھتی ہے اوسکو مرحمت فرمایا ظفر خان نے اس ولایت مین
پہونچکر انتظام مفرح راستی خان حاکم گجرات سے جسکے جور و تعدی نے رعایا کو پریشان کر رکھا تھا لڑکر فتح
حاصل کی نظام کو مار ڈالا ظفر خان نے بعد فتح کرنے تمام گجرات کے رعایا اور باشندون کی تالیف قلوب

قصبۂ ہیلان مین اوسطرف دریاے بہت کے آگے لشکر بادشاہی سے مقابل ہوا مگر منہہ کی کھائی پیٹھہ دکھائی
امیر محمد خان نے پہنچا کیا اور کل وہ ولایت ضبطی مین لاکر ممالک محروسہ مین شامل کی اکبر نے قدردانی کی راہ سے
تمام وہ ولایت کمال خان کو مرحمت فرمائی اور سلطان آدم بپاداش عدول حکمی کے خارج ہوا

اکبر بادشاہ کا تیر کا زخم کھانا

ایکروز بادشاہ روضۂ شاہ نظام الدین اولیا کے زیارت کو گیا تھا جب وہان سے مراجعت فرمائی چوک مین آیا کوئی
ہنجوار کمین گاہ مین لگا ہوا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی اوسنے تیر مارا کتف راست پر لگا ایک بالشت تک زخم آگیا
ہمراہیون نے شور اوٹھایا اوس گردن زدنی کو گرفتار کر کے حاضر حضور کیا اور چاہا کہ مجرم سے اس بیادرستا کی
کیفیت پوچھین مگر بادشاہ نے فرمایا کہ جلد تر اس ناہنجار نابکار کو بار زندگی سے سبکدوش کرین تاکہ اپنی تقریر سے
کسی دوسرے کو بھی نہ لے مرے چنانچہ حسب الحکم اوسکی گردن ماری گئی اور بادشاہ باوجود ایسے زخم سنگین کے
بکمال استقلال اوسی طور گھوڑے پر سوار در دولت تک چلا آیا معالجہ شروع ہوا ایک ہفتہ مین غسل صحت فرمایا
اور تب یہ بات ظاہر ہوئی کہ قاتل ملعون کا نام قتلق اور شرف الدین حسین مرزا کا غلام تھا اور
یہ حرکت اوسکی بموجب اشارۂ مرزاے مذکور کے ظاہر ہوئی تھی

شاہ ابو المعالی کا مارا جانا

یہ شخص ہمایون بادشاہ کے عہد مین جمال ظاہری کے وسیلہ سے مقرب درگاہ ہوا اپنے تئین فرزندان بادشاہی
مین شمار کرتا تھا اگرچہ حسن ظاہر رکھتا تھا مگر حسن باطن سے محروم تھا جس وقت قصبہ کلانور مین اکبر بادشاہ نے
جلوس فرمایا جمیع امرا حاضر ہوے مگر یہ شخص نہ آیا اور اپنے بیہودہ خیالات مین پھنسا رہا آخر کو بیرام خان خانخانان نے
دم دلاسے سے حاضر کیا اور وہین پر قید ہو کر لاہور بھیجا گیا آخر کو کوتوال کی غفلت سے نکل بھاگا مگر پھر قید ہو گیا
اور اس مرتبہ بیانہ کے قلعہ مین قید کیا گیا جسوقت بیرام خان کے دلمین بغاوت کی ہوا سمائی بیانہ کے قیدیون کو
رہا کر دیا اونھین کے ضمن مین اسنے بھی رہائی پا کر مکہ کی راہ لی بعد چند سال کے دوبارہ ہندوستان مین آکر شورش
اوٹھائی مگر کچھہ ہو نہ سکا آخر کابل چلا گیا وہان پر ماہ چوچاک بیگم محمد حکیم مرزا کی مان کو سحر و جادو سے متفق کر لیا
اوسکی لڑکی اپنے عقد مین لا کر کابل کا مدار علیہ ہوا اور باشندون کی تالیف قلوب کر کے جب قابو پایا بیگم کو قتل
کر ڈالا اور خود مستقل ہو بیٹھا تھوڑے عرصہ مین بیگم کے لواحقین کو بھی عدم کی راہ بتلائی جب مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے
اس حقیقت سے آگہی پائی بموجب درخواست حکیم مرزا کے کابل پر لشکر کشی کی ادھر سے شاہ ابو المعالی بھی بعزم پیکار
برآمد ہوا دریاے غوربند کے کنارے دونو لشکر سے جنگ ہوئی محمد حکیم مرزا جو کہ اوس سے نہایت تنگ تھا عین جنگ مین
جلو ریز سلیمان مرزا کے پاس آپہونچا اس حال کے دیکھنے سے ابو المعالی کا جی چھوٹا ہو گیا ایکبارگی بھاگا خشانو

پیشکش گذرانی چند روز تک بادشاہ اوسی مقام پر مقیم رہا اور وہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے اور ادہم خان کو
بدستور مامور بکردار الخلافہ آگرہ کو واپس آیا چند روز کے بعد عبد اللہ خان وہان کی حکومت پر بھیجا گیا اور ادہم خان
حضوری مین آیا نشہ جہالت اور غرور جوانی اوسکے دماغ مین بدستور چڑھا ہوا تھا اسی بدمستی مین اکبر وزیر اعظم
مین شمس الدین محمد خان اتکہ سے گفتگو کی اور اوسکو قتل کر ڈالا اور بادشاہ کے قصد مین حرم سرا کو چلا بادشاہ خواب
استراحت مین تھا شور و غوغا سنکر باہر کو چلا راہ مین ادہم خان سے دوچار ہو گیا تیغ برہنہ خون آلودہ دیکھکر
دانائی سے دریافت کر گیا آواز دی کہ اے نے حیا میرے اتکہ کو کیون ذبح کیا یہ کہکر ایسا ایک گھونسا سر پر مارا
کہ ادہم خان بیہوش ہو کر گر پڑا اور حاضرین نے بموجب حکم اوسکو باندہ کر قلعہ کے کنگورہ سے نیچے گرا دیا کہ ایک گھڑی جان و سکا دم نکل گیا

ولایت کہکران کی فتحیابی کا بیان

یہ ولایت سند اور بہٹ کے درمیان مین واقع ہے وہان کے حاکم ہمیشہ اوسی قوم کے رہے اور بادشاہ کی اطاعت
نہین کرتے رہے ہین بعضون نے لکھا ہے کہ قدیم سے یہ ولایت کشمیر مین داخل تھی سلطان محمود غزنوی نے
فتح کرکے کہکر نام اپنے ایک امیر کو سپرد کیا اوسوقت سے اوسکی نسل کہکر کے نام سے مشہور ہوئی اور وہی قوم با استقلال
وہانکے حاکم رہے شیر شاہ اور اسلام شاہ مدت دراز تک اوسکے تسخیر کرنے مین ساعی رہے اور ایک قلعہ رہتاس نام
اوسکے سرحد پر بنایا تا کہ کہکر لوگ عاجز ہو کر مطیع ہون لیکن کچھہ حاصل ہوا اور صلح ہو گئی سلطان باربک
وہانکا حاکم مع اپنے لڑکے کمال خان کے اسلام شاہ کی ملاقات کے ارادہ سے حاضر ہوا اوسنے اوسے قید کرکے
گوالیار کے قلعہ کو بھیجدیا مگر اوسکا بھائی سلطان آدم تخت پر بیٹھکر ایسا منتظم ہوا کہ اپنی ہمت مردانہ سے
لف کو دخل ندیا اور اسلام شاہ نامراد واپس ہوا ایک مرتبہ اسلام شاہ نے حکم دیا کہ گوالیار کے قیدخانہ مین
آگ لگا کر اوڑا دین لوگون نے ویسا ہی کیا سلطان سارنک وغیرہ جملہ قیدی باروت کے اثر سے اوڑ کر عالم نیستی
چلے گئے حفظ الٰہی دیکھیے کمال خان ایسی آفت جانسوز سے بچکر قیدخانہ کے کسی گوشہ مین سلامت رہا
جب پٹھانون کا رشتۂ اقبال ٹوٹا قلعۂ گوالیار سے خلاص ہو کر اکبری نوکرون مین شامل ہوا اور ہیمون
وغیرہ کے معرکون مین ایسی جانفشانیان کین کہ مورد تحسین ہوا جب بادشاہ کو زیادہ تر مہربان پایا اپنی
ولایت موروثی کو مرحمت ہونے کی استدعا کی لہذا فرمان والا سلطان آدم کے نام صادر ہوا کہ چونکہ اس شخص نے
مران مرزا کے قید کرنے مین ہمایون بادشاہ جنت آرامگاہ کے روبرو اچھی خدمتین کین اور ہنوز اس خاندان کی
فرمان برداری مین دم بھرتا ہے لہذا حکم ہوتا ہے کہ نصف ولایت اسے دیجاوے سلطان آدم نے برگشتگی طالع
سے
رہکر عدول حکمی کی اور بموجب حکم کچھہ تعمیل نہ کی لہذا امیر محمد خان بڑے بھائی اتکہ خان کو مع دیگر امرا کے
گوشمالی دیکر کمال خان کو مامور کرین سلطان آدم نے اپنے حوصلہ سے زیادہ پیر نکالے
ہوا کہ ... ن آد

مخدوم الملک اور بعدازان منعم خان نے رخصت پائی ان لوگون نے دم دلاسا دیکر بیرام خان کو اس ہئیت سے دربار مین حاضر کیا کہ رومال گردن مین بندھا تھا بیرام خان حضور مین پہونچتے رونے لگا اکبر نے عنایت کرکے رومال گردن سے دور فرمایا اور حسب دستور بیٹھنے کو حکم دیا اور آخر مجلس مین بخوشی تمام سفر حجاز کی رخصت دی اس مہم کے بعد بیرام خان مکہ کو گیا اور بادشاہ دہلی آیا یہ معرکہ جلوس کے چھٹوین سال مین گذرا القصہ بیرام خان قطع مسافت کرتے ہوئے مضافات احمد آباد گجرات سے شہر پٹن مین پہونچا چند روز ماندگی سفر کے دور کرنیکو مقیم ہوا مبارک خان نامے ایک پٹھان لوحانی جسکا باپ ماچھی وارہ کی اوس لڑائی مین مارا گیا تھا جو کہ پٹھانون کو بیرام خان سے ہمایون بادشاہ کی رفاقت مین واقع ہو اوس جگہ موسی خان حاکم کے پاس قیام رکھتا تھا اپنے باپکے بدلے مین بیرام خان کی ہلاکت کا قصد کیا اتفاقاً ایکروز بیرام خان کسی تالاب عظیم الشان کے سیر کو کشتی پر سوار جاتا تھا بروقت مراجعت کے جب کشتی سے باہر آیا مبارک مذکور مع چالیس نفر پٹھانون کے اس ڈہب سے ظاہر ہوا کہ گویا ملاقات کو آتا ہے اور اوسنے نزدیک پہونچتے ایسا ایک جمدہر بیرام خان کی پیٹھ پر مارا کہ چھاتی سے پار ہوا دوسرے نے تلوار ماری کام تمام ہوگیا چند فقرا نے اوسکے قالب خونی کو جسنے درجہ شہادت پایا تھا اوٹھا کر مقبرہ شیخ نظام الدین مین مدفون کیا بعدازان اوسکی ہڈیان مشہد مقدس مین پہونچین کسی شاعر نے اوسکی شہادت مین یہ رباعی لکھی ہے رباعی بیرام بطوف کعبہ چون بست احرام * در رسید بکعبہ کار او گشت تمام * تاریخ وفات او بجستم ز عقل * گفتا کہ شہید شد محمد بیرام * میرزا عبد الرحیم ولد بیرام خان جو تین برس کا تھا حضور اقدس مین حاضر ہوکر مورد الطاف ہوا اکبر نے شفقت کا ہاتھ پھیرا مرزا خانی کا خطاب عطا فرمایا جب سن تمیز کو پہونچا اور اچھی اچھی خدمات بجالایا فرزند برخوردار خانخانان سپہ سالار کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا ہوا اس شخص نے اچھی اچھی خدمت اور تدبیرین کین گجرات اور ٹھٹھہ اور دکن اسنے فتح کیے اور راجہ ٹوڈرمل کی وفات کی بعد وزارت کا نظم و نسق اسیکے سپرد ہوا جو خانخانان کہ موروثی طبیعت اور بلند ہمتی اور شجاعت فطری اور بذل و سخا مین مشہور ہے وہ یہی خانخانان ہے القصہ جب بیرام خان دنیا سے اوٹھ گیا اکبر بادشاہ بذات خود امور جہانداری کے انصرام مین مصروف ہوا —

تسخیر مالوہ کی کیفیت

چونکہ باز بہادر ولد شجاعت خان مشہور شجاع دل خان جو کہ امراے شیر شاہی سے تھا مالوہ کا حاکم تھا شراب جوانی سے مست اور لذات نفسانی کا اسقدر پابند تھا کہ ہمیشہ عورات کی مصاحبت اور نازنینون کی معاشقت مین رہتا اکثر عورتین صاحب جمال کا ہش بدر غیرت ہلال جمع کی تھین اکثر اوقات اونکے بوس و کنار مین لیل و نہار بسر کرتا منجملہ انکے روپ متی معشوقہ ایسی حسین مہ جبین تھی کہ سنا یوسف کو حسینان جہان کبھی دیکھے

سردست فیلبان کی گردن علحدہ کی اسیطور سے اکثرے اوسیان کمین اوران حرکات غیر مستحسن کو سنکر بادشاہ کا
مزاج برہم ہوا آخر مدارات سے درگذر کر دفعیہ فساد کی فکر ہوئی بادشاہ تھوڑے دنون کے بعد مع چند امرا کے
شکار کے بہانہ سے نکلکر دہلی چلا گیا اور شہاب الدین احمد صوبہ دار دہلی کو اپنے ارادہ سے متنبہ کرکے اطراف دہلی
کے امرا کے نام اس مضمون سے فرمان جاری فرمائے کہ خاطر اقدس بیرام خان سے متغیر ہے امور سلطنت خاص
اپنے ذمہ لیئے گئے جسے ہماری اطاعت منظور ہو درگاہ والا مین حاضر آئے جسقدر امرا کہ بیرام خان کے
پاس تھے وہ بھی آزردہ ہوکر حضور مین چلے آئے میر شمس الدین محمد خان اتکہ جنت الطلب شہر سے حاضر حضور ہوا
اور علم ونقارہ اور تمن اور منصب بیرامی سے سرفرازی پائی اور اکثر اطراف ونواح کے امرا حاضر حضور ہوئے
بیرام خان نے جب یہ خبر پائی عجز وانکسار سے عرضداشت کی اکبر نے درجواب تحریر فرمایا کہ اوسکا حضور مین آنا
مناسب نہین بہتر یہ کہ کو جاوے وہان سے جب لوٹے گا مورد عنایت ہوگا جب بیرام خان نے حجاز کی رخصت
پائی آگرہ سے نکلکر میوات مین سلطان سکندر افغان اور غازی خان سور کو مرخص کیا کہتے ہین
کہ بیرام خان نے رخصت کیوقت مشار الیہ سے اشارہ کردیا تھا کہ ممالک محروسہ مین خلل انداز ہون اور
خود پنجاب کو چلا اکبر نے اس خبر سے باخبر ہوکر بیرام خان کے نام فرمان نصیحت عنوان صادر کیا مگر آپنے
فتنہ پردازون کے اغوا اور بادشاہی شان وشوکت کے لالچ سے بجہہ نشہ اقتدار کے غرور مین
بیکانیر چلا اور چند روز راے کلیان مل زمیندار بیکانیر کے پاس آرام سے رہکر پنجاب کو عازم ہوا اور کھلے بندون
باغی ہوکر سندا و تھارہ کے راستی سے پنجاب پہونچا اکبر نے میر شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع دیگر امرا کے اوسکے مدافعہ کو مقرر
اور خود بدولت بھی عقب سے عازم ہوا اتکہ خان نہایت چالاکی کرکے جلد پہونچ گیا اور ستیج از رجاہ
درمیان مین موضع کو بجور متعلقہ پرگنہ داروک مین دونون کا مقابلہ ہوا عجب معرکہ درپیش آیا بیرام خان
غالب ہوکر فوج بادشاہی پر حملہ آور ہوا چونکہ زمین اکثر دھانون کے کھیت کی اور دلدلی تھی بیرام خان
کے لشکریون کا پیرنا اوٹھہ سکا جسقدر یورش کرتے زمین پاؤن پکڑتی تھی اتکہ خان کی فوج نے جو یہ حال دیکھا
اکثرون کو تیر سے دلفگار کیا بعضون کو تلوار کے گھاٹ اوتارا کتنے قید ہوئے بیرام خان اس آفت ارضی سے
گھبرا کر بھاگا اور راجہ گنیش ورانا پور کے زمیندار کے پاس جو کوہ سوالک پر واقع ہی تلوارہ مین مقیم ہوا اس فتح
کی خوشخبری سہرند کے مقام پر بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اس نوید کو سنکر لاہور مین تشریف ارزانی ہوئی وہان سے
چند روز مقیم رہکر تلوارہ کے اطراف مین شرف نزول ہوا یہان پر پہاڑیون نے پر نکالے اور آخر کار لڑائی سے
بھاگ نکلے بیرام خان نے جب نصیبے کی بدبازی سے کمین سچا دیکھا درگاہ والا مین عذر خواہی کی اور اس امر کا
مستدعی ہوا کہ کوئی معتمد آکر میرا ہاتھ پکڑ کر حضور مین پہونچاوے لہذا اول مولانا عبداللہ سلطانپوری معروف

میو اسطے موقوف کیا اور وہان سے مراجعت کر کی جالندھر مین مقام کیا ؛

لڑنا ہیمون بقال کا اکبر کے مقابلہ مین اور قید ہوکر جان دینا

چونکہ ہیمون جو کہ سپہ سالار اور سلطان محمد عدلی کا مدار علیہ تھا اور ابراہیم خان سور اور سلطان محمد حاکم بنگالہ اور
نیز دیگر پٹھانون سے جنکو اپنی شکوہ وشوکت پر غرہ تھا لڑ کر فتحیاب ہوا۔ اب کیا یہ چھینا تھا شیطان نے
کان مین پھونک دیا کوئی تجھسے بہتر نہین ہیمون کو نخوت اور خود فروشی نے گھیر لیا جب ہمایون پادشاہ کی
وفات کی خبر سنی شاہزادہ اکبر سے ملک چھین لینا نہایت سہل سمجھا عدلی کو پٹنہ مین چھوڑ کر آگرہ اور دہلی کا
عازم ہوا اور پہونچتے پہونچتے امراے پادشاہی کو سہل سی لڑائی مین خارج کر کے آگرہ کو دابیٹھا اور وہان سے
دلیرانہ دہلی کو آیا اور یزدی بیگ خان کو مع دیگر امراے پادشاہی کے خفیف سی لڑائی مین بھگا کر دہلی مین متصرف
ہوگیا پچاس ہزار سوار اور ڈیڑھ ہزار فیل کوہ وقار اور اکاون بڑی توپ اور پانسو ضرب زن وغیرہ توپین
ہمراہی مین رکھین ۔ یہ خبر جالندھر مین اکبر کو ملی چونکہ اس چھوٹے سے سن مین بڑی عقل تھی سکندر کی مہم ملتوی کر کے
ہمایون کی گوشمالی کو عازم ہوا اطراف وجوانب کے امرا موجب حکم حاضر ہوئے یزدی بیگ خان جسنے ہیمون سے شکست
پائی تھی سرہند کے مقام پر مستفیض بملازمت ہوا بیرام خان خانخانان بسبب ہم چشمی کے یزدی بیگ خان کو نہین
دیکھہ سکتا تھا اس سانحہ سے اوسکو اپنے خیمہ گاہ مین لیجا کر اس قصور سے کہ ایک بقال نے شکست فاش دی بیچارے
کو مار ڈالا اور اکبر کے حضور مین عرض کیا کہ ہیمون کی فتح اور منتسبان دولت کی شکست فقط یزدی بیگ خان کی کم توجہی
سے ظاہر ہوئی لہذا اوسکا قتل کرنا دوسرے کی عبرت کو کافی ہوا اکبر نے وقت پر نظر کر کے طرح دی کچھہ برا بھلا زبان
پر نہ لایا وہان سے پیشتر روانہ ہوا بعض لشکر کی سرداری سکندر خان اوزبک کو ملی اور حکم ہوا کہ بطور منقلا چند کوس
آگے آگے روان ہو۔ ہیمون امرا کے شکست دینے اور دہلی آگرہ کے تسخیر کرنے سے زیادہ تر دلیر ہوگیا تھا عزیمت کی
خبر سنکر خود بھی دہلی سے روانہ ہوا اور غرور مین آکر توپخانہ کو پانی پت بھیجا تا کہ وہان مورچہ درست ہو رہے
فوج اکبری جو کہ پیشتر پیشتر روان چلی جاتی تھی جسارت کر کے توپخانہ کو اپنے قبضے مین لائی اور اس دستبرد سے
دلاوران شاہی کی طبیعت بڑھ گئی اور اوس بقال کی ہمت گھٹی اسیوقت مین ہیمون دل مضبوط کر کے پانی پت آیا
اور فوج منقلا سے گرم جنگ ہوا اقبال پادشاہی نے اپنا کام کیا فوج منقلا نے میدان رزم مین لنگر جما کر خوب تلوار کی
مگر فوج ہیمون کا غلبہ اور پادشاہی لشکر کی شکست ہوئی اکثرون کے پیر اوکھڑ گئے اوسوقت ہیمون نے اپنا سر
ہودج سے نکالا تا کہ لشکر کو جمع کر کے تعاقب کرے قسمت مین تو یہ لکھا تھا کہ اقبال اکبری چمکے ناگاہ کسی مغل کے
تیر نے گوشہ کمان سے نکلکر ہیمون کی آنکھہ مین جگہ لی اور فورًا کاسہ سر سے نکل گیا درد سر کی سوزش سے اوس
مدبر نے اپنا سر ہودج کے اندر تکیہ پر رکھا فوج کو گمان ہوا کہ لڑنے والی وہ افسر ہو گئی سراسیمہ ہو کر سربسر فراری ہونی لگا خ

ہمایون سے تحمل اٹھ سکتے ہوئے زمین پر گرا سارے اعضا اور جوڑ پھیلگئے اور داہنی طرف سر مین نہایت صدمہ
پہونچا کہ بیہوش ہوگیا ہرچند طبیب اور حکیمون نے معالجہ کیا مگر کچھہ سود نہوا بالآخر بہشت برین کو روانہ ہوا
نعش اوسکی معز الدین کیقباد کے کیلوکھری مین مدفون ہوئی اور اوسپر بڑی شان و شوکت کی عمارت تعمیر ہوئی
ابتک موجود ہی دیکھنے والون کو عبرت ہوتی ہی ہرچند شعرائے عصر نے وفات کی تاریخین بہت سی کہین مگر اونمین
یہ قطعہ بہت عمدہ تصنیف ہوا قطعہ ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل ⁂ کہ فیض خاص او بر عام افتاد ⁂ بنای
دولتش چون یافت رفعت ⁂ اساس عمرش از انجام افتاد ⁂ چو خورشید جہانتاب از بلندی ⁂ بپایان در کنار شام افتاد
جہان تاریک شد در چشم مردم ⁂ خلل در کار خاص و عام افتاد ⁂ قضا از بہر تاریخش رقم کرد ⁂ ہمایون بادشاہ از بام افتاد
اس شخص نے پہلے مرتبہ دس برس اور دوسری بار دس مہینے حکمرانی کی

ذکر ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بن ہمایون بادشاہ

اگرچہ اس بادشاہ قوی بال کے احوال اکثر مورخون نے مانند خواجہ عطاے فرشتی نے تاریخ اکبر شاہی مین اور خواجہ
نظام الدین احمد نے طبقات اکبری مین اور شیخ عبد القادر بدایونی اور شیخ الہداد اور شیخ فرید مخاطب
بمرتضی خان اور شیخ ابو الفضل بن مبارک اور محمد شریف معتمد خان نے اقبال نامہ جہانگیری مین لکھا ہی خصوص مجموعہ
فضایل صوری و معنوی شیخ ابو الفضل بن شیخ مبارک یمنی الاصل ہندی نژاد نے اس بادشاہ کا واقعات عمری
کمال تفصیل اور شرح سے تحریر کیا اور اوسی کا نام اکبرنامہ رکھا اس کتاب مین تین دفتر ہین جسکے تیسرے دفتر کا نام
آئین اکبری ہی اول دفتر کا نصف حصہ اکبر کے بزرگون کے بیان مین ہی اور نصف حصہ دیگر مین جلوس اکبری اور سترہ
برس کے واقعات مندرج ہین دوسرے دفتر مین ولایت مالوہ اور گجرات و پٹنہ و بنگالہ اور اوڈیسہ و کسمند و
سکر و ٹھٹہ اور قندھار اور برہان پور و خاندیس وغیرہ کی فتح کا حال ہی گیارہوین سال سے بیالیسوین [۴۲] برس
تک کا حال درج ہی تیسرے دفتر آئین اکبری مین مخصوص بادشاہ کے اوضاع اور اطوار کا بیان ہی لیکن چند سطرین
یہان بھی واسطے پیرایہ بیان کے تحریر ہوتی ہین القصہ جسوقت ہمایون بادشاہ نے اس دار ناپایدار سے
رحلت فرمائی شاہزادہ محمد اکبر سکندر کی مدافعت کے واسطے جسنے قلعہ مانکوٹ سے نکلکر لاہور مین غدر برپا کر رکھا تھا
نواح پنجاب قصبہ کلانور مین رونق افروز تھا جب اس واقعہ ناگزیر کی خبر پائی بعد رسم تعزیت کے جمعہ کے روز
دوپہر کے وقت تاریخ سوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ ہجری کو اورنگ نشین خلافت ہوا اسوقت مین اکبر کی عمر تیرہ [۱۳] برس
آٹھہ مہینے اٹھائیس روز کی تھی بیرام خان خانخانان نے عمدہ مدار الملکی اور وکالت پر سرفرازی پائی اور مہمات
عقد و حل اور مقدمات کا قبض و بسط اسکے اختیار مین ہوا جب جشن جلوس سے فرصت ملی سکندر کی سرکوبی
مانکوٹ کے پہونچا مگر برسات کے سبب سپاہ کے حال پر رعایت کرکے اس مہم کو چند

درمیان سے دفع کرون وہ جواب دیتی کہ میرا بھائی تیری بدولت عیش و عشرت کرتا ہی اوسکو بادشاہی سے کیا غرض میرے ایک ہی بھائی ہی اگر وہ بھی نرہے تیری بادشاہی سے مجھے کیا مزہ ملیگا آخر جو کچھہ اسلام شاہ نے دوراندیشی کی تھی اوسکی عورت نے ملاحظہ کیا فیروزخان کے جلوس سے دو تین روز گذرے تھے کہ مبارزخان کو بادشاہی کا خیال ہوا اوسکے بچے کی فکر مین گھر آخر حسب دستور محل سرا مین گیا بی بی بائی نے اسکے تیور سے شرارت پائی کمال عجز وزاری سے کہنے لگی کہ میرے لڑکے کے خون سے درگذر اور اگلے احسان کو کہ مکرر تجھکو اسلام شاہ کے قتل کرنے سے بچایا یاد کر بہرحال میرے بیٹے کو بخش دے اور جدھر حکم کرے مین اوسکو لیکر چلی جاؤن ہر چند بہت سا عجز و الحاح کیا مگر اس بیحیا کو کچھہ خیال نہ آیا فیروزشاہ کو بری طرح سے ذبح کر ڈالا اور دنیا و آخرت کی بدنامی حاصل کی اس

اس طفل مظلوم کی بادشاہی اس سے بیحیی سرا مین تین روز رہی

ذکر سلطان محمد عادل شاہ معروف مبارزخان

سلطان محمد عادل شاہ عرف مبارزخان عدلی بن نظام خان برادر شیرشاہ ۹۶۰ سنہ ہجری مین تخت آرا ہوا اسکے خطبہ مین نام نامی نے رواج پکڑا سلطان محمد عادل لقب ہوا مگر پٹھان لوگ صرف عدلی کا لفظ کہتے تھے۔ الغرض سلطان تغلق کے مانند خزانے کھولکر جود و سخا مین مصروف ہوا اور خواص خانکے چھوٹے بھائی شمشیر خان کو جو شیرشاہ کے غلام کا بچہ تھا وزیراعظم اور ملک کا مدارعلیہ بنایا اسکے روبرو ہیمون بقال ریواڑی والے نے اعتبار حاصل کیا۔ یہ ہیمون پیشتر بڑی تنگی سے گلی گلی نمک بیچتا تھا جسوقت شور بختی دور ہوئی اور نصیبہ خواب شیرین سے بیدار ہوا ستیر ہوگیا اور اکثر ملکی اور مالی مقدمات مین دخیل ہوا جب محمد عادل کو بادشاہی ہوئی معتمد علیہم ہوکر سرفراز ہوا اور رفتہ رفتہ کل مہمات ملکی اور مالی اوسکے پاس جمع ہونے لگے چند روز تک بسنت رای اور بعدازان راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا۔ کل امور مین پیشدست ہوا ایک نام کے واسطے تو عدلی بادشاہ تھا باقی کل کاروبار بادشاہی کا ہیمون کے متعلق تھا حکام کی معزولی بحالی اور جاگیر کی تجویز اور لشکر کا انتظام اور ملک کا بندوبست سب اسکے اختیار مین تھا اور شیرشاہ اور اسلام شاہ کے خزانے و دفینے اسکے قبضے مین تھے۔ کہتے ہین کہ یہ شخص بدصورت اور کوتاہ قد اور زردو اندیش تھا گھوڑے کی سواری نہین جانتا تھا تلوار کمر مین نہین رکھتا تھا ہمیشہ ہاتھی پر سوار ہوتا لیکن شجاع اسقدر تھا کہ سلطان عدلی کیطرف سے جو پٹھان سلطنت کے مدعی تھے اونسے بائیس لڑائیان لڑکر مظفر اور منصور ہوا اور عقل و تمیز سے بھی ایسا بہرہ رکھتا تھا کہ جو کچھہ فرمان روائی اور کشورکشائی کی تدبیر اوس سے نکلین افاغنہ کے رؤسا مین کسی سے نہوئی تمام پٹھانون کو اپنا مطیع کر لیا تھا کسیکو انحراف کی مجال نہ تھی القصہ چند دنون کے گذرنے پر سلطان عدلی سے پٹھان لوگ برخلاف ہوگئے اور ہر طرف بغاوت شروع ہوگئی بیٹھے بٹھائے فتنہ اوٹھہ کھڑا ہوا شاہ محمد فرملی اور سکندرخان اوسکے لڑکے نے بادشاہ کے روبرو سخت گفتگو کی اور اکثرون پر تختہ صاف کرکے خود بھی

سیرالمتاخرین

بادشاہ کامران مرزا کے قید کرنے کو دریاے سند سے پار اوتر آیا ہی اس خبر سے اسلام شاہ لاہور کو عازم ہوا اوبچا
کے بیل دور دراز چرائی پر گئے تھے جلدی کے سبب سے اونٹون کو حکم ہوا ایک ایک توپ ایسی بڑی تھی کہ دو دو ہزار
آدمی کھینچتے تھے لاہور مین پہونچکر خبر ملی کہ بادشاہ کامران مرزا کو قید کرکے دریاے سند سے پھر کابل چلا گیا —
اسلام شاہ نے وہان سے لوٹ کر یہ چاہا کہ لاہور بڑا شہر اور اسی راہ کابل سے مغل کے آنے کا وسوسہ رہتا ہی لہذا مصلحت ہی کہ اسے خراب اور
ویران کرکے مانکوٹ بسایا جاوے جو کہ عین راہ مین واقع اور قلعہ استوار رکھتا ہی اور اوسی جگہ دارالسلطنت مقرر ہو
اور نیز تھوڑی فرصت مین سارا سامان بادشاہی کا یہان پر ملنا ممکن ہی
یہ قلعہ چار قلعہ مستحکم ایسے محل اور موقع سے پہاڑ پر رکھتا ہی کہ دیکھنے والون کو ایسی معلوم ہوتا ہی سینکڑون فوجون
کو وہان پہونچنا مشکل ہی اور برطبق پہونچنے کے اوسکے باشندون پر ہاتھ پہونچنا دشوار چشمہ خوشگوار بہتے ہین
اور معاش جسقدر درکار ہو میسر فقط لیکن یہ ارادہ انجام کو نہ پونہچا جب گوالیار لو پہنچا چند مقام کرنا پڑا
تاریخ شیرشاہی کا مولف جو کہ قوم افاغنہ سے ہی لکھتا ہی کہ اسلام شاہ کے زمانہ مین ایک فقیر ظاہر ہوا لاابالانہ زندگی
کرتا تھا اور منکرات سے چندان پرہیز نکرتا تھا اسلام شاہ نے جو کہ شرع کا پابند تھا بارہا اوسکو ممانعت کی کہ
اسطرح کی مجلس اور اژدحام مین نہ بیٹھا کرے جب اوسنے نہ سنا اپنے روبرو بلا کر جھڑک کر کہا کہ اگر پھر ایسی حرکت
کرتا تھا اور منکرات سے ... تجھے جلوا دونگا فقیر نے جلد جواب دیا کہ اول تو اپنے تئین جلنے سے بچا بعد ازان مجھکو جلانا یہ کہکر چلا گیا قضارا
اوسی روز یا دوسرے روز اسلام شاہ کے سر پر دانہ موذی ہوا اور ایسا گرم تھا کہ اسلام شاہ کہتا تھا جلا جلا اس جلن مین
دو تین روز کے بعد گذر گیا یہ شخص بھی باپ کے مانند جہانداری مین پابند تھا اوسکے عہد مین کوئی کسی پر زبر[دستی]
نہین کرسکتا تھا نیلاب سے بنگالہ تک جو شیرشاہ نے سرائین تعمیر کردی تھین اس شخص نے اونکے درمیان مین ایک
ایک سرا اپنی طرف سے اور اضافہ کی اور بدستور باپ کے مسافرون کو اپنے سرکار سے کھانا مقرر کیا قانونگو
تقرر پرگنہ وار واسطے طیاری کاغذات اور دریافت حال رعایا اور تدبیر آبادی اور افزونی زراعت اور تحصیل
محصول اور گذارش نیک و بد کیواسطے اسیکے عہد مین ہوا جسقدر ملک گیری اور جہانداری اور عدل و انصاف
کی رواج اور انتظام جہانداری ان باپ بیٹے کے عہد مین ہوئے دوسرے فرمانروایان ہند مین کمتر
دیکھنے مین آئی مدت جہانداری کی آٹھ برس دس مہینے آٹھ روز ہی

ذکر فیروز شاہ بن اسلام شاہ

اسلام شاہ کی رحلت کے بعد ارکان دولت نے فیروز خان کو دس برس کی عمر مین تخت نشین کیا اسلام شاہ
اپنی حین حیات مین اپنی بی بی بائی سے کہا کرتا تھا کہ تیرے اس لڑکے کی موت تیری بھائی مبارز خان کے
ہاتھ سے ہوگی اگر لڑکے کی سلامتی درکار ہی بھائی سے ہاتھ اوٹھا اور مجھے اپنی مرضی پر چھوڑ کر مین اسکو

بلاشرکت غیرے پٹنہ اور بنگالہ مین تسلط کرلیا اور طاقت پیدا کرکے ہمایون کے ملک پر دوڑنا شروع کیا-
جسوقت ہمایون گجرات تسخیر کرنے کو چلا شیرشاہ کا لڑکا وہان سے بھاگ کر باپ کے پاس آیا ہمایون کو گجرات
کی مہم مین کچھہ دیر لگی- شیرخان نے فرصت جو پائی سرکشی شروع کی- جب گجرات سے معاودت ہوئی اول
شاہی فوج شیرخان کی سرکوبی پر مقرر ہوئی اور عقب سے خود بدولت بھی متوجہ ہوئے اوسوقت مین شیرشاہ
قلعہ رہتاس کی تسخیر مین کوشش کررہا تھا- اور کبھی کبھی اوسکی گردنواح مین لوٹ مار بھی کرتا تھا القصہ شیرخان
نے راجہ چنتامن قلعدار رہتاس کو کسی برہمن کی معرفت یہ پیام دیا کہ مغل میرے پیچھے پڑے ہین خدا کیواسطے
مردمی کرکے میرے عیال واطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دیجیے اسکا احسان تاقیامت میرے سرپر رہیگا- اور
برہمن کو روپیہ دیکر اپنا فریفتہ کرلیا- برہمن نے راجہ کے پاس جاکر نہایت سماجت کی اور آخر کو کہا کہ اگر میرا کہنا
نمانیگا تو تیری گردن پر میرا خون ہوگا راجہ برہمن کے پاس سے لاچار ہوا باوجودیکہ راضی نہ تھا قہر درویش بجان درویش سمجھکر قبول کیا
کہ اچھا لڑکے بالے چلے آوین اوسوقت شیرخان نے کئی سو ڈولیان طیار کین اور ہر ڈولی کے ہمراہ دو دو پٹھان بٹھا
کردئے راجہ کا تو ستارۂ اقبال عنقریب ڈوبنے والا تھا ہرگز مزاحمت نہ کی جب ڈولیان قلعہ مین آگئین
راجہ چند آدمیون کے ساتھہ براہ مہمان نوازی جس دروازے پر مقرر تھا آکر حرم سراے شیرشاہی مین مبارکبادی کہنا چاہی
اور پٹھانون نے دفعتاً تلوارین کھینچکر راجہ کو مع ہمراہیون کے زیر تیغ کیا قلعہ مین بڑا غلغلہ پڑگیا شیرخان بھی
مسلح دروازہ پر پہونچا پٹھانون نے اندر سے کھول دیا پھر کیا پوچھنا تھا راجہ کا تمام ساز وسامان غارت ہوا-
اور ایسا مضبوط قلعہ نہایت آسانی سے شیرخان کے ہاتھہ لگا اسی عرصہ مین خبر لگی کہ قلعہ چنارہ کو ہمایون نے فتح کرلیا
شیرخان اگرچہ ملول ہوا مگر کہنے لگا الحمدللہ خدا نے رہتاس کا ایسا قلعہ میرے تئین لطف فرمایا جب ہمایون اور
آگے کو آنکلا شیرشاہ بنگالہ کو سدھارا جب بادشاہی مقابلہ کی تاب نہ آئی جھارکھنڈ کو بھاگا اور کوہستان جھارکھنڈ
کے نکلنے اور ہمایون پر غالب آنے کا حال واقعات ہمایونی مین تحریر ہوچکا ہے مکرر حاجت نہین- القصہ شیرشاہ
نے دوبارہ ہمایون پر فتح پاکر لاہور تک تعاقب کیا اور وہان سے خواص خان اپنے غلام کو مع لشکر گران کے
بادشاہ کے پیچھے روانہ کیا اوسنے اوچ اور ملتان تک پاشنہ کوبی کرکے معاودت کی اور شیرشاہ خود بھی اوسکے
تعاقب مین تاخطۂ گکھران تک گیا- اور بال پہاڑ کے متصل ایک قلعہ بنوا کر رہتاس نام رکھا اور دس ہزار سوار
ہمایون کے راہ روکنے اور گکھرون کی گوشمالی کو وہان پر چھوڑا اوس قلعہ کی عمارت اسلام شاہ نے تمام کی القصہ
شیرشاہ نے اوس ملک کا بندوبست کرکے آگرہ کو نہضت کی ۹۴۷ھ ہجری مین اپنے نام کا سکہ وخطبہ مروج کیا
اور شیرشاہ اپنا لقب مقرر کیا بعدازان راجہ پورن مل کے سر پر چڑھائی کی اس راجہ نے سرکشی کی تھی اور دو ہزار
مسلمانیان اور ہندنیان بجبر نہین ناچنے والیون کے فرقہ مین بھیجین انکو اپنے حرم مین رکھتا تھا اسنے قلعہ کا محاصرہ کیا

سلطان محمد کے روبرو شکارگاہ مین نہایت دلیری سے ایک شیر کو تہ شمشیر کیا اوسنے شیر خان کا خطاب دیا
اور روز بروز اسکے مرتبہ کی ترقی مین رہا چند دنون بعد اپنے لڑکے کی وکالت پر مقرر کیا بعد چندروز کے چند سبب سے
شیر خان کو اوسکی طرف سے بدظنی ہوئی آخرش سلطان جنید برلاس کے حضور مین مانک پور چلا گیا یہ شخص امرا
بابری مین معزز تہا اور بادشاہ کی خالہ اسکی منکوحہ تھی۔ اتفاقاً سلطان جنید برلاس مانکپور سے بادشاہ کی ملازمت
کو آیا شیر خان بھی ہمراہ تہا مغلون کی وضع اور طور دیکھکر اپنے یارون سے کہتا تھا کہ ہندوستان سے انکو
نکال دینا کچھہ بات نہین ہے۔ کیونکہ مغل کو بجز عیش و عشرت کے کسی کام مین رسائی نہین ہے اور ہر کام کا مدار
وزیرون پر چھوڑتا ہے اور عیب اسقدر ہے کہ باہم متفق نہین اگر مجھے اپنی قوم سے اتفاق ہو جائے بات
کہنے مین مغل کو ہندوستان سے نکال دون اسکے یار لوگ ایسے کلمات سُن کر اوسکو خوف دلاتے تھے۔ اون
دنون مین بابر بادشاہ نوکرون کے طعام اور انعام مین لحاظ کرتا تھا باری باری ہر امیر کو مع اوسکے رفیقون کے
دسترخوان خاص پر بولاتا تھا آخر اپنی باری پر سلطان جنید بھی مائدہ شاہی پر حاضر ہوا شیر خان ہمراہی مین تھا
لوگون نے شیر خان کے روبرو آش ماہیچہ کا پیالہ رکھدیا چونکہ اس شخص نے کبھی نہ دیکھا اور نہ کھایا تھا۔
اوسکے کھانے سے عاجز ہوکر چھوری نکالی اور کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کیا جب بادشاہ کی نظر پڑی اس حرکت
سے متعجب ہوکر دریافت کیا کہ کسکے ہمراہ ہے سلطان جنید نے عرض کیا کہ فدوی کے ساتھہ ہے۔ بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکی آنکھہ سے فتنہ برستا ہے ضرور ہے کہ قید کرو۔ جنید برلاس نے عرض کی کہ یہ پٹھان لوگ دردولت
نہ آوینگے اس سبب سے یہ حکم موقوف ہوا اور شیر خان قیافہ سے صدور حکم کا اشارہ سمجھکر باہر نکل گیا۔
اور بہر حاکم بہار کی ملازمت مین جاکر صاحب اعتبار ہوا۔ جب کہ وہ مرا اور اوسکا لڑکا مسند نشین ہوا اسکی
کم لیاقتی کے سبب سے شیر خان مدار علیہ ہوا اور کمال استقلال بہم پہونچا کر تسخیر اطراف کو عازم ہوا۔
اوسی زمانہ مین تاج خان افغان جسکے تصرف مین چنارگڈہ کا قلعہ تھا مر گیا اور سوائے عورت کے دوسرا
وارث نرکہتا تہا پانچ بھائی پٹھان اوسکے کارپرداز تھے۔ منجملہ اونکے ایک شیر خان کا دوست تہا۔ شیر خان
نے بمقدمہ قلعہ اوسکے نام تحریر کیا اوسنے جواب بھیجا کہ ابھی اختیار میرے ہاتھہ ہے یقین کہ بشرط پہونچنے
کے مدعا حاصل ہو ویں شیر خان نے پہونچکر قلعہ مین قبضہ کر لیا اور اوس عورت سے نکاح پڑھایا اور اسی
قرب مین محمد بابر بادشاہ نے گلگشت بہشت کا عزم کیا اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ہوا اور سلطان محمود
بن سلطان سکندر لودہی پٹنہ مین پہونچکر مسند حکومت پر رونق افزا ہوا شیر خان اسکی اطاعت کرکے
باتفاق ہمدیگر جونپور کو گیا۔ اور اوسکے گرد نواح کو ملازمان شاہی سے چھڑا لیا۔ چند مدت کے بعد بادشاہی
لشکر نے پٹھانون سے جونپور لے لیا جب سلطان محمود سنہ ۹۴۵ ہجری مین مر گیا شیر خان نے

گزین تو ہر گز اوسکی جان کا قصد نکرنا ہمایون نے حکم پدر کا بجالانا سعادت دارین سمجھا جان کے قصد سے درگذرا مگر چشم بینائی کے واسطے دونو آنکھہ مین سلائی پھروادی اور خوردنیش سے معذور کرکے مکہ معظمہ کو روانہ کیا مرزا نے وہان پہونچکر تین مرتبہ حج کی اور آخر کار سنہ ۹۶۴ ہجری مین فوت ہوا۔ ہمایون بعد روانہ کرنے مرزا کامران کے خود کابل مین آکر عیش و سرور مین مصروف ہوا اور غبار کلفت عنایت و افضال الٰہی سے صاف ہوا اب تھوڑا سا حال شیرشاہ کا لکھنا ضرور ہوا تاکہ مشتاقون کو انتظار باقی نرہے

ذکر شیرشاہ جسکا نام فریدخان سور تھا

جسوقت سلطان بہلول لودہی کے زیر فرمان ہندوستان کا ملک تھا شیرشاہ کا دادا ابراہیم خان جو گھوڑون کی سوداگری کرتا تھا ولایت روہ سے آکر موضع بنمالہ توابع نارنول مین مقیم ہوا اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین جمال خان حاکم جونپور کے حضور مین نوکر ہوا اور اوسکے مرنے کے بعد اوسکا لڑکا فریدخان خدمت مین جمال خانکے سرفراز ہوا اور ایسی کاردانی ظاہر کی کہ ترقی پاکر پرگنہ سہسرام اور ٹانڈہ کا جو رہتاس کے مقامات مین تھا مع پانسو سوار کے جاگیر مین ملا حسن خان کسی لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کو پیار کرتا تھا اور فریدخان اور اوسکے بھائی کو نظر سے گرادیا فریدخان شروع جوانی مین غیرت کھاکر ترک مصاحبت پدر کرکے جونپور گیا اور جمال خان کے حضور مین بسر کرتا تھا علم عربی کی طرف رغبت کرکے صرف و نحو حاصل کی باپ نے ہرچند طلب کیا مگر یہ شخص پرگنہ سہسرام کو نگیا اور باپ کی نے اتفاقی اور لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کا پیار کرنا جمال خان سے ظاہر کیا تاآنکہ باپ اندیشہ مند ہوکر جونپور گیا اور بعد قیل و قال اور نصیحت اور موعظت کے فریدخان کو اپنی جاگیر کا مدار علیہ مقرر کرکے سہسرام کو رخصت کیا فریدخان اصابت فکر اور تدبیر سے بہرہ ور تھا دل کا بندوبست قرار واقعی کیا۔ اور گردن کشون کے نابود کرنے اور متمردون کی سرکوبی مین اچھی کوشش کی رعایا کو اپنی طرف سے راضی رکھا اور ایسے تردد نمایان کیے کہ تھوڑی مدت مین جاگیر کی آبادی اور محصول کی زیادتی ہوئی سرکشون نے کبھی کھاکر مالگذاری مین کمر باندھی جب حسن خان جونپور سے واپس گیا لونڈی نے ایسا فریب دیا کہ پھر فریدخان سے جاگیر کا کام نکل گیا اور اوس لونڈی کے بڑے لڑکے کو یہ خدمت ملی فریدخان آزردہ ہوکر جونپور گیا جب حسن خان مرگیا باوجودیکہ لونڈی بچون کا تسلط تھا مگر ریاست فریدخان کے ہاتھہ لگی لیکن اسکے غلانی بھائی منافق ہوکر قابو ڈھونڈھتے تھے اوسوقت مین بھی فریدخان سے ایسی دلیریان ظاہر ہوئین کہ آشنا و بیگانہ مین آفرین ہونے لگی تاآنکہ محمد ظہیرالدین بابر ہندوستان کا فرمان روا ہوا اور سلطان ابراہیم لودہی معرکہ مین کام آیا فریدخان وہان سے سلطان محمد کے پاس نوکر ہوا یہ شخص قوم لودہی سے بہار کا حاکم تھا اور اوسوقت مین بطور خود بادشاہ بن بیٹھا تھا الغرض فریدخان نے اسکے حضور مین عمدہ عمدہ خدمتین کین ایک مرتبہ

منتقد کرے تو البتہ کابل سے درگذر ہو مرزا نے قبول کرنا چاہا مگر با موافق امرا نے نہ کرنے دیا چار لڑائی چار بچاران سے
قریب مین واقع ہوئی اور مرزا کامران ناکام ہو کر بھاگا اور ملک افغان کو چلا گیا اور دوبارہ مرزا عسکری ہمایون کے
ملازمت مین مستفیض ہوا ہزارون خوشی ہوئی پھر مقرر ہوا کہ اب شاہزادہ اکبر رکاب سے دور رہے بعدہ کابل کو
روانہ ہوئے اور مرزا عسکری کو سلسل مرزا سلیمان کے پاس بدخشان کو روانہ کیا کہ بلخ کی راہ سے مکہ کو روانہ کرے مرزا
عسکری نہایت خجالت مین روانہ مکہ ہوا اور سنہ ۹۶۵ ہجری کو مکہ اور شام کے درمیان مین صبح زندگانی شام ہوئی —
کامران مرزا ہزیمت پاکر تجردانہ قلندری لباس کرکے مرہ سیر سے جلال آباد کو چلا اور خلیل اور مہمند کی مدد سے چند مرتبہ
فوج جمع کرکے شاہی لشکر سے جو اوسکے تعاقب مین تھا لڑائی کی مگر شکست کھائی — ہمایون نے بھی اوسکی شورش
دفع کرنے کو عزم کیا بسبب مقام گندہک مین پہونچا کامران مرزا نے افاغنہ حشمت کی مدد سے چھاپہ مارا لیکن ناکام
واپس گیا البتہ مرزا ہندال اوس چھاپہ مین کسی پٹھان کے ہاتھ سے نادانستہ مارا گیا ہمایون کو نہایت رنج ہوا
آخر کو بابر بادشاہ کے مزار کے نزدیک گنذرگاہ کابل مین دفن کیا — بالجملہ ہمایون موضع بہسود مین جو ملک بہار کے توابع
مین ہے جاڑے کی فصل تک ٹھہرا جب کسیقدر جاڑے کی کمی ہوئی پٹھانون پر یورش کی جنھون نے مرزا کامران کو
پناہ دی تھی پہر رات گذرنے پر طلوع کے بدر لڑائی ہوئی اکثر پٹھان عدم کو سدھارے اور کامران مرزا وہان سے
مفرور ہوا ہمایون نے مرزا کامران کے فتنہ و فساد سے دلجمعی کرکے کابل کو عزیمت کی اور کامران عاجز ہو کر ہندوستان
وچلا اور سلیم شاہ ولد شیرشاہ کے پاس جو باپ کے بعد ہندوستان پر تخت آرا ہوا تھا اور اوس زمانے مین واقعہ
پنجاب جمون کی مہم مین مقیم تھا گیا جب قصبہ بن مین پہونچا سلیم شاہ نے اپنے لڑکے آواز خان اور مولانا عبد اللہ
سلطان پوری کو مع دیگر امرا کے استقبال کو بھیجکر شاہزادہ کامران کو اپنے پاس بلا لیا اور جمون کی مہم سے
فراغت کرکے مرزا کامران کو ہمراہ لیکر دہلی کا عازم ہوا چاہتا تھا کہ اوسکو قید کرے جب مرزا کو یہ بداندیشی معلوم
ہوئی ماچھی واڑہ کے منزل مین یوسف آفتاب جی کو اپنے خوابگاہ مین چھوڑ کر خود فراری ہوا اور راجہ بکھاٹ کے پناہ
مین گیا جو سرہند سے بیس کوس پر ہے — اور وہان سے راجہ کہلور کے خدمت مین گیا جو کوہستانی راجاؤن مین بڑا
او معزز تھا جب اسے بھی موت نے ستایا مرزا کامران وہانسے نگر کوٹ ہوتے ہوئے جمون آیا وہان بھی نہ ٹھہر سکا
مشقت کرکے سلطان آدم گکھر کے پاس جا پہونچا جو کہ بطور خود حکومت کرتا تھا کسی بادشاہ سے کچھ غرض نہ رکھتا
سلطان آدم نے مرزا کامران کو ٹھہرایا اور بادشاہ کو آرزوی تشریف آوری مین عرضداشت کی ہمایون مع شاہزادہ
محمد اکبر کے بنگشات کی راہ سے دریاے سندھ عبور کرکے آ پہونچا سلطان آدم نے دولتخواہی کے آداب بجالا کر کامران مرزا کو
ہمراہ لیا — اور مقام پرہالہ مین شرف یاب حضوری ہوا چونکہ مرزا کی تقصیرات عظیمہ اور بے اعتدالی سے لشکری تک جان سے
تنگ تھے اور نیز محمد بابر بادشاہ نے نزع کے وقت ہمایون سے وصیت کی تھی کہ ہر چند تیرے بھائی تجھسے بدسلوکی

درمیان میں ملاقات کی اور اپنی مردمی سے کوئی دقیقہ تعظیم اور تکریم کا اوٹھا نرکھا جشن شادی ترتیب دیا اور جیسا
قاعدہ شاہ و شہریار کا ہوتا ہے مہمانداری کی ہر روز نئے رنگ سے مجلس آراستہ ہوئی عیش و عشرت میں بسر ہوتی تھی
مہمان کی خاطرداری میں رات دن گذرتی تھی ہزارون قسم کے تحفجات مانند عراقی گھوڑے جنکے سونہلے زین اور باگین
مرصع اور دیگر کی فاخرہ اور استر طیار اور سانڈنیان صبا رفتار بدیع ہیکل مادہ و نر اور بہت سے تیغ و خنجر اور تفنگ کے
توڑے اور قاقم و سنجاب اور سمور وغیرہ اور زربفت اور مخمل اور اطلس اور مشجر رنگی و یزدی و کاشی ہزاروں طشت
و آفتابہ و شمع اور ہزارون طبق وغیرہ نقرہ اور طلائی اور فرش وغیرہ نہایت عریض اور طویل نادرہ روزگار ہر ایک کو
جدا جدا عنایت کیا — ہمایون نے بھی اسی جشن میں ڈھائی سو لال گران بہا سے بدخشانی تحفہ کے طریق بادشاہ
میزبان کو اسطور پر نذر دکھلائی کہ اوسکی دلخوشی کا موجب ہوا اثنائے کلام میں بادشاہ نے ہندوستان سے نکلنے
اور شکست پانے کا سبب دریافت کیا ہمایون نے ہمراہیون کی بیوفائی اور بھائیون کی کج ادائی بیان کی بہرام مرزا
حقیقی بھائی بادشاہ طہماسپ کا اس کلام سے دل آزردہ ہوا چاہا کہ ہمایون کے مقدمہ میں برہم زن ہو مگر شاہ مہربان نے
اپنے خلق و مروت سے بعید سمجھکر اسکے کہنے کا کچھ اعتبار نکیا اور چند مرتبہ عیش و نشاط کے جشن برابر ہوتے رہے جب
تک ہمایون نے اس بادشاہ کی مہمانی میں ہر طرح کی عیش و عشرت میں بسر اوقات کی جب ایک مدت منقضی ہوئی
شاہ والا جاہ نے بعد ادائے رسم مہمانداری کے کہا کہ مجھے اپنا چھوٹا بھائی تصور فرما کر اپنی مدد و اعانت میں مستعد خیال
فرمائے جسقدر کمک درکار ہو ارشاد کیجیے اگر میری بھی ہمراہی کی ضرورت ہو حاضر ہون ہمایون بادشاہ اس عطوفت کا
شکر بجا لایا اور کمک کی خواہش ظاہر کی بادشاہ نے فورًا جملہ اسباب سلطنت مہیا کیا اور شاہزادہ مراد مرزا کو بارہ ہزار
سوار جرار کے ساتھ ہمرکابی میں ارشاد کیا اور بعد گرم وداع ہونے ہمایون وہان سے کوچ کرکے اردبیل [illegible] زیارت
مزارات بزرگان اوس طرف کی کرکے بعد قطع منازل مع لشکر کمک کے قندھار
کے اطراف میں پہونچا مرزا عسکری نے قلعہ داری کے قاعدے خرچ کیے تین مہینے کے بعد عاجز ہوکر خانزادہ بیگم
بابر بادشاہ کی بہن کے توسل سے حاضر حضور ہوکر قلعہ حوالہ کیا اس بیگم کو کامران مرزا اسیدن کے لیے کابل سے
قندھار میں لایا تھا — الغرض ہمایون نے قلعہ پر متصرف ہوکر مرزا عسکری کو محبوس فرمایا چونکہ شاہ طہماسپ سے
قرار تھا کہ قندھار فتح کرکے شاہ موصوف کی نذر کریگا لہذا ایفائے عہد کرکے قلعہ کو داغ خان کے حوالہ کیا جو کہ فوج امدادی
کا بڑا سردار تھا بحسب تقدیر سلطان مراد مرزا خلف بادشاہ اس جہان سے گذر گیا ہمایون نے داغ خان کو ستمگاری
اور مردم آزاری کی تہمت لگا کر کسی فریب سے قلعہ قندھار اوس سے چھین کر اپنے آدمیون کو حوالہ کیا اور شاہ طہماسپ کو
معذرت لکھہ بھیجی اور اوس والا ہمت نے یہ بھی قبول کر لیا ہمایون نے جب قندھار کے مہمات سے فراغت پائی کابل کو
آیا مرزا کامران میدان جنگ میں برآمد ہوا مگر عدم کامرانی سے بھاگ نکلا غزنین کو چلا اور وہاں سے حاکم ٹھٹھہ

اپنے آنے سے اطلاع دی اوسنے درجواب لکھا کہ اسی اطراف مین چندے آرام فرمایے اور بنام بادشاہ سلیمان جاہ شاہ طہماسپ صفوی کے خط روانہ کیجیے بروقت ورود جواب اوسکے مرضی کے بموجب تعمیل کیجاوے گی پس ہمایون نے اپنے خاص قلم سے اوس بادشاہ سلاطین پناہ کے نام سارا گذشتہ حال لکھکر یہ بیت بھی درج کی ع

بگذشت از سر ما آنچہ گذشت ؛ چہ بکوہ و چہ بصحرا چہ بدشت ؛

اور بموجب شعر محتشی کے نامہ سے لیے پھرے میری تقدیر جا بجا مجھکو ؛ چمن مین کوہ مین صحرا مین دشت و دریا مین ؛ جسوقت یہ خط اوسکے ملاحظہ مین گذرا اپنی جوانمردی جبلی کے بموجب امراء اور حکام اوس اطراف کے نام حکم جاری کیا کہ بادشاہ ہمایون کی ضیافت اور مہمانداری کمال عزت اور احترام سے کی جاوے اور اپنی حد مین ایسی کوئی حرکت نہو کہ اوسکے دل مین غبار کدورت آوے راضی اور خوشنود کرکے حضور مین پہونچاوین اور ہمایون بادشاہ کے نام لکھا کہ تمنای ملاقات حیطۂ تحریر سے افزون ہی نامہ کے عنوان پر یہ شعر حافظ شیرازی کا تحریر کیا ع

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد ؛ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد ؛

شاہزادے کے اتالیق کو جو حاکم اور جانشین خراسان کا تھا تحریر کیا کہ جسوقت ہمایون دارالسلطنۃ ہرات مین پہونچے شاہزادے کو واسطے استقبال کے لیجانا ۔ اور جسطرح باپ بیٹون مین ادب ہوتا ہی اوسی ادب سے شاہزادہ ہمایون کی ملاقات کرے اور جب شہر مین داخل ہو شاہزادہ لڑکون کیطرح ہمرکاب رہے اگر بادشاہ نظر بحال وقت کرکے راہ روی مین تواضع کرے تو بخوبی عرض کرکے اوس قسم سلوک سے باز رکھے الغرض جب ہمایون کو جواب باصواب حاصل ہوا ۔ غرہ ذیقعدہ سنہ ۹۵۰ ہجری کو ہرات مین پہونچا ۔ محمد خان حاکم ہرات بموجب حکم بادشاہ ایران کی مہمانداری کی خدمت مین مصروف ہوا اور شاہزادہ مراد مرزا کو استقبال مین لے گیا اور نہایت ادب شناسی سے ملاقات کی اور اسباب وغیرہ جو سامان سفر اور شان جہانداری کے لیے ضرور تھا طیار کیا ۔ تاکہ بادشاہ والاجاہ کے ملاقات کیوقت کسی امر کی احتیاج نہو ہمایون چند روز ہرات مین رہا اور خواجہ عبداللہ انصاری کے مرقد کی زیارت کرکے کوچ کیا جام مین پہونچکر حضرت زندہ فیل احمد جام کی زیارت حاصل کی وہان سے طوس کے مشہد مقدس مین روضہ رضویہ علی مشرفہا السلام والتحیۃ کے قدمبوس سے مشرف ہوا وہان کے حاکم شاہ قلی خان نے بھی مہمانداری اور خدمتگذاری مین کچھ کوتاہی نکی اسیطرح جدہر سے گذر ہوتا وہان کا حاکم خدمت اور بندگی مین حاضر ہوتا ۔ نیشاپور مین کان فیروزہ کی سیر فرمائی وہان ایک عجیب چشمہ ہی ۔ اگر کوئی پلید چیز اوسمین چھوڑین ہوا مین طوفان پیدا ہو ۔ اور باد وخاک کی شورش سے ہوا تاریک ہو جائے ۔ اس تماشے کو بھی ہمایون نے اپنی آنکھ سے ملاحظہ کیا جبکہ رفتہ رفتہ دارالسلطنۃ کے نزدیک پہونچا لشکری اور ارکین دولت اور امراے نامدار اور وزیران صاحب اختیار حسب الحکم شاہی استقبال کو آئے جب ہمایون اور بھی نزدیک پہونچا خود بادشاہ سلیمان جاہ نے شہر سے برآمد ہوکر ابہر اور سلطانیہ

درمیانمین ملاقات کی اوراپنی مردمی سے کوئی دقیقہ تعظیم اورتکریم کا اوٹھا نرکھا جشن شادی ترتیب
قاعدہ شاہ وشہریار کا ہوتا ہے مہمانداری کی ہر روز نئے رنگ سے مجلس آراستہ ہوئی عیش وعشرت مین لبہ
مہمان کی خاطرداری مین رات دن گذرتی تھی ہزارون قسم کے تحفجات مانند عراقی گھوڑے جنکے مونہلے زین ا
مرصع اور دگد کی فاخرہ اور استرطیلر اور سانڈنیان صبارفتار بدیع پیکر بادہ ونر اور بہت سے تیغ وخنجر اور لنا
توڑے اور قاقم وسنجاب اور سمور وغیرہ اور زربفت اور مخمل اور اطلس اور شجرزنگی ویزدی وکاشی ہزارون طشت
وآفتابہ وشمع اور ہزارون طبق وغیرہ نقرہ اور طلائی اور فرش وغیرہ نہایت عریض اور طویل نادرہ روزگار ہر ایک
جدا جدا عنایت کیا ـــ ہمایون نے بھی اسی جشن مین ڈھائی سو لال گران بہاے بدخشانی تحفہ کے طریق بادشا
میزبان کو بطور نذر دکھلائی کہ اوسکی دلخوشی کا موجب ہوا اثناے کلام مین بادشاہ نے ہندوستان
اور شکست پانے کا سبب دریافت کیا ہمایون نے ہمراہیون کی بیوفائی اور بھائیون کی کج ادائی بیان کی بہرام مرزا
حقیقی بھائی بادشاہ طہماسپ کا اس کلام سے دل آزردہ ہوا چاہا کہ ہمایون کے مقدمہ مین برہم زن ہو مگر شاہ
اپنے خلق ومروت سے بعید سمجھکر اسکے کہنے کا کچھ اعتبار نکیا اور چند مرتبہ عیش ونشاط کے جشن برابر ہوتے رہے
تک ہمایون نے اس بادشاہ کی مہمانی مین ہرطرح کی عیش وعشرت مین بسر اوقات کی جب ایک مدت منقضی ہوئی
شاہ والاجاہ نے بعد اداے رسم مہمانداری کے کہا کہ مجھے اپنا چھوٹا بھائی تصور فرماکر اپنی مدد واعانت مین مستعمل
فرمائے جسقدر کمک درکار ہو ارشاد کیجیے اگر میرے بھی ہمراہی کی ضرورت ہو حاضر ہون ہمایون بادشاہ اس عطوفت کا
شکر بجا لایا اور کمک کی خواہش ظاہر کی بادشاہ نے فورًا جملہ اسباب سلطنت مہیا کیا اور شاہزادہ مراد مرزا کو بارہ ہزار
سوار جرار کے ساتھ ہمرکابی مین ارشاد کیا اور باہم گروداع ہوئے ہمایون وہان سے کوچ کرکے بعد زیارت
مزارات بزرگان اوسطرف کی کرکے بعد قطع منازل مع لشکر کمک کے قندھار
کے اطراف مین پہونچا مرزا عسکری نے قلعہ داری کے قاعدے خرچ کیے تین مہینے کے بعد عاجز ہوکر خانزادہ بیگم
ہمایون بادشاہ کی بہن کے توسل سے حاضر حضور ہوکر قلعہ حوالہ کیا اس بیگم کو کامران مرزا اسیدن کے لیے کابل سے
قندھار مین لایا تھا ـــ الغرض ہمایون نے قلعہ پر متصرف ہوکر مرزا عسکری کو محبوس فرمایا چونکہ شاہ طہماسپ سے
قرار تھا کہ قندھار فتح کرکے شاہ موصوف کی نذر کریگا لہذا ایفاے عہد کرکے قلعہ کو داغ خان کے حوالہ کیا جو کہ فوج ہمادی
بڑا سردار تھا بحسب تقدیر سلطان مراد مرزا خلف بادشاہ اس جہان سے گذر گیا ہمایون نے داغ خان کو ستمگاری
مردم آزاری کی تہمت لگا کر کسی فریب سے قلعہ قندھار اوس سے چھین کر اپنے آدمیون کو حوالہ کیا اور شاہ طہماسپ کو
رت لکھکر بھیجی اور اوس والاہمت نے یہ بھی قبول کرلیا ہمایون نے جب قندھار کے مہمات سے فراغت پائی کابل کہ
کامران میدان جنگ مین برآمد ہوا مگر عدم کامرانی سے بھاگ نکلا غزنین کو چلا اور وہان سے حاکم ٹھٹھہ

اپنے آنے سے اطلاع دی اوسنے درجواب لکھا کہ اسی اطراف مین چندے آرام فرمایے اور بنام پادشاہ سلیمان جاہ
شاہ طہماسپ صفوی کے خط روانہ کیجیے بروقت ورود جواب اوسکے مرضی کے بموجب تعمیل کیجاوے گی پس ہمایون
نے اپنے خاص قلم سے اوس پادشاہ سلاطین پناہ کے نام سارا گذشتہ حال لکھکر یہ بیت بھی درج کی ؎
بگذشت ازسرانچہ گذشت ٭ چہ بکوہ و چہ بصحرا چہ بدشت ٭ اور بموجب شعر محتشی اکبر نامہ ؎ لیے پھرے ہے میری تقدیر جا بجا مجکو ٭ چمن مین یا
کوہ مین صحرا مین دشت و دریا مین ٭ جسوقت یہ خط اوسکے ملاحظہ مین گیا اپنی جوانمردی جبلی کے بموجب امرا اور حکام اوس اطراف کے نام فرمان
جاری کیا کہ پادشاہ ہمایون کی ضیافت اور مہمانداری کمال عزت اور احترام سے کی جاوے اور اپنی حد مملکت
سے راضی اور خوشنود کرکے حضور مین پہونچاوین اور ایسی کوئی حرکت نہو کہ اوسکے دلمین غبار کدورت آوے
اور ہمایون پادشاہ کے نام لکھا کہ تمنای ملاقات حیطۂ تحریر سے افزون ہے نامہ کے عنوان پر یہ شعر حافظ
شیرازی کا تحریر کیا ؎ ہماے اوج سعادت بدام ما افتد ٭ اگر ترا گذرے برمقام ما افتد ٭ شاہزادے
کے اتالیق کو جو حاکم اور جانشین خراسان کا تھا تحریر کیا کہ جسوقت ہمایون دارالسلطنۃ ہرات مین پہونچے
شاہزادے کو واسطے استقبال کے لیجانا۔ اور جسطرح باپ بیٹون مین ادب ہوتا ہے اوسی ادب سے
شاہزادہ ہمایون کی ملاقات کرے اور جب شہر مین داخل ہو شاہزادہ لڑکون کیطرح ہمرکاب رہے اگر پادشاہ
نظر بحال وقت کرکے راہ روی مین تواضع کرے تو بخوبی عرض کرکے اوس قسم سلوک سے بازرکھے الغرض جب
ہمایون کو جواب باصواب حاصل ہوا۔ غرہ ذیقعدہ ۹۵۰ ہجری کو ہرات مین پہونچا۔ محمدخان حاکم ہرات
بموجب حکم پادشاہ ایران کی مہمانداری کی خدمت مین مصروف ہوا اور شاہزادہ مراد مرزا کو استقبال مین
لیگیا اور نہایت ادب شناسی سے ملاقات کی اور اسباب وغیرہ جو سامان سفر اور شان جہانداری کے
لیے ضرور تھا مہیا کیا۔ تاکہ پادشاہ والاجاہ کے ملاقات کیوقت کسی امر کی احتیاج نہو ہمایون چند روز ہرات
مین رہا اور خواجہ عبداللہ انصاری کے مرقد کی زیارت کرکے کوچ کیا جام مین پہونچکر حضرت زندہ فیل احمد جام کی
زیارت حاصل کی وہان سے طوس کے مشہد مقدس مین روضۂ رضویہ علی مشرفہا السلام والتحیۃ کے
قدمبوس سے مشرف ہوا وہان کے حاکم شاہ قلی خان نے بھی مہمانداری اور خدمتگذاری مین کچھ کوتاہی نہ کی
اسیطرح جدھر سے گذر ہوتا وہان کا حاکم خدمت اور بندگی مین حاضر ہوتا۔ نیشاپور مین کان فیروزہ
کی سیر فرمائی وہان ایک عجیب چشمہ ہے۔ اگر کوئی پلید چیز اوسمین چھوڑین ہوا مین طوفان پیدا ہو۔ اور باد
وخاک کی شورش سے ہوا تاریک ہوجائے۔ اس تماشے کو بھی ہمایون نے اپنی آنکھ سے ملاحظہ کیا
[illegible] کے نزدیک پہونچا لشکری اور ارکین دولت اور امراے نامدار اور وزیران صاحب اختیار اور سلطان [illegible]
[illegible] ہمایون اور بھی نزدیک پہونچا خود پادشاہ سلیمان جاہ نے شہر سے برآمد ہوکر ابہر

مین بخشا ہے پیری ہی ہو مرزا نے اس پیام کے پاؤ ہی خیالی پلاو سے خوش ہو کر ہمایون سے جدائی اختیار کی - ہمایون نے یہان بھی کوئی صورت مراد حاصل ہونے کی نپائی لاچار ٹھٹھہ سے یہ ارادہ کیا کہ راے مالدیو کے پاس جو ہندوستان کے راجاؤن مین ممتاز اور صاحب جمعیت ہی چلا جا ہیے الغرض اوچ اور بیکانیر کی راہ سے جودہ پور کو چلا جب دس کروہ جودھپور باقی رہا خبر پائی کہ راے مالدیو شیرخان کے خوف سے بدنیتی کا خیال رکھتا ہی لہذا برابر چلے جانا مناسب نہ جانا چند معتبرون کو درپردہ دریافت کیفیت کو بھیجا اونھون نے لوٹ کر عرض کیا کہ درحقیقت راجہ مذکور بدخواہی پر کمر باندھے ہی لاجرم معاودت فرمائی چونکہ ریگستان واقع تھا اونٹ کی سواری مین جلبیسر کی راہ سے روانہ ہوا راستہ مین تین راتدن پانی نملا اکثر آدمی اس صدمہ سے جان بحق تسلیم ہوئے ہزارون تعب اور تکلیف سے امرکوٹ کے حصار مین پہونچا اوس جگہ کے حاکم رانا پرشاد نے بادشاہ کا پہونچنا یاوری بخت سمجھا خدمتگاری مین حاضر ہوا بعد پہونچنے اوس حصار کے پانچوین رجب سنہ ۹۴۹ ہجری مین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر حمیدہ بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا نسب اس بیگم کا حضرت زندہ فیل احمد جام سے ملتا ہی اور ہمایون بادشاہ نے ٹھٹھہ پہونچکر اپنے نکاح مین مشرف کیا تھا الغرض ستارہ شناسون نے زائچۂ مولود ملاحظہ کر کے کہا کہ تخت بلندی اور بیداری طالع اور فیروزمندی اور عالی رتبگی وغیرہ مین لاجواب عمر و دولت سے کامیاب ہوگا ہمایون بادشاہ نے اس دولت غیر مترقبہ کے حاصل ہونے سے سجدۂ شکر خداوند حقیقی ادا کیا اور چندے وہان پر مقیم رہا بعدازان وہان سے دل اوچاٹ ہو کر یہ منصوبہ کیا کہ بیگمات کو قندھار مین چھوڑکر مع دلکہ معظمہ کو روانہ ہو لہذا ٹھٹھہ کے حاکم سے صلاح کر کے روانہ ہوا جب قندھار کے اطراف مین پہونچا میرزا عسکری جو کامران مرزا کیطرف سے وہان پر تھا بادشاہ کے پہونچنے سے قلعہ داری دکھلائی آمادۂ جنگ ہوا چاہا کہ اوسے قید کر لے ہمایون نے وقت کو برخلاف پا کر پیشتر کو عزم کیا جب قندھار سے ایک منزل نکل گیا مرزا عسکری نے قلعہ سے نکل کر ہمایون کا قصد کیا ہمایون اس خبر سے بہت جلد مع چند متعلقان حرم سرا کے نکل گیا مرزا عسکری نے خود خیمہ گاہ شاہی مین پہونچکر اردوے معلے کو غارت کیا شاہزادہ محمد اکبر اس بدسرشت کے ہاتھہ لگا قندھار مین لیگیا اور تھوڑے زمانہ کے بعد کامران مرزا کے پاس کابل مین بھیجدیا - چونکہ پردۂ تقدیر مین رنگارنگ کی بازیان ہین صانع حقیقی کی عجب عجب کارسازیان ہین اس انقلاب مین ہر ایک قرابتی اور ہمنشین اور دوست اور بھائی وغیرہ کا امتحان ہوگیا آخر ہمایون نے دلتنگ ہو کر ارادہ کیا کہ بیابان تجرد مین قدم زن ہو اور مقصد حقیقی کے دامن تلک ہاتھہ پہونچائے یا گوشۂ قناعت مین ابناے جنس کی نظرون سے پوشیدہ ہو جائے لیکن ہمراہیون نے نہایت آرزو منت سے اس ارادہ کو فسخ کرایا خراسان اور عراق کی طرف متوجہ ہوا جب خراسان کی حد پر پہونچا ہرات کے امیرالامرا کو

کے ہمراہیون مین تھا اسی خدمت کے عوض مین میر مذکور کو شاہزادہ محمد اکبر کی اتالیقی ملی اور شاہزادہ موصوف کے عہد مین مع ا
تمام قبیلہ کے دولت عظمی پر فائز ہوا انشا اللہ ذکر اسکا اپنے موقع پر آویگا۔ بالجملہ ہمایون بادشاہ نہایت
مشقت سے آگرہ پہونچا اور وہان پر توقف مناسب نجانکر راہی ہوا بعد طی کرنے مسافت کے لاہور مین پہونچکر
بھائیون سے شورہ کرنے لگا ہر ایک نے برخلاف مرضی ہمایون کے اپنی اپنی راے ظاہر کی ہمایون نے کہا
سمجھا چاہیے کہ فردوس مکانی بابر بادشاہ نے کس کس مشقت سے ہندوستان فتح کیا تھا اگر ہماری بے اتفاقی
باہمدگر سے ایسا ملک نکل جاوےگا تو دوسرے زمین کے بادشاہ تمھین کیا کہینگے اگر ہم اکیلے غنیم پر جاکر فتح و نصرت
حاصل کرین تو تم لوگ سمجھے کیونکر دیکھوگے اور اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگون ہوا پھر تو تم لوگون کو ہندوستان مین رہنا
مشکل ہوجاویگا۔ چونکہ کامران مرزا کو شیر خان نے فریب کی راہ سے ولایت لاہور کی حکومت کا امیدوار
کیا تھا۔ اس بے وقوف نے ہمایون کی مدد ہی سے پرہیز کیا اور جنگ کرنے کا شورہ نہ دیا بلکہ مرزا عسکری کے
اتفاق سے کابل چلا گیا کابل پہونچے پر غزنین اور قندھار اور بدخشان کو قبضہ مین لاکر اپنے نام کا خطبہ
جاری کیا عیش و کامرانی کی مجلس آراستہ کرنے لگے اور مرزا حیدر کاشغری ہمایون کا خالہ زادہ جو کہ عہد بابری
مین کاشغر سے آیا تھا اور بمقام آگرہ مستفیض ملازمت ہوا تھا رخصت ہو کر کشمیر کو روانہ ہوا اور اوس دیار کو
تلوار کے زور سے مسخر کیا اول کشمیریون کی صلاح سے چیناز ک شاہ وہان کے والی کی نام سکہ و خطبہ جاری
اور چند سال کے بعد جب کہ ہمایون نے عراق سے معاودت کی تب سکہ ہمایون نے ہر جگہ اپنا ظہور دکھلایا الغرض
جب ہمایون نے دیکھا کہ بھائیون کو میری ہمراہی نہ بھائی اور نوکرون نے بیوفائی سے پیٹھ دکھلائی لاہور مین
توقف کرنا نامناسب سمجھا دریاے چناب کے کنارے پہونچا وہان پر ہندال مرزا مع ناصر مرزا چچازاد بھائی
حاضر ہو کر مشرف قدمبوس ہوا۔ ہمایون انکی اتفاق سے براہ ملتان مقام بھکر مین آیا خواص خان شیر خان کا
غلام مع لشکر ملتان اور آوچ تک ہمایون کا پیچھا کرکے لوٹ پڑا۔ جب ہمایون بھکر مین ٹھہرا ہندال مرزا
رخصت پانے کے چلا گیا ہمایون ایک مدت تک بھکر مین ٹھہرا رہا اور وہان کے حاکم سلطان محمود کے نام فرمان
عنایت صادر فرمایا مگر تقدیر نے اوسکو رفاقت کی فرصت نہ دی حیلہ حوالہ مین رکھا لاچار ٹھٹھہ کو متوجہ ہوا
جب ٹھٹھہ کے نزدیک پہونچا پادشاہ حسین مرزا ارغون وہان کے حاکم سے ایک مدت تک لڑائی رہی
ارغونیون نے غلہ پہونچنے کی راہ لشکر پادشاہی مین بند کردی مردم شاہی پر ایسا کام تنگ کیا کہ اکثر حیوانات کے
گوشت پر گذران ہوتی تھی اسوقت ٹھٹھہ کے حاکم نے ازروی فریب کے ناصر مرزا کو لکھا کہ چونکہ ضعف پیری اپنا
زور دکھلا رہا ہے اور قیام بنیان ہستی کی امید مبدل بیاس ہوئی ہے اور بجز ایک لڑکی کے کوئی
[illegible] کی عمدہ بات ہو کر میری دختر تیری مناکحت مین آئے اور تو اسوقت

بفضل ناخداے حقیقی جلد فتنہ وفساد کے دریاے پر شور سے نکلکر ساحل مراد کو پہونچا ہون القصہ دریا سے
امت نکلکر اوس سقا سے دریافت کیا کہ تیری کیا آرزو ہے اوسنے التماس کیا کہ جب بدولت واقبال آگرہ مین
زول ہو دوپہر کے واسطے تخت شاہی کا جلوس چاہتا ہون بادشاہ نے قبول کیا بہزار رنج وغم آگرہ پہونچا اتفاقا
حاجی بیگم ہمایون کی خاص حرم شیر خان کے قید مین پھنس گئی شیر خان نے اہلیت اور مردی کا کام کیا اسیقدر زنانہ
کے جب عراق سے کابل کو لوٹا بیگم صاحبہ کو ہمایون کے حضور مین پہونچا دیا یہ واقعہ سنہ ۹۴۶ ہجری مین گنگا کنارے
بھوجپور کے متصل مقام جبیّہ مین واقع ہوا۔ دیکھنا چاہیے کہ اوس ذراسی غفلت کا نتیجہ جو بنگالہ کے مقام مین
ہمایون بادشاہ نے اختیار کیا تھا کہان سے کہان تک حاصل ہوا المختصر ہمایون آگرہ پہونچکر لشکر جمع کرنے اور
دل آزردون کے تالیف قلوب مین مصروف ہوا اوسی زمانے مین وہ بہشتی وفا سرشت جسنے دریا مین جان بچائی تھی
حاضر حضور ہوا اور بادشاہ نے دوپہر کیواسطے تخت پر جلوس کرایا اور بموجب حکم ہمایون کے کل امرائے حاضر ہوکر فرمان بری
کی اور بروقت جلوس خاطر خواہ احکام جاری کیے کہتے ہین کہ اپنے مشک کے چمڑے سے روپیہ اور اشرفی کٹواکر سونے
چاندی کے پانی سے اپنا نام اوسپر لکھکر رایج کیا۔ اور یہ بات ہنوز عوام مین زبان زد ہے۔ ہندال مرزا جو بعضے امرا
ورغلانے سے باغی ہوا تھا شرمندہ سر جھکائے حضور مین حاضر ہوا اور عسکری مرزا بھی بیانہ سے دردولت پر پہونچا اور کامران مرزا
بھی لاہور سے آیا جسوقت صلاح لینے کو مجلس درست ہوئی کامران مرزا جو کہ پیدایشی حسد اور عداوت رکھتا تھا سقا کے
اجلاس کرنے کی شکایت کرنے لگا۔ اور آخر کار بیس ہزار سوار ہمراہی سے تین ہزار بادشاہ کے حضور مین چھوڑکر لاہور چلا گیا
ایسے وقت مین کہ شیر خان الیسا دشمن چیرہ دستی کر رہا تھا لازم تھا کہ باہم متفق ہوتے مگر کامران کو توفیق نہوئی
آخر ہمایون سنہ ۹۴۷ ہجری مین لشکر ظفر پیکر بڑے حشم وخدم سے آراستہ کرکے آگرہ سے شیر شاہی فساد دفع کرنے کو عازم ہوا
یہ بھی پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار ہمراہ لیکر جا پہونچا قنوج کے گرد نواح مین دونون لشکر کا مقابلہ ہوا درمیان
مین دریاے گنگ حایل تھا ایک دوسرے کی مجال نتھی کہ باہم بھڑ جاوین آخر شیر شاہ نے ہمایون کو یہ پیغام دیا
کہ طرفین کی فوجین کنارون پر بیٹھی ہوئی فیصلہ کے انتظار مین دلتنگ ہین بس یا حضرت راہ دیوین میرا لشکر
عبور کرے یا اگر حکم ہو میری فوج کنارے سے ہٹ جائے اور آپکا لشکر پار اوتر آئے جو کچھ تقدیر مین ہونا ہو ہو جاے
ہمایون نے اس پیغام سے متنبہ ہوکر اپنا ہٹنا بادشاہی کی غیرت سے ناپسند کیا شیر خان کو کہلا بھیجا کہ گھاٹ
چھوڑ دیوے اسنے قبول کیا کنارے سے بہت دور جاکر ٹھہرا۔ ہمایون کی فوج نے عبور کیا سخت لڑائی درپیش
ہر ایک نے خوب جی کھول کھول کر تلوار کی تقدیر مین تو کچھ اور ہی لکھا تھا ہمایون کے لشکر نے شکست کھا
سارا انتظام اولٹ گیا ہمایون بذات خود چند مرتبہ نیزہ لیکر دشمن کی صف پر دوڑا مگر نصیب نے یاری نکی
فیل سوار دریاے گنگ سے عبور کیا کنارے پہونچکر میر شمس الدین محمد غزنوی کے سہارنے سے پار لگا یہ شہ

نفیف سے محاصرہ مین شیرخان کے محافظون سے تسخیر کرکے آگے کو چلا شیرخان نے قبل نہضت بادشاہی
کے بنگالہ جاکر وہان کے حاکم کو شکست دی تھی اور وہان مقیم رہا نصیب شاہ وہانکا حاکم زخمی ہوکر درگاہ شاہی
مین حاضر آیا اور مستغیث ہوا ہمایون بادشاہ بنگالہ بہار کی فتح کا مصمم ارادہ کرکے کوچ بکوچ بنگالہ مین وارد ہوے
شیرخان نے لشکر شاہی کے مقابلہ کی تاب نپائی اپنے لڑکے جلال خان کو بنگالہ مین چھوڑکر خود جہارکھنڈ چلا گیا
لڑکا بھی رعب شاہی سے گھبراکر جہارکھنڈ کو روانہ ہوا ہمایون نے بنگالہ مین تصرف پاکر اوسکی آب وہوا سے
سرور حاصل کیا لاجرم متوقف ہوا اور عیش ونشاط مین ایسا دل بندھا کہ کچھہ کسیطرح کی پروا نہ تھی بلکہ
حکم دیا کہ کوئی شخص ناخوش خبر حضور مین نسناوے اسکی کم بختی کے عمدہ اسباب یہی ہوئے شیرخان کو
جب اس قیل وقال کی خبر ملی فرصت غنیمت جانکر اکثر ملک گرد نواح کے اپنے قبضہ مین لایا اور عجب طرح کا
فساد برپا کیا بادشاہ کی غفلت سے بعض امرا آزردہ دل ہوکر آگرہ چلے آئے اور اونکے بہکانے سے ہندال مرزا
نے باغی ہوکر اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کردیا جسوقت کہ یہ خبرین لشکر مین پہونچین کسیکی طاقت نہ تھی کہ
بادشاہ کے گوش گذار کرے آخر خیرخواہون سے دم بخود نرہا گیا شیرخان اور مرزا ہندال کی بغاوت اور خرابی
مملکت اور نہ پہونچنے غلات کا حال حضور مین عرض کیا۔ اس خبر سے بادشاہ نے عین برسات مین بنگالہ سے
نہضت کی دریاؤن کی طغیانی اور پانی کی کثرت اور کیچڑ کی شدت سے فوج اور چارپایون کو بڑی تکلیف عائد حال
ہوئی۔ بلکہ اکثر حیوانات تلف ہوگئی جسوقت واقع بہوجپور مقام پٹنہ مین پہونچا شیرخان مع لشکر اور سامان
شایستہ کے بادشاہی لشکر کے پاس پہونچا اور ازروے فریب کے پیغام اطاعت اور فدویت کا دیا چندروز اسی
قیل وقال مین گذرے چونکہ بسبب نہ پہونچنے سامان غلہ اور نیز ضائع ہونے چارپایون کے بادشاہی سپاہی بے
سامان ہوکر قابل جنگ آزمائی کے نرہے تھے اور باوجود اس واقعہ کے بدستور غفلت مین بسر ہوتی تھی شیرخان نے
یہ بات دریافت کرلی کہ ہمارا رعب بادشاہی لشکر کے دلمین سما گیا ہے بیخبر ایک روز صبح کے وقت ہمایون کے
لشکر پر دوڑ پڑا۔ بادشاہی فوج کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ گھوڑون پر زین رکھین اور لڑائی کرنا تلوار کھینچنا
تو ایک امر دشوار تھا اکثرون کی جانین بھیڑ بھاڑ اور تنفس سے تن سے نکل گئین کتنے آبرو کے واسطے دریا مین ڈوب مرے
باقیماندہ جسطرح بنا دریا سے گذر کر جنگل کو سدھارے اور جان بچا گئے ہمایون نے یہ ناگہانی طوفان دیکھکر
گھوڑے کو دریاے گنگ مین ڈالدیا چونکہ دریا بڑے زور وشور پر چڑھا ہوا تھا کنارے ہی پر گھوڑے کی پیٹھہ سے
گرا کنارے کی اونچائی اور دریا کی گہرائی سے ساحل سے ہمکنار ہونا دشوار ہوا کبھی غوطہ کھاتا کبھی ابھرتا تھا
اسطرح سے اوس بحر زخار مین بلبلاتا تھا اوسیوقت ایک سقانے پہونچکر دستگیری کی باہر نکال لایا بادشاہ
نے عرض کیا کہ نظام نام سرکار کا نوکر ہون بادشاہ نے اس جواب سے شگون لیا

گوشمالی پر آمادہ کیا۔ آگرہ سے کوچ ہوا ادہر سے سلطان بہادر بھی قلعہ چتور کے محاصرہ سے اوٹھکر بقصد پیکار عازم ہوا
مندسور کے میدان مین دونون لشکر سے تواتر لڑائیان واقع ہوئین آخر سلطان بہادر کے پیر نہ جمے اور اوس روز اکثر
گجراتی خستہ اور کشتہ ہوئے ہمایون نے اوسکے نابود کرنے کا مضبوط ارادہ دلمین کرلیا تھا پیچھا نچھوڑا کسی جگہ سلطان بہادر
کو دم لینے کی مہلت نملی آخر دریاے شور کے کسی جزیرہ مین پوشیدہ ہوا اور ہمایون نے کہنبایت تک ساری ولایت
کو فتح کرکے ہر جگہ اپنے معتمدون کے سپرد کی اسکے بعد قلعہ چانپانیر کو جا گھیرا اس جگہ سلطان بہادر کے سپاہی متعین
تھے اور یہ قلعہ متانت اور استحکام مین مشہور ہی پس ایک مدت تک محاصرہ کیا ایکروز ہمایون شکار کے حیلے سے چند آدمیون کے
ہمراہ برآمد ہوا اور اوس قلعہ کو خوب ملاحظہ فرمایا یکایک کسیطرف سے قلعہ کے نزدیک پہونچکر فولادی میخین دیوار پر جڑدین
اور خود بدولت مع چند دیگر سپاہیون کے چڑھکر اندر کود پڑے اور دروازہ کو کھول دیا کہ اوسی راہ سے لشکر
ظفر پیکر نے اندر گھسکر اہل قلعہ کو خاک مین ملا دیا اس قلعہ سے اسقدر نقد و جنس لوٹ مین ہاتھہ لگا کہ ایک
سال تک حاصلات جاگیر کے محتاج نہ تھے القصہ اس فتح کے بعد مندسور گیا اور ولایت گجرات کو عسکری مرزا برادر
حقیقی کے جاگیر مین عطا فرمایا عسکری مرزا وہان پہونچکر عیش و عشرت مین ایسا پھنسا کہ مہمات ملکی کے رتق و
فتق کی کچھہ خبر نرہی۔ سلطان بہادر نے اس غفلت کو اپنے بخت خفتہ کا جاگنا سمجھا۔ اور دوبارہ گجرات مین
آپہونچا مرزا عسکری باوجود ہونے لشکر اور سامان کے ایسی بڑی سلطنت کو جو کہ بڑے تردد سے ہاتھہ لگی تھی
مفت مین ہاتھہ سے کھوکے لڑے بھڑے آگرہ کو روانہ ہوا سخن سازون نے حضور مین عرض کیا کہ مرزا
بادشاہی کا خیال کرتا ہی اسواسطے ہمایون نے مندسور سے آگرہ کو کوچ کیا مرزا عسکری جو کہ گجرات سے آتا تھا
قبل پہونچنے خبر کے دفعتاً راستے مین بادشاہی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ ہمایون نے بمقتضاے اہلیت کے
شنیدہ خبر اوس سے کچھہ بیان نکی محمد مرزا نے سلطان بہادر کے اغوا سے براہ ریگستان لاہور آکر شور اوٹھایا
لہذا فوج ظفر موج اوسکے انہدام ہستی کو مقرر ہوئی مرزا نے ٹھرنے کی مجال نپائی گجرات کو واپس گیا ہمایون نے
دوبارہ سلطان بہادر کے نابود کرنے کا عزم جزم فرمایا لشکر ظفر پیکر بیشتر روانہ ہوا مکرر لڑائیان ہوئین۔
سلطان بہادر فاش شکست پاکر فرنگیون کے ٹاپو مین گیا جسوقت اون لوگون کے ناصیۂ احوال سے بیوفائی
اور مکاری کا مضمون پڑھا چاہتا تھا کہ مفرور ہو بروقت چڑھنے کے جہاز سے دریاے شور مین گرا اور سیدھا
دریاے فنا مین جا لگا ولایت گجرات ہمایون کے قبضے مین آئی اوس ولایت سے دلجمعی کرکے عملۂ معتبر مقرر
فرماکر آگرہ کو نہضت کی۔ اسوقت مین شیرخان نے فرصت پائی کیونکہ رایات ہمایون گجرات مین مشغول
فوراً ملک جونپور اور بہار اور رہتاس اور چنارہ کو اپنے قبضہ مین دبا بیٹھا اور کسیقدر قوت پاکر ملک بادشاہی پر دست درازی
لگا روز بروز لشکر جمع ہوتا تھا۔ بادشاہ نے یہ خبر پاکر اسکے رفع فساد کا عزم کیا۔ اور قلعہ چنارہ کو خفیف سے

اور دعا مانگی کہ اے حکیم مطلق ہمایون کی جان کے واسطے مین اپنی جان کا فدیہ کرتا ہون امیدوار ہون کہ قبول ہو اور وہ جان عزیز شفا پائے اوسی وقت شاہزادہ ہمایون کے مرض مین خفت اور سبکی اور بابر کے وجود مین گرانی اور بیماری ظاہر ہونی شروع ہوئی تماشائیون کو حیرت نے آدبایا آخر پانچ چھہ روز کے عرصہ مین ہمایون نے شفا پائی اور بابر اونچاس برس کا ہوکر عالم آخرت کو تشریف لیگیا اوسکی لاش کابل پہونچا کر کسی ندی کے کنارے مدفون کی — اس پادشاہ نے ۳۰ برس سلطنت کی اوسمین سے پانچ برس پانچ روز ہندوستان پر حاکم رہا

ذکر احوال نصیر الدین محمد ہمایون پادشاہ بن بابر

سید نظام الدین میر خلیفہ ناظم اور مدار علیہ پادشاہزادہ محمد ہمایون مرزا سے منحرف تھا نہین چاہتا تھا کہ یہ شخص تخت نشین ہو بلکہ یہ مدعا تھا کہ خواجہ مہدی بابر پادشاہ کا داماد جو کہ دریا دل اور ہمت بلند اور اکثر امرا سے متفق تھا تاجور ہو — اور خواجہ مہدی نے سلطنت کی امید مین بڑا طمطراق ظاہر کیا — حکم تقدیر سے ہر شخص لاچار ہی جسکو لائق دیکھتے ہین اوسکے حصہ مین عنان حکومت دیتے ہین پس امیر خلیفہ کی رفاقت اور تدبیر نے خواجہ مہدی کا کچھہ بھلا نکیا — امراے عظام نے متفق ہوکر سنہ ۹۳۷ ہجری مین ہمایون پادشاہ کو جو بیس برس کی عمر مین حکمران بنایا اس پادشاہ نے سپاہ کی تنخواہ بدستور سابق بحال رکھی بلکہ اکثرون کا اضافہ کیا اور ولایت کابل اور بدخشان اور ملتان بھائیون کو بخشی اس انتظام کے بعد کالنجر کو عازم ہوا وہان کی راجہ نے اطاعت کی راہ سے دس من سونا نذر کیا چونکہ سلطان محمود بن سلطان سکندر لودی جونپور مین خودسری کر رہا تھا اوسکی سرکوبی کو لشکر مقرر کرکے خود بدولت آگرہ تشریف لائے سلطان محمود لشکر ظفر پیکر کے پہونچتے ایسا بیتاب ہوا کہ پٹنہ اور بنگالہ کیطرف چلا گیا اور وہین پر جان بحق ہوا چونکہ محمد زمان مرزا پادشاہ بابر کا داماد بغاوت کا ارادہ رکھتا تھا اوسے قید کرکے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور حکم دیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی پھیرے چونکہ تقدیر مین اندھا ہونا نہ تھا فرمان کی جعلی تحریر ثابت ہوئی اور یہ اوس بلا سے صاف بچ گیا اور قابو پاکر قید سے نکل سلطان بہادر گجرات والے کے پاس چلا گیا ہمایون نے اس ماجرے کے سنتے حاکم مذکور کے نام محبت آمیز فرمان روانہ کیا اور لکھا کہ محمد زمان کو حضور مین روانہ کرے یا اپنے ملک کے حدود سے نکالدے سلطان بہادر گجراتی نے بیوقوفی سے نالائم جواب لکھہ بھیجا اور خود سلطان علاء الدین ولد سلطان بہلول لودی اور اوسکے لڑکے تاتار خان کے بھڑکانے سے قلعہ چتور پر چڑھہ دوڑا اور ملک پادشاہی پر تاتار خان کو روانہ فرمایا اوسنے قلعہ بیانہ فتح کرکے آگرہ پر چڑھائی کی ہمایون نے اس آگ بجھانے کو اپنے چھوٹے بھائی ہندال مرزا کو مع جانبازان تیغزن کے روانہ فرمایا طرفین سے زد و کشت ہوئی اقبال ہمایونی مددگار تھا تاتار خان مع اکثر رفیقون کے [illegible] سلطان بہادر نے فرمان کے جواب مین بے ادبی کی تھی ہمایون کو پادشاہی غیرت سے

پنجاب مین پہونچکر میرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھہ کے نام فرمان صادر کیا کہ ملتان جاگیر مین عنایت ہوا ہی
چاہیے کہ رفاہ خلائق مین ساعی ہو میرزا شاہ حسین ارغون ٹھٹھہ سے نکلکر سلطان محمود سے لڑا اور طرفین مین
جنگ و جدل ہوتی رہی اسی وقت مین ۲۷ برس کے بعد سلطان محمود دنیا سے چل بسا

ذکر سلطان حسین بن سلطان محمود

باپ کے مرنے پر یہ شخص تین برس کا تھا۔ امراے دولتخواہ نے سنہ ۹۲۵ ہجری مین مسند آرا کیا اور فرمان برداری مین
مستعد ہوئے چند دنون کے بعد قوام خان اور لشکر خان لنگاہ جو کہ سردار قوم اور صاحب جمعیت تھے بدل گئے
اکثر ملتان کے محال پر قبضہ کر لیا۔ اور میرزا شاہ حسین ارغون سے متفق ہوکر سلطان حسین کے مقابلہ مین آئے
اور فتح حاصل کی ملتان کو تسخیر کر کے غارت کر دیا اور شہر کے باشندے ۷ برس سے ستر برس والے تک قید ہوئے
اور سلطان حسین کی قدمبوسی کو بھی زنجیر نے پیشقدمی کی اور تھوڑی مدت مین زندانخانہ عدم کو سدھارا۔
ملتان اسقدر خراب ہوا کہ آبادی کی امید نرہی سلطان حسین کی بادشاہی نام لیوا سطے آٹھہ برس ہوگئی۔
میرزا شاہ حسین ارغون نے سنہ ۹۳۲ ہجری مین فتح کر کے شمس الدین نام اپنے نوکر کو ملتان کی حفاظت پر مقرر کیا
اور لشکر خان کو اوسکی پیشدستی مین معین کیا لشکر خان ملکی اور مالی کامون مین شمس الدین سے بیش لیگیا
اور تھوڑے عرصہ مین شمس الدین کو درمیان سے دفع کر کے بجاے خود حاکم بن بیٹھا اسوقت مین کہ لاہور و
ملتان شاہزادہ کامران مرزا کے جاگیر مین مقرر ہوا شاہزادہ نے لاہور پہونچکر لشکر خان کو ملتان سے طلب کیا
اور جاگیر عنایت فرمائی۔ اور ملتان کو اپنے آدمیون کے سپرد کر دیا۔ چار سال میرزا شاہ حسین ارغون کی حکومت
رہی۔ بالجملہ ابتدای ۸۵۷ سنہ ہجری لغایت سنہ ۹۳۷ ہجری تک جملہ اسی برس ملتان تحت
تصرف دہلی سے باہر تھا جو اسوقت مین شامل ہوگیا اور شاہزادہ کامران مرزا
نے بخوبی تسلط پایا اسوقت مین بابر کے حضور مین عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
ہمایون مرزا ناظم سنبھل کو سخت بیماری لاحق ہوئی ہی حکم ہوا کہ دریا کی راہ سے
حاضر حضور ہو۔ شاہزادہ حسب الحکم آگرہ آیا ایسے مرض لاحق تھے کہ ایک دوا سے دوسرا زیادہ ہوتا تھا ہرچند حکیمان
حاذق چارہ گر ہوتے کوئی سود نہوتا دوا سے کام گذر گیا مرض نے طول پکڑا جب ناامیدی چھاگئی خیر اندیشون نے
عرض کیا کہ ایسے موقع پر جہان دوا کارگر نہو صدقہ اور دعا سے چارہ جوئی کرنا چاہیے ایسے شہزادہ کے تصدق مین وہ
چیز خیرات کرنا ضرور رہی جو خزانہ شاہی مین عدیم الجواب ہی بالفعل وہ ہیرا جو کہ والدہ سلطان ابراہیم نے نذر کیا تھا
تصدق کرنا چاہیے تاکہ خداوند تعالی شفا کرامت کرے بابر نے جواب دیا کہ جان ہمایون کی اسقدر عزیز ہی کہ کوئی چیز
دنیا کی اوسکے مساوی نہین ہوسکتی بس مین اپنی جان کو فدا کرتا ہون الغرض مصلے بچھا کر نماز پڑھی —

غازی خان سے اور چھوٹ کو ملک ماچھی کھوکھر سند خان کے گماشتہ سے چھڑاکر اپنے تصرف مین لایا-اور
قلیل فرصت مین ماکرورکوٹ اور دھنکوٹ پر متصرف ہوگیا- سلطان لودی نے شیخ یوسف کی تحریک سے
سراوٹھایا- شاہزادہ باربک کو مع تاتار خان حاکم پنجاب کے سلطان حسین کے مقابلہ کو روانہ کیا اسی عرصہ
مین سلطان حسین کا حقیقی بھائی باغی ہوگیا- سلطان شہاب الدین اپنا خطاب مقرر کرکے شورش اوٹھائی
سلطان حسین اوسکی سزا کو گیا اور اوسے قید کرکے لایا تھا کہ باربک شاہ اور تاتار خان ملتان کے نزدیک پہونچکر
صف آرا ہوئے سلطان حسین بھی دس ہزار سوار و پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر نکل آیا- اسکے لشکر مین
کے ہر ایک جوان نے تین تین تیر مارے یکبارگی تیس ہزار تیر نے جو گوشہ کمان سے سرگشتگی کرکے فتح کا وعدہ شادمانی
لشکر باربک نے لڑنے سے اپنے کان پکڑے چلا کر بھاگ اوٹھا قصبہ جبوت تک باگ کا ہوش نہ تھا-
سلطان حسین پیچھا کیے چلا گیا- اور جبوک کے حاکم کو جو سلطان حسین کا گماشتہ تھا لڑ بھڑ کر مار ڈالا
اسی وقت مین ملک سہراب داؤد زئی- اسمعیل خان- اور فتح خان والد مع اپنے قوم و قبیلہ کے افواج
کیچ مکران سے سلطان حسین کی خدمت مین آئے سلطان نے اوسکا آنا مغتنم سمجھا کروڑکوٹ سے
ہنکوٹ تک ملک سہراب کی جاگیر مین عطا کر دیا اس خبر سے اکثر بلوچ کیچ مکران سے اس درگاہ مین آئے
اور دریاے سندہ کی باقی ولایت بلوچون کے نام مقرر ہوئی رفتہ رفتہ ست پورے ہنکوٹ تک بلوچون کے
تصرف مین آیا چنانچہ اوسوقت سے وہ ولایت سہراب کی اولاد مین ہے جسوقت سلطان حسین کی نیکنامی
اور حقوق ذاتی تمام دنیا مین مشہور ہوئے جام بایزید اور جام ابراہیم حاکم ٹھٹھہ جام نندا سے ناراض ہوکر سلطان
کی خدمت مین حاضر ہوئے سلطان نے اونکے ساتھ رعایت اور تفضلات کی اور ہر ایک کے موافق جاگیر
مقرر کی تاکہ باہم مخالفت نکرین- ازبسکہ ضعف پیری نے غلبہ دکھلایا اپنے شاہزادے کو فیروز شاہ کا خطاب
دیکر اوسکے نام کا خطبہ پڑھایا چونکہ یہ شخص دل آزار و ستمگار تھا عماد الملک وزیر نے زہر دیکر مار ڈالا
اس صورت مین دوبارہ اپنے نام کا خطبہ پڑھایا اور سلطان فیروز شاہ کے لڑکے سلطان محمود کو ولیعہدی
سے سرفراز کیا- اور جام بایزید کے اتفاق سے عماد الملک کو شاہزادہ کے عوض مین وہی شربت ناگوار پلایا-
بعد چند روز کے بائیس برس پادشاہی کرکے سلطان حسین اجل طبیعی مین عالم باقی کو چل بسا

ذکر سلطان محمود

سلطان محمود بن فیروز شاہ بن سلطان حسین ۹۰۸ ہجری مین دادا کی جگہ تخت نشین ہوا ازبسکہ
خردسال تھا کمینون کا ہجوم ہوا اکثر اوقات کھیل کود مین مصروف رہتا اس سبب سے اشرافون نے
اوسکی مصاحبت سے دوری کی جسوقت ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ہندوستان کے ارادہ مین کابل

کارزار مین مقتول ہوا فوج مخالف مین بھگدڑ پڑی - پانچ چھہ ہزار سوار نعش سلطانی کے برابر فانی پڑے تھے
بالجملہ اس فتح عظیم سے تمام ہندوستان مین رعب بابری چھا گیا - بعد فتح سلطان بابر نے سجدۂ شکر خداوندی حقیقی
ادا کیا - اور دہلی مین آکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا - خزانے لودی کر ستر لاکھہ تنگہ سکندری اور ایک الماس بے بہا مکان
بے اسکے کہ اوسکے نگین کا نشان پاوین شاہزادہ ہمایون مرزا کو حوالہ فرمایا - اور دس لاکھہ تنکہ امرا کو مرحمت
ہوا - اور ہر متنفس جو لشکر مین تھا انعام سے سرفراز ہوا - اور جو شاہزادے کابل مین تھے اونھین اور محلات
کو ہرایک کے مناسب حال نقد و جنس روانہ فرمایا القصہ دہلی کے انتظام سے فرصت پاکر آگرہ کو متوجہ ہوا
یہان بھی دار السلطنت تھا - پس انتظام ملکی اور مالی کیواسطے چندے یہان پر متوقف ہوا - دہلی اور آگرہ کے
سوا اور ملک قبضۂ بابری سے باہر پٹھانون کی کشاکشی مین تھے القصہ تھوڑی مدت مین پادشاہ نے
اپنی تدبیرون سے اکثر سرکشون کو مطیع کرلیا - اور ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق مشمول عنایت ہوا -
اور نئے پرانے امرا کو بھی حسب لیاقت جاگیرات مقرر ہوئی - سلطان ابراہیم کی اولاد اور متعلقون سے
براہ عنایت پیش آیا اونکا خزانہ اونھین پر حلال لیا - بلکہ سات لاکھہ تنکہ والدہ سلطان کے واسطے
مقرر کیا وہ نہایت خوش ہوئی - اور ایک قطعۂ الماس گران بہا جو آٹھہ مثقال وزن مین تھا اور راجہ
بکرماجیت کی اولاد سے ہاتھہ لگا تھا علاء الدین کے خزانے سے نکالکر بابر پادشاہ کے نذر گذرانا القصہ بابر
پادشاہ نے انتظام جہانداری کے واسطے تمام موسم برسات آگرہ مین بسر کیا اور بعد انقضائے برسات
اور دسہرہ کے جو اہل ہنود کے کسی عید کا دن ہے مخالفون کی سرکوبی کو عازم ہوا - اسی عرصہ مین راناسانگا
عظیم راجہ ہندوستان کا حسن خان میواتی کے بھڑکانے سے نہایت جرأت اور بیخوفی سے مع لشکر مقام بیانہ
مین آگرہ کے متصل آپہونچا اور نیز ایک گروہ پٹھانون کا جو سلطان ابراہیم سے مخالف تھے پچاس ہزار
سوار اور ہاتھی جمع کرکے اطراف قنوج مین خروج شروع کیا - اور بہار خان ولد دریا خان کو پادشاہ بناکر
سلطان محمد لقب دیا ہر طرف سے عجب طرح کی شورش اوٹھہ کھڑی ہوئی - کابلی امرا جو کہ سردی کے
خوگر تھے عاجز آئے بعض گرما کی لڑائیون اور بعض راناسانگا کے خوف سے پادشاہ کے حضور مین مراجعت کے
مستدعی ہوئے کہ ہنوز یہ ملک بخوبی ضبط نہین ہوا - اور باغیون نے ہر طرف غدر مچا رکھا ہے مناسب ہے
کہ یہان پر چند قلعہ تعمیر ہون اور خود بدولت پنجاب مین مقیم ہون - پادشاہ نے فرمایا کہ ایسے وسیع ملک کو
جو بڑی مشقت سے ہاتھہ مین آیا - اور ایک خلق کثیر کا خون بہایا گیا چھوڑنا اور ایک ہندو کے روبرو
اپنی ترکی تمام کرنا بہتر نہین - زمانے مین نام بد ہوگا نظر خلائق مین میرا رتبہ رد ہوگا ہیہات ہیہات
یہ وہ وقت ہے کہ لوٹ جانا چاہیے بلکہ مردانہ جانین لڑاکر ہمیشہ کو نام نیک حاصل کرنا چاہیے

کنارے آپہونچا اور بروقت جایزہ کے سوار وپیادہ کیا سپاہی کیا سوداگر اور اکابر او مسافر سب ملاکر دس ہزار شمار مین آئے
اس وقت مین خبر لگی کہ دولت خان اور غازی خان نے عہد توڑکر چالیس ہزار سوار وپیادہ سے قلعہ کلانور کو فتح کرلیا
اور لاہور اور سیالکوٹ کے مردان متعینہ شاہی سے ارادہ جنگ کا رکھتے ہین پس بادشاہ فوراً لوٹ گیا دریاے چناب
سے عبور کرکے قصبۂ بہلول پور مین ٹھہرا حکم دیا کہ سیالکوٹ اوجاڑ کر وہان کے باشندون کو بہلول پور مین آباد
کرین اسقدر حکم دے کر پیشتر کو عازم ہوا۔ محض تائید آسمانی سے چند روز پیشتر عالم خان وغیرہ امراے بادشاہ
سے مخالفت کی اور چالیس ہزار سوار بعزم پیکار اکٹھے کرکے دہلی کو چلے جسوقت بادشاہ ابراہیم نے مقابلہ مین برا
جمایا۔ انھون کی ہمت نہ پڑی کہ مبارز طلب کرین لاچار رات کو چھاپہ مارا اور دوسرے روز سخت لڑائی
ہوئی آخر کو پیر اوکھڑ گئے بھاگ کر سہرند پہونچے۔ بابر شاہی لشکر کے پہونچنے کی خبر پائی نہایت خوش ہوکر اوسکے
حضور مین حاضر ہوئے اور شامل لشکر ظفر اثر ہوگئے۔ بابر بادشاہ نے سیالکوٹ سے پرسرور کی راہ سے کلانور
اور وہان سے چلکر قلعہ ملوت کو فتح کیا۔ دولت خان جسنے اپنا عہد توڑ ڈالا اور اوس شرم سے حضور مین نہین
آتا تھا حاضر ہوا۔ خیرخواہون کے صلاح سے بادشاہ کو قلعہ ملوت مین محصور کیا کہ اوسی قید مین وہ مرگیا
اور بابر بادشاہ انبالہ پہونچا۔ شاہزادہ ہمایون مرزا کو حصار فیروزہ کے تسخیر کرنے کو حکم دیا شاہزادہ اوس اطراف
کو زیر کرکے واپس حضوری مین آیا اسکے عوض مین حصار فیروزہ اور ایک کرور نقد تنگہ مرحمت ہوا انبالہ مین خبر آئی
کہ سلطان ابراہیم ایک لاکھہ سوار اور ہزار ہاتھی اور توپخانہ بیشمار ہمراہ لیے ہوئے لڑائی کے ارادہ سے منزل بمنزل
چلا آتا ہی اس خبر سے بابر نے انبالہ مین رہنا قبول نکیا اور پانی پت مین آپڑا۔ سلطان ابراہیم بھی وہان
پہونچکر معرکہ آرائی مین مصروف ہوا۔ ہر روز جنگ قراولی شروع ہوئی فوج بابری توفیقات الٰہی سے غالب آئی
ہر طرف سے تحسین وآفرین پائی۔ سلطان ابراہیم بڑی شان وشوکت سے ہاتھی پر سوار ہوکر معرکہ مین آیا
اور پٹھانون نے اوس لڑائی مین ہاتھیون کو بابری لشکر پر ڈپٹایا۔ ان کالے دیون نے فوج بابری کو روز سیاہ
دکھلایا جدھر رخ کیا بساط کی بساط اولٹ دی ولایتی فوج ششدر مین پڑی تھی۔ مغلون کے گھوڑون نے
کبھی فیلان کوہ تمثال کی صورت نہ دیکھی تھی سامنے آنے سے منہ پھیرتے تھے اگر کسی سوار نے دلیری کی ترنگ
مین آکر ایڑ لگائی ہاتھیون کی خرطوم سے سرپیٹ عدم کی راہ پائی فوج بابری مین ایسی بدانتظامی ہوئی
کہ ہر ایک سوار وپیادہ بیدلی سے جی ہار گیا چھکے چھوٹ گئے بادشاہ بابر نے جب دیکھا کہ بری حال ہوئی
ننگ وناموس کے واسطے کوئی منصوبہ کرنا چاہیے۔ آخر تہوری اور شیرمردی کی باتون سے فوج کو
لڑنے پر شہ دی کہ اسی دن کی آرزو مین جوانمرد لوگ مرتے ہین نامرد البتہ جی چراتے ہین فوج نے ایسے کلمات سے
پھر ہاتھہ پیر نکالے چونکہ حکم خدا تو یہ تھا کہ ہندوستان کی بادشاہی قبضۂ بابری مین آئے سلطان ابراہیم معرکہ

۹۳۲ھ

کارزار مین مقتول ہوا فوج مخالف مین بھگدر پڑگئی - پانچ چھہ ہزار سوار نعش سلطانی کے برابر فانی پڑے تھے
بالجملہ اس فتح عظیم سے تمام ہندوستان مین رعب بابری چھا گیا - بعد فتح سلطان بابر نے سجدۂ شکر خداوندی حقیقی
ادا کیا - اور دہلی مین آکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا - خزانے کھولکر ستر لاکھہ تنگہ سکندری اور ایک سیاہی مکان
بے اسکے کہ اوسکے نگین کا نشان یادین شاہزادہ ہمایون مرزا کو حوالہ فرمایا - اور دس لاکھہ تنگہ امراکو مرحمت
ہوا - اور ہر متنفس جو لشکر مین تھا انعام سے سرفراز ہوا - اور جو شاہزادے کابل مین تھے اونھین اور حکام
کو ہر ایک کے مناسب حال نقد و جنس روانہ فرمایا القصہ دہلی کے انتظام سے فرصت پاکر آگرہ کو متوجہ ہوا
یہان پر دار السلطنۃ تھا - پس انتظام ملکی اور مالی کیواسطے چندے یہان پر متوقف ہوا - دہلی اور آگرہ کے
سوا اور ملک قبضۂ بابری سے باہر پٹھانون کی کشاکشی مین تھے القصہ تھوڑی مدت مین بادشاہ نے
اپنی تدبیرون سے اکثر سرکشون کو مطیع کرلیا - اور ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق مشمول عنایت ہوا -
اور نئے پرانے امراکو بھی حسب لیاقت جاگیرات مقرر ہوئی - سلطان ابراہیم کی اولاد اور متعلقون سے
براہ عنایت پیش آیا اونکا خزانہ اونھین پر حلال کیا - بلکہ سات لاکھہ تنگہ والدۂ سلطان کے واسطے
مقرر کیا وہ نہایت خوش ہوئی - اور ایک قطعۂ الماس گران بہا جو آٹھہ مثقال وزن مین تھا اور راجہ
بکرماجیت کی اولاد سے ہاتھہ لگا تھا علاء الدین کے خزانے سے نکالکر بابر بادشاہ کے نذر گذرانا القصہ بابر
بادشاہ نے انتظام جہانداری کے واسطے تمام موسم برسات آگرہ مین بسر کیا اور بعد انقضاے برسات
اور دسہرہ کے جو اہل ہنود کے کسی عید کا دن ہے مخالفون کی سرکوبی کو عازم ہوا - اسی عرصہ مین رانا سانگا
عظیم راجہ ہندوستانکا حسن خان میواتی کے بھڑکانے سے نہایت جرأت اور بیخوفی سے مع لشکر مقام بیانہ
مین آگرہ کے متصل آپہونچا اور نیز ایک گروہ پٹھانون کا جو سلطان ابراہیم سے مخالف تھے پچاس ہزار
سوار اور ہاتھی جمع کرکے اطراف قنوج مین خروج شروع کیا - اور بہادر خان ولد دریاخان کو بادشاہ بناکر
سلطان محمد لقب دیا ہر طرف سے عجب طرح کی شورش اوٹھہ کھڑی ہوئی - کابلی امرا جو کہ سردی کے
خوگر تھے عاجز آئے بعض گرما کی لڑائیون اور بعض راناسانکا کے خوف سے بادشاہ کے حضور مین مراجعت کے
مستدعی ہوئے کہ ہنوز یہ ملک بخوبی ضبط نہین ہوا - اور باغیون نے ہر طرف غدر مچا رکھا ہے مناسب ہے
کہ یہان پر چند قلعہ تعمیر ہون اور خود دولت پنجاب مین مقیم ہون - بادشاہ نے فرمایا کہ ایسے وسیع ملک کو
جو بڑی مشقت سے ہاتھہ مین آیا - اور ایک خلق کثیر کا خون بہایا گیا چھوڑنا اور ایک ہندو کے روبرو
اپنی ترکی تمام کرنا بہتر نہین - زمانے مین نام بد ہوگا نظر خلائق مین میرا رتبہ رد ہوگا ہیہات ہیہات
یہ وہ وقت ہے کہ لوٹ جانا چاہیے بلکہ مردانہ جانین لڑاکر ہمیشہ کو نام نیک حاصل کرنا چاہیے

اور شرقی ولایت کو جو دہلی کے بادشاہون کے قبضے سے نکل گئی تھی ایکسو دو برس کے بعد نئے سر سے شامل کر لیا۔
القصہ سلطان سکندر نے بڑی مضبوطی سے بادشاہی کی اور عدل و انصاف کے ساتھ انتظام رہا اسکے عہد مین
غلہ ارزان رہا اور رعایا دلجمعی سے اپنے کاروبار مین مصروف رہی۔ شرع محمدی کا بڑا پابند تھا۔ مذہبی تعصب بھی
رکھتا تھا اکثر بتکدے کھود ڈالے مسجدین اور مدرسے بنوائے۔ متھرا وغیرہ تیرتھون مین نہانے اور کریا کرم کرنے
سے اہل ہنود کو ممانعت کی۔ تھانیسر کے مندر کو بھی نابود کرنا چاہتا تھا۔ مگر بعض لالچی عالمون نے کہا کہ پرانے
مندرون کو کھودنا جائز نہین اگر ایسا ہی تو پوجا پاٹ وغیرہ کی ممانعت کیجاوے بادشاہ اس طرفداری کے
جواب سے نہایت بیزار ہوا۔ الغرض یہ بادشاہ متعصب مزاج اہل ہنود کی ذلت و رسوائی مین مصروف
رہتا تھا ہندؤن کو حکم تھا کہ نیلگون کپڑے کی چٹ لگکے سے کے مونڈھے پر سلایا کرین تاکہ ہندو سے مسلمانی
کی اطاعت ظاہر ہو ہندؤن کی کتابین جہان پائین جلا وین۔ پگڑی کے باندھنے کی نہایت ممانعت تھی اگر کوئی باندھتا
اوس سے قرار واقعی جرمانہ لیا جاتا۔ اکثر ہندو لوگ انگوچھہ سر پر باندھتے تھے اور نہایت خفت اور خواری
مین گذراوقات کرتے۔ ایک مرتبہ ایک برہمن کو اس قصور سے کہ اسکی زبان سے کلمہ اسلام نکلا تھا قید کرلائے
بادشاہ نے ممالک محروسہ کے تمام فاضل اور عالم جمع کرکے اپنا دعوی اوسپر ثابت کیا جب اوسنے مسلمان
ہونا قبول نکیا اور تو بس چلا قتل کروا ڈالا۔ اول اول اسی متعصب نے ہندؤن کی بے حرمتی کی اور ایک برہمن کو
مارا اسکے مزاج مین مسلمانون کی بڑی رعایت تھی عاشورہ کے روز بہت سے خیرات اور تصدق کرتا
مسجد اور مدارس مین امام۔ موذن۔ خطیب۔ مدرس مقرر کیے اونکی معاش سرکار سے مقرر کی رعایا
اور سپاہ کی اسقدر خبرگیری کرتا کہ لوگون کے گھرون کا خاص خاص حال تک دریافت ہو جاتا۔ بعض اوقات
رات کو تبدیل ہیئت سے کوچہ و بازار مین گشت کرتا اور خلق اللہ اور اپنے امرا کے حال سے بخوبی آگاہی پاتا
لوگون کو خیال ہوتا تھا کہ کوئی جن بادشاہ کو سارا حال سنا جاتا ہی۔ بعض کا اعتقاد تھا کہ ایک طلسم کا چراغ
بادشاہ کے ہاتھ لگا ہی جسوقت اوسے روشن کرتا ہی جنات حاضر ہوکر تمام روے زمین اور دوسرے
ملکون کے فرمان رواؤنکا حال اور نیز پوشیدہ امور بیان کرتے ہین۔ اور خزانے اور دفینے دور و نزدیک سے لاکر
بادشاہ کو دیتے ہین بالجملہ یہ بادشاہ بڑا عقیل و ہوشیار تھا جسطرف لشکر بھیجتا روز مرہ لڑنے اور دشمنون
کے محاصرہ کرنے کی تدابیر اور جنگ کے قواعد اور مورچون کی طیاری وغیرہ کے اہتمام کے بارہ مین لکھکر سردار فوج
نام بھیجا کرتا نوکرون کی کیا مجال تھی کہ اوسکے حکم کے برخلاف قدم رکھین ڈاک چوکی کا اسباب ہر وقت
طیار رہتا تھا جس امیر کو فرمان بھیجتا وہ شخص دو تین کوس فرمان کی پیشوائی کرتا اور نامہ بر اوسکے موقع پر ناشتہ چبوترہ
وغیرہ کے کھڑا ہوکر مکتوب علیہ ... اور مکتوب الیہ ...

ذکر سلطان سکندر لودی پسر سلطان بہلول

بعض امرا چاہتے تھے کہ شاہزادہ باربک بڑے لڑکے کو تخت نشین کرین اور کچھہ لوگ نبیرہ سلطان اعظم ہمایون کی بادشاہی سے راضی تھے۔ سلطان سکندر کی والدہ جو سنار کی لڑکی تھی بادشاہ مغفور کے حضور مین بہ نسبت دیگر محلات کے بہت معزز تھی۔ اکثر امرا اسکی حکم واطاعت مین تھے اسنے اپنے لڑکے کے واسطے پیغام دیا عیسے خان لودی سلطان بہلول کا چچازاد بھائی جو برخلاف ظاہر کے باطن مین مخالف تھا۔ اس پیام سے گالیان دیکر بولا کہ سنار کے بیٹے کو جانداری نہین مل سکتی۔ کیونکہ باربک شاہ کو جو اصیل و نجیب ہے محروم کرون۔ خانخانان فرملی جو ایک نامدار امیرون مین تھا بولا کہ ابھی دو روز بادشاہ کو موئی ہوئے ہین اوسکی بیگم سے سخت زبانی نکرنا چاہیے۔ عیسے خان نے خانخانان کو بہت لگو ڈہک کر کہا تو کون ہوتا ہے تو رشتہ داروں کی ہمسری زیبا نہین تجھسے کیا مدعا جو دخل نامعقول کرتا ہے تو بھی سلطان نظام خان کا نوکر ہوتا اور کل امرا کو متفق کر کے شاہزادہ سے ہرہر معلوم ہوئی۔ اور یہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ مین سلطان نظام خان کا نوکر ہون اور کل امرا کو متفق کرکے شاہزادہ نظام خان کو سلطان سکندر کے خطاب سے ۸۹۰ سنہ ہجری مین واقع قصبۂ جلالی مسند نشین کیا۔ اب بادشاہ وہان سے باربک شاہ والی جونپور اپنے بھائی کے مطیع کرنے کو روانہ ہوا اور بعد فتح ملک پھر بدستور بھائی کو حوالہ کر دیا۔ فقط خطبہ اور سکہ اپنے نام سے مروج فرمایا اور سلطان حسین والی جونپور سے کبھی متواتر لڑ بھڑ کر فتح پائی یہ سلطان حسین جو سلطان بہلول لودی سے تنگ ہوکر دور از کار گیا تھا اور اکثر اوقات باربک شاہ سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ جب دہلی کی بادشاہی سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ کے حصہ مین آئی ملک سرور خواجہ سرا کو خواجہ جہان کا خطاب عنایت فرماکر جونپور اور اوسکے گرد نواح کی جاگیر اسکو عنایت کی تھی اسی نے سلطان الشرق کا لقب

ذکر سلاطین شرقیہ

جب سلطان محمد شاہ کی شوکت وصلابت مین ضعف آیا اور مقدمہ ابتر ہوا سلطان الشرق نے استیلا کر کے پرگنہ کول اور آٹاوا اور کنپلہ اور بہرایچ اور بہار وغیرہ وغیرہ فوجی کثرت سے اپنے تصرف مین لیا اور باستقلال حکومت کرنے لگا اور ۸۰۲ سنہ ہجری مین خطبہ سکہ اپنے نام کا پڑھایا اور ملک کی رونق بڑھائی ۱۶ برس تک حکمرانی کی

ذکر سلطان مبارک سلطان الشرق کے متبنے کا

سلطان مبارک متبنہ بولا لڑکا سلطان الشرق کا تھا سلطان کے بعد وفات ایک برس چند مہینے فرمان روا ہوا

ذکر سلطان ابراہیم شرقی بن مبارک شاہ

سلطان ابراہیم نے چالیس برس چند مہینے اور سلطان محمود نے ایک برس اور اسکے بعد اسکے بیٹے سلطان محمد شاہ نے تین پانچ مہینے اور اسکے بیٹے سلطان حسین خان نے گیارہ برس حکومت کی اور اس بادشاہ سے انکے خاندان مین سلسلہ حکومت منقطع ہوا اگرچہ اس سے بیشتر سلطان بہلول نے شرقیون کو زیر کر کے ولایت جونپور اپنے آدمیون کے سپرد کی تھی مگر قرار واقعی ضبط ربط نہوا تھا۔ اس وقت مین سلطان سکندر نے بخوبی بند و بست کر لیا

ہم میرے بھائی ہو سلطنت تمہین مبارک ہو ہم فقط بدایون مین قانع ہین غرض سلطان بہلول ہر طرف سے دلجمعی کرکے
نظام ریاست مین مصروف ہوا چونکہ بعض امرا اسکی جہانداری سے راضی نہ تھے سلطان محمود والی جونپور کو دہلی کے تسخیر
نے کو تحریص دی وہ سنتے ہی مع لشکر آ پہونچا اوسوقت سلطان بہلول ملتان کو جاتا تھا خبر پاتے ہی دیبالپور
واپس آیا اور لڑ بھڑ کر محمود کو شکست دی یہ اولٹے پانون جونپور بھاگ آیا۔ اور دوسری بار پھر دہلی پر چڑھائی
کی اور جنگ وجدل ہوکر یہ بات قرار پائی کہ جسقدر محالات سلطان مبارک شاہ پادشاہ دہلی کے قبضہ مین تھے۔
سلطان بہلول کے زیر حکومت رہین اور اوسکے سوا مع ریاست سلطان ابراہیم جونپور والے کے محمود شاہ کے
قبضے مین ہون۔ اس قرارداد سے دونو پادشاہ اپنی اپنی ولایت مین فرمان روائی کرنے لگے۔ اور کچھ دنون کو
تیغ خون فشان نے کنج غلاف مین خواب استراحت فرمایا جب سلطان محمود نے اس جہان فانی سے کوچ کیا
اور اوسکا لڑکا سلطان حسین تخت پر بیٹھا۔ سلطان بہلول سے پھر لڑائیان ہونے لگین مگر کسیکی پیش نجاتی تھی
برابر ہوکر رہجاتے تھے ایک مرتبہ ملکۂ جہان سلطان علاء الدین کی لڑکی نے جو سلطان حسین کے عقد مین تھی۔
سلطان حسین کو ورغلایا جسکے بموجب ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار پیادہ اور چار سو ہاتھی اور توپخانہ لے کر
دہلی پر چڑھائی کی۔ سلطان بہلول نے حق نمک کا لحاظ کرکے ملکہ جہان سے براہ عجز و انکسار اظہار کیا کہ تمھارے
والد کیطرف سے مجھے نیابت ملی ہے اور فدوی بندگی سے باہر نہین مجھپر چڑھائی کرنا مناسب نہین۔ ملکہ جہان نے
ایک نمانی آخر سلطان حسین طوعاً و کرہاً لڑائی کو آمادہ ہوا سلطان بہلول کنی پندرہ ہزار سوار لیکر صف آرا ہوا اقبال تو
مددگاری مین دست بستہ حاضر تھا باوجود قلت فوج کے بہلول کی فتح ہوئی اور سلطان حسین شکست کھا کر بھاگا
ملکہ جہان قید مین آئی پادشاہ بہلول نے مردمی اور مروت سے باعزاز تمام سلطان حسین کے پاس روانہ کردیا اسکے
بعد سات مرتبہ تک سلطان حسین سے لڑائیان رہین چند مرتبہ صلح بھی ہوئی اکثر سلطان حسین شکست ہی
پاتا رہا آخرکار شکست فاش ملی کہ دور دراز ملکون مین چلا گیا اور سلطان بہلول نے جونپور مین بھی اپنا سکہ رائج
فرمایا اور اوس ولایت کو مبارک خان لوہانی کے سپرد کرکے دہلی چلا آیا اس وقت بدایون مین سلطان علاء الدین
نے بیس برس تک بدایون مین رہ کر رحلت کی سلطان بہلول مقام اٹاوہ مین سلطان حسین سے لڑ رہا تھا۔
وہان سے برسم تعزیت بدایون گیا اور بعد ماتم پرسی کے بدایون پادشاہ کے لڑکون کے قبضہ سے نکال کر اپنے آدمیون کو
سپرد کیا یہ بیمروتی گوارا کی وہان سے دہلی چلا آیا روز بروز قوت اور حشمت حاصل کی اور خاطر خواہ پادشاہی کی اس
شخص کا ظاہر و باطن آراستہ اور شرع کا پابند اور عدل و داد مین مبالغہ کرتا تھا اکثر اوقات عالم اور فقیرون کی صحبت
مین رہتا اور انکے حالات کی جستجو کرتا تھا آخرکار ۳۸ برس ۸ مہینے ۷ روز پادشاہی کرکے موضع ملاوری مین
اس جہان سے کوچ کر گیا سنہ ۸۹۴ آٹھ سو چورانوے ہجری مین آہ جانب عقبے گیا بہلول شاہ

جب حمید خان وزیر کو بدانڈیشون کے اغوا سے رنجیدہ کر کے اوسکی فکر مین ہوا وزیر مذکور بدایون سے نکلکر دہلی آیا اور عیال و اطفال بادشاہی کو سر برہنہ بڑی بے حرمتی سے حصار دہلی کے باہر نکالا اور خزانہ وغیرہ اسباب شاہی پر متصرف ہوا اور بادشاہ بے حمیتی سے دم بخود رہگیا حمید خان نے دہلی پہونچکر سلطان بہلول کو بادشاہی کے واسطے سہرند سے طلب کیا اور جب دہلی مین آیا عہد و پیمان کے بعد قلعہ کی کنجیان اوسکے حوالہ کر دین چونکہ حمید خان بھی شان و شوکت رکھتا تھا سلطان بہلول نے تقاضائے وقت سے اوسکے رفق و مدارا مین کوتاہی نکی ہر روز سلام کو جاتا تھا اکثر حمید خان بادشاہ کے گھر مین مہمان ہوا۔ پٹھانون نے بموجب بادشاہی اشارے کے بعض ایسی حرکتین کین جو کہ عقل سے دور اور دیوانگی سے نزدیک تھین اور یہ حرکات اس ارادہ سے کی گئین تا کہ لوگ اونکو محض بے عقل سمجھکر اونکے کید و فراست سے مطمئن ہون

ع دیوانہ بکار خویش عاقل ؛ چنانچہ بعضون نے جوتیان اوٹھا کر کمر مین رکھہ لین اور بعضون نے سر پر۔ حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہی۔ جواب دیا کہ چور کے ڈر سے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہین اور کہا کہ آپکا فرش بہت عمدہ رنگین ہے اگر ایک گلیم عنایت ہو اپنی اولاد کے واسطے ٹوپیان بنا کر تحفہ کیطور سے مکان کو بھیجین حمید خان کھلکھلا کر بولا اوٹھا کہ عمدہ عمدہ کپڑے تمہارے بال بچون کو عنایت ہونگے جسوقت خوشبو کے خوان محفل مین آئے بعضے افغان نے ارگجہ اور چووہ کو لیکر چاٹ لیا اور پھول کھائے بعضون نے بدون دور کرنے برگ موز کے بیڑہ پان کھا لیا بعضون نے بیڑہ کھول کر تنہا اوسکا چونہ زبان پر رکھہ لیا جب منھ جلنے لگا پان کو ہاتھہ سے پھینک دیا۔ حمید خان نے اس حرکت کا موجب استفسار کیا سلطان بہلول نے کہا کہ یہ لوگ جنگلی وحشی آدمیت سے دور سوائے کھانے پینے کے کوئی کام نہین جانتے خیر دوسرے روز بادشاہ بہلول حمید خان کا مہمان ہوا اقرار ایسا ہو گیا تھا کہ جب بادشاہ حمید خان کے مکان مین جاوے چند آدمیون کے سوا کوئی ہمراہ نہو اور چند رفیق دروازے پر رہین۔ اس مرتبہ بموجب اشارۂ ملک بہلول کے پٹھانون نے دربانون سے سختی کرنا شروع کی بزدر و غلبہ سے اندر جا گھسے اور کہا کہ ہم بھی بہلول کے مانند خانصاحب کے نوکر ہین سلام سے کیون محروم رہین۔ جب شور و غوغا بلند ہوا حمید خان نے سبب پوچھا لوگون نے عرض کی کہ پٹھان لوگ بادشاہ کو گالی دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بھی خانصاحب کے نوکر ہین ضرور سلام کو اندر جاوینگے حمید خان نے اجازت دی کہ آنے دو اجازت پاتے ہی گروہ کا گروہ اندر دھس گیا اور حمید خان کے ایک ایک خدمتگار کے برابر دو دو پٹھان کھڑے ہوگئے جب بادشاہ نے دیکھا کہ اب عمدہ برائی ہوجاویگی فوراً اشارہ کیا اوسی وقت قطب الدین سلطان کے چچازاد بھائی نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کو قید کیا اور اپنے آدمیون کے سپردگی مین دیا اوسوقت سلطان بہلول خزانے اور دفینے اور کل کارخانے بادشاہی مین بدون شور و فساد کے متصرف ہو گیا اور سنہ ۸۵۶ ہجری مین اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری فرمایا اور سلطان علاء الدین کے نام جو بدایون مین تھا اس مضمون سے عرضی لکھی کہ فدوی نے اپنا سکہ بٹھا لیا ہی مگر نام حضور خطبہ سے دور نکریگا بادشاہ نے جواب مین لکھا کہ ہمارے والد نے تمکو فرزندی مین لیا تھا

اور رفیق بھی قید اور قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے والد کا انتقام لیکر ۸۴۵ھ ہجری مین ملتان گیا بزرگون کے مزارون کی
زیارت کی اور کچھہ فوج جسرتھہ کھوکھر کے سزا کو روانہ کرکے خود دہلی کو واپس آیا۔ اس وقت مین گروہ لنگاہ نے واقع ملتان
غدر برپا کیا اور نیز مالوہ کا حاکم سلطان محمود میواتیون کے بھڑکانے سے دہلی کو چلا بادشاہ نے اپنے لڑکے کو مع بہلول لودی
کے لڑائی پر روانہ کیا اور بموجب بادشاہی حکم کے شاہزادہ نے سلطان محمود سے صلح کرلی اور محمود نے اپنی ریاست کو معاودت
کی یہ امر بادشاہ کی زبونی کا باعث ہوا ملک بہلول کی شجاعت ذاتی نے نہ پسند کیا تعاقب مین اوٹھہ دوڑا اور اوسکے
مال واسباب کو غارت کردیا۔ بادشاہ ملک بہلول کی یہ جرأت اور تہوری دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنا لڑکا بناکر خانخانان کا
خطاب دیا اور لاہور اور دیالپور کی ولایت عطا فرمائی۔ بعد ازین جسرتھہ کھوکھر کے رفع فساد کے واسطے حکم دیا۔ جسرتھہ
نے ملک بہلول سے صلح کرلی اور سلطنت کی خوشخبری سنائی اوسی دن سے ملک بہلول بادشاہ کا برا چیتنے لگا دماغ مین
بادشاہی کا خیال بھر گیا پٹھانون کو گردنواح سے بلا کر نوکر کیا جب کہ فوج جمع ہوگئی سوائے اپنی جاگیر کے اور بھی چند پرگنون پر
متصرف ہوا۔ بادشاہ نے کسیقدر اوسکے نام تخویف کا فرمان جاری کیا۔ اوس تحریر سے یہ شخص کھلے خزانہ باغی ہوگیا۔
اور بڑی شان وشوکت سے آکر دہلی دبالی مدتون لڑا کیا مگر انجام کار نے حصول مقصد واپس ہوا مگر بادشاہ کے کاروبار
روز بروز ایسے سست اور برے ہوتے جاتے تھے کہ دارالخلافہ سے جو لوگ بیس بیس کوس کے بھی فاصلہ پر تھے خود فروشی
کرتے تھے تمام ملک مین ایک غدر برپا تھا آخرش گیارہ برس ایک مہینے چند روز کی سلطنت کے بعد ملک بقا کو روانہ ہوگیا۔

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک بن رایات اعلی خضر خان

یہ شخص ۸۵۰ھ ہجری مین تخت آرا ہوا کچھہ دنون ملک بہلول خانخانان اور نیز دیگر امرائے دولت کی اطاعت کی آخر کو جب یہ
دریافت کرلیا کہ باپ سے بھی زیادہ یہ شخص سست عقل ہے تمام نزدیک و دور کے گردنکش منحرف ہوکر واجبی مال کے ادا کرنے
مین ہان ہون کرنے لگے اور ہر صوبہ کے امرا اور فوجدار بدل گئے طوائف الملوکی شروع ہوئی دکھن اور مالوہ اور گجرات اور جونپور
اور بنگالہ کے بادشاہ دہلی فتح کرنے کو مستعد ہوئے اور لاہور اور دیپالپور اور سرہند سے پانی پت تک ملک بہلول اپنا ڈھنکا
جمائے تھا اور سرائے لاڈو تک احمد خان میواتی کی دہائی دیتے تھے اور سنبل مع توابع گذر خواجہ خضر کے جو دہلی سے نزدیک تر
بہادر خان لودی کے قبضے مین تھا اور کول اور جالیسر اور دیگر قصبات مین علی خان کا حکم بیٹھا ہوا تھا اور قطب خان لودی
چند وار مین اور بھوین گانون اور کنپلہ مین رائے پرتاب اور بیانہ مین داؤد خان قابض تھے اسطرح جو جہان تھا وہان کا
بادشاہ تھا بادشاہ کے قبضے مین صرف دہلی اور بدایون تھی۔ چند عرصہ کے بعد بادشاہ بیانہ کیطرف سوار ہوا راستہ مین
خبر ملی کہ جونپور کا حاکم دہلی کو آتا ہے بادشاہ اس امر کے سنتے ہی بلے دریافت راست دروغ کے دہلی کو لوٹ پڑا حسام خان عرف
حاجی شرقی وزیر نے عرض کیا کہ جھوٹی خبر سنکر واپس آنا مناسب نہ تھا بادشاہ کو یہ کلام ناگوار ہوا بعد ازان بدایون کا عزم فرمایا
آخر بدایون مین جاکر عرصہ تک مقیم رہا اور بدایون کی آب وہوا پسند ہوئی دہلی کو لوٹ کر ارادہ کیا کہ بدایون کو دارالسلطنت مقرر کرے

اور منصور ہوا۔ اسی حیص بیص مین جسرتھ کھوکھر نے قوت حاصل کی دریاے چناب اور راوی اور جہیلم سے
پار اوتر کر جالندھر پہونچا پادشاہ کی طرف سے ملک سکندر کو حکم ہوا کہ اوسکا انسداد کرے مگر خفیف سی لڑائی مین
قید ہوگیا۔ اور جسرتھ کھوکھر نے فتح پائی پھر لاہور مین آکر محاصرہ کیا اسی مابین مین شیخ علی نے پھر کابل سے بیر
نکالے لاہور اور ملتان سے سیہرند تک تاخت تاراج مچادی باشندون کی اچھی طرح سے بُری حالت بناکر لوٹ گیا۔
ایسے حادثون کو سنکر پادشاہ نے لاہور و ملتان کا عزم کیا اور اپنے وزیر ملک سرور کو لشکر کا مقدم بنایا جسوقت
ملک سرور سامانہ مین پہونچا جسرتھ کھوکھر نے لاہور کا محاصرہ چھوڑکر گھر کی راہ لی اور ملک سکندر کو جو جالندھر کی
لڑائی مین قید ہوا تھا ہمراہ لیتا گیا اور پھر پہاڑ سے نکلکر جالندھر اور بجوارہ مین فتنہ و فساد برپا کیا اب روز بروز
قوت زیادہ ہوتی گئی اس وقت مین پھر شیخ علی نے کابل سے نہضت کی کنار دریاے بیاہ کے حدود تک کو لوٹ لیا اور بہت
سے خلایق کو اسیر کرکے لاہور کے قلعہ مین قابض ہوگیا اور دس بارہ ہزار اپنے سوار محافظت کو چھوڑکر خود دیپالپور
کی تسخیر کو چلا اور جاتے ہی فتح حاصل کی پادشاہ اس حال سے واقف ہوکر جلدی سے پہونچ گیا شیخ علی گھبراکر کابل۔
سدھارا پادشاہ نے تین جگہ راوی سے پار ہوکر قلعہ شادور کو گھیر لیا یہان پر شیخ علی کا بھتیجا مالک تھا مقابلہ کی
طاقت اپنے مین نپائی شاہزادہ کو اپنی لڑکی دیکر صلح کرلی پادشاہ نے لاہور اور شادور کے گرد و نواح سے خاطر جمع کرکے
دار الحکومتہ کی راہ لی۔ چونکہ ملک سرور وزیر سے شیخ علی کی لڑائی مین کچھہ اخلاص اور جانفشانی مشاہدہ نہوئی تھی
پادشاہ نے کمال الدین کو بھی امور وزارت مین ملک سرور کا شریک کیا اب روز بروز ملک کمال الدین کا مرتبہ بڑھتا تھا
اور ملک سرور کی منزلت گھٹتی جاتی تھی یہ اوتار چڑھاو دیکھکر ملک سرور کا حوصلہ گھٹ گیا جب آزردگی درجہ کمال کو
بڑھی بعض امرا سے متفق ہوگیا جو کہ پادشاہ سے خلاف اور اسکی طرف رجوع تھی آخر اپنی گھات مین لگا ایکوقت
پادشاہ جامع مسجد واقع مبارکباد مین نماز کیواسطے آیا تھا قابو جو ملگیا شہید کیا اس پادشاہ کی حکمرانی ۱۳ برس
۱۲ اور رہی۔ جب یہ حادثہ گذرا سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ بن رایات اعلی خضر خان ۱۴۲ سنہ ہجری مین
تخت نشین ہوا در اصل یہ شخص شاہزادہ فرید الدین بن رایات اعلی خضر خان کا لڑکا ہے چونکہ مبارک شاہ کی اولاد
نہ تھی بھتیجے کو گود لیا تھا۔ خیر اب گو سکہ انکے نام سے جاری ہوا ملک سرور اگرچہ بظاہر بن سلطان رہا مگر خزانہ سلاح خانہ
اور توپخانہ فیلخانہ وغیرہ اسباب شاہی مین اپنا ہی تصرف رکھا اور خطاب خانجہانی مقرر کیا سخت تسلط پیدا کرکے بعض مبارک شاہی
امیرون کو قتل اور بعض کو قید کیا۔ اکثر پرگنون کو اپنے تصرف مین لاکر اپنے آدمی واجبی جمع تحصیلنے کو تعینات کیے
رعایا اسکے ظلمون سے عاجز ہوکر کمال الدین کمال الملک کے پاس جو وزارت مین شریک تھا فریاد کی اوسنے امراے
متفق ہوکر ملک سرور سے آویزش کی ملک سرور دہلی کے قلعہ مین محصور ہوا تین مہینے تک لڑتا بھڑتا محفوظ رہا مگر
نوادین کرکے پادشاہی سراپردہ پر جاکر اور جی کھول کر لڑا وقت تو آخر ہوچکا تھا اس معرکہ سے رہائی نہوئی قتل ہوا

بہرام خان کو بھی محبوس کیا خضر خان کے مقابلہ پر کیا وہ بھی زد برد آیا لڑائی ہونا شروع ہوئی اقبال خان سے تخت واقبال
نے تو رخ پھیر لیا تھا سامنا ہوتے ہی قید ہو کر قتل ہوا اور حرام نمکی اور عہد شکنی کا نتیجہ پایا جسوقت اس عہد فراموش
کے قتل کی خبر دہلی آئی دولت خان اور اختیار خان وغیرہ امرائے جو کہ دہلی میں تھے سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو قنوج سے
بلاکر ماہ جمادی الاولی ۸۰۹ ہجری میں نئے سر سے تخت نشین کیا۔ دولت خان لشکر فراوان ہمراہ لیکر بہرام خان کی
سرزنش کو روانہ ہوا چونکہ بہرام خان حاجب کے بعد تمام سامانہ میں غرور کی سانسیں بھر رہا تھا اور اسیوقت میں خضر خان
ملتان سے مع لشکر بیکران سامانہ اور سرہند میں وارد ہوا دولت خان انکے مقابلہ سے کچھ کھا کر حضور میں چلا آیا بادشاہ
نے خضر خان کی کچھ فکر نہ کی سنبھل کو عازم ہوا تاتار خان نے لڑنا شروع کیا اور اسد خان لودی کو وہاں پر چھوڑ کر حصار
فیروزہ میں داخل ہوا۔ اور قطب خان کا گماشتہ قوام خان پر فتحیاب ہو کر دہلی آیا خضر خان نے تین مرتبہ دہلی پر چڑھائی کی۔
اور زمانہ بھر کر واپس چلا گیا چونکہ اسوقت طوائف الملوکی تھی ہر طرف امیر لوگ اپنی اپنی خود پسندی میں تھے۔
بجز رہتک اور دوابہ بعض محالوں کے بادشاہ کے تصرف میں کچھ نہ تھا۔ ایک روز کیتھل کی طرف شکار کو گیا تھا وہان سے
لوٹ وقت اثنائے راہ میں ایسی بیماری دوڑی کہ اوسکے جھگڑے میں دنیا کے بکھیڑے سے خلاصی ملی اس شخص کے
نام کی بادشاہی ۲۰ برس دو مہینے رہی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ابتدا سے سلطان ناصر الدین محمود تک آٹھ
بادشاہ ۹۴ برس دو مہینے اور وہ حکمران رہے انکے بعد سلطان شہاب الدین غوری کے لڑکے اور غلام ۲۴ نفر نے
دو سو تین برس تک جہانداری کی

ذکر سلطنت رایات اعلی خضر خان بن ملک سلیمان

جسوقت سلطان ناصر الدین محمود شاہ نے دار فنا پائدار سے ملک بقا کی راہ لی امرائے وقت نے باوجود رایات اعلی خضر خان
بن ملک سلیمان کے جو ملک مردان کا متبنی تھا دولت خان کو بادشاہ بنایا خضر خان اسکی خبر پاتے ہی دار الخلافہ فتح پور
ملتان سے روانہ ہو کر دہلی آپہونچا چار مہینے تک طرفین سے جنگ و جدل برپا رہی۔ دولت خان نے بضرورت قلعہ سے نکلکر
خضر خان کی پابوسی کی مگر خضر خان نے فوراً قید کر کے فیروز آباد کے حصار میں بھیجدیا اور اوسی قید میں اوسکے مرغ روح نے
حصار بدن سے پرواز کیا۔ القصہ خضر خان فتح پا کر دہلی میں داخل ہوا ۸۱۷ ہجری میں انتظام جہانداری اپنے ہاتھ میں لیا
چونکہ بروقت آنے ہندوستان کے صاحبقران نے بادشاہی کی خوشخبری خضر خان کو سنائی تھی خضر خان نے اس دولت
غیر مترقبہ کا حاصل ہونا اوسکی توجہات کی برکت سے سمجھا اول خطبہ اور سکہ صاحبقران کے نام سے اور بعدہ اوسکے لڑکے
شاہرخ مرزا اور آخر کو اپنے نام سے رایج فرمایا اور نہایت استقلال سے ہر ایک کو اپنا مطیع کر لیا جو لوگ صاحبقران کے
آنے سے دہلی خالی کر گئے تھے اون کے عہد میں آکر نئے سر سے آباد ہوئے اور مرفہ الحال رہکر دعائے دولت میں مصروف
اور اپنے پیشہ اور کسب میں مشغول تھے یہ شخص راست قرار پاکیزہ طینت عالی ہمت فراخ حوصلہ شجاع اور سخی تھا

لڑائی مین حضرت کی جیت رہی - اسی اطراف مین خضر خان اور نیز دیگر امرا نے شرف ملازمت حاصل کی مگر خضر خان
سیادت کے سبب سے بچ گیا باقی قید ہوئے اور خضر خان کو لاہور اور ملتان اور دیبالپور کی ایالت بخشی اور فرمایا کہ
حضور نے اس شخص کو پادشاہی مرحمت فرمائی - اب موسم تابستان نے اپنی گرمی دکھلائی آفتاب ہند کی حرارت
خصوص ملتان کی حدت بہ نسبت اور مقامون کے زیادہ تر سخت ہی فوج شاہی کے مخالف ہوئی یہ لوگ تو ولایت کی
سردی کے خوگر تھے انھین گرمی نہ بھائی بالضرور امیر تیمور صاحبقران کو کوچ کرنا پڑا آخر ملتان کی راہ سے اپنی دار السلطنۃ
سمرقند کو چلا گیا بعد چلے جانے صاحبقران کے دو مہینے تک دہلی اوسیطرح خراب ویران رہی بعدہ رفتہ رفتہ آبادی کی
صورت ہونے لگی - جسوقت ہندوستان کے حدود سے پادشاہ باہر نکلا سلطان نصرت شاہ جو میوات بھاگ
گیا تھا فوج فراہم کرکے دہلی مین آیا اور امور سلطنت انجام دینے لگا - اور ایک فوج اقبال خان پر بیرن کو روانہ کی
- اقبال خان نے چھپ کر رات کو چھاپہ مارا فوج کو شکست دیکر دلیرانہ دہلی کو آیا پادشاہ اوسکی دلیری سے بیتاب ہوکر
فیروز آباد کو بھی نکلا میوات کا راستہ پکڑا جب دہلی سے فیروز آباد تک اقبال خان کے قبضے مین آیا - ملک دواب
اور دیگر اطراف کے شہر تلوارون کے زور سے اپنے تابع کر لیے باقی کل ہندوستان دیگر امرا کے متعلق رہا چنانچہ گجرات کی ولایت
اعظم ہمایون خان اور تاتار خان دونو باپ بیٹون کی قبضے مین تھی اور لاہور اور ملتان اور دیپالپور سے سندھ کے اطراف
تک خضر خان کی حکومت تھی - اور صوبہ و کالپی مین محمود خان ولد ملکزادہ فیروز کی سبز بختی لہرا رہی تھی - اور قنوج و اودھ
اور دلمؤ و سندیلہ و بہرایچ و بہار و جونپور مین سلطان الشرق عرف خواجہ جہان کا آفتاب اقبال روشن تھا اور مالوہ مین
دلاور خان اور سامانہ مین علیخان اور بیانہ مین شمس الدین اوحدی متصرف تھے ہر ایک اپنا ڈنکا بجاتا دوسرے کی نہین
سنتا تھا سنہ ۳ ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ جو صاحبقران کے خوف سے گجرات چلا گیا تھا دلجمعی اور
اطمینان سے دہلی کو آیا اقبال خان نے استقبال کرکے ہمایون جہان شاہ کے محل مین لا اوتارا - چونکہ حکومت کی
باگ اقبال خان کے ہاتھہ مین تھی جسوقت سلطان ابراہیم کے واسطے جو سلطان الشرق کا متبنی تھا اودھ پر چڑھائی کی
سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو بھی ہمراہ لیا جب یہان تسلط نکر سکا اوسوقت سلطان ناصر الدین جو کہ اقبال خان کے
قید مین تھا شکار کے بہانہ سے ابراہیم کے پاس اس مراد سے گیا کہ شاید کچھہ دستگیری کرے طرفشانی سے جہانداری کے
مراسم بھی نہ ادا ہوئے مدد دہی کا کون ذکر تھا آخر سلطان ناصر الدین وہان سے مایوس ہوکر قنوج آیا یہان سلطان
ابراہیم کے نائب کو شکست دیکر قلعہ مین متصرف ہوا اقبال خان کو جب یہ راز معلوم ہوا فوراً سلطان پر چڑھائی کی
چونکہ قلعہ نہایت مضبوط تھا کچھہ تدبیر نکر سکا وہان سے لوٹ کر بہرام خان حاکم سامانہ سے سازش کی یہ شخص
فیروز شاہی غلامون مین تھا اسکے پاس بیس ہزار سوار کی جمعیت تھی - آخر باہم متفق ہوکر خضر خان حاکم دیبالپور
اور ملتان پر چڑھہ گیا جب تلاوندی مین پہونچا وہان کے زمیندار کو جو ملاقات کو آئے قید کر لیے اور لطائف الحیل سے

او

ملتان مین

الملتان ـ سنہ ہجری مین ٹھٹھہ پر دورلر

نہضت ہندوستان بل سے ہندوستان سے بھی سپورے بھی

اسوقت رہا تا آنکہ امیر سپورے بھی بل سے ہندوستان نہضت کی سنہ ہجری مین ٹھٹھہ پر دورلر ملتان مین اور سپاہ کے

اقبال خان خوفناک ہوکر سامان اور سپاہ کے جب یہ خبر دہلی پہونچی اقبال خان خوفناک ہوکر سامان اور سپاہ کے

ایا اور مرزا امیر محمد کے قیدیون کو قتل کر ڈالا ـ جب یہ خبر دہلی پہونچی قلعہ کو لڑکر فتح کیا

جمع کرنے مین مصروف ہوا ادھر صاحبقران نے ملتان سے نہضت کی ریگستان کی راہ ٹھٹھہ پہونچا اوسوقت

وہان کے حاکم کو مع اوسکے ہمراہیان کے اسیر کرکے سزا کو پہونچایا بعد ازان ٹھٹھہ سے قصبہ سامانہ مین پہونچا اوسوقت

سپاہ کا جائزہ لیا ـ نوکرون کی ٹھہرنے کی جگہ طول اُسکا ایک کوس تھی اور تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہی کہ ایک کوس مین بارہ ہزار

سوار ٹھہر سکتے ہین اس حساب سے نوکرون کی تعداد ۲۰ ہزار ہوئی اسی حساب سے افزونی لشکر کا خیال کرلینا چاہیے

القصہ دہلی کو روانہ ہوا راستے مین جو ملا اوسے عدم کی راہ دکھلائی یا قید مین اولجھایا ـ دہلی پہونچتے پہونچتے

پچاس ہزار آدمی گرفتار ہوئے ـ جسوقت اقبال خان شہر سے نکلکر مقابلہ کو آمادہ ہوا جو لوگ قید مین تھے مون

ماو دینے لگے چہرے پر بشاشت سی چھا گئی لوگون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اقبال خان کی چڑھائی سنکر مخمور ین

نہایت بشاش نظر آتے ہین ـ عین لڑائی مین حفاظت پچاس ہزار کی کیونکر ہوسکتی ہی یہ خبر سنکر بادشاہ لال

ہوگیا قتل کا حکم دیا ـ ایکدم مین ہر ایک متنفس نے شربت مرگ نوش کیا کوئی زندہ نرہا القصہ اقبال خان نے

رزمگاہ کیطرف حرکت مذبوحی کی مگر ایک ہی حملہ مین جی ہار گیا پیر نہ جمے ـ شہر مین بھاگ کر دروازے بند کرلیے

بہادران شہامت کیش نے پیچھا کرنے سے رخ نہ پھیرا اکثر خلق اللہ کی جانین پامال ہوگئین بہت سا اسباب ظلم

اوس بد اقبال کا انکے ہاتھ لگا ـ اقبال خان نے اقبال کی کج ادائی دیکھکر رات کے وقت عیال و اطفال کو چھوڑ

اپنا منہ کالا کیا صبح ہوتے بادشاہ داخل شہر ہوا ـ شہر والون کو امان دی ـ اور کسیقدر فوج کو واسطے لینے چندہ

اوس شہر کے روسا سے مقرر کیا تحصیلدارون کے سخت تقاضا سے باشندے لوگ انکار کرنے لگے بلکہ بعض ہندوستانی

نے چند مغلون کو رہگرائے عدم کیا اس خبر سے بادشاہ نے نہایت برہم ہوکر حکم قتل عام صادر فرمایا اس حکم کے ہوتے

تلوارون نے خوب خون چاٹا تمام دہلی کی آبادی خراب ہوگئی ـ اور قیدیون کا حال خدا جانے کہ کسقدر عورت مرد گرفتار

ہوگئے بعد اس قتل عام کے بادشاہ نے شاہی عمارتون مین آکر بار عام فرمایا اور بموجب حکم خطیب نے انکے نام سے

خطبہ پڑھا اور سونے چاندی پر صاحبقرانی سکہ نے زینت بخشی ـ اسکے بعد میرٹھہ مین اور وہان سے دواب مین

قتل عام کرتا ہوا ہردوار مین آیا ہردوار اوس مقام کا نام ہی جہان دریاے گنگ کوہ سوالک سے گرتا ہی اور اہل ہند کا

معبد ہی ـ ایام مقررہ مین اشنان اور زیارت کی تقریب سے اس مقام پر اہل ہنود کا بڑا ہجوم ہوتا ہی ـ اتفاقاً

جب دائرۂ دولت وہان پر رونق بخش ہوا کسی پربجہ کی تقریب سے معتقدون کا ہجوم تھا حضور سے قتل عام کا

نافذ ہوا سیکڑون نے شربت شہادت نوش کیا ـ باقیماندہ پہاڑ مین بھاگ چھپے ـ وہان سے جب لشکر کا کوچ

دسوالک کی ترائی سے جمون آکر یہان کے راجہ کو مسلمان کیا ہردوار سے جمون تک دو جگہ پر لڑائیان ہوئین اور

حاکم تھا اوس ملک کی فوج اور عملہ سے سازش کرکے سکندر خان کو قتل کر ڈالا یہ شخص بنیا بتا وہان مقرر ہوکر
گیا تھا۔ ادھر محمد شاہ نے اوسکی سزادہی کا کچھہ خیال نہ کیا اس سبب سے سلطنت کے کاروبار مین بڑا خلل
پڑگیا لشکریون نے آزردہ ہوکر بادشاہ کی بزدلی پر خیال کیا جھٹ مخالف ہوگئے سلطان محمد شاہ اونسے
لڑنے کو طیار ہوا اب دہلی مین لڑائی درپیش ہوئی جونہین سلطان فیروز شاہ میدان جنگ مین تشریف لایا
سلطان محمد شاہ کے پیر نہ جمے بھاگ نکلا کوہ سرمور کو چلا گیا القصہ فیروز شاہ اپنے لڑکے محمد شاہ سے برنجیدہ
ہوا اوسے اپنی ولایت محروسہ سے نکال دیا۔ اور شاہزادہ تعل شاہ بن شاہزادہ فتح خان کو جسکا باپ مرچکا تھا
ولیعہدی پر سرفراز کیا اور خود بعد تھوڑی مدت کے نوے برس کا ہوکر مرگ طبیعی مین عازم بہشت برین ہوا۔
وفات فیروز شاہ سے تاریخ انتقال نکلتی ہی۔ امیر تیمور گورکان کا ہمعصر تھا اس بادشاہ نے اڑتیس برس عدل و داد مین بسر کی
۷۹۰

ذکر غیاث الدین تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ ۷۹۰ ہجری کو فیروز آباد مین تخت پر بیٹھا۔
شاہزادہ محمد شاہ کے پیچھے لشکر کوہ سرمور کو روانہ کیا اوسنے ٹھہرنے کی تاب نپائی سرمور سے نگر کوٹ کو چلا گیا لشکر
بادشاہی نے پیچھا کرنے سے باز رہکر مراجعت کی بادشاہ ازبسکہ نوجوان اور ناآزمودہ کار تھا بعض امرا کے بھڑکانے
سے اپنے حقیقی بھائی شاہزادہ ابوبکر کو محبوس کیا۔ اور خود عیش و عشرت مین پھنسا سلطنت کے کاروبار سے
غرض نہ تھی ملک رکن الدین اور دیگر امرانے ابوبکر شاہزادہ کے ورغلانے سے برخلافی کی۔ ملک مبارک وزیر اور مدار السلطنت
کو دولتخانہ کے دروازے پر ٹھکانے لگایا۔ بادشاہ اس سانحہ سے خبر پاکر دوسرے دروازے سے باہر نکلا امرانے
پیچھا کیا اور بادشاہ کو مع خانجہان مصاحب کے گرفتار کرکے قتل کیا اور اسکا سر کاٹ کر اوسی دروازے پر آویزان کیا
اور ابوبکر کو قیدخانہ سے نکالکر تاج و تخت کا مالک بنایا۔ اس فتنہ و فساد کو جو دہلی مین سرزد ہوا ایک ہی روز مین
بجھا دیا اور امن امان ہوگیا اسکی سلطنت پانچ مہینے اور تین روز رہی۔

ذکر ابوبکر سلطان

سلطان ابوبکر وزیرون کی رائے کے بموجب ۷۹۱ ہجری کو تخت سلطنت پر بیٹھا چند روز کے بعد بادشاہ کو ظاہر ہوا
کہ رکن الدین وزیر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے قتل کرنے سے اپنے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہی بادشاہی کا
خیال رکھتا ہی فوراً گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور اوسکے رفیقون پر تلوار کے ہاتھہ صاف ہوئے اسی عرصہ مین سامانہ کے
میر صدہا سے باغی ہوگئے ملک سلطان شاہ خوشدل کو جو وہان کا حاکم تھا حوض سنام کے کنارے مار ڈالا اور اوسکے سر کو
شاہزادہ محمد شاہ عم سلطان ابوبکر کے حضور مین نگر کوٹ کو بھیجا اور اوسے ادھر آنے کی تحریص کی شاہزادہ بھی انکے
دم مین آگیا جالندھر کی راہ ہوکر سامانہ پہونچا اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا رائج کیا میر صدہا اور اوس طرف کے

لقب وجنس عطا فرمایا القصہ بادشاہ بعد فتح کرنے نگرکوٹ کے ٹھٹھہ کو عازم ہوا وہان کے حاکم جام نام نے
بایے سندھ کی پناہ اختیار کرکے لڑائی شروع کی مدت تک آتش کارزار شعلہ خیز ہوئی۔ چونکہ فتح ہونے مین
دقت ہوا بادشاہ نے اس مہم کو ملتوی کرکے گجرات کا قصد کیا اور بارش کے ایام اسی سرزمین مین گذار کے
دوبارہ ٹھٹھہ کو آیا اس مرتبہ جام کو نہایت تنگ کیا آخر اوسنے پناہ چاہی اور سالیانہ پیشکش دینا قبول کیا تب
بادشاہ نے وہان کا نظم ونسق کرکے دہلی کی راہ لی اور یہان پہونچکر نیکذاتی اور حسن فطرت سے ایسے قانون اور
ضابطے جاری کیے جسکے طفیل سے خلق اللہ کو امن وامان ملا خراج اسقدر مقرر کیا جسکے ادا مین رعایا کو دقت نہو
کسیکی بات رعایا کے حق مین نہ سنتا تھا معموری ملک اور شادابی زمین مین کوشش کرتا تھا کسیکو آسیب نہ دیتا
اور ادنی پیشہ والون سے مانند گلفروش اور ماہی گیر اور نداف اور قصاب وغیرہ کے محصول نہ لیتا تھا امور حکومت
مین کمینون کو دخل نہ دیتا متدین خداترس آدمی کو نوکر رکھتا تھا چونکہ خود نیک نیت تھا اوسکے اہلکار بھی عدل
وانصاف کرتے تھے سیاست مطلقاً نکرتا تھا کسی مسلمان کو آزار نہ پہونچاتا اوسکے فیض تربیت اور تعلیم سے خود
کوئی شخص امور قبیح کا مرتکب نہوتا جسپے سیاست کیجاتی۔ جن شخصون نے کہ سلطان محمد شاہ تغلق کو بیگناہ مارا تھا
اونکے وارثون اور اولاد کے قطع اعضا کروائے مگر اونکے کھانے پینے کی فکر کردی اور اونکی طرف سے خط برات اپنے
واسطے علما اور اکابر کی شہادت سے حاصل کیا تاکہ عاقبت کے مواخذہ سے رستگاری رہے دنیا و آخرت کی
سعادت حاصل کرنے کے واسطے پل اور مسجد اور مہمان سرا اور دارالشفا وغیرہ اسقدر عمارتین طیار کرائین کہ
سلطان بلبن نے بھی نکرائین تھین۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ فیروزآباد وغیرہ تیس شہر اور چالیس جامع مسجد
اور تیس مدرسہ اور بیس خانقاہ اور دوسو سرائین اور ایکسو نہر اور ایک سو کوشک اور ایکسو باون حمام اور پانچ
دارالشفا اور ایکسو مقبرہ اور دس منارۂ کلان اور دیگر بیشمار باغات اس بادشاہ نے تعمیر کرائے انمین سے
ایک جونپور ہے جو اپنے ابن عم سلطان محمد شاہ الغ خان معروف محی الدین جونا کے نام سے آباد کیا باوجودیکہ تین سو
برس سے زیادہ گذرتے ہین ابھی تک کسیقدر آثار اوسکے اپنے محل پر موجود ہین۔ اور دہلی سے متصل ایک
پہاڑی پر جہان منار عمود کا نشان ظاہر ہے جسے عوام الناس لاٹھ فیروزشاہ کہتے ہین اسکا ارتفاع قریب
ساٹھہ گز اور قطر تین گز کی ہے گویا ایک پتھر سے بنا ہے استحکام اوسکا اسقدر ہے کہ ابتک قائم اور آیندہ مدت مدید
تک قائم رہنے کی امید ہے۔ جسوقت بادشاہ ضعف پیری سے مغلوب اور عاجز ہوا ۷۸۹ھ ہجری مین شاہزادہ
محمد خان کو سلطان ناصرالدین والدنیا محمد شاہ خطاب دیکر وکیل سلطنت اور موتمن الخلافت کیا اور خزانے
اور فیل اور حشم وغیرہ بادشاہی توزک کا سامان اسکے حوالہ کرکے خود یاد خدا مین مشغول ہوا۔ جمعہ کے دن دونو
بادشاہ کے نام سے خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ تھوڑے دنون بعد ملک مفرح نے جسکا خطاب فرحتی خان اور گجرات کا

چھت پڑی اور بادشاہ نے اوسکے صدمہ سے مع اور پانچ آدمیون کے زندگانی سے ہاتھہ دھویا۔ بعضی
ارباب سیر نے لکھا ہی کہ الغ خان نے عمداً بادشاہ کی ہلاکت کو اس طرح کی بنیاد ڈالی تھی اور صدر جہان گجراتی
لکھتا ہی کہ الغ خان نے یہ عمارت طلسم سے بنائی تھی جسوقت بادشاہ آیا وہ طلسم لوٹا چھت نے آدبایا حاجی قندھاری
کا قول ہی کہ ہاتھہ دھوتے وقت بجلی کی تڑپ سے مکان گرا بعض کہتے ہین کہ بادشاہ دکھن سے جو ہاتھی لایا تھا
اوسکو شاہزادے کے دکھلانے کیواسطے دوڑایا اوسکے صدمہ سے مکان گر پڑا بعض کا مذہب ہی کہ زلزلہ کے
صدمہ سے یہ اتفاق پڑی بہرحال شیخ رکن الدین ملتانی بادشاہ کی ملاقات کو اوس مکان مین گیا تھا اور بادشاہ
کو اشارہ سے باہر نکلنے کی ہدایت کی مگر ہونہار ہوا چاہیے بادشاہ کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا پس شیخ کا اوٹھنا
تھا کہ مکان بیٹھہ گیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ ازبسکہ بادشاہ شیخ نظام الدین اولیا سے آزردہ تھا جب وہان پہونچا
شیخ کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ جسوقت ما بدولت دہلی مین پہونچین آپ اس شہر سے نکل جائیگا شیخ نے درجواب
کہا کہ ہنوز دہلی دور است۔ یہ مثل ہندوستان مین ابھی تک مشہور ہی الغرض اسی حالت مین شیخ نظام الدین
اولیا اور امیر خسرو دہلوی نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی قصہ مختصر اسکی حکومت چار برس دو مہینے رہی۔

ذکر سلطان محمود شاہ الغ خان عرف فخر الدین جونا کا

بعد رحلت پدر ۷۲۵ ہجری مین افسر سروری زیب سر کیا یہ شخص جامع اضداد تھا کبھی سکندر رومی کیطرح ہفت اقلیم
کی سیر کا طبیعت مین سناٹا آتا۔ کبھی حضرت سلیمان کے مانند جن و انس پر حکومت کرنا چاہتا کبھی بادشاہی
نبوت کی آرزو کرتا تھا شرع کے احکام کا اختراع کرنا چاہتا تھا کبھی نماز و روزہ مین قیام پذیر ہوتا۔ ملاہی اور مسکرات
اور مناہی کے پرہیز مین اسقدر کوشش کرتا کہ انجام کار تعصب آجاتا۔ اکثر علوم خصوص تاریخ اور معقولات
اور نظم و نثر مین استعداد رکھتا تھا تسخیر ملک مین نہایت ساعی تھا حتی کہ ولایت گجرات مالوہ۔ دیوگیر۔
کنپلا دھور سمندر۔ ترہت۔ لکھوتی سنارگام کو تھوڑے عرصہ مین فتح کرلیا۔ حکم کا ایسا تیز تھا کہ کسیکو مجال
دخل نتھا۔ داد و دہش مین بھی عدیم المثال تھا جس کسیکو چاہتا خزانے کے خزانے انعام کرتا۔ حاتم طائی کی
سخاوت اسکی گہر پاشی کے روبرو فقط ایک کہانی تھی۔ سنارگام کے حاکم کو بہرام خان کا خطاب فرمایا یہ ادنی
بخشش تھی کہ ایکروز مین سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور کرور تنگہ زر سرخ ایثار کردیا اور ملک سنجر بدخشی کو اسی لاکھہ
تنگہ اور ملک الملوک کو ستر لاکھہ تنگہ اور ملک عز صدر الدین کو چالیس لاکھہ تنگہ اور ملک غزنوی کو ہر سال کرور تنگہ
دیتا تھا ایکروز کسی امیر کو کسی طرف بھیجتا تھا فرمایا جو کچھہ خزانہ مین ہو واسطے زاد راہ کے دیا جاوے آخر ایسا ہی
تعمیل کیا گیا ایکروز مولانا جلال الدین جام نے بادشاہ کی مدح مین قصیدہ تصنیف کیا۔ جسوقت اوسکا مطلع پڑھا
کئی ہزار توڑے عطا فرماکر حکم دیا کہ بس اب نہ پڑھے۔ کیونکہ اوسکے صلہ دینے مین میری عہدہ برائی نہین ہوتی

اور بعد فاتحہ ماتم کی مجلس انجام کو پہونچائی - امیر خسرو نے پنجابی زبان مین ملک غازی الملک اور ناصر الدین کی
لڑائی کا فسانہ بیان کیا ہی اوسے ہندی زبان مین یاد رکھتے ہین ناصر الدین خسرو خان نے ۴ مہینے اور چند روز حکومت کے واسطے کلنک کا ٹیکا اپنے ماتھے پر لگایا

ذکر سلطان غیاث الدین غازی الملک

یہ شخص سلطان ترک نژاد نام ملک تغلق سلطان غیاث الدین کا غلام ہی ہان اسکی قوم پنجابی سے ہی - جسوقت
نصیبے نے یاری کی امراؤن مین بھرتی ہوگیا - اسوقت مین کہ اس بہادر جان نثار نے اپنے ولی نعمت کے خون کا
انتقام اس غلام نافرجام سے حاصل کیا کل ارکین خلافت سے کہا کہ یہ عاجز سلطان علاء الدین اور قطب الملک
کے نمک سے پلا تھا اور اوسی نمک کے ادا کرنے کو اس نمک فراموش کا خون کیا - اب جو کوئی اولاد پادشاہان مین سے ہو
اوسے تخت نشین کرنا مناسب ہی - ورنہ جس شخص مین لیاقت پائی جاوے اوسکی فرمان برداری مین کچھ
عذر نہین حضار دربار نے عرض کیا کہ خاندان شاہی بالکل تیرہ و تار ہی سوائے حضور کے کوئی نظر نہین آتا کہ اس
شمع مردہ کو اپنے نور جمال سے روشن فرماوے الغرض اسے تخت پر بٹھا کر نذرین گذرانین سکہ و خطبہ نے نام نامی سے
عزت پائی زمانہ کا طالع خفتہ بیدار ہوا - عدل و انصاف کا گرم بازار ہوا - بادشاہی اقربا مین جسکی خبر پایا اوسکا
وظیفہ مقرر کیا - امرا کو ہر ایک کے موافق گرد و نواح کی حکومت عطا فرمائی بعضون کو حضور مین رکھا خسرو خان نے
جسقدر روپیہ بیہوشی کے عالم مین انعام مین لوٹایا تھا ہر ایک سے واپس لیکر داخل خزانہ کیا اور جسقدر خسرو خان نے
سپاہ مین تقسیم کیا تھا ایکسالہ تنخواہ وضع کرکے جو باقی بچا وہ اونکے نام دفتر خانہ مین بمد فاضلات درج کرایا اور جسکی
تنخواہ عہد سلطان قطب الدین مین کم و بیش ہوگئی تھی معدلت کی راہ سے برابر کردی اسیطرح داغ اور جاگیر کا بار
انتظام ملک ایسا سخت کیا کہ اوسکے عہد مین مغل کا پیر ہندوستان مین نہ آسکا عمارات کا
شوق بہت تھا دہلی کے نزدیک قلعہ تغلق آباد تعمیر کرایا یہ شخص پلے سرے کا نیک اور پرہیزگار تھا ہر وقت رعایا کی
مراعات الحوظ رہا -
رفاہ اور ملک کی آبادی اور شاہراہون کی صفائی اور غلات کی ارزانی بیوپاریون کی آمد و رفت مین کوشش کرتا
چورون سینہ زورون اور متمردون اور رہزنون کی بخوبی گوشمالی کرتا تھا - تھوڑے عرصہ مین بنگالہ کا عازم ہوا
وہان پر ناصر الدین ولد سلطان غیاث الدین بلبن جو معز الدین کیقباد کا باپ تھا حکومت کرتا تھا اسنے حقوق
نمک کا پاس خاطر رکھا اوسکی ولایت مین کچھ دخل نہ دیا وہان سے بہادر شاہ حاکم سنارگام کے مقابلہ کو گیا
اور اوسے گرفتار کرکے مراجعت آیا اسے بھی تسخیر کرلیا یہان سے دہلی کو معاودت فرمائی - شاہزادہ الغ خان
عرف فخر الدین جونانی پادشاہ کی مہمانی کیواسطے تغلق آباد سے تین کوس پر نیا مکان بنوایا اور پادشاہ کو
لیکر دسترخوان بچھایا رنگا رنگ کے کھانے طرح طرح کی خورش چنے گئے جب کھانے سے فراغت ہوئی ہر شخص
ہاتھ دھونے کے واسطے باہر نکل آیا پادشاہ اوس مکان مین بیٹھا ہاتھ دھوتا تھا کہ چھت

ہوا بلکہ نادان پادشاہ نے یہ حال خرد خان سے کہدیا۔ یہ مکار اس ماجرے کو سنکر زار زار رونے لگا اور عرض کی
کہ حضور کی پرورش غلام کے حال پر کوئی نہین دیکھہ سکتا یقین ہی کہ آج ہی کل مین کسی تہمت سے مجھے مروا ڈالیں
پادشاہ کے دلمین اوسکے رونے نے اثر کیا بے اختیار فرمایا کہ اگر سارا زمانہ تیری غیبت کرے ہرگز مجھے یقین نہین آتا
سچ ہی مصرع پیش آئی ہی وہی جو کچھہ کہ پیشانی مین ہی ٭ چند روز کے بعد ایکدن جب پہر رات گذری قاضی خان
جو کہ درگاہ کا محافظ تھا ہزار ستون سے نیچے آکر دروازون کی بند و کشاد دیکھنے لگا۔ خرد خان پادشاہ کے
پاس سے اوٹھکر قاضی خان سے باتین کرنے لگا یہ تو باتون کے بھلاوے مین تھا ایک طرف سے جاہر نام خرد خان
کے بھائی نے پہونچکر قاضی خان کو بضرب شمشیر قضا کا منہ دکھلایا۔ اس واردات سے لوگون نے شور و
غوغا مچایا۔ پادشاہ کے کان مین بھنک گئی ماجرا دریافت کیا خرد خان نے عرض کیا کہ اصطبل مین گھوڑے
چھوٹ کر باہم گر لڑتے ہین۔ اس حالت مین جاہر خان مع جمعیت کثیر کے ہزار ستون پر متوجہ ہوا۔ اور
دربانون کو خانہ عدم مین روانہ کردیا۔ پادشاہ نے اس معرکہ سے واقف ہوکر حرم سرا کو قدم اوٹھایا خرد خان نے
پیچھے سے دوڑ کر بال پکڑ لیے باہم آویزش ہوتی تھی کہ جاہر خان نے پہونچکر خنجر سے پادشاہ کا پہلو چاک کیا اور سر
کاٹ کر ہزار ستون پر آویزان کردیا۔ پھر محل سرا مین در آئے شاہزادگان فرید خان اور منگو خان کو جو ہنوز ننھے
ننھے تھے زبردستی اونکی ماؤن سے چھین چھین کر قتل کیا اور لوٹ مچادی اکثر اپنے مخالف امرا کو اوسیوقت
مار ڈالا اور بعضون کو طلب کرکے ہزار ستون پر نظر بند رکھا۔ اوسوقت کسی عالم نے کہا کہ سلطان علاء الدین نے
اپنے چچا جلال الدین کا خاندان برباد کیا تھا اوسکے مکافات مین اسکا بھی نیست و نابود ہونا تعجب نہین ہے
از مکافات عمل غافل مشو ٭ گندم از گندم بروید جو ز جو ٭ اس پادشاہ نے چوبیس برس چار مہینے کی
بادشاہی کی ابتداے سلطان جلال الدین سے سلطان قطب الدین تک چار شخصون نے ۳۴ برس ۱۰ مہینے بادشاہی کی

خرد خان نمکحرام کا ذکر

اس شخص نے بعد قتل کرنے سلطان قطب الدین کے اپنا لقب سلطان ناصر الدین مقرر اور سکہ و خطبہ رائج کیا
اور حرم سراے شاہی کو ہر ایک اپنے بھائیون مین تقسیم کردیا اور خاص منکوحہ سلطان کو اپنے نکاح مین لایا
چونکہ اکثر لوگ اسکے بھائی قوم ہنود سے تھے مذہب ہنود نے رونق پکڑی اور مشرقستان اسلام مین اندھیرا چھا گیا
٭ غازی الملک جو سلطان علاء الدین کے عہد سے صاحب ثروت تھا ٭ دیالپور مین حکومت کرتا تھا۔
اور اسکا لڑکا فخر الدین حضور مین رہتا تھا۔ اسوقت اس نمکحرام کے پنجہ سے نکلکر باپ پاس گیا اور اس محسن کش
کو نمک کے غدر کا حال سنایا۔ غازی الملک نے یہ خبر پاتے ہی مع ملک بہرام ملتان کے حاکم کے عزم جنگ کیا
القصہ آتش فساد شعلہ زن ہوئی۔ اور بعد فتح ہزار ستون مین قطب الدین اور اوسکے بھائیون کی تعزیت کو گیا

خدمتگار پر جو حسن و جمال مین بے مثال تھا بشدت شیفتہ ہوا۔ ایکدم کی مفارقت گوارا نہ تھی ہر دم ہمدمی مین رکھتا
خردخان کا لقب اور وزارت کا منصب عطا ہوا مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بڑا مرتبہ ایسے
پست فطرتون کو حاصل ہوا۔ ناسزاوار کو امور خلافت مین سازگاری ملی۔ اس نابکار کے اقتدار نے سلطنت
کی بنیاد گرانا آغاز کیا بلکہ جڑ سے کھود زمین دوز کردیا۔ پادشاہ نے اس غلام کے کہنے سے خضر خان اور شادی خان
اپنے علاقی بھائیون کو جو گوالیار مین قید تھے قتل کروایا۔ اور اس نظر سے کہ خضر خان شیخ نظام الدین اولیا کا
مرید تھا شیخ سے بھی کسیقدر نظر بدلی۔ لوگون کو شیخ کی خدمت مین جانے سے ممانعت کی۔ جام کے شیخ زادہ کو
جو شیخ موصوف سے مخالفت رکھتا تھا اپنی مصاحبت مین مقرر کیا۔ اور شیخ رکن الدین ملتانی کو اپنے پاس
طلب کیا۔ جوانی کے غرور سے کسیکی بات نہ سنتا تھا۔ جو شخص خیرخواہی کی راہ سے نصیحت کرتا اوسے بدزبانی
سے متنبہ کرتا۔ خفیف قصور سے امرا کو قتل کرواتا۔ زنانہ لباس سے رغبت تھی اکثر پہنکر مجلس مین رونق افروز
ہوتا۔ اور کمینون مسخرون کو بلاکر بڑے بڑے عمدہ امیرون سے مضحکہ مسخراپن کراتا۔ نشہ کا ایسا غلبہ تھا
کہ کچھہ آگے پیچھے کی خبر نہ تھی۔ ظفر خان گجراتی حاکم کو طلب کرکے خردخان کے اشارہ سے قتل کرڈالا اوسکی جگہ پر
خردخان کو رخصت ہوئی اسنے وہان پہونچتے ہی استقلال بہم پہونچایا۔ اور بموجب اپنی نسل کے بغاوت کا
خیال کیا۔ سچ ہی مصرع ہوتی وفا نہین ہی سرشت غلام مین۔ امیرون نے اس مصلحت مین اتفاق نکیا
تب تو سچا ڈرے کہ ایسا نہو راز فاش ہوجائے فوراً گجرات سے سوار ہوکر دہلی آیا۔ اور امرا کی شکایت پیش کی
اس احمق نے اوسکی رضامندی کے لیے اکثر امرا کو برخاست کردیا۔ پادشاہ اسقدر اوسکی محبت مین خود رفتہ تھا
کہ اگر کوئی شخص اوسکی شکایت کرتا اولٹے جھڑک دیتا۔ بلکہ اوس کیفیت کو خردخان سے کہکر باہمدگر عداوت
بڑھاتا۔ اسوجہ سے خردخان ہر ایک امیر وزیر پر غالب تھا ایکروز فریب کی راہ سے عرض کیا کہ چونکہ یہ فدوی
ہر وقت حضور مین رہتا اور راتکو آتشخانہ مین بسر کرتا ہی۔ بعض میرے قرابتی جو گجرات سے ہمراہ آئے ہین رات
کے وقت اگر میرے پاس آنا چاہتے ہین تو دربانون سے نجات نہین ملتی کہ میری ملاقات کرین پادشاہ نے فوراً
حکم دیا کہ دولتخانہ کی کنجیان خردخان کے حوالہ ہون۔ اور فرمایا کہ تجھسے اور تیرے بھائیون سے زیادہ معتمد کوئی نہین
بہتر ہی کہ دولتخانہ کا اہتمام تیرے ہاتھہ مین رہے۔ اب وہ دن آئے کہ اس پرورش کا نتیجہ پادشاہ کو ملے۔
القصہ جب خردخان کو اندر باہر کا اقتدار حاصل ہوا اوسکے بھائی کھلے خزانے ہتیار باندھے راتدن دولتخانہ مین
گھومنے اور قابو ڈھونڈھنے لگے۔ اکثر لوگون کو انکا فاسد ارادہ معلوم ہوگیا۔ مگر بجز سکوت کے کیا مجال تھی کہ زبان
ہلا سکین۔ بڑا خوف تو یہ تھا کہ اگر پادشاہ سے اطلاع کرین تو اولٹی سزا پائین۔ آخر ایک روز قاضی خان نے
جو [illegible] خط مین پادشاہ کا اوستاد تھا اپنی جان سے ہاتھہ دھوکر سارا حال پادشاہ سے بیان کیا لیکن کچھہ فائدہ

رہتے تھے شیخ قطب الدین اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ صدر الدین عارف اور شیخ رکن الدین ملتانی اسکے عہد میں تھے امیر خسرو ہزار تنگہ تنخواہ پاتا اور ملک الشعرا لکھا جاتا تھا اس نے پادشاہ کے نام سے خمسہ نظم کیا تھا القصہ ملک نائب وزیر وکیل سلطنت اور منظور نظر پادشاہی تھا کہتے ہین اسی نے پادشاہ کو زہر پلایا اور بعض کا کلام ہی استسقا کے مرض مین چشمۂ کوثر کی سیر کو روح نے موج کھائی غرضکہ ۲۱ برس ۲ مہینے حکمران رہا

ذکر سلطنت شہاب الدین

جسوقت ملک نائب مسلط ہوا شہاب الدین کو ۷۱۶ ہجری مین تخت نشین کیا یہ بہت چھوٹا سلطان مرحوم کا لڑکا تھا ملک نائب نے اس نابالغ کو بزور حرم سرا سے باہر لاکر ہزار ستون پر جلوس کرایا تھا اور انتظام خاص و عام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتا تھا جب دربارداری سے فراغت ہوتی لڑکے کو مان کے پاس بھیجدیتا ملک نائب نے اپنی بدسرشتی سے چاہا کہ خاندان پادشاہی کو نیست ونابود کرے ہمرازون سے مصلحت کرنے لگا خضرخان اور شادی خان کی آنکھونمین سلائی پھروادی اور خضرخان کی والدہ کو قید کرکے اوسکا نقد وجنس اپنے تصرف مین لایا اور مبارک خان بادشاہ کے حقیقی بھائی کو قید کیا چاہتا تھا تاکہ قتل کرے یا اوسکے دیدے نکلوائے مگر حکم خدا تو یہ تھا کہ تھوڑے دنونمین تخت نشین ہو کچھ اوسکی تدبیر کارگر نہوئی۔ ازبسکہ ہرکاروبار مین محیط تھا نخوت نے کان بھر دیے تھے کہ تماکوئی نہین سیکھیے بدکاری مین مصروف ہوا شراب کے نشہ مین ساری عقل وتمیز رم کرگئی۔ اگرچہ میخواران ہواپرست نے اپنی دستاویز نجات کو اسکے اکثر فوائد بیان کیے ہین لیکن حقیقت مین یہ مایۂ شر وفساد ہی پانی مین آگ لگانا ادنی بیدا دہی بدگوئی اور ہرزہ جا وی ادنی بات ہی نلے شرمی بیحیائی کا ساتھ ہی اسکے زخم کو سی انگور نہین جان کے ہمراہ ہی دین ودنیا مین روسیاہ ہی اگر نیک ہی تو کیون درپردہ پیالہ اڑاتے ہین اگر بد سمجھے تب آب حرام مین اپنی حلت گنواتے ہین۔ اسیطرح شطرنج مین مصروف رہتا تھا جسوقت کھیلنے بیٹھتا اپنے زعم مین بادشاہ بنجاتا خصوص سولہی جو نہایت رزیل کھیلونمین ہی خواجہ سراؤن کے ساتھ ہزار ستون پر اوڑاکرتی چونکہ امراے شاہی ملک نائب کے کھٹے چلن سے کچی کھائے ہوئے تھے باہم متفق ہوکر دانون پاتے ہی قتل کرڈالا اور چودہ سال سلطان کو گوالیار مین محبوس کیا نام کیواسطے تین مہینے چند روز اسکی بھی باجوری ہی

ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ

یہ شخص حقیقی بھائی شہاب الدین کا ہی ملک نائب نے اسے قید کیا تھا اب امراے دربار نے بعد قتل ملک نائب کے اسے بادشاہ بنایا اسنے قید سے رہائی پاتے ہی دہلی وغیرہ دور ونزدیک کے قیدیون کو اپنے آزادی کے شکرانہ پر رہائی فرمانے کا حکم روانہ کیا ازبسکہ نوجوان اور ناتجربہ کار تھا سلطنت کے پاتے ہی آنکھین کھل گئین دولت کی مستی اور خوشامد پسندی کی ہوا نے عقل وتمیز کے چراغ کو ٹھنڈھا کیا۔ آنکھون کے روبرو اندھیرا چھا گیا حسن نامے

سرداران ہمراہی نے پدماوت کے طرف سے حضور مین عرض کیا کہ چونکہ زمانہ دراز تک رتن سین کے عقد مین زندگانی بسر ہوئی ہی اور اب بادشاہ اپنی نزدیکی سے عزت بخشنا چاہتا ہی امیدوار ہون کہ آخری وقت مین دو گھڑی کے واسطے راے ژولیدہ اختر سے مل لون بادشاہ نے فوراً رتن سین کو قید سے رہا کر کے بھجوا دیا۔ عشق کی نیرنگیان دیکھیے ایسا عقیل دھوکھا کھا گیا جب رتن سین اپنے لشکر مین پہونچا ہمراہیون نے محافظون کے سر پر تیر و تلوار برسانا شروع کی کسیقدر مارے گئے کچھہ زخمی ہوئے بادشاہ کو خبر ملی خود چڑھ دوڑا طرفین سے تیغ رانی ہوئی رتن سین میدان جنگ سے نکلکر قلعہ چتور مین داخل ہوا القصہ سلطان نے اس واقعہ کے بعد یہ قدرت نپائی کہ چتور پر چڑھائی کرے یا کسی مصلحت سے دم بخود ہو رہا تھوڑے عرصہ کے بعد پھر اوٹھہ دوڑا مگر ویسا ہی لوٹ آیا جب مکرر عازم ہوا رتن سین برابر لڑائیان ہونے سے عاجز ہو رہا تھا صلح کے ارادے پر قلعہ سے سات کوس باہر بادشاہ کو دیکھنے آیا یہان بادشاہ نے اوسکا کام تمام کیا - اولا رسین جو رتن سین کے رشتہ دارون مین تھا تخت پر بیٹھا مگر بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کر کے اسی جنگ مین اوسکو مار ڈالا - اور قلعہ فتح ہوا - پدماوت مع دوسری عورتون کے حسب قاعدہ محبت کی آتش مین جلکر اپنی آبرو صاف بچا لیگئی - سلطان نے ایکروز فارغ البالی مین ہم نشینون سے پوچھا کہ ملک مین وقوع حادثات کا کیا سبب ہوتا ہی انھون نے عرض کیا کہ چار چیز اول بادشاہ وقت کی نیک و بد سے بیخبری دوم ہر وقت نشاء شراب کے بیہوشی تیسرے امرا کا یکدل ہو جانا چوتھے کمینون کا دربار مین بار پانا - بادشاہ کے دلمین اس نصیحت کا اثر پیدا ہوا شرب شراب سے توبہ کی ممالک محروسہ مین ممانعت کی بلکہ اکثر عدول کرنے والونکو بادۂ فنا سے سرشار کیا امرا کو باہمی اختلاط سے ممانعت فرمائی آپ بذات خود امور جہانبانی مین مصروف ہوا ہر کام کی خبرداری کرنے لگا چند قاعدے حاصلات کے وصول کرنے کی تجویز کیے اور کاغذات پٹواری اور اہل قلم کی چوریان وغیرہ مسدود کین چودھری اور مقدمون کو ایسا ضبط کیا کہ رعایا کو نقصان نہ پہونچا سکین یہ لوگ ایسے مفلس ہوگئے کہ انکی عورتین مزدوری کرنے لگین غلہ کا نرخ بیش خود ایسا تجویز کیا کہ اوسکے عہد مین ایک ہی نرخ بنا رہا کبھی کم و بیش نہوا کپڑے اور گھوڑے کا نرخنامہ طیار کیا تاکہ مشتری اور بایع کسیکا خسارہ نہو سہ گھوڑے کا داغ اور ڈاک چوکی اور اخبار نویسی اسی کی ایجاد ہی - دو چار مرتبہ جب لشکر چنگیز خانی ماوراء النہر سے دہلی مین آکر شکست پا کر لوٹ جاتا تھا اکثر رعایا کے نقصان ہوتے تھے اسکے عہد مین بھی دو ایک مرتبہ ایسا ہی واقعہ گذرا آخر سلطان نے فوج مغل کی گذرگاہون پر اس استحکام سے تھانجات مقرر کیے کہ پھر اہل مغل کے دخل کا ہاتھہ ہندوستان پر نہ پہونچا شیخ نظام الدین اولیا اسکے زمانہ مین تھا - اگرچہ بادشاہ نے ظاہری ملاقات نکی مگر خط کتابت تحفہ تحائف ہمیشہ آتے رہے اس بادشاہ نے جسقدر اطراف دکھن کو فتح کیا اور عمارات بنوائی خزانے جمع کیے کسی دوسرے ہندی بادشاہ کو میسر نہین ہوا اسکے دربار مین وزیر روشن ضمیر امراے عقلمند مصاحب ذی شعور شاعر ماہر موسیقی دان باکمال غرضکہ ہر فن کے اوستاد تھے

نصیحت مانی خاص ہندوستان کے خس و خاشاک صاف کرنے مین توجہ کی - اوسوقت مین ہمبیر دیو کو رتن پور مین
غرور کی سوجھی تھی یہ شخص راے پتھورا کے خاندان مین تھا - سلطان نے اوس مغرور کی گوشمالی کا عزم کیا ایکروز
اثناے راہ مین بادشاہ شکار کھیلتا تھا کہ اکتائی خان برادرزادہ سلطان نے یہ دست درازی کی کہ بادشاہ کو تیر سے
مجروح کیا سلطان گھوڑے سے گر پڑا اسنے سمجھا کہ زاغ حیات نے گوشۂ کالبد سے پرواز کیا فوراً لشکر مین آکر
تخت نشین ہوا اور سلطان کا قتل کرنا اظہار کیا بادشاہ کثرت زخم سے بیہوش ہوگیا تھا جب کچھہ حواس درست
ہوئے اوٹھکر خیمہ مین آیا امرا کو اشارہ کیا اونہون نے اکتائی خان کا سر کاٹ ڈالا اسی درمیان مین دو بھتیجے
جو بداون مین تھے اور نیز حاجی مولا می تینون آدمیون نے دہلی مین بغاوت کی بادشاہ نے کچھہ فوج اونکی سرکوبی کو
روانہ کی آخر یہ لڑے بھڑے دستگیر ہوئے دونو بھتیجون کی آنکھہ مین سلائی پھروائی - اور حاجی مولا کو قربان
کیا القصہ سلطان نے کوچ بکوچ رنتھنبور پہونچکر بہت دنون بعد قلعہ فتح کیا اور ہمبیر دیو کو مع اوسکے قبائل کے
قتل فرمایا - بعدازان قلعۂ چتور کا عازم ہوا کسینے حضور مین عرض کیا کہ راے رتن سین والی چتور کے محل مین
ایک عورت پدماوت نام پدمنی کرکے مشہور ہی نہایت حسین غیرت حور ہی بادشاہ سنتے ہی نادیدہ عاشق ہوگیا
چند آدمیون کو پدماوت کی خواستگاری مین رتن سین کے پاس بھیجا راجہ مذکور اوسپر بشدت فریفتہ تھا جسکے
ناز و نیاز کا افسانہ ابتک مشہور و معروف ہی - راجہ اس پیغام کے سنتے ہی افروختہ ہوا پیغامبرون کو سخت سست
کہا جب یہ بیچارے حسرت کے مارے دربار شاہی مین حاضر ہوئے سلطان نے رتن سین کی عدول حکمی کرنے سے
لشکرکشی کی قلعہ چتور کا مضبوطی اور استحکام مین نادرۂ روزگار تھا رتن سین اوسکے اندر جا بیٹھا سلطان نے
محاصرہ کیا قلعہ کشائی کی تدبیرین کین مگر کوئی کارگر نہوئی - بہت سی لڑائی طرفین سے زورآزمائی رہی مگر کوئی
مغلوب نہوا آخر لاچار ہوکر صلح کی ٹھہری یکدیگر کی ملاقات کی تمنا ہوئی اول سلطان قلعہ مین مہمان ہوا اور اپنی جرأت
اور چالاکی سے راجہ کو اپنے لشکر مین لایا جسطرح کہ پیشتر ذکر ہوچکا ہی اور دوسری طور پر یہ ہی کہ بعد رخصت سلطان
خود راے رتن سین شاہی لشکر مین آیا مجلس مین تنہا تھا کہ سلطان اپنے قول و قرار سے برخلاف ہوگیا اور راے
رتن سین کو تا آنے پدماوت کے قید کیا - پدماوت رتن سین سے زیادہ عقیل اور دوراندیش تھی شوہر کی
گرفتاری سنکر رہائی کی فکر مین اسیر ہوئی بادشاہ کو اپنے وصال کا نوید کہلا بھیجا اور ایکہزار ڈولہ مین دو ہزار
مرد جرار ہتھیار بند سوار کراکر روانہ کیے اور دو دو خدمتگار فی ڈولہ جلو مین - اور دو ہزار سوار اردلی مین تعین کیے
اور ایک ڈولہ نہایت پرتکلف روانہ کیا جسکی شان و شوکت سے پدماوت کی سواری معلوم ہوتی تھی یہ سب باغ
روانہ کرکے پدماوت اپنے مکان مین تائید غیبی کی منتظر بیٹھی - جب بادشاہ کو معشوق کی آمد معلوم ہوئی گھڑیان
گننے لگا ہر منزل و مقام سے خبرین منگواتا تھا آخر وہ فتنہ و فساد کا مجموعہ منزلین طے کرتا ہوا لشکر کے قریب پہونچا -

جب سلطان جلال الدین قتل ہوا ۔ سلطان علاء الدین ساٹھہ ہزار سوار کے ہمراہ دہلی مین آیا ہر ایک خرد وکلان نے
اطاعت پر کمر باندھی سنہ ۶۹۵ ہجری مین کوشک لال کو اپنا دار السلطنة مقرر کیا ۔ اپنی سخاوت اور مکرمت سے امرا لوگون
کو نہال کر دیا ۔ اسکے عہد مین شراب کشی کی بڑی کثرت تھی تھوڑے دنون کے بعد الف خان اور ظفر خان کو چالیس ہزار
سوار جرار دیکر حکم فرمایا کہ رکن الدین اور ابراہیم سلطان جلال الدین کے دونون لڑکون کو جو دہلی سے بھاگ کر ملتان گئے ہین
دفع کرین ۔ آخر کار دونو سردارون نے سو تنگ ملتان کا محاصرہ کیا بیچارے یتیمون کو مقابلہ کی کہان تاب تھی شیخ
رکن الدین درویش کے وسیلہ سے ملاقات کی الف خان نے آدمیت کی راہ سے تعظیم و تکریم کی اور انکو اپنے ہمراہ
دہلی لایا اس بادشاہ حق فراموش کور نمک نے ذرا بھی چشم مروت نہ کھلائی ۔ دونو اپنے مرشد زادون کی آنکھہ نکلوالی
اور انکے ہمراہیون کے بھی دیدے نکالکر قید کیا ۔ بعد ازان گجرات پر چڑھہ کر بڑے جد و جہد سے فتح کر لیا اور سومنات
کی مورت کو دہلی مین لاکر زمین مین دفن کیا تاکہ خلق اللہ کی پامال مین آئے ۔ دوسرے برس مغلون کا لشکر ماوراء النہر سے
دہلی کے اطراف مین آیا شہر کو محاصرہ کیا تمام قصبہ اور دیہات کی رعایا شہر مین بھاگ آئی ۔ کثرت خلق خدا سے دوکان
اور مسجد اور محلہ و کوچہ مین کہین جگہ خالی نہ رہی ہر چیز کی گرانی ہوئی ۔ بادشاہ مغلون پر اوٹھہ دوڑا اور انکے فساد کی
آگ کو بجھایا جب بادشاہ کو کسی مخالف کا خوف نہ رہا ۔ اور اکثر ملک بھی فتح کیے ۔ دماغ مین باد ہی ہوا سمائی دلمین یہ
منصوبہ کیا کہ تازہ دین اور نئی شریعت اختراع کرے ۔ اور بعض امرا کو منتخب کر کے چار یار بنا دے ۔ کبھی چاہتا تھا
کہ کسی معتمد اور معتبر شخص کو تختگاہ سپرد کر کے خود مانند سکندر ہفت اقلیم کی سیر کو روانہ ہووے تا کہ اوسے سکندر ثانی
کہین بس خطبہ مین یہی لفظ داخل کی کسی مصاحب کو یہ مجال نہ تھی کہ اوسکے برخلاف دم مار سکے ہر ایک موافق
مرضی کے بلند ہمتی اور عالی دماغی کی تعریف کرتا تھا آخر ملک علاء الدین نے جو کہ امراے عظام مین تھا ۔ اور اسکی
راست گفتاری اور درست کرداری کا بادشاہ کو اعتبار تھا حکمت آمیز گفتگو سے بادشاہ کو سمجھایا کہ اس حرکت سے
دنیا اور آخرت مین رسوائی ہوگی خلق خدا برا بھلا کہیگی ۔ بادشاہ کے دلمین یہ راے پسند ہوئی سمجھا کہ یہ قدر و منزلت
بے حکم خدا نہین حاصل ہو سکتی پس اس فاسد ارادہ سے باز آیا اور نیز علاء الدین نے درباب سیر دنیا کے گذارش کی
کہ اگر بادشاہ دہلی چھوڑ کر غیر ولایتون کو عازم ہو اور خدا نخواستہ نامراد واپس آئے واللہ عالم نا بیون کے مزاج مین
اطاعت اور فرمان برداری باقی رہے یا سرکشی اختیار کرین سکندر کا زمانہ جاتا رہا اوسکی وزارت مین ارسطا طالیس
تھا اور ویسا ہی وزیر تلاش ہونا ضرور ہے تب دوسرے کام مین توجہ کرنا چاہیے اے بادشاہ بالفعل خاص ہندوستان
ہی کو صاف کر رنتھنبور ۔ چتور ۔ چندیری اور پورب رخ دریاے سرجو کناری تک اور سوالک سے لمغان تک گردن کشون
اور راہزنون کا اقامت گاہ ہو رہا ہے اسے تسخیر کرنا لازم ہے سامانہ ۔ دیپالپور ۔ ملتان مین بندوبست ضروری تا کہ
قزاق مغل کی آمد و رفت مسدود ہو ۔ شراب و شکار سے پرہیز رکھنا مناسب ہے ۔ بادشاہ نے اس رای پر شیفتہ [illegible]

مغل مع لشکر گران کے عازم پنجاب ہوئے بادشاہ اس ماجرا کے آگاہ ہونے سے اوسکے دفعیہ کو متوجہ ہوا جب دونو
لشکر مقابل ہوئے قوم مغل نے بادشاہی لشکر کا غلبہ دیکھکر صلح اختیار کی - انکا سردار جو ہلاکو خان کا قرابت دار تھا
بادشاہ کی ملاقات کو آیا - اور مع چند دیگر امرا کے مسلمان ہوا بادشاہ نے اوسکو فرزندی مین قبول کر کے داماد بنایا
اور غیاث پور مین اوسکو مقیم کیا تب سے اوس بستی کا نام مغلپورہ اور مغلون کا لقب نومسلم مشہور ہوا تھوڑے
عرصہ کے بعد اپنے بھتیجے ملک علاء الدین کو کڑہ کی طرف روانہ کیا اسنے یہان آکر اطراف مین تاخت تاراج کرتے ہوئے
دیوگڈہ کو فتح کیا اور اوس فتح سے چالیس ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور بہت سا سونا چاندی موتی وغیرہ بیش قیمتی
اسباب ہاتھہ لگا جسکا اندازہ ناممکن ہے آخرکار زور و قوت کے بڑھتے ہی شقاوت پر کمر باندھی وزراے دولتخواہ نے
بادشاہ کے حضور مین عرض حال کر کے التماس کیا کہ اسکا علاج کرنا ضرور ہے - بادشاہ از بسکہ علاء الدین کو پیار کرتا تھا
اوسکے حق مین وزیرون کی گفتگو نامنظور فرمائی - یہی کہتا رہا کہ علاء الدین میرا لڑکا اور مجھسے پرورش پایا ہوا ہے ہرگز اوس سے
اسید انحراف اور بدخواہی کی نہین جب بادشاہ کی موت نزدیک آگئی چند خاص خاص لوگون اور ایکہزار سوار کے ہمراہ
بسواری کشتی کڑہ کیطرف عازم ہوا ملک علاء الدین نے جب یہ خبر سنی مابین کڑہ اور مانکپور کے آٹھہرا اور اپنے بھائی کو
استقبال کے واسطے روانہ کیا اوسنے سعادت حضوری سے مشرف ہو کر عرض کیا کہ علاء الدین خوف شاہی سے ایسا
سراسیمہ ہوا تھا کہ کسیطرف کو فرار کرے مگر فدوی نے اوسے اس ارادہ سے باز رکھا الحال کہ حضور نے اس سرزمین پر
سایۂ عاطفت ڈالا اگر مردمان ہمراہی مسلح اوسکی نظر مین آینگے یقین ہے کہ خوف کھاکر کہین چلدے - بادشاہ نے ہمراہیون
کے ہتھیار علحدہ رکھوا دیے اور کشتی مین سوار ہو کر تلاوت قران مین مصروف ہوا جب کنارے پہونچا اوترا ملک علاء الدین
آکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پیار سے طمانچہ مار کر کہا کہ اے فرزند مینے اسیدن کو تیری تعلیم و تربیت کی تھی کہ تو میری
طرف سے اندیشۂ باطل اپنے دلمین پیدا کرے - یہ کہکر علاء الدین کا ہاتھہ پکڑ کر کشتی کی طرف کھینچا اسیوقت محمود سالم
نے علاء الدین کے اشارہ سے بادشاہ کو زخمی کیا یہ زخم کھاکر کشتی کی طرف چلا - اختیار الدین نے جو کہ نمک پروردہ
شاہی تھا عقب سے آکر بادشاہ کو زمین پر دے پٹکا اور سر کاٹکر علاء الدین کے حضور مین پہونچایا اوسنے اوس
سر کو نیزہ پر رکھوا تمام مانکپور مین گھومایا - اور جو لوگ بادشاہ کے ہمراہ کشتی مین تھے اونھین بھی دریاے فنا مین
غوطہ کھلائے - چونکہ حق تعالی کے حضور مین حق اور ناحق کا انصاف ضرور ہے قاتلون نے بہت جلد اپنا بدلا پایا -
محمود سالم تھوڑے دنون مین جذام کے عارضہ مین گلنے لگا جامۂ ہستی کی دھجیان اوڑگئین - اختیار الدین
دیوانہ ہوا - علاء الدین محسن کش نے اگرچہ تخت پر بیٹھہ کر دلکا ولولہ نکالا لیکن ایسا مٹا کہ اوسکی نسل اور اولاد کا
نام و نشان باقی نرہا صرف سات برس ایک مہینے بیس روز بادشاہ مرحوم نے بادشاہی کی تھی -

ذکر سلطان علاء الدین

سے راضی وشاکر تھے جنکی جاگیر مقرر کی باوجود ہوجانے کسی قصور کے اوسکی جاگیر ضبط نہ کی امیر خسرو
اسکی مصحف داری کی خدمت مین تھا ہرروز پارہ قرآن ملاحظہ کراکر انعام پاتا جوکہ ملک چھجو کو ولایت کڑہ کی
بدستور سابق ملی تھی اور وہ اوسی ولایت مین مقیم تھا دوسرے سال باغی ہوکر اپنے نام کا سکہ وخطبہ رائج کیا
اور گران فوج سے دہلی پر چڑھائی کی بادشاہ نے جب اس مخالف کی ناسازی کی سن گن پائی اپنے لڑکے خانخانان
مع لشکر ہشیار اور امراے نامدار کے روانہ کیا۔ مقابلہ ہوتے ہی چھجو نے شکست پائی مع امراے ہمراہی کے گرفتار
ہوا جسوقت اسیرون کو حضور مین حاضر کیا بموجب حکم حمام مین لیجاکر سرو ریش کی شست وشوی۔ اور
خلعت خاص پہناکر دربار مین لائے بادشاہ نے چھجو کو ملتان روانہ کیا اور فرمایا کہ مکان صاف مین باعزت نظربند کیا جاوے
اور عیش وعشرت کا سامان مہیا رہے وزیرون نے اس گردن زدنی کے حق مین برخلاف توقع نوازش سلطانی
دیکھکر سبب استفسار کیا حکم ہوا کہ ستر برس گذرتے ہین کسی مسلمان کا خون نہین ہوا اب بڑھاپے کے وقت
مین کیون خون لگاکر شہیدون مین داخل ہون خصوص اس حالت مین کہ دست بستہ روبرو کھڑا ہے۔ غرضکہ
یہ شخص نہایت خداترس اور نرم دل اور مہربان تھا۔ مور کو بھی نہین مارتا تھا۔ اس کا قول تھا کہ صف رزم مین
سیکڑون کے قتل سے دل نہ ہٹے گا مگر قیدی پر کبھی ہاتھ نہ چلیگا۔ اس شخص نے اپنے تمام ایام شاہی مین ایک خون
کیا تھا اوسکی روایت یہ ہے کہ دہلی مین ایک فقیر مولا نام رہتا تھا اوسنے ایک عظیم الشان خانقاہ زرکثیر صرف
کرکے طیار کرایا تھا ہرروز ہزار من میدہ اور پانسو من لحم اور تین سو من شکر اور دوسو من روغن اور اسی حساب
سے مصالح وغیرہ خرچ ہوتا تھا دن مین دو مرتبہ دسترخوان چنا جاتا اور خاص وعام کو کھلایا جاتا تھا اور آپ بجز نان خشک
کے کچھ نکھاتا۔ اور نہ کسی سے کچھ سوال کرتا۔ لوگ اوسکے اسقدر خرچ کو دیکھکر اور آمد کی صورت کچھ نپاکر کیمیاگری
کا خیال کرتے اکثر مرید ہوگئے یہان تک کہ شاہزادہ خانخانان بھی مرید ہوگیا۔ بادشاہ نے جو دیکھا کہ اس شخص کی
درگاہ مین عام وخاص کا گذر ہے ولیمین خیال کیا کہ ایسا نہو یہ شخص بیٹھے بیٹھے کوئی فساد اوٹھائے اول اوسکے مریدان
کو کسی حیلہ سے دور دراز روانہ کیا بعدہ شاہ جی کو ہاتھی کے پیر سے کچلوا ڈالا۔ اوس روز بحکم جہان افروز بڑے
زور وشور کی آندھی آئی گرد وغبار کا طوفان اوٹھا تمام عالم تیرہ وتار ہوگیا۔ اور اوس سال مین برشکال بھی بڑی
بے آبروئی سے گذری وہ آنسو بھی جو چشم گردون سے نہ ٹپکے۔ تمام دنیا کا معاملہ ابتر ہوگیا۔ دہلی مین بڑا قحط ہوا
غلہ نے عنقا سے آشنائی کی۔ بھوکھ کے مارے خالی پیٹ زندگی کے دن بھرتے تھے۔ اکثرون نے دریاے
جمن مین ڈوب ڈوب کر پیٹ کی آگ بجھائی۔ بعض فلک ستایون نے کتا بلی کا گوشت حلال سمجھا۔ حرام
کھانے کو طیار ہوئے مگر قسم کھانے تک کو نملی دوسریکا گوشت درکنار۔ دانتون کا اونٹھہ جانا نیروانت
تھا جدھر دیکھیے فاقہ زدون کی لاشین کوچہ گلی مین پڑی پڑی تھین۔ سنہ ۶۹۳ ہجری مین خاندان چنگیزی کے

کہ ناصر الدین بغراخان نے نادانی سے باپ کی نصیحت سنانی اور شکار کے بہانہ سے لکھنوتی کو روانہ ہوا ابھی ہنوز لکھنوتی
نہ پہونچا ہوگا کہ بادشاہ نے فردوس برین کو کوچ کیا مرتے وقت کیخسرو کی سرآرائی کو وصیت کر گیا۔ اس
نیکنام عادل بادشاہ نے بیس برس نو مہینے گلستان جہان کو اپنے رشحات فضل وکرم سے شگفتہ وخندان رکھا

ذکر معزالدین کیقباد

امرائے دربار نے بموجب وصیت بادشاہ کے کیخسرو ولد شاہزادہ محمد کو جو ملتان مین تھا تخت نشین کیا چونکہ
امیر الامرا فخر الدین کسیقدر اس شاہزادہ سے سوء المزاجی رکھتا تھا کسی حیلہ سے اوس کو پھر ملتان واپس کر دیا
اور ناصر الدین بغراخان لکھنوتی مین اپنی عیش وعشرت مین پھنسا ہوا بیٹھا تھا ادھر امیر الامرا نے دوسرے
کار پردازون کی صلاح لیکر معزالدین کیقباد ولد ناصر الدین بغراخان کو سنہ ۶۸۶ ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۱۸ برس
کی تھی تخت پر بیٹھا دیا۔ اور کل انتظام سلطنت کا سررشتہ اپنے اختیار مین لیا حتی کہ عزل ونصب اور تقسیم تنخواہ
سپاہیان وغیرہ اوسیکے ہاتھ مین تھا۔ بادشاہ بھی کل امور سلطنت اوسکے اختیار مین چھوڑ کر عیش رانی مین
مصروف ہوا دہلی سے نکلکر مقام کیلوکھری مین دریائے جمن کے کنارے دلکشا عمارتین تعمیر کرائین باغ آراستہ
ہوئے اوسیکو دار الخلافہ مقرر کیا جوانی دیوانی مشہور ہے خصوص جب نے فکری ہو وزیر کے اعتماد پر کار کی
خبرداری چھوڑ کر حضرت ایسے بیخبر ہوئے کہ رات دن بجز عیاشی کے کوئی کام نہ تھا۔ کھیل کود مین اوقات بسر ہوتی
تھی۔ کوئی ایسا کھیل نہ تھا جو حضور مین اپنا رنگ نہ دکھلاتا۔ اسطرح خرافات مین اپنی عزیز اوقات کو بسر کرتا
تھوڑے دنون مین تمام خزانہ نالایقون کو انعام دے ڈالا امیر الامرا کے اغوا سے کیخسرو اپنے چچازاد بھائی کو
ملتان سے بلایا وہ بیچارہ فرمان برداری کے راہ سے عازم درگاہ ہوا اس ظالم نے مقام قصبۂ رہتک مین اوس بیقصور
کو ناحق قتل کر ڈالا کسیقدر مدت گذرنے پر مغلون کی ایک فوج کثیر لاہور پر چڑھ آئی اور لوٹ کرنا شروع کی جب بادشاہ
نے اس شورش کی خبر پائی باربک خان کو اس فساد کے دفعیہ کے واسطے روانہ کیا لشکر منصور نے لاہور پہونچکر مغلون سے
لڑائی برپا کی اور مغلون کو شکست دی بعض قید مین آئے فوج ظفر موج نے دہلی کو مراجعت کی امیر الامرا کی اشتعال
سے فرقہ مغول کو جو قید ہوئے تھے سزا دی گئی۔ بعد ازین امیر الامرا نے التماس کیا کہ اکثر امرائے سرکاری قوم مغل سے
ہین ظاہرا مغلون کا آنا انہین کے اغوا سے معلوم ہوتا ہی پس احتیاط شرط ہی ایسا نہو کہ نصیب دشمنان کوئی
بداندیشی ظاہر کرین جسکا تدارک مشکل ہو جائے۔ بادشاہ اس گیدڑ بھبکی سے ڈر گیا فوراً امیر الامرا کو اجازت دی
کہ اوس فرقہ کو قتل کرے۔ امیر الامرا نے اوسی روز چند مغلون کو آب شمشیر سے نہلایا اور بعض ملوک ملین کو جو مغل سے
کچھ رشتۂ قرابت رکھتے تھے قلعہ بند کیا۔ اور خواجہ خضر کو جو وزیرون مین سے تھا جھوٹھی تہمت لگا کر گدھے پر سوار
تشہیر کیا اب امیر الامرا کا اور بھی زیادہ تسلط ہوا جس وقت سلطان ناصر الدین بغراخان نے مقام لکھنوتی مین یہ

بروقت قیام ملتان کے تھے جسوقت آوازۂ فضیلت حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کا شاہزادہ
مین پہونچا - ملتان سے دو مرتبہ اپنے آدمیون کے ہاتھہ زاد راہ معقول اوسکے پاس بھیجی اور اوسکے آنے کا ملتجی ہوا
اور یہ بھی چاہا کہ شیخ موصوف کے خانقاہ بنواکر چند موضع اوسکی جاگیر مین حوالہ ہون - شیخ نے عذر پیری پیش کیا
اور ایک مرتبہ ایک بیاض اپنے کلام دلپذیر کی اور دوسری مرتبہ گلستان اور بوستان اپنے ہاتھہ سے لکھکر
شاہزادہ کو بھیجین - اور اوس ضمیمہ مین امیر خسرو کی سفارش بھی کی - اوسی وقت سے ہندوستان مین یہ دو کتابین
معروف ہوئین - کہتے ہین کہ سلطان شمس الدین کی ایک لڑکی اس شاہزادہ کے نکاح مین تھی - اتفاقاً مستی کے
وقت مین شاہزادہ کی زبان سے لفظ طلاق نکل گیا - اب بپاس حکم شرع ضرور ہوا کہ اوس سے احتراز کیا جاوے
پس اوس عفیفہ کو شیخ صدرالدین بن شیخ بہاءالدین زکریا قدس اللہ روحہما سے منعقد کیا اس شرط پر کہ بعد چندے
شیخ موصوف اوسکو طلاق دی تاکہ شاہزادہ دوبارہ اپنے مناکحت مین لائے - غرضکہ شیخ اوس ملکہ کو اپنے گھر
لے گیا چند روز گذرتے شہزادہ متقاضی ہوا کہ بموجب اقرار طلاق دیجیے خاتون عفت سرشت نے کہا کہ اے خداوند تعالے
مین ایسے مرد باخدا سے ہم آغوش ہوئی ہون اب دوبارہ اوسکے ہاتھہ گرفتار نکر
اوس نے حیف بیوفا کے پہلو سے نکلکر - افسوس کہ مرد عورت سے وفا مین کمتر ہو - پس ہرچند شاہزادہ نے تقاضا کیا
شیخ نے یہ کلمہ شکر دلمین خیال کیا اور کہا - انتقام کا جویان تھا مگر شیخ کی عداوت
مگر شیخ نے کچھہ نسنا - اس خلاف عہدی سے شہزادہ درہم برہم ہوا - شاہزادہ چار ناچار
شاہزادہ کو نہ پھلی - اونہین دنونمین لشکر مغل ملتان پر چڑھ آیا - لوٹ مار شروع کی - مرغ روح پھڑپھڑاتا ہوا
اوسکی مدافعت کو سوار ہوا - اور میدان جنگ مین اجل کے شہباز نے چنگ مارا - آخر بخارا سے ہندوستان مین پہونچا - جب
آشیانۂ طوبی مین جا بیٹھا - اور امیر خسرو کو مغلون نے قید کرلیا - رنج وغم نے چار طرف سے زور
شاہزادہ کی شہادت کا حال بادشاہ کے گوش گذار ہوا الفت پدری نے جوش کھایا - دوسرے لخت جگر کی
آزمایا - ایک تو یون ہین اسی برس کی عمر مین ضعف پیری نے ضعف دکھلایا تھا مگر رنج وغم کے آثار چہرے سے
وفات نے اور کمر توڑی - اگرچہ مہمات خسروی کے انصرام مین زور و قوت ظاہر کرتا - شاہزادہ کے سالے کو چتر اور دورباش مرحمت فرماکر ملتان
پدیدار تھے - العرض روز بروز حال ردی ہونے لگا - بلاکر کہا کہ تیرے بڑے بھائی
انتظام کو رخصت کیا - اور ناصرالدین بغراخان چھوٹے لڑکے کو لکھوتی عرف بنگالہ سے - پس ایسے وقت مین تیری جدائی بہتر نہین - تیرا
کی جدائی نے مجھے جان بلب کردیا رحلت کا وقت نزدیک آیا ہے - سرانجام سلطنت کا ناممکن ہے - دنیا کے
لڑکا کیقباد اور شاہزادۂ مرحوم کا بیٹا کیخسرو دونو خردسال ہین اپنے - اوسکی فرمان برداری کرنا ہوگی
تجربون سے ابھی آگاہ نہین دوسرے اگر کسی نے تخت آرائی کی تو تجھے
اور جو تو تخت پر بیٹھا تو سب تیرے محکوم رہینگے - اس عرصہ مین بادشاہ کی کچھہ صورت افاقہ کی ظاہر ہوئی

خراب کر دیتا تھا بادشاہی انتظام کو ہر امر پر مقدم سمجھتا تھا - اگرچہ رنگین جانور نغمہ سرا اور شکاری اور چیتا اور سیاہ گوش
وغیرہ سے رغبت تھی بلکہ اس قسم کے جانور بہت سے فراہم کیے تھے توشچی اور بازدار اور قراول اور میر شکار معزز تھے چونکہ شکار دوست
تھا اس وجہ سے اس فرقہ کو حضرت کی نظر مین عزت تھی - بیس کوس دہلی کے اطراف مین شکار کی محافظت کرتے تھے
اور اوس جنگل مین نخچیر بھی جمع کرتے ہزار سوار تیر انداز شکار کھیلنے کو ہمرکاب رہتا تھا جاڑے کے موسم مین صبح کے وقت
بادشاہ سوار ہوتا - اور قصبہ ریواری تک شکار کھیلکر شام کو دار الخلافت لوٹ آتا تھا جسوقت آپکے شکار کھیلنے کی
خبر ہلاکو خان کو پہونچی کہنے لگا کہ سلطان بلبن بڑا پختہ کار بیدار مغز ہی ظاہر مین شکار کا بہانہ ہی مگر باطن مین سواری
اور رعایا کے احوال کی جاسوسی ہی - بادشاہ نے یہ سوال جواب سنکر ہلاکو خان کی دقیقہ رسی پر آفرین فرمائی اور کہا ملک گیری
کے قواعد وہی خوب جانتا ہی جسنے کشورستانی اور جہانبانی کی ہو - جب بادشاہ کو سارا سامان ملک گیری کا مہیا ہوا
امرا نے عرض کی کہ اس قدرت و اقتدار مین ولایت گجرات اور مالوہ تسخیر کرنا ضرور ہی - بادشاہ نے جواب دیا کہ مغول
ہمیشہ ولایت پنجاب پر چڑھائی کیا کرتے ہین پس دہلی سے دور دراز ملکون کو نجانا چاہیے - قبل اسکے شمس الدین کی
اولاد کی غفلت اور کاہلی سے امور سلطنت مین نہایت بے ترتیبی ہو گئی تھی - یہان تک کہ میواتی لوگ شہر کے
اطراف جنگلونمین رہکر رہزنی کرتے تھے سوداگرون کی مجال نہ تھی کہ راہ کاٹ سکین یہان تک عصر کے وقت سے
دروازے بند ہو جاتے تھے کسیکی تاب نہ تھی کہ باہر نکلے - بارہا میواتیون نے شاہی حوض پر بہشتیون کو پانی کھینچنے
سے ممانعت کی تھی - اب اس بادشاہ نے خوب انتظام کیا گٹھیان کھدوا دین جنگل صاف کرایا شہر مین جابجا
تھانہ مقرر کیے - حفاظت کی تاکید ہوئی - قوم کٹھیر نے بداون اور امروہہ کی طرف سر اوٹھایا تھا - خود بدولت نے
جاکر گوشمالی دی حکم دیا کہ آٹھہ برس عمر والے کو چھوڑکر باقیون کی گردن ماری جاوے بجز عورتون اور ننھے بچون کے
کوئی نہ بچا - ایک مرتبہ دفتر خانہ کے کارپردازون نے عرض کیا کہ جاگیر سپاہ کے مواضع مین بڑا اختلاف ہی حکم ہوا
کہ جو لوگ ضعیف اور کار خدمت سے معذور ہین اونکی جاگیر ضبط ہو کر اوسکے معاوضہ مین مدد معاش مقرر کیجاوے
- اس خبر سے یہ بیچارے امیر الامرا فخر الدین سے رجوع ہوئے اور کچھہ تحفجات نذر گذرانکر امیدوار ہوئے کہ جاگیر بحال
رہے - امیر الامرا نے تحفہ قبول کیا اور کہا کہ اگر رشوت لون میرے التماس مین برکت نرہے گی پس تامل سے ملول حضور مین
حاضر ہوا - بادشاہ نے ملال کا باعث دریافت فرمایا اسنے عرض کی کہ حضور نے پیران سالخوردہ کو جاگیر سے محروم
فرمایا مجھے یہ فکر ہوئی کہ اگر روز قیامت مین بھی بوڑھے ہون کو نامنظور کرین ہمارا حال کیا ہوگا بادشاہ نے اس کلام سے
رحم کیا فرمایا کہ بموجب استدعا کے جاگیر بحال ہو - شاہزادہ محمد سلطان کو جو کہ ولیعہد تھا - سندھ کی مملکت
مع اوسکے ملحقات کے جاگیر مین ملی اور واسطے انتظام ملتان کے معین ہوا - یہ شاہزادہ بہ نسبت دوسرے شاہزادون کے
بسبب عقل و خرد کے بادشاہ کو بہت پیارا تھا - امیر خسرو دہلوی اور امیر حسن اس شاہزادہ کے رفاقت مین تھے

کام نکرنا کہ روز قیامت مین مجھے اور تجھے خدا کے روبرو شرما کر سر جھکانا پڑے — ملک بلبن نے عقل خداداد اور
فراست خلقی سے اسطرح انتظام کیا کہ رعایا آسودہ حال ہو کر رات دن دعاے دولت مین مصروف ہوئی ازبسکہ بادشاہ
کے مزاج مین حق شناسی اور خداترسی کثرت سے تھی حاصلات ملک کا درویشون اور فاضلون اور ارباب استحقاق کی
پرورش مین خرچ کرتا تھا — اور عمارات مین چاہ مسجد — خانقاہ — سرائین — نہرین وغیرہ طیار کرائین خلاصہ یہ ہے
کہ کل روپیہ آمدنی ملک کا کار خیر مین صرف کرتا تھا اپنی ذات خاص کے مصارف کو سال مین دو مصحف لکھکر فروخت
کرتا اور اوسکی وجہ سے گذارہ ہوتا ایک مرتبہ کسی نوکر نے بادشاہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قران خوشامد کی راہ سے گران قیمت کو
مول لیا جب حضرت نے سنا ممانعت کردی کہ آیندہ کسی کو افشا نہو کہ میرے خط سے یہ صحیفہ لکھا گیا ہی تاکہ میری وجہ حلال
مین فرق نہ آئے سوائے بی بی کے کسی لونڈی وغیرہ نہ تھی اوسی سے نان پزی کی خدمت لیا کرتا ایکمرتبہ ملکہ نے کہا کہ اگر
نان پزی کو ایک لونڈی خرید کر دیجیے مجھے آرام ہوگی بادشاہ نے فرمایا کہ خزانے محتاجون کے لیے ہین اپنی آسائش کو نہین
صبر کرو کہ آخرت مین اسکا نتیجہ نیک حاصل ہوگا الغرض ۱۹ برس تین مہینے، روز بڑی نیکنامی سے بادشاہی کر کے بہشت برین [illegible]

ذکر غیاث الدین بلبن

چونکہ سلطان ناصر الدین کے کوئی اولاد نہ تھی وزراے خیراندیش نے سنہ ۶۶۴ ہجری مین غیاث الدین بلبن کو تخت پر رونق بخشی
یہ شخص اول ہی سے پختہ کار ہو رہا تھا جو کام کرتا عقل دور اندیش سے مصلحت کر لیتا جب تک تقوی اور پرہیزگاری اور حسن
سیرت کی تحقیقات نکرتا کسی کو کسی عہدہ پر مامور نفرماتا اوسکا یہ قول تھا کہ ہر شخص کو ایک نظر سے نہ دیکھنا چاہیے بلکہ فرق
پیدا کرنا مناسب ہی — کمینون کو کار فرما کرنا اسطرح ہی جیسے جوتے کو سر پر چڑھانا — آخر وقت زندگانی تک کبھی رذیلون
سے بات نکی اور نہ خوشامدیون کو اپنے دربار مین بار دیا — کہتے ہین کہ فخرا نامی رئیس بازار نے مقربان حضور سے التماس کیا
کہ اگر ایکبار حضور والا مجھسے ہمکلام ہون نقد و جنس گران بار پیشکش کرون جب باریافتگان بارگاہ حضور والا تبار مین اس
مدعا کا ادعا کیا قبول نہوا اور فرمایا کہ میر بازار کی ہمزبانی سے رعب سلطانی زائل ہوگا القصہ بہمہ صفت موصوف تھا
امرا کی تقصیرات کے عوض مین تازیانہ کی سزا تجویز کی تھی ارکان دولت اور ادنی رعیت اوسکے محکمہ عدالت مین برابر تھی —
ہر کام مین عدل تھا کسیکی یہ جرأت نہ تھی کہ اوسکے امر و نہی سے باہر ہو اکثر وعظ کی مجلس مین حاضر ہوتا اور ہر وقت
حکم الہی مین پابند ہوتا جسوقت کبھی کسی دریا پر پہونچتا اول ضعیفون اور عورتون اور بچون اور چارپایون کو پار بھجواتا
اور وہان پر چندے توقف کرتا کہ ہر ایک کا آسایش کے ساتھ بیڑا پار ہو — اگرچہ ایام شباب مین شراب اور
اہل طرب کی صحبت مین رہتا تھا مگر جب سے سر آراے سروری ہوا ہر ایک مناہی اور ملاہی سے تائب ہوگیا ہر وقت
نماز و روزہ اور وضو مین رہتا اور جمعہ کی نماز پڑھکر اہل قبور کی زیارت کرتا اور اہل مصیبت کی تعزیت مین شریک ہوتا
تھا باوجود اسقدر رحیمی اور کریم خصلتی کی گردنکش اور سرکش حرامون کی قہاری اور جباری کرتا ایک آدمی کے لئے ملک کو

دوس زمانہ مین رسم تھی کہ بادشاہ کے سوا کسیکے دروازے پر ہاتھی نہ رکھا جاوے لیکن انکے دروازے پر ایک زنجیر فیل رہا کرتا تھا۔ جب کہ فوج مغلیہ چنگیز خانی نے آنکر لاہور کا محاصرہ کیا اور خلق خدا کی آزار رسانی مین کچھہ اوٹھا نکھا چھوڑا نہین بادشاہ کو یہ ماجرا ظاہر ہوا نظام الملک کو مع دیگر بڑے بڑے سردارون کے واسطے دفع لشکر چنگیز خانی کے روانہ کیا۔ اب مہذب الدین کو کیا پوچھنا تھا مفت خورون کی خوشامدین سنکر مغرور ہوگیا سب تہذیب جاتی رہی حقوق نمک فراموش ہوئے خرابی کی فکر دلمین سمائی۔ دریاے بیاہ پر پہونچکر یہ فریب کیا کہ بادشاہ کے حضور مین اس مضمون سے ایک عرضداشت لکھی کہ جسقدر میری ہمراہی مین امیر و امرا آئے تھے مخالف ہوگئے ہین کوئی کام کا نہین لہذا انکے اعتبار پر اعدا سے کارزار کرنا عقل کے برخلاف ہی اگر حضور پنجاب کے طرف متوجہ ہون نہایت آسانی سے فتنہ و فساد کے دفع ہونے کی صورت ہوجائیگی بادشاہ تو اسکی مکاری اور روباہ بازی سے غافل تھا عرضداشت کے جواب مین لکھہ بھیجا کہ بالفعل تالیف قلوب کرکے کارروائی کرو آیندہ اس فرقہ برگشتنی گردن زدنی کی پاداش ضرور ہوگی۔ نظام الملک نے اس فرمان کو ساری فوج مین دکھلایا اور اونکے دلمین بادشاہ کی طرف سے مخالفت پیدا کرادی۔ جب دیکھا کہ ساری سپاہ مجھسے موافق ہی کھل کھیلا صاف باغی ہوگیا بادشاہ نے اس معرکہ سے آگاہ ہوکر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کو دفع فساد کے واسطے روانہ کیا جب اسکے سمجھانے سے کچھہ نہوا واپس آکر حضور مین مفصل حال عرض کردیا اودھر نظام الملک نے امرا کے ساتھہ دہلی مین آکر محاصرہ کیا۔ شہر والے تو پہلے ہی سے متفق تھے نے لڑے بھڑے شہر مین دخل ہوگیا اور بادشاہ نے مقید ہوکر زندان زندگانی سے خلاصی پائی اسکی سلطنت صرف دو سال ایک مہینے رہی۔ جسوقت بہرام شاہ کو نظام الملک نے مارڈالا ملک معزالدین اسمعیل امیر الامرا بزور اپنے تسلط کے تخت پر بیٹھہ گیا مگر ارکان دولت نے ناراض ہوکر سلطان علاء الدین کو جو قید مین تھا سنہ ۶۴۳ ہجری مین بادشاہ بنایا اور سلطان شمس الدین کے دونو لڑکون ناصر الدین اور جلال الدین کو قید سے نکال کر ناصر الدین کو بہرائچ اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم بنایا اور نظام الملک کو قتل کرکے جزاے اعمال سے متنبہ کیا۔

ذکر رجوع سلطنت بسلطان ناصر الدین کی طرف

چند دنون بعد بادشاہ نے آئین عدالت سے انحراف کیا ظلم و بدعت آغاز ہوئی زوال کے دن دکھانے لگے امراے دولت نے اسکی بے انصافی سے صاف بگاڑنا شروع کیا ناصر الدین کو بہرائچ سے بلاکر تخت حوالہ کیا اور اس ظالم کو قید ہی مین ملک بقا کی راہ دکھلائی چار برس ایک مہینے ایام اسکی بدمزاجی اور اختری کی گرم بازاری رہی

سلطان ناصر الدین

سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش نے سنہ ۶۴۴ ہجری مین اپنا خطبہ اور سکہ جاری فرمایا ملک غیاث الدین بلبن کو جو غلام اور داماد شمس الدین کا تھا منصب وزارت پر سرفراز کیا اور الغ خانی کا خطاب اور چتر دورباش عطا فرمایا انتظام جہانداری اوسکی راے پر ہونے لگا اور بطور نصائح مشفقانہ فرمایا کہ ملک رانی کی عنان تیرے ہاتھہ مین دیگئی ہے خبردار ایسا

نے انتقال پدر سلطان رکن الدین فیروز نے شبستان حکومت کو اپنے نور جلوس سے منور فرمایا اس نفس پرست بادشاہ
کو سمجھہ عقل نہ تھی ہر وقت جسمانی لذتوں میں دلدادہ تھا مسخروں کی صحبت تھی انہیں کو انعام ہوتا تھا۔
شاہ و رعیت کی کبھی رعایت نہوئی۔ رات دن شراب کا دور چلتا تھا اپنی خبر نہ تھی نام کو بادشاہ بنا تھا اور اسکی ماں
بی بی شاہ ترکان جو کنیز ترکہ تھی انتظام مالی ملکی کرتی تھی مگر اصل حقیقت یہ ہے وہ بھی مجبور تھی حسد نے زنکالے سلطان
شمس الدین کی دوسری حرم والیوں کو آزار رسانی شروع کی اور قطب الدین کے عیال و اطفال کو بیقصور قتل کیا
بعض اور بھی ایسی ہی حرکتیں جو برخلاف خاندان شاہی تھیں اس بیگم سے سرزد ہوئیں۔ آخر امراے دولت نے
بادشاہ کو بے عقل اور اوسکی والدہ کی خود فروشی دیکھکر برخلافی شروع کی ملک اعزالدین ایاز حاکم ملتان کو تکلیف دی
کہ دہلی کا تخت حاضر ہے رونق بخش ہو جیے یہ سنتے ہی مع لشکر گران روانہ ہوا۔ اس خبر سے سلطان رکن الدین نے
بھی لشکر لیکر عزم پیکار کیا۔ لیکن قبل اسکے کہ اعزالدین ایاز آئے۔ اراکین سلطنت روگردان ہو گئے اور دہلی میں جا
بی بی رضیہ سلطان شمس الدین کی بیٹی کو تخت پر بٹھا دیا اور بی بی شاہ ترکان کو محبس میں تکلیف دی۔ بادشاہ
رکن الدین اس خبر سے کیلوکھری میں آکر آمادہ رزم ہوا بی بی رضیہ کی جوانمرد فوج نے تھوڑی دیر میں بادشاہ کو قید کر لیا
کہ چند عرصہ کے بعد ماں بیٹے دونوں ایک ہی حالت قید میں نہان خانۂ عدم کو روانہ ہوئے اس خود فراموش کی حکومت مدت ڈیڑہ برس آٹھ روز رہی

بی بی رضیہ کی حکمرانی کا حال

۶۳۷ سنہ ہجری میں باتفاق امراے سلطنت کے تخت پر بیٹھی اور عقل و کیاست اور فہم و فراست کے زور سے انتظام
ملکداری بخوبی کیا۔ مردانہ لباس پہنکر دربار کرتی اور لشکر و رعایا کی خاطر داری میں مشغول رہتی بہر حال یہ ملکہ حسن اخلاق
میں بڑا ملکہ رکھتی تھی۔ بادشاہ نے عین حیات میں جب اسے ولیعہد کیا تھا وزیروں نے التماس کیا کہ لڑکے کے
ہوتے لڑکی کو ولیعہدی زیبا نہیں حضرت نے فرمایا کہ پسر ناخلف سے لڑکی بہتر ہوتی ہے اگرچہ بظاہر عورت ہے
مگر باطن اسکا مردانہ ہے۔ غرض جونکہ حاکم ملتان اعزالدین ایاز نے حلقۂ فرمان بری سے گردن باہر نکالی اور لاہور
ملک کی ملکیت سے باہر کر کے اپنی املاک میں شامل کیا ملکہ نے مردانہ لڑائی شروع کی دہلی سے نکلکر سہرند پر پڑے جاے
لیکن امراے ہمراہی نے نمک حرامی کا پیشہ اختیار کیا ملکہ کو قید کر کے دہلی بھیجدیا اور معزالدین بہرام شاہ کو قید سے نکال کر
بادشاہ بنایا۔ رضیہ بی بی نے قابو پاکر ملک اختیار الدین سے نکاح کیا اور جاٹ اور کھوکھر و نکا لشکر جمع کر کے دو مرتبہ
بہرام شاہ پر چڑہ گئی مگر آخرکار شکست پاکر مع شوہر گرفتار ہو گئی اور دوسرے روز قتل ہوئی اسکی سلطنت ۳ برس ۶ مہینے ۶ روز رہی

ذکر مقتول ہونا سلطان رضیہ کا اور معزالدین بہرام شاہ کی سلطنت

سلطان معزالدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین التمش نے حسب اتفاق کار پردازان سلطنت کے تخت حاصل کر کے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا نظام الملک جنید
جسکو پدر بادشاہ کے عقد مہ یجہ کل امور ملکی و مالی کا مدار المہام ہوا ہر کے اپنا اختیار حاصل کیا۔ اکثر کام بدون اجازت شاہی کے کرتا تھا

ذکر آرام شاہ

...ایبک کی خاص اولاد مین کوئی سزاوار شاہی نتھا لاچار امراے سلطنت نے سنہ ۶۰۷ہجری مین آرام شاہ کو
...متبنی کیا تھا تخت پر بٹھایا اسنے اپنا خطاب سلطان شاہ مقرر کیا - اور ہر طرف خلق اللہ کی امن وامان
...مین تسلی آمیز جاری فرمائے - اسی وقت مین امیر علی اسمعیل حاکم دہلی نے بعض بعض امرا کے اتفاق سے
...کو بداون سے طلب کیا اوسنے دہلی مین آتے ہی قلعہ کو اپنے قبضہ مین کرلیا سلطان آرام شاہ
...آمادہ ہوئے مگر بخت ناسازگار کے ہاتھون سے بھاگنا پڑا کل ایک برس سلطنت کے مزے اوڑائے

ذکر سلطان شمس الدین التمش

قطب الدین ایبک نے مول لیکر اپنی فرزندی مین قبول اور اپنی لڑکی سے منسوب فرماکر بعد فتح گوالیار
...پر مقرر فرمایا تھا - اور رفتہ رفتہ بداؤن کی حکومت بھی اوسے عطا ہوئی یہ شخص اپنی فراست
...بارہا حضور مین ترددات مردانہ بجا لاکر مورد تحسین ہوا - اور خط آزادی حاصل کیا - چونکہ سلطان
...بندوبست سلطنت نہو سکا باتفاق امیر علی اسمعیل اور نیز دیگر اراکین دولت کے بداون سے آکر
...نشین ہوا - اور بزور شمشیر دیگر ولایات بھی فتح کین - شمس الدین اپنا خطاب کیا - التمش اوسے
...گرہنون مین پیدا ہوا ہو - خیر اوسی زمانہ مین سلطان جلال الدین خلف محمد خوارزم شاہ نے
شکست پاکر ملتان مین قیام کیا اور چند روز کے بعد قلعہ لاہور کا محاصرہ کیا بادشاہ لشکر لیکر
...گیا - جلال الدین کے پیر اوکھڑ گئے سند اور سیستان کی طرف نکل گیا - سنہ ۶۲۶ ہجری مین بغداد
...کے حضور سے ایلچی مع خلعت کے سلطان شمس الدین کے پاس آیا بادشاہ نے قواعد اطاعت ظاہر
...جشن عشرت منائے چند روز تک شہر کی آرائش رہی سنہ ۶۳۰ہجری مین گوالیار کو مسخر فرمایا - اور مہاکال کے
...برس کا بنا ہوا نہایت مستحکم اور پایدار تھا کھدوا دیا - اور راجہ بکرماجیت کی مورت اور نیز دیگر
...جامع مسجد کے زمین مین نصب کرایا تاکہ بندگان خدا کے پامال ہوں القصہ یہ شخص بڑا عابد
...کر فرائض ادا کرتا اور وہان پر قیام کرکے وعظ سنا کرتا ایکروز ملحدان دہلی کے
...برہنہ مسجد مین چڑھ آئے اور بادشاہ پر حملہ صدمات کرنا چاہا مگر سلطان ...
...کی یہ جرات نہوئی کہ تعاقب کرین لوگون نے دروازون اور کوٹھون سے اون
...شمشیر سے سرد کردیا اور بادشاہ نے بھی دولتخانہ پہونچکر اکثرون کو گوشمالی
...نے ۲۶ برس سلطنت کرکے نیکنامی کے ساتھ آخرت کی راہ لی

...سلطنت سلطان رکن الدین فیروز

سرستی یعنی تلاوری اور ہانسی اور اجمیر جو راے پتھورا کا دار الملک تھا بادشاہ کے قبضہ مین آیا بعد فتح بادشاہ
نے رعایا کے تالیف قلوب کے لیے چندے قیام کیا۔ جب سب طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا ملک قطب الدین ایبک
غلام کو قصبہ کہرام مین جو دہلی سے ستر کوس ہی نیابت پر چھوڑ کر خود بدولت سوالک کے راہ سے روان ہوا اثناے
راہ مین محال کوہستانی لوٹتے ہوئے غزنین کو چلا گیا یہان ملک قطب الدین نائب کو داعیۂ کشورستانی پیدا ہوا تھوڑی
فرصت مین دہلی اور میرٹھ کے قلعہ تسخیر کرکے اپنے نزدیکون کو حاکم کیا دوسرے سال قلعہ کول اور گوالیار اور بدایون
وغیرہ فتح کرتے ہوئے گجرات مین آیا اور بھیم دیو گجراتی سے اگلی شکست کا بدلا لیا اور اوسی ولایت کو لوٹ کھسوٹ
کر دہلی مین آیا اور بادشاہ کے نام سے خطبہ و سکہ جاری کیا تب سے دہلی اسلام کی دار الخلافت ہوئی نوین مرتبہ
بادشاہ نے غزنین سے ہندوستان مین آکر قنوج فتح کیا اور تین سو زنجیر فیل مع دیگر اسباب کے لوٹ کر لوٹ گیا
جسوقت سلطان غیاث الدین برادر کلان نے انتقال کیا اس جوانمرد بادشاہ نے ولایت غور و ترکستان و خوارزم وغیرہ دیگر وارثان کو دیکر آپ فقط غزنین پر قانع

معز الدین سام کا رحلت کرنا

دسوین مرتبہ جب بادشاہ نے سنا کہ لاہور کے گردنواح مین کھوکھر لوگون نے بغاوت کا چراغ روشن کیا ہی فوراً اطفاے
نائرۂ فساد کے واسطے قطرہ زن ہوا اور ملک قطب الدین نے بھی دہلی سے آکر شرف حضوری دریافت کی پس بااتفاق
ہمدیگر باغیان کی گوشمالی دیکر غزنین کو چلا نزدیک شہر کے کسی گانون مین فدائے کھوکھر کے ہاتھ سے جو ہمراہ
رکاب تھا زخم کھا کر عالم باقی کو روانہ ہوا اسکے خزانون مین روپیہ اشرفی وغیرہ کے علاوہ ایک رقم پانسو من ہیرے
کی برآمد ہوئی اس بادشاہ نے ۳۲ برس بادشاہی کی اور خاص ہندوستان مین ۱۵ برس حکمران رہا

ذکر سلطان قطب الدین

یہ شخص غلام زرخریدہ سلطان شہاب الدین کا تھا جب کہ بادشاہ نے زخم کھائے اس شخص نے لاہور مین آکر
گیارھوین ربیع الاول سنہ ۶۰۳ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا چونکہ اسکی چھنگلیا ٹوٹی تھی اسے ایبک
کہتے تھے سلطان غیاث الدین محمود نے چتر وغیرہ تجملات بادشاہی قطب الدین کے حضور مین بھیجکر خطاب سلطانی
سے سرفرازی بخشی یہ بادشاہ سخاوت اور شجاعت مین بے نظیر تھا مغرورون کی گردن کشی ناپسند کرتا تھا
انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ لکھوکھا روپیہ دے ڈالتا تھا۔ اسی سبب سے اسکو لک بخش کہتے تھے ایک مرتبہ
سلطان اور تاج الدین سے ناموافقت ہوئی اور انجام کار تاج الدین تاب مقابلہ نہ لاکر کرمان کو بھاگ گیا یہ شخص
خاص سلطان شہاب الدین کا بندہ اور بعد سلطان کے غزنین کا بادشاہ بن بیٹھا الغرض سلطان قطب الدین ایک برس
فتح و فیروزی سے حکمرانی کی سنہ ۶۰۷ ہجری مین چوگان بازی مین مصروف تھا ناگاہ قضا نے اپنی بازی کھیلی
گھوڑے سے گرا گوے زندگانی کو چوگان فنا نے اپنی طرف کھینچ لیا

اوال ... کو دیکھکر نہایت ہراسان ہوا درگاہ الٰہی سے فتح ونصرت کا خواہان ہوا خدا کی مرضی تو اوسی
تشیر پہونچی بادشاہ کثرت غنیم کی دیکھکر نہایت ہراسان ہوا درگاہ الٰہی سے ... صبح جب بادشاہ کو یہ خبر ملی
تھی اتفاقاً اوسی شب راجہ کو خود بخود خوف آیا تمام ساز وسامان چھوڑکر کسیطرف کو چلا گیا صبح جب بادشاہ کو یہ خبر ملی
دلجمعی سے شہر لوٹنا شروع کیا۔ ایک رقم ۵۸۰ ہاتھیون کی ہاتھہ مین آئی۔ دسوین مرتبہ دوبارا راجہ بندا پر چڑھائی
کی جب گوالیار پہونچا یہان کے قلعہ کو تسخیر کرنا چاہا۔ یہ قلعہ متانت اور استواری اور بلندی مین عدیم المثال ہی
ضرورتاً اوسکے حاکم سے صلاح کرنا پڑی وہان سے کالنجر کو چلا۔ جو راجہ بندا کا مسکن تھا وہان پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا
اس قلعہ کے استحکام کو کوئی دوسرا قلعہ ہندوستان کا نہین پہونچتا۔ جب زمانۂ محاصرہ بہت گذرا۔ راجہ بندا نے
عاجز ہوکر ۳۰۰ سو فیل پیشکش دینا قبول کیا۔ اور اندرون قلعہ سے نے فیلبانون کے روانہ کردئے۔ بموجب ارشاد
بادشاہ کے ترکان شہامت نشان نے ہر ایک پر سواری کی۔ راجہ بندا شعر گوئی مین نہایت ملکہ رکھتا تھا۔ آخر چند اشعار
مدح سلطان مین تصنیف کرکے بھیجے اوسکا مضمون ہندی والون نے عرض کیا۔ بادشاہ بہت خوشنود ہوا۔ اور اوسکے
عوض مین فرمان حکومت پندرہ قلعہ کا مع دیگر تحفجات کے عطا فرمایا۔ الغرض باہم صلح ہوگئی۔ گیارھوین مرتبہ سومنات کے
فتح کرنے کو آیا یہ شہر دریاے شور پر ہندؤن کا معبد ہی یہان پر ایک بت سومنات نام ہی کتب ہنود مین لکھا ہی کہ چار ہزار
برس سے یہ مورت برہمنون کی مقبول ہی خیر غزنین سے روانہ ہوکر نہروالہ ہوتے ہوئے سومنات مین خیمہ زن ہوئے
اہل شہر نے اس خبر کے سنتے ہی دروازہ بند کرلیا اور آمادۂ جنگ ہوئے۔ آخر کو لڑتے لڑتے بادشاہ نے فتح کی۔ کثیر
خلائق کو قتل اور بتخانہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور سومنات کو غزنین لیگیا۔ اور تعصب کی راہ سے اوسے
مسجد و مدرسہ کے زینون مین نصب کرایا۔ معاودت کے وقت اثناے راہ مین راجہ برج دیو سدراہ ہوا اور عمدہ
دستبردی دکھلائی۔ اکثرون کو خاک مین ملایا۔ اور جو مال واسباب سومنات سے لوٹ لائے تھے چھین لیا۔ چونکہ
کثرت تردد سے جی بیٹھا ہوا تھا بادشاہ نے دم نہ مارا۔ براہ ریگستان ملتان کو متوجہ ہوا۔ راہ جو کھو گئی ہوئی تھی
ایسے جنگل مین قدم جا پڑے جہان آبادانہ کی شکل نظر آنا دشوار ہوئی۔ بہت اذیت پہونچی۔ اکثرون نے بھوک پیاس
سے بے بس ہوکر عدم کی راہ لی۔ اس مرتبہ نہایت تکلیف سے غزنین پہونچے۔ بارھوین مرتبہ ۴۱۸ھ ہجری مین ملتان
وسندکی راہ سے دوبارہ روانہ ہوا اور ہزار کشتیان اس رنگ کی بنائی گئین کہ ہر کشتی مین تین تین سیخ آہنی نصب کین
ایک روبرو اور دو دو تو بازوؤن پر بس ہر ایک کشتی مین بیس سپاہیون کو مع آلات حرب بٹھلاکر روان کیا تاکہ دریا کے
راستہ سے دشمنون کی انہدام بنیاد ہستی کرین۔ دشمنون نے یہ خبر پاکر اپنے عیال و اطفال کو جزیرون مین بھیجدیا
اور خود مقابلہ مین آئے جنھون نے سر اوٹھایا اونھون نے منہہ کی کھائی۔ بعد گوشمال واجبی کے غزنین کو معاودت
کرگیا۔ القصہ یہ بادشاہ نہایت خلیق اور انصاف دوست شجاع اور دلیر تھا اسکے مزاج مین تعصب اور دنیوی
لالچ بھی تھا۔ شعر فہمی اور سخن مین بے نظیر تھا۔ شاعرون کی قدردانی کرتا تھا۔ اسکے وقت مین مولانا حسن فردوسی تخلص

غزنین کو واپس گیا۔ چوتھی مرتبہ سنہ ۴۰۱ ہجری مین ملتان کا قاصد ہوا۔ اس مرتبہ اکثر مخالفین بسبب جو اس ولایت
مین تھے قید ہوئے اور بعض دست بستہ ہاتھیون کے پامال ہوئے بعض کے ناک کان کاٹ ڈالے۔ اور وہان کے
حاکم داؤد بن نصیر کو قلعہ غورک مین محبوس کیا کہ وہ اوسی قید مین مرگیا۔ پانچوین مرتبہ سنہ ۴۰۲ ہجری مین بادشاہ کو یہ خبر
ملی کہ ہندوستان مین ایک مقام تھانیسر ہی اوسکے قریب تالاب ہی ہندو اوسے آغاز آفرینش جانتے ہین اور اوس
جگہ جان چھوڑنا رستگاری کا نتیجہ سمجھتے ہین۔ اور اوسی مقام پر چکرسوم کا بتکدہ ہی۔ یہ سنتے ہی جہاد کے ارادہ پر
تھانیسر کو روانہ ہوا۔ راجہ نروجس وہانکے حاکم نے اس راز سے آگاہی پاکر پیغام دیا کہ اگر اس ارادہ سے باز رہے پچاس
ہاتھی نذر کرون۔ بادشاہ کچھہ بھی ملتفت نہوا۔ اور وہان پہونچکر بتخانہ کو اپنے تیشہ بیداد سے گرادیا۔ اور سوم چکر کی
مورت اپنے ہمراہ غزنین کو لیگیا۔ چھٹی مرتبہ قلعہ نندنہ پر جو بالناتھہ پہاڑ پر ہی لشکر کشی کی۔ راجہ نروجس پال مردان
کار آزمودہ کو اوس قلعہ مین محافظ چھوڑکر خود کشمیر کے پہاڑون کو چلا گیا۔ بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا آخر اہل قلعہ نے
مجبور ہوکر قلعہ خالی کردیا بعدہ بادشاہ نے راجہ کا تعاقب کیا مگر بسبب دشوارگذار گھاٹیون کے گہات نہ لگی ہان لوٹ
مین بہت کچھہ ہاتھہ لگا اور اکثر ہندو کو اپنے مذہب مین لایا۔ ساتوین مرتبہ سنہ ۴۰۹ ہجری مین قنوج آیا وہان کا حاکم
مع پیشکش حاضر ہوا تب وہانسے برن پہنچا وہان کے حاکم ہردت نے قلعہ کو عزیزون کے سپرد کرکے اپنی راہ لی اہل قلعہ
مقابلہ مین نہ ٹھہر سکے ہزار درم جسکا ڈیڑہ لاکھہ روپیہ ہوا مع چند زنجیر فیل دیکر جان بچائی بادشاہ قلعہ مہابن کو روانہ ہوا
وہان کا حکمران گلچند چاہتا تھا کہ ہاتھی پر سوار ہوکر دریاے جمن کے پار چلا جاوے مگر قید ہوگیا اوسوقت اپنی تلوار سے پیٹ
چاک کرڈالا بعد ازین بادشاہ متھرا پہونچا وہان کے اکثر بتخانون کو خاک مین ملایا لوٹ مچادی کہتے ہین ایک طلائی مورت
جسکا وزن ۹۸۳۰۰ مثقال تھا توڑ ڈالی اوسکے اندر یاقوت کا ٹکڑا ملا جسکا وزن ساڑھے چار سو مثقال تھا لکھتے ہین
کہ راجہ چندراے کے پاس ایک ایسا قوی الاعضا عربدہ جو تندخو ہاتھی تھا کہ جسکا جواب فیل گردون بھی نہوسکتا تھا۔
بادشاہ بڑی قیمت سے اوسکا خریدار ہوا مگر راجہ نے ندیا آخر ایکرات کو وہ ہاتھی فیلخانہ سے چھوٹ کر سراپردہ سلطانی کے
قریب آیا بادشاہ اسکی سیر آنے سے بہت خوش ہوا۔ آٹھوین مرتبہ سنہ ۴۱۰ ہجری مین بادشاہ کو خبر ملی کہ راجہ نندا حاکم کالنجر
نے حاکم قنوج کو میری اطاعت کرنے کی وجہ سے مار ڈالا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار ہوا فوراً بعزم تنبیہ سوار ہوا جب دریاے
جمن کے کنارے پہونچا راجہ نروجس پال جسنے کئی مرتبہ شکست پائی تھی راجہ نندا کی اعانت پر آکر سدراہ ہوا چونکہ
دریاے جمن درمیان مین حائل تھا بے اجازت پادشاہ کے کوئی عبور نکرسکا اتفاقاً بیس نفر غلامون نے دریا سے گذر
راجہ کے لشکر کو درہم برہم کردیا راجہ فراری ہوا۔ جس شہر مین غلامان شاہی پہونچتے اوسے لوٹ لیتے اور بتخانون کا انہدام
تو انکے سنت ہی تھی۔ آخر بادشاہ نندا کی ولایت مین آیا اوسوقت نندا کے پاس ۳۶ ہزار سوار ایک سو پینتالیس ہزار پیادہ
اور تین سو چالیس فیل مست تھا۔ پادشاہ نے اوسکو پیغام صلح دیا کہ اطاعت مین بہتری ہی مگر راجہ نے نمانا توپ گز

ھوراکے کان مین پھونکا- سنتے ہی آگ لگ اوٹھی فوراً پانسو سوار جرار ہمراہ لیکر رستم یلغار جا پہونچا اپنی تصویر
ھوا کر آتش کارزار گرم کی- کتنون کو شعلۂ تیغ شررفشان سے جلا کر کلیجہ ٹھنڈا کر واپس چلا آیا- بہر صورت
جے چند نے جنگ انجام کو پہونچائی اتفاقاً اوسکی لڑکی راے پتھورا کی جگر داری پر ہزار دل سے عاشق ہوئی- کسی دوسرے
حاضرین جلسہ کو نہ پسند کیا جے چند نے نہایت خفا ہو کر اپنے گھر سے نکال دیا- راے پتھورا نے جب یہ خبر سنی نادیدہ
شیفتہ ہوا چاندا بھاٹ کو روانہ کیا کہ اپنی بادفروشی سے اوس گلدستۂ خوبی کو ہاتھ مین لاوے اور خود مع چند آدمیون
نوکرون کیطرح ہمراہ چلا جب قنوج مین آیا اوسکی لڑکی کو نہایت چالاکی سے اپنے زیر تصرف مین لایا اور فوراً دہلی
چلا گیا- جے چند نے اس واردات سے فوج کشی کی بڑی لڑائی ہوئی سات ہزار آدمی کام آئے مگر کچھ کام نہ نکلا- راے
پتھورا نے اوس غیرت حور کے پاتے ہی خوشیان منانا شروع کین- اسکا عشق ایسا غالب ہوا کہ اکثر اوقات حرم سرا سے
باہر نہ نکلتا زندگانی کو اوس یار جانی کی جان نثاری مین بسر کرتا تھا ملک کے انتظام فوج کے اہتمام کی طرف
رغبت کم ہوئی ساری عقل و دانش عشق کی بدولت گم ہوئی- جب ایک برس اسی حال مین گذرا- اور یہ حال
شہاب الدین غوری کو معلوم ہوا- راجہ جے چند سے محبت بڑھائی- اور آٹھوین مرتبہ سنہ ۱۲۳۳ بکرمی مطابق سنہ ۵۸۹
ہجری مین جسوقت کہ پتھورا کی حکمرانی کو ۴۹ برس گذر چکے تھے ہندوستان مین آیا اکثر اطراف کو تسخیر کیا- یہان
راے پتھورا کا یہ حکم تھا کہ جسوقت رانی صاحبہ پاس ہون بندہ بھی ہمارے کسی متنفس کی یہ دم نہ تھی کہ وہان پر دم مار سکے
اسوقت مین مسلمانون کی سرکشی کا اخبار سنکر وزراے ریاست گھبرائے مگر حیرت مین تھے کہ کیونکر راجہ کے کان
تک اسکی بھنک پہونچ جاوے آخر کار ہر ایک نے متفق الراے ہو کر چاندا کو بھیجا کہ محل مین جا کر راجہ کو خواب غفلت سے
بیدار کرے- راجہ اس غرور مین تھا کہ بارہا شکست دی ہے کچھ متردد نہوا- اور تھوڑی سی فوج لیکر صف آرا ہوا
- اس مرتبہ راجہ جے چند نے بسبب عناد سابقہ کے برخلاف عادت سلطان شہاب الدین کی مدد دی آخر راے پتھورا
قید ہوا- پادشاہ غزنین کو لیگیا- اس حال کے سننے سے چاندا بادفروش نے وفاداری پر کمر باندھی- فوراً غزنین کو
روانہ ہوا- اور بادشاہ سے ملاقات کر کے سرفراز ہوا- اور مجلس مین راے پتھورا سے ملاقی ہوا اور بموجب تعلیم کے
اوسکے تیراندازی کی تعریف بادشاہ کے روبرو کی- بادشاہ کو تماشا دیکھنے کا شوق ہوا فوراً قید خانہ سے طلب کر
تیر و کمان حوالہ کی راے پتھورا نے بادشاہ ہی کو نشانہ کیا- ایک ہی تیر سے گوشۂ بقا کو روانہ کیا مگر اوسکے خادمان
درگاہ نے انہین بھی نہ چھوڑا دونو کو ملک عدم کی راہ دکھلائی تواریخ فارسی مین تو راے پتھورا کا مرنا تلاوڑی کے
مقام مین لکھا ہی اور سلطان شہاب الدین کا شربت حیات چکھنا بعد مدت فدائی کھوکھو کے ہاتھ سے تحریر ہی واللہ عالم
بحقیقۃ الحال القصہ بعد راے پتھورا کے مسلمانون کی حکومت ہندوستان مین ظاہر ہوئی —
ابتداے راجہ جدشٹر پانڈو سے راے پتھورا تک بموجب تحریر راج ترنگینی کے ۴۴۰۸ برس ہندوؤن کا راج

سحاب کرم سے سرسبز وشاداب فرمایا ۲۲ برس دو مہینے کی نیکنامی لیکر مالک بقا کو سدھارا بعدہ راجہ رن سنگھ ۲۲ برس دو مہینے - اور راجہ راج سنگھ ۹ برس آٹھہ مہینے - اور راجہ نر سنگھ ۴۶ برس ایک مہینے اور راجہ نر سنگھ ۲۵ برس تین مہینے حکومت کرتے رہے - اور راجہ جیون سنگھ نے تخت نشین ہوکر خود پرستی اختیار کی برخلاف باپ دادے کے - جوانی کی بدمستیان دکھلانے لگا - انجام کار غفلت کی کثرت سے آوارۂ دشت ادبار ہوا - آٹھہ برس ۵ مہینے کی سلطنت مین بزرگون کے نام کو مٹا گیا - ابتدا راجہ دیپ سنگھ سے جیون سنگھ تک چھہ راجہ ۱۲۹ برس مین گذرے

پرتھی راج کا بیان جو رائے پتھورا کے نام سے مشہور ہی

چونکہ مشیت الہی یہ چاہتی تھی کہ راے پتھورا راجہ جیون سنگھ کی ریاست کا مالک ہو - راجہ جیون سنگھ نے اپنی بد عقلی یا کسی ضرورت سے کل ارکان دولت کو مع لشکر جرار کوہستان کو روانہ کیا جو اوسکے بزرگون کا مسکن تھا اور خود بدولت تھوڑے لوگون کے ساتھہ دار الخلافت مین غافل بیٹھا رہا - راے پتھورا نے راجہ کی تنہائی سنکر فوج کشی کی اس خبر سے راجہ جیون سنگھ بیدست وپا ہوکر بھاگ نکلا - اور اوسی طرف پہاڑ دن مین جان بحق تسلیم ہوا - راے پتھورا نے فتحیاب ہوکر راج کرنا شروع کیا - جب پندرہ برس گذرے سلطان شہاب الدین غوری نے غزنین سے کئی مرتبہ چڑھائی کی - آخر کار نصیبہ نے پیٹھہ دکھلائی - موضع نراین عرف تلاوری مین راجہ نے ملک بقا کو نہضت فرمائی اور ہندوستان مین مسلمانی جمگئی یہ احوال بموجب تحریر راجاولی اور راج ترنگنی کے لکھا گیا لیکن دفتر سوم اکبرنامہ مین یون بیان کیا ہی کہ سمت ۴۲۹ بکرمی مین راجہ انیک پال قوم تونور نے رایت خلافت بلند کیا اور اندرپت کے نزدیک دہلی نام شہر آباد کیا وہ اور اوسکی ۱۱۹ اولاد نے ۴۱۹ برس اور ایک مہینے ۲۷ روز راج کیا آخر کار اوسکی اخیر اولاد راجہ پرتھی رام کو بلدیو چوہان سے لڑنے کا اتفاق ہوا - اور اوس لڑائی مین مارا گیا - ۸۴۸ بکرمی مین سررشتہ ریاست قوم تونور سے قوم چوہان کے ہاتھہ لگا - اس قوم مین سات راجہ نے ۸۵ ۳ برس سات مہینے حکومت کی جب راے پتھورا کو جو راے بلدیو چوہان کی ساتوین اولاد مین ہی سلطنت ملی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ یورش کیا - ہر مرتبہ شکست کھاکر باہر نکل جاتا رہا لیکن ہندوستان کی فتح کو دل سے چاہتا تھا - اسی عرصہ مین راجہ جی چند راٹھور والی قنوج نے راجسوجگ کرنا چاہا - اور یہ ارادہ کیا کہ اوسی جگ مین اپنی لڑکی کا سوئمبر کرے - اس تقریب سے بشمول دیگر راجاؤن کے راے پتھورا کو بھی نوید دیا - پتھورا نے شریک ہونا چاہا تھا کہ اوسکے کسی نوکر کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ آپکے ہوتے ہوئے راجہ جی چند کا کیا رتبہ کہ جگ کرے اور آپکو بلاوے - اس غیرت انگیز کلمہ کے سننے سے راے پتھورا کا دل پھر گیا - اور فسخ عزیمت فرمائی - راجہ جی چند اس خبر سے آشفتہ ہوا چاہتا تھا کہ صف آرائی پر متوجہ ہو مگر حاضرین نے روکا - آخر راے پتھورا کی تصویر سونے سے بنواکر دربان کی جگہ پر رکھوائی اور خود بندوبست جگ مین مصروف ہوا - لڑانے والے تو بڑے بلا کے ہوتے ہین رسینی اس خبر کو

تخت حکومت پر بیٹھی وزیرون نے بھی حق نمک حلال کیا فرمان بردار رہے ایک سال کے بعد یہ بھی حجرۂ عدم کو سدھاری - اس خاندان مین راجہ تلوکچند سے پیم دیوی رانی تک دس نفر نے ۴۵ برس حکومت کی

ذکر راجہ ہر پریم جو درویشی سے حکمرانی پر فایز ہوا

چون کہ رانی پیم دیوی کے کوئی اولاد نہ تھی ارکان دولت نے مشورہ کرکے ہر پریم نامے فقیر کو بادشاہی کی تکلیف دی اس شخص کے کمالات صوری اکثر خلائق مین مشہور تھے سچ ہے سے دم مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ہم کچھہ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے ؛ اسنے سات برس پانچ مہینے تخت آرائی کی - بعدہ گوبند پریم ۱۸ برس تین مہینے اور راجہ گوپال پریم ۱۵ برس تین مہینے زینت بخش تاج وتخت رہے جب راجہ مہا پریم مسند حکومت پر بیٹھا اسکی طبیعت دولت دنیا مین نہ جمتی تھی ہمیشہ درویشون اور گوشہ نشینون سے مصاحبت رکھتا تھا آخر کار عروس سلطنت کے غنج ودلال خواب وخیال سمجھکر شاہد حقیقی کے عشق مین ایسا پھنسا کہ ترک جہانداری کرکے گوشۂ قناعت مین جا بیٹھا اسنے ۱۴ برس دو مہینے بادشاہی کی - ابتداے راجہ ہر پریم سے مہا پریم تک چار آدمیون نے ۵۰ برس حکومت کی

ذکر راجہ دیبی سین جو بنگالہ سے آیا تھا

جسوقت اطراف عالم مین یہ خبر پہونچی کہ اندرپت کے راجہ نے ترک تعلقات کرکے فقیری اختیار کی ہر ایک راجہ نے اسکی فتح کی نیت کرکے لشکر جمع کرنا شروع کیا سب سے بیشتر راجہ دیبی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کی اور ایلغار کر آپہونچا اور نئے دردسر پر سروری سے زینت افزا ہوا امراے سلطنت نے اطاعت کی اسکے بعد راجہ بلاول سین ۱۲ برس چار مہینے - اور راجہ کیشو سین ۱۵ برس دو مہینے اور راجہ مادہو سین ۱۱ برس ۴ مہینے اور راجہ سور سین ۱۸ برس دو مہینے - اور راجہ بھیم سین ۵ برس دو مہینے اور راجہ کانگ سین ۴ برس نو مہینے - اور راجہ ہری سین ۱۲ برس دو مہینے - اور راجہ لکھمن سین ۱۲ برس ۱۱ مہینے اور راجہ نراین سین دو برس ۳ مہینے اور راجہ لکھمن سین ۲۶ برس گیارہ مہینے تخت نشین رہے راجہ دھور سین گدی نشین ہوا - شراب خواری سے بدمست ہوکر شاہراہ خرد سے گم ہوا - عدل وانصاف کے طریقے سے پھر کر ظلم وجفا کی راہ مین قدم رکھا - اسکی محفل مین نالایقون نے راہ پائی خانہ براندازون کا دربار ہونے لگا دولت خواہون کو قید بند کرنے لگا - زیردستون کو ستانے اور ضعیفون پر زبردستی کرنے لگا - ملک کی ویرانی رعایا کی پریشانی ہوئی حاصلات مین کمی ظاہر ہوئی - آخر کوہستان سوالک کے راجہ نے ظلمرانی کی مکافات مین جان سے مارا - اسنے ۱۱ برس تین مہینے راج کیا ابتداے راجہ دیبی سین سے راجہ دھور سین تک ۱۲ راجہ ڈیڑھ سو برس تک گدی

راجہ دیپ سنگہ کوہی کا بیان

یہ شخص کوہستان سوالک کا راجہ نہایت عادل تھا - راجہ دھور سین کے ظلم وستم سے فرمان بردار اوکتا کر اس شخص کو یہان لائے اور اسنے ساعت سعید مین تخت خلافت پر جلوس کیا - کشت زار جہان کو اپنی بارش

کی۔ اور ایسی دلفریبی دکھلائی
سمندر پال جوگی نے جو نہایت جادوگر اور عالم خلع روح جانتا تھا راجہ کی مصاحبت کی۔ اور ایسی دلفریبی دکھلائی
کہ راجہ کو اپنا مفتون اور فریفتہ کر لیا۔ راجہ اوسکے حلقۂ اطاعت سے باہر نہو تا تھا۔ اوسوقت اوس جوگی نے راجہ سے
کہا کہ اس پیکر ضعیف کو دور کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننا چاہیئے مجھے علم خلع معلوم ہے سیکھہ لیجیے۔ پھر
جس قالب مین دل چاہے رخ کیجیے۔ راجہ نے باوجود عقل و خرد کے اوسکے فرمانے سے تجاوز نکیا۔ اور اس ترکیب مین
مہارت کر کے ایک جوان قالب مین دوڑائی اور راجہ کی
روح کو جو قالب جوان مین گئی تھی قتل کر ڈالا خود سر آرای خلافت ہوا۔ بہر حال چونکہ سمندر پال جوگی نہایت درجہ
قرب و اقتدار رکھتا تھا۔ جب راجہ مرگ طبیعی سے گذرا۔ یا کہ سالباہن کے ہاتھ سے مارا گیا یہ شخص تخت آرا ہوا
راجہ کی عمر اکیزار اکیسو برس کی لکھی ہے۔ اور دہلی مین ترانوے برس حکمران رہا۔ سمندر پال جب بادشاہ ہوا۔
اول اول نہایت عبادت اور ریاضت کرتا تھا۔ مگر یہ سب ظاہر ہی کا ڈھکوسلا تھا باطن مین تو کچھ بھی صفائی
نہ تھی۔ غبار نفسانی سے آئینۂ خاطر بھرا تھا آخر کار اقلیم عدم کو راہی ہوا۔ ۲۴ برس دو مہینے کے راج مین ہوس شاہی کی
بعد ازان اسکا بیٹا چندر پال چالیس برس پانچ مہینے اور راجہ نین پال ۱۵ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ دیسپال
۴۷ برس دو مہینے۔ اور راجہ نرسنگھہ پال ۴۰ برس تین مہینے۔ اور راجہ سوبہ پال ۲۷ برس گیارہ مہینے۔ اور
راجہ سکھہ پال ۳۰ برس ۲ مہینے اور راجہ انرت پال ۲۷ برس چھہ مہینے۔ اور راجہ جمی پال ۵۵ برس پانچ مہینے
اور راجہ بھیم پال ۴۰ برس اٹھہ مہینے۔ اور راجہ گوبند پال ۳۷ برس ۹ مہینے۔ اور راجہ بنی پال ۳۹ برس دو مہینے
اور راجہ ہر پال ۴۲ برس ۹ مہینے۔ اور راجہ مدن پال ۳۱ برس دو مہینے۔ اور راجہ کرم پال ۴۸ برس ۵ مہینے
اور راجہ بکرم پال ۴۴ برس ۳ مہینے حکمران رہے۔ جب اس اخیر راجہ بکرم پال کی نوبت آئی۔ اوائل مین ملک ستانی پر
ہمت چست کی اکثرون کو مغلوب کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد غرور نے گردن اوٹھائی دعوی یکتائی مد نظر ہوا رعونت
مین یہ نشہ آیا کہ راجہ تلوک چند پر سرکشی کی مگر سبب اسکا خمار برا ہوا معرکہ رزم مین جان سے گیا۔ جگی کے خاندان
مین سمندر پال سے بکرم پال تک ۱۶ آدمیون نے ۴۲۳ برس حکومت کی۔

راجہ تلوک چند والی بہرایچ کے زمانہ کے حال

یہ راجہ ایک چھوٹی سی ولایت بہرایچ کا فرمان روا تھا نصیبہ کی یاوری سے بکرم پال کو مار کر بڑی سلطنت کا مالک ہوا
لیکن اجل نے خاطر خواہ مہلت ندی تھوڑے ہی عرصہ مین پیغام قضا آیا۔ دو سال کے بعد ملک عدم کو سدھارا
اسکے بعد راجہ کرم چند ۲۲ برس ۷ مہینے اور راجہ کان چند ۴ برس ۲ مہینے۔ اور راجہ رامچند ۱۴ برس ۱۱ مہینے
اور راجہ کلیان چند ۱۰ برس دو مہینے۔ اور راجہ گیا نچند ۱۵ برس ۷ مہینے اور راجہ بھیم چند ۱۰ برس ۲ مہینے۔
اور راجہ [illegible] مہینے فرمان روا رہے۔ اسکے بعد بسبب لاوارثی کے اسکی لی لی مسماۃ بیم را[illegible]

محروم نہین کیا۔ ایسی ایسی مشکلات کو حل فرمایا کہ موجب حیرت ہا لکہ اوسکی کرامات کے قائل ہین۔ اکثر روایتین حیرت افزا
بیان کرتے ہین خصوص نسخہ سنگھاسن بتیسی مین خاص اسی راجہ کی نیک خوئی اور فیاضی اور رحیمی اور بلند ہمتی وغیرہ
ستودہ خصلتون کا ذکر ہی۔ ہندؤن نے اس نسخہ کی تالیف کا سبب یون لکھا ہی کہ جب راجہ بکرماجیت نے
اس جہان گذران سے کوچ فرمایا۔ کتنی مدت گذرنے پر واقعہ سمت ۴۲ بکرمی مین راجہ کنبوج مالوہ کا فرمان روا ہوا
اسکا وزیر نہایت ذکی اور خردمند دانش شعار برنج پنڈت نام تھا۔ ایک مرتبہ راجہ بھوج شکار کو چلا۔ شہر کے باہر
دیکھا کہ چند لڑکے باہم ایک قسم کا کھیل کھیل رہے ہین۔ ایک بادشاہ ایک کوتوال اور بعض بعض عملہ بنائے ہین
بادشاہانہ شوکت سے جو لڑکا ٹیلہ پر تخت نشین ہی احکام جاری کرتا ہی۔ قبل اسکے بھی ایک مرتبہ ایسا ہی ایک مقدمہ
راجہ بھوج کے دربار مین رجوع ہوا جو فیصلہ نہوا تھا اور اس ٹیلہ کے لڑکون نے انفصال اوسکا نہایت عمدہ طور سے
کیا تھا۔ اب جو راجہ نے انکا تماشا دیکھا گذشتہ سانحہ بھی یاد آیا۔ جب تک وہ جعلی بادشاہ اپنے ٹیلے پر بیٹھا رہا
مثل راجہ کنبوج کا خوف نکھایا جیونہین راجہ نے اپنے پاس بلایا اور وہ ٹیکرے سے اوترا خوف کے مارے بیر اوٹھنا
بھاری ہوا رونے لگا تب بموجب حکم اوسی ٹیکرے پر پہونچا دیا۔ وہان جاتے ہی بادشاہ بن بیٹھا تب تو
راجہ نے خیال کیا کہ ضرور اس ٹیلہ مین تاثیر ہی پس اوسکو کھدوایا ایک تخت مرصع نہایت عمدگی مین نکلا یقین ہوا
کہ اسکی نشست سے یہ پایہ اطفال کم مایہ کو ہوجاتا تھا پس دردولت پر لاکر رکھا کہ خود اجلاس کرے کہتے ہین کہ
اوس تخت مین بتیس پتلیان طلسم کی نصب تھین۔ غرض ایک پتلی نے کہا کہ اے راجہ جو بکرماجیت کے برابر ہو وہ
اس تخت پر قدم رکھے راجہ بھوج نے اوسکا ماجرا پوچھا۔ اوس پتلی نے بیان کیا اسیطرح سے ہر ایک پتلی نے
ایک ایک داستان راجہ بکرماجیت کے اوصاف کی بیان کی۔ اونھین کہانیون کو برنج پنڈت وزیر نے زبان
سنسکرت مین تحریر کیا۔ بہرحال راجہ بکرماجیت ایک بڑا عظیم الشان راجہ گذرا ہی کہ جسکا ثانی آج تک کوئی نہوا۔
اسکے سمت بھی تقویم یعنی پترہ مین درج کرتے ہین۔ اسکے آغاز تاریخ مین اختلاف ہی۔ کوئی کہتا ہی کہ آغاز تخت نشینی
سے مقرر ہین کوئی کہتا ہی کہ جس دن سے دہلی فتح کی سنہ شروع ہوئے اوسوقت مین راجہ جیدسنر کے
سنہ جلوس ۴۴ ۲ تھے۔ اس کتاب کے لکھنے کے وقت مین سمت ۱۸۴۰ گذرے ہین۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال فرمانے کا حال

اکبرنامہ مین لکھا ہی کہ آخر عمر مین سالباہن نامی سے واقعہ ملک دکھن محاربہ ہوا آخر قید ہوگیا سالباہن نے کہا
کہ اس انجام زندگانی مین جو آرزو ہو بخشون راجہ نے کہا کہ میرے سال جلوس کا رواج رہے سالباہن نے ویسا ہی کیا
اب تک اوسکے سمت جاری ہین۔ اور سالباہن کے بھی سنہ ہندی دفتر مین لکھے جاتے ہین۔ راجاولی اور
راج ترنگنی مین یون لکھا ہی کہ جب نحافت بدنی سے راجہ بکرماجیت کا قدوقامت کمان کی صورت سربگریبان ہوا

اپنے بستر پر آپڑا۔ دوسرے روز دم سحر اوجین کی سیر کو سدھارا۔ گلی کوچہ کی سیر کرتے ہوئے ایک کمہار کے دروازہ
پر پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ اوسکے ایکطرف دروازے پر تجملات شاہی موجود ہین۔ ارکان دولت حاضر خاص وعام کا ہجوم ہے
چاہتے ہین کہ کمہار کے لڑکے کو حسب دستور تخت خلافت پر بٹھائین۔ اور ایک طرف اوسکے والدین خاک اڑاتے ہین
یہ نیا رنگ دیکھا بکرماجیت چکر مین ہوا کہ لڑکے کے راج ہونے سے ماں باپ کیون گریبان چاک کرتے ہین جب
حال مفصل معلوم ہوا اسکے دلمین رحم آیا۔ کمہار سے کہا کہ تسکین رکھہ تیرے لڑکے کی جگہ مین جاتا ہون دیکھیے
چرخ کسطرح گھومتا ہے اگر اسی مٹی کا خمیر ہونا لکھا ہے تو مجبور ہون ورنہ اوسکے جام حیات کو چھلکاتا ہون ہر چند لوگون نے
مسافر کشی سے انکار کیا مگر آخرکار اسکی ہٹ سے لاچار ہوکر سوار کرا لیا اور تخت پر بٹھلا کر حسب معمول فرمانروائی
شروع ہوئی اسنے حکم دیا کہ ہر قسم کے کھانے شیرین ولذیذ طیار کراکر قلعہ کے دروازون پر رکھوادو اعیان سلطنت
اسکی پیشانی لمعان سے سرنوشت جہانبانی پڑھکر دعاے درازی دولت مین مصروف تھے ناگاہ شام نے اپنا
کالا منہ دکھلایا۔ عفریت جو اپنے وقت پر آیا عمدہ عمدہ خورش کھائی نئے ذائقہ کی چاٹ پائی جب اندرون
قدم رکھا بکرماجیت کو دیکھا اسنے اوٹھکر لڑائی زورآزمائی شروع کی کشتی کے فن مین مغلوب کرکے چاہا کہ اوس
کشتی کا بار سر اوتارے دیو نے عاجزی سے کہا جان کی امان دیجیے مہمان کشی نکیجیے تمہاری ضیافت سے طبیعت
شاد ہوئی اسکے عوض مین تمام شہر کو آزار رسانی سے آزاد کیا مجھے تجھسے اقرار اتحاد ہے یہان کی سلطنت تجھے
مبارک ہو بندہ دوسری طرف جاتا ہے جسوقت کوئی مہم درپیش ہو مجھے یاد کیجیو خیال کے ساتھ پہونچ جاؤنگا
بکرماجیت نے جوابدیا کہ اس شہر کے خون کے عوض تیرا کام تمام کرنا چاہتا تھا مگر تو نے اول ہی سے محبت کے کلام آغاز کیے
خیر ہمنے معاف کیا۔ اس ولایت سے تشریف لیجائیے بروقت ضرورت طلب کیا جاویگا۔ عفریت اس تقریب سے
جان بچا گیا صبح کو ارکان دولت جو قلعہ مین گئے بکرماجیت کو زندہ پاکر مسرور ہوئے سمجھہ گئے کہ اس شان وشوکت سے
معلوم ہوتا ہے بکرماجیت راجہ بھرتری کا بھائی ہے جب یہ کیفیت تحقیق ہوئی آکر پاؤن پر گرے خوشنود ہوے مبارک سلامت کی دھوم مچی
ہر طرف راگ رنگ ہونے لگا۔ ہر شخص غم دیرینہ بھولنے لگا نئے زمانے مین آغاز عشرت ہوئی نئے سر سے موجود بہجت ہوئی
القصہ بکرماجیت نے تخت پر بیٹھتے ہی ہر ایک کی آرزو پوری کی۔ محتاجون کا دامان حال گوہر خواہش سے لبریز فرمایا
اسکی حسن نیت دیکھیے بیوقت پانی نہ برسا قحط کی مجال نہوئی کہ اپنا منہ دکھلاوے ہر طرف عیش وآرام تھا فکر وتردد سے آزاد خاص وعام
یہ راجہ بہت سے علم وفن اور اکثر زبانون مین دخل معقول اور مہارت کامل رکھتا تھا۔ مردانگی اور شجاعت مین
یکتاے روزگار تھا اپنی فرزانگی اور دلیری سے تمامی ملک دکھن۔ اوڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات
فتح کرلیا۔ آخرمین ولایت اندرپت یعنی دہلی فتح کی۔ اور عین معرکہ کارزار مین راجہ سکونت کو مارا۔ اور کابل تک
اپنے زیر حکومت کیا۔ تائیدات آسمانی اسکی مددگار تھین ہمت خیر وسعادت کی طرف رجوع تھی کسی ماتحت مین کو

آیا خورشید پیدا ہوگیا + چونکہ اوس محفل مین شعلۂ جوالہ کیطرح ناچ رہی تھی - چونکہ وہ پری رد خود راجہ اندر کے منظور نظر تھی لڑکے کی نے ادبی نبھائی + نہایت غصہ سے بددعا دی کہ اوسکے اثر نے عالم علوی سے سفلی کا نشیب دکھلایا - یہان آکر دن کو گدھے کی شکل اور رات کو آدمی ہوجاتا تھا - آخر دھارانگری کے نزدیک کسی تالاب مین رہنے لگا - دلمین کہا کہ اس شہر کے راجہ کی لڑکی کو عقد مین لایا چاہیے تاکہ اس بلا سے نجات پاؤن - یہ اسی فکر مین تھا کہ کوئی برہمن اشنان کے واسطے تالاب پر آیا - گندھرب سین نے آواز دی کہ اے برہمن مین راجہ اندر کا لڑکا اس تالاب مین ہون یہ میرا پیغام اپنے راجہ سے کہو کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے - اوسکے عوض مین جو مدعا ہوا وسکا انصرام کرون گا - اگر برخلاف سوال کے کچھ انکار کیا - اس شہر کو تہ و بالا کردونگا - اوسدن برہمن نے اوس آواز پر کچھ اعتماد نکیا - سنی انسنی کرگیا - جب دو تین روز اسیطرح آوازین سنائی پڑین - ناچار راجہ کو خبر کی - راجہ متحیر ہوکر تالاب پر آیا - اور اپنے کانون سے بیواسطۂ غیر سنا - راجہ نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تو گندھرب راجہ اندر کا لڑکا ہے - تو بہت جلد شہر کے گرد حصار آہنی طیار کر تاکہ تیری دست قدرت دریافت ہو - اور اپنی دختر نیک اختر کا عقد تیرے ساتھ کردون - گندھرب سین نے فوراً بلے وساطت مزدور اور معمار کے شہر کے گرداگرد آہنی حصار طیار کردیا - تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا - راجہ ایفاے وعدہ کو تالاب کے کنارے جاکر پکارا کہ اے گندھرب سین ہمنے تجھے مانا اب اس تالاب سے باہر نکل تاکہ شرط پوری کیجاوے - گندھرب سین اس صداے پر نوید سے گدھے کی شکل باہر نکلا - راجہ اس ہیئت مین دیکھکر نہایت شرمندہ ہوا - دلمین خیال کیا اگر لڑکی بیاہتا ہون شہر والے مجھے گدھا بناوینگے - اگر انکار کرتا ہون یہ اپنی قدرت سے مجھے نابود کریگا - دوگونہ رنج و عذاب مین گرفتار ہوا - اقرار مین ذلت اور رسوائی کا خیال - انکار مین اپنی خواری اور بے آبروئی سے ملال - گندھرب سین نے کہا کہ اے راجہ کچھ خیال نکر یہ بھی مشیت ایزدی ہے دن کو گدھا رات کو آدمی ہوجاتا ہون - غرض کہ راجہ نے طوعاً کرہاً لڑکی سے شادی کردی - اب یہ معمول ہوا کہ تمام دن گندھرب سین طویلہ مین گھاس کھایا کرتا رات کو آدمی بنکر اپنی پری پیکر کو عیش و عشرت کے سبز باغ دکھلاتا - راجہ دھارا دشمنون کی طعنہ سے ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسیطرح یہ گدہ پن دور ہو - ایکروز حسب معمول گندھرب سین رات کے وقت محل مین گیا تھا - راجہ نے قابو پاکر اوسکے خلعت خری کو جلا دیا - گندھرب سین نے فی الفور مکان سے نکلکر راجہ سے کہا مصرع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی - راجہ اندر نے مجھے جب بددعا دی تھی یہ بھی کہا تھا کہ جب ترا جامہ خری کوئی نابود کریگا تب اس جگہ آنے کی راہ پاویگا - قبل اسکے میرا ایک لڑکا بھرتری نام لونڈی سے ہوا تھا اب بھی تیری لڑکی حاملہ ہے - اس مرتبہ وہ نرہ شیر پیدا ہو جسے ہزار ہاتھی کی قوت حاصل ہو - قیامت تک ان دونو لڑکون کا نام یادر ہیگا - یہ کہکر بموجب وعدہ آسمان کو اوڑ گیا - راجہ کو یہ خوف ہوا کہ اگر ایسا

...جہ بیرسین نے ۲۶ برس دو مہینے راج کیا - جب راجہ اودھت کی نوبت آئی زمانہ نے ناسازگاری پر کمر باندھی
...رانی کا غرور فسق و فجور کا زور ہوا - عیش و عشرت مین حکمرانی بھولی - رات دن پری رخون مین بسر کرتا تھا
...ب اسکی بے پروائی اور سست رائی کا شہرہ ہوا - وزیر پُر تدبیر نے راجہ کو تخت سے اوتار کر تختۂ تابوت پر بٹھایا
...ر خود سریر جانداری پر اجلاس فرمایا - اس راجہ نے ۲۹ برس گیارہ مہینے راج کیا - بزماہ کے وقت سے راجہ اودھت
...ک ۱۷ راجاؤن نے ۴ سو ۴۴ برس حکومت کے مزے لوٹے بعد ازان آخرکار اس سلسلہ کا بالکل رشتہ ٹوٹا حیف ہے یکے بعد دیگرے

ذکر خاندان دھندیہ وزیر کی راجگی کا

راجہ دھندھر بعد قتل راجہ کے تخت آرا ہوا - ۴۱ برس چھ مہینے کے بعد عالم باقی کو راہی ہوا - اسکے بعد راجہ سین دھج
برس - اور راجہ گمنیگ ۴۱ برس ۲ مہینے - اور راجہ مہاجودہ ۳۳ برس - اور راجہ ناتھہ ۲۹ برس
۴۵ برس تین مہینے اور راجہ اودے سین ۳۷ برس ۵ مہینے - اور راجہ انند جل ۵۵ برس
- اور راجہ جیون ناتھہ ۴۵ برس ۷ مہینے - اور راجہ اودے سین ... بزور سرپنجہ اکثر ولایت پر
حکمران رہے - بعد ازان راجہ راجپال نے تخت پر بیٹھتے ہی ملک ستانی پر کمر باندھی - لشکر کی کثرت اور حکمرانی کی حشمت سے مست ہا
دسترس ہوا - اب تو حضرت غرور نے کاخ دماغ مین قدم رنجہ فرمایا - آخرکار سکونت نامے نے جو
مستی شروع کی فرعونی سوار ہوئی - ارکان دولت کو بیقدری سے رنجیدہ کیا - باہم گرم لڑائی ہوئی -
کوہ کمایون کے قلیل حصہ پر حکمران تھا اسکے وزیر اور مشیرون کے ملنے سے سر اوٹھایا
راجہ راجپال نے عین لڑائی مین معرکہ عقبے کی راہ لی - اس راجہ کی حکومت ۲۶ برس رہی اور اسکے
خاندان مین راجہ دھندھر سے راجپال تک نو آدمیون نے ۴۴۲ برس راج کیے

ذکر عہد راجہ سکونت

اس راجہ نے جو تھوڑی سی سرزنش مین ایسی بڑی حکومت پائی - نشاء نخوت سے مخمور ہوا - اپنے
اگلے زمانے یاد نرہے - پچھلے کارخانے بھول گئے - اسکی ظلم رانی اور بدمزاجی سے امراے سلطنت بگڑگئے -
حکام بیرونجات کے یہ اخبار گوش زد ہوا - راجہ بکرماجیت والی اوجین مع لشکر ظفر پیکر اندرپت کو روانہ ہوا
راجہ سکونت نے جب یہ خبر پائی سکونت کی تاب نہ آئی فوراً سوار و پیادہ لیکر لڑائی کو آمادہ ہوا آخر کو جان دی
چودہ برس کی بادشاہی مین ہمیشہ کی بدنامی اوٹھائی راجہ بکرماجیت نے فتح پائی

کیفیت ولادت بکرماجیت

اسکے حالات مین بہت سے اختلاف سنے گئے ہین - اکبرنامہ اور نیز دیگر تواریخ مین لکھا ہے کہ اسکا باپ دادا
اوجین کا فرمان روا تھا اسکے باپ کا نام اوگرسین تھا - اور سنگھاسن بتیسی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ
...راجہ اندر نے عیش و عشرت کی محفل ترتیب دی تھی - قضارا اوسی محفل مین اوسکا لڑکا گندھرب

۵۸ برس پانچ مہینے حکومت کرتے رہے — جب راجہ کھیمن کی خلافت ہوئی امور سلطنت مین سستی کرنے لگا —
ایک قسم کا لاابالی پنا اختیار کیا یہ نہ سمجھا کہ غفلت ایک بڑی دشمن بادشاہی کی ہی — بادشاہ کو انصرام جہانبانی
سے غافل ہونا اپنی کامرانی کی جڑ کھودنا ہی — الغرض اسکی غفلت اور کاہلی دیکھہ دیکھکر اراکین دولت بجاآوری
احکام سے روگردان ہوئے اور اوسکے وزیر سے ملگئے — وزیر چند روزہ دولت دنیا کی حرص مین بیوفا نمکحرام بنا
راجہ کو ٹھکانے لگاکر خود سریرآرا ہوا — اس اخیر نسل پانڈون کے راجہ کی سلطنت ۱۴۴ برس گیارہ مہینے رہی —
من ابتدای راجہ جدشسٹر لغایت راجہ کھیمن ایکہزار ۸ سو ۴۶ برس مین ۳۲ آدمیون نے بطنًا بعد بطن فرمان روائی کی

ایام سلطنت بسروا وزیر اور اوسکے خاندان کا

اس بسروا وزیر کے بھی وارثون کا حال بجز نام اور تعداد ایام حکمرانی کی معلوم نہین لہذا اوسی قدر لکھا جاتا ہی
بعد مارڈالنے اپنے ولی نعمت راجا کھیمن کے بسروا وزیر فرمان روائی کرنے لگا ۱۷ برس چار مہینے حاکم رہا اسکے بعد
راجہ سورسین ۴۲ برس آٹھہ مہینے — اور راجہ بیرساہ ۵۲ برس دو مہینے — اور راجہ اننگ ساد ۴۷ برس نو مہینے
— اور راجہ برجیت نن ۳۵ برس گیارہ مہینے — اور راجہ درکھہ ۴۴ برس تین مہینے اور راجہ موددپال ۵۰ برس
نو مہینے — اور راجہ پوربت ۴۲ برس دو مہینے — اور راجہ سنجی ۳۲ برس تین مہینے — اور راجہ امرجودہ —
۲۷ برس چار مہینے — اور راجہ نین پال ۲۲ برس گیارہ مہینے — اور راجہ سردسی ۴۷ برس سات مہینے —
اور راجہ پدارتھہ ۲۵ برس پانچ مہینے رہے — آخر جب راجہ مدہپال نے تخت حکومت پر جلوس کیا عیش و
عشرت مین مصروف ہوگیا — بنگ کے نشہ مین مقدمات راج کی سرسبزی کا کچھہ دھیان نرہا — اپنی ناکردہ کاری
سے وزیرون اور امیرون کو ناراض کردیا — انجام کار بربادہ نامے اوسکے وزیر نے وہی کام کیا جو اسکے اول بزرگ
بسروا نے اپنے آقاے نامدار سے کیا تھا — اور خود فرمان دہی پر مشغول ہوا — مدہپال کی حکومت ایک برس آٹھہ مہینے
رہی — ابتداے راجہ بسروا سے مدہپال تک چودہ راجہ پانسو ایک برس تک حاکم رہے یہان سے دوسری
قوم کی قسمت جگی شعر وائے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ذکر سلسلہ برباہ وزیر

راجہ برباہ نے وزارت سے تخت پاکر ۳۵ برس — اور راجہ جنجاب نے ۲۷ برس ۷ مہینے — اور راجہ ترکمن نے ۱۲ برس
اور راجہ مہیبت نے ۱۵ برس چار مہینے — اور راجہ بھارمل نے ۴۳ برس آٹھہ مہینے — اور راجہ سروپ دت نے
۲۸ برس تین مہینے — اور راجہ ترسین نے ۴۳ برس تین مہینے — اور راجہ سکھدان نے ۲۷ برس دو مہینے — اور
راجہ جنیپال نے ۲۸ برس دو مہینے — اور راجہ کنگ نے ۳۹ سال چار مہینے — اور راجہ کلیر نے ۴۶ برس —
اور راجہ شترسرون نے ۸ برس گیارہ مہینے — اور راجہ جیون نے ۲۶ برس نو مہینے — اور راجہ ہری جکا نے ۳۱ برس دو مہینے

ایک لعبت چاردہ سالہ سے دوچار ہوا۔ بحجر ذنگاہ شرگین آنکھون کا بیمار ہوا۔ اوسکی زلف مسلسل مین ایسا پھنسا کہ پھر نہ سلجھا وہین پر عقد کیا۔ اور اپنے مکان پر لاکر ساری رانیون پر سردار کیا۔ حضرت عشق نے ایسا مغلوب کیا کہ اوسکی اطاعت سے باہر دم نہ مار سکا۔ اتفاقاً ایک روز راجہ برہمنون کو طعام لذیذ پر حلاوت کھلا رہا تھا۔ ناگاہ وہی پردہ در پردہ سرا پردہ سے باہر آئی۔ برہمنون کی جو نگاہ جا پڑی اوسکے عشق سے پیٹ بھر گیا۔ کھانے سے زہد و ایمان نے آسودہ ہو گئے۔ راجہ کو غیرت نے آگھیرا بے اختیار ہو گیا۔ طرفۃ العین مین اوس گروہ کو آب شمشیر سے ہلاک کر کے ٹھنڈے ٹھنڈے عقبےٰ کو روانہ کیا۔ تقدیر کی کارسازی دیکھیے کیا اپنے مُنھ کی کھائی۔ دیدہ و دانستہ عقل جل بسی شکست فاش اوٹھائی۔ اب راجہ نہایت متاسف ہوا۔ چشم غمناک نے چشمہ چشمہ دریاے ندامت جاری کیے بیاسدیو بھی آن پہونچے فرمایا حضور کو تو بندہ نے اطلاع بھی دے دی تھی۔ کیون ایسے فعل کے آپ مرتکب ہوئے راجہ نہایت نادم تھا کیا کہتا۔ بکمال عجز و انکسار چند کلمہ عرض کیے کہ اب بخشش کا امیدوار ہون۔ بیاسدیو نے فرمایا کہ کتاب مہابھارتہ سنا چاہیے اور خیرات کرنا۔ آخر راجہ نے کتاب مذکور سات ہے جو باسدیو کا شاگرد رشید تھا سنی اور دفینے کے دفینے خیرات اور تصدق فرمائے۔ اوسوقت سے مہابھارت دنیا مین مشہور ہوئی راجہ نے بعد چندروز کے دہر ناپایدار سے عالم باقی کو رحلت فرمائی سلطنت اسکی ۸۴ برس رہی

ذکر سلطنت راجہ اسمند وغیرہ اولاد پانڈوان

چونکہ راجہ اسمند بن راجہ جنمی جیند کے وقت سے احوال نسل پانڈوان کا بذریعہ کتب ہنود کے مفصل معلوم نہین ہوتا لہذا نام ہر ایک کا مع تعداد ایام سلطنت کے جو بعض کتابون سے معلوم ہوا درج ہوتا ہے۔ القصہ بعد رحلت کرنے راجہ جنمی جیند کے راجہ اسمند جانشین ہو کر عدل و داد مین مصروف ہوا ۸۲ برس اور دو مہینے بادشاہی کی۔ اسکا لڑکا راجہ آدھن ۸۸ برس دو مہینے حکمران رہا۔ اسکا بیٹا مہاجی ۸۱ برس گیارہ مہینے فرمانروا رہا۔ اسکا لڑکا جسرتہ ۷۵ برس دو مہینے عروس حکومت سے ہمکنار رہا۔ بعد ازان راجہ ڈشت ۷۶ برس ۔ اور راجہ سورسین ۷۸ برس۔ اور راجہ شدشت سین ۷۸ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ اوگرسین ۴۶ برس سات مہینے اور تین مہینے۔ اور راجہ پرچھل ۶۹ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ برسمی ۵۱ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سوجرتھ ۴۲ برس ۶۵ برس دو مہینے۔ اور راجہ ترہر دیو ۶۲ برس ایک مہینے۔ اور راجہ سوبن ۵۵ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ میدھادی راجہ سونجھ پال ۵۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ بھوپ ۷۴ برس نو مہینے اور راجہ بہار تھ ۵۲ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ بھیکھم ۵۰ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ سرون ۲۴ برس دو مہینے۔ اور راجہ امنی برن ۵۲ برس۔ اور راجہ آدتی ۲۴ برس نو مہینے۔ اور راجہ دسوان ۲۶ برس گیارہ مہینے اور راجہ شباک ۲۶ برس۔ اور راجہ گیارہ مہینے اور راجہ دربال ۴۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ دندپال ۳۰ برس نو مہینے۔

راجہ کا اس کلام کے سنتے ہی خون غیرت نے جوش کھایا عزم مصمم ہوا کہ سانپون کو روز سیاہ دکھلاوے پس برہمنان
بید خوان اور افسون گران بے نظیر کو اکٹھا کیا مراد دلی کا جریان ہوا۔ اونکی جادوگریون سے عجب تہلکہ پڑ گیا جدھر
دیکھو سانپ چلے آتے ہین نے مارے ہوئے جاتے ہین۔ آتش سوزان پر پروانہ کی طرح کود کود کر جلتے ہین اول مرتبہ
۲۰ ہزار آکر جلے۔ پھر ایک لاکھ۔ اسکے بعد ۱۱ لاکھ بعد ازین ایک کرور۔ پھر نوبت بنوبت دس کرور آآکر جل بھنے۔
ان سانپون مین اکثر گھوڑے کے ہم چہرہ۔ بعض ہاتھی کی سے سونڈ رکھتے۔ بعض مانند آدمیون کے ناک کان مُنہ
رکھتے۔ بعض کے دو دو و تین تین مُونہہ تھے۔ بعض ایک سے لیکر تین تین کوس تک کے طویل تھے۔ خلاصہ یہ ہی کہ اسقدر
سانپون کی مری پڑی کہ اونکی چربی سے ندیان بہ گئین۔ آگ کے شعلہ سے آسمان دہک اوٹھا۔ انجام کو یہ حال ہوا کہ
کہ سیکہ ناگ جسپر دنیا کا بار ہی کنپ اوٹھا۔ اوسنے چاہا کہ دنیا کا بوجھہ اپنے دوش سے اوتار کر اوس آگ مین جا جلے۔
لیکن چونکہ خواہش ایزدی نہ تھی کہ یکبارگی تختۂ زمین اولٹ جائے اور سانپون کا تخم نیست و نابود ہو جائے۔ استیک
نام برہمن صاحب کمال راجہ کی محفل مین صادر ہوکر شفاعت خواہ ہوا۔ راجہ نے بموجب اوسکے التماس کے خون معاف
کیا۔ بقیہ موذیون نے جان گزائی سے نجات پائی۔ بعض کا کلام ہی کہ تچھک نے بھی اس گلزار خلیل کے گل کھائے
۔ اس ہوم کے بعد جشن عظیم برپا کیا ہزارون برہمنون کو دان پن سے امیر بنا دیا القصہ بعد فراغت امور جہانبانی مین
مصروف ہوا کچھہ زمانہ گذرتے ہی بیاسدیو آئے راجہ نے سوال کیا کہ اے حقیقت پژوہ ہمارے بزرگون نے باوجود
دریافت ہونے بے ثباتی دہر کے کسلیے اپنے اقارب اور بھائیون سے لڑائی کی۔ بیاسدیو نے جواب دیا کہ شدنی
نہین ٹلتی۔ راجہ نے کہا افسوس باوجود حاصل ہونے اسقدر مقدرت اور اختیار کے چارۂ تدبیر نکر سکے بیاسدیو نے
کہا کہ خدا سے زیادہ کون ہی کہ کاتب تقدیر کے لکھے کو مٹائے بالفعل ایک ایسا امر تیرے ہاتھہ سے سرزد ہونے والا ہی کہ
تیرے کلنک کا ٹیکا لگائے اگر تجھسے ممکن ہو اوسکی مدافعت کی تدبیر کر۔ راجہ متحیر ہوکر بولا کہ وہ کون امر ہی خدا کے واسطے
جلد آگاہ کر بیاسدیو نے کہا فلانی تاریخ کوئی سوداگر ایک خوش وضع گھوڑا درگاہ شاہی مین لائیگا تجھے لازم ہی کہ اوس
گھوڑے پر نگاہ نکر بر تقدیر دیکھنے کے خرید نکر۔ اگر مول بھی لے سواری سے دور رہنا۔ ورنہ وہ گھوڑا تجھے ایسے جنگل مین
لیجائیگا جہان ایک صاحب حسن عورت کا نظارہ ہو۔ تجھے لازم ہی کہ اوسکا فریفتہ نہو اگر اوسکے ساتھہ عقد بھی کرے اور
گھر لائے اوسکے حکم کا محکوم نہو۔ اگر حکم پذیر ہوا ایک بڑا گناہ تجھسے سرزد ہوگا۔ یہ کہکر بیاسدیو تو نظر سے غائب ہوگئے
اور روز معہود کو سوداگر مع اسپ پری پیکر جسکے قدم قدم پر مردم دیدہ لوٹ پوٹ ہوا جاتا تھا حاضر ہوا۔ خلق اللہ تماشا کو
ہجوم ہوا شدہ شدہ راجہ کو خبر ہوئی بے اختیار گھوڑے کے دیکھنے کو سوار ہوا۔ قضا تو اپنا چھلاوا دکھلا رہی تھی۔
راجہ نے دیکھتے ہی پسند کیا۔ جھٹ روے زمین سے آ چک کر خانۂ زین مین آیا۔ وہ عین جادو پلک مارنے مین
نظرون سے غایب ہوا۔ جنگل سنسان مین جا پہونچا۔ راجہ متحیر لرزان تھا۔ ہر سو بدیدۂ تعجب نگران تھا۔ ناگاہ

ن مین دولت حاصل کرے پس جسقدر تمنا ہو مجھسے لے اور اپنے گھر کی راہ پکڑ حکیم نے دلمین دہیان کیا
کیا معلوم میرا جادو وہان پر کارگر ہو کہ نہو- اور اگر اثر کر جاوے کیا جانیے جسقدر تمنا ہی راجہ دلوے یا نہین دوسرے
قدر حاضر کو امید پر چھوڑنا حمقا کا کام ہی پس تچھک سے کہا کہ تو کسقدر دیتا ہی- تچھک نے خوش ہو کر ایک عدد
جواہر دیکر کہا کہ جو اس جوہر سے جو بائی کریگا وہ یاد دیگا علاوہ اسکے جسوقت میری یاد ہو فوراً حاضر ہون اور مہم
انجام کرون- حکیم اوس جوہر کو لیکر اپنے گھر سدھارا تچھک ہستناپور آیا- اور سب سامان حفاظت دیکھا کہ کوئی
سوائے برہمنون کے نہین جانے پاتا- تچھک نے اپنی اولاد کو برہمنون کی صورت بناکر ہر ایک کے ہاتھہ مین ایک ایک
پھل رکھدیا اور خود ایک چھوٹا سا کیڑا بنکر ایک میوہ کے اندر جا چھپا- یہ لوگ دربانون سے اجازت لیکر راجہ کی
سبھا مین داخل ہوئے اور اونھین پھلون کو نذر گذرانا- راجہ نے سب میوہ امرا اور مصاحبون کو تقسیم کیا اور
جسمین تچھک پوشیدہ تھا وہ اپنے واسطے رکھا تچھک اوس میوے سے چھوٹے کیڑے کی ہیئت مین نکلا راجہ نے اوسکو دیکھکر
کہا کہ جس سات روز کا وعدہ تھا وہ گذر گئے اب شام قریب ہی یقین کہ عابد کا کہنا غلط ہو- کیا عجب ہی کہ یہ کیڑا
تچھک ہی ہو- پس اوسکو اوٹھاکر اپنی گردن پر رکھا اوسوقت تچھک نے نہایت عظمت اور مہابت ظاہر کی
اور راجہ کی گردن مین لپٹ کر اپنے تئین سربلند کیا اور گردنمین کا ٹکڑا اوڑ گیا- اور زہر کی تاثیر سے وہ مکان جل
اوٹھا سب برہمن بھاگ نکلے- آخر مکان مع مکین کے جلکر خاک ہو گیا- اوس رات کو ہستناپور مین عجب
کھلبھل مچی رہی صبح کو راجہ کی چتا دریائے گنگ مین ڈالدی چندروز اس ہنگامہ مین راجہ بھاگوت کی پوتھی
جو پنڈتون کے نزدیک نجات اور رستگاری کا وسیلہ ہی سنتا رہا تھا اس پوتھی کا جامع سکھدیو بن باسدیو ہی
اس راجہ نے ساٹھہ برس حکومت کی

ذکر سلطنت راجہ جنمی ولد راجہ پریچھت

بعد وفات راجہ پریچھت کے راجہ جنمی سریر آرا ہوا اس راجہ نے چھوٹے سن مین الیبار ضابط و رعایا
کہ کسیکو طاقت انحراف کی نہ تھی- کہتے ہین کہ تھوڑے دنون بعد اوتر کو چڑھائی کی اور بعد فتح و نصرت کے
اپنی دار الخلافت ہستناپور کو لوٹ گیا- انھین دنون مین ایک عابد جرنکار نام راجہ کے دربار مین آکر کہنے لگا
کہ جن راجاؤن نے تیرے ساتھہ کسطرح کی بدی نہین کی اونھین رنج پہونچانا اور اونکی املاک چھین لینا اونکا
رگڑ جھگڑ مین بندگان خدا کا مفت مین خون کرنا اور سردارون کو پایمال کرنا بجز مظلمہ روز جزا کے اور کیا فائدہ
دلویگا- جس امر کی تجھے ضرورت اور فرض ہی اوسکی کچھہ فکر نہین کہ دنیا و آخرت مین موجب سعادت ہو- راجہ نے
کہا کہ اوس مہم ضروری سے آگاہ کر عابد بولا تچھک نے تیرے باپ کو جو نہایت نیک اور بندہ نواز دستگیر فقیران
ن پاداش مین پیروی کرنا چاہیے- اگر خون پدر کا انتقام لیا تا قیامت نام نیک کا سرانجام کیا

راہ کی گرمی سے پیاسا ہر طرف پانی کی تلاش مین دوڑا قضارا ایک فقیر عبادت کیش سے دوچار ہوا وہ اپنے بوریاے بے ریا پر بیٹھا خدا کی یاد مین تھا پیشانی نورانی سے فر خدادانی چمکتا تھا راجہ اوسکو دیکھتے ہی گھوڑے سے اوترا پانی کا خواستگار ہوا وہ خضر خصلت اپنے سرچشمۂ مقصود کے غوطہ مین ایسا تہ نشین تھا کہ اسکی آشنائی سے مطلق خبر نہوا راجہ نے اس بے اعتنائی سے تاو کھایا غصہ کی آگ بھڑکی کسی گوشہ مین ایک مردہ سانپ پڑا تھا گوشۂ کمان سے اوٹھا کر اوسکی گردن مین ڈال دیا اور اپنے گھر کی راہ لی - فقیر کو اس واردات سے کچھ آگاہی نہوئی اوسی حالت وجد مین بیٹھا رہا اس فقیر کا لڑکا سنگی کسی اپنی عبادتگاہ کے دوسرے مقام سے باپ کے دیدار کو آتا تھا راستہ مین کسینے گوش زد کردیا کہ پرچھت راجہ نے تمھارے باپ کی گردن مین موا سانپ پہنھایا اسنے سنتے ہی پیچتاب کھایا دریا کنارے جاکر غسل کیا اور درگاہ باریتعالی مین مناجات کی کہ جسنے میرے والد کے گردنمین سانپ ڈالا ہو وہ ایک ہفتہ مین تچھک کے کاٹے سے نیست ونابود ہو - ادھر یہ دعا قبول ہوئی اودھر وہ باپ کی خدمت مین سدھارا جاتے ہی جو دیکھا فی الواقع مخبر کا کلام تصدیق پایا دیکھتے ہی نہایت زار زار رویا - سرنگی نے اس شور سے آنکھہ کھولی - اسنے عرض کی کہ اے پدر جسنے تیری گردن مین سانپ کو اولجھایا اوسے مینے بددعا دی ہی کہ تچھک مار اسکا بدلا لیوے - سرنگی اس حال سے آزردہ ہوکر بولا کہ تونے برا کیا ایسے نیک راجہ رعیت پرور کو سراپ دیا - کسی حیلہ کو بھیجا کر راجہ کو خبر کردے - راجہ نے اس کیفیت سے گھبراکر ارکان دولت سے صلاح لی کہ عابد کی دعا ضرور اثر کریگی سا[illegible] زندگانی ہی آخر دریاے گنگ مین ایک ستون بنواکر اوسپر عمارت بنائی - اور مع مصاحبون کے وہان جا ٹھہرا کہ تچھک سانپ سے پناہ ملے - اور گردا گرد افسون گر اور جادو سازون کو مقرر کیا کہ بدون اجازت کوئی شخص آنے نہ پائے - اور دافع زہر مار جسقدر دوا تھین اپنے پاس موجود رکھین - اور یاد خدا مین مصروف ہوا - جب چھہ روز گذرے - تچھک مار انسان کی صورت نمودار ہوکر چلا - اثناے راہ مین دہنتر نام حکیم سے جسکے معجزۂ عیسوی کے اہل ہنود قائل ہین ملاقی ہوا سانپ نے اوس سے پوچھا کہ کون ہی کہان جاتا ہی حکیم نے جوابدیا مینے سنا ہی کہ کسی مرتاض نے راجہ پرچھت کو یہ بددعا دی ہی کہ تچھک مار ساتوین روز اوسکو ڈسے گا لہذا جاتا ہون کہ چارۂ کار کرون - اور ایسے راجہ رعایا پرور کو بچالون - تچھک نے جوابدیا کہ وہ سانپ مین ہون اگر تجھہ مین حفاظت کی قدرت ہی تو اس درخت کو مین اپنے زہر سے خشک کرتا ہون تو سرسبز کر - یہ کہکر ایک عظیم الشان درخت کو ایکدم مین خشک کردیا - حکیم دہنتر نے فی الفور اپنی دارو سے اوسے سرسبز کردیا بلکہ اسطرح کہ جسقدر جو لوگ اوسپر لکڑی کاٹتے تھے وہ بھی اوسی کام مین مصروف نظر آئے - تچھک کو اس جادو سے حیرت ہوئی من مین سوچا کہ یہ بڑی بلا درپیش ہوئی اگر یہ گیا راجہ بچ جائیگا اور بددعا کا اثر نہونے پائیگا بس بہتر ہی کہ اسے کسی حیلہ سے وہان تک نہ پہونچنے دیجیے یہ خیال کرتے ہی دہنتر کی تعریف کی اور کہا کہ تو اسواسطے جاتا ہی کہ اپنی خدمت سے

تھا جو کچھ اوسمین نکلا ہی تو اپنے تصرف مین لا۔ میری کیا نیت ڈالوان ڈول ہی جو دوسرے کے مال مین
دست درازی کردن۔ آخر اسی جھگڑے مین راجہ جدھشٹر کے پاس آئے۔ راجہ نے دانائی سے دریافت کیا کہ عنقریب
کلجگ آنے والا ہی تو کسیکی نیت درست نرہیگی۔ اون لوگون کو حکم دیا کہ ابھی یہ روپیہ صیغۂ امانت مین جمع ہو
آیندہ اسکا فیصلہ کیا جائیگا۔ جسوقت حضرت کلجگ کی گرم بازاری اور نیکی اور خوش خوئی نے بھاگنا شروع کیا
وہ دونو شخص برخلاف اول لڑتے بھڑتے آئے۔ فروشندہ کی یہ بازدوشی تھی کہ مینے مکان بیچا ہی نہ دفینہ
تو عجب کھوٹے چلن کا انسان ہی کہ ٹکسال باہر گفتگو کرتا ہی۔ مشتری ڈینگ مارتا تھا کہ اے قلب ساز تیرے
مونہہ زردی کا سکہ بیٹھنے والا نہین جب مینے مکان خریدا تیرا اوسمین کیا دخل یہ تیرا کلام سارا نے محل ہی۔ آخر
راجہ نے زمانہ کے پلٹے کھانے کا ماجرا دریافت کرلیا۔ اوسی زمانہ مین تمام جادوان اور سری کشن وبلبھدر کے
ارتحال کی خبر گوش زد ہوئی پس زندگانی ناگوار معلوم ہوئی اقرار کیا کہ اب فکر زاد راہ عقبی کیا چاہیے

ذکر سلطنت پریچھت بن ابھمن بن ارجن

پس پریچھت بن ابھمن بن ارجن کو راج گدی عطا کرکے جججھہ بن دہرتراشٹ کو وزیر مقرر کیا اور خود ترک سلطنت
کرکے مع اپنے بھائیون کے درختون کی چھال بدن پر اوڑھکر جنگل کو سدھارے۔ شہر کے عورت مرد گریان اور
اور پریشان ہمراہ چلے راجہ نے ہر ایک کا دلاسا کرکے رخصت کیا اور مع دردپدی اور پانچون بھائیون کے
مشرق رخ سیر بنگالہ کرتے ہوئے دکھن مین آیا وہانسے گجرات اور بیابان سے دوارکا مین آکر سری کشن اور بلبھدر
کی یاد مین بہت رویا بعد ازان ٹھٹھہ اور ملتان اور پنجاب کی سیر کرتے ہوئے بدری پہاڑ پر جا عبادت کرنے لگا
آخر کو ہمانچل پہاڑ مین سما گیا۔ ہر ایک نے اپنے بدن کو برف مین گلا دیا مگر راجہ جدھشٹر برف مین نہ گلا اور
عنصری قالب مین بہشت جا پہونچا۔ نیکنامی جاوید اپنے حصہ مین لیگیا۔ کوروان اور پانڈوان کے عہد کرایام
سلطنت ہی یہ برس رہا۔ اور متفرق کرکے درجودھن نے ۱۳ برس اور راجہ جدھشٹر نے بعد مہابھارت کے
۳۶ برس حکمرانی کی جملہ ۱۲۵ برس ہوئے۔ جسوقت پانڈون اور کورون کے باہمد گر رزمگاہ آراستہ تھی
پانچون بھائی کی اولاد کام آچکی تھی پانڈون کو لاوارثی سے نہایت رنج وغم تھا۔ مگر خدا کے فضل سے
مایوس نتھے۔ چونکہ مشیت ایزدی تھی کہ تھوڑے زمانہ تک اس خاندان مین بادشاہی رہے۔ ابھمن کی
بعض عورتین حاملہ تھین۔ بعد انقضاے ایام معہودکے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام پریچھت رکھا گیا القصہ
پریچھت نے تخت پر بیٹھکر داد و دہش مین مصروف ہوکر اپنے خاندان کا نام روشن کیا یہ بھی اپنے بزرگون کیطرح
[illegible]دوست تھا۔ اکثر سیر و شکار مین بسر کرتا تھا۔ ایک مرتبہ صین شکار مین کسی آہو پر تیر مارا۔ اوس مجروح
[illegible] اوٹھا کر تیر اوٹھاتے جو گرگئی کہتری۔ ادھر راجہ بھی سمجھا اس دوڑ دھوپ مین لشکر سے دور ہو گیا

وار ہوا اور اوس عورت سے صحبت کی جب فارغ ہوا - اوسیوقت لڑکا پیدا ہوا - اور فوراً چودہ برس والون
ہوکر بعد تعظیم والدین کے رخصت ہوا - بیابان مین بیاد خداوند حقیقی مصروف ہوا - باپ نے اوسکا
سدیو رکھا - تصرفات باطنی کے وسیلہ سے کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی - اور مچھودری کا غنچۂ بکارت
ا شگفتہ رہا - بوے بدکا فور ہوگئی - یہ جملہ باتین ایک پہر مین ہو گئین - ثانی الحال مچھودری راجہ
تن کے عقد مین آئی - علماے ہند کا قول ہی کہ بیاسدیو جنگل مین عبادت کرکے متوسلان درگاہ ایزدی
ہوا - اور نور حقیقی کے پرتو سے انکا شبستان دماغ ایسا روشن ہوا کہ کل علوم ظاہری اور باطنی مانند طبعی
ریاضی - منطق - مناظرہ وغیرہ حاصل ہوگئے اور بید کو جو برہما نے بموجب الہام کے کہا تھا اسنے چار حصہ
کیے - رک بید - سیام بید - ججر بید - اتھربن بید - اور جسقدر کتابین کہ برہما کے لڑکون نے بنائی اور وہ
زمانہ کی گردشون سے ابتر ہوگئین تھین - اس شخص نے ازسرنو ترتیب کین کتاب مہابھارتہ اور بیدانت شاستر
جسمین علم الہی - مناظرہ - منطق - ریاضی - کا بیان نہایت شرح کے ساتھ ہی اسیکے تصنیف ہین -
وحدانیت کی بہت عمدہ دلیلین اسنے بیان کین - فقہ اور حکمت اور نجوم وغیرہ اور تواریخ کی کتابین اسی نے ایجاد
کین خلاصہ جسقدر اس شخص نے رسالہ اور مسئلہ لکھے قابل اعتبار ہین - بیاسدیو خلعت حیات جاودانی سے
مشرف ہوکر مشہور عالم علوی اور سفلی مین سیر کنان ہی اور ماضی حال اور استقبال سے آگاہ - علماے ہند کا قول ہی
کہ زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہی - اول ست جگ ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس اسکی گردش مین امیر و فقیر چھوٹے
بڑے راست باز اور نیک خصلت پرہیزگار پرزور ہوتے ہین - اور اونکی زندگانی کی تعداد ایک لاکھ برس ہی
دوم ترتیا ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس - اس عہد مین بہ نسبت اول کے ہر امر کا دسوان حصہ رہتا ہی جیسے کہ عمر کل
دس ہزار برس رہجاتی ہی - سوم دواپر ۸ لاکھ ۶۴ ہزار برس بہ نسبت ترتیا کے نو حصہ زائل ہوتے ہین عمر
ہزار برس کی ہوتی ہی - چہارم کلجگ ۴ لاکھ ۳۲ ہزار برس اس عہد مین عمر و قوت اور نکوکاری سے دسوان حصہ
رہجاتا ہی - عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہی - یہ زمانہ گذشتہ تینون دور سے نہایت زبون ہی اس زمانہ کے لوگ
نیک خصلتون سے دور ہوتے ہین - اور برائیون کو بھلا جانتے ہین - پس معلوم کرنا چاہیے کہ ہر دور کے لوگ اپنے
عہد کے مزاج سے کار فرما ہوتے ہین - پانڈو آخر زمانہ دواپر مین تھے - جب کسیقدر شروع کلجگ ہوا اہل عالم
کی وضع اور طور مین خلل ہونے لگا - فساد کے علامات نمودار ہوئے دیکھیے اوسی زمانہ کا قصہ بیان ہی - شروع
کلجگ مین کسی شخص نے ہستناپور مین ایک پتھر کا مکان کسی دوسرے شخص سے خریدا - جب اوسکی تعمیر از سر
کرانے لگا بیشمار نقد و دفینہ برآمد ہوا - مشتری نے اپنی حسن نیت سے فروشندہ کو اطلاع دے کر کہا کہ مینے
مکان مول لیا ہی تیرے نقد سے مجھے کیا غرض چل اپنا روپیہ اوٹھالا - اوسنے کہا کہ مینے مکان کو مع حق مرافق

ی ربا — قحط و وبا عنقا تھے — زمین سرسبز خزانہ معمور — ہر طرف جنگل اور آبادی باغ باغ تھا —
وری کے نام سے زردختا کا چور بھی پتھر سے پیسا جاتا ہر طرح عدل و داد تھا — اسی ہزار برہمن روزمرہ اوسکی
سرکار سے فیض یاب تھے یہ راجہ نہایت راست گفتار تھا تمام عمر جھوٹھون دروغ نہین بولا — اپنے چچا
دھرتراشٹ کی خدمتگذاری اور رضاجوئی کو سعادت عظیم جانتا اوسکے لڑکون سے زیادہ آرام دیتا تھا جب
اسطرح پر سولہ برس گذرے ایکروز بھیم نے جو دھرتراشٹ کو ہرگز پیار نکرتا تھا بڑے زور سے تال مار کر کہا کہ
انھین بازوکا دسترس تھا کہ دھرتراشٹ کے سو لڑکے مارے گئے — دھرتراشٹ اس کلمہ سے غمگین ہوا —
اور انکے ساتھ رہنا ناپسند کیا — فوراً مع اپنی بی بی گندھاری اور پدر و مادر کے جنگل مین جا کر عبادت خدا مین
مصروف ہوا — تین برس کے بعد تھانیسر کے تالاب پر اس شورزار ہستی سے پار لگا — بعض کہتے ہین کہ ہردوا
مین عالم بقا کو کوچ کر گیا — بیاسدیو نے کورون اور پانڈون کا مفصل حال تحریر فرمایا جسکا نام مہابھارت ہی
ایک لاکھ اشلوک لکھا ہی اوسمین سے ۲۶ ہزار اشلوک آئین خداطلبی اور پرستش اور نصائح وغیرہ مین اور ۷۴ ہزار
لڑائی کے بیان مین ہین — بیاس دیو نے اس کتاب مین اپنے اور اپنے والدہ کی ولادت کا حال عجیب طرز سے
بیان کیا ہی مختصر سا ہم بھی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ چندیری مین ایک راجہ تھا ایکروز بعزم شکار جنگل مین سیر کرتا
یکایک جس رانی سے بمرتبہ کمال اخلاص تھا اوسکی یاد آئی شہوت کے غالب ہوتے ہی انزال ہوگیا راجہ نے اوس
منی کو کسی درخت کے پتے مین رکھکر شاہین کے حوالہ کیا کہ حرم سرا مین جا کر میری محبوبہ کے حوالہ کر — شاہین
وہ پتا اوٹھا کر محل کے پتے پر روانہ ہوا — راستے مین کسی شاہین کی نظر اسپر پڑی سمجھا کہ قسم اغذیہ سے لیے
اوڑا جاتا ہی وہ بھی جھپٹا باہم آویزش ہوئی نیچے دریاے جمن جاری تھا ہمدیگر کے دو دو چونچ ہونے سے وہ قطرات
منی مچھلی کے منہ مین ٹپکے وہ مچھلی حاملہ ہوئی دو مہینے کے بعد کسی صیاد کے دام مین پھنسی جب شکاری پاک صاف
کیا اوسکے اندر سے ایک نر ایک مادہ دو لڑکے توام نکلے — ماہی گیر نے انکو راجہ کے حضور مین پہونچایا راجہ نے
لڑکے کو اپنے پاس رکھا — اوسکا نام زرد کیا جب جوان ہوا دریاے ستلج کے کنارے کی جاگیر اوسکو عطا فرمائی اسکے
نام کی مناسبت مین اوس ولایت کا نام ماچھی وار مشہور ہوا — رنگیلی لڑکی اوس ماہی گیر نے پرورش کی
اوسکے بدن سے مچھلی کی بو آتی تھی لہذا نام اوسکا مچھودری مشہور کیا بعض وجوجن گندھا بھی کہتے ہین
یہ ایک چھوٹی سی ڈونگی لیکر ہر ایک صادر و وارد کا بیڑا پار لگاتی اور کچھ مزد کی خواہشمند نہوتی جب وہ لڑکی بالغ
ہوئی ایک روز پاراسر بن سکیت بن بشست بن برمھا جو کہ منجملہ خدارسیدگان مین سے تھا دریا کنارے آ گذرا
لڑکی کو دیکھکر اوسکے دلمین مباشرت کی لہر آئی — لڑکی نے عرض کیا کہ تیرے ارشاد سے مجھے انکار نہین مگر ان لوگون
سے جو یہان کھڑے ہین حجاب آتا ہی — پاراسر نے اپنی قوت باطنی سے ایسا ابر سیاہ ظاہر کیا کہ مردم چشم کو نظر کا

حاصل کی خلاصہ یہ کہ بہت مین اپنی ناموری کمال کو پہونچائی — جدشٹر نے محاسن اخلاق کی خوبیان حاصل کین — خوشخولی
نیکروی کی عادتین کامل کین اشعار نتھی عقل محتاج تدبیر غیر + بھرے دلمین تھے اوسکے افعال خیر + کسیکو نہ رنج اوس سے
پہونچا کہین + نہ تھا اوسکو مطلق غم و رنج دکین + بھیم بہ نسبت جدشٹر کے خوبرو اور تنومند تھا جس درخت پر ہاتھ لگایا
اوسکی جڑ اکھیڑ ڈالی — زور سرپنجہ سے ہاتھی کا موہنہ پھیر دیا — گرزافگنی اور کشتی گیری مین نے نظیر تھا عجب پیچ کا
انسان تھا اشعار عجب شان و شوکت کا تھا یہ جوان + جسے دیکھہ جگر مین تھا آسمان + نتھا آدمی بلکہ
تھا شیر نر + نتھے تیغ و گرز اوسے کچھہ کارگر + ارجن کی کمانداری اور تیراندازی سے تیر و کمان تک تعجب سے انگشت
بدندان تھے — اسکی شست دیکھکر قضا و قدر کا دل چٹکیون مین لیا جاتا تھا — کئی فن سے تیراندازی کرتا
جسوقت ایک تیر گوشۂ کمان سے کڑکڑاتا — وہ ہزار تیر ہوکر دشمن کی جانستانی کرتا — کبھی تیرون سے بادوباران کا
سدراہ ہوتا — کبھی بادو خاک و آتش و ہوا تیر سے پیدا کرتا — قوت سحر اسقدر تھی کہ کبھی بلندی کبھی پستی کبھی لاغری
اور فربہی دکھلاتا — کبھی ظاہر کبھی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا — نکل اور سہدیو بھی جو دوسری مان سے تھے نیزہ بازی
اور تیغ زنی وغیرہ فنون سپہ گری مین یکتا تھے — آپس مین ایکا ایسا تھا کہ پانچون بھائی اربعہ عناصر کی طرح ایک جگہ
اوٹھتے بیٹھتے — بڑے بھائی جدشٹر کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے — اور اپنا خداوند مجازی سمجھکر اوسکے حکم سے
سرمو انحراف نکرتے تھے — دنیا مین مشہور ہی کہ یوسف سا عزیز بڑے بھائیون کے ہاتھہ سے کنوئین جھانکا —
حسد کا مرتبہ ایسا ہی ہی کہ برادران توام کو دوسرے کا شکوہ و جلال نہین بھاتا — مطابق اسکے یہ حال ہی کہ جرجودھن
انکی شان و شوکت پر حسد کھانے لگا — بھیم سین کی قوت و طاقت سے خوفناک ہوا — کانون اسینہ مین خشم و
عناد کی آگ بھڑک اوٹھی — بمقتضاے آئین بادشاہی کے پانڈون کی گرمی بازار سرد کرنا چاہا — بارہا خیال کیا
کہ بھیم سین کی شمع حیات کو گل کرے — اکثر سیر و شکار مین زہر دیا — چند مرتبہ سوتا پاکر ہاتھہ پیر باندہ گنگا مین
ڈالدیا — لیکن چونکہ ناخداے حقیقی کی حفاظت کا بادبان کھچا تھا — اوسکی باد مخالف کا کچھہ صدمہ نہ پہونچا —
اور ہر مرتبہ بھیم سین ساحل عافیت پر جالگا — چونکہ دہرتراشٹ نے جدشٹر کی حسن لیاقت دیکھکر ولیعہدی سے
سرفراز فرمایا — اور سررشتہ کار ریاست اسکے دست مین دیا — جرجودھن کی نایرہ حسد اور بھی دہک اوٹھی —
باپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپنے مجھے سلطنت سے محروم کیا — مگر مجھسے جدشٹر کی فرمان برداری ہوتی نہین —
خیر اپنی جان سے درگذر کرتا ہون — دہرتراشٹ نے اس کلام سے پاسخاطر فرماکر نصف ملک کی حکومت جرجودھن کو
دی — اور جدشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بھائیون کے شہر برناوہ مین جاکر مقیم ہو — اب یہان پر یہ بیان کرنا ضرور ہوا
کہ جرجودھن نے قبل پہونچنے پانڈون کے بلدۂ ماموره مین اپنے ہواخواہون کو حکم دیا تھا کہ گوند اور رال سے مکانات
تعمیر کرین جب پانڈو وہان مقیم ہون بروقت موقع آگ لگانا تاکہ جل کر راکھہ کے ڈھیر ہوجادین — القصہ جب پانڈو

راجہ پانڈ نے سمجھا کہ یہ لڑکا ایک صدمہ سے پتھر پر پتھر بڑے ٹکڑے ہوگیا۔ دیکھنے والون کی آنکھین پتھر اگئین۔ راجہ پانڈ نے سمجھا کہ یہ لڑکا
بڑا کوہ وقار زبردست شیر شکار ہوگا۔ تیسری مرتبہ ارجن کی ولادت بھی گذشتہ طریقہ سے ہوئی آسمان سے
آواز آئی کہ فرمانروائے عالم علوی کی طرح اسکا علم فرمانبری عالم سفلی مین علم ہوگا۔ اسکے ہاتھون سے یکقلم دشمنون کا
سر قلم ہوگا۔ راجہ پانڈ کے دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوئے یہ پانچون بھائی حسن سیرت
اور صورت اور شجاعت اور دلیری مین یکتائے روزگار تھے راجہ کے خمسۂ حواس ان پنج برادر کے ساتھہ نہایت درستی
سے جنگل مین مگن تھے۔ ہستناپور مین جہانداری کا کاروبار دھرتراشٹ جونے بصری کے میدان کا سورتھا کرتا تھا
۔ جسوقت دھرتراشت کی بی بی حاملہ ہوئی وضع حمل کے وقت ایک لتھڑا گوشت کا پیٹ سے باہر نکلا۔ لوہے
سے زیادہ سخت تھا۔ دھرتراشت کی بی بی سخت حیران ہوئی۔ چاہتی تھی کہ اوس پارۂ گوشت کو دور پھکوادے
اوسوقت بیاسدیو نے آکر فرمایا کہ ہرگز اس پارۂ گوشت کو نظر سے دور نکر اس سے لخت جگر پیدا ہونگے بعد ازان بیاسدیو
کے کہنے کے بموجب ٹھنڈھا پانی اوسپر چھڑکا فوراً سو ٹکڑے ہوگیا۔ پس ہر ایک ٹکڑے کو روغن کی ٹھلیا مین چھوڑکر
علحدہ علحدہ بحفاظت تمام نگاہ رکھا۔ بعد دو سال کے جب اون کو کھولا ہر ایک سے ایک لڑکا برآمد ہوا سب سے بڑا
دریودھن تھا کہتے ہین درجودھن نے نکلتے ہی زمین کو پھاڑکر گدھے کی طرح رینکنا شروع کیا اوس آواز سے شغال
اور کرگس اور خر اور زاغ چیخین وہ آسمان مین فریاد زنان ہوئے اور ہوا مین غبار اوٹھا اس حالت سے تماشائیون کو حیرت
ہوئی۔ ان سو لڑکون کے سوا دوسری بی بی سے ایک لڑکا جچھہ نامے پیدا ہوا جملہ اولاد ایک سو ایک ہوئی
ان سب مین بڑا جرجودھن روئین تن تھا کوئی حربہ اوسپر کارگر نتھا اوسکی شجاعت اور تہوری کا حساب ممکن نہین
درحقیقت فرد تھا جسوقت یہ بموجب دعاے بد کے راجہ پانڈ عورت کی نزدیکی کرنے سے عروس زیست کی ہمکناری
سے دور ہوا چھوٹی بی بی اوسکے نعشہ کے ہمراہ سوختہ ہوئی تپشری اور عبادتگار لوگ جو اوس جنگل مین تھے انہون نے
پانچون لڑکون کو مع کنتی کے ہستناپور پہونچا دیا۔ اکثرون نے اون لڑکون کو قبول کیا اور بعضون کو انکار رہا
خصوص راجہ دھرتراشت کا بڑا لڑکا جرجودھن دون کی لیتا تھا کہ جب راجہ پانڈ بسبب عابد کی بد دعا کے
عورت کی نزدیکی سے دور رہا کیونکر ان کو اوسکا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ اوسی وقت اکاس بانی ہوئی کہ یہ نورسیدہ
نہال پانڈ کے ثمر ہین فرشتون کے ذریعہ سے عالم وجود مین آئے ہین۔ اس آواز کے ساتھہ آسمان سے انکے سر پر
پھولون کی بارش ہوئی اور عالم بالا سے نوبت اور نقارہ کے آواز بڑے غوغا سے عالمگیر ہوئے۔ تمامی سکان
ہستناپور کے اس آواز سے حیران ہوکر ایمان لائے کہ بیشک یہ لوگ پانڈوان ہین بھیکھم پتامہ نے جو انکے باپ کا
چچا تھا تعلیم اور ترتیب کرنا شروع کی اچھے اچھے اوستاد تربیت کو مقرر کیے۔ انھون نے بمقتضاے استعداد
خداداد کے تھوڑی سی فرصت مین ہر طرح کے علم و فن حاصل کیے اور فن سپہ گری کے کل جوڑ توڑ تیر تلوار کے داؤ گھات

باہم مشورہ کیا اور سری بیاس جی سے جسکے طول لقا اور نشو نما مین قدرت الٰہی پائی جاتی ہی رجوع کرکے اوسکے
ذریعہ سے مرحوم راجہ کی رانیون سے تین لڑکے پیدا کرائے روایت ہی کہ پہلی رانی نے اوس سراپا جلال کی تاب مشاہدہ
نہ لاکر اپنی آنکھہ بند کر لی تھی اس سبب سے اوسکے نابینا لڑکا جسکا نام دھرتراشٹ رکھا گیا پیدا ہوا دوسری
رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی اوسکا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا تیسری [illegible] مین لونڈی سے
بدر [illegible] ظہور ہوا چونکہ بڑے لڑکے دھرتراشٹ نے نور نظر سے چشم پوشی کی تھی اور بدر لونڈی کے پیٹ سے
نکلا لہذا پانڈو نے فرمانروائی مین سرخروئی حاصل کی اپنے خاندان کے بجھے چراغ کو از سر نو روشن کیا پسر راجہ نے
زور سرپنجہ سے سرکشان اطراف کا پنجہ پیچ زبردستی سے سارا ملک زیر کیا۔ طبیعت اسکی شکار دوست تھی
اکثر اوقات صید افگنی مین مصروف رہتا تھا ایک روز حسب معمول برسم شکار سوار ہوا ناگاہ دو آہو نر و مادہ
باہم قربت کرتے نظر آئے راجہ نے تیر دلدوز [illegible] نشانہ [illegible] کیا کمان چلائی کہ وہ مارا [illegible] جدائی
ہوئی نر و مادہ سے مفارقت نے تفرقہ ڈالا۔ درحقیقت یہ آہو نہ سمجھے کوئی تپیشری آہو کے قالب مین اپنی
عورت سے خوش فعلیان کرتا تھا نزع کی حالت مین اوس حسرت زدہ کے زبان پر یہ چند الفاظ دردانگیز
گزرے خداوند جس رنگ سے اس نیرنگ ساز نے ہماری صحبت کے رنگ مین تفرقہ [illegible] اور لڑائی اسی
حالت مین یہ بھی زمانہ کی دورنگی دیکھے اس بددعا کے سنتے ہی سپید رنگ راجہ کے چہرہ کا رنگ اوڑ گیا
بددعا سنی کا دھوان نظرون مین چھا گیا۔ مگر کیا ہونا تھا تیر از شست جستہ دکار از دست رفتہ کا مصداق تھا
لاچار اپنی موت عورت کی نزدیکی سے سمجھ کر تخت خلافت سے دوری اختیار کی جنگل مین جا کر عبادت کرنے لگا
ایک روز اپنی عورت کنتی نام سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہے وہی دوزخ جاتا ہے۔ اور ہمارے مذہب مین جایز ہے
کہ اگر بے اولاد یا خود [illegible] پر قادر نہو برہمن کے وسیلہ سے کشت مراد مین تخم ریزی کرائے [illegible] اولاد
کے ہم تینون بھائیون کی ولادت بیاس جی کی بدولت ہوئی۔ اوس عورت نے جواب دیا کہ آپ [illegible]
اوترنا مجھے گوارا ہی مگر غیر مرد کے زلال وصال سے سیراب ہونا ممکن نہین مگر چونکہ میرے [illegible] ایک ایسا افسون
یاد ہی کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بلا لون اور اسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون اگر تمہاری رضا ہو تو اس
ڈھب سے البتہ ممکن ہی۔ راجہ نے اس نوید سے دلشاد ہو کر اجازت دی۔ وہ خلوت مین گئی عبادت مین پاسبانی
کو بیٹھا۔ قدرت الٰہی سے وہ عورت باردار ہو کر باہر آئی راجہ کو خوشخبری سنائی۔ نو مہینے کے بعد لڑکا جنی جسکا نام
جدہشٹر ہوا۔ اور دوسری بار بھی پہلی ترکیب سے باردار ہوگئی۔ بھیم سین نام قوی ہیکل لڑکا پیدا کیا۔ منقول ہی
کہ ایک مرتبہ اوس جنگل مین ایک شیر دلیر نمودار ہوا اوسکا خوف سارے بنی نوع کے دلون مین ساری ہوا ہر ایک کے
لبون پر فریاد آئی۔ کنتی بھی گھبرا کر بھاگی اس سراسیمگی مین یہ بھی اوسکی بغل سے جدا ہو کر بڑے بھاری پتھر پر جا گرا

باوجودلین سانگی کے اوٹھہ دوڑا حجاج نے اس خبر سے سرزنش کی اور سرداری سے معزول کیا ۸۱ ہجری مین عبدالرحمن
بن محمد اشعث کو رن بھیل کے آویزش کو روانہ کیا اور سیستان مع اوسکے اطراف کے اوسکو عطا کیا۔ عبدالرحمن
جب حدود کابل مین پہونچا بطرز اول اثنائے مین کسیقدر آدمی چھوڑ کر بڑی دستبردی کی اور اچھی لوٹ ہاتھہ لگی۔
دشواری کے سبب سے وہ ملک نگاہ نرکھہ سکا حجاج نے عدم معاودت کو سرزنش تحریر کی کہ ہرچند امسال تردد
قرار واقعی ہوا لیکن اس معاودت کا جرمانہ یہی ہے کہ بمجرد پہونچنے تحریر ہذا معاودت کرے اور اوس ملک کو تصرف
مین لائے اگر اوسی سہل انکاری سے دوسرے سال کی لڑائی کا خیال ہو تو اپنے تئین معزول سمجھے لشکر اپنا سردار
اسحق بن محمد کو سمجھکر اوسکے فرمان بردار ہون۔ عبدالرحمن دولت کے غرور مین آکر ایرانی لشکر سے ملگیا
اور حاکم کابل سے متفق ہوکر حجاج سے سامنا کیا اور آیات قرآنی کی اگر فتح پاے کابل پر ہاتھہ نہ بڑھاے اگر ناکام ہو پناہ پاے
حجاج اس شورش سے سخت برہم ہوا ظاہر و پوشیدہ مقام جنگ آراستہ ہوا عبدالرحمن نے فتح پائی حجاج بصرہ کو آیا
دوبارہ لڑائی ہوئی اوس ناسپاس کی آبروریزی ہوئی قلعہ بست مین جہان اوسکا گماشتہ تھا پناہ گیر ہوا اوسے
حجاج کے خیال سے عبدالرحمان کو قید کیا چاہا کہ حجاج کے پاس روانہ کرے مرزبان کابل اس خبر سے مطلع ہوا اور چالاکی کرکے
عبدالرحمن کو چھڑا کر اپنے ملک مین لایا چند مرتبہ اسکی مدد سے آویزش کی مگر کچھہ حاصل نہوا سنہ ۸۴ ہلالی مین رن بھیل
نے چکنی چکنی باتون مین اسے قید کرکے اوسکے حضور مین بھیجدیا اس بیچارے غربت کے مارے نے اثنائے راہ مین بلندی
سے کود کر عدم کی راہ لی سنہ [illegible] ہجری مین ہشام بن عبدالملک کی حکومت مین امیہ عبداللہ قسری حاکم خراسان
اور غور اور غرجستان اور ملک نیمروز نے کابل فتح کیا اور اپنا دار الحکومۃ مقرر کیا اوسوقت سے ہمیشہ بنی امیہ
اور بنی عباس حاکم خراسان کے عہد مین رہا تا آنکہ سامانیون کے عہد مین البتکین غلام اس خاندان کا جدا ہوکر
غزنین اور کابل کو قبضہ مین لایا جب وہ فوت ہوا سبکتگین والد سلطان محمود کو سرداری ملی اسیطرح غزنویون
کے تصرف مین آیا بعدہ غوریون کے ہاتھہ لگا اسکے بعد انکے غلامون اور اونسے خوارزمیون کو بعدہ چنگیزخانیون
رہی وہان سے امیر تیمور صاحبقران اور اوسکے آل و اولاد مین حکومت آئی کچھہ دنون نادری حکم بھی رہا
اب تیمور شاہ بن ابدالی احمد شاہ کا دار الملک ہے چونکہ کسیقدر ہندوستان کے صوبجات کی کیفیت
تحریر ہوچکی ہے اب کسیقدر فرمان روایون کا حال ابتدائے پانڈوان سے تحریر ہوتا ہے

ذکر احوال فرمان روایان ہندوستان کا ابتدائی راجہ جدہشٹر پانڈوان سے

کتب تواریخ خصوص مہابھارتہ سے جو چند کتابون سے معتبر ہی ایسا واضح ہوا کہ آخر زمانہ دواپر سے ہندوستان
کی سلطنت پانڈون اور کورون کے خاندان مین تھی جب راج کی نوبت راجہ بچتربیرج پانڈون کے دادا کے ہاتھہ آئی
حسب قاعدہ اپنے گذشتہ بزرگون کے عدل و انصاف کرکے عالم عقبی کی راہ لی اسکے کوئی وارث نتھا کار پردازون نے

غزنین

قلم سے ہی سلطان محمود اور سلطان شہاب الدین کا پایہ تخت رہا ہی اکثرون نے اسے زابلستان کہا اور

اسی مین داخل کرتے ہین حکیم سنائی وغیرہ اولیا کا خوابگاہ ہی سمرقند اور تبریز کے مانند یہان بھی

ال سے جنوب کو روان ہی جسکی آبپاشی سے کشتکاری سرسبز و شاداب کاشتکاران کو بڑا

لاتے اور کھیتون مین ڈالتے ہین بیشتر کابل سے اراضی پھیلتی ہی زمین کثرت

آہی عہد بابری مین ایک قبر تھی کہ جسوقت درود پڑھتے اوسکو جنبش ہوتی

نسانی ہی اور ایک چشمہ ہی کہ اگر اوسمین قسم قاذورات سے

احین کی رنگ آمیزی نہایت مصفا نفیس قسم کا

اکگلبو ہی اور سونے چاندی لاجورد

م البستانین یہان نقارہ و ڈھول کی آواز معلوم ہوتی

بامیان

حراب یہان پر بارہ ہزار سمج جنگل کے درمیان مین کھودی ہین

طے وقت یہان پر موسم زمستان آخر لیجاتے تھے ۔ یہان پر مین بت

دوسرے عورت کی تصویر پچاس گز لانبی اور ایک بچہ کی تصویر پندرہ گز کی طول

جی ہین ایک قبر ہی اوسکے درمیان مین تابوت رکھا ہی اوسکی ابتدا کا حال معلوم نہین لیکن بزر

ہین ۔ گذشتہ زمانے مین کوئی دوا ملکر سخت زمین مین دفن کر دیتے تھے سادہ لوح فریفتہ ہو جاتے

اور اعتقاد ظاہر کرتے ۔ بنیس لومان اس سے متعلق ہین اسکی جمع بابر بادشاہ نے اپنے واقعات مین باوجود کمال

آٹھہ لاکھہ شہرخی لکھے جسکے تین لاکھہ بیس ہزار روپیہ اکبر شاہی ہوتے ہین روپیہ کا نرخ چالیس دام ایک کر

۲۸ لاکھہ دام ہوئے عہد اکبری مین جمع چھہ کرور تہتر لاکھہ چھہ ہزار نو سو تراسی دام مقرر ہوئے شاید یہ ادہ

قلت آبادی سے ہوئے اور نیز پشاور وغیرہ کو چھوڑ دیا ہی ۔ اور نیز منتظمون کی ناکردہ کاری باعث ہوئی ہو

تذکرہ

۷۹ سنہ ہجری مین عبدالملک بن مروان نے امیہ بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے خارج رکھکر حجاج بن یوسف ثقفی کو حوالہ کی اور عبداللہ بن ابی بکر کو سیستان روانہ کر دیا وہان سے لشکر جمع کرکے رتن بجیل مرزبان کابل کے طرف کو چلا چونکہ بھڑنے کی طاقت نتھی پہاڑون کی اوٹ سے راہ بند کی لشکر عرب پر سختی نازل ہوئی خورش کے نملنے سے عاجز ہوئے لاچار سات سو ہزار دام یعنی تین لاکھہ روپیہ دیکر عبداللہ چل نکلا اور شریح بن ہانی آشفتہ ہوکر

مسافر کے پیر مین نہ گڑے اس اطراف مین گیارہ زبان کا رواج ہی ہر فرقہ اپنی زبان بولتا ہی ترکی مغلی فارسی ہندی – افغانی – بیراجی – گبری – ترسائی – لمغانی – عربی – ایماقی – بڑا اولوس یہان کا ہزارہ اور افغان ہی چراگاہ یہانکی انہین دونون گروہ کے تصرف مین ہی – ہزارہ چغتائی لشکر ہی – منکوقاان نے ہلاکو خان کی مدد پر بھیجا تھا اوسنے اس گروہ کو اپنے لڑکے نکودار کے ہمراہ اوغلان سے اسطرف نامزد کیا غزنین سے قندھار اور ہمدان سے بلخ تک انکا بود و باش ہی سو ہزار سے زیادہ مکان انکا تیسرا حصہ گھوڑے اور بکرے رکھتے ہین اور ہر ایک مغرور ہوکر گروہ گروہ ہوگئے ہین باہم ترک آشتی ہی – پٹھانون نے اپنے تئین بنی اسرائیل سمجھکر افغان نام نیاک کو بزرگ جانتے ہین کہتے ہین اوسکے تین لڑکے تھے ایک سربن الوس سربنی اوس سے منسوب دوم غرغشت جسکی نسل مین غرغشتی ہین سوم بنی گروہ بنی اسی کی تسلسل مین ہی انہین تین شاخون سے فرقہ ظاہر ہوئے سب سے بزرگ فرقہ بٹریچ اور متوسط خرشبین شیرانی اور مرگا سے محمد خویشگی کلانی خلیل مہمند زئی داؤد زئی یوسف زئی کلیانی ترکلیانی یہ سب سربن سے ملحق ہین سورانی حلیم ورگ زئی آفریدی حکیانی چٹیلی گرانی اور مر منسوب کاگر تا غر متوالی بمعنی بارن یہ سلسلہ غرغشتی ہی غلزئی لودی نیازی لوحانی سور بروانی کلیور یہ بنی منسوب ہین – مست علی غوری افغانان متی سے ہی کہتے ہین کہ نسل بنی کوئی شخص آلودہ عصیان ہوا جسوقت یہ نوبت پہونچی کہ راز سربستہ کا افشا ہوا اوسکا پیوند دیگر در پردہ پردۂ ناموس کی پردہ داری کی اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے غلزئی – لودی – سروانی بعض افغان کو قبطی کہتے ہین جسوقت بنی اسرائیل بیت المقدس سے مصر مین آیا اس گروہ کا ہند مین گذر ہوا یہ داستان تحریر سے افزون ہی لیکن شادابی گلزار سخن کے لیے کسیقدر سحاب قلم کی بارش کی گئی – خواجہ خضری – قاقشال میدالی اورنگ کلتکی الیس ایجی بل بورجی نگدری بہیودی سیدی بامی لنک انداز عرب کلہ بان فوق بامی وغیرہ جنگلی بہت ہین لیکن بہ اوس انبوہ سے عہد اکبری مین اکثر ملازمی مین مشرف ہوئے

شہر کابل

چوتھے اقلیم سے ہی طول مین ایکسو چار درجہ چالیس دقیقہ اور عرض مین ۳۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اگلے عمدہ شہرون مین ہی کہتے ہین کرشنگ کے عہد مین بنیاد پڑی دو بڑی قلعہ – رکھتا ہی مغرب طرف اسکے قلعہ کوہچہ ہی فیض بخش شاید کسی اگلے زمانے والے نے تعمیر کیا ہو اسی نسبت سے اوس کوہچہ کو شاہ کابل کہتے ہین – ارک اس بستی کا اسی پر معمور ہی اور بنی کبھی اوسے جدا ہوکر اوسکا نام عقابین رکھتے ہین – کسیقدر قلعہ مین مشرف ہوئے اور جزوی فرمایش کرتے ہین اسکے دامن مین مکانات دلفریب اور چمنہای نازک روشن اور باغات دل آویز ہین – دو ندیان اس شہر مین ہین ایک لنندر سے شہر مین ہوتے ہوئے گذرتی ہی

قلت ہی دی اور بہمن مین بیج دانے بکھر جاتے ہین تین چار برس کے بعد برف گرنے سے خوشیان ہوتی ہین
ل اور میوہ بکثرت گندم اور جو سفید رنگ بطور تحفہ کے اکثر دور و دراز ملکون کو جاتا ہی پانچ کوس پر ایک پہاڑ ہی
جسکا نام ازدر کوہ ہی اور ایک حیرت افزا غار مسمی بہ غار جمشید اسی پہاڑ مین ہی اوسمین چراغ جلا کرتے ہین مگر فنگی ہوا کے
باعث سے اندازہ نہین ملتا اس سے آٹھ کوس پر فلات پہاڑ اور اوسکی گھاٹی مین غار سیاہ نامی ایک غار ہی
اوسمین دو ستون خدا آفرین ہین ایک غار کے چھت سے ملا ہوا تمین گز اونچا پانی اوسپر سے گرتا ہی اور اوس جو ض
مین کہ اوسکے نزدیک واقع ہی تراوش کرتا ہی دوسرا غار گیارہ گز اگلے زمانے مین کاریز کی کثرت تھی خربزہ بہت لذ
چشمہ شاداب لوہے کی کھان ہی اسی پہاڑ کے دامنہ مین ایک لوہے کا تنور اگلے لوگون کا بنایا ہوا ہنوز موجود ہی
غزنین اور قندھار گرم سیر ملک ہی دریاے ہند کی طولانی درمیان سے گذرتی ہی ایک طرف زمین داور سے ملا ہوا
اور دوسری طرف سیستان سے ملحق ہی دونو طرف پانی کی کثرت سے بھرا ہی کشتکاری ہر قسم کی فراوان بیشتر یہان
ایک شہر تھا سلاطین غور کا آرامگاہ عمارات سابقہ سے اکثر آثار پدیدار ہین ہیرمند اور قندھار کے درمیان مین
ہیمند پرانے مشہور شہرون سے یادگار گندم اور جو کو سفید پری کہتے ہین داور کی زمین اقلیم سوم اور چہارم سے
اکھی ہی ایک بنارس سے ہندوکوہ تک ڈیڑھ سو کوس دراز اور قندھار کے قراباغ سے چان سر ایک سو کوس
چوڑا ہی اسکے پورب ہند اور پچھم اور اوتر ہندوکوہ اور غور درمیان شمالی پانی کے اندر بدخشان اور ہندوکوہ
اور جنوبی کے درمیانہ فرل ہی یہان کی آب و ہوا کی تعریف بیان قلم سے اشکال ہی باوجودیکہ زمستان اعتدال
سے زیادہ مگر کچھ نقصان نہین پہونچاتا گرم سیر اور سردسیر اس طور پر کہ ایکدن مین ایک عالم سے دوسرے عالم
مین گذر ہو اسکے قریب ایلاق و قشلاق دو شہر واقع ہین جنگل اور پہاڑ مین برف کی بارش ہوتی ہی
اول مین دھنک سے اور آخر مین تلا سے زراعت عمدہ اوگتی ہی چارو طرف بڑے بڑے پہاڑ ہین غنیم کا
گذر مشکل ہی کابل و بدخشان و ہند و بلخ و کوہ واسطہ کے درمیان مین سات راہون سے تورانی آمد و رفت
رکھتے ہین [illegible] سب سخت گذار ہین قندھار اور زمین داور اغلب ہی کہ سلاطین صفوی کے اختیار مین تھی
[illegible] گاہ بسبب حادثات کے بابری قبضہ مین بھی آیا بعدہ سلاطین ایرانی کا غلبہ ہوا جو راہ کہ خراسان سے ہوتی
قندھار مین [illegible] نہایت درست ہی ہندوستان مین پانچ راہین دو کوتل کے بعد آباد پہاڑون مین
[illegible] بادشاہ [illegible] اس راہ کو نہین لکھا شاید اوس ایام مین یہ راستہ کھلا نہو گا راہ خیبر کی سابق مین تنہا بیت
جلال الدین اکبر [illegible] کم سے ایسی آراستہ ہوئی کہ گاڑی بخوبی نکلجاے آجکے دن ایران و توران کی
[illegible] حسب حکم [illegible] وغیرہ کی فتحیابی کے بعد پٹھانون نے راہ خیبر کو اسقدر واشگاف کیا کہ
[illegible] مین اس راستہ کو چار درب سے اسقدر صاف رکھتے تھے کہ کنگری

شوار — دوسرا ولایت چالیس کوس دراز اور پانچ سے پندرہ تک چوڑا پورب رویہ پنیرا اور کنورا ور کاشغر — لمغن بکرام پچھم بجور درہ بہت ہین اور انکے نزدیک کاشغر سے ملتا ہی قصبۂ منگلور مین حاکم کی نشستگاہ ہی ہندوستان سے یہان کے جانے کی دو راہ ہین گریوہ ملکند بیچ اکثر جگہ موسم گرمی کم اور جاڑا اکثرت سے ہوتا ہی برف جنگل مین زیادہ برستی ہی مگر فقط دو ہی تین روز اور باقی تمام سال پہاڑون پر تیغ برستی ہی موسم زمستان اور بہار اور بارش بموجب فصل ہند کے ہو بہار نہایت طرح دار ایرانی تورانی ہندوستانی پھول موجود بنفشہ نرگس خودرو جنگلون مین بھرا ہوا میوہای خودرستہ مین شفتالو ناشپاتی بہت عمدہ ہوتی ہی باز اور جرہ اور شاہین عمدہ لوہے کی کھان ۲۵ کوس لنبی اور پانچ سے دس کوس تک چوڑی اسکے چارون طرف سواد اور شمال کو کنورا ور کاشغر جنوب مین بکرام — باختر مین کز ونور بہ نسبت کابل کے یہان گل زیادہ ہی زرد آلو ناشپاتی نہایت لذیذ قلعۂ استوار جای نشستگاہ حاکم ہی امیر سید علی ہمدانی اسی مقام پر فوت ہوا اور بموجب وصیت کے جنازہ بختلان کو بھیجا گیا اسکی ہوا سواد کی رنگ پر ہی لیکن گرمی سردی کسیقدر کثرت رکھتی ہی تین راہ سے زیادہ راہ نہین ایک ہندوستان سے نکلی ہی جسے دالش کول کہتے ہین اور دو شہر کابل سے ایک بسبج دوسرے کز ونور کل سب سے آسان اور سہل گذار دالش کول ہی اسی سے یہ ملحق جنگل ہی دریاے کابل اور سندہ اور بہار سے ملا ہوا تیس گز لنبا اور بیس سے پچیس تک چوڑا — تمام یہ سرکار کھوہ اور جنگلون مین ہی کوہ یوسف زئی کے درمیان مین بنگاہ میرزا الغ بیگ کابلی کے عہد مین کابل سے یہان آیا داؤد سلطان سے جو کہ اپنے تئین سلطان سکندر ذو القرنین کا دختر زادہ کہتا تھا حاصل کیا کہتے ہین کہ بادشاہ نے کسیقدر اپنے خویشاوندون کو اسی سرزمین مین چھوڑا تھا — ابتک کسیقدر وہی لوگ باقی ہین اور نسب نامۂ سکندری ہاتھہ مین رکھتے ہین عہد اکبری مین اکثر بدنہادون کو نیستی کی راہ نمائی ہوئی بعضون کو محبس دکھلایا گیا چندے شرف ملازمت سے کامیاب ہوئے

سرکار قندھار

تیسری اقلیم سے ہی فلات بخارا سے غور اور غرجستان تک تین سو کوس لنبا اور سندہ سے فرہ تک دو سو ساٹھہ کوس چوڑا ہی پورب کو سندہ شمال کو غور و غرجستان اور جنوب کو سوی اور پچھم فرہ اور شرق و شمال کے درمیان مین کابل اور غزنین ہی اگرچہ شہر مین برف کم برستی ہی لیکن کوہسار مین تسل و نہار — اٹھارہ دینار کو تومان کہتے ہین اور فی تومان آٹھہ سو دام اور تومان خراسان کے تیس ۳۰ روپیہ اور تومان عراق کے چالیس — اکثر غلہ کی تول خروار سے ہو اور وہ قندہار کا چالیس من اور ہندوستان کا دس من ہی قندھار دار الملک جسکا طول ایک سو ساٹھہ درجہ چالیس دقیقہ اور عرض تینتیس ۳۳ درجہ ذو قلعہ مین گرما بکثرت اور سرما

عہد مین میر شمس الدین جو شاہ قاسم انوار کے مریدون مین تھا عراق سے وارد ہوا نور بخشی نے تجلی پائی اوسکے بعد
سنی شیعہ کی کی سنی شروع ہوئی — محمد شاہ کے ایام مین تیسری مرتبہ کاک سے سلطان سکندر نے فیروزی پائی
بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا — سلطان ابراہیم ابدال ماکری کے عہد مین بابر بادشاہ نے سنا کہ خفیف سے
ترددمین کشمیر ہاتھ آجائیگا — شیخ محمد علی بیگ و محمد خان و محمود خان کو اوس ملک کیطرف روانہ کیا اونھون
نے جیرہ دستی کی لیکن وہان کے حاکم نے فریب دیا عمل نکر کے پیشکش لیکر واپس آئے سلطنت تارک شاہ کے
نام مقرر ہوئی — جو تھی تبہ محمد شاہ جنت آرامگاہ سریر آرا تھا جسوقت کامران مرزا لاہور مین تھا بیشتر جو لوگ گئے
تھے اونھون نے دل نشین کیا کہ کشمیر تھوڑی سی محنت مین ہاتھ آیگا اوسنے میرزا محرم کوکہ کو اوس گروہ کے
ہمرکاب کردیا انھون نے کشمیر فتح کیا خوب پیشکش حاصل کی کثرت ستم سے رعایا نے تاؤ کھایا چغتائیون نے
جان بچاکر معاودت کی — سنہ ۹۳۰ ہجری مین بموجب حکم سلطان سعید خان کاشغری کے اوسکا لڑکا سکندر خان
اور مرزا حیدر دس ہزار جوانان جرار لیکر تبت ہوتے ہوئے کشمیر مین آئے اور بیشمار لوٹ پاکر بعد صلح واپس ہوئے
سنہ ۹۴۸ ہجری مین مرزا حیدر حسب الایمای ہمایون بادشاہ کو چند زمیندار کی رہنمائی سے کشمیر آیا کسیقدر تبت کلان
کو فتح کیا — کاجی چک ہندوستان آیا اور شیر خان سے کمک پائی مرزا حیدر سے آویزش کی مگر حصہ مین شکست آئی
مرزا نے کشمیریون کو سختی اور ملایمی سے جیسے موقع ملا موافق کرلیا جیسا کہ کشمیری اوس روز تارک شاہ کا
خطبہ پڑھتے ہین — مرزا حیدر نے ہمایون بادشاہ کے نام پر سکہ اور مہر کو زینت بخشی اوسوقت سے یہ ملک بابری کے
قبضے مین رہا تا آنکہ احمد شاہ ابدالی نے لیا اور اب اوسکے قبضے سے نکلکر کشمیریون کے زیر اطاعت ہی
کشمیری بطور خود حاکم ہین احوال اونکا مفصل معلوم نہین —

سرکار پکلی

۳۵ کوس لنبا ۲۵ کوس چوڑا ہی خاور رویہ کشمیر شمالی کتور جنوبی بنگادلوس گکہر پچھم اٹک بنارس امیر تیمور
صاحبقران نے چند شخص وہان پر محافظ مقرر کیے تھے برف کثرت سے برستی ہی کبھی بہ نسبت موسم گرمی کے
جاڑا زیادہ ہوتا ہی زمین اکثر ہندوستانی طور کی ہین دریا سے سیرابی ہوتی ہی کشن گنگ — سندہ — کہٹ
زمین اور دریا کشمیر اور ہندوستان اور زابلستان مین نونو ہین اکثر چنا اور جو ہوتا ہی — زرد آلو — اور چار مغز
خود رو ہی اور میوہ کشمش اور ریشم نہین ہوتا جانور شکاری اور اونٹ اور بیل اور بھینس اور میانہ برادر
ریچھ وغیرہ بکثرت یہان کے مرزبان کشمیر کے نیاز مند تھے اوسمین تین ولایت ہین بنیر — سواد — بجور
اول سولہ کوس لنبا اور بارہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب پکلی اوتر کتور اور کاشغر دکھن اٹک بنارس پچھم سواد
دو راہ ہین کریوہ سرخابی — کوتل ہندو — اگرچہ دونو سخت گذار ہین لیکن پکلی راہ نہایت

سرزمین پر اپنا سکہ بٹھایا داد و دہش سے ناموری حاصل کی شاہ میر مذکور کو اپنا وزیر بنایا اوسکی ہمنشینی سے
بیمذہب ہوگیا جب راجہ تختۂ تابوت پر رونق بخش ہوا شاہمیر نے پانون نکالے. راجہ کی بی بی کو مکر و فریب سے
اپنے نکاح مین لایا۔ سنہ ۷۴۲ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا اور شمس الدین لقب مقرر کیا کشمیر کے
آنے سے پیشتر یہ بات عالم مین علم تھی کہ کشمیر کی سلطنت اسکے نام ہوگی جب اس عالم سے رحلت ہوئی۔
سلطان علاء الدین نے حکم دیا کہ ناپارسا عورت شوہر کی میراث نہین پا سکتی۔ سلطان شہاب الدین نے
چیرہ دستی کرکے تبت اور نگرکوٹ وغیرہ شہر فتح کیے سلطان قطب الدین کے عہد مین میر سید علی ہمدانی
کشمیر کو آیا سلطان نے باعزت ملاقات کی۔ سلطان سکندر متعصب تقلید دوست تھا اکثر عمدہ عمدہ بتخانے
گرا دیے اور مخالفون کو نہایت پریشانی ہوجائی صاحبقران کے عہد مین جب ہندوستان کی کشایش ہوئی
تھی دو زنجیر فیل اوسکو بھیجے اوسنے ملازمت کا حوصلہ کیا شاہراہ آگہی مین قدم رکھا محفل ہمایون مین ذکر ہوا
کہ مرزبان کشمیر تیس ۳۰ ہزار گھوڑے پیشکش کو لاویگا آخر کو پوزش خواہ ہوا علی شاہ نے زین العابدین کو اپنی جگہ پر
بٹھلا کر حجاز کی راہ لی ہرزہ گویون کی ہمزبانی سے پھر کشمیر کو متوجہ ہوا اور مرزبان جمو کی مدد سے اوس ملک پر
دسترسی پائی زین العابدین پنجاب آیا اور جسرت کھوکھر سے موافقت پیدا کی علیشاہ نے لشکر بیشمار فراہم کرکے پنجاب کی
راہ لی سخت معرکہ ہوا آخر کو غبار ہزیمت آئینہ حال پر چھا گیا زین العابدین نے کشمیر کی حکومت پائی جسرتھہ
کشمیر سے مرخص ہوکر دہلی کو عازم ہوا یہان بہلول لودی سے شکست پاکر کشمیر آیا اور زین العابدین کی مدد سے
پنجاب پر دست بردی کی سلطان تبت اور سند پر متصرف ہوا یہ شخص دانشمند آگاہ دل تھا اسکے مزاج مین
صلح کل بکثرت تھی اکثر اوسکو بندگان خداشناس سے جانتے اور اوسکے خلع بدن وغیرہ خوارق کے قائل تھے
اکثر کہا کرتا تھا کہ قوم چکان کے عہد مین کشمیر حکومت ہندوستان کی بادشاہ کے قبضہ مین چلی جاویگی آخر
چند سال کے بعد ایسا ہی ہوا افزونی رحم اور رعایا پروری کی رعایت سے گاؤکشی موقوف کی جرمانہ اور ٹکس وغیرہ کی
رسم موقوف فرمائی طول جریب کسیقدر زیادہ کیا خرچ خود بدولت کا تانبے کی کھان سے تھا اکثر انصاف
اپنے ہاتھ سے کرتا مشکلات کو حل فرماتا چورون کو پابزنجیر کار عمارت مین بھیجتا اور مہربان دلی سے مردم کو
باز رکھتا گوشت نکھاتا عربی فارسی کشمیری ہندی کے کتب کو ترجمہ کیا اسکے عہد مین ایران و توران کے سازندے
کشمیر مین آئے منجملہ اونکے میان ملاموعودی شاگرد خواجہ عبد الغفار خراسان سے آیا اور ملا جمیل کو جو اس فن
مین بے ہمتا تھا سلطان ابوسعید مرزا نے مع تازی گھوڑون اور بختی اونٹون کے خراسان سے بطور تحفہ کے
بھیجا تھا۔ سلطان بہلول لودی حاکم دہلی اور سلطان محمود گجراتی نے اوس سے اتحاد پیدا کیا اور سلطان حسن
لشکر کا جماد کرکے پنجاب آیا تاتارخان سے آویزش ہوئی لوٹ مار سے اوس ملک کی خرابی ہوئی۔ فتح شاہ کے

ایک خوفزدہ اطوار تھا کسی سے عداوت تھی جسکی طرف گمان ہو لیکن ایک پر اشارہ ہوا جب وہ حاضر آیا اوسنے
اپنی بیگناہی کے واسطے آگ اور پانی کی سوگند کرنے کو طیار ہوا مگر مدعی نے بدین تصور نہ قبول کیا کہ ایسا نہو جادو کے
زور سے فریب کرے راجہ نے اس تفتیش اور تنقیح مین کھانا پینا چھوڑا کسی دانشمند نے یہ افسون بنایا کہ خود بیٹھ
مین دم کرکے پھیلاوے جسکا گمان ہووے اوسپر چلادین بروقت گذرنے کے جسکے دو کف پا کے نقش نمودار ہون
وہی مجرم ہے الغرض اس نقشے سے نقش عمل درست ہوا چون کہ برہمن کا نقش حیات لوحۂ ہستی سے مٹانا جائز
نہین لاجرم بیگرنے سر لوہے کا بناکر قاتل کی پیشانی کو اوس سے نشانہ کیا — راجہ للتادت نے نیروے
ایزدی سے اچھا شکوہ حاصل کیا ایران و توران و ہندوستان و خطا وغیرہ فتح کرلیا داوگری مین یکتا تھا شبانی
کوہ سے گذرا — کہتے ہین کسیکے سراب سے بیخبر ہوگیا اور بعض کچھ اور — راجہ جیانند نے بزرگی حاصل کی
اکثر اقلیم فتح کیے واقع بنارس ننانوے ہزار نوسو ننانوے ۹۹۹۹۹ گھوڑے خیرات کیے اسی طرح اور بھی خواہشین
اہل سوال کی عطا فرمائین سالخوردون سے دریافت کیا کہ آیا راجہ للتادت کا لشکر مرا تھا یا مرا — جوابدیا کہ میرے
لشکر مین آٹھ ہزار سکے پالکی اور اوس معرکہ مین ایک لاکھ پچیس ہزار تھا — پس اس حساب سے اندازۂ جاہ و
حشم تصور کرنا چاہیے — جب راجہ دور نکل گیا ایسکے سالے جیچ نامے نے کشمیر مین خودسری شروع کی امراے
راجہ نے بھی عیال و اطفال کے پیوند سے بیوفائی کی راجہ تنہا بنگالہ کو سدھارا اور وہان کے شاہ سے اپنی ننگاد فتح کی
جیچ نے عین معرکہ مین جان دی راجہ للتانند نے کمینون کی پرورش شروع کی مسخرون کی قدر و منزلت شروع ہوئی
عقلمندون نے کنارہ پکڑا وزیر جب کوئی تدبیر نکرسکا اپنا ساتھ لیکر گوشہ گیر ہو راجہ سنکرورنے گجرات اور سندھ تک قبضہ
کرلیا دکھن پر مصروف ہوکر اوسکے مرزبان کو برقرار رکھا اگرچہ ابتدای سلطنت مین نیکراہی مین قدم زن رہا لیکن
نشۂ دولت نے بیہوش کردیا آخر کو مخمور غرور ہوکر شیفتہ ہوگیا عہد راجہ مین جس گردیو برہمن کی سو اشرفی گم ہوگئی
برہمن نے غصہ مین آکر خودکشی کا عزم کیا چور نے اس راز سے ماہر ہوکر ظاہر کیا کہ اگر تیرا مال پیدا کرون کسقدر
تو لیگا برہمن نے جواب دیا جسقدر تیری مرضی ہو چور نے اشرفیان لا دکھائین برہمن نے دربار مین آکر داد خواہی
کی حقیقت حال عرض کیا راجہ نے اوس چور کو طلب کر حکمدیا کہ نوے اشرفی دیوے مقصود اس کلام سے یہ ہی
کہ جسقدر تیری خواہش ہو حصہ اوسکا ہی — سہدیو شاہ کے عہد مین میرزا مے احمدی مذہب جو اپنے تئین
ارجن پانڈو کے نژاد مین کہتا تھا نوکر ہوا اسیوقت مین مرزبانی قندھار کی بخشی دولجو نام نے دستبردی کی غارتگری
کرنے لگا راجہ پہاڑون کی کھوہ مین پناہ لیگیا اور رعایا سے بزور زر حاصل کیا اور اوس روپیہ کو اوسسے دیگر حیلہ فریب
کے جاڑے کے ڈر سے مراجعت کی اکثر برف کے تلے دبکر ٹھنڈے ٹھنڈے عدم کو سدھارے — اوسی زمانہ
زنجن دیو مرزبان تبت کے صاحبزادے نے لوٹ شروع کی جب راجہ کے ایام حیات پورے ہوگئے زنجن دیو نے

انکیدرہ کا شہر مین پیوستہ ہوتا اور پورب رخ بنگلی سے ملحق ہوتا ہی وہان پر سونا ملے اس طریق سے کہ بکرے کا پوستین پشم دار گذر آب مین پتھر وںسے دبا کر بچھا دیتے ہین اور دو تین روز کے بعد دھوپ مین سکھلاتے اوسوقت سونا پاتے ہین اور جو دورہ راہ کہ ولایت واردی سے براہ دریا آئی ہی وہان بھی کسیقدر سونا حاصل ہوا اوسکے کنارے ایک سنگین مندر ہی جسکو سارد اکہتے ہین درگا سے منسوب بڑا تبرک جانتے ہین اشٹمین سوکل پکھیہ کی ہر نہ کو جنبش ہوتی ہی کل سرزمین پر غلہ کا حصہ اور زمین کی ضبطی اور داد ستد کی راہ رسم نہین کل اطراف سے قاضی علی نے چند برس وہان کا نرخ دریافت کرکے فراہم کیا بعدازان اوسیکے موافق عہد اکبر مین درستی ہوئی اسطرح پر جمع سات کرور چھیالیس لاکھ ستر ہزار چار سو گیارہ دام ادا او کہد سے لیکر ابھمن تک پندرہ سولہ نفر ایکہزار دو سو چھیاسٹھ برس ۱۲ ۶۶ راجہ رہے بعدازان من ابتدا راجہ گھند تا لغایت جدشتر بائیس نفر پندرہ سو انتیس برس ۱۵ ۲۹ فرمان روا رہے اسکے بعد پرتاوت سے اودیراج تک چھہ آدمی ایکسو بانوے برس حکومت کرتے رہے پھر بیکر سے بالادت تک دس راجہ پانسو بانوے برس دس مہینے حکمران رہے پھر پرتاوت سے انبانند تک بارہ نفر دو سو ستاون برس پانچ مہینے بیس روز اور اونت سے اونت تک سترہ ذیحیات نے نواسی برس ایک مہینے سات روز اور جبس کردیو سے دیورانی تک نو نفر نے چونسٹھہ برس تین مہینے چودہ روز اور سنکرام سے کوٹارانی تک ستائیس نفر نے نو سے اکاون برس چھہ مہینے سترہ دن حکومت کی اس رانی کی حکمرانی سے سلطنت ہنود کی نشانی کشمیر سے فانی ہوئی مسلمانی شکوہ جہانبانی کا نون بانی ہوئی — سلطان شمس الدین سلطان جمشید سلطان علاء الدین سلطان شہاب الدین سلطان قطب الدین سلطان سکندر علیشاہ اوسکا لڑکا سلطان زین العابدین سلطان حیدر شاہ سلطان حسن خان سلطان محمد شاہ اوسکا لڑکا فتح شاہ سلطان محمد شاہ دوسرے مرتبہ سلطان فتح شاہ سلطان ابرا سلطان نازک شاہ اسمعیل شاہ میرزا حیدر غازیخان حسن چک علی چک یوسف شاہ سید مبارک لومہ چک نازک یوسف شاہ بیچیس نفر دو سو بیاسی برس پانچ مہینے ایکدن کامران رہے جب اول مرتبہ رایات اکبری نے اس سرزمین پر گردن کشی کی راج ترنگنی نام ایک کتاب ہندی حضور مین لائے جسمین چار ہزار برس سے کسیقدر زیادہ کا حال مسند نشینی کا لکھا تھا — اس ملک مین رسم تھی کہ ملکران لوگ چند کمینون کو تاریخ نویسی پر مقرر کرتے تھے اس بادشاہ آگاہ دل نے زباندان ہشیار سخن اوسکے ترجمہ کو مقرر فرمائے کہ تھوڑے عرصہ مین شاہد مقصود نے منصۂ شہود پر جلوہ افروزی کی — کہتے ہین کہ اس پہاڑ کے چارو طرف پانی نے گھیر لیا تھا اور اسے ستی سر کہتے تھے ستی مہادیو کی بی بی کا نام ہی اور سر حوض کو کہتے ہین — معتقد ہین کہ ہر روز برہما چودہ منونتر کا بانی حکومت اکبری کے چالیسوین برس ساتوین منونتر سے جو آغاز کشمیر کا ہی ستائیس مرتبہ چار دورہ مذکور ہوئے تیسرے دور سے ۲۹ اور چوتھے سے چار ہزار سات سو ایک برس منتہی ہوئے خیر جسطرح سے کہ لکھا ہی اس کتاب کے لکھنے تک دورۂ چہارم سے چار ہزار آٹھ سو پینسٹھہ ۶۵ برس گذرے جسوقت کسیقدر

نجات لاتا اور عوام کو دیا تھا —
موضع یاروا مین ایسا چشمہ ہی کہ اگر اتوار کے دن اشنان کرین کوڑھی تندرست ہوجاے — اسی کے قریب چراگاہ ہی
جسکی گھاس جانور کو فربہ کرتی ہی انچھہ کے پرگنہ مین واقع موضع ہل تھل ایک درخت لزان ہی جسکی اگر ایک ڈالی
ہلاو تو سارا درخت ہلنے لگے لار تبت کلان سے ملحق پہاڑ ہی نہایت اونچا جسپر چڑھنا آسان نہین اسکے دامن مین
دو چشمے ہین ایک بجدے سرد اور دوسرا گرم انہین پرستش کدہ جانتے اور استخوانی کالبد کو یہان جلاتے ہین — پہاڑ
کے درمیان مین ایک تالاب ہی بڑی بڑی ہڈیان اور مردون کی راکھہ وہان پر چھوڑتے ہین اگر اس چشمہ مین کسی جانور کا
گوشت گرے فوراً برف و باران شروع ہو اور نیز ایک ندی ہی نہایت خوشگوار جسکا نام سندہ ہی تبت سے نکلی ہوئی
پانی اسقدر صاف کہ مچھلی دکھلائی دے اور لوہے کی سیخون سے شکار کرین — اسجگہ خیار کے درخت عمدہ لگے ہین وہ دریا
دریاے بہٹ کے کنارے موضع شہاب الدین پورہ ہی نہایت عمدہ مقام اکثر برشکال مین کسیقدر سیلانی ہوتی
دریاے بہٹ مین ملتا ہے ٹیلہ مولہ مین ایک قطعہ زمین ہی قریب سوبگیہ کے گاڑتے ہین جب سوراخ ہوجاتے
اور خشکی مین کسیقدر تری رہجاتی ہی اگر لوگ تخمیناً گز گز بھر کی لکڑیان اوسی تری مین
ہاتھہ ڈالکر مچھلیان نکالتے ہین اکثر تو چھوٹی مچھلیان نکلتی ہین اور بعض بعض دو دو سیر کی بھی —
موضع شیب نو زرین مین ایسا عمیق حوض ہی جسکی گہرائی کا پتا نہین اسکی پرستش ہوتی ہی قریب اسکے بھوسیر نام
مہادیو سے منسوب ہی جو شخص پرستش کو جاتا ہی اوسکے کان مین آلات پرستش کی آواز آتی ہی مگر نہ معلوم کہان سے
سرزد ہوتی ہی اور کموہ ہالو مین جو تبت خرد سے ملا ہی بڑا تالاب اولر نام ہی ۲۸ کوس کا گھیرا ہوا دریاے بہٹ
اوسمین گرتا ہی اوسکے درمیان مین سلطان زین العابدین کا نشیمن ہی جسکا نام زین گنگ مشہور ہی — کہتے ہین کہ
پتھر اور درختون کے ڈالون سے ناوین بھرکر اوسی پانی مین ڈبوتے ہین اور تین چار مہینے کے بعد جب رسی کھینچکر نکالین
مچھلیان کثرت سے شکار ہون مرغابیون کا بھی عمدہ شکار ہوتا ہی — موضع اچھن مین گوزان کی کثرت ہی اور دام
کے قریب خربزہ درخت پر ہو اور درختون کے ساتھہ خربزہ بھی ہوا کے زور سے ہلتے ہین — موضع برسپور مین بھی
زعفران ہوتا ہی یہان پر ایک بڑا بتخانہ تھا سلطان زین العابدین کے باپ سکندر نے ویران کیا اوسمین ایک تانبے
کی تختی برآمد ہوئی تھی ہندی مین لکھا ہی کہ گیارہ سو برس کے بعد سکندر نامے اسکو گرا کر وبال حاصل کرے — پرگنہ
کمراج مین قوم چکان کی بستی راہ کالو نامے ہی وہان ایک چشمہ خرناک نام نہایت گوارا جسکے درمیان مین ایک سنگین
مکان ہی یہان پر بھاری مچھلیان ہوتی ہین جو کوئی تکلیف دے وہ تقدیر سے تنبیہ ہوتا ہی گر گانوہ کے قریب
سوم نام زرہ ہی وہان پر دس جریب ایسی زمین ہی کہ جب مشتری برج اسد مین آئے ایک مہینہ تک وہ گرمی ہو کہ
کیمر سوخت ہو دیگ مین نار رکھکر زمین پر رکھتے اور پکا لیتے ہین وہین پر ایک چھوٹا سا قصبہ آباد جسکا

حوض انمین دونون دو چشمون سے لبریز ہو کبھی ایک پہر کبھی لحظہ بھر جوشش رہتا ہی پس کمی شروع ہوتی ہی حتے کہ ایک قطرہ
تک نرہے دن مین تین مرتبہ یہ آب رنگی دکھلاتا ہی صبح دوپہر شام کو لہراتا ہی لوگ دونو چشمون کے نام پر طرح طرح کے
پھول چھوڑتے ہین جب پانی فرو ہو پھول ہر ایک کے وہین جا بیٹھ ہوا وسکے قریب ایک دوسرا چشمہ ہی چھہ مہینے بند رہے
روز مقررہ کاشتکار لوگ وہان ہو جاکر پرستش کرتے اور گوسفند کو ذبح کرتے ہین تب پانی کا جوش ہوا ور کھیتیان سیراب
وہین پر چشمہ گوگرناک ہی جسکا پانی نہایت سرد اور سبک اور ہاضم اگر گرسنہ استعمال کرے فوراً سیر ہوا ور سیری مین
اشتہا ہوا اور کچھہ دور برسات چشمہ راحت افزا ہین درمیان مین ایک بتخانہ سنگین وہان پر شہری لوگ گرمی کے موسم
مین اپنے چارو طرف آگ جلاکر بیٹھتے ہین اور اوسمین جل جانا دنیا و عقبی کی آبرو جانتے ہین اور ایک چشمہ سے پتھر
نکلتے ہین اسکے اوپر طرف ایک پہاڑ مین لوہے کی کھان ہی اوسمین پانچ موضع برارہ اسکے مضافات مین ہین اگلے
زمانہ مین یہ بڑا شہر تھا اور بہت سے مندر معمور تھے زمین نہایت ہموار سبزہ دریا مین سے دونی بہار آب و ہوا کی جانفزائی
فصل بہاری کی لخلخہ سائی کیا کیا لکھے موضع بن پوردہی کے مضافات مین دس بارہ بیگہ زمین زعفران زار ہی اخیر ماہ فروردی
اور کل اردی بہشت مین کاشتکار لوگ بذریعۂ ہل کے زمین نرم کرتے اور بذریعہ پھاوڑہ کے علحدہ علحدہ چمن بناکر
تخم زعفران چھڑکاتے ہین ایک مہینے مین نشو ہوتا ہی آخر ماہ آلہی مین کامل ہوا ایک بالشت سے زیادہ دراز نہین ہوتا
جڑ سفید رنگ ایک انگل کی ہوتی ہی پھول ظاہر ہوا آٹھہ پھول تک ہوتے ہین اور ہر ایک پھول مین چھہ پتیان
بسوسنی ہوتی ہین اور اکثرون کے درمیان مین چھہ بار تین زرد تین سرخ نکلتے ہین زعفران اسی سرخ بار سے مراد ہی
جب تک آخر ہون جڑ بڑھتی آتی ہی اور ایک مرتبہ نو بو سے چھہ سال تک تخم ریزی کی حاجت نہین ہوتی پھول
کھلا کرتے ہین اول سال مین کم دوم مین دہ سے اور سوم مین کامل ہوتا ہی اور درخت پودھے ہوتے ہین بڑے
طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ اوکھیڑ اوکھیڑ کر لگایا کرتے ہین تاکہ کمی نہو اور موضع زیون مین ایک چشمہ اور حوض ہی
اوسے معبد خیال کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ تخم زعفران اسی چشمہ سے نکلتا ہی تخم ریزی کے شروع مین اوس چشمہ کی
پرستش کرتے ہین مادہ گاؤ کا دودہ اوسمین چھوڑتے ہین اگر یہ اوس حوض مین تہ نشین ہوا اچھا شگون سمجھتے ہین
ورنہ بالعکس موضع کھیر پور مین تین سو ساٹھہ چشمۂ راحت افزا ہین جنھین پرستش گاہ جانتے ہین اور اوسکے قرب مین انکی ملاقات ہی

مرداودن

تبت کلان سے ملحق اس جگہ پر سند و عمدہ بارکش ہوتا ہی اسکی قربت جرکوٹ نامے پہاڑ ہی وہان سانپ کی کثرت ہی اوسکی بلندی پر کوئی نہین پہونچا
ایک دوسرا پہاڑ ایسا ہی بلند اور سیر ایک شخص ہی کوئی اوسکی راہ نہین پاتا بلکہ بعض اوقات نظر نہین آتا اور کبھی کبھی اوسکے رستہ اور بھاری لگا دن
مین بلور کی طرح مہادیو ملتے ہین اور رکھتار کی مضافات اچہ دل کے قریب ایک چشمہ ایک ہاتھہ اونچا جوش مارتا اوسکے گرد پتھر کے مندر ہین
جب پانی کم ہو مہادیو کی صورت پدید ہوتی ہی اور اسکے پاس ایک بڑا پہاڑ ہی اکثر بار اسنگھا رہتے ہین اور ایک چشمہ کھاری پانی کا ہی

پیچھے رکھہ لیتے ہین کبک و توزان کا بھی شکار ہوتا ہی اور چیتے کو بھی صید کرتے ہین بار برداری کشتی یا آدمیون کے
پیٹھہ پر ہوتی ہی ملاح بڑھی نہایت گرم مزاج ہین برہمنون کی کثرت اگرچہ خاص زبان اس ملک کی دوسری طرز پر ہی
لیکن علم و عقل کی کتابین سنسکرت زبان مین دوسرے خط سے لکھی اور پڑھی جاتی ہین اکثر توز پر جو کسی
درخت کا پوست ہی لکھتے ہین اور نہایت پایدار ہوتا ہی سیاہی ایسی بناتے ہین کہ دھونے سے بھی نہ مٹے اگرچہ پہلے
زمانہ مین ہندی دانشمندی کا رواج تھا لیکن آج کل تمام زمانہ کی عقلین وہان پر مجموع ہین مانند حکمت اور نجوم وغیرہ
کے ہندیون کے مانند تقلید کرتے ہین اکثر سنی اور کسیقدر امامی اور نوربخشی — ایسان کے جھگڑے اکثر ہوتے ہین
تورانی اور ایرانی گانے والیان بکثرت لیکن ایک ہی آہنگ سے گاتے ہین ہر ایک کا ایسا نالہ ہی کہ جگر مین نشتر کا
شائستہ کار اس سرزمین کا ایزدی نیایش ہی اور مخالف مذہب پر طعنہ نہین کرتے میوہ دار درخت لگاتے ہین
جس سے سرمایہ حاصل ہو گوشت نہین کھاتے نکاح نہین کرتے اسطرح کے لوگ قریب دو ہزار کے ہون گے
اس ملک مین تولہ کے سولہ ماشہ اور ہر ماشہ کے چھہ سرخ جانتے سونے کی مہر سولہ دانق کی اور ہر دانق چھہ سرخ کا ہوتا ہی
دہلی کی مروج مہر سے چار سرخ زیادہ وزنی ہین رب ساسنو چاندی کی قسم ہی نو ماشہ اور پنجہزار تانبہ چار حصہ دام
اوسکو کسیرہ کہتے ہین بارہ کالی اس سکری کا آدھا چار حصہ اوسکے چار کسیرہ کو سامنوا اور ڈیڑھ ساسنو کو تنکہ
اور سو ساسنو کو ایک لاکھہ فرض کرتے ہین اور اکبری حساب سے ہزار دام ہوتے ہین — کل اس ولایت کو ہندی
حکیم معبد سمجھا ہی منجملہ اسکے پینتالیس مقام کو مہادیو سے اور چونسٹھہ کو بشن سے اور اونتیس ۲۹ کو برہما سے اور دو سو ۲۰۰ کو
درگا سے اور سات سو کو دیگر معبد سے منسوب کرتے ہین

سری نگر

دار الملک ہی چار کرس لمبا دریاے بہت اور مازا اور ریچہ کل اسکے درمیان سے روان ہی آخر کی ندی خشک
ہو جاتی ہی اور دوسری کشتی کسیقدر کم گہراو نہین چل سکتی مدت سے یہ شہر آباد اور ہزارون قسم کے صناعون کا
جاے قیام عمدہ شال بنی جاتی اور سقلابی پشم سے بناتے ہین نہایت ملائم پٹو وغیرہ طیار ہوتا ہی عمدہ تبت سے
اون آتی ہی میر سید علی ہمدانی چند روز اس شہر مین رہا ہی انکی خانقاہ یادگار ہی پورب رویہ ایک اونچا پہاڑ
کوہ سلیمان کے نام سے مشہور اور شہر سے لے ہوے دو بڑے ڈبرے تمام سال پانی سے لبریز ہین تعجب یہ ہی کہ اونکا
پانی مدتون تک گندہ نہو — قصبہ بریک کے پاس ایک لمبا درہ ہی اور اسمین حوض جسکا عرض اور طول سات گز کا
ہوگا قد آدم کے برابر گہرا اسے پرستشگاہ جانتے ہین — تماشا یہ کہ گیارہ مہینے بے حیاؤن کے چشم کیطرح پانی ڈھلا
رہتا ہی اردے بہشت ماہ الہی مین دو جگہ سے جوش کرتا ہی اول اوسکے ایک گوشہ مین ناودن کی صورت پر
بہار سندبراری نام ہی جب یہ لبریز ہو دوسرے گوشہ سے ریزش ہو اوسکا نام سنہر بستی ہی — کہتے ہین کہ

سے تخت وتاج حاصل کیا۔ سلطان حسین کے عہد مین سلطان بہلول نے باربک شاہ کو شیخ یوسف کی مدد مین بھیجا مگر نامراد واپس ہوا جب ضعیفی نے زور دکھلایا بڑے لڑکے فیروز خان کو سلطان فیروز کے لقب سے جانشین فرمایا اعتماد الملک وزیر نے اپنے لخت جگر کی عداوت سے بوسیلہ زہر اوسکا کلیجہ پھاڑا سلطان حسین نے دوبارہ حکومت حمکا بی اور محمود خان بن سلطان فیروز کو ولیعہد کیا جب سلطان حسین چونتیس [۳۴] برس کے بعد تختہ گور کا محتاج ہوا سلطان نے کلانی پائی اسکے عہد مین چند مرتبہ مغلون نے سر اوٹھایا اور جیسے کے تیسے واپس ہوئے دراندازان نے بادشاہ اور جام بایزید وزیر کے درمیان مین غبار اوٹھایا اور ایسی خاک اوڑائی کہ گرز وشمشیر کی نوبت آئی۔ وزیر نے ملتان سے نکل کر دریاے شور کا راستہ پکڑا اور سلطان سکندر لودی کا خطبہ پڑھا جب وہ مرا اوسکے چھوٹے بیٹے کو سلطان حسین کے لقب سے تخت نشین کیا اور مرزا شاہ حسین نے ٹھٹھہ سے نکل کر ملتان لے لیا اور لشکر خان کو دیا مرزا کامران نے اس سے چھین کر تصرف کیا بعدہ شیر خان اور سلیم خان اور سکندر نے باری باری چیرہ دستی کی آخر نور عدالت ہمایون شاہ سے ہندوستان کی تاریکی دور ہوئی اوسوقت سے خراج گذاری کرنے لگے تاآنکہ نادرشاہ نے ہندوستان سے نکال کر ایران مین شامل کیا بعدازان ابدالی نے لوٹ مار مچائی آج کل کبھی سکھون کے ہاتھ مین اور کبھی احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تیمور شاہ کے قبضے مین آتا ہی اسکا دار الملک کابل ہی

سرکار ٹھٹھہ

بہت دنون سے علیحدہ صوبہ ہوگیا ہی بھکر سے کچھ اور مکران تک دو سو ساڑہے کوس لنبا اور مدین سے لاہری بندر گاہ تک ایکسو کوس چوڑا اور دیگر قصبہ چاندو توابع بھکر سے بیکا نیر تک ساٹھہ کوس ہی اسکے پورب رخ گجرات اوتر بھکر دکھن دریاے شور پچھم مکران اقلیم دوم سے ہی طول مین ایکسو دو درجہ اور تیس دقیقہ اور عرض چوبیس درجہ دس دقیقہ ہی اول بہمن آباد شہر پایہ تخت تھا جسکے قلعہ مین ایکہزار چار سو برج ہین جنکے درمیان ایک ایک جریب ہنوز اوسکے برج وبارہ کے اکثر نشانات پدیدار ہین آج کل اوسکو ٹھٹھہ اور دیبل کہتے ہین۔ شمالی پہاڑ چند شاخ ہوکر ایک قندھار تک چلے گئے اور دوسرے دریاے شور سے قصبہ کوہبار تک اور اسے رام گڈہ کہتے ہین آخر کو سیوستان مین ملحق ہوتا ہی اوسے لکھی کہتے ہین اوسکا بڑا الوس بلوچ ہی انکا نام کلمانی ہی کوئی بیس ہزار گھر ہون او تین ہزار سوار جرار ہین اونٹ وہان پیدا ہوتا ہی دوسرا سہسوان سے سنوئی گڑہ تک نوے کوس نو شخص کے مسکن تین سو سوار اور سات ہزار پیادہ اور اوسی پہاڑ کے نیچے ایک گروہ بلوچون کا ہی طہری کے نام سے مشہور ہین ہزار مرد سواری مین فردیہان مل سکتا ہی اور ایک پہاڑ ہی جسکا ایک سرا کچھ اور مکران سے ملا ہی کلمانی لوگ اوسکو گارہ کہتے ہین چار ہزار بلوچ کا سکونت گاہ ہی جاڑے کی پوشاک پوستین ہی اور گرمی سیستان کے رنگ پر معتدل میوہ ہر قسم کا عمدہ خصوص آنب اور جنگلی خربزہ خودرو ہوتا ہی پھول بکثرت اونٹ عمدہ کشتی پر کار وبار کا مدار ہی چھوٹے بڑے چالیس ہزار ہون گے شکاری جانور وتین گورخر۔ خرگوش

دولتمندی کو طبیعت پرستی اور تالیف قلوب آسان سمجھے شاہ ترکان جو اسکی ماتھی امور ریاست کی منتظم ہوئی دنیاداتہ
نے اس سرگذشت سے ناموافق ہوکر سلطان شمس الدین کی لڑکی رضیہ کو بادشاہ بنایا سلطان نے بھی اسکو ولیعہد
کیا تھا یہ بھی روایت ہی کہ لوگون نے سلطان سے سوال کیا تھا کہ لڑکے کے ہوتے ہوئے لڑکی ولیعہدی پر شایان نہین
جواب دیا کہ لڑکے میخواری مین ایسے سرشار ہین کہ اس مرتبہ کی لیاقت نہین رکھتے — معزالدین بہرام شاہ کے
عہد مین چنگیز خانی سپاہ نے لاہور کو خراب کیا بداندیشون نے معزالدین مذکور کو قید کرکے جان سے مارا اور سلطان
علاء الدین مسعود شاہ کے زمانے مین مغلون کا لشکر بنگالہ مین آیا شاید کہ ولایت ختا یا تبت سے آیا ہوگا اوسنے فوج
بھیجکر شکست دی ترکستان سے بھی لشکر آیا سلطان نے اوس طرف نہضت کی بیاہ کے کنارے مخالفون کے لوٹ
جانے کی خبر ملی یہ بھی دہلی کو معاودت ہوا آخر کمینون کی خوشامد مین ایسا پھسا کہ قید ہوکر محبس عنصری سے آزادی حاصل کی
ناصر الدین محمود آگاہ دل دادودہش کرتا تھا اسکے عہد مین بھی پنجاب مین مغل آئے جب اسکے کوچ کا آوازہ آویزۂ گوش ہوا
آویزش کی تاب نہ آئی اولٹے پیرون واپس گئے طبقات ناصری اسکے نام پر لکھی گئی غیاث الدین بلبن کو وزارت کا مرتبہ
عطا فرمایا جو کہ باپ کا غلام تھا اور الغ خانی خطاب ملا اوسنے بھی اچھے طریقہ سے اس منصب کے اہتمام مین سعی کی
جب ناصر الدین کا وعدہ برابر آیا کوئی وارث نتھا اس وزیر نیک تدبیر کو شاہی ملی اسنے قدردانی اور رعایا پروری اور آدم شناسی
کے وسیلے سے چارچمن گیتی کو سبز و شاداب فرمایا بدگوہرون کی بے آبروئی ہوئی نالایق دربار مین بار نہ پاتے تھے نیک خصلتون
کی گرم بازاری تھی — پنجاب اپنے بڑے لڑکے محمد کو تفویض کیا اسکو خان شہید کہتے ہین اسکی مردانگی اور بیدارمغزی سے
پنجاب مین امن و امان ہوا امیر خسرو اور امیر حسن اسکی ہمرکابی مین تھے — بے ساز و سامان جنگ کے چلا جاتا تھا ناگاہ
مغلون کا لشکر آپہونچا دیبالپور اور لاہور کے درمیان مین لڑائی کی سبیل ہوئی اسی راہ مین جان نثار ہوئے امیر خسرو قید ہوئے
آخر مکر و فریب کی بندش سے رہائی ملی چھوٹے لڑکے بغرا خان کو بنگالہ کی حکومت دی تھی جب آسمان نے نیرنگ دکھایا امیر خسرو
ولد خان شہید کو جسے ولیعہد کیا تھا ملتان روانہ کیا اور بغرا خان کے فرزند کو معزالدین کیقباد کا خطاب ملا سلطنت
دہلی کی اسکے قبضے مین آئی اوسکے باپ نے ناصر الدین اپنا لقب مقرر کرکے دہلی کی راہ لی اسطرف سے کیقباد نے
چڑھائی کی دونو لشکر اودہ کے قریب دریائے سرجو کے کنارے جا اوترے آخر کو فیمابین سے ملاقات ہوئی لڑکے کو بادشاہی
پر رکھکر باپ بنگالہ کو چلا گیا تعجب ہی کہ امیر خسرو نے اپنی کتاب قران السعدین مین اس ملاقات کی تعریف لکھی ہی
آخر کار اوس پدر آزار کا حال میخواری سے تباہ ہوا چند آدمیون نے اوسکے لڑکے کو شمس الدین کے خطاب سے سریر حکومت
جانشین کیا اور اوس مخمور غرور کو دریائے جمن مین ڈبویا اور شمس الدین کو بھی گوشۂ خمول مین جگہ دی گروہ خلج مین
حکمرانی پہونچی جلال الدین حکمران ہوا اپنی سادہ دلی سے نیرنگ سازون کا رنگ نہ پہچانا ملک علاء الدین نے جو اوسکا بھتیجا
اور پرورش کردہ تھا مقام کڑہ سے دکھن جاکر خوب دولت حاصل کی روپیہ کے پاتے ہی سرکشی کی سوجھی اور منافقون کی

مراجعت کی اوراون اکیسو سامنت کو جو قلمون بلبوسات مین ہمراہ رکھتا تھا ایک نے دوسرے کے بعد ایسی لڑائی کی
جسکے مشاہدہ مین نگاہ پلٹے کھاتی تھی اول رای کھلوت نے میدان جنگ مین جوہر زور جنگ دکھلایا سات ہزار آدمی
کو اپنے زور سرپنجہ سے دوچار عدم کیا بعدازان نرسنگھ دیو اور چانڈو اور شدیرا اور ساردھول سولنکھی اور
بالھن دیو کچھواہہ مع دونو بھائیون کے اول روز ایک نے دوسرے کی بعد تعجب انگیز کارنامہ دکھلا کر جان نثار
کی راجہ مع چانڈا بادفروش اور دو بھائیون محبوبہ خوش ادا کے دہلی آیا نصیبہ نے بشدت فریفتہ کردیا بجز اوس کے
کے کسی امر کی خبر نہ رہی جب ایکسال اسی حال مین منقضی ہوا سلطان نے راجہ جی چند سے دوستی کی بعد لشکر
فراہم کرکے آمادہ پیکار ہوا اکثر مقامات فتح کر لیے یہان کسی کو یہ مجال نتھی کہ راجہ سے یہ خبر کہے آخر چندا کو
سات ڈیوڑھی سے پار گیا وہ حرم سرا مین پہوچا اور راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کیا ہر مرتبہ کی فتح و نصرت سے
مغرور تو تھا ہی کسیقدر لشکر جمع کرکے سہل انگاری سے نکل آیا چون اس مرتبہ کہ دلاوران جانفشان ہمراہ تھے
اور راجہ جی چند جو ہمیشہ مددگار رہا تھا مخالف بنا راجہ گرفتار ہوگیا بادشاہ نے قید کرکے غزنین کی راہ لی چندا بادفروش
وفاداری نے تعاقب مین روانہ کیا دربار سلطانی مین حاضر ہوکر مورد عنایت ہوا اور کسی طریقہ پر راجہ سے ملاقات
کرکے کہا کہ مین تیری تیراندازی کی تعریف دربار مین کرونگا جسوقت وہ تجھے بلا کر تیر و کمان حوالہ کرے اوسکا نشانہ کیجیو
آخر اس عہد کے بموجب سلطان کو نشانہ کیا سلطانی نمکخوارون نے راجہ اور چندا کو بھی مار ڈالا ..... فارسی کتب مین
اسکے برخلاف راجہ کا مرنا موقع رزم مین تحریر ہے — جب چوہان کی حکومت تمام ہوئی ہندوستان کا خلاصہ
سلطان معزالدین غوری کے قبضے مین آیا ملک قطب الدین غلام کو موضع کہرام مین مقرر کیا اور خود بدولت شمالی
بیمار غزنین مین چلا گیا اوسنے اسی سال مین دہلی وغیرہ اکثر محال فتح کر لیے جب سلطان مرا غیاث الدین محمود
ولد غیاث الدین سلطان محمد نے فیروزہ کوہ سے واسطے ملک قطب الدین کے چتر وغیرہ سامان بادشاہی بھیجا وہ
لاہور مین اورنگ آرا ہوا اور داد دہش مین ناموری پیدا کی آخر کو چوگان بازی مین جانبازی ہوئی امرائے اوسکے
بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا بعضے ملک قطب کے داماد اور پسر خواندہ ملک التمش کو چاہتی تھی آخر بخت آزمائی
ہوئی آرام شاہ نے آرام بلخ کو تلخ کام سمجھا اسنے سلطان شمس الدین نام رکھا اسکا باپ بعض ترکستان کے
قبیلہ مین ممتاز تھا بھائی اوسکے چون کو ناتوانی سے ستایا جب کچھ نہ سمجھائی اوس کارنامہ آگہی کو یوسف کی طرح
فروخت کیا نیرنگی روزگار دیکھیے کسی کاروان کے ہاتھ لگا اوسنے غزنین کا بازار دکھلایا سلطان معزالدین
خریدنے مین رجوع ہوا سوداگر نے اس عزیز کی قیمت بڑھائی مشتاقون کی ہوس طبیعت گھٹائی سلطان نے حکم دیا
کہ کوئی نخریدے قطب الدین جب گجرات فتح کرکے غزنین گیا اجازت لیکر گران قیمت سے خریدا اور
اپنی فرزندی مین لیا جب خواجہ قطب الدین بہشت نصیب ہوا اوسکا لڑکا جانشینی مین وارث

باقی رہے تھے کہ یہ جنگ عظیم درپیش ہوئی اسوقت کہ سنہ ۱۱۹۸ ہجری ہین پانچہزار اونتیس برس ہوتی ہین کہتے ہین کہ اس لڑائی مین گیارہ کوہنی لشکر کوروان کا تھا اور پانڈوان کی طرف سات کوہنی — ہر ایک کوہنی کی تعداد اکیس ہزار آٹھہ سو ستر ہاتھی تھے اور اس رنگ پر گردون سوار اور ساٹھہ ہزار تین سو دس سوار ایک لاکھہ نو ہزار ساڑھے تین سو پیادہ اسی لڑائی مین طرفین سے گیارہ آدمی زندہ رہے جرجودھن کیطرف سے چار آدمی جان سے سلامت جود کی پناہ مین آئے کرپاچارج برہمن جو دونو طرف کا اوستاد تھا دانش اور یکتائی مین منتخب تھا اسوتھامان ہمہ صفت موصوف کیرت برمان جادو مرد نامور اور دھرتراشٹ کی بہلبانی مین تھا اور پانڈوان کے آٹھہ آدمی اور پانچو بھائی سانک جادو اور جنجش سوتیلا بھائی اور کشن خیر بعد ازین ۳۶ برس جدشٹرنے دادگری کی آخر کو عقل دوربین دنیاے دون کے محبت سے آشفتہ ہوکر خواہان حقیقت ہوئے ترک تعلق پیش نہاد ہوا پس اس عجوزۂ عروس ہزار مانوس کو چھوڑکر اپنے بھائیون کے ہمراہ تجرد کی راہ طے کرنا شروع کی — یہ کارنامۂ مردی آزما مہابھارت مین تحریر ہے جسکا ترجمہ رام ماجہ کے نام سے زبان فارسی مین بموجب حکم اکبر بادشاہ کے ہوا اور فصل و باب کی جگہ پربھ کا لفظ ہی —

اول کوروان اور پانڈوان کے احوال مین

۲ دوم جدھشٹر کے حکم سے بھائیون کا ملک گیری پر جانا اور اجمیر جگ کا اہتمام اور کورون کا قمار

۳ سوم پانڈوون کی بیابان پیمائی حوادثات غربت کی مردی آزمائی

۴ چہارم جنگل سے پنڈون کا شہر براتھہ مین آنا اور ظاہر مین چھپا رہنا

۵ پنجم ظاہر ہونا پانڈوان کا اور باوجود کسیکے توسل کے اصلاح نہونا اور مقام کورکہیت مین لشکر کا جماؤ

۶ ششم شروع جنگ زخمی ہونا بھیکھم کا اور مارا جانا اگر دھرتراشٹ کے لڑکون کا اسمین دس روز کی جنگ و جدال کا قصہ ہی

۷ ہفتم مشورت ہونا اور درونہ اچارج کو سرداری ملنا اور اوسکا روز سیاہ دیکھنا اور عشرہ کی جنگ

۸ ہشتم دوسرے روز کی کیفیت اور جرجودھن کا کرن کو سرداری بخشنا اور جدشٹر کا فرار ہونا اور دوسرے روز ارجن کے ہاتھہ سے مارا جانا

۹ نہم سیل پہلوانی کا سردار ہوکر دار البقا کو جانا اور جرجودھن کا حوض مین چھپانا اور دریاے فنا کا سر سے گذرنا

۱۰ دہم کارزار کا خاتمہ بالخیر کرت برما کرپاچارج اسوتھاما کا جرجودھن کے پاس میدان رزم مین آنا اور اوسکی نیم جانی مین شبخون کی صلاح کرنا

۱۱ طرفین کی عورتون کا واویلا کرنا اور جرجودھن کی ماں گندھاری کا نفرین بھیجنا سری کشن پر

۱۲ بعد فتح جدشٹر کے کیفیت اور ترک دنیا کرنا اور بھیکھم اور بیاس اور کشن کی نصیحت گوئی سے تسلی ہونا

۱۳ بھیکھم کا صبر کرنا — دلمین آتا ہی کہ ۱۲ اور ۱۳ ایکہی پرب ہونا چاہیے کیونکہ دونو مین نصائح مندرج ہین اور نوین پرب کے دو حصے ہونا چاہیے ایک سیل کی کیفیت مین دوسرا جرجودھن کی وفات مین —

۱۴ جگ اسمید مین

دوسرا پانڈ اگرچہ دھرتراشت بڑا تھا مگر اندھے پنے سے پانڈ کو سلطنت ملی اسکے لڑکون کو پانڈوان کہتے ہین
پانچ فرزند تھے جدھشٹر بہیم سین ارجن نکل سہدیو — جب راجہ پانڈ دنیا سے رحلت کر گیا سدھارا —
دھرتراشت کو وراثت ملی مگر یہ نام کو راجہ تھا باقی کل کام حکومت کے جرجودھن کرتا تھا — ازانجا کہ دشمن
گذاری آئین سلطنت ہی جرجودھن ہمیشہ پانڈوان سے مخوف تھا اور انکی جانستانی کی تدبیر کیا کرتا جب دھرتراشت
کے فیما بین مین لڑائی اور رنج وکدورت بڑھتی دیکھی شہر برناوہ مین بھتیجون کا رہنا قرین مصلحت سمجھکر لوگون کو حکم دیا کہ او
لیے مکان سکونت طیار کردین کارپردازون نے بموجب تلقین اور تعلیم جرجودھن کے مکان مذکور لاکھ از راہ
درپردہ بنا کر طیار کیا جب پانڈو وہان پہونچے مکر وفریب سے آگاہی پائی قضا را کوئی عورت مع پانچ لڑکون کے
ہمسایہ مین رہتی تھی پانڈون نے اوسی مکان مین آگ لگا کر مع مادر عزیز کے راہ جنگل کی لی ہمسایون سے
سر آگ بجھی جرجودھن نے پانڈون کا جلنا سمجھکر ٹھنڈک پائی خوشی کا جشن کیا اور یہ لوگ بعد کتنی سرگذشتون
خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کمپلا مین سکونت گزین ہوئے تھوڑے عرصہ مین انکی مردانگی اور بخشش اور کا
آوازہ عالم مین پہونچا مگر کوئی انکی نسل اور خاندان سے ماہر نتھا تا آنکہ جرجودھن خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اونکے جلنے
سے اوسکا دل آتش حسرت پر جل اوٹھا آخر فنون فریب سے نئے رنگ کی چال سوجھی دوستی کے منصوبے سے رو برو بلا کر
دہلی مع نصف دیگر ولایت کے اونکو عطا کی اور ہستناپور مع نیم دیگر حصہ کے خود لیا — نیک سگالی اور خیر اندیشی
بشتر کی مدد پر فضل باری ہوا اقبال و دولت سرگرم خدمتگاری ہوا تھوڑے عرصے مین ہفت اقلیم مطیع ہو گیا
دوسرے بھائیون اور حاکمان زمانہ کو خدمت مین لایا جرجودھن انکا اقبال اور فر وشکوہ دیکھکر بیتاب ہوا حسد کی
بیماری سے ہاتھ ملل پچھتاتا تھا آخر کو حیلہ سے محفل آراستہ کی اور پانڈون کو اپنا مہمان بنایا اور اوس سخت کار خام
نے چوپڑ کی بازی بچھائی اور فریب کے پانسے پھینکنے لگا ایسی گھات کی کہ چند داؤ مین جسقدر پانڈون کے پاس
مال و اسباب تھا جیت لیا آخر کو اس شرط پر بازی ہوئی کہ اگر پانڈون کی جیت ہو جسقدر ہارے ہون واپس لینون
ورنہ بارہ برس جنگل مین گام فرسائی کرین بعدہ تیرھوین برس آبادی مین آوین مگر ایک سال تک اس صورت سے
رہین کہ کوئی نہ پہچانے اگر کوئی شناسا ہو تو نئے سر سے بارہ برس صحرا نورد ہون — یہ بیچارے قسمت کا اولٹ پھیر
زمانہ سمجھے اور یہ قول بھی ہار بیٹھے آخر کو جرجودھن نے بازی پا کر دنیا ے مفسد کے چھکے پنجے سے بے ہوش خواب غرور
مین سرخوش ہوا اور فضل خداوند مطلق سے پانڈوان نے ایفاے عہد کیا تب جرجودھن نے بے حیائی شروع کی
فراوان گفت وشنید رہی پانڈوان پانچ وضع پر خوشی تھے کہ اس خرخشہ سے دور رہین جرجودھن پانچ موضع
کے دینے مین بھی انکار ہوا آخر کو کر کھیت کے مقام پر لڑائی شروع ہوئی جرجودھن مع اپنے یارون کے رنگرائی
...بالاٹھارہ روز کی لڑائی کے بعد فتح یاب ہوا — دوارکے اشیر ...

ملک کی آبادی نہو سکی لیکن جسقدر کہ پھیلا کر اپنا دلماد بنایا اور اوسکے وسیلہ سے وہ ولایت معمور رہی جب مراد بیگ اٹھکر رانا ہوا اس سرزمین کی جمعیت سولہ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ ہیں لیکن اکثر رونق اور زمین لے لی ہے جیسا کہ کسی وقت مین ایک لاکھ اسی ہزار سوار ملازم تھے

مارواڑ

سو کوس لنبا اور ساٹھ کوس چوڑا ہے سرکار اجمیر اور جودھپور اور سروہی اور ناگور بیکانیر اسمین داخل ہے بسیقدر مدت سے یہ الوس راٹھور کا بنگاہ ہے جسوقت معز الدین سام نے رائے پتھورا کی لڑائی سے فراغت پاکر راجہ جے چند والی قنوج پر چڑھائی کی راجہ بھاگتے وقت پایمال فنا ہوا اور اوسکی نسل بھی لگد کوب پریشانی ہوئی اوسکا بھتیجا سیہما شمس آباد مین رہتا تھا وہ بھی مع اکثر متعلقون کے ملک جاو دانی کو سدھارا اور اوسکے تینون لڑکے سوتیک اسوتھاما آج گجرات کو ملے ہوئے سوجت کے نزدیک دریا کنارے مقیم ہوئے یہان برہمن کی بستی تھی قوم بینے سے آزردہ اسوقت مین کہ بھی غارت کو آئے ان مسافرون نے باہر نکلکر مردانگی کی دادی دی غنیم نے شکست پائی اوسوقت برہمنون نے انکو بزرگ سمجھا اور خاطرداری کی بارے کسیقدر ناکامی کی گرد انکے دامان حال سے دور ہوئی جب دنیاوی اسباب قبضے مین آیا تیز دستی کرکے ولایت کہر کو قوم کولی سے لے لی اوسوقت سے انکی نسل اس مقام پر پایدار ہوئی سوتیک نے جدا ہوکر بھیلون سے ایدر پر قبضہ کرلیا اور آج تک لانہ کو قطرہ زن ہوکر گولیون سے ملک حاصل کرلیا — اسوتھاما مارواڑ چلا گیا اسکا کام روز بروز ترقی پر ہوا اسکی سولوین پشت مین مالدیو بھی نزدیک تھا کہ شیر خان اسکی لڑائی مین جان سے سیر ہوا اس ولایت مین آٹھ قلعہ بٹن اجمیر اور جودھپور اور بیکانیر اور جیسلمیر اور امرکوٹ اور راوگڈھ اور جالور اور ناڈول سرکار ناگور کہتے جہان قوم ناڈو ہونگے ساتھ سرکارین اور ایکسو ستانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین زیر کردہ دو کروڑ لاکھہ پینتیس ہزار اکتالیس بیگھہ ساتھ بسوہ ہے جمع ۲۸ کرور ۴ لاکھہ ۵۷۰ دام ہین جسمین سے ۲۳ لاکھہ ۲۶ ہزار ۳ سو ۴۶ دام سیورغال یومی ۸۶ ہزار پانسو سوار اور تین لاکھہ سینتالیس ہزار پیادہ راجپوت

صوبہ دہلی

تیسرے اقلیم سے ہے پلول سے لودیانہ تک دریائے ستلج کے ساحل پر ہے ایکسو پینسٹھ کوس لنبا اور سرکار ریواڑی سے کمان پہاڑ تک اور ایکسو چالیس کوس چوڑا اور نیز حصار خضر آباد تک ایکسو تیس کوس تک ہے پورب رخ اسکے دار الخلافہ آگرہ ہے مشرق اور شمال سے ملا ہوا انجیر آباد مین صوبہ اودہ شمالی کوہستان جنوبی صوبہ آگرہ اور اجمیر غربی یہان سے نمدہ دریا گنگ اور جمن آتے اور دونون دریا کا نشان نہین اور رود دریا بہت کثرت سے ہین — شمالی پہاڑون سے نکلے آب و ہوا معتدل زمین ار بعض جگہہ مین تین فصل کی کھیتی ہوتی ہین میوجات اور رنگارنگ کے پھول اور بلند عمارت سنگین اور چونہ اینٹ کی بنی ہوئی ہین جنکے دیکھنے سے قصور آرام کے آثار نمودار ہین دہلی بہت پرانے شہرون مین ہے اول اسکا نام اندرپت تھا طول مین ایکسو چودہ درجہ اور

قبول کرتا تھا اکیروز اون چارون مین سے ایک کی انگلی سے خون نکلا اوسنے باباکی پیشانی پر قشقہ کھینچا باقیماندہ تینون بھائیون نے بھی تلک کردیا باباکے حصہ مین سلطنت آئی وہی رسم اتبک ہی جو راجہ ہوتا ہی خون کا قشقہ اوسکے کھینچتے ہین الغرض بابانے ان چارو بیچارون کو اس ششدرگاہ کے چھکے پنجے سے رہائی دی اکیروز صحرانوردی مین برہنج نام ریاضت گر کو جانور سمجھکر چاہا کہ گوشہ کمان سے تیر چلاوے مرتاض نے صفاے دل سے اوسے منع کیا تب تو شرمندہ ہوکر خدمت مین دوڑا اور کبھی کبھی اوسکی پرستاری کو جاتا اوس مرتاض نے کسی اندر یوند جہانبانی سے مسرور کیا اسی بارہ مین تعجب انگیز داستان بیان کرتے ہین جب موضع سیسودا مین جارہا اس سبب سے سیسودہ نام مشہور ہوا چونکہ شروع مین کوئی برہمن انکا تیار کرتا تھا بعضے لوگ اسکو اوسی گروہ سے سمجھتے ہین جب رتن سین کا زمانہ آخر ہوا ارسین مسند حکومت پر زینت افزا ہوکر راناکے خطاب سے مشہور ہوا اسے دسوین پشت رانائی حاصل ہوئی اکبر بادشاہ کا ہمعصر ہی گذشتہ حالات جاننے والے یون بیان کرتے ہین کہ سلطان علاءالدین بادشاہ دہلی نے سنا کہ راول رتن سین حاکم موار کے پاس پدمنی تھی اسے خواہش ہوئی اوسنے انکار کیا رتن سین چتور مین محصور ہوا سلطان نے مدت تک رنج اوٹھایا مگر اس سوداے خام مین کچھ سود ہاتھ نہ لگا ـ آخر راجہ سے صلح کی اور مہمانی مین جاکر سلطان نے یہ حق ادا کیا کہ راجہ کو قید کرکے روانہ ہوا کہتے ہین کہ اوسوقت سو سوار ہمرکاب تھے اور تین سو خدمتگار وغیرہ جب تک راجہ کے خدم حشم جمع ہون حضرت راجہ کو اوڑالاے اور انگ تنگ جگہ پر قید کرکے طلب مقصود مین کوشش کی راجہ کے کارپردازون نے عرض کیا کہ سلطان ہمارے راجہ کو تکلیف نہ دے ہم لوگ عروس رعنا کو مع دیگر اہل حرم کے حاضر کرتے ہین اور نیز قطعۂ عرضی پدمنی کیطرف سے مشعر نیازمندی و اظہار اشتیاق تحریر کی بادشاہ تو اسکے منتظر تھا دل پگھل گیا کہتے ہین کہ سات سو جار زنانہ کے طور سے ڈولون مین سوار ہوکر راہی درگاہ ہوے ظاہر کیا کہ رانی مع چند پرستار کے آئی ہی جب نزدیک گئے عرض کیا کہ خواہش رانی کی یہی کہ اب اخیر ملاقات راجہ سے کرلے سلطان نے بدبختی سے اجازت دیدی اوسیوقت لباس زنانہ سے نکل کر راجہ کو سوار کرایا اور چل دی چند راجپوت لوگون نے خوب جانفشانیان کین اس مرتبہ گورا اور بادل نے نقد روح نثار کیا راجہ سلامت چتور مین آیا سلطان لاچار ہوکر دہلی واپس گیا اور از سر نو اوسی اندیشہ مین آکر چتور کو گھیرا اور عدم حصول مدعا سے اوکتا کر چلا گیا راجہ بار بار کے رگڑے جھگڑے سے دق ہوگیا تھا خیال کیا کہ اس مرتبہ سلطان سے ملاقات کرے یقین ہی کہ بر سر رحم ہو آخر ایک مرتبہ کسی کمینے کے ساتھ سات کوس پر جاکر سلطان سے ملاقی ہوا اوس نامرد نے کام تمام کرایا اور اوسکی جگہ ہزار سین کو حکومت ملی اور سلطان نے ہیوچک قلعہ کو گھیرا جنکے لیے یہ فساد اوٹھا تھا اونھون نے پروانہ وار شمع حیات کو حیا کی تجلی سے جلاکر خاکستر کردیا رتن سین کا ... رہتا تھا جالور کے حاکم سلطان مالدیو چوہان کو چتور کی ایالت عطا ہوئی اوس سے

یہانسے پیر اوٹھائے گجرات جا پہونچے یہ مصیبت کے مارے بیابان بیکسی اور خواری مین بحالت بیقراری خیبر سے ناگاہ تقدیر کے راستے سے ایک راستباز سیل دیو نام وہان پر آگذرا اوسکی تنہائی پر دل کو درد آیا کسی ہمراہی اوسکی ساتھ دینے کو فرمایا اوسنے رادہن پور لیجاکر پرورش کی جب وہ بیابان زاد بڑا ہوا کمینون کی ہم نشینی سے رہزنی اور دل آزاری اختیار کی بدمعاشون کا ہجوم ہوا گجرات کا خزانہ قنوج جاتا تھا انکے ہاتھ لگا ـ تقدیر مین کچھہ نیکی بدی تھی جا بنیا بقال ہوا فق ہوا تلوار پر رجوع ہوا پچاس برس کی عمر مین فرمانڈہی ملی مٹن اوسکا بسایا ہوا ہی ـ کہتے ہین کہ راجہ کو دار السلطنت کے لیے بڑا تردد اور جستجو تھی انہل نام چرواہے نے کہا کہ مینے بہت عمدہ زمین پائی ہی اگر میرے نام سے معمور ہو تو نشان ملادون اقرار ایفای عہد ہوا اوسنے ایک ایسا درخت زار بتلایا جس مقام پر ایک خرگوش کتے سے لڑکر جیتا تھا راجہ نے اوس سرزمین کو آباد کرکے انہل پور نام رکھا نجومیون نے التماس کیا کہ دو ہزار پانسو برس اور سات مہینے نو روز کے بعد یہ آبادی ویران ہو ـ خراب ہونے پر نہروالہ نام ہوا چونکہ اوس ملک کی زبان مین عمدہ کو پٹن کہتے ہین لہذا اسی نام سے مشہور ہوا ـ راجہ سوانگی کی لڑکی دہلی کے راجہ دندک کے لڑکی سی منعقد ہوئی حاملہ ہوتے ہی وضع حمل کے نزدیک بیمار ہوکر مر گئی پیٹ پھاڑ کر بچا نکالا گیا اوس وقت چندرمان سولوین منزل مین تھا جسے اہل ہند مول کہتے ہین پس اوسکا نام مولراج رکھا گیا سامت سنگہ نے اپنی فرزندی مین قبول کیا اور پرورش پر نظر کی جب بزرگ ہوا بیراہون کی سازش سے قدم قدم پر ناہنجاری کرنے لگا راجہ کی لغزشین دیکھیے مستی مین سلطنت اسکے نام کرتا جب ہوش آتا واپس کر لیتا اس اولٹ پھیر نے اس شوریدہ سر کو عاجز کر دیا بدسرشتی سے ولینعمت کی بدخواہی مین سر اوٹھایا آخر کو مار ڈالا خود سر آرا ہوا ـ جامند کے عہد مین واقعہ سنہ ۴۱۶ ہجری مطابق سمت ۱۰۶۲ بکرمی کو سلطان محمود غزنوی نے یہان چڑھائی کی لیکن اپنی طرف سے حاکم مقرر کرنے مین اچھا نہ سمجھا کسی راجہ کی اولاد مین تصرف کرادیا سالانہ پیشکش مقرر ہو گیا سند کی راہ سے واپسی کی سبیل ہوئی تعجب کی بات سنیے بادشاہ نے اپنی بیاہی ہوئی راجہ کی چاہ مین اوسکی نسل سے کسیکو قید کر لایا جب کسیقدر عرصہ گذرا راجہ نے اوس قیدی کو کسی دور اندیشی سے طلب کیا جب وہ نزدیک پہوچا راجہ خود پیشتر روانہ ہوا تا کہ بدسرشتون کی پہونچ نہونے پاوے جس روز کہ ملاقی ہون گے راجہ تھوڑی دیر کسی درخت کے نیچے سو گیا بخت خفتہ نے ایسا چشم زخم پہوچایا کہ نظر نملا سکا یعنی کسی شکاری مرغ نے راجہ کی آنکھین شکار کین اندھا ہو گیا اوسوقت روشندلون کے یہ مدنظر تھا کہ اندھے کو حاکم نہین بناتے تھے فوج نے اوسی قیدی کو آزاد کرکے جویبار سلطنت کا سرو آزاد بنایا اور اوس فاختائی اندھے کو طوق پہنا کر قید کیا کمارپال سولنکھی نے جان کے خوف سے جی چرا بجرا کی راہ پکڑی جب جی سنگھہ نے قالب عنصری سے انتقال کیا کمارپال نے صحرا نوردی سے آکر گلزار حکومت کی گلگشت کی

...بمبیئی المتاخرین سوائے سورت کے جسمین نقد اکیس کرور اور بہتر لاکھ چھبیس ہزار تین سو ستر بگیمہ تمین بسود اوسمین سے
چار لاکھ بیس ہزار دوسو چوہتر دام سیورنال اور زمیندار کے سرسٹھہ ہزار تین سو چھتر سوا اٹھاسی ہزار نوسو پیادہ ہین

جدول فرمانروایان قوم سلنکھی

نام	سال وغیرہ	نام	سال وغیرہ	نام	سال وغیرہ
۱۔بنسراج	۶۰ برس	۲۔جوگراج	۳۵	۳۔بھیم راج	۲۵
۴۔بھوردیو	۲۹	۵۔بجی سنگھ	۲۵	۶۔رتنادت	۱۵
۷۔سامنت	۴				

کل سات نفرنے ایکسو ترانوے برس گذار حکومت کی باغبانی کی

جدول دیگر

۱۔مولراج	۵۶	۲۔جایانند	۱۳	۳۔درگھہ	۱۱—۶
۴۔بھیم	۴۲	۵۔سدھراج	۵۰	۶۔کمارپال	۲۹
۷۔لل بول	۲۰				

انھون نے دوسو اکیس برس جانداری کی مزے لوٹے

جدول دیگر

۱۔بیسا	۶	۲۔کرن	۳۱	۳۔جی پال	۳۰
۴۔ہردمول	۳۲	۵۔ارجن دیو	۱۰	۶۔کنددیو	۱۹

ایکسو اٹھائیس سال دولت واقبال نے یاوری دی اور قوم بھگیلہ کی کامرانی رہی

جدول دیگر

۱۔سارنگدیو	۲۱	۲۔بلدیو	۳۴	۳۔سلطان مظفر نایک	۴
۴۔سلطان احمد	۳۲	۵۔محمد شاہ	۲۰	۶۔قطب الدین	۷—۶
۷۔داود شاہ	۵۶۷—	۸۔محمد	۵۵	۹۔سلطان مظفر	۱۵
۱۰۔محمد شاہ	۱—۶	۱۱۔سلطان محمود	۱۸	۱۲۔نصیر خان	۔۔۴ ماہ
۱۳۔سلطان بہادر	۱۱	۱۴۔سلطان احمد		۱۵۔سلطان مظفر	۱۲۰۰

پندرہ نفر نے دوسو ستائیس برس گیارہ مہینے تخت آرائی کی

ہندی کتابون مین ایسا لکھا ہی کہ ۸۰۲ سنہ بکرمی مطابق ۵۲ سنہ ہجری کو اول اول ہنسراج نے شمع حکومت
روشن کی گجرات بطور خود جدا سلطنت ہوگئی راجہ سری تھوردیو قنوج والے نے سامت سنگھ ماتحت کو
اسکی اعمال کے یاداشت مین مار ڈالا اور گھر بار تاراج کردیا اسکی بی بی حاملہ تھی جار ناچار جسطرح ہوسکا

وقت جنگ وجدل کے دلاوری کے قصے بیان کرتے ہین کسیقدر غیب گوئی سے نصیب ہی — ہندوستان مین کوئی
ایسا ہی بزرگ شخص ہوگا جسکے ہمراہ اس فرقہ کے دو چار شخص نہون اور بھاٹ بھی آفرین خوانی اور معرکہ آرائی وغیرہ
مین نامی مثل اگرچہ بہ نسبت چاران کے بھاٹ لوگ زیادہ معتبر ہین لیکن معرکہ شمشیر مین چارن کی تیز دستی مشہور ہی
بعض ایسا کہتے ہین کہ چارن نے بموجب خواہش خداوند تعالے کے فوراً وجود پکڑا اور بھاٹ مہادیو کی پیشانی سے
ظاہر ہوا سرکار احمدآباد اور پٹن اور سورٹھہ کے درمیان چار نوارہ ہین ایک نشستگاہ ہی نوے کوس لمبی اور سات
تیس کوس چوڑی اوسے رن کہتے ہین — اکثر بارش باران سے دریا کا جوش ہوکر اس زمین کو گھیرلے اور بعد برسات کے
پانی بھی کم ہوا اکثر جگہ خشک ہوکر نمک نکلتا ہی — اور پرگنہ جھالاوارہ مین اسکا محصول جمع ہو — اسکے پورب رخ
احمدآباد اور پچھم کی طرف ولایت کچھہ ہی ڈھائی سو کوس لمبا اور سو کوس چوڑا اور پچھم ہی مین سندھ ہی جہان
اکثر جنگل اور ریگستان گھوڑا عمدہ ہوتا ہی تازی جانتے ہین اور اونٹ بھی اچھا میسر آتا ہی اوس سرزمین کا سردار
جادوان کے خاندان سے ہی — اس الوس کی سپاہ دس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ ہی مردم نیک رو بلند قد
دراز ریش شہر بھیج دار الحکومت ہی یہان دو مضبوط قلعہ ہین اوسکے جنوب کے طرف ایک بڑا زمیندار جام نام ہی
اوسکی زمینداری ہین اوسکے خویش بکثرت ہین عہد اکبر سے پیشتر دو مہینے کی لڑائی کے بعد ولایت سے جام کو نکالا
اور وہ درمیان ولایت جیتوہ اور بادھل اور چارن اور تونبیل کے سورٹھہ مین اقامت گزین ہوا اسکے علاوہ اور بھی
عمدہ زمین حاصل کی شہر نوانگر آباد کیا جسے چھوٹا کچھہ کہتے ہین قابل زراعت بہت سی زمین رکھتا ہی نوانگر مین
حاکم رہتا اور سات ہزار سوار آٹھہ ہزار پیادہ کا سردار ہی اونٹ اور بکری بہتر ہوتی ہی — میکرنج جسے باک
کہتے ہین اسکے درمیان ہوکر دریاے مہندری نکلتا ہی یہان کا جدا حاکم ہی ڈونگرپور اور بالودہ اور سوبالسوالہ بھی
علیحدہ حکومت مین ہی سرکار پٹن بھی جداملک دار الحکومت قصبہ سروہی ہی ایک قلعہ ہی الوگڈھ نام بارہ گانون
اوسمین آباد اور چراگاہ عمدہ اور نیز ایک ولایت ہی جسکی ترقی دریا اور شمالی سلیم اور جنوبی دوب تک اور غربی
جانپانیر ساٹھہ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا ماہان چوہان کی زمینداری ہی اور جاے حکومت قصبہ موہان —
فیل صحرائی بکثرت ہی — سرکار سورت اور ندربار کے درمیان کوہسار ہی آباد بگلانہ نام راٹھور کی زمینداری
شفتالو سیب انگور اناس انار لیمو کی پیداواری ہی اور سات مشہور قلعہ ہین اونمین سے مولیر اور سالیر
بہت خوش قطع — ندرا اور نادوت کے درمیان کوہستان ہی ساٹھہ کوس لمبا اور چالیس کوس چوڑا قوم راجپوت
اور لوس کوہل رہتے ہین — اس سرزمین کا پانی نہایت ناقص چاول اور شہد عمدہ ہوتا ہی تو سرکار اور انیسو
اٹھانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین انمین سے تیرہ بندرگاہ جمع تینتالیس کروڑ ارسٹھہ لاکھہ دو ہزار تین سو
اکیدام اور ایک لاکھہ باسٹھہ ہزار چھہ سو اٹھائیس محمودی اور سہ ربع بندرگاہون کے حاصلات پیمایش ہوئی

برگزشتہ شہرون سے ہی تین سو مندر اور ہر ایک بتکدہ کے پاس ایک تالاب اور برہمنون کی آبادی ہی — جانا مر پہاڑ
قلعہ ہی بہت اونچا ڈھائی کوس تو نہایت دشواری سے طی ہوتا ہی چند جگہ پر دروازہ اور ایک جگہ سانٹھہ گز کے قریب
کاٹ کر تختہ بند کیا ہی بروقت ضرورت کھول لیتے ہین یہان میوہ عمدہ ہوتا ہی — سورت مشہور بندرگاہ جسکے
پاس سے دریاے تپتی نکلتا ہی اور سات کوس پر دریاے شور سے ملحق ہوتا — رامیسر اوس کنارے پر بندرگاہ ہی
اگلے وقت بڑا شہر تھا جسکے تابع کھدلوی اور بیسیار تھی میوہ بہت مخصوص انناس بکثرت اور روغن خوشبو ہر قسم کا
پیدا ہوتا زردشتی مذہب والے فارس سے آکر یہان آباد ہوئے انکی کتاب ژند پاژند ہی اور دفن ہوتے ہین —
بھروچ مین ایک عمدہ قلعہ ہی دریاے نربدا اسی مقام پر ہوتے ہوئے دریاے شور مین جا گرتا ہی یہ مقام عمدہ بنادرگاہ
مین ہی اسکے توابع مین گادی اور گندھار اور جنبھوت اور بھکور بندرگاہ ہین — قصبۂ ہانسوت کے نزدیک
ایک شکارگاہ بیس کوس کی لانبی اور چودہ کوس کی چوڑی آہو وغیرہ جانورون سے بھری ہی نہایت سبز و شاداب
دریاے نربدا کا کنارہ ہموار زمین — سورٹھہ جدا ملک اور اوسکی حکومت کھلوت مین پچاس ہزار سوار اور ایک
لاکھہ پیادہ کی سرداری تھی کھوکھند سے آرام رائی تک سوا سو کوس لنبا اور سردار سے دیوتک تہتر کوس چوڑا ہی اسکے
شرق رویہ احمدآباد اور شمالی ولایت کچھہ اور جنوب و غروب مین دریاے شور واقع ہی دریاے ہوا عمدہ میوہ فراوان
انگور اور خربزہ کی پیداوار ہی اس [illegible] کے تو ٹکڑے ہین اول جسکا نام — درتھہ ہی جسکی راہ بسبب کثرت درختان
اور کوہسار کے کسیکو نہ معلوم ہوئی ناگاہ کسی مرد مجرد کا گذر ہوا اور اوسی سے راز کھلا — سگنین ایک قلعہ ہی
جونہ گڈھ کے نام سے مشہور سلطان محمود نے اپنے زور بازو سے دسترسی پیدا کی اور اوسکے پایان مین ایک
پتھر کا قلعہ بنایا وہ بھی آٹھہ کوس کا گھیرا ہی آج کل خراب ہوا مگر آبادی کے لایق ہی اور اوسی قرب و جوار مین
قلعہ کرنال ہی اوسمین مذہب جین کا عبادتگاہ اور اکثر چشمہای روان ہین اور بندر کونڈی گولیات یہی ہی
اوسی نواح مین دو موضع ہین اوسیکے نام سے یہ بندرگاہ مشہور ہین اور جونہ گڈھ کے عرض مین ایک جزیرہ ہی سیال کہتے
نام چار کوس کا لنبا چوڑا اوسی سے ملا ہوا ایک جنگل ہی تیس کوس اکثر میوجات خودرو اور ندیان جاری ہی کسیقدر
گوبی لوگ رہتے ہین اس سرزمین کو آگر کہتے ہین — موضع لونگا گوشا کے پاس بہنا ور ندی دریاے شور مین ملتی ہی
یہان مچھلی ایسی نازک ہوتی ہی کہ اگر تھوڑی دیر دھوپ مین رکھین گل جاے — عمدہ اونٹ کوٹ سے زیادہ اور
اونچے راس کا گھوڑا یہان ہوتا ہی اور دوسرے مین بھی اسیطور پر — دریاے شور کے کنارے پر پٹن شہر مین
قلعہ سنگین ہی جسے پٹن سومنات کہتے ہین یہ بھی ایک بندرگاہ ہی — اوسکے قصبہ مین ۹ قلعہ سنگین زمین پر
معمور ہین دریاے شور کے تین کوس مین تلوار عمدہ بنتی ہی اوسی قرب مین ایک کنوان ہی جسکے پانی سے
تلوار کی آبداری بڑھتی ہی — منگلور اور دیو پور اور گوری نار اور احمد پور اور مظفرآباد مین دریاے سرستی سومنات سے

برگر گذشتہ شہرون سے ہی تین سو مندر اور ہر ایک بتکدہ کے پاس ایک تالاب اور برہمنون کی آبادی ہی — جانپانیر پہاڑ پر قلعہ ہی بہت اونچا ڈھائی کوس تو نہایت دشواری سے طی ہوتا ہی چند جگہ پر دروازہ اور ایک جگہ ساٹھہ گز کے قریب کاٹ کر تختہ بند کیا ہی بروقت ضرورت کھول لیتے ہین یہان میوہ عمدہ ہوتا ہی — سورت مشہور بندرگاہ جسکے پاس سے دریاے تپتی نکلتا ہی اور سات کوس پر دریای شور سے ملحق ہوتا — رامیسر اوس کنارے پر بندرگاہ ہی اگلے وقت بڑا شہر تھا جسکے تابع کھدیوی اور بیپار تھی میوہ بہت مخصوص اننناس بکثرت اور روغن خوشبو ہر قسم کا پیدا ہوتا زردشتی مذہب والے فارس سے آکر یہان آباد ہوئے انکی کتاب ژند پاژند ہی اور دفن ہوتے ہین — بھروچ مین ایک عمدہ قلعہ ہی دریاے نربدا اسی مقام پر ہوتے ہوئے دریاے شور مین جا گرتا ہی یہ مقام عمدہ بنادرگاہ مین ہی اسکے توابع مین گاوی اور گندھار اور بھابھوت اور بھکور بندرگاہ ہین — قصبۂ ہانسوت کے نزدیک ایک شکارگاہ بیس کوس کی لانبی اور چودہ کوس کی چوڑی آہو وغیرہ جانورون سے بھری ہی نہایت سبز و شاداب دریاے نربدا کا کنارہ ہموار زمین — سورٹھہ جدا ملک اور اوسکی حکومت کہلوت مین پچاس ہزار سوار اور ایک لاکھہ پیادہ کی سرداری تھی کھوکھہ سے آرام رائی تک سوا سو کوس لنبا اور سردار سے دیو تک تہتر کوس چوڑا ہی اسکے شرق رویہ احمدآباد اور شمالی ولایت کچھہ اور جنوب و غروب مین دریاے شور واقع ہی دریاے ہوا عمدہ میوہ فراوان انگور اور خربزہ کی پیداوار ہی اس [illegible] کے نو ٹکڑے ہین اول جسکا نام — درتھہ ہی جسکی راہ بسبب کثرت درختان اور کوہسار کے کسیکو نہ معلوم ہوئی ناگاہ کسی مرد مجرد کا گذر ہوا اور اوسی سے راز کھلا — سنگین ایک قلعہ ہی جونہ گڈہ کے نام سے مشہور سلطان محمود نے اپنے زور بازو سے دسترسی پیدا کی اور اوسکے پایان مین ایک پتھر کا قلعہ بنایا وہ بھی آٹھہ کوس کا گھیرا ہی آج کل خراب ہوا مگر آبادی کے لایق ہی اور اوسی قرب جوار مین قلعہ کرنال ہی اوسمین مذہب جین کا عبادتگاہ اور اکثر چشمہای روان ہین اور بندر کو ندی گولیات یہی ہی اوسی نواح مین دو موضع ہین اوسیکے نام سے یہ بندرگاہ مشہور ہین اور جونہ گڈہ کے عرض مین ایک جزیرہ ہی سیال کوٹ نام چار کوس کا لنبا چوڑا اوسی سے ملا ہوا ایک جنگل ہی تیس کوس اکثر میوجات خودرو اور ندیان جاری ہی کسیقدر گوبلی لوگ رہتے ہین اس سرزمین کو اگر کہتے ہین — موضع ٹونگا گوشا کے پاس بہنا ور ندی دریاے شور مین ملتی ہی یہان مچھلی ایسی نازک ہوتی ہی کہ اگر تھوڑی دیر دھوپ مین رکھین گل جاے — عمدہ اونٹ کوٹ سے زیادہ اور اونچے راس کا گھوڑا یہان ہوتا ہی اور دوسرے مین بھی اسیطور پر — دریاے شور کے کنارے پر پٹن شہر مین قلعہ سنگین ہی جسے پٹن سومنات کہتے ہین یہ بھی ایک بندرگاہ ہی — اوسکے قصبہ مین ۹ قلعہ سنگین زمین پر معمور ہین دریاے شور کے تین کوس مین تلوار عمدہ بنتی ہی اوسی قرب مین ایک کنوان ہی جسکے پانی سے تلوار کی آبداری بڑھتی ہی — منگلور اور دیوپور اور گوری نار اور احمدپور اور مظفرآباد مین دریاے سرستی سومنات سے

کثرت سے ہین صدف مین ایسا نقش بناتے ہین کہ عمدہ عمدہ خطوط ظاہر ہون اور قلمدان اور صندوقچہ وغیرہ
بنتے ہین — چیرہ — فوطہ — جامہ وار مخمل — زربفت — خارا وغیرہ اور رومی فرنگی اور ایرانی وغیرہ کپڑون
کی تقلید کرتے ہین ہر طرح کے ہتھیار خصوص تیر وکمان عمدہ بنتے ہین جواہرات کی خرید وفروخت بکثرت ہی
ولایت روم اور عراق اور فرنگ سے نقرہ آتا ہی   اول دار الخلافت مقام پٹن تھا اور چند جانپانیر اور
آج کل احمد آباد ہی عمدہ طرح کی آبادی سابرمتی کے کنارے پر آباد ہی جسکی چوڑائی ۲۳ درجہ ہی آب وہوا بہت اچھی
اکثر ملکون کا اسباب یہان بہم پہونچتا ہی جو کہ دوسرے ملکون مین شاید کہ نہ میسر ہو — قلعہ یہان کا عمدہ
اوسکے گرد ۳۶۰ معمورہ ہین جسے پورہ کہتے ہین اور ہر ایک بجاے خود ایک شہر کا نمونہ ہی ہنوز چوراسی
پورہ آباد ہین اونمین ایک ہزار سنگین مسجد اور ہر ایک مین عمدہ منارے اور کتابہ ہین پورہ رسول آباد مین
شاہ عالم بخاری کا مزار ہی بتوہ نام قصبہ احمد آباد سے تین کوس پر ہی قطب عالم پدر شاہ عالم کا مقبرہ ہی
اور نیز دیگر بزرگ بھی وہان پر مدفون ہین باغون کی کثرت ہی قطب عالم کی درگاہ پر تخمینا ایک ہاتھ ٹکڑا
پڑا ہوا ہی کوئی لکڑی کوئی پتھر لوہا کہتا ہی اور تین کوس پر موضع سرکھیج مین شیخ احمد کھتو اور سلطان احمد
مدفون ہین — نیل ایسا عمدہ ہوتا ہی کہ اکثر جگہ جاتا ہی اوس سے بارہ کوس پر محمود آباد سلطان محمود کا تعمیر
کرایا ہوا عمدہ عمدہ عمارتون سے معمور ہی اوسکے پاس دیوار بنائی گئی ہی آدہ آدہ کوس پر باغ اور سرا
ہین اوسی مین آہو وغیرہ عمدہ عمدہ شکار رکھے گئے ہین مرزبان اندلوی کا برا ایلچی اسن نام عہد اکبری مین تھا
بس ریاضت گر اول غلہ گو کو دیتا تھا اور اونکے سرگین سے دانہ چنتا تب اپنی غذا کرتا برہمنون کے ملت ہین
یہ عمل نہایت عمدہ اور برگزیدہ ہی اور اوسکو اوس راٹھور مین بہت بڑا شخص جانتے تھے — پانسو سوار
اور دس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین تھے کھوکہ کا بندرگاہ اور کنبایت اسی سرکار مین ہی ہر قسم کے
سوداگر کا فرودگاہ عمدہ عمارتین کھوکہ سے جہاز لاتا ہی اور وہین لنگر ہوتا کشتیان جنکو یاوری کہتے ہین
کنبایت کو جاتی ہین گرمی مین اچھی نرگاو ہوتے ہین تین سو روپیہ سے زیادہ کو جوڑی ملتی ہی اسکی نیکر قنار
[illegible] بارکشی عمدہ قسم کی ہوتی ہی — خانوادہ اگلے وقت مین علحدہ ملک تھا اوسمین ایک ہزار
[illegible] متعلق تھے لنبائی ستر کوس چوڑائی مین چالیس کوس دس ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ تھے آج بھی
[illegible] پیادہ اوسکے زیر حکومت اور وہ حاکم گجرات کا نیاز مند ہی قبل اسکے اوس جہالہ
[illegible] آباد ایک [illegible] مین دو قلعہ ہین اینٹ اور پتھر کے طولا اکیسو ستر درجہ اور دس دقیقہ
[illegible] دقیقہ وہان بیل عمدہ ہوتا ہی کہتے ہین کہ دو پہر مین پچاس کوس طے کر جاتا ہی
[illegible] — [illegible] پور دریاے سرستی کے کنارے پر قصبہ ہی اوسے معبد سمجھتے ہین

راجی رقیہ دختر سلطان مظفر کے لڑکے کو اسنے پناہ دی اور مدد کرکے ملک بھی واپس دلایا ۱۲ سال دادگری کی میران محمد
شاہ حسنی دو لڑکے تھے اوسکو مبارک شاہ سلطان بہادر سے دوستی ہوئی اپنا ولیعہد کرلیا محمود نے اپنے بھتیجے اور
لڑکے کو اوسکے سپرد کیا اوسنے مرتبہ کا پاس کرکے بلا تکلیف رسانی حکومت خاندیس کی اوسکے سپرد کی محمود کو گسیل کیا
تاکہ گجرات کی سلطنت حاصل ہوئی سولہ برس دو مہینے تین روز سربراہی کرتا رہا جب اوسکی حیات کا جام لبریز ہوا
ملک کے سردارون نے اوسکے لڑکے ملک راجی احمد کو سردار بنایا میران شاہ نے اوس سے چھینکر خود سروری
اختیار کی ۱۲ برس ۶ مہینے ۵ روز مالکداری کی بعد ازان اوسکے لڑکے میران محمد نے سر اوٹھایا نو برس نو مہینے پندرہ روز بسر کیے جب اسکا وعدہ
پورا ہوا اوسکا چھوٹا بھائی راجی علیخان سلطنت کے بڑے مرتبے پر پہونچا اور عادل شاہ خطاب ہوا دکھن کی لڑائی مین شہنشاہ اکبر کی
فوج کے ہاتھون مارا گیا اور برہان پور مین دفن ہوا اکیس برس تین مہینے بیس روز کی حکومت کا فرد چکھ لیا پھر اوسکا لڑکا خضر خان
بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا ادبار کے دن نزدیک آگئے تھے پینتالیسوین سن جلوس اکبری مین ملک چھین گیا جسکا حال مفصل اکبرنامہ مین تحریر ہے

صوبہ برار

اصلی نام اسکا دردانٹ ہی درداندی ہی اور دانٹ کنارے کو کہتے ہین دوم اقلیم سے ہی درازی مین
سالہ سے بیراگڈھ تک دو سو کوس اور چوڑائی مین مدر سے ہنڈیہ تک ایکسو اسی کوس تک ہی پچھم بیراگڈھ ملا ہوا
شہر سے شمالی ہنڈیہ جنوبی تلنگانہ پچھم منگر آباد ہی دو جنوبی پہاڑون کے درمیان مین واقع ہی ایک کا نام بندہ
اور کاویل اور نرنالہ اور میل گڈھ برار کہتے ہین دوسرے کو کھیا ماہور اور رام گڈھ اوسکی بلندی پر آب و ہوا اور کھیتی
عمدہ اور اکثر ندیان ہین عمدہ دریاؤن مین گنگا - گوتمی جسے گوداوری بھی کہتے ہین ہندوستانی گنگا کو مہادیو سے
منسوب کرتے اور اوسکے عجائبات بیان کرتے ہین - سنیہا پہاڑ کے نزدیک سے جوش کھاکر احمد آباد سے ہوتے
ہوئے برار مین پہونچتی ہی یہان سے تلنگانہ کو رجوع ہوتی جب برسپت برج سنگھ مین آتی ہی دور دراز سے آدمی عبادت
کو آتے ہین دیگر دریا تاپی اور پورنا مین اسکی بھی پرستش کرتے ہین دیگر دیول گانون سے بور ندی اور اوس سے
دس کوس پر دریائے تاپی اور اوسی گانون مین ایک ندی میانام جوش مارتی ہی اس ملک مین چودھری کو دیس مکھ
اور قانونگو کو دیس پانڈیہ اور مقدم کو پٹیل اور پٹواری کو کلکرنی کہتے ہین یہان کا پایہ تخت ایلچ پور نام ایک شہر
ہی یہان ایک قسم کا بنفشہ گل خوشبودار ایک طرح کا پھول ہی جسکا نام بھوٹین جنیہ ہی بنگالہ مین بھی ہوتا ہی
ہند کی فصل تابستان مین جو ایران کا شروع بہار ہی اول زمین سے پھول اوگتا ہی اور ایک جگہہ سے چند مرتبہ
نکلتا ہی جب پھول تمام ہوئے نکلین سونٹھ کی پتیون کے طور پر شروع برسات تک سرسبز رہے اور جاڑے مین
خشک ہو بلکہ نشان تک روی زمین پر ناپدید ہو - پھر وہی بہار کے موسم مین یعنی شروع بیساکھ سے اوگنا شروع ہو
اوسکے سات کوس پر ایک بڑا عظیم قلعہ کاویل نام ہی اوسمین ایک چشمہ ہی جسمین ہتھیار کو بارڈھ دیتے ہین نیار کبھی

سراسیمگی مین ڈھونڈھنے لگا آخرکار مایوس ہوکر اوس مورت کی صورت بالو سے بنائی اور بلند جگہ پر رکھکر نیازمندی کرتا
تقدیر سے وہ پتھر ہوگئی اور ہنوز موجود ہی اوسکے پاس ایک چشمہ جوش کھاتا ہی اوسے گنگا جانتے ہین کہتے ہین کہ ایک
مرتاض قوم ہنود قدرت خدا سے ہر روز دریاے گنگ جو مشہور ہی اوسکے اشنان کو جاتا اور پھر لوٹ آتا ایک رات کو
اوس دریا نے خواب مین بشارت دی کہ عبث قطع مسافت کی محنت نکرنا چاہیے اب مین خود تیرے ویرانہ مین
اترتی ہون الغرض جب کہ چشمۂ خورشید لہرایا دریاے گنگ کو متموج مین پایا کہ ہنوز وہی جوش و خروش ہی
جامود پرگنہ پلیں ڈول کے نزدیک پہاڑ پر ایک قلعہ ہی نہایت بلند آمدنی قصبہ بہت آباد اوسکے قریب ایک حوض ہی
اوسمین سے گرم پانی نکلتا اور لوگ پرستش کرتے ہین — چوپڑہ قصبۂ کلان ہی اوسکے اطراف مین رامیسر نام
معبد ہی دریاے گرنی اور تپتی اوسی مقام پر باہمدگر ملتی ہین لوگ دور دراز سے اوسکی پرستش کو آتے ہین اور بجانب
قریب قلعہ ملکانہ کبھی فاروقیون کا بنگاہ تھا ہرچند یہ قلعہ زمین پر ہی مگر نہایت مضبوط بتیس پرگنہ متعلق ہین
تمام زمین کشتکاری سے بھری ہی — اکثر دیہات اوسکے مانند شہر کے ہین کسان لوگ مطیع اور کارگذار
اور پھیل اور گوند جمع اوسکی ایک کرور چھبیس لاکھ سینتالیس ہزار ۲ ٹنکہ ہی جب اسیر فتح ہوا او سیر دس بندرہ
زیادہ ہوئے پرٹنکہ کے چوبیس دام مقرر ہوئے اب اس حساب سے ۴۵ کرور ۲۵ لاکھ ۴۹ ہزار دو دام اکبری ہوئے
پچھلے وقتون مین یہ سرزمین اکثر خراب تھی اکثر باشندے قلعہ اسیر مین رہتے اور اس جگہ کو استھان کہتے
اور نمایش گری کرتے کہتے ہین کہ ملک راجی تہمتن بیباک بہادر ناکامی کی گردش سے بندر چھوڑ کر یہان آیا اور موقع
کر ویدائی تھانیسر مین چھاونی بنائی اور بومیون سے آزردہ ہوکر دہلی چلا گیا اور فیروز شاہ کی خدمت مین مشرف ہوا
شکار افگنی مین بڑا قدر انداز تھا بادشاہ نے پسند فرمایا جب اوسکی خواہش پر انعام کا وعدہ ہوا اوسنے اوسی
گانون کو طلب کیا اور اپنی تدبیر سے اور بھی دیہات حاصل کیے اور اکثر خرابہ اور ویرانون کو آباد کیا ۷۸۴ ہجری
تھانیسر کے مقام مین سرکشی کی عادل شاہ خطاب کرکے خود سر حکمرانی کرنے لگا سترہ برس اسی بدخلافی مین بسر کی
بعدہ اوسکا لڑکا غزنی خان نے وارث ہوکر نصیر شاہ لقب مقرر کیا اوسوقت سے اس سرزمین کا نام خاندیس
مقرر ہوا چالیس برس چھ مہینے چھبیس روز فرمانروائی کرتا رہا بعد ازان اوسکا بیٹا میران شاہ کارپرداز ہوا اکثر
اسکا نام عادل شاہ کہتے ہین تین سال آٹھ مہینے ۲۳ روز زندگی کی بعدہ اسکا بیٹا مبارک شاہ جرکھندی سلطان نے
سترہ برس چھ مہینے اونیس روز حکمرانی کی اوسکے بعد عادل شاہ عیسی نام حسن خان نے باپ کی ریاست مین
چھیالیس برس آٹھ مہینے دو روز کارپردازی کی اور برہانپور آباد کیا قلعہ اسیر کو فتح کیا اور سلطان احمد گجراتی کا
جسکا تعمیر کیا ہوا احمدآباد ہی داماد بنا جب اپنے دنیاے دون سے مفارقت کی اوسکا بھائی داؤد شاہ سات برس
ایک مہینے سترہ روز کارفرما رہا عادل شاہ بن حسن خان گجرات مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے مسماۃ بنکر

گہرائی کا ہی اوسکے قلعہ مین ایک منارہ ہی ہشت منظری جند گاہ حاکم کی نشستگاہ رہا پرانی عمارتین مین سلاطین خلج کی قبرین اکثر بنی ہین — ایک تعجب کی یہ بات ہی کہ موسم گرما مین سلطان محمود ولد ہوشنگ کی قبر کی گنبد کی بتی سے عرق نکلتا ہی ساده لوح فریفتہ ہوتے ہین — تمر ہندی مانند آم کل کے اور اوسکا مغز سفید ہوتا ہی ہندی نژادون کا قول ہی کہ پارس پتھر یہان پر پیدا ہوتا ہی جسکے چھونے سے لوہا سونا ہوجاتا ہی کہتے ہین کہ قبل راجہ بکرماجیت کے راجہ جگدیو نہایت نیکو کار تھا اسکی تلاش مین بہت سی پونجی صرف ہوئی ایک ٹکرہ پتھر سونے کا ہوگیا مگر یہ پتھر نملا آخر ماندن آہنگر سے چارہ جوئی کی اوسنے پتھر کو حاصل کیا اور اوسکے ذریعہ سے بیشمار سونا طیار کرکے بادشاہ کے حضور مین نذر کیا اوسی سونے سے بارہ برس مین قلعہ طیار ہوا اور حسب تمنائے آہنگر قلعہ کی دیوار مین اکثر سندان کی تصویر بنائی گئین ایکروز نربدا کنارے راجہ نے جشن کیا اور برہمنون کے دان مین اوس پتھر کو دیدیا برہمن نے حقیر سمجھکر نہایت رنج سے دریا مین پھینکدیا اور جب اوسکی خاصیت معلوم ہوئی حسرت اور افسوس کرنے لگا — اوس مقام پر اس قدر عمق ہی کہ ہنوز اوسکا اندازہ کوئی نہین پایا ہی — قصبہ دھار راجہ بھنوج کا دار الحکومۃ تھا — یہان پر تاک دو مرتبہ پھیلتا ہی اول مرتبہ شیرین تر — سرکار مندیہ مین جنگلی ہاتھی بکثرت اور ورنہ بار مین خربزہ اور انگور نہایت عمدہ ہوتا ہی — ۱۲ سرکارین اور تین سو ایک پرگنہ ہین پیمودہ زمین ۴۲ لاکھہ ۶۶ ہزار دو سو اکیس ہزار بیگہ اور ۶ بسوہ جمع ۲۴ کرور ۶ لاکھہ ۹۵ ہزار ۲۵ دام اونمین سے ۱۱ لاکھہ پچاس ہزار ۴ سو تین دام سیورغال یومی ۲۹ ہزار ۶ سوار ستٹھہ سوار اور چار لاکھہ ستتر ہزار تین سو اکسٹھہ پیادہ اور نوے ہاتھی ہین

جدول فرمانروایان

نام	سال و ماه	نام	سال و ماه	نام	سال و ماه
۱ ادھٹن جی	سو برس	۲ چندر جیت	۸ برس ۷ ماه ۳ روز	۳ سالباہن	۷۹ برس
۴ نرباہن	سو برس	۵ ست راج	سو برس		

فرمانروایان قوم میوار

نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ اودت میوار	۱۹ برس	۲ برہمراج	۳۰ برس ۷ مہینے	۳ ات برمھہ	۹۰ برس
۴ روشنگ سیدھر	۸۰ برس	۵ جی چند	۱۰ برس	۶ بھیمرتھ	سو برس
۷ گندھرپ	۳۵ برس	۸ بکرماجیت	۱۰۲ برس	۹ چندرسین	۸۶ برس
۱۰ کھرگ سین	۸۵ برس	۱۱ چترکوت	۱ برس	۱۲ کرم چند	ایک برس
۱۳ کناک سین	۳۸ برس	۱۴ چندرپال	سو برس	۱۵ مہندرپال	۷ برس
۱۶ بیجے بنند	۶۰ برس	۱۷ بھنوج	برس		

جملہ سترہ آدمی قوم میوار کے ایک ہزار ستاون برس حاکم رہے

مقام پر ایک کنوان ہے اکثر لوگ پرستش کرتے ہین جب جمعہ کے روز اماوس ہوتی ہے آفتاب نکلتے ہی وہ کنوان اسقدر
لبریز ہوتا ہے کہ بدون رسی کے سلسلہ کے پانی پانا آسان ہے — سنگھانہ اور اودیپور اور کوٹ پوتلی مین تانبے کی کھان
اور قصبہ کانوری مین ندیان سرد اور گرم اکثر ہین ۱۳ سرکار اور ۲۰۳ پرگنہ زمین پیمودہ دو کرور اٹھتر لاکھ ۶۲ ہزار
۱۹۱ بیگہ ۱۸ بسوہ جمعی ۵۴ کرور ۶۲ لاکھ پچاس ہزار تین سو چار دام انمین سے ایک کرور بیس لاکھ پانچ ہزار سات سو
ساڑھے تین دام سیورغال یومی پچاس ہزار چھ سو اکاسی سوار اور پانچ لاکھ چھتتر ہزار پانسو ستتر پیادہ اور دو سو ہاتھی

صوبہ مالوہ

دوم اقلیم سے ہی گڑھ سے بانسوارہ تک دراز دو سو پینتالیس کوس اور چوڑا چندیری سے ندربار تک دو سو تیس کوس شرقی باندھون شمالی نرور
جنوبی بگلانہ غربی گجرات اور اجمیر جنوبی پہاڑ — دریائے نربدا سپرا کالی سند بیتمیہ گودی ان دونو مین تین کوس نہر ہی صاف وسبک
کنارون پر خودرو بید اور رنگین پھول اور خوشبو اور پرسیاوشان اور سایہ دار درخت اور گلاب اور سبزہ زار اور عمارتین بلند — آب وہوا
معتدل جاڑے مین لباس پنبہ اور گرمی مین آب شورہ کی کم ضرورت ہوتی ہے چار مہینے برسات مین گلابی جاڑے
کی کیفیت ہوتی ہے کہ رات کو بالاپوش کی حاجت ہو اس صوبہ کی زمین بہ نسبت اور سرزمین کے کسیقدر اونچی
اور سب مین کھیتی ہوتی دونو فصل عمدہ ہوتی ہین خاصکر گیہون اور پوستا اور اونکھ اور آنب اور خربزہ اور انگور
مقام حاصل پور مین ایک سال مین دو مرتبہ انگور ہوتا ہے — پان عمدہ کپڑے اچھی بناوٹ کے موجود ہین
یہان کے کسان اور بنیے بھی ہتیار باندھتے ہین اس ملک کا دارالملک اوجین ہے سپرا کے کنارے پر معمور آ
عجائبات مین کہتے ہین کہ کبھی کبھی دودھ جوش کرتا ہے لوگ لیجاتے ہین اور اپنے مصرف مین لاتے جب کبھی ایسا
اتفاق ہو راجہ کے حق مین عمدہ شگون ہوتا ہے اسکے نزدیک برہمنون کے تین سو ساٹھ مندر عبادتگاہ ہین شیخ ابوالفضل
نے اکبرنامہ مین ایسا لکھا ہے کہ چھیالیسوین سال الٰہی کو موجب حکم مجھے دکھن کے سفر کا اتفاق ہوا جب وہان پہنچا
تا قبل اوسکے ۱۶ فروردین کے ہفتہ کو چار گھڑی رات گذرنے پر دودھ کا جوش ہوا ہندو مسلمان چھوٹے بڑے
گھڑون مین بھر لائے اوسی قرب مین ۳۶۰ عبادتگاہ برہمنون کے ہین اور اوسی شہر کے نزدیک کالیادہ نام ایک
مقام ہے اوسکا احاطہ نہایت دلکشا حوض لبریز گرد مکانات گذشتہ زمانے کا یادگار ہے — گڈھ ایک علیحدہ ملک ہے
درخت زار جنگلی ہاتھی بہت — وہان کے کٹ نگار محصول جگہہ پر ہاتھی دانت دیتے ہین اور وہین کے زراعت سے
دکن اور گجرات کو آسودگی ہے — چندیری گذشتہ بڑے شہرون مین سے ہے یہان پر قلعہ سنگین اور چودہ ہزار
پتھر کے محل کلان اور ایکسو چوراسی بازار اور ایکسو ساٹھہ سرای اور بارہ ہزار مسجد ہین — نو مین نام قصبہ کے
دریائے بیتھہ کے کنارے جل مانس اوسمین سے ظاہر ہوتے ہین اور ایک ایسا بڑا مندر ہے کہ اگر اوسمین نقارہ
بجاوین آواز باہر نجائے — سرکار بیجاگڈھ کے جنگل مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین — منڈو ایک شہر بارہ کوس کی

جانشین کیا سلطان فیروز مکرر بنگالہ جاکر صلح ہو جانے سے واپس آیا جب سلطان غیاث الدین اسکا لڑکا تخت دہلی پر بیٹھا خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل حضور مین بھیجی جسکا ایک شعر یہ ہی ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود ۔ شمس الدین کے زمانہ مین اوسکے پوتہ کانسی نام نے چیرہ دستی کی دولت و اقبال اوسکی طرف ہو گیا جب اوسکی عمر کا دن شام ہوا اوسکے لڑکے نے مسلمان ہوکر سلطان جلال نام پایا ۔ اس ملک کی یہ رسم تھی کہ کئی ہزار پیادہ پایک دولتخانہ کے گرد پہرہ دیتا تھا ایک رات کو کسی خواجہ سرا نے پیادون کی شہ سے پادشاہ کی بساط زندگانی پلٹ دی اپنا خطاب باربک شاہ مقرر کیا اور فرمان دہی پر اپنا رخ کیا ایک سال کے بعد مظفر نام حبشی غلام نے پایکون کی مدد سے اسکی جان لی اور خود سریر آرا ہوا ۔ علاؤالدین مظفر کے نوکرون مین تھا اسنے بھی پیادون سے ملکر اوسکو ہلاک کرکے تخت آرا ہو بیٹھا زمانہ کی کجبازی سے چند روز تک اس سرزمین مین سرہنگون کی بن آئی تھی اسنے تخت پر بیٹھتے ہی عدل و معدلت کی راہ پکڑی سرہنگون کے سزا کی بعدہ نصیب شاہ اوسکا لڑکا باپ کے مانند داد و دہش مین مصروف ہوا بھائیون کی پرورش زیادہ تر ملحوظ تھی جب بابر بادشاہ کی آویزش مین ابراہیم لودی کا زمانہ آخر ہوا اوسکے لشکر کے سردار نصیب شاہ کے پاس پناہ جو ہوئے ۔ ہمایون بادشاہ نے شیر شاہ جہانگیر کے ہاتھہ سے حکومت بنگالہ کی چھینکر قلی بیگ کی حوالہ کی جب شیر شاہ نے دوبارہ حکومت ہمایون سے لیلی قلی بیگ کو قول دیکر بلایا اور عہد شکنی کرکے اوسکی جان لیلی سلیم شاہ کے عہد مین محمد خان اوسکا خویش پرستاری کو دادگری ہمدوش رکھتا تھا جب ممریز خان کشمکش مین مرگیا خضر خان باپ کی جگہ پر کارپرداز ہوا اور بہادر شاہ خطاب مقرر کیا اور جنگ کے چنگل اجل مین ممریز خان نے جان دی ۔ بہادر شاہ کے بعد اوسکا بھائی جلال الدین ریاست کا مالک ہوا تاج خان سلیم شاہ کے امیر نے اسکی جان ماری اور سلیم شاہ کے بعد خود تخت نشین ہوا بعدہ اوسکا چھوٹا بھائی سلیمان کرزانی اگرچہ خیال بادشاہی کا رکھتا تھا مگر مصلحتاً اکبر بادشاہ کے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا بعدہ اوسکے لڑکون بایزید اور داؤد نے اپنے نام کا سکہ و خطبہ مروج کیا آخر امرای اکبری نے اونکو مغلوب اور مقتول کرکے بنگالہ کو فتح کرلیا یہ حال اکبرنامہ وغیرہ کتب سیر مین مفصل مندرج ہی

صوبہ بہار

دوم اقلیم سے درازہی تلیا گڈھی سے لیکر دریاچہ کرم ناسہ تک جو سرکار رہتاس کے تابع ہی ایکسو بیس کوس ۔ اور چوڑائی مین ترہت سے اوتر کے پہاڑون تک ایکسو دس کوس تک ہی اسکے پورب بنگالہ اور پچھم الہ آباد اور شمالا اودھ اور جنوبا کوہ بزرگ واقع ہی اس صوبہ کے عمدہ دریاؤن مین گنگا اور سون اور گنڈک ہی کہتے ہین کہ گڈھ کے نزدیک ایکھی پوتہ نی سے دریاے سون اور نربدا اور جھلا جوش مارتے ہین گنگا اور سون کا پانی نہایت فرحدار اور گوارا ہی ۔ گنگا تو اوتر کے پہاڑون سے اور سون جنوبی پہاڑون سے نکلکر منیر کے پاس گنگا مین ملتا ہی اور گنڈک

نام	سال وزارت	نام	سال وزارت	نام	سال
١٩ محمود شاہ ولد فیروز شاہ	ایک برس	٢٠ مظفر حبشی	٣ برس ۵ ماہ	٢١ سلطان علاؤ الدین	٢٧ برس
٢٢ نصیب شاہ ولد علاء الدین	١١ برس	٢٣ شیر شاہ		٢٤ ہمایون بادشاہ	
٢٥ شیر شاہ دوسری مرتبہ		٢٦ محمد خان		٢٧ بہادر شاہ ولد محمد خان	
٢٨ جلال الدین خان لڑکا محمد خان کا		٢٩ غیاث الدین		٣٠ تاج شاہ	
٣١ سلیمان		٣٢ بایزید		٣٣ داؤد	

سلطان قطب الدین ایبک سے لیکر داؤد شاہ تک پچاس نفر نے ٣٨٠ سوا اسی برس بنگالہ کی فرمان روائی کی اوسمین سے
سلطان قطب الدین ایبک کے زمانے سے محمد تغلق شاہ تک انفر نے ایکسو ٥٦ برس دہلی کی اطاعت مین بسر کی اور
٣٣ نفر نے فخر الدین سلاحدار کے وقت سے داؤد افغان تک ٢٢٤ برس خودسری کی اور بعد داؤد کے عالمگیر ثانی
تک ١٧٦ برس حکام بنگالہ نے سلاطین دہلی کی اطاعت کی آج کہ ١١٩٧ ہجری مین ابتدای سلطنت شاہ عالم بادشاہ
عالمگیر ثانی سے ٢٤ سال گذرتے ہین کہ بنگالہ سلطان دہلی کی حکومت سے باہر ہے قبضۂ انگریزی مین آگیا پہلا راجہ
جراجودھن دہلی مین آیا اور چار ہزار نوسو چھتیس برس گذرے کہ مہابھارت کی لڑائی مین فوت ہوا — اور آخرین راجہ
توچہ کا جسوقت پیمانۂ زیست لبریز ہوا رای لکھمی کے لڑکے کو بادشاہی ہوئی اوسوقت مین بنگالہ کا دار الملک شہر ندیا
تھا نہایت عقل خیز سرزمین تھی ابھی تک اوس جرابہ مین دانش اور تمیز کے آثار پائے جاتے ہین منجمیون نے اوسی زمانہ مین
ادبار کی آمد سے اطلاع دی تھی اور محمد بختیار خلجی سے اس امر کا ظہور بیان کیا راجہ نے اونکے باتون کو خواب خیال
سمجھا یہ دوربین لوگ اپنی راہ لگے دور دراز نکل گئے اوسوقت قطب الدین ایبک ہندوستان مین شہاب الدین غوری کے
طرف سے مامور تھا اوسنے اپنے نیروی خلجی سے ملک بہار کو فتح کیا جب بنگالہ مین آیا راجہ کشتی پر سوار ہوکر بھاگ گیا
اسنے شہر مین قبضہ پاکر خوب لوٹ کی اور اوس شہر کو ویران کرکے لکھنوتی آباد کی جو کہ اب قلعہ گوڑہ کے نام سے مشہور ہے
اور اوسوقت سے بادشاہان دہلی کے زیر حکومت ہوا راجہ توچہ کے مرنے کو اسوقت مین کہ آخر شوال اور سنہ ١١٩٧ ہجری
مین چار سو ستتر برس گذرتے ہین سلطان تغلق کے عہد مین قدر خان حاکم بنگالہ تھا ملک فخر الدین سلاحدار نے
دنیوی لالچ سے اپنے ولی نعمت کو مار ڈالا اور اپنے نام بزرگی حاصل کی دہلی کی اطاعت سے روگردان ہوگیا
ملک علی مبارک جو قدر خان کے منظور نظر تھا سلطان علاؤ الدین کے اتفاق سے فخر الدین کی لڑائی کو اوٹھ کھڑا ہوا
اور اوس نعمت فراموش کو عین کارزار مین زندہ گرفتار کرکے نیست کردیا حاجی الیاس علائی بنگالہ کے امراسے تھا
اپنے چند آدمیون کو متفق کرکے علاء الدین کو ہلاک کیا اور اپنا لقب شمس الدین مقرر کیا اسکو بھنگرہ بھی کہتے ہین
سلطان فیروز اسکی گوشمالی کو عازم ہوا اور سخت آویزش درپیش ہوئی چونکہ برسات کی فصل نزدیک تھی صلح کرکے
معاودت کی جب شمس الدین کا زمانہ آخر ہوا لشکر کے سردارون نے اوسکے بڑے بیٹے کو اسکندر شاہ کا خطاب دیکر

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۵۔ راجہ بھودت	۶۱	۶۔ راجہ رکھدیو	۵۲	۷۔ راجہ گردھر	۷۱	۸۔ راجہ پرتھی دھر	۶۰
۹۔ راجہ ششٹ دھر	۵۱	۱۰۔ راجہ پربھاکر	۵۸	۱۱۔ راجہ جیدھر	۲۰		

یہ گیارہ نفر نے ۶۳۷ برس بطناً بعد بطن تخت آرا رہے بعد کالنا بوس کے خاندان مین اقبال نے پیش قدمی فرمائی

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱۔ راجہ بھوپال	۵۵	۲۔ راجہ وترپال	۹۵	۳۔ راجہ دیوپال	۸۳	۴۔ راجہ بھونپال	۷۰
۵۔ راجہ دہنیت پال	۴۵	۶۔ راجہ نگمس پال	۷۵	۷۔ راجہ جی پال	۹۸	۸۔ راجہ راجپال	۹۸
۹۔ راجہ بھوگپال برادر راجپال	۵	۱۰۔ راجہ جگپال در بھوگپال	۲۴				

اس خاندان مین ۱۹۸ برس دس نفر کی کارپردازی رہی پھر دوسری قوم کا ہاتھہ نے دسترس پیدا کیا

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱۔ راجہ سکھہ سین	۳	۲۔ راجہ بلادل سین	۵۰	۳۔ راجہ لکھمن	۷	۴۔ راجہ مادھو سین	۵۶
۵۔ راجہ کیشو سین	۱۵	۶۔ راجہ سدا سین	۱۸	۷۔ راجہ توجھہ	۳		

۱۰۶ برس تک سات راجاؤن نے شش جہت دنیا مین علم سلطنت کو ہر ہفت بنایا

الکسٹھہ [۶۱] نفر ابتدای جلوس سکھدت کھتری اول راجہ سے ظہور اسلام تک بنگالہ مین اور ہنوز بادشاہان دہلی کے زیر حکومت مین ۳۴۳۰ برس فرمان روائی رہی اور ۵۹۸ھ ہجری سلطان قطب الدین کے عہد سے اب تک بنگالہ مین اسلام کا ظہور ہوا اوسوقت سے تغلق شاہ تک ۱۷ نفر ایکسو ۵۶ برس سلاطین دہلی کے زیر حکومت فرمان روا رہے بعد ازان ابتدای ۷۴۱ھ ہجری سے ملک فخر الدین سلاحدار کے تسلط سے داؤد خان تک ۲۲۴ حاکم خود سر ہوکر بادشاہ رہے اور پھر ابتدائے ۹۹۵ھ ہجری مین امرای اکبری نے داود خان کو موم کے مانند آتش نیستی پر نابود کر دیا اور ابتدائے ۹۹۵ھ سے ایکسو ۷۹ برس دہلی کے فرمان دار رہے پھر ابتدای ۱۱۷۴ھ ہجری سے آج تک ۱۱۹۷ھ ہجری اور ۲۳ برس گذرے ہین ملک مذکور کمپنی انگلسیہ کے قبضے مین ہے

جدول فرمان روای اہل اسلام

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱۔ ملک فخر الدین سلاحدار	۲ برس چند ماہ	۲۔ سلطان علاء الدین	ایک برس چند مہینے	۳۔ شمس الدین بنگرہ	۱۶ برس چند مہینے
۴۔ سکندر ولد شمس الدین	۹ برس چند ماہ	۵۔ غیاث الدین ولد سکندر	۷ برس چند مہینے	۶۔ سلطان السلاطین ولد غیاث الدین	۱۰ برس
۷۔ شمس الدین ولد سلطان السلاطین	۳ برس چند ماہ	۸۔ کانسی لومی	۷ برس	۹۔ سلطان جلال الدین	۱۷ برس
۱۰۔ سلطان احمد ولد جلال الدین	۱۶ برس	۱۱۔ ناصر غلام	۷ روز اور بقولے نیم روز	۱۲۔ ناصر جو کہ شمس الدین بنگرہ کے احفاد مین تھا	دو برس
۱۳۔ باربک شاہ	۱۷ برس	۱۴۔ سلطان یوسف	۷ برس چھہ مہینے	۱۵۔ سکندر شاہ	نیم روز
۱۶۔ فتح شاہ	۷ برس ۵ مہینے	۱۷۔ باربک شاہ	۲۰ روز	۱۸۔ فیروز شاہ	۳ برس

بتخانے مین اوسکے قریب دروازے کے اوپر چھپر اور گرد و نواح مین ۲۲ ہین انکی بھی اکثر روایتین ہین چند لوگون کا یہ قول ہی کہ کبیر موحد کا اسی جگہ پر دیہانت ہوا اوسنے بہت سے خداشناسی کے حقائق فرمائے ابھی تک اوسکا پنتھہ دنیا مین جاری ہی بلند نظری اسقدر تھی کہ ہندو و مسلمان اپنا دوست جانتے تھے جسوقت روح مبارک نے عالم قدس کا عزم کیا برہمنون کو کریا کرم کی دھن ہوئی اور مسلمان دفن کرنے کو آمادہ ہوے — القصہ صوبہ بنگالہ مع اوڈیسہ کے ۲۴ سرکار اور سات سو ستاسی محال اور مالگذاری ۵۹ کرور ۸۴ لاکھہ ۵۹ ہزار ۱۹ دام رکھتا ہی یہ سب نقدی ہی بشیتر قوم کایتھہ کی زمینداری ہی سلاطین بابری کے عہد مین تا انجام سلطنت ہر صوبہ مین فوج مقرر تھی اور عملہ سلطانی خبرگیری اور انتظام پر مامور تھا اور ۲۳ ہزار ۳ سو ۳۰ سوار اور ۸ لاکھہ ایک ہزار ڈیڑھ سو پیادہ اور ۱ سو ۷ ہاتھی اور ۴ ہزار ۲ سو ۶۰ توپ اور ۴ ہزار چار سو کشتی رہتی تھی — حالا نام راجگان اور انکا مع شمار اور تعداد سلطنت کے جدول مین لکھی جاتی ہین تاکہ کسی طرح کی غلطی نہ ہو

جدول راجگان قوم کہتری

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ سکھدت	۲۱۸	۷ ر بردہ سنگہ	۹۷	۱۳ ر شدھرکہ	۹۱	۱۹ ر رگھو ملیہ	۷۹
۲ انتک بھیم	۱۷۵	۸ ر موہن دت	۱۰۲	۱۴ جیدھرکہ	۲۱۰	۲۰ ر جگ جیون	۱۰۸
۳ رن بھیم	۱۰۸	۹ ر بنود سنگہ	۹۷	۱۵ ر اودے سنگھہ	۸۵	۲۱ ر کالو دیو	۸۵
۴ کج بھیم	۸۲	۱۰ ر اشنکر سین	۹۶	۱۶ ر بشو سنگھہ	۸۸	۲۲ کالو دیو	۹۰
۵ دیودت	۹۵	۱۱ ر متر جیت	۱۰۱	۱۷ ر نیہ ناتھہ	۷۱	۲۳ ر بجی کرن	۷۱
۶ جگ سنگہ	۱۰۶	۱۲ ر بھوپت	۶۰	۱۸ ر رکھدیو	۸۳	۲۴ ر شب سنگہ	۸۹

چوبیس تن قوم کہتری نسلا بعد نسل یعنی بیٹے اور پوتے دو ہزار چار سو برس شمع فرمانروائی سے تخت و تاج کو روشن رکھا

جدول فرمانروایان قوم کایتھہ

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ بھوج کوریا	۷۱	۴ ستند بھوج	۴۸	۷ ر راجہ کرر	۴۹		
۲ ر لال سین	۷۰	۵ ر راجہ جی پت	۵۴	۸ ر راجہ لکھن	۴۳		
۳ ر راجہ مادھو	۶۷	۶ ر راجہ پربھو	۴۶	۹ ر راجہ بھوج	۴۹		

انھون نے پشت در پشت ۴۸۰ برس کار فرمائی کی بعدہ دوسری قسم کے کایتھون کا تسلط ہوا

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ ر راجہ آدسور	۸ و ۹	۲ ر جامنی بھان	۶۶	۳ ر راجہ انرودھ	۷۱	۴ ر پرتاب رودر	۵۸

اسی جنگل مین چھوڑ دیا تھا تب سے ہاتھیون کی کثرت ہوگئی اور سرکار جنیت آباد مین بھی ہاتھی کی کثرت اور
جنگل کا ہجوم ہی **سرکار رہوگلا** ہوگلا ایک قسم کی گھاس ہی عرض مین دو تین انگل اور طول مین دو گز قطعی
سے زیادہ — اس سے چھتری بناتے ہین برسات مین اوسکے نیچے بڑی آسایش سے گذرانتے ہین —
یہ سرکار اوسی کے نام سے مشہور دریاے بھاگیرتھی کے کنارے پر ہی شہر کے گرداگرد درختون کی قطار ہی
— اس دریا مین دو تین مرتبہ بھاٹا رات دن مین آتا ہی اور مہینے کے دو تین روز کے اطراف مین بڑی
شدت سے بھاٹا آتا ہی جسکی تموج کا شور چند گھڑی تک نادیدہ کانون مین سماتا ہی اور ایک سلسلہ وار
موج اسطرح پر لہراتی ہی کہ تمام دریا کی چوڑائی مین ایک گز کی بلند معلوم ہوتی ہی اوسوقت کنارے ناؤون کو
کھول کر دریا کے درمیان مین رکھتے ہین تاکہ کہین تموج کی لہر سے کنارے کی زمین پہوچکر نہ ٹوٹ جاوین —
اکبر بادشاہ کے عہد سے شجاع الدولہ مغفور کی صوبہ داری تک سلطنت محمد شاہ بابری کے اوسط مین ایک بڑا
بڈھوا آیا اکثر اراضی کو جو ہوگلی اور ہجلی کے گرد نواح مین سمندر کنار ہین خراب کر ڈالا — ابوالفضل لکھتا ہی کہ اکبر کے
اٹھائیسوین سال جلوس مین عجیب سیلاب کا جوش ہوا تمام سرکار مین پانی دوڑ گیا وہان کا مرزبان کشتی پر سوار ہوا
اور اوسکا لڑکا پر ماننداری چند متنفسون کے ہمراہ بتخانہ پر چلا گیا اور ایک سوداگر تالارے پر گیا ڈیڑھ پہر تک وہ
زور شور رہا کہ ہوا اور ابر کی ہواداری سے مکانات اور کشتیان ڈانواڈول کرنے اور بہنے لگین مگر بتخانہ اور تالارا
موجۂ قیامت سے کنار عافیت مین رہا دو لاکھ جانداروں کا حرف زندگانی اس صحیفۂ طوفانی مین نقش بر آب ہوا
اور سوای اسکے اور بھی ایام تبہ محمد شاہ بابری کے عہد مین اس طغیانی سے ابر و باران کی شدت ہوئی کہ ایک جہاز مرمت
کے واسطے خشکی مین چادہ بہ کر کوسون پر جا لگا اور وہ بھی بہتے بہتے ایک پیپل کے درخت مین تین کوس پر اٹکا تھا
اب خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر اس بارش سے حضرت ارواح کے لیے ابر دئی ہوئی ہوگی **سرکار گھوڑا گھاٹ**
اس سرکار مین ٹانگن گھوڑا اور ابریشمی کپڑا کثرت سے ہوتا ہی ہندی میوہ بہت خصوص لٹکو جو اخروٹ کے
برابر انار کے مزے کا ہوتا ہی کسیقدر چاشنی لیے ہوے اور تین دانہ تخم کے اوسمین ہوتے ہین — **سرکار
باربک آباد** گنگا جل کپڑا وہان پر اچھا بنا جاتا ہی اور میوہ کولا بکثرت **سرکار باروہا** یہان درخت
سطبر بہت ہوتے ہین جنگلی کشتیان اور جہاز بناتے ہین لوہے کی کھان بھی ہی — **سرکار سنار گانون**
خاصہ کپڑا اور پگڑیان معروف ہین — **سرکار سلہٹ** میوہ کولا — دہلی کے سنگترون کی صورت اور
نارنگی سے ہمرنگ مگر اوس سے بڑا نہایت لذیذ اور خوش مزہ ہوتا ہی اسکے روز ہی توت کے روبرو انگور پر
تاک نہین شمالی پہاڑون کے نیچے سلہٹ سے ترہٹ تک جسکے اوس پار گنگا کے آٹھ سرکارین ہین اس
میوۂ خودرو کے ہزارہا درخت ہین **چاٹگانون** دریاے شور کے کنارے ایک بڑا شہر ہی درخت بہت

گنگا جی کی درخواست کی اور کیلاش سے جو سری مہادیو جی کا استھان ہی گنگا کو اپنے ساتھہ لیا لیکن مراد کی
کیونکہ اونکے بزرگون کے ہڈیون تک گنگا جل کا پہونچنا سو برس سے کسیقدر زیادہ مدت پر معین ہی — سوا اسکے
بہت سی عجائبات روایتین سری گنگا کے اوصاف مین منقول ہین جو کہ پرانون سے ظاہر ہی — گو کسی مخالف
مذہب کو فسانہ معلوم ہو القصہ یہ دریا قصبہ سوتی کے نیچے جہان پر شاہ مرتضی انندی کی مزار ہی دو حصہ ہوکر
ایک جنوب کے جانب بہ نکلا ہی جسکا نام بھاگیرتھی ہوا اور دوسرا بڑا شعبہ مشرق کو چلکر تیس چالیس کوس کے
بعد اوسمین سے ایک شاخ جنوب کی طرف کلبکی نام ہوکر بہی اور وہان سے چلکر پورب رخ بندر جاٹگانون کے
قریب دو شعبہ ہوکر دریاے شور مین ملتا ہی اور وہ دونو شعبہ دکھن رخ موضع ندیا کے قریب باہمدگر ملکر ہوگلی
کلکتہ سے ہوکر دریاے شور مین جا گرتا ہی — دوسرے دریاے برہم پتر جو خطا سرکوچ سے نکلکر سرکار بازوہا مین
پہونچکر وہان کل زمین اور کھیتون کو سیراب کرتا ہوا دریای شور مین ملجاتا ہی — اکثر وہان کی کشتکاری ہوتی
ہی اسقدر اقسام شالی ہوتا ہی کہ اگر ہر قسم سے ایک ایک دانہ لیوین ایک گھڑا بھر جاوے — سال مین تین
مرتبہ تک تخمریزی ہوتی ہی — یہان کی کھیتون کو کمتر نقصان ہوتا ہی — جسقدر بارش کی کثرت ہو جب بھی کھیتی بڑھتی
ہی کہ خوشہ پانی سے اوپر ہی رہتا ہی — اکثر تجربہ والون نے تیس گز تک نشو و نما پایا ہی — رعیت وہان کی
فرمان پذیر ہی اور مالگذار یہان کے لوگون کی خورش چاول اور مچھلی اور ترکاریان اور گیہون اور جو مین اسکے سوا
اور کوئی غلہ گوارا نہین — عورت و مرد برہنہ رہتے ہین سواے لنگ کے نہین چھپاتے — عمارت کا دستور یہ ہی
کہ نرکل اور بانس سے بناتے ہین اور اکثر پانچہزار روپیہ سے زیادہ خرچ مین طیار کرتے ہین اس خرچ کی عمارت
مدت تک پایدار رہتی ہی اور بوسیلہ کسبی کے مخصوص ایام برسات مین ہوتی ہی لڑائی اور باربرداری اور سواری
اور تیز روی کیواسطے رنگارنگ کی کشتیان بناتے ہین خشکی کے واسطے سنگھاسن جسے پالکی کہتے ہین رکھتے ہین
اس سواری مین لیٹنے بیٹھنے سونے کی آرام ہی بعض فیل سوار بھی ہین — پیشتر گھوڑے کا رواج تھا جہانبان خلد آشیانی
مغفور کے عہد مین اس سواری کی کثرت ہوگی — چنانچہ یہان کی بے نظیر خصوصاً ستیل پاٹی ابریشمی بافتہ کو
پاسپال کرتی ہی — دریا کی مجاورت سے نمک حاصل ہوتا ہی — دوسرے ملکون کی اشیا اس صوبہ کے
بکثرت آتی ہین مرچ اکثر پیدا ہوتی ہی لاہور تک آتی ہی **سرکار جنت آباد** پرانا شہر ہی اس صوبہ کے
بادشاہون کا دار الملک لکھنوتی و گوڑہ کے نام سے مشہور تھا جب ہمایون بادشاہ نے اسکو فتح کیا اسی نام سے
نامزد کیا — گرد قلعہ نہایت طویل اور عریض جسکی ایک دیوار کے نیون کی اینٹون سے شہر مرشد آباد اور راج محل
اور پورنیا کی عمارات طیار ہوئین — ابتک اکثر عمارتین مانند مسجد اور مقبرون کے گذشتہ زمانہ سے یادگار ہین
سرکار محمود آباد جب کہ شیر شاہ نے یہان کے مرزبان پر چیرہ دستی کی تھی اوسنے اکثر اپنے ہاتھیون کو

دوبارہ شادی کا نام نہین لیتین گو کیسی ہی جوان ہون حتی کہ اگر شب عروسی مین کسیکا شوہر آغوش قضا سے
ہمکنار ہو تمام عمر بیاہ کر شادی سے برکنار رہین — اس امر کا مرتکب ہونا بخلاف رسم و آئین کے گویا عقبے
کی روسیاہی خریدنا ہی — تمام ہندوستان مع صوبۂ تلنگانہ دکھن کے جسکی تفصیل اس کتاب مین نہین کی
مشتمل ہی بائیس صوبون اور بانوے سرکار اور چار ہزار ایکسو باون محال پر اور آمدنی اسکی آٹھ ارب ارسٹھ
کرور چھبیس لاکھ اسی ہزار پانسو چہتر دام ہین — بموجب آئین اکبری کے پندرہ صوبہ ہین جنکا حال بھی
ازروی کتاب مذکور کے مسطور ہوا — بعد اکبر کے بعض صوبون سے کسیقدر محالات علیحدہ ہوکر بنام مزید
صوبہ مقرر ہوئے مانند ٹھٹھہ اور کشمیر اور اوڈیسہ کے اور عالمگیر اورنگ زیب کے عہد سے جسنے اکثر دکن کو
فتح کیا چار صوبہ حیدرآباد — بیجاپور اورنگ آباد — ارکاٹ — زیادہ ہوئے اسطرح پر بائیس صوبہ کا
شمار ہی — صوبجات دکن کا حال جیسا ہی معلوم — لہذا تحریر ہوا اور احمد نگر کا حال آئین اکبری مین نہین
یہ بھی اس کتاب سے مرفوع القلم ہوا — جسے ان صوبجات کی کیفیت سے اطلاع ہو وہ حال مذکور درج صحیفۂ ہذا فرما کر راقم کو مشکور کرے

ممالک محروسۂ ہندوستان کا بیان بموجب تحریر شیخ ابو الفضل کے آئین اکبری سے

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے چالیسوین جلوس تک دو ہزار سات سو سینتیس قصبات ایکسو پانچ سرکارون مین تھے
بادشاہ نے ان سبکو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام صوبہ مقرر کیا اور ہر صوبہ کہ آباد اور خوش مقام پایا اپنے
آباد کیے ہوے کو صوبہ مقرر فرمایا جب برار — خاندیس — احمد نگر فتح ہوا پندرہ صوبہ ہوگئے
کسیقدر ہر ایک کی کیفیت لکھتا ہی اسامی صوبجات یہ ہی — بنگالہ — بہار — اودہ — الہ آباد — آگرہ
اکبر آباد — شاہجہان آباد — دہلی — اجمیر — مالوہ — احمد آباد — برار — خاندیس — احمد نگر —
لاہور — ملتان — کابل —

صوبۂ بنگالہ — اقلیم دوم سے ہی طول مین بندر چاٹ گانون سے تلیا گڈھی تک — اور عرض مین چارسو کوس شمالی پہاڑ سے سرکار مدارن کے آخر تک اسکے پورب طرف
سوکوس پر دریاے شور اور اوتر و دکن مین باختر پہاڑ ہی — صوبۂ بہار ایک ولایت بھاٹی نام ہی اسے
ملک کا شمار کیا جاتا ہی یہان پر آنب کا درخت کسیقدر آدمی کے قد سے چھوٹا یا برابر ہوتا اور عمدہ طرح
پھیلتا ہی اسی سے ملا ہوا ہی ایک وسیع ملک آونوس تیرہ ہی یہان کے راجہ کا رای ٹانک خطاب
ہوتا ہی اور ارکین دولت کے نام پر لفظ نراین کا ضرور اضافہ ہو دو لاکھ پیادے اور ہزار ہاتھی
اسکے یہان مین گھوڑا یہان کمیاب ہی اسکے اوتر طرف گوچ ہی اسکا سردار لاکھ پیادہ ہزار سوار رکھتا ہی
کامروپ کا جسکو کامرو بھی کہتے ہین حسن اور جادو مشہور ہی وہان کی جادوگریان ایک تعجب انگیز حکایات
لیکن تحقیقات کرنے سے وہان کے حکام کے زبانی معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصل نہین اگلے زمانہ مین

وسوقت ایزد بیہمال چارۂ کار کیواسطے پیکر انسانی مین متوجہ ہو کر جہان کو انصاف سے آباد کرے — بعضون نے
دس دس اوتار پر چودہ اور بڑھا کر چوبیس لکھے ہین اور ہر ایک کا کارنامہ تحریر کیا ہی اور قسم قسم کی صورتین چاندی
اور سونے سے بنا کر پرستش کرتے ہین — مگر جین — بودہ — پوران اوتار مین نہین — المختصر اس ملک کے
رہنے والون کا اعتقاد یہ ہی کہ ایجاد خلقت کا وسیلہ برہما ہی اور بوسیلۂ الہام کے ایک کتاب جسکا نام بید شریف ہی
زبان برہما سے مرتب ہوئی بعد ازان پیروان برہمانے اوسکی تفسیرین لکھین اور چھہ کتابین بنائین اونکو کھٹ درسن
یعنی چھہ قسم کا علم کہتے ہین انکو شاستر اور کتاب کو بید کہتے ہین بعض کا کلام ہی کہ حکیم بیاس نے چار جزو کر کے
ہر ایک کا ایک خاص نام تعین کیا یعنی رگ بید — ججر بید — شام بید — اتھربن بید — بعض کا یہ مقال ہی
کہ برہما کے چار مہینے تھے یہ کتابین مذکورۂ بالا ترتیب ہوئین — جزو اول تفسیر — پہلے شاستر ہی مؤلف
اسکا گوتم رکھہ — دوسرا پتنکہاک شاستر اسکا مؤلف کنادنامے دانشمند ہی — تیسرا سانکہ شاستر
موجد اسکا کپل ہی — چوتھا پاتنجال شاستر محرر اسکا پتنجال ہی — پانچوان بیدانت شاستر جسکو بیاس جی
نے تالیف کیا چھٹا میمان شاستر جسکی ایجاد حکیم جیمن نے فرمائی — علاوہ ان شاستروں کے اور بھی شاستر
ہین مثلاً دھرم شاستر جو کہ اہل ہنود مین بمرتبۂ علم فقہ کے ہی اسکے ذریعہ سے اعمال اور افعال اور عبادت اور ریاضت
اور برت اور خیرات اور گناہون کی چارہ سوزی اور توبہ مع دیگر معاملات چار دن برن کے دریافت ہوتے ہین
— کرم بپاک شاستر اسمین وہ علم ہی جسکے دریافت ہونے سے انسان آلام بدنی اور عارضون کی کیفیت معلوم
کر سکتا ہی کہ یہ مرض فلانی گناہ کے مکافات مین ہوا جو اگلے جنم مین سرزد ہوا تھا اور اگر یہ عمل کرے تو شفا پاوے
اور اٹھارہ پران یعنی تواریخ مشتمل ہی بیان حال نفوس قدسیہ اور عالم ملکوت اور شرح پیدایش جہان اور وقوع قیامت
اور نیز دیگر زنگار رنگ کردار نیک اور سخاوت اور عدالت اور عابدون کی حکایات اور فرمانروایان والاشکوہ کی روایات
— بیاکرن وہ علم ہی کہ کلمہ اور کلام اور ترکیب حروف اور حسن بیان اور ترکیب نظم و نثر اور عبارت کی استخوان بندی
وغیرہ کو درست کرے — بیدک بدیا یعنی طبابت جس سے بدن کی صحت اور مرض کا حال دریافت ہو اور تدبیر
ازالۂ مرض کی اوسکے ذریعہ سے کیجاوے — جوتک بدیا یعنی علم نجوم استخراج ہونا اس علم کا آفتاب سے
جانتے ہین — سامدرک بدیا یعنی علم قیافہ کہ نفس بشر کا حال خال اور خطوط پیشانی اور کف دست
کی لکیرون سے واضح ہو — لیلاوتی ایک کتاب ہی علم حساب کی تشریح مین اسے بیاکرن جوتک کہتے ہین —
شگن بدیا وحش و طیور کی آوازون سے فال لینا — اس علم کا رواج اکثر میوات اور پانی پت کے اطراف مین ہی
— سر بدیا اس علم کے عالم بذریعہ تنفس احوال خیر و شر کا دریافت کر سکتے ہین — اگم بدیا ہزارون قسم کے
جادوگریون کے بیان مین مثلاً جن و آسیب زدون کا معالجہ کرنا — اندرجال بدیا یعنی طلسمات اور کیمیا

دولپت سے برمھا تک پہونچا ہی تھا اسکے دس سر اور بیس ہاتھہ تھے جسوقت اوسکی قربان ہری سے دیوتا
عاجز ہوئے حسب رسم ماضی اوسکی سرزنش کے مستدعی ہوئے انجام کار تریتا جگ مین مہینے چیت سوکل بچھہ
نومی کو اودہ مین راجہ جسرت کی کوسلیا رانی سے رام نام آثار مقدس کا ظہور ہوا۔ اور مدت تک دشت نوردی
اور پاکیزہ مقامات کی زیارت مین بسر کیا آخر کار راون کو روانۂ عدم کرکے گیارہ ہزار برس حکمران رہے
اور اچھے اچھے آئین جاری فرمائے **کشن اوتار** — چار ہزار کسیقدر زیادہ گذرا ہوگا کہ اوگرسین نامے
جادون مرزبانی کرتا تھا اوسکا تختگاہ متھرا تھا اوسکا لڑکا کنس بڑا چیرہ دست ہوا اپنے باپ کو حکومت سے
برطرف کرکے خود خلافت کرنے اور ظلم وجفا کی راہ مین قدم دھرنے لگا اور نیز جراسندہ اور سسپال دیتون نے
ظلم رانی اختیار کی زمین گناہون اور جفاؤن کے بار سے گھبرا گئی گاؤ کے قالب مین جا کر بشن کے حضور مین دادخواہ
ہوئی وہان سے کشن کے حوالہ ہوا۔ ادھر نجومیون نے کنس کو خبر دی کہ اسی نزدیکی مین ایک شخص پیدا ہوا اور تیرا
جان ومال نابود کرے اوس پیر نابالغ نے اس صدا کے سنتے ہی نئی بدعت پیدا کی کہ جو نیا لڑکا پیدا ہوتا اوسے
مروا ڈالتا ہر سال صدہا خون کر ڈالے تا آنکہ اوسکی بہن دیوکی کا عقد بسدیو جادون کے ساتھہ ہوا اس درمیان مین
آواز ہوئی کہ اسکا آٹھوان لڑکا تیرے جام حیات کو چھلکا دیگا۔ کنس نے اس راز کے کھلنے سے اون دونون
عورت و مرد کو بندیخانہ مین قید کیا جو لڑکا اونسے پیدا ہوتا اوسے نہانخانہ عدم کو بھیجتا تا آنکہ نوبت ظہور ایزدی
نور سری کشن کی ہوئی اوسوقت بیدار بختی نے چوکیدارون کو خواب غفلت مین بے خبر کیا اور محبس کی زنجیرین
اور دروازے کھل گئے وہ نور خدا سخن سرا ہوا کہ جمن پار اسیوقت نند اہیر کے مکان مین لڑکی ہوئی ہے اور اہل خانہ
خواب مین سرشار ہین مجھے وہان پر پہونچا دو اور لڑکی کو لے آؤ جسوقت بسدیو اوس کام مین متوجہ ہوا دریا
جمن پایاب ہوگیا آخر بموجب فرمانے کے تعمیل ہوئی — نوین برس مین کنس کی گردن توڑی اوگرسین کو قید سے
رہائی دی خود تخت حکومت پر بیٹھا ایکسو پانچ برس عالم افروز رہا سولہ ہزار ایکسو آٹھہ رانیان اسکے تھین اور ہر ایک
سے دس لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور باوجود کثرت زنان کے ہر ایک عورت یہ جانتی تھی کہ آج کی رات
سری کشن مجھی سے ہم بستر رہا۔ **بودھ اوتار** — دور کلجگ مین واقع مہینے بیساکھ سکل پچھہ ستمین کو شہر گیا
مین راجہ سدہودہن کے گھر مین مایا کے برج حمل سے طلوع ہوا چونکہ لڑائیان بہت ہوئین سری بشن نے چاہا
کہ انسانی پیکر ہوکر پیدا اور جگ کی نکوہش کرے اس سبب سے یہ ظہور ہوا اور سو سال تک دنیا مین جلوہ افروز رہا
کلنکی اوتار — آخر زمانہ کلجگ مہینے اگہن سکل پچھہ دسمی کو شہر سنبھل مین بشن جن برہمن کے جورو جسوتی سے
برآمد ہوئی اور سو سال پایدار رہے — کہتے ہین ایسا زمانہ آویگا کہ صاحب انصاف راجہ نہوگا اور بدکاری کثرت سے
شروع ہوگی غلہ کی گرانی ہو عمر کوتاہ در بیس ہو تیس برس سے زیادہ زندگانی وفا نکرے موت کی گرم بازاری رہے

یہ ارادہ کیا کہ دریاے شیر سے روغن کے مانند آبحیات نکالین متھانی کے جگہ مین مند کو جو کل پہاڑون
ے بزرگ ہی دیوتا لوگ مستعمل کرتے تھے لیکن یہ پہاڑ بسبب گرانی کے دریا مین جھک جاتا اسی سبب سے بیچ
تیا تھا — پس ایزد بیچون نے اوس صورت کو جلوہ گر فرمایا اوسنے اوس پہاڑ کو اپنے کندھے پر اوٹھا لیا
یاؤن نے اپنا کام دل حاصل کیا — اس کار شگرف سے چودہ رتن برآمد ہوئے — لچھمین — یہ عروس
شکل سے ظاہر ہوئی — کوستبہ من — گوہر روشن بے بہا — پارجاتک برچھہ — عجب طرح کا درخت
کے پھول کبھی پژمردہ نہون اوسکی بو نے تمام دنیا کو معطر کیا بعض کا یہ عقیدہ ہی کہ جو خواہش ہو اس سے
د ہوا وسیکا نام کلپ برچھہ بھی ہی — سرا یا دہ وہنتر — حکیم جسکے داہنے ہاتھہ مین جونک اور بائین
ن برتھی اور بیمار کو تندرست اور مردہ کو زندہ کرتا تھا — چندرمان — جو تمام عالم کو روشن کرتا —
م دھین — مادہ گاو جو تمنا ہو اوسکی پستان سے برآمد ہو — ایراپت ہاتھی جسکے چار دانت تھے —
کھہ — سفید مہرہ خاصیت اسکی یہ کہ جسکے پاس ہو وہ ہمیشہ فتح مند رہے — بکھہ — یعنی زہر جانگزا
رت — یعنی آبحیات — رنبہا — یعنی زن خوشخو — اس — گھوڑا ہفت سرکا — سارنگ دھنک
ی کمان جسکا تیر ہمیشہ قریب پر جا وسے اور ہرگز خطا نکرے — جسوقت اسقدر گرانمایہ اشیا ظاہر ہوگئی
ہ صورت زیر زمین ناپدید ہوئی مگر ابھی تک زندہ سمجھتے ہین **باراہ اوتار** — ست جگ مین کاتک
ینے کی پورنماشی کو مہاورت شہر مین اودھ اور مصرکھہ کے نزدیک ظاہر ہوا — کیفیت یہ ہی کہ کسی ڈھب سے
یتون کے گروہ مین سے بڑی مدت تک حق تعالی کی عبادت اور بدن کے گلانے مین بسر کی ایکروز ذات
قدس نے کسی طرز پر اوسپر جلوہ گر ہو کر فرمایا کہ تیری خواہش کیا ہی — وہ دیت اس گفتار دل آویز سے
پھول گیا — لکو کہا جانوران جانستان کا نام لیکر کہا کہ انکے گزند سے رہائی پاؤن اور تمام آفاق کی سروری
میرے ہاتھہ ہو — خواستہ خدا تھوڑے ہی زمانہ مین کامرانی حاصل ہوئی حکومت عالم علوی کی
کسی اپنے خویش کو دی — دیوتا برہما کے ساتھہ بشن کے حضور مین دوڑے اور چارہ کار کے ملتجی ہوے
چونکہ بروقت خواہش حفاظت گزند جانداران سے نام باراہ کا اس بیراہ دیت نے نہ لیا تھا — جواب ہوا
کہ عنقریب ہم بصورت باراہ ظاہر ہو کر اوسکے بیخ ہستی کو جڑ سے اوکھاڑ دینگے پس ازان تھوڑی مدت کے
بعد اوس صورت نے جلوہ فرمایا اور پاتال مین اوسکے تخت پر جا دوڑا اور اوسے نہانخانہ عدم کو روانہ کیا —
اسکے ظہور کی مدت ایک ہزار سال کی کہتے ہین — **نرسنگھہ اوتار** — یہ ایک ایسا پیکر تھا جسکا آدھا دھڑ
کمر سے اوپر شیر کے ہمسر تھا اور نیچے کے طرف انسانی تھا ست جگ مہینے بیساکھہ شکل پچھہ چودسی کو ہرن پور
مین جسکا نام ہندون مشہور ہی نزدیک آگرہ کے ظاہر ہوا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص ہرن کشپ نام دیت نے

جو فرقہ ہنود مین خدا کرکے مشہور ہی فی الحقیقت ہندؤن کا اعتقاد یہی ہی شاذ نادر کوئی بداعتقاد ہو در حقیقت نے اصل
فقط ایک شبہہ ہی جو کلام قدما کی باریکیون کے دریافت کرنے مین متاخرین کو عارض ہوا حقیقت حال اسکا یہ ہی کہ ہر دور مین
جیسے یہ لوگ ست جگ — تریتا — دواپر — کلجگ کہتے ہین دس گیارہ وجود مختلف صورتون پر خاص اپنی اپنی
قدرت دکھلانے کو ظاہر ہوئے اور کارہاے دشوار کو انجام دیا — ہر ایک اونمین سے اپنے عہد مین ایک نام سے
موسوم ہو کر فرمان روا ہوا اور دیگر خلائق فرمان پذیر رہے ہین — محققان ہند کا یہ قول ہی کہ خداوند بیچون
اوس امر کے واسطے جسکا فائدہ آفریدہ کو ملے پیکر عنصری کو اپنے نور سے شرف بخشتا اور اوسکے حال پر توجہات
کما ینبغی روا رکھتا ہی اوسکے وسیلے سے ایسے امور کو ظہور دیتا ہی جو انسان کی آنکھون مین ایک عجائبات سا معلوم ہوتا
کسیطرح کا غبار اوسکے دامن حال پر نہین بیٹھتا اگرچہ عقلای ہند اوسکی طرف رجوع لاتے ہین — اور جو کہ
کسیقدر موجودات مین اپنی فروغ قدرت سے کچھہ جھلک چھوڑتا ہی اور اوس جھلک سے شکر گذاری کی قدرت اونمین
آجاتی ہی اوسے آنش اوتار کہتے ہین — اور کسی موجود کو نور فروغ آلہی سے محروم نہین سمجھتے انس اوتار شمار مین
اور پورن اوتار ہر چار جگ مین دس مرتبہ ہوا ہی اور آج تک اسی دور مین نو اوتار ہوئے ہین — اول **مچھہ اوتار**
جو پیکر ماہی مین عجائبات آثار اور انوار کردگار کا مظہر ہوا کہتے ہین کہ پایان دکن ملک دراوڑ مین واقع شہر بہدروا تی
زمانہ ست جگ مین پھاگن شوکل بچھہ اکادشی کو واقع ہوا راجہ من جسنے دو لکھ برس دنیا سے ہاتھہ جھاڑ کر ریاضت
کیری کی تھی ایک مرتبہ دریای کرت مالا مین اشنان کرتا تھا ناگاہ ایک مچھلی اوسکے ہاتھہ لگی اوسنے کہا کہ مجھے
نگاہ رکھہ ایک نادان ہاتھہ مین تھی آخر رونا شروع کیا تب راجہ نے گھڑے مین چھوڑا جب وہان بھی سمائی نہوئی
کنوئین کی چاہ ہوئی جب کنوے مین بھی کوئی صورت آسایش کی نہوئی تالاب بزرگ مین پہونچایا وہان بھی وہی
شور کھایا تب بحر گنگ مین پہونچائی جسوقت وہان بھی ندرائی دریاے شور مین لا ڈالا یہان بھی اوسنے بڑے
زور و شور سے ہاتھہ پیر نکالا تمام دنیا پر محیط ہوئی تب تو راجا کے دلمین یہ لہر اوٹھی کہ یہ موج کسی دوسرے
ہی قلزم سے ہی پس ثنا و صفت مین تر زبان ہو کر جویاے اسرار ہوا — جواب پایا کہ دریاے خدائی کا ناخدا
ہون اس جانور کو اپنے بعض امر کا مظہر بنایا تا کہ تیری اور چند دیگر برگزیدگان درگاہ کی رستگاری ہو
آگاہ ہو کر بعد ایک ہفتہ کے دریاے جدل موج زن ہو تمام جہان عالم آب ہو جائیگا پس تو فلانی کشتی پر
مع دیگر دیوتاؤن اور اودیہ کے بیٹھنا اور اوس کشتی کو اس شاخ سے جو کہ مچھہ سے نمودار ہی متعلق کر
سترہ لاکھہ ۲۸ ہزار برس پانی کا طوفان تھا بعدہ پوشیدہ ہوگیا — **گورم اوتار** یہ اوتار دور ست جگ
مین واقع ہوا کاتک سکہن بچھہ دوادشی کو کچھوے کے قالب مین ہوا — سبب اس اوتار کا یہ ہی کہ دیوتا دون

بجای آدم اور حوا کی نام مقرر کیے پس پیدایش کی آغاز ہونی شروع ہوئی — بعض اسپر قائل ہین کہ اول تعین عورت کی ہیکل پر ہوا جسکا نام مہامایا ہی بظاہر اقوت اور مشیت سے مراد رکھی ہو — بعضون نے آفتاب کو وسیلۂ آفرینش سمجھا ہی — اسکا سبب یہی ہی کہ ایسے بڑے ستارے کو موالید ثلاثہ مین قوی التاثیر جانتے ہین — کم عقلون نے سمجھا ہی کہ عالم علوی مین بھی اسکی رسائی ہوگی اور ایک عالم اوسکا آثار ہی — حکمای ہند کے نزدیک پانچ عنصر ہین چار عنصر مھورہ پر ایک عنصر — آکاس — نامے کو بدھاے اور اس عنصر کو ہر جگہ اور ہر شخص پر محیط سمجھتے ہین — آسمان کے قائل نہین دایرون پر شمار ہی — منطقہ کو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام بطور معتقدان عربی سے علاحدہ علاحدہ مقرر کیا ہی اور حصہ کو راس کہتے ہین — ستارون کو اجسام سفلی اور آفتاب سے نور پانے والے جانتے ہین — ہر ہفت ستارون کے نام مقرر کر دیے ایام ہفتہ سے نسبت دیتے ہین اور سورج کو نور سخت اور پیوند نفس قدسی کو ہر ایک کے ساتھ سمجھتے ہین — بعضے ستارون کو نفوس بشری سمجھتے اور کہتے ہین — کہ عنصری جان کے تئین گلانی اور ہوای نفسانی کے فرو کرنے سے اس مرتبۂ عالی کو پہونچے — زمین کو گول تصور کرتے ہین لیکن یہ بھی اعتقاد ہی کہ کرۂ زمین مین سات بڑے جزیرے ہین اور ہر جزیرے کا محیط ایک ایک دریا ہی ان سبھون کے نام بھی مقرر ہین — اونہین جزیرون مین سے یہ ایک جزیرہ ہی جسمین ہند اور چین — عرب — عجم — فرنگ ترکستان آباد ہی یہ قول متقدمین کا ہی — تمام عالم کے تین حصہ کیے ہین حصۂ بالا سرگ لوگ نام کو نیکنامون کا محل پاداشن سمجھتے ہین اور حصہ درمیانہ اکثر انکے مقالات یونانیون کے طور پر ہین — اور کیا عجب کہ زمانۂ آخرین کے نئے عقل لوگ اپنی تفکری یا برہمنان نے عقل کی پیروی سے اسطرح پر تعبیر کرتے ہین اور عالم کو سہ گونہ حصہ کا جو بھولوک نام کو اور نیز دیگر جانداران بنی آدم کا جای قیام اور حصۂ پایین کو پاتال ایسے بدکارون کی سزا کا محل جانتے ہین — درصورت تسلیم ممکن ہی کہ مبدع حقیقی نے ہر بار نئے طور پر آفرینش کائنات کی فرمائی ہو اسی سے چگونگی احوال حقیقت مین مختلف قول بیان کیا ہی — خلاصہ یہ ہی کہ سلسلۂ پیدایش مین ایک مرد ایک عورت سے قائل ہین — بعد پیدا ہونے آدمی زاد کے جسوقت کسیقدر کثرت انسین ظاہر ہوئی برہمانے انکو چار قسم کرکے ہر چار طرف نامزد کیا — ان سب کے سردار کو جو صاحب علم و فضل اور زاہد اور باطاعت تھے برہمن نام رکھا اور صاحبان شعور اور شجاعت کو چھتری — اور صاحبان تجارت اور زراعت اور صناعت شریفہ کو بیس — اور اہل حرفہ رذیلہ کو شودر کا لقب دیا برہمنون کا نام تحصیل علم اور عبادت اور علم سے فیض پہوچانا اور تپسیا کرنا اور دوسرون کو خدا کی راہ دکھلانا اور چھتری کا مشغلہ خراج ستانی اور سروری اور رعیت پروری اور ملک داری اور برہمنون کی حفاظت اور خدمت کرنا اور بیس کا پیشہ کشتکاری اور سوداگری اور دیگر صنائع شریفہ مین مشغول ہونا اور شودر کا کاروبار کمینہ صنعتین اور ہر سہ فرقۂ بالا کی خدمتگزاری مین مشغول ہونا مقرر ہوا۔

حصے مین اسکی خوشبو تک نہو — اس ملک کے جانورون مین فیل عجیب کوہ پیکر تمثال ہی بہ تیس برس کے بعد جوان اکیسویں
برس کی عمر طبعی پاتا ہی اسکی مادہ اٹھارہ مہینے کے بعد جنتی ہی یہ جانور جنگل کے سوا شہر و بستی مین جفتی نہین کھاتا
مگر شاذ و نادر — اگر ایسا ہو تو منحوس جانتے ہین — اگر جنگل ہی سے حاملہ آئے تو البتہ بستی مین وضع حمل کرتی ہی —
گرگدن بھی عجیب قوی تن جانور ہی آسکے چاوٴن پیر ہاتھی کیطرح اور گردن شیر کی سی اور آنکھہ موںہہ کان بیل کے رنگ پر
ہوتے ہین بہ نسبت دوسرے جانورون کے اسکا بدن نہایت سخت اور درشت ہوتا ہی اس جانور کو ہاتھی کے
ساتھہ سخت عداوت ہی ایک سینگ پیشانی پر بطور آلہ جنگ کے رکھتا ہی جسکے وسیلے سے ہاتھی کا پیٹ چاک کر ڈالتا ہی
اکثر دوسرے جنگلی جانورون پر غالب ہی — اسکا بھی تولد و تناسل جنگل ہی مین ہوا کرتا ہی گرفتاری وقت سے
ہوتی ہی شاذ نادر پادشاہ اور امرا کے قید مین پھنستا ہی — گاومیش صحرائی نہایت جراتی اور تنومند ہوتا ہی
اگر شیر سے بھڑ جائے جان سے سیر کرے کبھی کبھی امرا لوگ اس جانور کی لڑائی کا تماشا کرتے ہین خواہ ہمجنس سے
یا شیر سے لڑاتے ہین — گجراتی بیل نہایت جلد رفتار و صبا تگ ہوتا ہی کہتے ہین کہ گجرات احمد آباد کی ولایت مین
اکثر راہزن لوگ انہین بیلون کو ارابہ مین جوت کر مسافرون کی لوٹ مار کیا کرتے ہین یہ جانور اوس ڈپٹ سے تیز رو ہوتا ہی
کہ گھوڑے کا سوار پاس نہین جا سکتا — ارابہ جسے بہل اور رتھہ کہتے ہین مخصوص اسے ہندوستان کے
عقلا نے ایجاد کیا ہی بڑی عیش و آرام کی سواری ہی سایہ دار نشیمن کے ڈول کا بناتے ہین دو تین آدمی سوار ہو کر قطع منزل کر سکتے ہین
دو تین آدمی باہم سوار ہو سکتے ہین

ذکر بعض مقالات و علوم مردم ہند

شیخ ابو الفضل محرر اکبر نامہ نے تیسرے دفتر مین جسکا نام آئین اکبری ہی یہان کے باشندون کے علم اور رسوم کا ذکر کمال تفصیل
سے تحریر کیا ہی جسکی منشا اوسکی دریافت کی ہو اوس کتاب کو ملاحظہ کرے — اس مقام پر کسیقدر مشتاقون کے
واسطے خلاصہ اظہار ہوتا ہی حقیقت آفرینش کی اٹھارہ ہزار قسم اور اس سے بھی زیادہ شمار کیا ہی اور تعجب انگیز حکایتین مرقوم
ہوئی ہین اور ہر بار رنگ نئی نئی رنگ سے ہستی کے غنچے کھلے ہین یہان پر وہ ایک قسم بیان ہوتی ہی جسپر اکثر ہنود
قائل ہین — وہو ہذا — اول جس تعین پر کہ حضرت وجود نے تعلق پکڑا اور خاص جلوہ دکھلایا — اوسکا نام برہما ہی
شاید کہ عقل اول سے مراد ہو — القصہ اوس سے چار شخص نے وجود قبول کیا — سنک — سننندن — سناتن
— سنتکمار — ہر ایک کو پیدائش خلقت کا اشارا ہوا — گرچونکہ ہر ایک کو ذات قدسی سے بکثرت توجہ تھی اسلیے
کسی طرف توجہ نکی — اوسوقت دوبارہ اپنی پیشانی سے مہادیو کو ظاہر کیا ازبسکہ اسکے وجود مین جلال کی
شان تھی ایسی پیدائش کی صورت اسمین بنائی پس دس نفر دیگر ظاہر کیے غالب کہ عقول عشرہ سے مدعا ہو پس ان
سے دو مرد کا پیدا کیا — من دست روکا نام — من نام مرد اور — ست روکا عورت

بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ
ترجمہ
سیر المتاخرین
مطبع نامی گرامی منشی نولکشور